

إزالة الخفاء

عن خلافة الخلفاء

مستبہ

تالیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

مقام خلافتِ خلفاءِ راشدین کے فضائل و مناقب، فضیل حضرت شیخین صحابہ کرام کے
مراتبِ خلفاءِ راشدین کا راز، نیز امور خلافت متعلق تمام اہم اور معرکہ الاراء
مسائل پر مدلل بحث

میدی کتب خانہ آرام باغ کراچی

قارئین "ازالۃ الخفاء" کے لئے خوشخبری

» ازالۃ الخفاء « کا اصل فارسی متن سب سے پہلے ۱۳۸۷ھ میں مفتی جمال الدین خان صاحب مدارالمہام ریاست بھوپال نے شائع فرمایا تھا، اور اس کی تصحیح حضرت محمد حسن صدیقی ناٹوئی نے تین قلمی نسخوں کی مدد سے فرمائی تھی لیکن یہ تینوں نسخے ایک جگہ سے نکلے تھے یعنی حصہ اول کی آٹھویں فصل کا مقصد دوم غائب تھا جس میں شاہ ولی اللہ نے تفصیل شیخین پر دلائل عقلیہ تجویز فرمائے تھے۔ چنانچہ حصہ دوم کے آخر میں مولانا ناٹوئی تحریر فرماتے ہیں:

» خاتمۃ الطبع :- احقر محمد حسن عرض کرتا ہے کہ بوقت طباعت جو کتابیں (مخطوط) موجود تھیں ان میں سے

صرف ایک کتاب میں مقصد اول کی عبارت یہاں تک دستیاب ہوئی، اور باقی کتابوں (قلمی نسخوں) میں اس سے بھی تین وزن کم تھے۔ سیاق عبارت اور مصنف کی عادت سے کہ خاتمۃ رسائل کے موقع پر بجایا لکھتے ہیں "ہذا آخر ما اردنا ایرادہ" وغیرہ، معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقصد کچھ ناتمام رہ گیا ہے۔ فقیر کو بہت تلاش کے باوجود یہ ستمہ دستیاب نہ ہوا۔ ناظرین سے امید ہے کہ اگر کہیں اس کا نشان مل جائے تو اس میں اضافہ فرمادیں اور فقیر کو بھی اطلاع کر دیں۔۔۔۔۔"

گزشتہ تقریباً سو سال سے "ازالۃ الخفاء فارسی" کے تمام مطبوعہ نسخوں اور اس کے تراجم میں یہ حصہ ناتمام چلا آ رہا ہے۔ بفضل تعالیٰ اس کتاب کے ناشر کو عرصہ دراز سے شاہ ولی اللہ کی تصانیف سے گہرا شغف رہا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مطالعہ کے دوران راقم کو یہ گمشدہ حصہ شاہ صاحب کی بعض تصانیف میں پورا کا پورا مل گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب اس حصہ پر نظر ثانی کر کے یا اس کا اختصار کر کے "ازالۃ الخفاء" میں شامل کرنا چاہتے تھے لیکن اس کا موقع نہ مل سکا۔

اب ہم اس گمشدہ حصہ کا فارسی متن مع اردو ترجمہ "ازالۃ الخفاء" جلد دوم کے آخر میں شامل کر رہے ہیں۔ اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ "ازالۃ الخفاء" کا وہ حصہ جو تقریباً سو سال سے ناتمام چلا آ رہا تھا اب مکمل ہو جائے گا اور قارئین و محققین کی تشنگی دور ہوگی۔ اس مقصد کے لئے "ازالۃ الخفاء" جلد دوم کا دوسرا ایڈیشن ملاحظہ فرمائیے جس کو "قدیمی کتب خانہ" بعد نظر ثانی و اضافہ شائع کر رہا ہے۔

معراج محمد

ہفتم، قدیمی کتب خانہ — کراچی

ازالۃ الخفاء

عن خلافتہ الخلفاء
مستبر

www.KitaboSunnat.com

تالیف جفیہ تر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

مترجمہ

مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی

جلد سوم

مدیری کتب خانہ آرم باغ کراچی

فہرست مضامین

ازالۃ الخفاء (مترجم)

جلد سوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰	آپؐ کا شروع بعثت ہی میں اسلام لانا۔	۲	۱۔ (مقصد دوم) :- خلفاء اربعہ کے محاسن مناقب
۳۱	آپؐ کے اسلام کا سبب نبیہ غیبی ہوتی چند مرتبہ۔	۲	پہلا مکتبہ : پیغمبری کی صفات خاص
۳۳	آپؐ کے اسلام لانے کے فوراً بعد بہت سے شرفاء قریش آپؐ کی ترغیب سے اسلام لائے۔	۴	ذیلی مکتبہ : نبی کی چار جامعہ صفات
۳۴	اسلام کے ابتدائی غربت کے دور میں آپؐ نے تقویت اسلام اور خدمت آنحضرتؐ صلعم کیلئے چالیس ہزار درہم خرچ کئے۔	۷	قبل از بعثت کی حالت : نبی صلعم کا اصلاح کام اور اس کے نتائج۔
۳۴	قریش کے سات غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔	۷	دوسرا مکتبہ : غیر نبی کو نبی کے ساتھ تشبیہ کیونکر حاصل ہوتا ہے اور پیغمبر کی اعانت کیسے ہوتی ہے؟ نیز نبوت کے بوجھ اٹھانے اور کار نبوت کو پورا کرنے میں غیر نبی کیسے حصہ لیتا ہے؟
۳۵	قریش کے سامنے توخید پر پہلا خطبہ آپؐ نے دیا۔	۱۰	تیسرا مکتبہ : خلفائے راشدینؓ کے آنحضرتؐ صلعم اور آپؐ کی امت کے درمیان واسطہ بننے کی کیفیت کا بیان
۳۶	آنحضرتؐ صلعم کو قریش کی ایذا سے بچانے کیلئے آپؐ نے اپنے آپ کو وصال بنا دیا۔	۱۵	(۱) خلفاء راشدینؓ کی خدمات دربارہ قرآن۔
۳۹	آنحضرتؐ صلعم کو قریش کی ایذا سے بچانے کیلئے آپؐ نے توریہ و کتابہ سے کام لیا۔	۱۸	(۲) خلفاء راشدینؓ کی خدمات علم حدیث میں۔
۳۹	آپؐ شعب ابی طالب میں آنحضرتؐ صلعم کے ساتھ تھے۔	۲۱	(۳) خلفاء راشدینؓ کی خدمات علم فقہ میں۔
۴۰	سب سے پہلے آپؐ نے (مکہ میں) مسجد بنائی۔	۲۳	(۴) خلفاء راشدینؓ کی خدمات علم احسان میں۔
۴۱	آپؐ نے اعلان کلمۃ اللہ کیلئے فارس کے روم پر غالب آ جانے کے قصہ میں شرط لگائی۔	۲۳	(۵) خلفاء راشدینؓ کی خدمات علم حکمت میں۔
۴۲	آنحضرتؐ صلعم مکہ میں روزانہ آپؐ کے گھر آمد و رفت رکھتے تھے۔	۲۴	(۶) خلفاء راشدینؓ کی سیاسی و فوجی خدمات۔
۴۲	آنحضرتؐ صلعم سے حضرت عائشہؓ کے نکاح کے بعد آپؐ نے حد درجہ ادب ملحوظ رکھا۔	۲۶	مناقب جمیلہ صدیق اکبرؓ
۴۳	سب سے پہلے آپؐ نے واقعہ معراج کی تصدیق کی۔	۲۶	آپؐ کی براعت نسب۔
		۲۹	آنحضرتؐ صلعم سے آپؐ کی محبت و ملائمت قبل از اسلام سے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۲	غزوہ تبوک میں حضرت صدیقؓ کے بہت سے فضائل نمایاں ہوئے۔	۴۳	عرب قبائل میں تبلیغ کے وقت آپؐ ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔
۶۳	۹؎ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؐ کو امیرِ حج بنایا اور اسلام میں پہلے امیرؓ ہوئے۔	۴۴	آپؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقِ ہجرت تھے۔
۶۶	حجۃ الوداع میں آپؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔	۴۴	غزوہ بدر میں آپؐ کو نمایاں اعزازات حاصل ہوئے۔
۶۶	مرض الموت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبرؓ پر بہت عنایات فرمائیں اور امامتِ ناز سے مشرف کیا۔	۴۷	غزوہ اُحد میں آپؐ کو فضائلِ عظیمہ حاصل ہوئے۔
۶۷	آپؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر دفن ہوئے۔	۴۹	غزوہ خندق میں آپؐ کو ایک شکر کی سالاری ملی۔
۶۷	ایک نکتہ : ہاجرین اولین خلافت کے مستحق کیوں ہوئے اور ہاجرین اولین میں حضرت ابو بکرؓ کی منفرد حیثیت۔	۴۹	غزوہ ٔربیع میں حضرت عائشہؓ پر تہمت کا واقعہ اور اسکے منہ میں حضرت ابو بکرؓ کی نمایاں فضائل نصیب ہوئے۔
۶۸	دوسرا نکتہ : حضرت ابو بکرؓ کی اعانتوں اور خدمتوں کی شہادت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔	۵۱	صلح حدیبیہ میں آپؐ کے مناقب کا ظہور۔
۶۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو بکرؓ کی صحبت دائمی و اخلاص۔	۵۵	غزوہ خیبر میں آپؐ حاضر تھے۔
۷۲	حضرت صدیق اکبرؓ کی قوتِ عقلیہ انبیاءؑ کی قوتِ عقلیہ کے مشابہ تھی۔	۵۵	سرزمینِ قنارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؐ کو امیر بنایا۔
۷۷	حضرت صدیق اکبرؓ کی قوتِ عملیہ بھی انبیاءؑ کی قوتِ عملیہ کے مشابہ تھی۔	۵۵	سلاطینِ عالم کے نام خطوط بھیجئے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابو بکرؓ کی عمر و عمرہ کی فضیلت بیان کرنا۔
۷۹	حضرت صدیقؓ کی صفائیِ قلب۔	۵۶	آپؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحفِ مسلمین کی بابت مشاورت کرتے تھے اور آنحضرت ان کے مشوروں کو قبول کرتے تھے۔
۸۰	حضرت صدیقؓ کا توکل۔	۵۷	سورۃ تحریم میں وصیائے المؤمنینؑ کا اشارہ حضرت ابو بکرؓ کی طرف سے ہے۔
۸۱	حضرت صدیقؓ کی بیت المال میں احتیاط۔	۵۷	آپؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز چھپاتے تھے۔
۸۱	حضرت صدیقؓ کی دعا۔	۵۸	آپؐ ہر چیز میں سبقت کرتے تھے۔
۸۲	آپؐ کا زبانِ کورہ کے رکھنا۔	۵۸	غزوہ فتح مکہ میں آپؐ کو نمایاں فضیلت حاصل ہوئی۔
۸۲	حضرت صدیقؓ کی تواضع۔	۵۹	واقعہ حنین میں اوقاتِ نبیؐ کے تقسیم میں ابو بکرؓ کا مشورہ ہی درست ٹھہرا۔
		۶۱	غزوہ طائف میں حضرت صدیقؓ کو بہت سی شاندار فضیلتیں حاصل ہوئیں۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۳	آپ کا آیت علیکم افسسکم کی غلط تاویل کو درست کرنا۔	۸۲	حضرت صدیق کی شفقت خلق اللہ پر اور آپ کا لذات نفس سے خالی ہونا۔
۱۰۳	آپ کا نافعین زکوٰۃ سے قتال کے بارے میں اشکال دور کرنا۔	۸۳	آپ کا راضی برضائے الہی ہونا۔
۱۰۴	جیش اسامہ کی روانگی کے مسئلہ پر آپ کا صحیح فیصلہ۔	۸۳	آپ کے نفی ارادہ کا ثبوت۔
۱۰۵	مرتدین سے قتال کی بابت مباحثہ میں آپ کی اصابت۔	۸۳	آپ کے زہد کا واقعہ۔
۱۰۶	قتال مرتدین میں خالد بن ولید کو امیر متعین کرنے کا عمدہ فیصلہ۔	۸۴	آپ کا خوف (حساب و آخرت)۔
۱۰۶	آپ نے بعض اکابر صحابہ کو دس دس اور حدیث نفس سے نجات کا طریقہ تجویز فرمایا۔	۸۴	آپ کی عبرت کا واقعہ۔
۱۰۸	حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کا مسئلہ حل کیا۔	۸۴	عجب سے آپ کا مبرا ہونا۔
۱۰۸	حضرت ابوبکرؓ کی خلافت توڑنے کی بابت زبیرؓ اور بنی ہاشم کے مشورے شیخینؓ نے اس کا بحسن تدبیر دفع کیا۔	۸۵	آپ کا گریہ و بکا۔
۱۰۸	حضرت ابوبکرؓ نے امت کیلئے اجتہاد کا ایک قاعدہ مقرر کر دیا جس پر سب مجتہدین کاربند ہوتے۔	۸۵	آپ کا خلق خدا کیلئے نافع ہونا۔
۱۱۴	آپ نے داوی کی میراث کا مسئلہ حل کیا۔	۸۵	آپ کا ترک سوال۔
۱۱۵	داوی کی میراث کی بابت آپ کا قول درلئے۔	۸۵	آپ کے صدق نیت کا حال۔
۱۱۶	کلالہ کی تفسیر میں حضرت ابوبکرؓ کی رائے۔	۸۶	حضرت صدیقؓ نے نشر قرآن عظیم کا بار کیسے اٹھایا۔
۱۱۷	آپ نے شراب پینے کی حد کا تعین فرمایا۔	۸۷	آپ نے اشاعت علم حدیث کا بار کیسے اٹھایا۔
۱۱۷	تا تب ہونے والے مرتدین سے آپ نے عجیب عجیب حکامات فرمائے۔	۹۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو مشکل بھی پیش آئی صدیق اکبرؓ نے اس کو حل کر کے مسلمانوں کو حیرت و تروڑ سے رہا کیا۔
۱۱۸	ملک شام میں جہاد کو جانے والے جاہلین کو آپ نے منہمک و جامع نصیحتیں فرمائیں۔	۹۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور زندگی کی بابت تنازعہ اور ابوبکر صدیقؓ کا اسکی بابت اختلاف ختم کرنا۔
۱۱۹	آپ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر کیا۔	۹۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام دفن اور کیفیت نماز جنازہ میں اختلاف اور حضرت صدیقؓ کا یہ اختلاف ختم کرنا۔
۱۲۱	حضرت ابوبکرؓ کی حضرت عمرؓ کو وصیتیں۔	۹۳	سقیفہ بنی ساعدہ میں مسئلہ خلافت پر اختلاف اور حضرت ابوبکرؓ کا یہ اختلاف ختم کرنا، اور سب کا آپ کو خلیفہ بنانے پر اتفاق۔
۱۲۲	نکتہ: انباذ غرد و نکر میں حضرت ابوبکرؓ کی مابہ الامتیاز نصیب	۹۳	آپ نے منصب نبوت اور منصب خلافت میں تفریق کی۔
۱۲۵		۱۰۱	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۲	حضرت ابوبکرؓ کے آخری لمحات کے جذبات	۱۲۶	حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مواعظ، رقائق اور حکمتیں۔
۱۵۲	مناقب جمیلہ فاروق اعظمؓ	۱۳۲	حضرت صدیقؓ کے چند کلمات حقوق خلافت کی کارل ادا انگلی کی بابت۔
۱۵۲	حضرت عمرؓ قریش میں ایک خاص مقام اور کارل و جاہلیت رکھتے تھے۔	۱۳۲	صدیق اکبرؓ نے سب سے پہلے آنحضرتؐ کے وعدے پورے کئے اور آپؐ کے قرضوں کو ادا کیا۔
۱۵۲	آپؐ کو تدبیر غیب کھینچ کر اسلام کی طرف لاتی۔	۱۳۲	اس کے بعد آپؐ نے قرآن کو دو لوح میں جمع کیا۔
۱۵۶	آپؐ کے اسلام لانے پر آنحضرتؐ صلعم نے دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔	۱۳۲	آپؐ آنحضرتؐ کے مقرر کردہ عاملوں کو برقرار رکھا۔
۱۵۶	آپؓ نے مسلمان ہونے پر اپنے اسلام کا اعلان کیا اور انہیں برداشت کیں۔	۱۳۸	آنحضرتؐ نے جس شخص کی حفاظت و رعایت کیلئے حکم فرمایا تھا صدیق اکبرؓ نے اسکی رعایت کی۔
۱۵۸	ایک نکتہ : فاروق اعظمؓ کے اسلام لانے میں تاخیر کی تلافی کیسے ہوئی۔	۱۴۰	کیا تاب مرتدین پر ان لوگوں کی دیت واجب ہے جن کو انھوں نے دیر امتداد میں قتل کیا تھا۔ اس مسئلہ میں حضرت ابوبکرؓ کی رائے۔
۱۵۹	آپؓ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انھوں نے اسلام کا اعلان کر دیا۔	۱۴۰	کنوارے زانی کو جلا وطن کرنے کے بارے میں حضرت صدیقؓ کی رائے۔
۱۶۰	آپؓ نے رسول اللہ صلعم سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ کی فضاں چھوڑی۔	۱۴۱	اگر کوئی تیسری بار چوری کرے تو کیا سزا ہو۔ حضرت ابوبکرؓ کی رائے۔
۱۶۰	آپؓ کو غزوہ بدر میں اچھی فضیلتیں ملتی تھیں۔	۱۴۲	تقسیم غنیمت میں سبقت فی الاسلام کی بنا پر فضیلت دی جاتی یا نسب کی بنا پر۔ حضرت ابوبکرؓ کا طرز عمل۔
۱۶۵	آپؓ کو غزوہ احد میں نمایاں فضائل حاصل ہوئے۔	۱۴۳	مرتدین سے حضرت ابوبکرؓ کے جہاد و قتال اور فتنہ ارتداد کی سرکوبی کا حال۔
۱۶۶	آپؓ غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔	۱۴۶	فارس و روم کے خلاف جنگوں میں حضرت ابوبکرؓ کی حکمت عملی۔
۱۶۷	آپؓ غزوہ بنی مصطلق میں حاضر ہوئے۔	۱۵۰	حضرت ابوبکرؓ کا حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنانے کیلئے وصیت نامہ لکھا اور حضرت عمرؓ کو نصیحتیں کیں۔
۱۷۰	آپؓ حبشہ میں حاضر تھے جہاں آپؓ کو بے حساب فضائل حاصل ہوئے۔		
۱۷۳	ایک نکتہ : غلبہ کے معنی، اور داعیہ درو یا کا باہمی فرق۔		
۱۷۳	دوسرا نکتہ : صحابہؓ کو ہدایت ملنے کے مختلف طریقے۔		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۹۳	دوسرا نکتہ: فارس و روم کی فتح کا اہتمام حضرت عمرؓ نے کئی طریقوں سے کیا۔	۱۷۵	اور حضرت عمرؓ کا مزاج۔
۱۹۵	دولت ساسانیہ کے برباد ہونے کا حال۔	۱۷۶	غزوہ خیبر میں حضرت عمرؓ کو بہت سے مناقب ملے۔
۲۰۰	روزِ ارمات کا حال۔	۱۷۸	غزوہ فتح مکہ میں حضرت فاروقؓ کے متعدد فضائل ظہور میں آئے۔
۲۰۲	روزِ اغواٹ کا حال۔	۱۸۰	آنحضرتؐ صلعم نے حضرت فاروقؓ کو مدینہ کے صدقات پر مابل بنایا۔
۲۰۵	روزِ عباس کے واقعات۔	۱۸۰	حضرت عمرؓ نے غزوہ حنین میں فضائل عظیمہ حاصل کئے۔
۲۰۷	لیلۃ الہریہ کا حال۔	۱۸۰	طلائف میں آپؐ کو نمایاں فضیلت ملی۔
۲۰۹	دائن پر حملہ اور فتح۔	۱۸۲	غزوہ تبوک میں آپؐ نصف مال خرچ کیا۔
۲۱۰	شام میں حضرت فاروقؓ کا سعد بن ابی وقاصؓ کو واپس بلانا اور یزیدؓ کی لشکر کشی۔	۱۸۲	آپؐ حجۃ الوداع میں حاضر تھے۔
۲۱۱	حضرت عمرؓ کا نعمان بن مقرن کو سپہ سالار بنانا اور فتح الفتوح کا حصول جسکے بعد دولت ساسانیان کا ٹکلی خاتمہ ہو گیا۔	۱۸۲	بہت سے فضائل میں آپؐ صدیق اکبرؓ کے شریک تھے اور مشاورت میں حصہ دار رہے۔
۲۱۲	شام سے رومیوں کی حکومت کا خاتمہ۔	۱۸۳	آنحضرتؐ صلعم کے انتقال کے بعد حضرت صدیقؓ کی خلافت کے لئے آپؐ خوب کوشاں رہے۔
۲۱۳	حمص کی فتح۔	۱۸۳	صدیق اکبرؓ کی خلافت میں آپؐ خلیفہ کے نائب اور وزیر و مشیر و قاضی رہے۔
۲۱۴	لاذقیہ، قنسرین، حلب و انطاکیہ کی فتح۔	۱۸۳	صدیق اکبرؓ نے آپؐ کو اپنا ولیعہد بنایا اور افضل امت قرار دیا۔
۲۱۵	قیساریہ اور اجنادین کی فتح۔	۱۸۴	حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ایسی سیاست برتی جو کسی خلیفہ کو فیسر نہ آئی، نہ ان سے پہلے نہ ان کے بعد۔
۲۱۶	بیت المقدس کا محاصرہ۔	۱۸۴	حضرت عمرؓ کی اولیات۔
۲۱۷	حضرت عمرؓ کا سفر برائے بیت المقدس اور بیت المقدس میں داخلہ۔	۱۸۵	عہدِ فاروقی میں جہاد و فتوحات و حصولِ غنائم کا حال۔
۲۱۸	حمص میں قیصر روم سے پھر مقابلہ و فتح۔	۱۹۱	عہدِ فاروقی میں کفر و اسلام کے درمیان فرقانِ اکبر کا ظہور ہوا۔
۲۱۹	مصر کی فتح۔	۱۹۱	ایک نکتہ: فارس و روم کی فتح کی بشارت نبویؐ میں حضرت عمرؓ کے ذریعہ پوری ہوئی۔
۲۲۰	دیگر ممالک جو عہدِ فاروقی میں فتح ہوئے۔		
	ایک نکتہ: ارادۃ الہی کہ اسلام تمام روستے زمین پر		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۴۸	آپ نے کفار سے مصالحت کرتے وقت ہر قوم سے الگ الگ شرطیں مقرر کیں۔	۲۲۰	ظاہر ہو اس طرح پورا ہوا کہ حضرت عمرؓ کے ہاتھوں قیصرؓ کی حکومتوں کا زوال ہوا اور اسکے بعد تمام زمین اسلام کے زیر اثر آگئی۔
۲۴۸	آپؐ اسباب مجاہدین کی تیاری کا مل طور پر کرتے تھے۔		حضرت عمرؓ کی فتوحات خدا کی نشانی ہیں۔ ان کی نظیر نہ اس سے پہلے ملتی ہے نہ بعد میں۔ نیز ان مفتوحہ علاقوں میں اب تک اسلامی شعائر کا رواج ہے۔
۲۴۹	آپؐ نے شاہین جاہلیت کے ذاتی اموال کو بیت المال میں داخل کر دیا تاکہ ضرورت مندوں کو وقت پر دے سکیں۔	۲۲۱	حضرت عمرؓ کی فتوحات کی خصوصیات۔
۲۴۹	آپؐ نے دیر پا رہا مالوں کو بٹھایا تاکہ خمس وصول کر سکیں۔	۲۲۳	حضرت فاروقؓ کی سیاست اور جہانبانی کی چند حکایات۔
۲۵۰	آپؐ امانتدار اور عدول لوگوں کو عامل بناتے تھے اور ان کو اچھی طرح نصیحتیں کرتے تھے۔	۲۲۵	حضرت فاروقؓ نے اپنی پالیسی کا اعلان کیا۔
۲۵۹	آپؐ نے سرکوں کے ناکوں پر محصلین کو بٹھایا اور مسلمانوں سے زکوٰۃ اور جزیوں سے عشر وصول کیا۔	۲۲۶	حضرت فاروقؓ کا لوگوں سے سلوک، ان کی خدمت اور اصلاح۔
۲۶۱	آپؐ نے اہل ذمہ کے ساتھ نیک برتاؤ کی تاکید فرمائی۔	۲۲۸	آپؐ کا عاملوں کے حقوق و فرائض بیان کرنا۔
۲۶۳	آپؐ نے شاعروں کو کسی کی بھوکے کی سخت ممانعت کر دی۔	۲۳۱	حضرت فاروقؓ کے تعمیراتی کام۔ بصرہ اور کوفہ کو آباد کرنا۔
۲۶۳	آپؐ کو مردم شناسی کا بڑا ملکہ حاصل تھا جو خلافت کا بڑا اعظم ہے۔	۲۳۳	آپؐ نے تاریخ و سن مقرر کیا۔
۲۷۱	آپؐ مسلمانوں کے معاملات میں کفار سے اعتماد کے کام لینے کو شدت سے منع کرتے تھے۔	۲۳۴	آپؐ نے خالدؓ اور سعدؓ کو کیوں معزول کیا۔ ان دونوں کے عزل سے کوئی فرق نہ پڑا۔
۲۷۲	آپؐ بذات خود گشت کیا کرتے تھے تاکہ مسلمانوں کا حال معلوم کریں۔	۲۳۶	آپؐ نے مسجد نبویؐ کی توسیع کی۔
۲۸۳	آپؐ بیت المال کی حفاظت میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔	۲۳۶	آپؐ نے قحط دور کرنے کی کامیاب کوشش کی۔
۲۸۷	آپؐ مسلمانوں کے گھریلو حالات معلوم کرتے، اگر کوئی رخنہ نظر آتا تو اصلاح فرماتے۔	۲۳۷	آپؐ نے بڑے شہروں میں ہر شعبہ کا الگ حاکم مقرر کیا۔
۲۸۸	آپؐ آنحضرتؐ صلی علیہ وسلم کے اقارب کے ساتھ نیک برتاؤ کا بہت اچھی طرح لحاظ کرتے تھے۔	۲۳۷	انتظامیہ، عدلیہ اور مالیات کو الگ الگ کیا۔
۲۹۵	آپؐ تحریف و تبدل کے محتفل مواقع سے ملت کا تحفظ دوسرے طریقوں سے کرتے تھے۔	۲۳۷	تقسیم غنائم و وظائف کے لئے آپؐ نے دفتر مسلین وضع کیا اور ان کی درجہ بندی کی۔
		۲۳۷	آپؐ نے سواد عراق کی پیمائش کرائی اور ہر علاقہ پر ایک خراج مقرر کیا۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۱۰	ہر واحد جاتر ہے۔	۲۹۶	فاروق اعظمؓ کا وسیع النظر ہونا علم احکام اور فقہ میں۔
۳۱۱	اجماع۔	۲۹۶	آپؓ امت کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔
۳۱۱	شرط تیکس۔	۲۹۷	آپؓ کے فقہی مسائل ظاہر دین اور سواد اعظم ہیں۔
۳۱۱	ایسے مسئلہ کی بابت پوچھنے کی کراہیت جو ابھی پیش نہیں آیا۔	۲۹۷	آپؓ عالم و فقیہ ہونے پر آنحضرتؐ کی شہادت۔
۳۱۳	علم میں لڑائی جھگڑے کی بُرائی۔	۲۹۷	آپؓ کے عالم و فقیہ ہونے پر صحابہؓ و تابعینؓ کی شہادت۔
۳۱۳	کتاب الصلوٰۃ	۲۹۸	آپؓ کی فقہ کی نسبت تمام صحابہؓ کی فقہ کے مقابلہ پر بزرگوار۔
۳۱۳	طہارت نازکے لئے شرط ہے۔	۳۰۱	آپؓ کے مصنف کے ہر مقابلہ تمام صحابہؓ کے مصنف کے۔
۳۱۳	وضو کی ترکیب۔	۳۰۱	آپؓ کی نسبت مجتہدین اُمت کے ساتھ ایسی ہے جیسی مجتہدین متبذل کی نسبت ہوتی ہے مجتہدین متبذل کے ساتھ۔
۳۱۵	وضو کو واجب کرنے والی چیزیں۔	۳۰۲	آپؓ کو شرط میں واسطہ بناتے بغیر مجتہدین اولہ شریعہ میں غور و خوض نہیں کر سکے ہیں۔
۳۱۶	پیشاب پاخانہ کے آداب۔	۳۰۲	اہم مسائل فقہ میں مجتہدینؓ فاروق اعظمؓ کے مذہب کے تابع ہیں۔
۳۱۶	خفین رموزوں پر مسح کرنا۔	۳۰۲	مسائل جزئیہ میں مجتہدینؓ کے باہمی اختلاف کی وجوہ۔
۳۱۷	غسل کی ترکیب۔	۳۰۵	احادیث کی ترجیح و تطبیق میں مجتہدینؓ نے حضرت عمرؓ کا اتباع کیا ہے۔
۳۱۷	جو چیز غسل کو واجب کرتی ہے۔	۳۰۶	حضرت عمرؓ کے مسائل فقہ میں اجماع پایا جاتا ہے۔
۳۱۹	مجنبی کا حکم۔	۳۰۸	رسالہ فقہ عمر فاروقؓ
۳۱۹	حام میں داخل ہونا۔	۳۰۹	حضرت عمرؓ کے اصول فقہ
۳۲۰	پانیوں کا بیان۔	۳۰۹	شریعت کے چار دلائل ہیں۔
۳۲۰	نجاستوں کو پاک کرنا۔	۳۰۹	کتاب اللہ کے عام کی تخصیص سنت سے اور کتاب اللہ کے مجمل کی تفسیر سنت سے۔
۳۲۱	تیمم کا بیان۔	۳۰۹	حدیث صرف ثقہ راوی سے ہی جاتے۔
۳۲۳	اوقات نماز۔		
۳۲۵	عشاء کے بعد بات کرنا۔		
۳۲۵	جماعت میں حاضر ہونا۔		
۳۲۷	سنت اذان۔		
۳۲۹	مساجد کا بیان۔		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۲۸	نماز تراویح کی جماعت کا رواج۔	۳۳۱	نماز پڑھنے والا کیا پہنے۔
۳۲۹	رکعات تراویح۔	۳۳۲	استقبال قبلہ۔
۳۲۹	لیلۃ القدر کا تعین۔	۳۳۳	طریق نماز۔
۳۵۰	نماز چاشت۔	۳۳۳	دُعائے افتتاح الصلوٰۃ۔
۳۵۰	نماز وتر۔	۳۳۴	نماز میں قرأت۔
۳۵۱	نماز وتر میں قنوت۔	۳۳۵	سورۃ فاتحہ میں بسم اللہ۔
۳۵۱	نماز فجر و ظہر سے پہلے کی سنتیں۔	۳۳۶	مقتدی کے لئے قرأت سورۃ فاتحہ۔
۳۵۲	نماز عصر و مغرب کے درمیان کوئی نماز نہیں۔	۳۳۶	حضرت عمرؓ نے مختلف نمازوں میں کون کونسی
۳۵۲	سفر میں نفل پڑھنا۔	۳۳۶	سورتیں پڑھیں۔
۳۵۳	سجدۃ شکر ادا کرنا۔	۳۳۹	سجدۃ تلاوت۔
۳۵۳	نفل نماز ایک گت۔	۳۴۰	رفعیہ دین۔
۳۵۳	ایک ہی نماز کو دوبارہ پڑھنا۔	۳۴۰	رکوع و سجود کا طریقہ۔
۳۵۴	نفل نماز دو دو رکعت ہے۔	۳۴۱	نماز فجر میں قنوت۔
۳۵۴	گھر میں نفل نماز پڑھنا۔	۳۴۲	نماز میں تشہد۔
۳۵۴	جمعہ کا بیان۔	۳۴۳	نماز میں درود۔
۳۵۴	جہاں قیام ہو وہاں جمعہ پڑھنا۔	۳۴۳	سلام پھیرنے کا طریقہ۔
۳۵۴	خطبہ جمعہ کی نوعیت۔	۳۴۴	نماز میں بھول ہو جائے تو کیا کرے۔
۳۵۵	قَسَّوْاْ اِلَیْ ذِکْرِ اللّٰهِ کا مفہوم۔	۳۴۴	نماز قصر۔
۳۵۵	خطبہ میں فصل دینا۔	۳۴۵	جمعہ بین الصلوٰتین۔
۳۵۵	جمعہ کی پہلی اذان کس وقت ہوتی ہے۔	۳۴۶	نماز میں نکیسر پھوٹ جانا۔
۳۵۵	خطبہ شروع ہونے پر خاموش ہو جانے کا حکم۔	۳۴۶	نماز میں اشارہ کرنا۔
۳۵۵	جمعہ کے دن سفر کرنا جائز ہے۔	۳۴۶	نواقل۔
۳۵۵	جمعہ کے دن غسل کا حکم۔	۳۴۶	عیدین اور استسقاء کی تکبیریں۔
۳۵۶	جنازہ کا بیان۔	۳۴۸	استسقاء کی نماز سنت ہے یا نہیں۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۶۱	قبر کو کون کی طرح ابھارنا۔	۳۵۶	مرنے والے کو تلقین لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کرنا۔
۳۶۱	مردوں کو گایاں مت دو۔	۳۵۶	مردہ شخص کو دفن کرنے کا حکم۔
۳۶۱	مردے کے حق میں کلمات خیر کہنے کا اثر۔	۳۵۶	بیری اور آپ ریحان سے میت کو غسل دینا۔
۳۶۲	غذایہ قبر سے پناہ مانگنا۔	۳۵۶	باپ میت کی نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے نسبت شوہر کے۔
۳۶۲	مردوں پر رونا۔	۳۵۷	میت کو خوشبو اور مشک لگانا۔
۳۶۲	کتاب الزکوٰۃ۔	۳۵۷	مرد کو تین کپڑوں میں کفنانا۔
۳۶۲	حضرت عمرؓ کا مکتوب زکوٰۃ کی شرح، مقدار اور دیگر احکام کی تفصیل میں۔	۳۵۸	عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا۔
۳۶۳	زکوٰۃ میں کونسی بکری کیجئے اور کونسی نہ لی جاتے۔	۳۵۸	جنازہ کے آگے چلنا اور تیز چلنا۔
۳۶۵	سبزی ترکاری میں زکوٰۃ نہیں۔	۳۵۸	نماز جنازہ کی تکبیرات میں صحابہؓ کا اختلاف پھر عید۔
۳۶۵	اموالِ یتامیٰ پر زکوٰۃ۔	۳۵۸	فاروقی میں چار تکبیروں پر اتفاق۔
۳۶۵	ملوک پر زکوٰۃ نہیں۔	۳۵۹	نماز جنازہ کی دُعا۔
۳۶۵	زکوٰۃ کی نقد وصولیابی۔	۳۶۰	نماز جنازہ کی کوئی دُعا مقرر نہیں ہے۔
۳۶۵	پانی لانے والے اونٹ میں زکوٰۃ نہیں۔	۳۶۰	نماز جنازہ مسجد میں پڑھی جاتے۔
۳۶۵	گھوڑوں میں زکوٰۃ۔	۳۶۰	عورت کی قبر میں کون اُترے۔
۳۶۶	پانچ دسق سے کم میں زکوٰۃ کا حکم۔	۳۶۰	لحد کا حکم۔
۳۶۷	زکوٰۃ کیلئے کھجوروں کا اندازہ کرنا۔	۳۶۰	قبر کی گہرائی و چوڑائی۔
۳۶۷	زیتون میں زکوٰۃ کی شرح۔	۳۶۰	میت کو قبر میں داخل کرتے وقت دُعا۔
۳۶۷	شہداء میں زکوٰۃ۔	۳۶۰	رات میں دفن کرنا۔
۳۶۸	کھالوں میں زکوٰۃ۔	۳۶۰	نصرانی کے جنازہ میں چوپایہ پر سوار ہو کر اس کے آگے چلنا۔
۳۶۸	زکوٰۃ میں بہترین مال لینے کی ممانعت۔	۳۶۱	مسلمان کی حاملہ عیسائی بیوی کو مسلمانوں کے ساتھ دفن کرنا۔
۳۶۸	زکوٰۃ میں دی ہوئی چیز خریدنے کی ممانعت۔	۳۶۱	بڑیوں پر نماز جنازہ پڑھنا۔
۳۶۹	زکوٰۃ صرف حاکم کے مقرر کردہ والی کو دیجائے۔		
۳۶۹	قرض دی ہوئی رقم پر زکوٰۃ۔		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۷۵	تفضلے رمضان کا التوا۔ ذی الحجہ تک۔	۳۶۹	اہل کتاب کو زکوٰۃ دینا۔
۳۷۵	مسئل روزہ رکھنے کی ممانعت۔	۳۷۰	زکوٰۃ میں سامان اور چاندی وغیرہ لینا۔
۳۷۶	اعتکاف میں پردہ ڈالنے کی ممانعت۔	۳۷۰	اموال تجارت کی زکوٰۃ نکالنے کا طریق۔
۳۷۶	شوہر کی اجازت لیکر نفل روزہ رکھنا چاہیے۔	۳۷۰	وظائف پر زکوٰۃ۔
۳۷۶	روزہ رمضان کی قضاء مع طعام مسکین۔	۳۷۰	ملکیت بدل جانے پر صدقہ میں دیا ہوا مال خریدا
۳۷۶	ماہ رجب کی عظمت۔	۳۷۰	جاسکتا ہے۔
۳۷۶	عیدین میں روزہ رکھنے کی ممانعت۔	۳۷۰	عشر وصول کرنے میں تلاشی لینے کی ممانعت۔
۳۷۶	روزہ کی حالت میں مسواک کرنا۔	۳۷۰	مسلمانوں سے عشر وصول کرنے کی ممانعت۔
۳۷۷	کتاب الحج۔	۳۷۱	حضرت عمرؓ کے صاع کی مقدار۔
۳۷۷	حج سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔	۳۷۱	پڑا ہوا مال پانے پر خمس۔
۳۷۷	حاجی کی دعا مغفرت دوسروں کے لئے۔	۳۷۱	کتاب الصیام۔
۳۷۷	ماہ شوال میں صرف عمرہ کر کے واپس جانا۔	۳۷۱	رمضان کی راتوں میں مباشرت کی اجازت۔
۳۷۷	مِنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا میں سبیل سے مراد	۳۷۲	ہیبتہ کو مقدم کرنے کی ممانعت۔
۳۷۷	زادراہ اور سوار ہی ہے۔	۳۷۲	مشکوٰۃ دن روزہ رکھنے کی ممانعت۔
۳۷۷	عورتوں کو حج کرانا۔	۳۷۲	دن کو چاند نظر آجائے تو کیا کرے۔
۳۷۸	عورت کا بغیر محرم کے حج کرنا۔	۳۷۳	ہلال کی بابت ایک مرد کی شہادت۔
۳۷۸	بصرہ اور کوفہ کی میقات ذات عرق ہے۔	۳۷۳	انفار کا وقت۔
۳۷۸	میقات سے پہلے احرام باندھنے کی کراہت۔	۳۷۳	غلطی سے وقت افطار سے قبل فطار کر لے تو کیا کرے۔
۳۷۹	محرم کے لئے خوشبو کی ممانعت۔	۳۷۴	روزہ میں بوسہ لینا۔
۳۸۰	حضرت عمرؓ کا قلبیہ۔	۳۷۴	افطار میں جلدی کرنا۔
۳۸۰	اہل مکہ کیلئے وقت احرام۔	۳۷۴	افطار کا درست وقت۔
۳۸۰	اہل آفاق کیلئے احرام میں توسع۔	۳۷۵	روزہ صرف کھانے پینے کا نہیں ہوتا۔
۳۸۱	رج افراد۔	۳۷۵	یوم ماشورہ کا روزہ۔
۳۸۱	رج قرآن۔	۳۷۵	لیلۃ القدر کا تعین۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸۷	احرام میں سر کے بال گوندھنا یا باندھنا۔	۳۸۱	رج تمتع۔
۳۸۷	عقبہ سے پرے رات گزارنا۔	۳۸۱	رازا و عمرہ کی مانعت۔
۳۸۷	رمی حجرہ کیلئے پیدل جانا۔	۳۸۱	حج و عمرہ دونوں کرو۔
۳۸۸	حجرہ اُٹلے و نانیہ پر قیام۔	۳۸۲	تمتع حج کی مانعت۔
۳۸۸	رمی حجرہ کے اوقات۔	۳۸۲	حج اور عمرہ میں تفصل کرنے کا حکم۔
۳۸۸	منیٰ کے اُچھے حصہ پر قیام شب۔	۳۸۲	دشاہ ولی اللہؒ کی وضاحت۔
۳۸۸	منیٰ میں قصر صلوٰۃ۔	۳۸۳	حج قرآن میں قربانی کا حکم۔
۳۸۸	منیٰ اور محصب میں نماز جمعہ۔	۳۸۳	تمتع کون ہوتا ہے۔
۳۸۸	محصب میں کچھ دیر سونا۔	۳۸۳	حج اور عمرہ دونوں کا میقات ایک ہے۔
۳۸۹	طواف و داصر۔	۳۸۳	عمرہ بعد از فرائض حج۔
۳۸۹	طواف کے بعد دو رکعت۔	۳۸۳	طواف قدوم۔
۳۸۹	حادثہ کا آخری عمل حج میں کیا ہو۔	۳۸۳	طواف میں باتیں کم کرنے کا حکم۔
۳۹۰	رنگین احرام۔	۳۸۴	حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے۔
۳۹۰	حالت احرام میں نکاح کرنا۔	۳۸۴	سعی صفا و مروہ۔
۳۹۰	حالت احرام میں غسل کرنا۔	۳۸۴	رمل اب بھی باقی ہے۔
۳۹۰	غیر محرم کے لئے کیا ہو اشکار محرم کو کھانا ہاناز ہے۔	۳۸۴	حجر اسود کو بوسہ و استلام۔
۳۹۱	حالت احرام میں اونٹ کی چیچڑیاں نکالنا۔	۳۸۵	سعی صفا و مروہ کا طریق۔
۳۹۱	حالت احرام میں مختلف جانوروں کے شکار کا فدیہ۔	۳۸۵	یوم نحر تک حالت احرام۔
۳۹۲	ٹڈی پر فدیہ۔	۳۸۵	عرفات میں جمع بین الصلوٰتین۔
۳۹۲	کبوتر پر فدیہ۔	۳۸۵	یوم عرہ میں روزہ۔
۳۹۳	تمتع وقت پر روزہ نہ رکھ سکے تو اسپر قربانی۔	۳۸۶	مزدلفہ کے اعمال۔
۳۹۳	اگر بدی راستہ میں فخر کرنا پڑے تو اس میں سے نکالے۔	۳۸۷	تلبیہ کا آخری وقت۔
۳۹۳	منیٰ سے واپسی کے بعد مکہ میں صرف تین دن قیام۔	۳۸۷	قربانی کا وقت۔
۳۹۳	اگر حج میں شریک ہونے میں یوم النحر تک یہ ہو جائے تو کیا کرے۔	۳۸۷	رمی حجرہ کہاں سے کی جائے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۰۲	عطائے جاگیر۔	۳۹۴	سفر حج میں حدی خوانی۔
۴۰۲	اگر غلام مالک کا ذی رحم محرم ہے تو آزاد ہو جائے گا۔	۳۹۴	سفر حج میں خیمہ لگانا اور سایہ کرنا۔
۴۰۲	بیمہ میں قبضہ ضروری ہے۔	۳۹۴	کتاب البیوض۔
۴۰۲	مکاتبت۔	۳۹۴	تاجر کو احکام تجارت کا علم ہونا چاہیے۔
۴۰۳	چاندی کے حلقہ والی تمواریں درہموں کے عوض بیچنا۔	۳۹۴	حرام چیزوں کی تجارت منع ہے۔
۴۰۳	نیلا سی کا جواز۔	۳۹۵	باتع و مشتری کو کب تک واپسی کا اختیار ہے۔
۴۰۳	باغ کے پھل کھانا اگر ان کو جمع نہ کرنا۔	۳۹۵	مشتری کی ذمہ داری کب تک ہے۔
۴۰۳	غلہ کی ذخیرہ اندوزی منع ہے۔	۳۹۵	ہمجس اشیاء کی خرید و فروخت تبادلہ کی شرائط۔
۴۰۳	مکاتبت کی رقم مدت مقررہ سے قبل ادا کرنے سے	۳۹۷	سود کی مشابہ صورتوں کو ترک کرنا۔
۴۰۳	غلام آزاد ہو جائے گا۔	۳۹۷	بیعہ سلم۔
۴۰۴	صرف جائز شرائط پر صلح ہو سکتی ہے۔	۳۹۸	غلام کی دالر (مال) بیچنے والے کی ہے۔
۴۰۴	یتیم کا مال مضاربت پر دینا۔	۳۹۸	قبضہ سے پہلے مال بیچنے کی ممانعت۔
۴۰۴	کرنے کی سواری لینے والے کا ذمہ کہاں تک ہے۔	۳۹۸	بیعہ میں شرط کا اثر۔
۴۰۴	غیر آباد زمین آباد کرنے والے کی ہے۔	۳۹۸	غیر موجود چیز کے لئے تاجر کو پیشگی رقم دینا۔
۴۰۴	کسی کی زمین میں سے ہزر گزارنا۔ (شفعہ)۔	۳۹۹	نرخہ کا تین از طرف حاکم۔
۴۰۵	کھجور کا باغ وقف کرنا۔	۳۹۹	احتکار (ذخیرہ اندوزی) کی ممانعت۔
۴۰۵	کونسا ہندو پس لیا جاسکتا ہے اور کونسا نہیں۔	۴۰۰	دیوالیہ کا مال قرضخواہوں کو تقسیم کرنا۔
۴۰۵	نقدی بڑی مل جاتے تو کیا کرے۔	۴۰۰	قرض میں ناجائز شرط۔
۴۰۶	بھٹکے ہوئے اونٹوں کا حکم۔	۴۰۰	مضاربت کی ایک صورت۔
۴۰۶	کوئی بچہ پڑا مل جاتے تو اس کا حکم۔	۴۰۱	مزارعت۔
۴۰۶	کتاب النکاح۔	۴۰۱	چراگاہ صرف اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ (یعنی بیت المال کی)۔
۴۰۶	نکاح کی تاکید۔	۴۰۱	حضرت عمرؓ نے صدقہ کے اونٹوں کیلئے ایک چراگاہ محفوظ کی۔
۴۰۶	نکاح کرنے سے تو نگری حاصل ہوتی ہے۔	۴۰۱	سرکاری چراگاہ میں چھوٹے غریب گل والوں کو مویشی چرانے کی اجازت۔
۴۰۷	اپنی لڑکیوں کی شادی اچھی جگہ کرو۔	۴۰۱	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۱۶	تخلیہ سے فہر واجب ہو جاتا ہے۔	۴۰۷	کنواری عورتوں سے نکاح کی ترغیب۔
۴۱۷	مسئلہ تین طلاق کا ایک شمار ہونا۔	۴۰۷	نکاح میں حسب و نسب کا خیال۔
۴۱۷	(شاہ ولی اللہؒ کا محاکمہ)	۴۰۷	ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔
۴۲۰	مفقود انجمن شہر کی بیوی کا مسئلہ۔	۴۰۸	ولی کون ہو؟
۴۲۱	(شاہ ولی اللہؒ کا محاکمہ)	۴۰۸	بغیر ولی کے نکاح کر نیوالی بمنزلہ زانیہ کے ہے۔
۴۲۳	مسئلہ بھار۔	۴۰۸	یتیم لڑکی کی اجازت اس کی خاموشی ہے۔
۴۲۳	مطلقہ کو دو حیض کے بعد حیض آنا بند ہو جاتے تو کیا کرے۔	۴۰۸	جب کوئی ولی نہ ہو تو کیا کرے۔
۴۲۳	مطلقہ ایک یا دو طلاق کے بعد شوہر اول سے کب نکاح کر سکتی ہے۔	۴۰۸	نکاح کے دو گواہ کون ہوں۔
۴۲۳	ام الولد کا حکم۔	۴۰۹	غیر محرم کا عورت کے ساتھ خلوت میں ہونا۔
۴۲۴	آغا غلام پر ظلم کرے تو اس کو آزاد کرنا۔	۴۰۹	غیر مسلم اور مسلمان عورتیں یکجا غسل نہ کریں۔
۴۲۴	شوہر کی غلط خبر موت پہنچے پر بیوی دوسرا نکاح کرے تو کیا کیا جاتے۔	۴۰۹	آزاد و غلام (مرد و عورت) کے باہمی نکاح کا قانونی اثر۔
۴۲۴	باندی کی بیچ سے اس کو طلاق نہیں ہوتی۔	۴۰۹	عربوں کو باندی سے نکاح کی ممانعت۔
۴۲۵	عدت مطلقہ کی آخری حد۔	۴۱۰	غیر مسلم عورتوں سے نکاح کی ممانعت خواہ وہ کتابیہ ہوں۔
۴۲۶	مطلقہ کو اطلاع دیتے بغیر جو کرنا اور اسکی شرائط۔	۴۱۰	ماں بیٹی دو لڑکیاں باندیاں ہوں تو ان سے مقاربہ۔
۴۲۶	بیوی سے ترک مباشرت کا مسئلہ۔	۴۱۱	شرط کی پابندی ضروری ہے۔
۴۲۷	لوٹری کو آزاد ہونے کے بعد کب تک فسخ نکاح کا اختیار ہے۔	۴۱۲	ناقابل عمل شرط نافذ نہ ہوگی۔
۴۲۷	منع عزل۔	۴۱۲	اعزالی ہمارہ سے نکاح نہ کرے۔
۴۲۷	استبراء کینز کی مدت۔	۴۱۲	غلام اور باندی کیلئے قوانین نکاح و طلاق و عدت۔
۴۲۷	قیافہ شناسوں کی مدد سے نسب کا تعین۔	۴۱۲	اگر کوئی عورت دوران عدت نکاح کر لے تو کیا کیا جائے۔
۴۲۷	مسئلہ لعان۔	۴۱۳	زانیہ کا نکاح۔
		۴۱۴	نکاح کا اعلان کرو۔
		۴۱۴	دعوت میں فخر و نمائش کی کراہت۔
		۴۱۵	زیادہ فہر نہ باندھنے کی ترغیب۔
		۴۱۵	فہر کا تعین۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۳۴	اختیار طلاق دینے کے الفاظ۔	۴۲۸	قیدی عورتوں کا استبراء۔
۴۳۴	اختیار طلاق ختم ہونے کی صورت۔	۴۲۸	الحاق نسب کے قواعد۔
۴۳۴	کتابیات طلاق میں لفظ خلیہ، بریہ اور بائنہ و حرام وغیرہ کا اثر۔	۴۲۸	نامرد اور اسکی بیوی میں تفریق کرانا۔
۴۳۵	غلام اپنی منکوحہ کی طلاق کا خود مختار ہے نہ کہ مالک۔	۴۲۸	نکاح میں بیٹا ولی بن سکتا ہے۔
۴۳۵	بیوی کے مسلمان ہونے پر غیر مسلم شوہر سے اسکی تفریق۔	۴۲۸	عورتوں کی ستر پوشی۔
۴۳۵	بیوی کی موجودگی کا انکار کرنے سے طلاق نہیں پڑتی۔	۴۲۹	ایک مجلس میں تین طلاق دینے پر سزا۔
۴۳۵	مطلقہ کسی اور سے نکاح کر کے پھر شوہر اول کی طرف رجوع کرے تو اب شوہر کو کتنی طلاق کا حق باقی ہے۔	۴۲۹	مذاق میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔
۴۳۶	مذاق میں دی جانے والی طلاق بھی نافذ ہوتی ہے۔	۴۲۹	دیوانے سے طلاق لے لینا۔
۴۳۶	مطلقہ کو نفقہ و قیام کا حق ہے۔	۴۲۹	دیوانے کو ایک سال کی جہالت دینا۔
۴۳۶	اگر مطلقہ دوران عدت کسی سے نکاح کر لے تو....	۴۲۹	عورتوں کی شہادت پر مذہبوش کی طلاق کا نفاذ۔
۴۳۶	بیوہ باندی کا استبراء۔	۴۲۹	طلاق میں کنایہ۔
۴۳۶	نامرد شوہر کو علاج کیلئے ایک سال کی جہالت۔	۴۲۹	طلاق کمرہ (زبردستی کی طلاق)۔
۴۳۶	عدت میں حج کو جانے کی ممانعت۔	۴۳۰	بیوی کی بھانجی سے نکاح کرنے پر سزا۔
۴۳۶	کنایہ کی طلاق کا فیصلہ نیت پر۔	۴۳۰	زانی و زانیہ کا باہم نکاح۔
۴۳۶	طلاق خلیہ، بریہ، بیتہ اور بائنہ کا اثر۔	۴۳۰	حائضہ سے کس حد تک متمتع ہو جا سکتا ہے۔
۴۳۸	اختیار طلاق لینے پر بیوی صرف ایک طلاق جوی لے سکتی ہے۔	۴۳۰	رضاعت محمدی کی حد۔
۴۳۸	زبردستی لی ہوئی طلاق نافذ نہیں ہوتی۔	۴۳۰	متمتع زنا ہے۔
۴۳۸	ایلاہ چار ماہ سے زیادہ ہو تو طلاق ہو جاتے گی۔	۴۳۱	حلالہ کی سزا۔
۴۳۸	نا جائز بچہ کا تعین نسب۔	۴۳۱	حالبہ بیوہ کی عدت وضع حمل تک۔
۴۳۹	رضاعت کبیر۔	۴۳۱	نیک سیرت عورت بڑی نعمت ہے۔
		۴۳۱	دو بہنوں کو نکاح میں رکھنے کی ممانعت۔
		۴۳۲	اختیار طلاق لینے کے بعد عورت کو صرف ایک طلاق لینے کا حق ہے۔
		۴۳۳	طلاق بیتہ کا حکم۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۳۸	غیر عدول کی شہادت قابل قبول نہیں۔	۴۳۹	باپ کی مدخلہ باندی سے بیٹا مباشرت نہ کرے۔
۴۳۸	مدعی اور متہم دونوں کی شہادت ناقابل قبول۔	۴۳۹	اہل کتاب کون ہیں۔
۴۳۸	ہے۔	۴۳۹	نصاری العرب (یعنی تغلب) اہل کتاب نہیں ہیں۔
۴۳۹	کسی کے بے ضرر کام میں رکاوٹ ڈالنا روا نہیں۔	۴۴۰	حرمیت متعہ۔
۴۳۹	وگناہ دان ڈالنا۔	۴۴۰	حلالہ کرنے کی مانعت۔
۴۵۰	عطیہ اور ہبہ میں قبضہ ضروری ہے۔	۴۴۱	حالت احرام میں نکاح باطل ہے۔
۴۵۰	کونسا ہبہ واپس لیا جاسکتا ہے۔	۴۴۱	مجنون یا مبروص عورت سے نکاح۔
۴۵۰	نابالغ کی طرف سے وصیت۔	۴۴۱	تعلیم قرآن کا معاوضہ دینا۔
۴۵۱	دیوالیہ کے مال کی تقسیم قرض خواہوں میں۔	۴۴۱	مشترک غلام کی فروخت۔
۴۵۱	کتاب الحدود۔	۴۴۲	اگر باندی خود کو آزاد بنا کر نکاح کر لے۔
۴۵۱	مُرتد کی سزا۔	۴۴۲	اگر بیوہ عورت دوسری شادی کر لے اور قبل از
۴۵۲	زنا میں رجم کی سزا۔	۴۴۲	وقت بچہ پیدا ہو جائے ...
۴۵۳	لوٹنی غلام پر زنا کی حد۔	۴۴۲	اگر زائد جاہلیت کی اولاد کے دو دعویدار ہوں۔
۴۵۳	غلام پر افتراء کی حد۔	۴۴۳	مدخلہ باندی کی اولاد کا نسب۔
۴۵۳	کناہ افتراء کرنے پر حد قذف۔	۴۴۳	احکام خلافت و قضا۔
۴۵۳	بیوی کی باندی سے زنا کرنے پر سزائے رجم۔	۴۴۴	آداب قضا و قواعد عدالت۔
۴۵۴	اگر غلام آقا کا غیر محفوظ مال چرائے تو حد ساقط ہے۔	۴۴۶	فصل قضا یا صرف امیر (حاکم) کا کام ہے۔
۴۵۴	نشہ ہونے پر حد کا نفاذ۔	۴۴۶	آداب القاضی۔
۴۵۴	مشراب نوشی کی سزا کا تعین۔	۴۴۶	سابقہ فیصلہ پر نظر ثانی کی جاسکتی ہے۔
۴۵۵	غلام کو شراب نوشی پر آدھی سزائے لے گی۔	۴۴۷	خلیفہ کے مشیر بوڑھے اور جوان دونوں ہو سکتے ہیں۔
۴۵۵	وہ مشروب پینا جائز ہے جو نشہ نہ کرے۔	۴۴۷	ظاہری اعمال پر مؤاخذہ اور فیصلہ۔
۴۵۶	گالی گلوچ پر تادیب۔	۴۴۷	بھوٹی گواہی دینے والا توبہ کر لے تو آئندہ اس کی
۴۵۶	دیت کی مقدار۔	۴۴۷	شہادت قبول ہوگی۔
۴۵۶	قبل خطا کی دیت۔	۴۴۸	عدالت میں قاضی کی تعریف کرنیکی مانعت۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۶۴	غیر موضوع زخم میں دیت مقرر نہیں۔	۴۵۶	مقدمہ میں ابتدا مدعی سے کیجاتے یا مدعا علیہ سے۔
۴۶۵	سب دانتوں کی دیت مساوی ہے۔	۴۵۷	دارطہ، ہنسلی اور پسلی کی دیت۔
۴۶۵	سب انگلیوں کی دیت مساوی ہے۔	۴۵۷	شوہر کی دیت میں بیوی کا حصہ وراثت۔
۴۶۵	عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے۔	۴۵۸	قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوتا۔
۴۶۵	یہودی، نصرانی اور مجوسی کی دیت میں تفاوت۔	۴۵۸	قتل میں حصہ لینے والے سب لوگوں پر قصاص۔
۴۶۵	غلام کی دیت اسکی قیمت کے برابر۔	۴۵۸	قصاص کے فیصلہ میں تبدیلی کرنا۔
۴۶۵	غلاموں کی میراث اور دیت۔	۴۵۹	غلام کے قتل پر قصاص نہیں بلکہ دیت ہے۔
۴۶۶	دیت کی ادائیگی قسطوں میں۔	۴۶۰	بیٹے کے قتل پر قصاص نہیں بلکہ دیت ہے۔
۴۶۶	جنین (بیٹ کے بچہ) کی دیت۔	۴۶۰	بیوی کے قتل پر قصاص ہے۔
۴۶۶	غلام کی قیمت کا تعین۔	۴۶۰	غلام کے قاتل غلام پر قصاص ہے۔
۴۶۶	جب قاتل کا پتہ نہ چلے تو کیا کیا جاتے۔ (قسامت)۔	۴۶۱	لاٹھی وغیرہ سے مارنے پر قصاص۔
۴۶۷	دیت کے وارث کون ہوتے ہیں۔	۴۶۱	خلیفہ سے قصاص لیا جاسکتا ہے۔
۴۶۷	جادوگر کو قتل کرنے کا حکم۔	۴۶۱	حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہریوں کیلئے اونٹوں کے بدلہ
۴۶۷	مال غنیمت صدقات اور فتنے کی تقسیم۔	۴۶۱	نقدی میں دیت کا تعین فرمایا۔
۴۶۷	تمام شرکاء جنگ غنیمت کے حقدار ہیں۔	۴۶۱	دیت کی مقدار مختلف اجناس میں۔
۴۶۷	امدادی فوج اگر مقتولین کے دفن سے پہلے پہنچ جاتے	۴۶۲	قتل عمد میں دیت جبکہ مقتول کا کوئی وارث اپنا
۴۶۷	تو وہ بھی غنیمت کی حقدار ہے۔	۴۶۲	حق معاف کرے۔
۴۶۸	اموال فتنے کا مسئلہ۔	۴۶۳	نابالغ کا قتل عمد بھی قتل خطا کے حکم میں ہے۔
۴۶۸	سلب میں خمس۔	۴۶۳	عادل (گورنر) سے بھی رعیت کا بدلہ لیا جائے گا۔
۴۶۹	غنیمت میں سوار اور پیادہ کا حصہ۔	۴۶۴	دانت کے سوا کسی ہڈی میں قصاص نہیں۔
۴۶۹	خمس کی تقسیم درعہد رسالت و خلفائے راشدین۔	۴۶۴	اگر سزا دیتے وقت کوئی مجرم مرجعے تو اس کی دیت
۴۷۰	خمس کے خرچ کا انتظام خلیفہ کے ہاتھ میں۔	۴۶۴	یا قصاص نہیں ہے۔
۴۷۰	عہد فاردتی میں تقسیم خمس کے نگران حضرت علی رضی اللہ عنہ	۴۶۴	حرم میں یا اشہر حرم میں حالت احوال میں قتل
۴۷۱	خمس میں زوی القربی کا حصہ کس کا ہے۔	۴۶۴	ہونے والے کی دیت میں اضافہ۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۹۸	کتاب الفرائض والمیراث۔	۴۷۱	کیا ذوی القربی کا حصہ اب ساقط ہے۔ امام شافعیؒ کی بحث۔
۴۹۸	علم الفرائض سیکھنے کی تاکید۔	۴۷۵	شاہ ولی اللہؒ کی توجیہ۔
۴۹۸	علم الفرائض میں زید بن ثابتؓ کی فضیلت۔	۴۷۶	عراق کی مفتوحہ زمینوں کی تقسیم کی ممانعت۔
۴۹۹	شوہر، ماں باپ اور ماں شریک بھائیوں کا حصہ۔	۴۷۷	عراق و شام کی زمینوں کی بابت حضرت عمرؓ نے صحابہؓ سے مشورہ لیا۔
۴۹۹	دادا کا حصہ۔	۴۸۲	حضرت عمرؓ کا استدلال بر منع تقسیم اراضی۔
۵۰۰	دادی اور نانی کا حصہ۔	۴۸۳	حضرت عمرؓ کے فیصلہ پر امام ابو یوسفؒ کا تبصرہ۔
۵۰۱	کلام کا ترکہ۔	۴۸۴	اس فیصلہ پر امام شافعیؒ کی رائے۔
۵۰۱	ذوی الفروض کی غیر موجودگی میں ذوی الارحام کا حصہ۔	۴۸۵	اس فیصلہ پر شاہ ولی اللہؒ کی رائے و تبصرہ۔
۵۰۱	مسلمان اور غیر مسلم ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے۔	۴۸۷	مال فتنے میں ہر فرد مسلم کا حق ہے۔
۵۰۲	غلام کی ولایت کا حقدار کون ہے۔	۴۸۸	خليفة کو مال مسلمان میں کتنا حق حاصل ہے۔
۵۰۲	دیت بھی ترکہ کی طرح تقسیم ہوتی ہے۔	۴۸۸	اموال منقولہ کی تقسیم میں عجلت۔
۵۰۲	قاتل مقتول کا وارث نہ ہوگا۔	۴۹۰	اموال المسلمین میں مصیبت زدوں پر خرچ کرنا۔
۵۰۲	اٹھا کر لاتے ہوئے بھول شخص کا ترکہ۔	۴۹۱	وظیفہ خواروں کے جہت پر تدوین۔
۵۰۳	غلام کو آزاد کرنے کا قول توڑا نافذ ہوگا۔	۴۹۱	وظیفہ خواروں کی درجہ بندی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قربت داروں کو اولیت۔
۵۰۳	اگر شوہر دیوی میں ایک آزاد ہو اور ایک غلام۔	۴۹۲	صدقات و زکوٰۃ کے مصارف و مدت۔
۵۰۳	غلام کی ولایت کا حقدار کون ہے۔	۴۹۲	فتے اور زکوٰۃ کے الگ الگ مصرف۔
۵۰۳	ورثاء کلام ہوں تو وصیت کی حد۔	۴۹۶	موس سے جزیہ کی وصولی۔
۵۰۴	اصل وصیت وہ ہے جو سب سے آخری ہو۔	۴۹۶	موسیوں کے ساتھ اہل کتاب کا سا برتاؤ۔
۵۰۴	مستغرق ابواب۔	۴۹۷	جزیہ کے ناکارہ مال کا مصرف۔
۵۰۴	جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہ ہوں گے۔	۴۹۷	عشورہ جنگی کا تعین و نفاذ۔
۵۰۴	جزیرۃ العرب سے یہود کا اخراج۔	۴۹۸	خليفة و امام کیلئے صدقہ و زکوٰۃ ناجائز ہے۔
۵۰۵	مکہ افضل ہے یا مدینہ۔		
۵۰۵	و بازوہ علاقہ میں جانا یا وہاں سے نکلنا۔		
۵۰۷	تقدیر کا مسئلہ۔		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۱۸	جانور ذبح کرنے کے آداب۔	۵۱۰	رائے کی مذمت۔
۵۱۸	آئنا چھانوَ۔	۵۱۰	جماعت کے ساتھ رہنے کی تاکید۔
۵۱۸	قسط کے وقت راشن بندی۔	۵۱۱	قرآن اللہ کا کلام ہے۔
۵۱۸	غیر کیا ہے۔	۵۱۱	دین کے بنیادی ارکان۔
۵۱۸	نشہ ہونے پر حد کا نفاذ۔	۵۱۱	عذاب قبر۔
۵۱۸	کپڑوں کی احتیاط۔	۵۱۱	مسکر و بکیر۔
۵۱۹	مردوں کیلئے کسم کے (زعفرانی) رنگ کا کپڑا۔	۵۱۲	ہدایت و گمراہی صرف خدا کے اختیار میں ہے۔
۵۱۹	مردوں کیلئے ریشمی کپڑا۔	۵۱۲	اصحابِ قدسے دور رہنے کی تاکید۔
۵۱۹	نیا لباس پہننا۔	۵۱۲	رحم، دجال، شفاعت اور عذابِ قبر کا عقیدہ۔
۵۱۹	حضرت عمرؓ خود پیوند لگے کپڑے پہنتے تھے۔	۵۱۳	عمدہ لباس پہننا۔
۵۱۹	سیاہیوں کو مناسب لباس اور جفاکشی کی زندگی {	۵۱۳	ریشمی لباس پہننے کی ممانعت۔
۵۱۹	اختیار کرنے کی تاکید۔	۵۱۳	کھڑے ہو کر پانی پینا جائز ہے۔
۵۲۰	سوسنے اور لوہے کی انگوٹھی۔	۵۱۳	کھانے کے آداب۔
۵۲۱	چاندی کی انگوٹھی پہننا۔	۵۱۴	مڈھی حلال ہے۔
۵۲۱	مُشک لگانا۔	۵۱۴	گوشت کی عادت ڈال لینا۔
۵۲۱	ہندی اور وسمہ سے خضاب لگانا۔	۵۱۵	ملاقات کے آداب۔
۵۲۱	نورے (چُونے و ہر تال) کا استعمال۔	۵۱۶	بغیر مانگے کوئی چیز آئے تو اسے واپس نہ کرو۔
۵۲۱	عام حمام میں جانے کے آداب۔	۵۱۶	لوگوں کو تکلیف نہ دینا۔
۵۲۲	برگ چاؤں میں نہ جانے کی وجہ ان میں تصاویر۔	۵۱۶	اچھے نام رکھنا۔
۵۲۲	منقش پردہ لٹکانا۔	۵۱۷	سہرا و بیماری والی سرزمین کی طرف جانا۔
۵۲۲	غیر محرم عورت کا علاج کرنا ہو تو اسکی تدبیر۔	۵۱۷	باندی کا آزاد عورتوں کی وضع اختیار کرنا۔
۵۲۲	علم نجوم و ہیت بقدر ضرورت سیکھنا۔	۵۱۷	تنہائی میں محاسبہ۔
۵۲۳	غلاب دیکھے تو کیا کہے۔	۵۱۷	نصرانی عورت کے گھر ٹے سے دھڑو کرنا۔
۵۲۳	جھوٹا خواب بیان کرنا اور اس کی تعبیر کا اثر۔	۵۱۸	اہل کتاب کا بننا ہوا پیئر کھانا۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۲۵	حضرت عمرؓ کا فقہ میں درجہ و مرتبہ۔	۵۲۳	خط میں القاب لکھنا۔
۵۲۵	نکتہ اولیٰ: شیخین کے زمانہ میں طریق اجتہاد و افتاء، اور زمانہ	۵۲۳	استقبال کے وقت ہاتھ کا بوسہ لینا۔
۵۲۵	ما قبل و ما بعد کے مقابلہ میں اسکی خصوصیات۔	۵۲۴	نام رکھنے کے آداب۔
۵۲۹	نکتہ ثانیہ: حضرت عمرؓ نے سنن ہدیٰ اور سنن زوائد میں	۵۲۴	خطبہ و تقریر کے آداب۔
۵۲۹	تفریق کی، اور احادیث احکام پر زور دیا۔	۵۲۴	حدیٰ خوانی کا جواز۔

ازالة الخفاء

عن
خلافة الخلفاء



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقصد دوم

محاسن و مناقب خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق ایسی صاف و دلنشین باتوں کے بیان میں جو کہ نقل مستفیض سے ثابت ہیں اور ہر باب میں جو قدر مشترک ہے وہ تو اتر کے مرتبہ کو پہنچا ہوا ہے۔ ابتداء کلام میں ہی یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہمارا مقصود صرف ان حضرات کے قصے بیان کرنا نہیں ہے بلکہ جزئیات قصص کو زیر غور و فکر لانا اور ان سے منتقل ہونے ان کلیات فضائل کی جانب کہ جن سے ان کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان صفات میں تشبہ عیاں ہو جائے جو ان کی نبوت کی حیثیت سے تعلق رکھتی ہیں یا دیوں کہہ لیجئے کہ) لوازم خلافت خاصہ کا جن خصال سے تحقق ہوتا ہے جو اس سعادت کا منتہا ہو سکتی ہیں جو کسی نبی کے اُمتیوں کو میسر ہو جائیں جو کچھ دل چاہے کہہ لیجئے (بات ایک ہی ہے) اور ان قصص کو اصل مقصد سے قریب لانا اس پر موقوف ہے کہ پہلے تین نکتے بیان کر دیے جائیں۔

پہلا نکتہ اُن صفات کے بیان میں جو پیغمبر کو پیغمبری کی حیثیت سے حاصل ہوتی ہیں۔ جانا چاہیے کہ اولوالعزم پیغمبروں کی نبوت کے لئے جو بنیادی چیز ہے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنے بندوں پر لطف کرنے کا ارادہ ہے کہ ان کو خیر سے قریب اور شر سے بعید کر دے اور جو مظالم ان سے

در ذکر جملہ صالحہ از آثار و مناقب خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ بہ نقل مستفیض ثابت شدہ و قدر مشترک در ہر بابے بتواتر رسیدہ و در صدر مقالہ باید دانست کہ مقصود بالمرحہ و سر د قصص ایشان نیست بلکہ استقرار جزئیات قصص و انتقال از ان بکلیات فضائل کہ باں تشبہ بالانبیاء علیہم السلام من حیث بنیہم بظہور رسد یا لوازم خلافت خاصہ کہ قصص سعادت کہ اُمّتیاں را میسر می شود بہا تواند بود باں خصال متحقق گردد آیا ماسحت نقل و تقریب این قصص باصل مقصد موقوف است بر تقدیم نہ نکتر۔

نکتہ اولیٰ در بیان صفات کہ پیغامبر از اہمیت پیغامبری حاصل می شود باید دانست کہ اصل نبوت پیغامبران اولی العزم ارادۃ حق است تبارک و تعالیٰ لطف بر بندگان خود و تقریب ایشان بخیر و تبعید ایشان از شر و رفع ظلمات مظالم از ایشان

سرزد ہوتے رہیں ان کی تاریکیوں کو رفع کر دے ایک ایسے پیغمبر کے ذریعہ سے جس کو ان ہی میں سے منتخب کر کے مبعوث کرے اور اس کی بات کو ادبھی کرے اور اس کی جھٹوں کو غلبہ عطا فرمائے اور اس کے علوم کو (عوام میں) شائع کر دے جیسا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ **هُوَ الَّذِي بَعَثَ الْإِسْمٰیہٗ (۲۰۶۲)** وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں اُن

ہی (کی قوم) میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا جو اُن کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سُناتے ہیں اور ان کو عقائد باطلہ و اخلاقِ ذمیہ سے (پاک کرتے ہیں) اور جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف دیکھا تو سب کو ناپسند کیا ان میں سے عرب کو بھی اور عجم کو بھی بجز کچھ اہل کتاب کے جو اپنے اصل دین پر باقی رہ گئے تھے اور میں نے تجھ کو پیغمبر بنا کر بھیجا تاکہ ان سے تیری اور تجھ سے اُن کی آزمائش کراؤں، آخر حدیث تک: اور نبوت کے لوازم میں سے اور بمنزلہ اس کے اجزاء کے ہے اس شخص کا جس کو پیغمبر بنانا مقدر ہو چکا ہے تمام افراد بشر سے ممتاز ہونا نفسِ ناطقہ کی دونوں قوتوں میں یعنی قوتِ عاقلہ میں بھی اور قوتِ عالمہ میں بھی اور اسی کی طرف اشارہ ہے حق تعالیٰ کے ارشاد **اللَّهُ أَعْلَمُ** (۱۲۲:۶) میں "یعنی اس موقع کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں وہ اپنا پیغام بھیجتا ہے" تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و نعمت سے پیغمبر کو کسی سابقہ عمل کے بغیر قوتِ عاقلہ میں زیادتی عطا فرماتا ہے کہ جس کے سبب سے جانبِ غیب سے اس پر وحی نازل ہوتی ہے اور وہ جنت و دوزخ اور ملائکہ کا مشاہدہ کرتا ہے اور عجیب واقعات کو مشالی صورتوں میں دیکھتا ہے اور اسی قوت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

بواسطہ بعثِ پیغامبر سے از میان ایشان و اعلاء کلمۃ او و اظہار حجج او شائع گردانیدن علم او کما قال سبحانہ **هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ** الآية و کما ورد فی الحدیث **القدسی أَن اللہ نظرَ الی اهل الارض فمقتہو عراہم و عجمہم الی بقایا من اهل الکتاب و انہا بعثتک (إِذْ تِلْكَ) وابتلی بک الحدیث و از لوازم نبوت و بمنزلہ اجزاء او متمیز این شخص ست کہ پیغامبری او خواستہ انداز سائر افراد بشر در ہر دو قوت نفسِ ناطقہ اعنی قوتِ عاقلہ و قوتِ عالمہ والیہ الاشارة فی قولہ تعالیٰ **اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ** پس خدائے تعالیٰ پیغامبر را بفضل و نعمت خود بے سابقہ عملی در قوتِ عاقلہ زیادتی عطا می فرماید کہ بسبب آن وحی از جانبِ غیب برے نازل مے شود و جنت و نار و ملائکہ را مشاہدہ مے نماید و واقعاتِ عجیبہ بصورِ مشالیہ مے بیند و بسوئے این قوتِ اشارت واقع شدہ است۔**

لے شرطہ این حدیث در جہد اول ذیل تفسیر آیت ۱۲۲ گزشتہ

اس حدیث میں کہ رویا صالحہ جزو من سبتہ والین
 میں سے۔ اور اسی طرح اس کی قوت عالمہ کو مدد دیتے ہیں کہ جس
 کے سبب اس کو خیر کی سنجیدہ وضع و قطع نصیب ہو جاتی ہے اور
 معاصی سے بچے رہنا اور عبادات میں آداب کی کامل مراعات اور
 تدبیر منازل اور سیاست مدینہ کا ظہور اُس سے ایسی بہترین صورت
 کے ساتھ ہوتا ہے جس سے کوئی اونچا درجہ نہیں ہوتا۔ اور شجاعت
 و سخاوت اور کفایت (امور ہمتہ) و عدالت اور ہر وقت کے
 مناسب مصلحت کا پہچانا یہ سب اخلاق (عالمیہ) قوت
 عالمہ کی استقامت سے حاصل ہو جاتے ہیں اور اس قوت کا
 کمال پہنچ جاتا ہے عصمت پر اور اسی قوت کی طرف اس حدیث
 میں اشارہ واقع ہوا ہے کہ سنجیدہ وضع ایک جزو ہے نبوت کے
 پچیس اجزاء میں سے۔ اور جب دونوں قوتیں ایسی صورت کے
 ساتھ جو مناسب ہے مہذب ہو جاتی ہیں اور غیب کی جانب سے
 ہر ایک قوت کے لئے مدد نازل ہو جاتی ہے تو اس شخص (مقدس)
 کے تمام امور کے اجراء میں اتنی زیادہ برکتیں ظہور میں آتی
 ہیں کہ ان کا احاطہ دشوار ہے۔ اب ہم ایک نکتہ جو آسانی سے
 ذہن نشین کر دینے والا اور جو کہ ان برکات کا جامع ہے
 کہدینا چاہتے ہیں۔ اگر تم نبی کی صفات کو پہچانتا چاہتے ہو تو
 یہ فرض کر لو کہ چار شخصوں کو ایک تن میں جمع کر دیا اور اس
 مجموعہ کا نام نبی رکھ چھوڑا ہے۔ ایک ایسا بادشاہ ہے جو طبیعت
 اور مرتبہ کے اثر سے عالم کا بادشاہ بن گیا ہو رسمی طور پر نہیں
 کہ وہ کسی بادشاہ کا مثلاً بیٹا تھا جس کے مرنے کے بعد
 تخت نشین بنا دیا گیا، یعنی ایسا بادشاہ ہو کہ اس کے نفسِ ناطقہ کا
 ظل لوگوں پر پڑتا ہے اور ظل کے سبب افراد بشر کے درمیان

در حدیث الروایا الصالحہ جزو من سبتہ والین
 جزو من القوتہ دہمین در قوت عالمہ اور مدد
 می دہند کہ بسبب آل سبتہ صالح نصیب او شود
 واجتناب از معاصی در رعایت آداب مراعات و تدبیر
 منازل و سیاست مدینہ بوجہ کہ ازاں خوب تر
 صورت نہ بندد و بر روی کار آید و خلق شجاعت
 و سخاوت و کفایت و عدالت و شناختن مصلحت
 ہر وقت از استقامت قوت عالمہ حاصل می
 شود و کمال این قوت مُغضی می گردد و عصمت
 و بسوئے این قوت اشارہ واقع شدہ است
 در حدیث السمۃ الصالحہ جزو من
 خمسۃ و عشرين جزء من اجزاء
 النبوة۔ و چون ہر دو قوت علی الوجه الذی ینبغی
 مہذب شوند و از جانب غیب برائے ہر یک مدد
 فرود آید در جاری امور شخص برکات بسیار ظہور
 می آید کہ حاصلے آن متقدر است۔ آما نکتہ شہل
 التناول کہ جامع آل برکات باشد گوئیم اگر
 خواہی کہ بشناسی صفات نبی را فرض کن
 کہ چہار شخص را در یک تن جمع کردہ اند و نام
 آن مجموعہ نبی گزارشتہ اند بادشاہی کہ بالظہور
 المرتبہ بادشاہ عالم شدہ باشد نہ بہ رسم یعنی
 بادشاہی کہ ظل نفسِ ناطقہ او بر مردمان می
 افتد و بسبب آل ظل التیامی و انتظا
 در میان افراد بشر حادث می شود

ایک خانہ پُری اور ایک تنظیم پیدا ہو جاتی ہے اور ہر ایک کے اپنی جگہ پر ممکن ہونے سے ان کے درمیان ایک مناسب ترتیب ظہور میں آ جاتی ہے کہ اس ترتیب کے سبب سے ایک خاص وحدت انواع (مختلفہ) اہل قلم و سپاہیوں اور انواع کی تنظیم قائم رکھنے والوں اور شہروں میں ضبط و نظم قائم رکھنے والے حکام اور مزارعین و تاجرین وغیرہم سے مل کر وجود میں آ جاتی ہے اور اس وحدت کے اعتبار سے اس پر مدینہ (یا شہر) کا اطلاق ہونے لگتا ہے تو اگر ان (مذکورہ بالا جماعتوں) میں اجتماع و ترتیب پہلے موجود نہیں تھی تو اب بسبب اُس بادشاہ کے نفسِ ناطقہ کے ظل کے جو اُن پر اُس کے افعال و اقوال کے ضمن میں پڑا ہے تو (اس کے اثر سے یہ ترتیب موجود ہو کر) مدینہ (یا شہر) از سر نو وجود میں آجائے گا۔ اور اگر (یہ اجتماع و ترتیب بادشاہ سے پہلے) موجود تھی تو اب اپنے کمال کو پہنچ جائے گی اور جو غیر مناسب چیزیں اس میں اچکی تھیں وہ زائل ہو جائیں گی۔ قصہ مختصر جس طرح اس بادشاہ کی طبیعت کے اثر سے ایک خاص تنظیم اور حسن انتظام وجود میں آیا اسی طرح مرتبہ کے لحاظ سے بخت اور حکمت و عدالت اور شجاعت و کفایت (امورِ ہمہ) و سخاوت وغیرہ (اوصاف کا ظہور ہو گا) ان سب اوصاف کو نبی میں مشاہدہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، **وَأَلْفَ بَیِّنٍ قُلُوبِهِمْ لَآ** (۴۳: ۸) اور (اللہ) نے ان کے قلوب میں اتفاق پیدا کر دیا اور اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کر لے تب بھی ان کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے لیکن اللہ ہی نے ان میں باہم اتفاق پیدا کر دیا (دوسرا شخص) ایک دانشور (صاحبِ حکمت) ہے جو کہ حکمتِ عملی میں سب سے بلند

دہریہ کے بر جائے خود قرار گرفتہ درمیانِ ایشان ترتیبِ مناسب پدید سے آید کہ بسببِ آن ترتیب وحدتِ بظہورِ انجماد و بآں وحدت مدینہ نام ایشان گردد از انواعِ اہل قلم و سپاہیان و مدبرانِ جیوش و سیاست کنندگانِ مدن و مزارعان و تجار و غیرہم پس اگر اجتماع و ترتیب در میانِ این فرق متحقق نہ بود بسببِ ظلِ نفسِ ناطقہ او کہ برایشان اُفتادہ در ضمنِ افعال و اقوال او از سر نو مدینہ متحقق گردد اگر متحقق بود بکمالِ خود رسد و ہر نابا یستہ کہ در وبہست زائل گردد قصہ کوتاہ ہرچہ درین بادشاہ بالمرتبہ باید از بخت و حکمت و عدالت و شجاعت و کفایت و سخاوت وغیرہ ہمہ در نبی مشاہدہ کن قال اللہ **تَعَالٰی وَاَلْفَ بَیِّنٍ قُلُوبِهِمْ لَآ** **وَأَنفَقَتْ مَا فِی الْأَرْضِ جَمِیْعًا مَّا أَتَتْ بَیِّنٍ قُلُوبِهِمْ** و حکیم کہ در حکمتِ عملی فائق شدہ

مرتبہ ہو کر علم اخلاق اور گھریلو تدبیر اور شہری سیاست کو خوب پہچان چکا ہے اور صرف ان کے علم پر اکتفا نہ کرتے ہوئے نہیں ہے بلکہ یہ تمام صفات اس سے متحقق اور اس کی جبلت سے نمایاں ہوتی رہتی ہیں اور ان صفات کے آثار وقت فوقتاً اُس سے مترشح ہوتے اور لوگوں کو درپیش آنے لگتے ہیں۔ برتن میں جو کچھ ہوتا ہے اُس سے چمکتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں یُؤْتِي الْحِكْمَةَ لِمَن يَشَاءُ ۚ

(۲۶۹) وہ جس کو چاہتے ہیں حکمت عطا فرمادیتے ہیں اور جس کو حکمت عطا کی گئی اُس کو درحقیقت بڑی خیر کی چیز مل گئی ہے اور قرآن عظیم میں جس جگہ کسی پیغمبر کا ذکر آیا ہے اَتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ (کہ ہم نے اس کو حکمت عطا کی) بھی ساتھ ساتھ موجود ہے۔

(تیسرا شخص) ایک ایسا صوفی اور مُرشد ہے جو صوفیوں کی جماعت میں بیٹھا ہوا ہے اور اس سے عجیب و غریب کرامتوں اور خوارقِ عادت کا صدور ہو رہا ہے اور اپنی قوتِ ارشاد اور تاثیرِ صحبت سے گمراہی کی دادیوں میں بھٹکنے والوں کو نجات کا راستہ دکھا رہا ہے بعد اس کے کہ وہ برسوں تک اپنے نفس کی تہذیبِ عبادات اور ریاضات سے کر کے اور ان عبادات کی ظاہری صورت سے ان کی ارواح کا کھوج لگا چکا ہے اور بلند مقامات اور عمدہ احوال حاصل کر چکا ہے جیسے کہ تم نے ہمارے مشائخِ قدس اللہ اسرارہم کے مقامات میں پڑھے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَ يُزَكِّيهِمْ اللَّهُ (۲۶۹: ۲۷۰) اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا اور کتاب اور اصول و انشوری سکھاتا ہے۔

(چوتھا شخص) ایک جبریل ہے جو کہ تدبیر الہی کے جوارح (آلات) میں سے ایک جارحہ (آلہ) بنا ہوا ہے اور سرچشمہِ علوم (یعنی علم الہی) سے علمِ حق کے اخذ کرنے کا واسطہ بن گیا ہے اِلَّا يَعِصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُونَ

علم اخلاق و تدبیر منازل و سیاست مدین یک شناختہ و بر علم آہنا اکتفا نہ نموده بلکه ہمہ این صفات تحققاً و تخیلاً در دے نمایان شدہ و آثار آن صفات حیثاً و فحیثاً از دے می تراد و در میان مردم شائع می شود کہ کُلُّ اِنَّا یترشح بما فیہ قال اللہ تعالیٰ یُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَ مَنْ يُؤْتِ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ط و در قرآن عظیم ہر جا ذکر پیغمبر آئینہ الالحکمہ مقرون اوست۔

و صوفی مرشد ہے کہ در زمرہ صوفیان نشسته مصدر کرامات عجیبہ و خوارقِ غریبہ گشته و بقوت ارشاد خود و تاثیر صحبت خود بادیانِ بادیه ضلال را راہ نجات نموده بعد از ان کہ ساہا تہذیبِ نفس خود بطامات و ریاضات کردہ و از اشباحِ آہنا پائے بار و احاطہ آہنا بردہ و مقاماتِ علیہ و احوالِ سنیہ کسب فرمودہ چنانکہ در مقاماتِ مشائخِ مقدس اللہ اسرارہم خواندہ باشی قال اللہ تعالیٰ وَ يُزَكِّيهِمْ اللَّهُ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

و جبریلے کہ جارحہ از جوارح تدبیر الہی شدہ و واسطہ اخذ علوم حق از منبع العلوم گشتہ لَا يَعِصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُونَ

مَکَاوُتُ مَرْوُونَ نقد حال اوست از
 جذر جبلت او را بے بختیہ
 القدس کشادہ است و ازاں راہ
 علوم مجردہ عالیہ بر عقل و
 قلب او فرود یختہ و خفایات عالم ملک
 و خیالات عالم ملکوت پیش او مُشجَّ
 گشتہ۔

بآز تامل باید کرد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم چوں مبعوث شدند در ایام خود بکدام چیز
 اعتنا تمام فرمودند و از آثار آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم چہ چیز در عالم باقی ماند
 دریں باب کار فرمائی حدّس ذہن باید
 شد و از جزئیات ب کلیات و از مقدمات بمقاصد
 انتقال باید نمود۔

مَکَاوُتُ مَرْوُونَ (۶:۶۶) اس کا حال بن چکا ہے یعنی وہ خدا کی نافرمانی
 نہیں کرتے کسی بات میں جس کا ان کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ ان کو حکم
 دیا جاتا ہے اس کو بجالاتے ہیں) اور اس کی اصل جبلت (دراصل غلطی
 بصیرت سے حظیرۃ القدس تک (یعنی ایوان مقدس ملائکہ مقربین
 تک) ایک راہ کشادہ ہو چکی ہے اور اس راہ سے علوم مجردہ عالیہ
 (یعنی ذات و صفات حق کے علوم) کا فیضان اُس کی عقل اور
 قلب پر نازل ہو رہا ہے اور عالم ملک کی پوشیدہ باتیں اور عالم
 ملکوت کے اسرار اس کے سامنے صورت پکڑ کر آرہے ہیں۔

بعد ازیں اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 جب مبعوث ہوئے تو آپ نے اپنے زمانہ میں کس چیز پر پوری توجہ
 فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار میں سے کیا چیز عالم میں
 باقی رہی۔ اس بارے میں کام کرنے والی ذکاوت ذہن ہونی چاہیے
 اور جزئیات سے کلیات کی اور مقدمات سے مقاصد کی طرف منتقل
 ہونا چاہیے۔

بآز تامل باید کرد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم چوں مبعوث شدند در ایام خود بکدام چیز
 اعتنا تمام فرمودند و از آثار آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم چہ چیز در عالم باقی ماند
 دریں باب کار فرمائی حدّس ذہن باید
 شد و از جزئیات ب کلیات و از مقدمات بمقاصد
 انتقال باید نمود۔

باید دانست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 در زمانے مبعوث شدند کہ شرک و عبادت و
 استغانت شیوہ تمام پیدا کردہ بود اثبات معاد
 نمی کردند و عبادت را فراموش ساختہ بودند
 و تحریفہا در دین حنیفہ کہ منسوب است
 بحضرت ابراہیم علیہ السلام داخل شدہ بود و
 مانند سبأ و بایکدیگر می جنگیدند و مثل بہائم
 بر یک دیگر می جہیدند آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم امر ابطال شرک فرمودند و اثبات
 مجازات نمودند و تحریفات را برانداختند
 و شفاعے از نفس قدسیہ

جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے زمانہ میں مبعوث
 ہوئے کہ عبادت و استغانت میں شرک پورے طور پر شائع ہو چکا تھا
 اور لوگ عالم آخرت کو نہیں مانتے تھے اور عبادت (الہیہ)
 کو فراموش کر چکے تھے اور دین حنیفی میں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کی طرف منسوب ہے بہت سی تحریفیں داخل ہو چکی تھیں اور
 لوگ درندوں کی طرح ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے اور جانوروں
 کی طرح اچھل کر ایک دوسرے پر حملے کرتے تھے۔ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا کام یہ کیا کہ شرک کو باطل کیا اور
 مجازات کو ثابت کیا (یعنی اعمال کی جزاء آخرت میں ضروری تھی)
 اور تحریفات کو (جو دین حنیفی میں داخل کر دی گئی تھیں)
 نکال پھینکا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس

قدسیہ سے جو شاعیں قوم کے ذی فراست لوگوں پر پڑیں اس جماعت نے دین حق کو صحیح اور درست صورت میں پالیا اور انھوں نے نتیجہ خیز ہمت کے ساتھ مدد پہنچائی یہاں تک کہ بھلائی کی راہ واضح ہو گئی اور اسلام کفر سے ممتاز ہو گیا اور لوگوں نے دین حق میں آنا شروع کر دیا۔ ایسے وقت میں عرب عام طور پر اور قریش خاص طور پر تعصب سے مقابلہ کر گئے اور ایذاؤں کے درپے ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوتِ خداداد سے ان سب کے مقابلہ اور مجادلہ پر ڈٹ گئے اور آپ کے مجاہدین اپنی ذوات کو آپ کے لئے دھال بنا کر عشق و محبت کا کوساں بن گئے جو نوش نہ کیا اور کونسی ایسی مستی

تھی جس کا ظہور ان سے نہ ہوا۔۔۔ اس کے بعد ہجرت و جہاد پر مامور ہوئے تو اللہ کی مدد سے اس باب میں اس قدر مساعی بجالائے کہ اس سے زیادہ سعی انسان کی طاقت سے باہر ہے، تمام ساتھی ان کی حرکت سے متحرک اور ان کی ہمت سے مستعد ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ بہت سی فتح حاصل ہوئیں اور کفار پر بہت سی شکستیں پڑیں اور جاہلیت پاش پاش ہو گئی اور جو ظلم کے طور طریقہ جاری تھے مسل ڈالے گئے اور وہ علم کہ جس سے لوگ آشنا نہ تھے ان کے درمیان خوب پھیل گیا اور وہ حسد اور کینے جو ایک دوسرے کے متعلق وہ لوگ اپنے باطن میں لے ہوئے تھے بالکل مٹ گئے۔ سب کے سب ایک دل، ایک زبان ہو کر کلمہ حق پر متفق، اور جو باتیں حق کے خلاف ہوتی تھیں ان کے منکر ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَادَّكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ الٰہِ

(۱۰۳:۳) اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اس

کو یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اذ کیا۔ قوم اقتاد آنجماعہ دین حق را بغم درست تلقی نمودند و بہ ہمت کار کشا نصرت دادند تا آنکہ راہ رشد واضح شد و اسلام از کفر ممتاز گشت و مردمان در دین حق آمدن شروع کردند انگاہ عرب عامۃ و قریش خاصۃ بہ تعصب برخاستند و در پے ایذا افتادند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقوت خداداد خود در مقابلہ مجادلہ ایشان استقامت فرمود و یاران فی خود را سپردے ساختہ از مشرب عشق چہ باد ما کہ نخوردند و چہ مستی ہا کہ نہ کردند بعد ازاں مامور شدند بہ ہجرت و جہاد بتایید الہی دران باب مساعی کہ زیادہ ازاں مقدور بشر نباشد بجا آوردند و یاران ہمہ بحرکت ایشان متحرک و بعزیمت ایشان عازم تا آنکہ فتحا واقع شدہ ہزیمت ہا بر کفار افتاد و جاہلیت از ہم پاشید و مظالم با مال شد و علمی کہ بان آشنا نبود در میان ایشان شائع گشت و حسد و حق دے کہ در میان خود ہا داشتند نابود شد ہمہ یک دل و یک زباں بر کلمہ حق متفق و بر افساد آں منکر قال اللہ تعالیٰ :-

وَادَّكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ رَاذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَالْفَ بَيْنَ

دلوں میں الفت ڈال دی سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے، رات دن ان کا کام تھا رواج دینا علم قرآن کو اور علم ایمان کو یعنی اسلام کے پانچوں ارکان کو اور علم احسان کو یعنی عبادات کی صورتوں سے عبادات کی ارواح کا کھوج لگانا اور علم شرائع کو یعنی امور خانہ داری کی اصلاح (حسب رضا حق جلّ شانہ) اور شہری سیاست اور آداب معاش اور (ان میں سے) ہر ایک کو اوضاع معینہ کے ساتھ مقید کرنا اور علم رقائے کو (یعنی ان چیزوں کا علم جن سے قلب میں رقت پیدا ہو) اور علم اخلاق صالحہ (یعنی جو اسوۂ نبویہ کے مطابق ہوں) اور علم فضائل اعمال کو اور علم فضائل بزرگان اُمت کو اور علم معاد کو کہ اس حیات دنیویہ کے بعد کن مراحل سے گزرنا ہے) اور علم فتن کو (یعنی جن آنے والے فتنوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرمادیا ہے) یہاں تک (ان علوم کی عام ترویج فرمائی) کہ اعلیٰ و ادنیٰ سب کو پہنچ گئے اور ذکی اور غبی سب کو فائدہ حاصل کئے۔ بجز ایسے بے نصیب لوگوں کے جن کو ازلی بدبختی نے مراتب خیر سے پیچھے ہٹا دیا ہو۔ اور یہ حضرات افراد بشر کی تربیت فرماتے رہے اور ان کے احباب نے اس باب میں نہایت درجہ مساعی جاری رکھیں یہاں تک کہ دیہات کے باشندے اور جنگلوں کے رہنے والے بھی محسنین اور مفرقین بن گئے، اللہ تعالیٰ ان نبی کریم اور ان کے مددگاروں کو بہترین جزا عطا فرماتے اور ہمارا حشر ان ہی کے ساتھ کرے اور ہم کو بھی ان میں شامل کر کے جنت میں داخل کرے اور ان کی جماعت میں شامل کر کے اپنے دیدار سے مشرف فرمائے اپنے فضل و کرم سے اس بارگاہ مقدس میں جسکے بارے

قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ
اخوانک روز و شب کار ایشان
ترویج علم قرآن بود و علم ایمان
یعنی ارکان خمسہ اسلام و علم احسان
یعنی از صورت طاعات بے بار و اجڑاں
بدون و علم شرائع از اصلاح تدبیر منازل
و سیاست مدن و آداب معاش و ہر یک
را با وضائع معینہ مقید ساختن و علم رقائے
و علم اخلاق صالحہ و علم فضائل
اعمال و علم مناقب کبر اُمت و علم معاد
و علم فتن تا آنکہ باقصی و ادانی
رسید و ذکی و غبی ہمہ فائدہ
یاب شدند الا ہر بے نصیب
کہ شقاوت ازلیہ اورا
از مراتب خیر مؤخر ساختہ
باشد و تربیت افراد بشر
فرمود و یاران دریں باب
کوشش با بکار بردند تا آنکہ
اہل بدو و مکان صحرا محسنان
و مقربان گشتند جزے
اللہ عزّ و جلّ هذا النبی
الکریم و اعوانہ احسن
الجزاء و حشرنا معهم
و ادخلنا الجنۃ فی
تضایعہم و رزقنا رؤیتہ

میں فرمایا گیا ہے، فِي مَقْعَدٍ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ
(یعنی اہل جنت مجلس حق میں ہوں گے شہنشاہ ذی اقتدار کے
حضور میں)۔

دوسرا نکتہ اس امر کے بیان میں کہ غیر بنی کو بنی کے ساتھ
تشبہ کیونکر حاصل ہو۔ اور پیغمبر کی اعانت کی کیا صورت
ہوگی، نبوت کے بوجھ کے تحمل اور اس امر کے پورا کرنے
میں جو پیغمبر کا حصہ ہے یعنی اللہ کی رحمت کی تقسیمات؛
اب سمجھیے کہ غیر بنی کا تشبہ بنی کے ساتھ اس بنیادی امر
میں یعنی بعثت بنی کے متعلق ارادہ خداوندی میں جس کا
بیان پہلے نکتہ کے شروع میں ہو چکا ہے، اس طرح ہو سکتا ہے
کہ ارادہ الہی (کسی شخص کے ساتھ) اس بات کے لئے متعلق
ہو کہ اس کام کا پورا کرنا جو پیغمبر کا حصہ ہے اور جس کو پیغمبر کے
نامہ اعمال میں درج ہونا چاہیے اس کی امت میں سے کسی
شخص کے ہاتھ سے متعلق کر دیں اور اس حقیقت کو پیغمبر
ارشاد فرماتے اور وہ مرد دانا (اس ارشاد کو) باطنی کان
سے سُن لے ظاہری کان سے نہیں گویا وہی ارادہ دوسری مرتبہ
اس عزیز نکل کے دل میں اتر گیا ہے اور اسی کی طرف اشارہ
واقع ہوا ہے حق تعالیٰ کے اس ارشاد میں وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ تَبَتَّ (۵۵:۲۴) تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان
سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا
فرمائے گا الخ اور اس ارشاد میں كَذَّبُوا عَنْ آلِهَتِهِمْ الخ جیسے کہیتی کہ
اس نے اپنی سوتی نکالی پھر اُس نے اُس کو قوی کیا الخ تم نے حضرت
موسیٰ علیہ السلام کا حضرت یوشع علیہ السلام کو خلیفہ بنانے
اور اللہ تم کے وعدوں کا ان کے ہاتھ پر پورے ہونے کا

فی ذمرتھم بفضلہ و کرمہ
فی مقعد صدق عند ملیک
مقتدر۔

نکتہ دوم در بیان آنکہ تشبہ غیر بنی را با
بنی چگونه حاصل شود و اعانت پیغامبر در تحمل اعمال
نبوت و اتمام آنچه نصیب پیغامبرست از تقاسیم
رحمت الہی چه قسم صورت بند اما تشبہ غیر بنی
بابی در خصیلت اولی کہ ارادہ بعثت است بآن
تواند بود کہ ارادہ الہی متعلق گردد بآنکہ اتمام
کارے کہ نصیب پیغامبرست و می باید کہ
در جریدہ اعمال پیغامبر ثبت شود بدست
شخصی از اُمت او کنند و این معنی
را پیغامبر ارشاد فرماید و آن مرد دانا
بگویش باطن استماع کند نہ بگویش
ظاہر گویا ہماں ارادہ دیگر بار در خاطر
این عزیز نکل کردہ است و الے
ہذا وقعت الاشارۃ فی قولہ تعالیٰ
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِي الْأَرْضِ أَوْ يَنْصُرَهُمْ بِقُوَّتٍ كَثِيرَةٍ
و قولہ كَذَّبُوا عَنْ آلِهَتِهِمْ یوشع
قصہ استخلاف حضرت موسیٰ یوشع
را علیہما السلام و اتمام مواہب الہی
بر دست وے شنیدہ باشی

قصہ تو سن ہی لیا ہوگا۔ رہا شبہ دہی کے ساتھ) نفس ناطقہ کی قوت علمیہ کی زیادتی میں تو وہ اس صورت سے ہو سکتا ہے کہ اُمت میں سے کسی کو محدث و ملہم فرما دیں تاکہ غیب کی کچھ بجلیاں (یعنی تجلیات) اپنی شفا سے اس کے دل میں ڈال دیں اور یہ معنی دو صورتوں کے ساتھ ظہور میں آتے ہیں۔ ایک یہ کہ پیغمبر کا کلام سنتے ہی فوراً اس کی اصل حقیقت پر متنبہ ہو جاتے گویا کہ وہ خود اس کو (براہ راست) بے واسطہ دیکھ رہا ہے جیسا کہ آئندہ آفتاب سے اثر قبول کرے اور نور خالص کا ظہور اپنے جسم میں ہی پائے اور اس مقام کا نام صدیقیت ہے اور اس کے لوازم میں سے ہے۔ پیغمبر کی تصدیق کرنا بلا توقف اور بغیر طلب معجزہ اور صحبت دائمی فنا اور فدائیت و تسلیم و رضا کے اوصاف کے ساتھ اور موافقت کا اختیار اور مخالفت کا ترک اگرچہ ادنیٰ شے میں ہو یعنی وہ حالت جس کو عرف میں عشقِ مغرُپ کہتے ہیں۔ اور نیز اس کے لوازم میں سے ہے تعبیرِ رویا اور پیغمبر کی رائے سے (اس کی رائے کی) موافقت قبل اس کے کہ پیغمبر نے تصریح کی ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ فراستِ صادقہ اس کو بخشی جائے اور اُس کی عقل کو حظیرۃ القدس مدد عطا فرمائیں یہاں تک کہ وہ زیادہ تر ایسے امور میں جن کے بارے میں ابھی تک حکم نازل نہیں ہوا اپنی جستجو میں اکثر مصیب ہوتا ہے۔ وہ پیغمبر کا طفیلی ہے مگر نہاں غائے قُرب میں ایک گونہ راہ رکھتا ہے جیسا کہ ایک بادشاہ اپنے وزیر کے ساتھ مشورہ کرتا ہے اور وزیر کا خادم دُور سے بادشاہ کے ہاتھ کے اشارے دیکھ رہا ہے اور وزیر کی گزارش پر مطلع ہو جاتا ہے قبل اس کے کہ وزیر اُس کی صراحت کرے اور اس مقام

والا شبہ در زیادت قوت علمیہ نفس ناطقہ آں وجہ تواند بود کہ کسی را از اُمت محدث و ملہم فرماید تا بعض بروق غیب شفا سے خود را در دل سے اندازد و این معنی بدو وجہ صورت پذیرد۔ یک آنکہ بمجرد استماع سخن پیغامبر باصل کار متنبہ شود گویا بے واسطہ می بیند بمثال آنکہ آئینہ از آفتاب اثر پذیر گردد و نور خالص بر آید و نام این مقام صدیقیت است و از لوازم او تصدیق پیغامبر است بے اکثر اث و بدون طلب معجزہ و صحبت دائمی بوضیف فنا و فدا و تسلیم و رضا و اختیار موافقت و ترک مخالفت اگرچہ در ادنیٰ شئی باشد اعنی حالتی کہ در عرف آں را عشقِ مغرُپ گویند و نیز از لوازم او تعبیرِ رویاست و موافقت را پیغامبر قبل از آنکہ پیغامبر تصریح کرده باشد دوم آنکہ فراست صادقہ نصیب او کند و عقل او را از حظیرۃ القدس تائید و ہند تا آنکہ غالباً اصابت کند در تحرے خود در آنچه ہنوز حکم آں فرود نیامده است طفیلی پیغامبر است آاد در محاذِ قُرب رہی دارد بمثال آنکہ بادشاہ با وزیر خود مشورہ سے نماید و خادم وزیر از دُور اشارت دست شاہ می بیند و بر عرض سے اطلاع می یابد قبل از آنکہ وزیر بیان آں نماید و نام این

مقام محدثیت ست و از لوازم او آنست کہ وحی بر حسب اجتہاد او چندین مرتبہ نازل شود و میان انہای جنس خود ممتاز باشد بآنکہ ہر چیزے را کہ ظن نماید موافق واقعہ افتد و بعد ازین مرتبہ مراتب دیگر است فرد تر مثل آنکہ حفظ کند قول پیغامبر را و فہم نماید و باستنباط درست احکام را از آنجا استخراج کند و اورا را سخن فی العلم گویند اما تشبہ در زیادت قوت علیہ بآن نحو تواند بود کہ عزیمت اعلاء کلمۃ اللہ در نفس شخص باثر نفس مبارک پیغامبر چندان بالیدہ است کہ بر مقتضائے آں بے اختیار مندفع شود و نام این عزیز شہید و حواری ست یا امانت و صدق و حیا چندان بر دل لے پر تو افکندہ کہ از ابنائے جنس خود متمیزے ظاہر حاصلش شد و نام این عزیز امین ست باز چون تہذیب قوت عاقلہ و عاملہ بایکدیگر مجتمع شد مزاج معتدل پیدا کرد و وحدت بہم رسانید بادشاہ بالطبع گردد و حکیم بالجملہ و مرشد مکمل و این مراتب سہ گانہ غیر بنی را متمتع نیست الا آنکہ پیغامبر دریں باب امیل است و غیر پیغامبر شاگرد رشید وے اما تشبہ در جبرئیلیۃ ہمان ست کہ در قیامت و محدثیت و غیر آں گفتہ شد پس

کام نام محدثیت ہے اور اس کے لوازم میں سے یہ ہے کہ وحی متعد بار اُس کے اجتہاد کے مطابق نازل ہو اور وہ اپنے ساتھیوں میں اس بات میں ممتاز ہو کہ جس چیز کے بارے میں وہ کوئی گمان کرے وہ واقعہ کے مطابق نکلتے۔ اور اس مرتبہ کے بعد اس کے نیچے کے درجے میں دوسرے مراتب بھی ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ قول پیغمبر کو یاد رکھے اور اس کو سمجھے اور صحیح استنباط کے ساتھ اس کے احکام کا استخراج کرے اور اس کو را سخن فی العلم کہتے ہیں۔ رہا قوت عملیہ میں زیادتی کا تشبہ تو وہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کے نفس میں پیغمبر کے نفس مبارک کے اثر سے عزیمت اعلاء کلمۃ اللہ کی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ اس کے مقتضے پر (عمل کرنے کے لئے) بے اختیار ڈھل جاتا ہے اور اس عزیز کا نام شہید اور حواری ہے۔ یا امانت اور صدق و حیا نے اتنا پر تو اُس کے دل پر ڈالا کہ (ان اوصاف میں) اپنے ساتھیوں سے اُس کو کھلا ہوا امتیاز حاصل ہو گیا ہے۔ اس عزیز کا نام امین ہے۔ پھر جب (دو نو قسم کی یعنی) قوت عاقلہ و قوت عاملہ کی تہذیب ایک دوسرے کے ساتھ معتدل مزاج پیدا کر کے ایک وحدت بن جاتے گی تو وہ بالطبع بادشاہ بن جائے گا اور جہلت یعنی خصلت کے لحاظ سے حکیم اور مرشد مکمل ہو گا۔ اور یہ تینوں قسم کے مراتب غیر بنی کے لئے متمتع نہیں ہیں مگر یہ بات ضرور ہوتی ہے کہ پیغمبر اس بارے میں اصل ہوتا ہے اور غیر پیغمبر اس کے شاگرد رشید۔ رہا تشبہ جبرئیلیت میں تو وہ دہی ہے جو کہ صدیقیت اور محدثیت وغیرہ میں بیان کیا گیا۔

مردِ کامل صاحبِ سمیتِ صالح است و عدالتِ کاملہ دارد و در اخلاق و تدبیر منازل و سیاست مُردن است و خلقِ اللہ با افرادِ بنی آدم بوجہ معاملہ می کند کہ ہمہ بسبب او مجتمع بر خیر میشوند و بروے مختلف نمی گردند و کار ہائے بس بزرگ در میانِ مسلمین بدونِ ریکل سیف سر انجام میدہد و جہاد طوائف اُمم برائے اعلا کلمۃ اللہ بدستورے کہ بہتر ازاں متصور نباشد بجائے آمد در ہر کوشش زیادہ از سعی او فتح باب میسر می آید گویا صفت اَعْزُھُمْ نُغْزَاکَ وَاَنْفَقُ فَسَنْفِقُ عَلَیْکَ وَ اَبْعَثْ جَبِیْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَہٗ۔ نقد حال اوست ہر شخصے را از ہزاران ہزار کہ در امر ملت سعی کنند جُدا جُدا می شناسد و از ہر یکے کارے کہ مناسب اوست میگیرد و علماء و عملاً نصرة دین و اعلا کلمۃ اللہ با قطع ہمت مطلع نظر خود ساختہ است گویا براہیں کار مخلوق شدہ رد و قبول خلق را بر طاق نہادہ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَا یُحِبُّ نقد حال اوست با اصابتِ رلے و فطانت المعیۃ توان گفت کہ رلے او برآء ارادۃ الہی است امر بمعروف و نہی از منکر می نماید و ہر حالے بقدر آں حالت تفقد نزدیکان مجلس و در ماندگان از صحبت مے فرماید

لے اللہ و الہی یعنی ذکی متوقد ۱۲

تو یہ مردِ کامل ہیئتِ صالحہ والا ہے اور عدالتِ کاملہ رکھتا ہے اور اخلاق اور گھریلو تدابیر اور سیاست شہری میں خلقِ اللہ کا استاد ہوگا۔ افرادِ بنی آدم کے ساتھ اس صورت سے معاملہ کرے گا کہ اس کے سبب سب لوگ خیر پر جمع ہو جائیں اور وہ اُس دامِ خیر پر، مختلف نہ رہیں گے۔ اور یہ شخص بہت بڑے کام مسلمانوں کے درمیان تلوار کھینچے بغیر انجام دیدیتا ہے اور مختلف اُمم پر اعلا کلمۃ اللہ کے لئے ایسے عمدہ طور پر جہاد کرتا ہے کہ اس سے بہتر کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اور ہر کوشش میں اُس کی سعی سے زیادہ حق فتوحات میں کامیابی میسر ہوتی ہے گویا کہ اَعْزُھُمْ نُغْزَاکَ وَالْخَمْسَ اَمِی اُسی کا حال ہے (یعنی وہ وعدہ) جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حق تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ تو اُن سے جہاد کر ہم تیری مدد کریں گے اور تو ان پر خرچ کر ہم تجھ کو دیتے رہیں گے اور تو لشکر بھیج ہم اس سے پانچ گنا دلائمہ کا لشکر بھیجیں گے وہ ہر شخص کو لاکھوں ساتھیوں میں سے جو ملت کے کام میں سعی کرنے والے ہیں الگ الگ پہچانتا ہے اور ہر ایک سے وہ کام لیتا ہے جو کامِ علم و عمل کے اعتبار سے اس کے مناسب ہوتا ہے۔ اُس نے دین کی مدد اور اعلا کلمۃ اللہ کو انتہائی ہمت کے ساتھ اپنا مطلع نظر بنا رکھا ہے گویا وہ اسی کام کے لئے پیدا ہوا ہے لوگوں کے رد و قبول کو اس نے طاق (دسیاں) میں ڈال دیا ہے۔ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَا یُحِبُّ وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے، اس کا حال لازم ہو چکا ہے اصابتِ رلے اور بیدار مغزی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی رلے ارادۃ الہی کا آئینہ ہے، نیک کام کا حکم کرتا اور بُرے کام سے منہ کر تا ہے اور قریب پہننے والوں کے اور اس کی صحبت سے دور رہنے والوں کے سب کے ہر حال کی نگرانی اس کی حالت کے بقدر فرماتا رہتا ہے۔

مواعظ و خطبہ اور بدل می زند دانا یا بن روزگار
در حق می گویند که یک ساعت صحبت
با او از عبادت یک سال بہتر است آتشہ
او با پیغامبر در تحمل اعباء نبوت بدان
تواند بود کہ مرد جلیل القدرے کہ در مردان
عزت و حرمت دارد و در حل و عقد
خویش از دے حساب می گیرند باقص
مرتبہ ہمت اعلاء کلمۃ اللہ نماید بجز
دخول او در اسلام جامعہ با او مسلمان شود
و دست قرض متعصبان از مسلمین بسبب
دخول او کوتاہ گردد و توقع غلبہ از
خاطر کفار بجمہت رسوخ قدم او از ہم
پاشد و چون کافران کمر بایزاتے
پیغامبر بندند در ہر حادثہ جان خود را
سپر جان پیغامبر سازد ہر سنگی کہ بطرف
پیغامبر آید بر روتے خودے گیرد در ہر
منشغل و مکرمہ رشیق پیغامبر است و
سہیم او تا آنکہ نوبت ہجرت و جہاد
رسید نصیب ایں عزیز در نصرت زیادہ
از انصاف کاڈ باشد در حل و عقد و
جمع رجال و نصب قتال مشورت
اورا پذیرائی تمام شود و از
روتے مداخلت نمایاں در ہر
باب و ہر واقعہ محسوس گردد
یا در کارزار از ہمہ پیش قدم

اور اس کے وعظ اور خطبے دلوں میں اترتے چلے جاتے ہیں دنیا
کے دانا لوگوں کا اس کے حق میں یہ قول ہے کہ ایک گھڑی
اس کی صحبت میں گزار دینا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔
رہا اُس کا تشبہ پیغمبر کے ساتھ نبوت کے بھاری وزلوں
کے برداشت کرنے میں تو اس کی یہ صورت ہو سکتی ہے
کہ ایک ایسا بلند مرتبہ شخص ہے جو لوگوں میں خاص عزت و
حرمت رکھتا ہے جو اپنے امور کی گرہ کشائی اور معاملات میں اس
کی طرف رجوع کرتے ہیں ایسا شخص اپنے مرتبہ کے مطابق
پوری ہمت کے ساتھ اعلاء کلمۃ اللہ کرے اور اس کے اسلام میں
داخل ہوتے ہی بہت سے لوگ اس کے ساتھ مسلمان ہو جائیں
اور اُس کے اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے بہت
سے متعصب مخالفین کے ہاتھ مسلمانوں کی طرف بڑھنے
سے رک جائیں اور کفار کے دلوں سے مسلمانوں پر غلبہ کی
توقع اس شخص کے مضبوطی کے ساتھ اسلام پر جماؤ کی
وجہ سے درہم برہم ہو جاتے اور جب کفار پیغمبر کو ایذا دینے
کے لئے کمر بستہ ہوں تو ہر حادثہ میں یہ شخص اپنی ذات کو پیغمبر
کی ذات کے لئے ڈھال بنادے، جو پتھر بھی پیغمبر کی طرف
آتے وہ اس کو اپنے سر پر روکے اور ہر خوشی و ناخوشی کے
موقع پر پیغمبر کا رشیق اور حصہ دار ہو۔ یہاں تک کہ جب
نوبت ہجرت اور جہاد کی پہنچے تو پیغمبر کی نصرت و مدد کے
سلسلہ میں اس عزیز کا حصہ سب کے حصوں سے بڑھا ہے
اور امور کو سلجھانے اور لوگوں کو جمع کرنے اور قتال
کے قائم کرنے کے بارے میں اُس کا مشورہ سب کے لئے
قبول کرنے کے قابل ہو اور ہر باب اور ہر واقعہ میں اس
کی نمایاں مداخلت محسوس ہو کہ میدان کارزار میں

دیکھو تو اس کے قدم آگے بڑھے ہوئے ہیں، مال خرچ کرنے کے موقع پر دیکھو تو وہ اس کو اعلاء کلمۃ اللہ اور اس کے تحفظ کا مال کو وسیلہ بنا رہا ہے غرض العشق فنون (عشق کے بہت سے فن ہیں) اور جب نوبت علوم کے پھیلانے کی آئی تو طریقہ روایت سکھاتے اور لوگوں کو قرآن پڑھانے اور حدیث کی روایت پر آمادہ کرے اور اگر کسی مسئلہ میں اشتباہ واقع ہو جائے تو صحابہؓ کی جماعت سے سوال کر کے صاحب شریعت کی طرف سے حکم صریح نکالنے کی کوشش کرے اور اگر کوئی اختلاف پیدا ہو جائے تو اختلاف کی تنگ جگہ سے اس کو فضائے اجماع میں پہنچا دے طریق اجتہاد کی رہنمائی کرے اور طریق تحریف کو مسدود کرے اور ہر ممکن طریق سے پیغمبر اور اُس کی اُمت کے درمیان واسطہ بنے۔ سمجھ! اگر تو سمجھ سکتا ہے کہ آیت استخلاف (یعنی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ اِنْ اَرَادَ اللّٰهُ شَآءًا) اور آیت تمکین (یعنی الَّذِیْنَ اِنْ مَكَتُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ) اور آیت قتال مُرتدین (یعنی یَاٰیہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا مَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَخُذُوْهُ) اور آیت وَالَّذِیْنَ مَعَهُ اشْدُّ اَوْ عَلٰی الْکُفَّارِ (۲۸: ۲۹) بمنزلہ آئینہ کے ہے اگر تو اچھی طرح غور کرے گا تو یہ تمام اوصاف جو اس صفحہ میں لکھے گئے ہیں مشاہدہ ہو جائیں گے۔

تیسرا ائمۃ خلفائے راشدینؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی اُمت کے درمیان واسطہ بننے کی کیفیت کے بیان میں جانا چاہیے کہ یہ بات ہم کو قطعی طور پر معلوم ہے کہ جو کچھ

باشد یا اتفاق اموال را وسیلہ اجراء اعلاء کلمۃ اللہ سازد والعشق فنون وچوں نوبت نشر علوم آید طریقہ روایت آموزد و مرد ماں را براقرار قرآن و روایت حدیث حل نماید و اگر مسئلہ اشتباہ واقع شود از جماعہ صحابہؓ سوال کردہ استخراج نص صاحب شریعت فرماید و اگر اختلافی رُوی دہد از مضیق اختلاف بفضائے اجماع رساند ارشاد کند طریق اجتہاد را مسدود کند طرق تحریف را و بہر سبیل ممکن واسطہ شود در میان پیغامبر و اُمت او بفہم اگرے توانی فہمید کہ آیت استخلاف و آیت تمکین و آیت قتال مُرتدین و آیت وَالَّذِیْنَ مَعَهُ اشْدُّ اَوْ بمنزلہ آئینہ است اگر نیک تا مل کنی این ہمہ اوصاف کہ دریں صفحہ نوشتہ مشاہدہ گردد۔

نکتہ سوم در بیان کیفیت تو سبط خلفائے راشدینؓ در میان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اُمت او بآید دانست کہ مارا بالقطع معلوم است کہ انچہ

ہم از قسم عبادات کرتے ہیں وضو اور غسل اور نماز
درود اور زکوٰۃ و حج و تلاوت قرآن و درود
اور ادعیہ وغیرہ اور اسی طرح طریق نکاح مرد
و عورت اور خرید و فروخت اور حدود کاتم کرنا
اور آپس کے جھگڑوں کے فیصلوں کے طریقے یہ سب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہیں۔ تو اس کے
مشرور اور آخر کا سلسلہ ہم کو معلوم ہے اور اتنی
بات بھی ہم کو قطعی طور پر معلوم ہے کہ ہم نے ان
معانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر واسطہ
اخذ نہیں کیا اور ہم نے قرآن و حدیث بلا واسطہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا تو ہمارے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واسطہ
محقق ہیں۔ اب بات یہ رہ جاتی ہے کہ وہ واسطہ کون
لوگ تھے۔ اور نیز یہ بھی ہم کو معلوم ہے کہ اول امر
میں دنیا کفر و جہالت سے بھری ہوتی تھی، دین اسلام
کو مروج کرنے کی ابتدا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے ہوئی بذریعہ بہاد اور تالیف قلوب کے، رفتہ رفتہ
یہ حالت جس کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں یعنی دنیا میں
چاروں طرف مسلمانوں کا پھیل جانا اور بادشاہان اسلام
کا غلبہ جو کہ اسطرح عالم میں موجود ہے تھوڑی ہی آگئی
اس سلسلہ کا اول اور آخر معلوم ہے اب گفتگو اس میں
ہے کہ اس شاندار امر کے حصول میں جو کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھا کون بزرگ ہتیاں واسطہ بنیں
ایک ساعت کے لئے ان واسطوں کی جستجو میں اپنی قوت مفکرہ
کو لگانا چاہتے اور سب سے پہلے واسطوں کو اور بہت

ہامی کنیم اور وضو و غسل و نماز درود
و زکوٰۃ و حج و تلاوت قرآن و درود
و ادعیہ وغیرہ از باب عبادات و ہمچنین
طریق مناکحات و مبیعات و اقامت حدود
و قضتہ در خصوصات ہمہ ماخوذ است
از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس
اول سلسلہ و آخر آن معلوم است و این
قدر نیز معلوم است بالقطع کہ ما این
معانی را بے واسطہ از آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم اخذ نہ کردہ ایم و قرآن
و حدیث بے واسطہ از آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نہ شنیدہ پس در میان ما و آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و سالیطہ متحقق
است سخن در آن می گزرد کہ این و سالیطہ
کدام مردم بودہ اند و نیز این قدر معلوم
است کہ در اول امر عالم بکفر و جاہلیت
مشحون بود ابتدا۔ ترویج اسلام از آنحضرت
بودہ است جہاداً و تالیفاً للقلوب رفتہ
رفتہ حالتی کہ مشاہدہ مے کنیم از
انتشار مسلمین در آفاق و قلبہ بادشاہان
اسلام کہ در ہر قطرے بر روتے کار
آمد اول این سلسلہ و آخر او معلوم است سخن در آن
است کہ و سالیطہ حصول این امر فہیم کہ در زبان آنحضرت
نبود و الحال ہست کہ ام عزیزاں بودند ساعتی خاطر
راور تفحص این و سالیطہ باید گماشت و اول

دسانہ و اکثر ایشال در توسط و اعظم ایشان
 دزمنت باید شناخت امر ملت مشابہت
 تمام دارد بدیوارے کہ ہر خشت فوقانی
 متفرع بر خشت تحتانی است و معتد است بر
 وے تا آنکہ نقص با ساس رسد ہچیناں ہر
 قرن متأخر مستند است از قرن متقدم و
 منت قرن متقدم در گردن اوست کہ سبب
 وصول سعادت دنیا و آخرت گشتہ در
 فکر اول ہر یکے شیخ خود را مے داند و
 کتبے میخواند بعد ازاں سرگودہ خود را مثل
 ابو حنیفہ بہ نسبت حنفیاں و شافعی بہ نسبت
 شافعیان می نامد و ہچنین سیدی عبدالقادر
 بہ نسبت قادریان و خواجہ نقشبند بہ نسبت
 نقشبندیان و خواجہ معین الدین بہ نسبت
 بہ نسبت چشتیاں باز سلاسل این
 بزرگان منتهی مے شود بجند بغدادی
 و معاصران دے و ہچنین قرآن سبعہ
 در قرأت و شیخ ابوالحسن اشعریؒ در
 علم کلام و ثعلبیؒ و واحدیؒ و امثال ایشا
 در تفسیر و محمد بن اسمعیلؒ در علم سیرت و علی
 ہذا القیاس آزیں مقام اندکے پیشتر باید رفت
 و تامل درالں باید کرد کہ این جماعہ ہر چند بجمع
 علم و بہم آوردن انچہ پر آگندہ بود از جامعہ
 کثیر اخذ نمودہ بودند متصف اند اما ہر چہ
 آوردہ اند از سلف آوردہ اند انچہ ما خود از سلف

سے درمیانی واسطوں کو اور (ملت کو صاحب نعمت بنانے میں)
 سب سے بڑا احسان جن واسطوں کا ہے ان کو پہچاننا چاہیے۔
 (سمجھ لو) کہ امر ملت اس دیوار کے ساتھ پوری مشابہت رکھتا
 ہے جس کی ہر اوپر والی اینٹ متفرع ہے نیچے والی اینٹ
 پر اور اسی پر سہارا لینے والی ہے۔ اسی طرح نوبت بنیاد تک
 پہنچ جاتے گی۔ اسی طرح ہر بعد والے قرن کو اُس سے پہلے
 قرن سے مدد پہنچتی رہی ہے اور اس پہلے قرن کا احسان اُس
 کی گردن میں پڑا ہوا ہے جو کہ دنیا و آخرت کی سعادت کے
 ملنے کا سبب بنا ہے۔ فکر کے پہلے مرحلہ میں ہر ایک اپنے
 شیخ (یعنی استاد) کو اور اس کتاب کو جو اُس سے پڑھتا
 تھا جانتا ہے۔ اس کے بعد اپنے سرگودہ (مقتدا) کا جیسے
 ابو حنیفہؒ بہ نسبت حنفیوں کے اور شافعیؒ بہ نسبت شافعیوں
 کے، نام لیتا ہے۔ اور اسی طرح سیدی عبدالقادر (جیلانیؒ)
 بہ نسبت قادریوں کے اور خواجہ (بہاؤ الدین) نقشبندؒ بہ نسبت
 نقشبندیوں کے اور خواجہ معین الدین چشتیؒ بہ نسبت
 چشتیوں کے۔ پھر ان بزرگوں کے سلسلے منتهی ہوتے
 ہیں جُنید بغدادیؒ اور ان کے معاصرین پر۔ اور اسی
 طرح قرأت میں قرآن سبعہ اور علم کلام میں شیخ ابوالحسن
 اشعریؒ اور تفسیر میں ثعلبیؒ اور واحدیؒ اور ان جیسے حضرات
 اور علم سیرت میں محمد بن اسمعیلؒ اسی پر دیگر علوم کے ائمہ کو
 قیاس کر لیا جائے۔ اب اس مقام سے ذرا اور آگے چلنا چاہیے اور
 اس میں غور و فکر کرنا چاہیے کہ اس جماعت کے حضرات اگر چہ
 علم کے جمع کرنے اور بکھرے ہوئے علم کو جماعت کثیر سے حاصل
 کر کے اکٹھا کرنے سے متصف ہیں مگر جو کچھ بھی لاتے ہیں سلف
 ہی سے لاتے ہیں۔ سلف سے جو کچھ ماخوذ ہے وہ بمنزلہ

تحقیق کے ہے اور ان کی خود اپنی تحقیقات بطور تفسیر مجمل کے ہے اور ایسی ہے جیسا کہ ایک امر جامع کے لئے ایک شے کا دوسری شے کے ساتھ الحاق کر دیا جاتا ہے اور منتشر چیزوں کو ایک جگہ کر دیا جاتا ہے اور یہ سب اس لوح پر نقوش کے مرتبہ میں ہیں۔ اور طبقہ اولیٰ کو درمیانی طبقات سے پہچان لینا چاہیے اور ان کے احسان کا تمام اُمت کی گردن پر ہونے کا اعتقاد رکھنا چاہیے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ واسطہ بننے کی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے سے اور ہر شہر میں علماء کے تقرر سے تاکہ حدیث کی روا کریں اور قوم کو اُس کی جانب رغبت دلائیں اور ایسے امور کی تیاری کہ جن کے ذریعہ سے علم کا حاصل کرنا آسان ہو جائے جیسے مدرسوں کا قائم کرنا اور طلبہ کے حال کی خبر گیری کرتے رہنا اور اس جماعت کی عزت کرنا اور اس کے مانند ان حرکات میں سے ہر ایک حرکت کا زمین کے تمام اطراف میں علم کے پھیلائے اور اسلام کی اشاعت میں خاص دخل ہے۔ جب یہ اجمالی کلام دل میں بیٹھ گیا تو اب ہم چاہتے ہیں کہ اس سے کچھ زیادہ مفصل لکھ دیں تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے واسطوں کی معرفت آسان ہو جائے اور جو کچھ کہا جاتے وہ ایک معیار بن جائے اُن چیزوں کی شناخت کے لئے جو ہم نے ذکر نہ کی ہوں۔

سب بڑی میراث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُمت مرحومہ کو پہنچی ہے قرآن عظیم ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانہ تک مصاحف میں یک جاتی نہ ہوا تھا جیسا کہ آج کوئی النشاہ پر دواز اپنے اعلیٰ مضامین کو یا کوئی شاعر اپنے قصائد اور قطعات کو بیاضوں میں اور مکتوبات کو متفرق لوگوں کے ہاتھوں میں چھوڑ کر دنیا سے چلا جائے

است بمنزلہ لوح است و تحقیقات خود ایساں از قبیل تفسیر مجمل والحاق الشیء بالشیء لائز جامع و جمع آنچہ پرآگندہ بود و بمنزلہ نقش بر لوح است و طبقہ اولیٰ راز و ساطعی باید شناخت و مثبت ایساں برگردن تمام اُمت اعتقاد باید کرد۔ باز توسط بانواع بسیار می باشد بروایت کردن از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بتبصیب علماء در ہر شہر تا روایت حدیث کنند و ترغیب قوم برال و ہتیمہ امورے کہ ہاں گرفتار علم سہل گردد مثل بنائے مدایس و تعہد حال طلبہ و توقیر این جماعہ و مانند آن ہر حرکتے را ازین حرکات در نشر علم و شیوع اسلام در اقطار ارض دخلی ہست چون این کلام مجمل بخاطر نشست اندکی مفصل تر نگاریم تا معرفت و ساطع علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسان گردد و آنچہ گفتہ نشود دستور باشد برای شناختن آنچہ تلفظہ باشم۔

اعظم میراث کہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ اُمت مرحومہ رسید قرآن عظیم است و آن آخر زماں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجموعہ در مصافحہ بنود مثل آنکہ امروز مثنوی منشآت خود را یا شاعرے قصائد و مقطعات خود را در بیاضہا و سفینہا در دست جماعہ متفرقہ گزاشتہ از

جوکہ اُن چڑیوں کے مانند ہوں گی کہ اگر تھوڑی تیز ہوا چل جائے تو سب ادھر ادھر متفرق ہو جائیں۔ اسی طرح وہ مضامین اور قصائد بربادی کے کنارے پر ہوں گے کہ اگر اُن کا غزو پر پانی پہنچ جائے یا اُن میں آگ لگ جائے یا جس کے قبضہ میں ہیں وہ مرجائے تو گزشتہ کل کی طرح نابود اور غائب ہو جائیں۔ اگر ایک شاگرد رشید اس عزیز (ادیب اور شاعر) کے مصاحبوں میں سے کمرہمت باندھے اور اُن سب کو ایک مناسب ترتیب کے ساتھ جمع کرے اور اس کی نقلیں کر کے بہت سے نسخے تیار کر کے اور کامل تصحیح کا اہتمام کرے اور ان کو عالم میں شائع کر دے تو اس شاگرد رشید کا احسان اُن سب لوگوں کی گردن پر ہوگا جو ان مضامین و اشعار سے استفادہ کریں گے۔ اسی دستور کے مطابق محمد بن حسن کا احسان ہر اس شخص پر جو حنفی ہے اور بونیلی کا احسان ہر اس شخص پر جو شافعی ہے ثابت ہے اور اُن کی گردنوں پر ہے۔ اور یہ قرآن کا مصاحف میں جمع کرنا وہی ہے جس پر اَنَّا لَكَ لِحْفُظُونَ (ہم یقیناً اس کی ضرورت حفاظت کرنے والے ہیں) منطبق ہے اور اَنَّا عَلَيْنَا جَمْعُهُ وَقَرَّ اَنَّهُ (اُدھر یقیناً ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کرنا اور اس کو پڑھوانا) اسی کی بشارت دینے والا ارشاد ہے۔ اس بارے میں پہلی سعی صدیق اکبرؑ سے واقع ہوئی جو حضرت فاروقؓ کے عرض کرنے سے جس پر اُن کو اسی درجہ کا مقررہ حد (یعنی اطمینان قلب) ہوا تھا جو ان کے ساتھ مخصوص تھا انھوں نے شروع کر دی تھی۔ اس کے بعد فاروق اعظمؓ بڑی کوششوں کو کام میں لائے اور جن مقامات میں کچھ اشکال پیدا ہوتا تھا اُن شبہات کو حل کرنے میں مشغول ہوتے۔ اور اُس کی نقول لینے پر لوگوں کو اُبھارا۔ اس کے بعد

عالم رود بمنزلہ عصافیر اگر اندک بادی بجنبد سذر نذر از ہم متفرق شوند ہمچنین ایں منشآت و قصاید بر شرف تلف باشند اگر اُن کا غزل را آب برسد یا دروے آتش بگیرد یا حامل آں بمیرد مانند اُمس ذاہب نابود گردد شاگردے رشید از میان یاران آں عزیز کمرہمت بر بندد و آں ہمہ را بہ ترتیب مناسب جمع کند و نسخہائے بسیار سازد و تصحیح کامل بکاربرد و در عالم متفرق گردان پس منت ایں شاگرد رشید بر گردن آنانکہ ازاں منشآت و اشعار مستفید شوند ثابت است بہتیں دستور از محمد بن الحسن بر ہر کہ حنفی است ثبوت ثابت است از بونیلی بر ہر کہ شافعی است ثبوت در گردن و آں جمع در مصاحف ہمان است کہ اَنَّا لَكَ لِحْفُظُونَ بروے منطبق شد و اَنَّا عَلَيْنَا جَمْعُهُ وَقَرَّ اَنَّهُ بَشِّرِ با دست اول حرکت دریں امر از صدیق اکبرؑ بالتماس حضرت فاروقؓ بحکم شرح صدرے کہ دے را باں مخصوص ساختہ بودند واقع شد بعد ازاں فاروق اعظمؓ سعیا بکاربرد و در مواضع مشککہ مبشر کشف شبہ گشت و حمل کرد مردم را بر اغیز آں بعد ازاں ذی النورین

ذی النورینؑ نے بہت سے نسخے کھسکائے اور اطراف میں بیجے اور ان کے خلاف جو لکھے ہوئے تھے اُن کو محو کر دیا۔ اس کے بعد اُبی بن کعبؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ اور علی مرتضیٰؓ اور ابن عباسؓ نے اُس کو پڑھانے میں بڑی بڑی کوششیں فرمائیں اور یہ قرآن جو مصاحف میں جمع ہے جس کی زبانوں سے تلاوت کی جاتی ہے جو آج مشرق اور مغرب میں نشر ہو رہا ہے، یہ ان ہی اکابر کی قابلِ قدر مساعی کا ثمرہ ہے۔ پھر قرآن کے جو بعض مواقع ایسے تھے کہ وہ اجمال رکھتے تھے ان بزرگوں نے مختلف تقریبات پر اُس اجمال کو کھول دینے کا اہتمام کیا اُن کے بعد ابن عباسؓ حل لغات قرآن کی طرف متوجہ ہوئے اور انھوں نے اسباب نزول کا ذکر کیا، دوسرے لوگ بھی ان کے قدم بقدم چلے یہاں تک کہ (تفسیر کے) متعدد نسخے بہم پہنچ گئے، تعلیمی اور دوسرے لوگوں نے ان سب کو جمع کر کے تفسیریں تصنیف کر دیں، کیا تم جانتے ہو کہ قرآن کی بہترین خدمت کونسی ہے؟ وہ یہ ہے کہ اول نزول قرآن کے باء میں (یعنی نازل شدہ آیات کے پیش نظر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن باتوں کا سوال کیا جائے جو اُن سے متعلق ہوں تاکہ اس کے مناسب و دوسری وحی نازل ہو جیسا کہ صدیق اکبرؓ اس آیت **مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ** (جو شخص بُرا کام کرے گا اُس کا بدلہ اُس کو دیا جائے گا) کے متعلق سوال لیکر آتے (جس کے نتیجے میں) ایک علم شریف ظاہر ہو گیا (آپ نے جواب میں یہ ارشاد فرمایا) کہ بے تم اور سب مومنین تو تم کو اس کا بدلہ دنیا میں دیدیا جائیگا یہاں تک کہ تم اللہ سے ایسے حال میں ملو گے کہ تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ رہے دوسرے لوگ تو ان کے گناہ جمع کئے جاتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا بدلہ اُن کو قیامت کے دن دیا جائے گا۔ اس کو روایت کیا ترمذی نے۔ اور فاروق اعظمؓ نے تحریم حمر کی محل آیت کے باء میں دُعا کی

نَسْهًا لَّنِي سَائِدَةً فِي آفَاقِ فَرَسَادٍ وَغَيْرِ
 اَنْ رَّا مَحْوَ سَاحَتِ بَعْدَ اَزَالِ اُبَيِّ بْنِ
 كَعْبٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَ عَلِيٍّ
 مَرْتَضًى لَدُنْهُ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ اَقْرَاءَ اَنْسَمِي
 يُلَيِّغُ بَكَارَ بَرْدِنَا وَ اَيْنَ قُرْآنَ مَحْضٍ
 دَرِ مَصَاحِفِ مَتْلُوِّ بَرِّ اَلِسْنَةِ كَمَا اَلِ
 دَرِ مَشْرِقٍ وَ مَغْرِبٍ مِّنْ شَرِّ مَثَرَةٍ مَّسَاحِي
 جَمِيلَةٍ اَيْثَانِ اسْتَبَازَ قُرْآنَ دَرِ بَعْضِ
 مَوَاضِعِ كَمَا اَجْمَلَ دَاشْتِ اَيْنِ بَزْرُگَوَارَانِ
 اَهْمَتِهِ اَهْمَتِهِ بِتَقْرِیَاتِ شَتَّى مَقْصِدِي
 كَشَفِ اَلِ اَجْمَالِ گُشْتَنَدِ بَعْدِ اَيْثَانِ
 اِبْنِ عَبَّاسٍ مَتَوَبَةً حَلَّ لَغَتِ قُرْآنِ
 شَدِّ وَ ذِكْرِ اسْبَابِ نَزُولِ نَمُودِ دِیْگَرَاں قَدَمِ بِرِ
 قَدَمِ اَوْ رَفْتَنَدِ تَا اَنَكِهْ نَعْدَ وَ نَسْهًا بِهَمْ رَسِیدِ
 ثَعْلَبِيٍّ وَ غِیْرَاں اِهْمَ رَا جَمْعِ سَاخْتِ تَفْسِیرِ اَلتَّصْنِیْفِ
 كَرْدَنَدِ بَیْجِ مِیدَانِ كَمَا بِهَتْرِیْنِ خَدْمَتِ قُرْآنِ كَدَامِ
 اسْتِ اَنَكِهْ دَرِ اَوَّلِ نَزُولِ قُرْآنِ اَزَا آنْحَضْرَتِ صَلِی
 اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَمِ سَوَالِ مَا یَتَلَقُّ بِہِ كَرْدِهْ بَاشَدِ تَابِرِ
 حَسْبِ اَلِ دُحَى دِیْگَرِ فَرُودِ اَدِ چَنَا كَمَا صَدِیقِ اَكْبَرِ
 دَرِ اَیَةِ مَنْ یَعْمَلْ سُوءًا یُجْزَ بِہِ سَوَالِ اَوْرَدِ
 عِلْمِ شَرِیفِ رَا سَرْدَا كَمَا اَمَّا نَتِ وَ اَلْمَوْمِنُونَ
 فَیَجْزُونَ بِذَلِكَ فِی الدُّنْیَا حَتَّى تَلْقَوْا اللّٰهَ وَ
 لَیْسَ لَكُمْ ذَنْبٌ وَ اَمَّا الْاٰخِرُونَ فَیُجْزَمُ ذٰلِكَ
 لِهَوْ حَتَّى یُجْزَوْا بِہِ یَوْمِ الْقِیَمَةِ الْخُرُجِ التَّحْرِیْمِ
 وَ فَا رُوقِ اعْظَمُ دَرِ اَیْتِ مَجْمَلِ تَحْرِیْمِ خَمْرُ كُفَّتِ

کے لئے اللہ بیان کر دیجئے ہمارے لئے (اس حکم کے بارے میں)
ثانی یعنی مفصل بات۔ تا آنکہ رفتہ رفتہ اُس اجمال کی تفصیل
نازل ہوگئی اور پردہ ہٹا دیا گیا۔

اور بعد قرآن عظیم کے جو دین کی اصل اور ایمان کا بڑا سرمایہ
ہے وہ علم حدیث ہے اور بزرگان اُمت کا واسطہ بنا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت کے درمیان چند
صورت کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ پہلی یہ کہ حدیث کو روایت کریں
اور اس کے مضمون کو چاروں طرف بھیجیں۔ دوسری صورت
یہ ہے کہ جس کے پاس حدیث موجود ہو اُس سے نکلوا میں یعنی
کسی پیش آمدہ مسئلہ کے موقع پر خلیفہ وقت صحابہؓ کو جمع
کرے اور کہے کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ فلاں مسئلہ کے
بارے میں اُس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث
یاد ہو۔ اور اس سوال کو بار بار کر کے اس تک پہنچا دے
کہ جس قدر لوگ موجود ہوں وہ اپنے کانوں سے سن لیں
اور جو موجود نہیں ہیں اُن کو خبر پہنچ جائے تاکہ جس کے
پاس ایسی حدیث موجود ہو وہ پہنچا نا جائے اور اگر وہ متفرّد
(یعنی اکیلا) ہو تو شبہ کی صفائی بھی پیش کرے تاکہ حدیث
قابل اعتماد ہو جائے جیسا کہ صدیق اکبرؓ نے دادی کی میراث
کے بارے میں اور فاروق اعظمؓ نے ایک بُردے کے بارے
میں تحقیق کی تھی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ علماء صحابہؓ کو چاروں
طرف بھیجیں اور ان کو روایت حدیث کا حکم دیں اور لوگوں کو
اُن سے حدیث حاصل کرنے کی ترغیب دیں جیسا کہ فاروق
اعظمؓ نے عبد اللہ بن مسعودؓ کو ایک جماعت کے ساتھ کوثر
میں بھیجا اور معقل بن یسار اور عبد اللہ بن مغفل اور عمران بن
حصین کو بصرہ میں اور عبادہ بن صامت اور ابوذر راہی کو

اللہم بین لنا بیان شفاء تارفتہ رفتہ
اجال بہ تفصیل انجا مید و پردہ برانداختہ
شد و بعد قرآن عظیم اصل دین و سرمایہ
یقین علم حدیث است و توسط کبراء اُمت
در میان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
و اُمت اور در علم حدیث بیچند وجہ تواند بود
یکے آنکہ روایت کنند حدیث را و بافاق فرستند
مضمون آن را دیگر آنکہ استخراج نمایند آن را
از حامل آن یعنی در مسئلہ نازلہ خلیفہ وقت جمع
کنند صحابہؓ را و بگوید کہے ہست در میان شما کہ
در فلاں مسئلہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حدیث یاد داشته باشد و تکرار این سوال بجد
رساند کہ حاضران بگویش خود شنوند و غالباً
را خبر رسد تا حامل حدیث مشخص شود
و اگر متفرّد شدہ باشد استبراء کنند از
شبہ تا حدیث محل اعتماد گردد چنانکہ صدیق
اکبرؓ در میراث جدّہ و فاروق اعظمؓ در باب
غزوہ یمامہ تحقیق فرمودند سوّم آنکہ علماء صحابہؓ
را در آفاق فرستند و ایشان را امر نمایند
بہ روایت حدیث و مردماں را حل کنند براخذ
ایشان چنانکہ فاروق اعظمؓ عبد اللہ بن مسعودؓ
را با جمعیہ بکوفہ فرستاد و معقل بن یسار و
عبد اللہ بن مغفل و عمران بن حصین را
بہ بصرہ و عبادہ بن صامت و ابوذر راہی
را بہ شام و جماعہ بن ابی سفیان کو

امیر شام بور قدغن بلیغ نوزشت کہ از حدیث
ایشان تجاوز نکند چہارم آنکہ طریق
روایت آموزند و احتیاط در آن باب فرایند
پنجم آنکہ عمل کنند بر حدیث علانیہ تا آن
حدیث مجمیع علیہ گردد و عمل خلفاء صحیح آلِ روا
باشد در بیاض از احادیث خواندہ باشی
فَعَلَّ ذَٰلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
و ابوبکر و عمر ششم آنکہ حدیث کہ زیادہ است
بر کتاب اللہ مثل حدیث ایمان بالقدر و
حدیث معراج و حدیث عذاب قبر
و غیر آں بر سر منابر اشارہ بآن حدیث
فرماید کہ فلاں حدیث و فلاں حدیث
از انجملہ ست کہ ایمان براں واجب است
ہر چند آں را در کتاب اللہ نے یا بند این
روایت آں ہمہ احادیث است اجمالاً و
تصحیح و تقویت آنست و افادہ آنکہ از
قبیل ضروریات دین شدہ است
ہفتم آنکہ مضمون احادیث در خطب
خود ارشاد فرمایند تا اصل حدیث بآن
موقوف خلیفہ قوت یابد یا رالے کہ بنور
سخن نمی رسند در بند آنکہ در متفق علیہ
از حضرت صدیق صحیح نہ شد مگر شش حدیث
و از فاروق اعظم نہ بصحت نہ رسید مگر قریب
ہفتاد حدیث ایس را نمی فہمند و نمی دانند کہ
حضرت فاروق رضی تمام علم حدیث را

شام میں۔ اور معاویہ بن ابی سفیان کو جو کہ امیر شام تھے ایک بلیغ
تنبیہ نامہ بھیج کہ ان حدیثوں سے کبھی تجاوز نہ کریں۔ چوتھی
صورت یہ ہے کہ طریق روایت سکھائیں اور اس بارے میں
احتیاط کی ہدایت فرمائیں۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ کسی حدیث
پر علانیہ عمل نہ کریں تا آنکہ وہ حدیث متفق علیہ ہو جائے اور
اس روایت کا صحیح خلفاء کا عمل بنے۔ تم نے بہت سی
احادیث میں یہ پڑھا ہوگا فعل ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم و ابوبکر و عمر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایسا کیا اور ابوبکر و عمر نے (چوتھی صورت یہ ہے کہ ایسی حدیث
جو کتاب اللہ پر اضافہ کرتی ہے جیسے ایمان بالقدر کی حدیث اور
معراج کی حدیث اور عذاب قبر کی حدیث وغیرہ ایسی حدیثوں
کی طرف منبروں پر بیٹھ کر اشارہ فرمائیں کہ فلاں حدیث
اور فلاں حدیث ان احادیث میں سے ہیں جن پر ایمان لانا واجب
ہے اگرچہ ان کو کتاب اللہ میں نہیں پاتے ہیں۔ یہ ان سب
احادیث کی اجمالی روایت ہے اور ان کی تصحیح اور تقویت
اور اس امر کا افادہ کرنے کے لئے کہ (ان احادیث میں جو
باتیں مذکور ہیں) وہ سب ضروریات دین میں سے ہیں۔
ساتویں صورت یہ ہے کہ احادیث کے مضمون کو اپنے خطبوں
میں ارشاد فرمائیں تاکہ اصل حدیث خلیفہ کی اس حدیث موقوف
سے قوت پائے۔ جو دوست کہ بات کی گہرائی تک نہیں پہنچتے وہ
اس قید میں ہیں کہ حدیث کی متفق علیہ کتابوں (بخاری اور
مسلم میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے صرف چھ حدیثیں بروایت
صحیح ثابت ہوتی ہیں اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے تقریباً
نہتر احادیث سے زیادہ صحت کو نہیں پہنچیں۔ اس کو یہ لوگ نہیں
سمجھتے اور نہ جانتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم نے تو تمام

اجمالاً تقویت دادہ و اعلان نمودہ بقدر آن
عظیم و سنت اعظم علوم دانشدہ آنہا در
احتیاج علم فقہ است و اعظم توسط
کبرائے اُمت در میان آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم و سائر اُمت او در فقہ آنست کہ
طرق اجتہاد و تعلیم فرماید مثلاً بیان کند
ترتیب اود کہ اربعہ و ترتیب سنت بر کتاب
و تخصیص مام کتاب بخاص سنت و
حل مجمل کتاب بہ مفصل سنت چنانکہ
صدیق اکبرؓ و عمر فاروقؓ با ہم وجہ دریا
آوردند باز اعظم توسط آنست کہ مسائل
مجتہد فیہ را بسرحد اجماع رساند تا اختلاف
از اُمت برانداخته شود و جمیع اُمت را
بآن مسائل حجت قائم گردد باز اعظم
توسط آنست کہ در مسائل عبادات و منکات
و مباحیات و قضایا و سیر در مسائل نازلہ اجتہاد فرماید
و جواب مسئلہ فیہ را آفاق مشہور شود و اقاصی و
ادانی بآن را بہ ادراک نمایند۔

اجمالاً قوت پہنچاتی ہے اور اعلان کیا ہے۔ قرآن
عظیم اور حدیث کے بعد سب علوم سے بڑا اور جس کی طرف لوگوں
کو سخت اکتیاج ہے علم فقہ ہے اور فقہ میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اور آپ کی اُمت کے درمیان بزرگان اُمت کے
واسطہ بننے کی یہ صورت ہے کہ طریق اجتہاد کو تعلیم فرمائیں مثلاً
اولہ اربعہ کی ترتیب بیان کریں اور کتاب اللہ پر سنت کا مرتب
ہونا اور کتاب اللہ کے عام کسی تخصیص سنت خاص سے اور
کتاب اللہ کے مجمل کا حل تفصیل بیان کرنے والی حدیث سے
جیسا کہ صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ نے مکمل صورت کے ساتھ
بیان فرمایا ہے۔ پھر واسطہ بننے کی بڑی صورت یہ ہے کہ جو مسائل
اجتہاد سے حل کرنے کے قابل ہیں ان کو اجماع کی سرحد میں
پہنچادیں تاکہ اُمت سے اختلاف اُٹھ جائے اور تمام
اُمت کے لئے ان مسائل میں حجت قائم ہو جائے۔ پھر واسطہ بننے
کی بڑی صورت یہ ہے کہ عبادات اور منکات و طلاق اور زنیہ
و فروخت کے اور مقدمات کے فیصلوں اور سیر کے پیش آمد
مسائل میں اجتہاد فرمائیں اور مسئلہ کا جو کچھ وہ جواب دیں وہ
آفاق میں مشہور ہو جائے اور دور اور نزدیک والے سب لوگ
اس سے راہ ہدایت حاصل کریں۔

اور فقہ کے بعد سب سے بزرگ تر علم علم احسان ہے یعنی وہ
جس کو آج علم سلوک کہا جاتا ہے اور قوت القلوب اور احیاء العلوم
جس کے بارے میں تصنیف کی گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تمام اُمت کے
درمیان ان اکابر کے واسطہ بننے کی یہ صورت ہے کہ زبان
حال اور زبان قال دونوں سے ان علوم کی اور ان مقامات
و احوال کی لوگوں کو تعلیم فرمائیں اور ان احباب کو بھی دونوں

و بعد فقہ اعظم علوم علم احسان است
اعنی آنچه امروز باسم علم سلوک مستعمل
شود و قوت القلوب و احیاء العلوم دران
مصنف شدہ است و اعظم توسط کبرائے
اُمت در میان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
و سائر اُمت او آنست کہ بزبان حال و بزبان
قال ہر دو آن علوم را و آن مقامات و احوال را

زبان دینی زبان حال و زبان قال، سے تعلیم و افادہ کے لئے تیار کر دیں اور اُن سے وہ علوم دنیا کے سب اُطراف میں مشہور ہوں اور سب دُور نزدیک کے لوگ اُن سے فائدہ حاصل کریں جیسا کہ ان کا بڑا حصہ حضرات شیخین رحمہ اللہ کے بارے میں جو لکھا جا چکا ہے تم معلوم کر چکے ہو گے۔

اس کے بعد علم حکمت (دانشوری) کے مراتب ہیں اور اخلاق فاضلہ اور ان کے اعضاء (اخلاق سیّئہ) کا بیان اور گھریلو معاملات کی درستی اور شہری سیاست کا بیان ہے اور فنون کے قواعد علیہ بمقتضائے تجربہ و عقل۔ جب تم نے اس تفصیل کو پہچان لیا اب اس میں غور و فکر کیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ بلاد عرب مفتوح ہوئے تھے نہ کہ بلاد عجم۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخر حیات میں مُسیک کذاب اور اسود عیسیٰ (مدعیان نبوت) کا فتنہ اُٹھا اور اس نے اسلام کی صفائی کو کد کر دیا یعنی حق کے مقابل پر باطل نے ابھرنا شروع کر دیا، اُوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کہ وہ کدورت اور بڑھنا شروع ہو گئی تو مرتدین سے قتال کے لئے کون کھڑا ہوا اور فارس اور روم کی فتح کی بنیاد کس نے رکھی؟ اس کے بعد فارس اور روم کی فتح میں پوری جدوجہد کس سے وجود میں آئی اور اس کا اتمام کس شخص کے عہد میں ہوا۔ حقیقت تمام زمین بمنزلہ ایک مَرُط کے تھی جس کا سرعراق اور اُس کے دو بازو فارس اور روم اور دو پاؤں ہند اور فرنگ یا ہند و ترکستان چنانکہ ہر مزان پیش حضرت

برہمان تعلیم فرماید و ترتیب کنڈیاران را بہر دو زبان دازدے آن علوم در آفاق شہرت گیرند و اقامی و ادانی ازاں مستفید شوند چنانکہ دریں کتابہاشی کثیر از حضرت شیخین رحمہ اللہ معلوم کردہ باشی و بعد ازیں مراتب علم حکمت است و بیان اخلاق فاضلہ و اعضاء آن و تدبیر منازل و سیاست مدن و قواعد کلیہ این فنون بمقتضائے تجربہ و عقل چون اس تفصیل را شناختی اکنون فکر را در آن خوض فرما کہ در زبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بلاد عرب مفتوح شدہ بود نہ بلاد عجم باز در آخر حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتنہ مُسیک کذاب و اسود عیسیٰ بر خاست و صفائی اسلام را کد ساخت و بعد انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اُن کدورت متزاید شدن گرفت قیام بقتال مرتدین کہ کرد و فتح فارس و روم را کہ بنیاد نہاد بعد ازاں توغل در فتح فارس و روم اذ کہ وجود گرفت و اتمام آن در عہد کدام کس واقع شد بحقیقت تمام زمین بمنزلہ مرغی بود کہ سرش عراق و دو جناش فارس و روم و دو پایش ہند و فرنگ یا ہند و ترکستان چنانکہ ہر مزان پیش حضرت

لے مُسیک کذاب کے ساتھ اس کا بڑا قبیلہ بنو حنیفہ تھاجو مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ لیکن حضرت ابو بکرؓ نے اقامہ کے اس پر حملہ کیا۔ سخت جنگ کے بعد مسیک کذاب ہلاک کر دیا گیا اور اس فتنہ کا استیصال ہوا۔ اسود عیسیٰ اسی شب میں مارا گیا جس کی صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی آپؐ نے قتل کا حال بحوالہ جبریلؑ اصحاب کو بتا دیا۔ فاصدوں کے ذریعہ مدینہ میں ختمی دن بعد اظہار پہنچی ۱۲ مترجم

فاروقؓ نے بیان کیا تھا۔ اُس مرغ کا سر کس نے کھانا اور اُس کے دونوں بازوؤں کو کس نے توڑا۔ صرف یہ دو پاؤں اُن کے دستِ تصرف سے باقی رہ گئے تھے یہ آج تک نہیں توڑ جاسکے۔ اگر تم پر حقیقت الامر مشتبہ ہو جاتے اور تم کو پتہ نہ چلے کہ سب سے پہلا واسطہ (علم احسان وغیرہ کے امت تک) پہنچنے کا ان دو تین شخصوں میں سے کون تھا تو ہم ایک میزان تمھارے ہاتھ میں دیتے ہیں (جس سے تم خود معلوم کر سکو گے) اور وہ میزان یہ ہے کہ تم ایک ایسی جماعت پر نظر کرو جس کے پاس ایک شخص کی کوئی روایت نہیں اور اس جماعت کے لوگوں نے کبھی کوئی کوشش اور قصد نہیں کیا اُس شخص سے علم حاصل کرنے کا۔ اگر تم اُس علم کو اُن لوگوں کے درمیان (کابل طور پر) جیسا کہ ہونا چاہیے پاؤ تو سمجھ لو کہ واسطہ اول (اس شخص کے علاوہ) کوئی دوسرا ہی شخص تھا مثلاً یہ بات کہ اہل شام اور اہل مصر حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت نہیں رکھتے اور پھر زہد کے اوصاف اور علم سلوک کابل طور پر اُن کے درمیان پایا جاتا ہے تو دتم اس سے یہ سمجھ سکتے ہو) درحقیقت ان معانی کا ان تک پہنچانے والا حضرت مرتضیٰؑ سے پہلے کوئی اور ہی تھا۔ اس پر غور کرو۔ اب کہ یہ تین نکات واضح کر دیئے گئے اب اس بات کی نوبت آپہنچی کہ ہم حضرات خلفاءؓ کے مناقب شروع کر دیں۔ آپ کو کوشش بر آواز رہنا چاہیے کہ کسی قصہ کے بیان کرنے میں ہم کس خصلت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

فاروقؓ نے بیان نمود سر آں مرغ کہ کوفت دو بازوئے اورا کہ شکست ہمیں دو پاکہ از دستِ تصرف ایشان باقی ماندہ بود تا حال کوفتہ نہ شدہ اگر بر تو امرے مشتبہ شود و نہ دانی کہ واسطہ اول بلوغ او کدام شخص بودہ است از سہ کس میزانے بدست تو دہیم و آن میزان آنست کہ نظر کنی بجمعے کہ از یک شخص روایت ندارند و اصلًا ہمت خود براخذ علم ازوے نگماشتہ اند اگر آں علم در میان ایشان کما ینبغی بیابی بدال کہ واسطہ اول مردے دیگر است مثل آنکہ اہل شام و اہل مصر از حضرت مرتضیٰؑ روایت ندارند باز زہدیت و علم سلوک در میان ایشان یافتہ می شود بہ فور پس بحقیقت مبلغ این معانی پیش از حضرت مرتضیٰؑ دیگرے بودہ است قتائل پس چون ایں سہ نکتہ مبین شد نوبت آں رسید کہ در مناقب خلفائے شروع کنیم گوش آواز باید بود تا در ضمن سر و قصہ بکدام خصلت اشارہ نمایم۔

مناقب جمیلہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان میں ایک آپ کے نسب کا بے داغ ہونا ہے۔ سبب
 زیری نسب (ماہر انساب) کا قول ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ
 "عقیق" کا خطاب اس لئے دیا گیا کہ ان کے نسب میں ایسی کوئی
 چیز نہ تھی جس سے ان پر کوئی عیب لگایا جائے۔ ایسا ہی استیعاب
 میں ہے۔ اور یہ کہ وہ اشراق قریش میں سے اور ان کے درمیان
 صاحب وجاہت تھے۔ زیر بن بھار کا قول ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ
 میں کے ان دس آدمیوں میں سے ایک تھے جن کا شرف جاہلیت دینی
 شرف زمانہ قبل از اسلام (شرف اسلام سے متصل ہو گیا دینی
 جاہلیت سے اسلام تک ان کو برابر شرف حاصل رہا) اور
 (جاہلیت میں) خونہا اور تادانوں کا معاملہ ان ہی کی طرف
 رجوع ہوا کرتا تھا۔ اور استیعاب میں لکھا ہے کہ جاہلیت میں
 ذی اثر تھے اور رؤساء قریش میں کے ایک رئیس تھے
 اور اشتقاق کا معاملہ دور جاہلیت میں ان ہی سے متعلق
 تھا۔ اور اشتقاق کے معنی یہ ہیں کہ جب کوئی قتل واقع ہوتا
 تھا اور قاتل کے قبیلہ اور مقتول کے قبیلہ کے درمیان
 کوئی فتنہ اٹھتا تھا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خونہا کے ذمہ دار
 ہوا کرتے تھے اور اس فتنہ کو دبا دیا کرتے تھے۔ اور اگر
 کوئی دوسرا شخص کفالت کرتا تو لوگ اس کو کسی شمار میں
 نہیں سمجھتے تھے اور فتنہ فرد نہیں ہوتا تھا۔ محمد بن اسحق رضی اللہ عنہ کا
 قول ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایسے شخص تھے جن کی ذات پر قوم جمع ہوجاتی
 تھی قوم کے محبوب تھے باوقار تھے اور قریش کے نزدیک قریش میں کے
 عالی نسب اور قریش میں... سب سے زیادہ نسب کے جلتے والے

آماثر جمیلہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 پس اذا نجلہ براعت نسب اوست مصعب
 زیری نسب کہ گفتم است انما سمي ابوبکر عقیقاً
 لانه لم يكن في نسبته شيء يعاب به كذا في الاستيعاب
 وانه من اشراق قریش بود واصحاب وجاہت
 میان ایشان زیر بن بھار گفتم است
 ان ابوبکر احد عشر من قریش افضل بہم
 شرف الجاہلیۃ بشرف الاسلام وکان الیہ
 مرالدیات والغیر من الاستیعاب کان
 فی الجاہلیۃ وجیہاً رئیساً من رؤساء قریش
 والیہ کانت الاشتقاق فی الجاہلیۃ و
 معنی اشتقاق آنت کہ چون قتل واقع
 می شد و فتنہ در میان قبیلہ قاتل و
 قبیلہ مقتول برمی خاست ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
 فتنہ می شد و آن فتنہ را فرد می نشاندا
 کہ دیگرے کفیل می شد اعتداد نمی کردند
 فتنہ تسکین نمی یافت محمد بن اسحق
 گفتہ وکان ابوبکر رجلاً مالفاً
 قومہ محبوباً سہلاً وکان انب
 ریش قریش و اعلم
 ریش بہا و بما کان

فیہا من خیر و شیء و کان رجلاً تاجراً اذا غلّق و معروف و کان رجال قومہ یا تونہ و یا لغونہ لغیر واحد من الامر لعلہ و تجارتہ و حسن مجالستہ الحدیث تا آنجا کہ انس گفت در قصہ ہجرت ابو بکر شیخ معروف و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاہ لا یعرف لا یعرف اخراج البخاری۔ و از انجملہ آنست کہ قوت عاقلہ و عالمہ او پیش از اسلام بمقدار متیسر دران زمان کار ہائے خویش کردہ بودہ اند۔ الحال آنچہ در دست مردم است از انساب قریش ناخوذ از زبیر بن بکار است و دے آن را از مصعب زبیری اخذ کردہ است و دے بواسطہ از زبیر بن مطعم و دے از صدیق اکبر و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در قصہ حسان بن ثابت و جواب دے بجائے قریش را تقریر این علم برائے حضرت صدیق فرمود قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحسان کیف تہجوہم و انا منہم و کیف تہجو ابا سفیان و ہو ابن عمی فقال واللہ لا سکتک و کفہم کما تَسَلُّ الشَّعْرُ مِنَ الْحَبِیْنِ فَقَالَ لَهُ اِیَّتِ ابابکر فانہ اعلم بانساب لقوم منک فکان یمضی الی ابی بکر لیقفک علی انسابہم

تھے اور نسب کی اچھائی اور بُرائی سے خوب واقف تھے اور وہ ایک تاجر تھے صاحب خلق اور صاحب خیر اور ان کی قوم کے لوگ ان کے پاس آتے تھے اور اُن سے اُلفت کرتے تھے کسی ایک آدمہ خوبی کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کی جامعیت کی بنا پر یعنی اُن کے (ہر قسم کے) علم کی وجہ سے اور تجارت کی وجہ سے اور ان کے بہترین مجلسی اخلاق کی وجہ سے۔ آخر حدیث تک یہاں تک کہ انس نے قصہ ہجرت میں یہ کہا کہ اور ابو بکرؓ ایک ایسے شیخ تھے جو عام طور پر جانے پہچانے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے جوان تھے جن کو (عام طور سے) نہیں پہچانا جاتا تھا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی قوت عاقلہ و قوت عالمہ اسلام سے پہلے بھی جس قدر آسانی سے کر سکتی تھی اُس زمانہ میں اپنے کام کرتی رہی ہے۔ اب جو کچھ انساب قریش کا علم لوگوں کے ہاتھ میں ہے وہ ناخوذ ہے زبیر بن بکار سے اور انھوں نے یہ علم مصعب زبیری سے لیا اور انھوں نے ایک واسطہ سے زبیر بن مطعم سے اخذ کیا اور انھوں نے صدیق اکبرؓ سے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابتؓ کے قصہ میں اور قریش کی ہجو کا جواب دینے کے لئے ان کے تیار ہونے کے موقع پر حضرت صدیقؓ کے حق میں اس علم (انساب میں) پختگی کا ذکر فرمایا (یعنی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسانؓ سے فرمایا کہ تم ان کی ہجو کیسے کر گے جب کہ میں بھی ان میں سے ہوں اور تم کیسے ہجو کرو گے ابو سفیان کی جب کہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہے تو حسانؓ نے کہا کہ واللہ میں آپؐ کو ان میں سے اس طرح صاف نکال لیجاؤں گا جس طرح گندے ہوتے آٹے میں سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔ تو آپؐ نے حسانؓ سے فرمایا کہ تم ابو بکرؓ سے بل لینا وہ قوم کے انساب کو تم سے زیادہ جانتے ہیں تو وہ

المحدث اخرجہ ابو عمر فی الاستیعاب۔
 ودر شعر ید ملوے داشت لیکن بعد
 اسلام ترک آل کرد کذا فی الاستیعاب۔
 ودر فصاحت پایہ بلند قال ابو ذویب
 شاعر ہذیلی فی قصۃ سقیفہ بنی ساعدۃ
 تکلمت الانصار فاطلوا الخطاب
 واكثروا الصواب وتكلم ابو بكر فليد درہ
 من رجل لا يلیل الكلام ویتعلم
 مواضع فصل الخطاب واللہ لقد
 تكلم بكلام لا یسمع سامع الا
 انقاؤه والیك ثم تكلم عمر بعده
 بدون كلامه وندیدہ فبایعہ و
 بایعہ خمر را در جاہلیت بر خود حرام کردہ
 بود کذا فی الاستیعاب وبت را
 گاہے سجدہ نہ کردہ عن الزہری
 انه قال من فضل ابی بکر انه لم
 یشک فی اللہ ساعدۃ قط مذکور فی
 الصواعق وابن الدغنفہ در میان
 اشراف قریش گفت ان ابابکر
 لا یخرج مثله ولا یخرج
 تخرجون رجلاً یكسب
 المعدوم ویصل الرحم
 ویحمل الكل ویقری الضیف

ابوبکرؓ کے پاس جانے کے تاکر وہ قوم کے اسباب سے اُن کو واقف
 کر دیں۔ آخر حدیث تک۔ اس کو ابو عمرؓ نے استیعاب میں
 روایت کیا۔ اور آپ شاعری میں بڑی قدرت رکھتے تھے لیکن
 اسلام کے بعد اس کو ترک کر دیا۔ استیعاب میں ایسا ہی لکھا
 ہے اور فصاحت کلام میں بلند مرتبہ تھے۔ ابو ذویب شاعر ہذیلی
 نے سقیفہ بنی ساعدہ کے قصہ میں بیان کیا کہ انصار نے کلام
 کیا اور انھوں نے تقریر کو طول دیا اور بہت کچھ (اپنی) بھلائی
 ذکر کر دیں اور ابو بکرؓ نے تقریر کی تو سبحان اللہ کیا کہنے اس
 شخص کے حسن بیان کے کہ وہ کلام کو طول نہیں دے رہے تھے
 اور کلام کے فیصلہ کن مواقع پر رُکنے کو خوب جانتے تھے۔ واللہ
 انھوں نے ایسے کلام کے ساتھ تکلم کیا کہ اس کو جو سُنے والا
 سُننے اُن کی اطاعت پر تیار اور اُن کی طرف راغب ہو جاتے پھر
 اُن کے بعد عمرؓ نے کلام کیا جو اُن کے کلام سے کمتر تھا اور
 اُن کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور اُن سے بیعت کی اور سب
 لوگوں نے اُن سے بیعت کر لی۔ آپ نے جاہلیت کے دور میں
 ہی شراب کو اپنے اُوپر حرام کر لیا تھا (استیعاب) اور آپ
 نے بتوں کو کبھی سجدہ نہیں کیا۔ اور زہریؓ سے مروی ہے
 انھوں نے کہا کہ ابو بکرؓ کی فضیلتوں میں سے ایک یہ ہے کہ
 انھیں اللہ (کی ذات و صفات کمال) کے بارے میں کبھی کسی بات
 میں بھی شک نہیں ہوا۔ یہ مذکور ہے صواعق میں اور ابن
 الدغنفہ نے اشراف قریش کے درمیان کہا کہ ابو بکرؓ جیسا
 شخص نہیں نکلتے گا اور نہیں نکالا جاسکے گا کیا تم ایسے شخص کو
 نکالتے ہو جو ناداروں کی ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے اور

عہدہ دغنفہ انکی ماں کا نام تھا دال کے پیش اور زمین کے سکون کے ساتھ یہ اسی نسبت سے مشہور ہوئے۔ ان کا نام ربیعہ بن رافع ہے انھوں نے حضرت
 ابو بکرؓ کو اپنے امن میں لیا تھا۔ جب کہ قریش انکو مکہ سے نکالنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

و یحییٰ علیٰ نواثب الحق بمل انچہ
حضرت خدیجہ در وصف آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بیان نمود یکس از قریش
دم انکار نتوانست زد و آزا نجلہ آنست کہ
میش از اسلام بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم طریق محبت و فدائے درزید در قصہ
توجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بجانب شام ہمراہ عم خود ابوطالب باز
رجوع آنحضرت بموجب تاکید راہب
مذکور است و بعثت معہ ابوبکر بلا لاد و زکاد
الراہب من الکعلک والزیت رواہ الترمذی
وحسنہا و الحاکم و صحیحہا بعض یاران کہ بفہم سخن
نمی رسند بلا حظہ مفسرین صدیق اکبر در آن
وقت و آنکہ اشتراک بلال رضی جز این
نیست کہ بعد اسلام بودہ است در
تردد افتادہ اند فقیر میگوید گویا
ایشان قصہ جمعہ از اذکیا کہ مفسد
حرکات عجیبہ شدہ اند در ایام صغیر سن
نشیدہ اند و از کجا کہ در آن وقت بلال رضی
مملوک حضرت صدیق نہ بود جائز است کہ
بلال رضی را بطریق اجارہ با عاریت ہمراہ
گرفته باشد بلکہ این احتمال قریب
است زیرا کہ بلال رضی مملوک بنی محجج بود
و ایشان ہمسایگان حضرت صدیق نہ بودند
و با ایشان معاملہا و مواسامت داشت

رشتہ داروں کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے اور مجھے ماندوں کو
سواری پر بٹھاتا ہے اور ہمانوں کی ہمانداری کرتا ہے اور حادثوں
(یعنی معاملات) میں جو حق پر ہوتا ہے اس کی مدد کرتا ہے؛ جیسا
کہ حضرت خدیجہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں بیان
کیا تھا۔ تو کوئی شخص قریش میں سے انکار کی جرأت نہ کر سکا۔
اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ قبل از اسلام ہی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ طریق محبت و فدائیت اختیار کئے ہوئے تھے۔
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ
سفر شام کی روانگی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حبیب
تاکید راہب واپسی کے قصہ میں مذکور ہے۔ اور ان کے ساتھ ابوبکر
نے بلال رضی کو بھیجا اور راہب نے بطور زاد راہ کچھ اور زیت
دیا۔ اس کو روایت کیا ترمذی نے اور حسن کہا اور حاکم نے روایت
کیا اور صحیح کہا۔ بعض دوست جو بات کی حقیقت کو نہیں سمجھتے
اُس زمانہ میں حضرت صدیق رضی کی کم عمری کے پیش نظر اور اس بات
سے کہ بلال رضی کو خریدنے کا واقعہ اسلام کے بعد ہی کا ہے تردد
میں پڑ گئے۔ فقیر کہتا ہے کہ گویا اُن لوگوں نے کوئی قصہ بہت سے
اذکیا کی کم سہتی کے قصوں میں سے نہیں سنا جن سے عجیب حرکات
کا صدور ہوتا ہے (تو اگر کم عمری کے زمانہ میں حضرت ابوبکر نے
آپ کے ساتھ محبت و ہمدردی کا معاملہ کیا تو کیا استبعاد
لازم آگیا) اور اس شبہ کا کیا موقع ہے کہ اس وقت ...
حضرت بلال رضی حضرت صدیق رضی کے مملوک نہیں تھے۔ ہو سکتا ہے کہ
حضرت بلال رضی کو بطریق اجارے کے یا ان کے آقا سے) مانگ کر
یعنی بطور عاریت ساتھ کر دیا ہو۔ بلکہ یہ احتمال قریب ہے کیونکہ حضرت
بلال رضی بنی محجج کے مملوک تھے اور وہ حضرت صدیق رضی کے ہمسایہ
تھے اور اُن کے ساتھ اُن کے اچھے معاملات اور ہمدردانہ

تعلقات تھے۔ اور حضرت صدیق اکبرؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبوت سے پہلے زمانہ کے بہت سے یہودی کے واقعات مذکور ہوتے ہیں ان میں سے ایک صحیح ترین قصہ کا تو ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور میمون بن مہران سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدیجہؓ کے درمیان آمد و رفت کرتے رہے یہاں تک کہ ان کا نکاح آپؐ سے کر دیا۔ یہ قصہ صواعق میں بحوالہ ابی نعیم مذکور ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ بعثت کے موضوع میں ہی مسلمان ہو گئے تھے اور اسلام میں آپؐ نے سب پر سبقت کی تھی اور علماء سیرت اس میں اختلاف رکھتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام ابوبکرؓ لاتے یا علیؓ یا خدیجہؓ اور ہر جانب سے دلائل قائم کئے گئے ہیں اور سب کا اتفاق اس پر ہو گیا ہے کہ احرار بالغین میں سے کسی نے حضرت صدیقؓ پر سبقت نہیں کی اور ان سے پہلے کسی نے اپنے دین کا اظہار قریش پر نہیں کیا۔ فقیر یہاں ایک نکتہ رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اولیت اسلام کو اس وجہ سے محاسن میں شمار کیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو اسلام پر ابھارنے والی ہوئی اور لوگوں کے دلوں میں اسلام کی طرف کشش پیدا کرنے والی ہوئی اور بحکم الدلائل علی الخیر کفایہ (خیر کیف رہنمائی کرنے والا خیر پر عمل کرنے والے کی مانند ہے) ان تمام لوگوں کا اجر جو اس کے بعد اسلام میں داخل ہونے والے ہیں اس کے نامہ اعمال لکھا جائے گا اور یہ بات بجز ایسے شخص کے جو آزاد ہو، بالغ ہو، لوگوں میں مشہور ہو اور ذی اثر ہو کہ لوگ اس کی اطاعت کرتے ہوں کہ وہ اپنے دین کا اظہار کرے اور پوری کوشش کے ساتھ لوگوں کو اُس کے قبول کرنے پر آمادہ کرے کسی دوسرے کو میسر نہیں ہو سکتی، تو اولیت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے

و مواسات حضرت صدیق رضی اللہ عنہ با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیش از نبوت در چندین قصہ مذکور شدہ کے ازانکہ صحیح ترین قصص است ذکر کردیم عن میمون بن مہران قال اختلف ابو بکر فیما بینہ و بین خدیجۃ حتی اُنکحہا ایلا مذکور فی الصواعق معزوۃ لابی نعیم و ازاں جملہ آنست کہ در اول بعثت مسلمان شد و سبقت کرد بر ہمہ در اسلام و علمائے سیرت در اول من اسلم ابوبکرؓ و علیؓ و خدیجہؓ اختلاف دارند از ہر جانب دلائل قائم کردہ اند و اتفاق جمیع حاصل است بر آنکہ از احرار بالغین کسے بر حضرت صدیقؓ سبقت نکرده و پیش از وے کسے اظہار دین خود در قریش نہ نموده۔ فقیر اینجا نکتہ دارد و آن این است کہ اولیت اسلام بہت آن از آثار معدود شدہ است کہ حامل شد بر اسلام مردمان و جالب شد قلوب مردم را بسوی اسلام و بحکم الدلائل علی الخیر کفایہ آجر جمیع آنانکہ بعد از وے باسلام در آیند در جریدہ اعمال وے نوشته شود و این معنی بجز بزرگوار بالغ مشہور فی الناس مطاع در میان ایشان کہ اظہار دین خود کند و بجز تمام مردمان را بر قبول آن آرد میسر نیست پس از آثار نامہ حضرت صدیقؓ است گو در اولیت حقیقیہ اختلاف واقع

شدہ باشد ازاں جملہ آنست کہ سبب اسلام حضرت صدیق رضی اللہ عنہ غیبی بودہ است چند دفعہ یکے آنکہ فی رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ روزے در ایام جاہلیت زیر سایہ درختہ نشستہ بودم ناگاہ دیدم کہ شاخے ازاں درخت میل بجانب من کرد چنانکہ بسیر من رسید من در اں می نگرستم و می گفتم این چہ خواہد بود آوازے ازاں درخت بگوش من رسید کہ پیغمبر در فلان وقت بر دین خواہ آمد می باید کہ تو سعادتمند ترین مردمان باشی بوی گفتم کہ روشن تر بگوئے کہ آن پیغمبر کیست و نام فی حقیقت گفت محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم گفتم فی صاحب و اَلیف و حبیب من است ازاں درخت عہد بستدم کہ ہر گاہ فی مبعوث شود مرا بشارت دہی چون فی مبعوث شد ازاں درخت آواز آمد کہ بخدا باش و اہتمام کن ای پسر ابو قحافہ کہ وحی بر من آمد سو گند بر ب موسیٰ کہ یکس بر تو در اسلام سبقت نخواہد گرفت چون با مداد کردم بسوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفتم چون مرا دید گفت لے ابو بکر ترا بخدای تعالیٰ و رسول فی میخوانم گفتم اشہد انک رسول اللہ بعثک بالحق سراجاً منیراً پس بوی ایمان آوردم۔

قصہ دیگر آنکہ فی رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ بے پیش از بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و

مناقب خاقہ میں سے ہے اگرچہ ادبیت حقیقیہ میں اختلاف اٹھ ہو گیا ہو۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا سبب تنبیہ غیبی ہوتی ہے چند مرتبہ۔ ایک یہ کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایام جاہلیت میں ایک دن میں ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا تھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ اُس درخت کی ایک شاخ میری طرف مچکنے لگی اتنی کہ میرے سرے آگئی اور میں دیکھا تھا میں (دل میں) کہا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ایک آواز اُس درخت میں سے میرے کان میں پہنچی کہ ایک پیغمبر فلاں وقت ظاہر ہوگا تجھے چاہیے کہ تو سب لوگوں سے زیادہ سعادتمند بنے (اُس کا سامنے ہو کر) میں نے اس سے کہا کہ زیادہ واضح بنا کہ وہ پیغمبر کون ہے اور اس کا نام کیا ہے تو اس نے کہا کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔ میں نے کہا کہ وہ میرا ساتھی اور دوست اور حبیب ہے۔ میں نے اُس درخت سے یہ عہد لیا کہ جس وقت وہ مبعوث ہو جائے تو مجھ کو بشارت دیدینا۔ جب آپ مبعوث ہو گئے تو اُس درخت میں سے آواز آئی کہ کوشش میں لگ جا اور اہتمام کر لے ابو قحافہ کے بیٹے کہ اس پر وحی آگئی ہے۔ قسم ہے موسیٰ کے رب کی کہ اسلام میں کوئی تجھ پر سبقت نہ کرے گا۔ جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچا۔ جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ لے ابو بکر! میں تم کو خدا تعالیٰ اور اس رسول کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ نے آپ کو حق دے کر اور میں چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ تو میں آپ پر ایمان لے آیا۔ دوسرا قصہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ

خواب دیدم کہ نورے عظیم از آسمان فرود آمد و
بر بام کعبہ افتاد و در مکہ بیج خانہ مانند کہ ازاں نور
چیزے بآں در نیامد پس آں انوار ہمہ جمع شدند
و یک نور گشتند چنانکہ اول بود بخانہ من در
آمد و من در خانہ خود را بستم بامداد آن خواب را بیکے
از اخبار یہود گفتم و تعبیر آں خواستم گفت این از
قبیل اصفہان اہل اسلام است و اعتبارے ندارد
چوں روز گاہے گزشت در بعضے تجارت بدیر بخوار
کہ مشکین بخیر اراہب بود رسیدم و تعبیر آں
خواب خود از دے پرسیدم گفت تو چہ کسے
گفتم من مردے ام از قریش گفت خدا تعالیٰ
در میان شما پیغمبرے خواہد برانگیخت و در ایام حیات
دے وزیرے خواہی بود و بعد از وفات دے
خلیفہ دے پس چون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مبعوث شد مرا بہ اسلام خواند گفتم ہر پیغمبرے
را دلیل بودہ است بر نبوت او دلیل تو چیست
گفت دلیل نبوت من آں خوابے کہ دیدی و آن
رجز در جواب تو گفت کہ آں را اعتبارے نیست
و بخیر گفت تعبیر آں چنین است و چنین من گفتم
تو اے خبر کرد گفت جبریلؑ گفتم من از تو بیچہ دلی
دہرمانے نمی طلسم زیادہ ازین اشہد ان
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد
انک عبدہ و رسولہ بعد ازال رسول فرمود
صلی اللہ علیہ وسلم کہ بیچکس را باسلام
دعوت نہ کردم کہ در اول توقف و

ایک عظیم نور آسمان سے اتر کر کعبہ کی چھت پر آپڑا اور مکہ میں کوئی گھر
ایسا نہ باقی رہا کہ اس نور میں سے کچھ اُس میں داخل نہ ہو گیا ہو۔
پھر وہ انوار سب جمع ہو کر اُن کا ایک نور بن گیا جیسا کہ پہلے
تھا اور میرے گھر میں آگیا۔ میں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔
صبح کو میں نے یہ خواب ایک یہودی عالم سے بیان کیا اور تعبیر
مانگی۔ اس نے کہا کہ یہ خواب پریشان خیالات کی قسم میں
سے ہے اور کوئی اعتبار نہیں رکھتا۔ جب ایک زمانہ گزر گیا تو
ایک تجارت کے سلسلہ میں دیر بخوار میں جو بخیر اراہب کا
مشکن تھا، میرا جانا ہوا تو میں نے اس خواب کی تعبیر اُس سے
پوچھی۔ بخیر نے کہا کہ تو کون شخص ہے؟ میں نے کہا کہ میں قریش
میں کا ایک مرد ہوں۔ کہا کہ خدا تعالیٰ تم میں سے ایک پیغمبر مبعوث
کرے گا اور تو اُس کے ایام حیات تک اُس کا وزیر رہے گا
اور اُس کی وفات کے بعد اُس کا خلیفہ ہوگا۔ اس کے بعد جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپؐ نے مجھے
اسلام کی طرف بلایا تو میں نے کہا کہ ہر پیغمبر کے پاس اُس کی
نبوت پر کوئی دلیل ہوتی ہے آپؐ کی دلیل کیا ہے؟ آپؐ نے
فرمایا کہ میری نبوت کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے دیکھا تھا اور
وہ رجز (عالم یہود) جس نے تمہارے جواب میں یہ کہا تھا کہ
اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور بخیر نے کہا کہ تعبیر اُس کی یہ
اور یہ ہے۔ میں نے کہا کہ آپؐ کو کس نے خبر دی؟ فرمایا کہ جبریلؑ
نے، میں نے کہا کہ میں آپؐ سے اس سے زیادہ کوئی دلیل اور
برہان نہیں چاہتا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ الزیعی میں گواہی دیتا ہوں
کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اُس کا کوئی شریک
نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اس کے بندے
اور اس کے رسول ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تردد نہ کر دگر ابوبکر کہ چوں دے را دعوت
 کردم تصدیق نمود و گفت تو رسولِ خدائی
 دے صدیق اکبر است رضی اللہ عنہ و ایں
 قصہ ہادر کتبِ خصائص مذکور شد و ایں ہمہ
 دلالت می کند بر تشبہ جزو عقلی او با جزو
 عقلی انبیاء و آزا بجمہ آنت کہ قریب باسلام
 صدیق جمعے از نجابت قریش اسلام آوردند
 بدلائل حضرت صدیق و زغیب او قال ابن
 اسحق فلما أسلم أبو بکر اظهر اسلامه
 و دعا الى الله عز وجل و الى رسولہ صلی
 اللہ علیہ وسلم و کان ابو بکر رجلاً مالفاً
 لقومه محبباً سهلاً فجعل يدعوا الى الاسلام
 من وثق به من قومه مثنی یغشاه و
 یجلس الیه فأسلموا بدعائه فیما یبلغ
 عثمان بن عفان و الزبیر بن العوام و عبد
 بن عوف و سعد بن ابی وقاص و طلحہ بن
 عبید اللہ فجاءہموا الى رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم و حین استجابوا
 لہ و أسلموا و صلوا در نجابت
 نکستہ باید دانست کہ ایں جماعت
 نجباء قریش بودند و ہر یکے اوسط
 بطنی از بطون قریش و در بطن
 خود تمکن تمام داشت پس
 اسلام ایشان بحقیقت کسر
 سورۃ کفر است و بر ہم زدن

سلم نے فرمایا کہ میں نے کسی شخص کو اسلام کی دعوت نہیں دی کہ
 اس نے اول توقف و تردد نہ کیا ہو بجز ابوبکرؓ کے کہ جب میں نے
 اس کو دعوت دی اُس نے تصدیق کی اور کہا آپ اللہ کے رسول
 ہیں، وہ صدیق اکبر ہے (رضی اللہ عنہ) اور یہ قصہ کتبِ خصائص
 (سیر) میں مذکور ہوتے ہیں اور یہ سب دلالت کرتے ہیں اُن کے
 جزو عقلی کے تشبہ پر انبیاء کے جزو عقلی کے ساتھ۔ اور ان میں
 سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیقؓ کے اسلام کے قریب بہت
 سے لوگ شرفاء قریش میں سے حضرت صدیقؓ کی رہنمائی اور
 ترغیب سے اسلام لائے۔ ابن اسحاقؒ نے کہا کہ جب ابوبکرؓ اسلام
 لے آئے اور اُنھوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا اور اللہ عز و
 جل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوگوں کو
 دعوت دی، اور ابوبکرؓ ایک ایسے شخص تھے جن پر ان کی قوم
 جمع ہوتی تھی، ہر دل عزیز، نرم خوتھے تو اُنھوں نے اپنی قوم
 کے ان لوگوں کو دعوت دینا شروع کر دی جو ان سے پورے
 طور پر مرتبط تھے اور ان کے گرد و پیش رہنے والے اور
 ہم مجلس تھے تو اُن کی دعوت سے جن لوگوں کے بائے میں
 مجھے روایت پہنچی اسلام لائے عثمان بن عفانؓ اور زبیر
 ابن العوامؓ اور عبد الرحمن بن عوفؓ و سعد بن ابی وقاصؓ
 اور طلحہ بن عبید اللہؓ۔ پھر جب ان لوگوں نے اُن کی دعوت
 قبول کر لی تو ان لوگوں کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی خدمت میں آئے اور اُنھوں نے اسلام قبول کیا اور
 نماز پڑھی۔ یہاں ایک مکتہ جان لینا چاہیے کہ یہ سب لوگ
 شرفاء قریش میں سے تھے اور ان میں سے ہر ایک خاندان
 قریش کی شاخوں میں سے کسی شاخ میں مرکزیت رکھنے
 والا اپنی شاخ میں پورے طور پر با اثر تھا تو ان کا اسلام

جَدَّتْ شَرْكَ وَأَوَّلُ صُورَةٍ شَيْوَءٌ اسْلَام
اِمَاعْتِمَانٌ اَوْسَطُ بَنِي اُمِيَّةٍ بُوْدُو زِيْرِيْ
اَوْسَطُ بَنِي اَسَدٍ وَنَعْدَرُوْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ
اَوْسَطُ بَنِي زَهْرَةٍ وَطَلْحَةُ اَوْسَطُ بَنِي تَيْمِ بْنِ
زُهْرَةٍ وَتَحْمَدُ بْنُ اِسْتِقْبَالٍ بِرْ ذِكْرِ اِيْسِ جَامِعَةٍ
اَكْفَا كَرْدَه اَسْتِ وَاِلَّا دِيْكَوَانِ ذَكَرْ جَمْعِ كِيْثَرِ
مِ نَايَنْد وَاَزَا نَجْمِدِ اَنْسْت كِه دَر
اِبْتِدَايَةِ اسْلَامِ وَغَرْبِتِ اَوْ چَهْلِ
هَزَارِ دَرْهَمِ بَرَايَةِ تَقْوِيَّتِ اسْلَامِ وَتَرْفِيْهِ
مُسْلِمِيْنَ وَخَدْمِتِ آنْ خَهْرَتِ صَلَّيْ اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمْ صَرْفِ كَرْدِ عَنِّ مِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ
عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اسْلَمَ الْبُكَيْرُ وَلَهُ اَرْبَعُونَ
اَلْفًا اَنْفَقَهَا كُلَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّيْ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَخْرَجَهُ
اَبُوْ عُمَرُ وَالحَاكِمُ وَاِيْسِ رِقَصَهٗ رَا شَاهِدِ اَسْتِ
صِيْحِحْ كِه آنْ خَهْرَتِ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ دَرِ اَخْرِ
اَيَّامِ خُودِ فَرْمُودَه اَسْتِ اِنَّ مِنْ اَمَرٍ النَّاسِ
عَلٰى فِىْ مَالِهِ وَصَحْبَتِهِ اَبَا بَكْرٍ اَخْرَجَهُ الْبَغَادِيُّ
وَقَالَ مَا اِحْدٍ عِنْدِيْ اِلَّا قَدْ كَفَانَا مَا
خَلَا اَبَا بَكْرٍ فَاَنْ لَهٗ عِنْدَنَا يَدٌ اَيُّكَافِيْهِ اللّٰهُ بِهِمَا
يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَمَا نَغْنِيْ مَا لَ اِحْدٍ قَطُّ مَا يَغْنِيْ
مَا لَ اَبِيْ بَكْرٍ اَخْرَجَهُ التُّوْمَذِيُّ وَاَزَا نَجْمِدِ اَنْسْت كِه
هَفْتِ كَسِ رَا اَزْ غَلَا مَانِ قَرِيْشِ كِه دَرِ تَصْدِيْقِ وَ
تَوْحِيْدِ قَدَمِ رَا سَنَخْ دَا شَتَنْدِ وَمُوَالِيْ اِيْشَانِ اِيْشَانِ
رَا تَقْزِيْبِ مِيْ نُمُوْدِ وَنَدَرْ كَرْدِه اَزَادِ سَاخْتِ

فی الاستیعاب و اعتق ابو بکر سبعۃ کالوا
یَعْتَبُونَ فی اللہ منہم بلال و عامر بن نہیر۔
محمد بن اسحق نیز اس را روایت کرد باز یاد
و آن آنست کہ ابو قحافہ بر آزاد کردن این
مُغفّر ملامت نمود فقال ابو بکر یا اَبَتِ
اِنَّمَا اَرِیدُ مَا اَرِیدَ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فِیْھِْدُ
النَّاسُ مَا نَزَلَ ھُوَ لَا الْاِیَاتُ الْاَلٰفِیَہِ وَ
فِیْمَا قَالَ لَہِ الْاُجُوہُ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰ وَ اَقْبَلْ
صَدَقَ بِالْحُسْنٰی الْاَلٰفِیَہِ۔ و محمد بن اسحق در
قصہ مدوّان المشرکین علی المستضعفین اس را
واضح تر نوشت و اسماء فریق بیان کرد و از انجملہ
آنست کہ چون نازل شد فَأَصْدَعُ بِمَا تَوْفَرُ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواستند کہ در
جماعت قریش اظہار توحید و ابطال شرک
فرمایند حضرت صدیق بنی التماس نمود کہ
تعصب قریش بمرتبه ایست کہ
بمجرد سماعِ اس کلمات باید ا
خواهند برخاست اس خطبہ را
بن باید گزاشت بعد ازاں بآمر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ
عجیبہ بر خواند و کفار باین سبب
چہ ایذا لم کہ ندادند و آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم از دست آہن
خلاصی یافت و اس قصہ در ریاض نہرہ
بطول ہر چہ خوب تر مذکور است

آزاد کیا جن کو اللہ پر ایمان لائے) کی وجہ سے غراب دیا جا رہا
تھا ان میں سے بلالؓ اور عامر بن نہیر تھے۔ محمد بن اسحقؒ نے
بھی اس کو روایت کیا ایک اضافہ کے ساتھ اور وہ یہ ہے کہ ابو قحافہ
نے ان کمزوروں کے آزاد کرنے پر ملامت کی (اور کہا کہ اگر
تو قومی اور زور آور غلام خرید کر آزاد کرتا تو ان سے تجھے یہ
فائدہ پہنچتا کہ وہ کسی دشمن کے مقابلہ پر تیری موثر طور پر مدد
کرتے۔ یہ کمزور و ناتوان کیا مدد دے سکتے ہیں) تو ابو بکرؓ
نے کہا کہ اے ابا! میں جس کام کا ارادہ کرتا ہوں صرف اللہ عز و
جل کی رضا کے لئے کرتا ہوں۔ تو لوگ یہ بات آپس میں کہہ کرتے
تھے کہ یہ آیتیں صرف ابو بکرؓ ہی کے بارے میں اور اس گفتگو
کے متعلق نازل ہوتی ہیں جو انھوں نے اپنے باپ سے کی تھی
فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰ الخ (۹۲:۶) سو جس نے اللہ کی راہ میں
(مال) دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات (یعنی ملت اسلام)
کو سچا سمجھا الخ۔ اور محمد اسحقؒ نے کمزور و متوہمین پر مشرکین کے
ظلم اور زیادتی کے قصہ میں اس کو زیادہ واضح لکھا ہے اور
اس فریق کے نام بیان کئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ
جب آیت فَأَصْدَعُ بِمَا تَوْفَرُ الخ (۱۵:۹۴) عرض آپ کو
جس بات کا حکم دیا گیا ہے اس کو صاف صاف سُنا دیجئے اور
ان مشرکین کی پروا نہ کیجئے۔“ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے چاہا کہ جماعت قریش کے سامنے توحید کا اظہار اور شرک کا
ابطال فرمائیں حضرت صدیقؓ نے عرض کیا کہ قریش کا تعصب
اس درجہ میں ہے کہ جیسے ہی یہ کلمات سُنیں گے ایذا دینے کے لئے
اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس لئے اس خطبہ دینے کو آپ مجھ پر چھوڑ دیں
اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ
نے ایک عجیب خطبہ پڑھا اور کفار نے اس سبب سے کونسی

وایں اول خطبہ بود کہ در اسلام خواندہ شد و خواندن این قصہ ماجریات عشق را شرح میدہد و آزا نجلہ آنت کہ چندین دفعہ قریش بایذائے آنحضرت مہ مبارزت کردند حضرت صدیقؓ ہر دفعہ جان خود را دقایہ جان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساخت از اں قصص دوسہ روایت بنویسم عن عروہ بن الزبیر قال سألت عبد اللہ بن عمر عن اشد ما صنع المشركون برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رأيت عقبہ بن ابی معیط جار الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و هو یصلی فوضع رداءہ فی عنقہ فخنقه بہ خنقاً شديداً فجاءه ابو بکر حنّ دفعہ عنہ فقال اَتَقْتُلُون رَجُلًا اَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللهُ وَقَدْ جَاءَكُمُ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ اخبرہ البخاری و عن انس قال لقد حضرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنّ غشی علیہ فقام ابو بکر فجعل ینادی ویقول وَاَيْلَكُمْ اَتَقْتُلُونَ رَجُلًا اَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللهُ قَالُوا مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا ابْنُ ابی قحافۃ المجنون اخرجہ الحاکم وعن اسماء بنت ابی بکر اثمهم قالوا لها ما اشد ما رأيت المشركين بلغوا من رسول الله صلی اللہ علیہ

ایذا ہے جو نہ دی ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ہاتھ سے رملائی پائی اور یہ قصہ ریاض نضرہ میں بہت عمدہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ اور یہ پہلا خطبہ تھا جو اسلام میں پڑھا گیا اور اس قصہ کا پڑھنا عشق کی سرگزشتوں کو مشرّع کر دیتا ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ کتنی ہی مرتبہ قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کے لئے ٹوٹ پڑے اور ہر مرتبہ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنی جان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جان بچانے کے لئے دھال بنا دیا۔ اُن قصوں میں سے دو تین روایتیں لکھتا ہوں۔ مروی ہے عروہ ابن الزبیر سے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے شدید ترین ایذا کے بارے میں جو مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی سوال کیا۔ فرمایا کہ میں نے دیکھا عقبہ بن المعیط کو کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے اپنی چادر آپ کے گلے میں (پھندا بنا کر) ڈالی اور بہت سختی کے ساتھ گلا گھونٹنا شروع کر دیا تو ابو بکرؓ نے اگر اُس کو آپ کے پاس سے دھکیلا اور فرمایا اَتَقْتُلُونَ رَجُلًا اللہ (۲۸:۴۰) کیا تم ایسے شخص کو (محض) اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا پاس (اس دعوے پر) دلیلیں (بھی) لے کر آیا ہے؟ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور مروی ہے انسؓ سے کہا کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا مارا کہ آپ بیہوش ہو گئے تو ابو بکرؓ کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے یہ کہنے لگے وَاَيْلَكُمْ اَتَقْتُلُونَ رَجُلًا اللہ لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو کہنے لگے کہ یہ ابو قحافہ کا بیٹا ہے جو پاگل ہے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اسماء بنت ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ مشرکین

سلم قالت کان المشركون قعوداً
فی المسجد فنادى رسول الله صلی
الله علیہ وسلم وما یقول فی
الہتہم فبینما هم کذاک اذ دخل
رسول الله صلی الله علیہ وسلم
المسجد فقاموا الیہ وکان اذا
سألوا عن شیء صدقہم فقالوا
الست تقول فی الہتہ کذا وکذا
قال بلی فَنَشَبُوا^{وَدَعَوْا} بہ باجمعہم فاتی
القہر یخیر الی ابی بکر فقیل لہ ادرک
صاحبک فخرج ابو بکر حتہ
دخل المسجد فوجد رسول
الله صلی الله علیہ وسلم و
الناس مجتمعون علیہ فقال
ویلکم اتقتلون رجلاً ان
یقول ربی الله وقد جاءکم
بالبینات من ربکم قالت
فلہوا عن رسول الله صلی
الله علیہ وسلم واقبلوا علی
ابی بکر یضربونہ قالت فرجع
الینا فجعل لا یمس شیئاً من
عنا شرہ الا جاء معہ وهو
یقول تبارکت یا ذا الجلال
والاکرام رواہ ابو عمر فی
الاستیعاب حاصیل کلام آنست کہ

کی بہت بڑی سختی آپ نے کونسی دیکھی ہے جو انھوں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی۔ تو انھوں نے بیان کیا کہ مشرکین
مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے پھر آپس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا اور آپ کی ان باتوں کا جو آپ ان کے معبودوں کے حق میں کہتے
تھے تذکرہ کرنے لگے۔ ابھی وہ ان باتوں میں لگے ہوئے تھے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو سب آپ کے
پاس پہنچ گئے۔ اور جب وہ آپ سے کسی آپ کی بات کے بارے
میں سوال کرتے تھے تو آپ اس کی تصدیق کر دیتے تھے یعنی
انھوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے معبودوں کے بارے میں ایسا اور
ایسا نہیں کہہ رہا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! تو آپ کو یہ سب
کے سب لپٹ گئے۔ تو ایک چیخنے والے نے آکر ابو بکرؓ سے کہا کہ
اپنے ساتھی کے پاس جلد پہنچو۔ تو ابو بکرؓ بھل کھڑے ہوئے
اور مسجد میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال
میں پایا کہ لوگ آپ کو لپٹ رہے تھے تو انھوں نے کہا ”وَلَيْكُمُ الْوَيْلُ“
یعنی تم پر افسوس ہے کیا تم ایک شخص کو (محض) اس بات پر
قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ
تمہارے رب کی طرف سے (اس دعویٰ پر) تمہارے پاس دلیلیں
بھی لے کر آیا ہے۔ اسماءؓ نے کہا کہ پھر وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو چھوڑ کر ابو بکرؓ کے مقابل ہو گئے اور ان کو مارنے
لگے۔ اسماءؓ نے کہا کہ ابو بکرؓ ہمارے پاس اس حالت میں واپس
ہوئے کہ جب اپنے سر کے بالوں میں سے کسی حصّہ کو بھی چھوتے
تھے تو وہ ہاتھ کے ساتھ ہی چلاتا تھا اور وہ (اُس کو دیکھ کر)
کہتے تھے تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ دے ذوالجلال
والاکرام تو بڑی برکت والا ہے) اس کو ابو عمرؓ نے روایت کیا
استیعاب میں۔ حاصیل کلام یہ ہے کہ اس حال میں کہ رسول اللہ

عقبت بن ابی معیط آمد حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز می گزارند چادر خود را در گردن مبارک آنحضرت پیچید و خفا کرد آنحضرت را خفا کردن سخت متعاقب این حال ابو بکر صدیق رسید و آیت اَلتَّقِطُونَ رَجُلًا اِنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ بِرِخَانَدَر روایت دیگر آنکہ زندقہ آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم تا آنکہ بیہوش شد پس ابو بکر بن استاد دایں آیت برخاند و حاصل حدیث اسماء آن است کہ مشرکان نشسته بودند در مسجد حرام پس بایک دیگر مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردند و ذکر آنچہ آنحضرت می فرماید در حق بتان ایشان بیان آوردند دریں هنگام آنحضرت بمسجد درآمد مشرکان بطرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برخاستند حالانکہ آنحضرت چون کفار سوال میکردند راست میگفت با ایشان و تقیہ را کار فرامانی شد گفتند ای منی گوی در باب الہ ما چنان و چنان فرمود آری میگویم پس در آن وقت آنحضرت ہمہ ایشان پس آمد فریاد کنندہ بسو ابو بکر صدیق و گفت در باب صاحب خود را پس برآمد حضرت صدیق تا آنکہ داخل شد بمسجد حرام و یافت آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم در آن حال کہ جمع آمدہ بودند بروے پس گفت و کلیم لا پس غافل شدند کفار از آنحضرت و متوجہ گشتند بابو بکر صدیق و زدند اورا اسماء گفت پس باز گشت حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے اپنی چادر کو آنحضرت کی گردن مبارک میں لپیٹ کر سختی کے ساتھ آپ کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ اس حال کے پیش آتے ہی صدیق اکبر پہنچ گئے اور انھوں نے آیت اتقتلون رجلاً ان يقول ربی اللہ پڑھی۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے تو ابو بکر نے (آکر) کھڑے ہوئے اور انھوں نے یہ آیت پڑھی۔ اور حدیث اسماء کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک دوسرے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کر رہے تھے اور ان باتوں کا ذکر بھی درمیان میں لے آئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بتوں کے حق میں فرماتے تھے۔ اُسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آگئے مشرکین آپ کی طرف جھپٹ پڑے (اور سوالات کرنے لگے) آپ کا یہ حال تھا کہ جب کفار آپ سے سوال کرتے تھے آپ صحیح اور سچا جواب دیتے تھے۔ آپ ان کے ساتھ تقیہ کا استعمال نہیں فرماتے تھے چنانچہ انھوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے معبودوں کے حق میں ایسا اور ایسا نہیں کہتا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں کہتا ہوں۔ تو یہ جس قدر تھے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لپیٹ گئے۔ اب ایک فریاد کرنے والا ابو بکر صدیق کے پاس پہنچا اور کہا کہ اپنے صاحب کے پاس جلد پہنچو تو حضرت صدیق فوراً روانہ ہوئے یہاں تک کہ مسجد حرام میں داخل ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں پایا کہ مشرکین آپ کو گھیرے ہوئے تھے تو آپ نے ان سے کہا کہ دیکھو! تو کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غافل ہو اور ابو بکر صدیق کی طرف متوجہ ہو گئے اور ان کو مارنے لگے۔

اسماریؓ نے کہا کہ پھر حضرت صدیقؓ اس حال کے ساتھ واپس ہوتے کہ اپنے گیسوؤں کے کسی حصہ پر ہاتھ نہیں پہنچاتے تھے مگر وہ اُن کے ہاتھ کے ساتھ ہی آیتا تھا اور یہ کہتے تھے تَبَارَكَتْ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ کئی مرتبہ آپؓ نے توریہ اور کنایہ سے کام لے کر کُفَّار کی ایذاؤں کو آپؓ تک پہنچنے سے رد کر دیا۔ ہجرت کے قصہ میں آیا ہے کہ جو کوئی دکنہ سے مدینہ کے سفر پر جاتے وقت، آنحضرت ﷺ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتا تھا تو حضرت صدیقؓ کہتے تھے هَادِيْهِمْ يَنِ السَّبِيْلَ دِيْهِ رَهْمًا هِيَ جُو مَجْهٍ رَاهِ دَكْهَانِ وَلِيْهِ هِيَ اس کو بخاری نے روایت کیا اور ابولہب کی بیوی کے قصہ میں آیا ہے کہ سُوْرَةُ تَبَّتْ نَازِلٌ هُوْنِیْ كَیْ بَعْدُ وَهْ اَیْ كُو اِیْزَارِ دِیْنِیْ كَیْ اِرَادِیْ سَیْ اَیْ اُورِ اس نے حضرت صدیقؓ سے کہا کہ تیرے ساتھی نے میری ہجو کہی ہے۔ تو آپؓ نے جواب دیا کہ وہ شعر نہیں کہتے۔ اس کو ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب قریش آنحضرت ﷺ علیہ وسلم کی ایذا رسانی پر متفق ہو گئے اور انھوں نے ایک دستاویز لکھی تو حضرت صدیقؓ نے اس تنگی کے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک حال رہے ہیں۔ لہذا اس واقعہ کے بارے میں ابو طالب نے یہ شعر کہلے ہ

شَعْرِيْ - وَ هُمْ سَرَجَعُوْا - الْخ

صدیقؓ بایں صفت کہ دست بخیرے از گیسو ہائے خود مگر کہ مے آمد ہمراہ دست او می گفت تَبَارَكَتْ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَاِذَا نَجَلْتِ اَنْتِ كِهْ چندیں دفعہ اَذَى كِفَارِ رَا اِزْ آنحضرتؐ بازداشت بتوریہ و کنایہ۔ در قصہ ہجرت آمدہ است کہ ہر کہ آنحضرتؐ را می پرسید صدیقؓ می گفت هَادِيْهِمْ يَنِ السَّبِيْلَ اَخْرَجَهُ الْبَخَارِي وَ در قصہ امْرَاةِ ابِيْ لَهَبٍ آمدہ است کہ بعد نزول سورہ تَبَّتْ بقصد اِیْذَا اَمَدُ وَ گُفْتُ اِنَّ صَاحِبَكْ هِجَانِيْ، قَالَ مَا يَقُوْلُ الشَّعْرِيْ اَخْرَجَهُ ابُو يَعْلٰی وَاِذَا نَجَلْتِ اَنْتِ كِهْ چوں قریش بر ایذائے آنحضرت ﷺ علیہ وسلم جمع شدند و صحیفہ نوشتند حضرت صدیقؓ دریں مضیق شریک آنحضرتؐ بود لہذا دریں واقعہ ابو طالب گفت

اَسْتِ ه

وَهُمْ سَرَجَعُوْا سَهْلًا بِنِضَاءٍ رَاضِيَا
فَسَّرَا ابُو بَكْرٍ بِهَا وَمُحَمَّدٌ

(ترجمہ) اور انھوں نے اس دستاویز کو

کذا فی سیرۃ ابن اسحق وازاجملہ آنتست
 کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اول کے است کہ
 مسجد بنا کر دو اعلام اسلام بنو
 کفار قریش بائذا برخاستند
 تا آنکہ مضطرب شد بہجرت ابن
 الدغنفہ میانجی گشت میان
 دے و میان قریش و عہد گرفت
 برائے او تا آنکہ غلبہ دیگر بر دل
 او وارد شد و جوار ابن دغنفہ را رد کرد
 رایتی آرہد الیک جوارک و
 آرخصہ بجوار اللہ آنگاہ باعلان اسلام
 و جہر قراۃ قرآن مشغول شد
 اخرجہ البخاری فی حدیث طویل
 عن عائشہ۔ وازاجملہ آنتست کہ
 حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بہجرت اعلیٰ
 کلمۃ اللہ در قصبہ غلبہ فارس
 بر روم مراہبہ کرد عن ابن
 عباس قال کان المسلمون
 یحبون ان تظہر الروم
 علی فارس لانہم اهل
 الكتاب وکان المشرکون

بلند آواز سے یا بار بار پڑھا سہیل بن بیضا۔ کے
 سامنے خوش ہو کر۔ تو اس پر راز کے ساتھ مطلع
 کر دیئے گئے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور محمد۔ سیرت ابن اسحق
 میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ
 حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے
 (مکہ میں) مسجد بنائی اور اپنے اسلام کا کھل کر
 اظہار کیا۔ کفار قریش ایذا کے لئے اٹھ کھڑے
 ہوئے یہاں تک کہ یہ مکہ چھوڑنے پر مجبور ہونے لگے
 تو ابن دغنفہ ان کے اور مشرکین کے درمیان
 میں پڑے (ان کا مقولہ اور ان کا قارف حاشیہ پر
 چند صفحات قبل گزر چکا ہے) اور انہوں نے ان کے
 بارے میں تعرض نہ کرنے کا مشرکین سے عہد
 لیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے یہ کہا کہ آپ قرآن آواز
 سے نہ پڑھیں، یہاں تک کہ دوسرا غلبہ آپ کے
 قلب پر وارد ہوا یعنی اللہ پر توکل کا، اور آپ
 نے ابن دغنفہ کے امن کو رد کر دیا۔ فرمایا کہ میں
 تمہارے امن کو تمہاری طرف واپس کرتا ہوں اور
 اللہ تم کے امن پر راضی ہوں۔ اس وقت سے
 آپ اپنے اسلام کا اعلان بھی کرنے لگے اور
 قرآن کی قرات آواز کے ساتھ کرنے میں مشغول
 ہو گئے۔ اس کو بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک

عہ سہیل بن بیضا۔ آپ پر ایمان لایکے تھے مگر اس وقت تک اپنا ایمان چھپاتے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس بات کا ثبوت کی دستاویز
 لکھے جانے کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس خفیہ طور پر بھیج دی۔ اس کے بعد انہوں نے مکہ میں اپنے اسلام کا اظہار
 کر دیا تھا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ آخر تک چھپاتے رہے تھے کہ مشرکین کے سامنے بن کر بدر میں بھی پہنچے اور ایک دن گرفتار کر لئے گئے تو عبداللہ
 ابن مسعود نے ان کے اسلام کی گواہی دی کہ میں نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے تو چھوڑ دیئے گئے۔ مدینہ میں ہی ان کی وفات ہوئی۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی ۱۲

يحبون ان تظهر فارس
على الروم لانهم اهل
الدوشان فذكر ذلك
المسلمون لابي بكر
رضي الله عنه فذكر
ذلك ابو بكر للنبي صلى
الله عليه وسلم فقال
له النبي صلى الله عليه
وسلم اما انهم سيظهرون
فذكر ذلك ابو بكر
لهم فقال اجعل بيننا
وبينك اجل فان
ظهروا كان لنا كذا
وكذا وان ظهرنا كان لك
كذا وكذا فجعل بينهم
اجل خمس سنين فلم يظهر
فذكر ابو بكر للنبي صلى
الله عليه وسلم فقال لا جعلت
دون العشرة فظهرت الروم
بعد ذلك فذكر لك قوله
التمه غلبت الروم في ادنى
الاسراض وهم من ابعل غلبهم

حدیث طویل میں روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت
صدیقؓ نے اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لئے فارس کے روم پر غالب آجانے
کے قصہ میں مڑا ہنہ کیا۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہا کہ مسلمان
اس بات کو پسند کرتے تھے کہ روم والے فارس پر غالب
آئیں کیونکہ وہ اہل کتاب ہیں اور مشرکین اس بات کو
پسند کرتے تھے کہ اہل فارس روم پر غالب آئیں کیونکہ وہ
مبتوں والے ہیں۔ مسلمانوں نے اس کا ذکر ابو بکر رضی اللہ
عنه نے کیا۔ پھر ابو بکرؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے کیا۔ تو ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان
دہل فارس کو، آئندہ شکست دی جائے گی۔ اس کا ذکر ابو بکرؓ
نے ان مشرکین سے کر دیا۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے اور اپنے
درمیان ایک مدت معین کر دو کہ اگر وہ (یعنی اہل روم) غالب
آگئے تو ہمارے لئے ضروری ہوگا کہ ہم اتنے اور اتنے (اونٹ،
دیں اور اگر ہم غالب آگئے تو تمھارے لئے ضروری ہوگا تا
اور اتنا دینا۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے ان سے پانچ سال کی مدت
معین کر دی۔ (اس مدت میں) اہل روم غالب نہیں ہوئے
تو ابو بکرؓ نے اس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔
تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ مدت ”دون العشرہ“ یعنی دس برس
سے کم کیوں نہ مقرر کی (ابن عباسؓ نے) کہا کہ پھر اس کے
بعد روم والے غالب آگئے۔ یہ قصہ ہے ان آیات کا۔
التمہ غلبت الرومہ الخ (۳۰: ۱ تا ۵) التہ۔ اہل روم
ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے

عہد وہاں کے منہ شرط کے بھی آتے ہیں جیسے قرآن دہان (شرط کے دونوں گھوڑے) ملنا ہند کے سمے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ شرط لگانا۔ اس
قصہ میں جو دہ فضیلت ہے وہ حضرت صدیقؓ کا ارشاد نبویؐ پر ایمان و یقین کا مل ہے۔ لیکن تین مدت میں بے احتیاطی کر گئے تھے جس پر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے متنبہ فرمایا ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

مغلوب ہونے کے بعد غزیرہ میں تین سال سے لے کر نو سال تک کے اندر اندر غالب آجائیں گے، کہا کہ روم مغلوب ہوئے تھے پھر بعد میں غالب آگئے پہلے بھی اختیار اللہ ہی کو تھا اور پیچھے بھی اور اس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر خوش ہو گئے۔ سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا اور میں نے سنا ہے وہ یوم بدر میں غالب آئے۔ اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ میں رہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان میں صبح و شام روزانہ آمد و رفت فرماتے رہتے تھے۔ مروی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں نے اپنے ماں باپ کو کبھی کسی شغل میں نہیں پایا بجز اسکے کہ وہ دونوں دین کے کاموں میں لگے رہتے تھے اور ہم پر کوئی دن نہیں گزرتا تھا مگر ہم اے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن کی دونوں جانبوں یعنی صبح و شام تشریف لایا کرتے تھے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا بھرت کے قصہ میں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں لائے تو اس بارے میں اس قدر ادب کی رعایت کی کہ اس سے زیادہ کی کوئی صورت نہیں بنتی۔ مروی ہے حبیب سے جو عروہ کے مولیٰ ہیں کہا کہ جب حضرت خدیجہ کا انتقال ہوا تو ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے تو ان کے پاس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لے کر آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپ کا کچھ غم یہ دفع کر دے گی اور حقیقت یہ ہے کہ اس میں خدیجہ رضی اللہ عنہ کی خصلتیں موجو ہیں۔ پھر ان کو واپس لے آئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آتے جاتے رہے۔ آخر حدیث تک۔ روایت کیا اس کو حاکم نے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ ہم مدینہ

سَیَغْلِبُونَ قَالَ فَغَلِبَتِ الرُّومُ ثُمَّ غَلِبَتْ بَعْدَ ذَلِكَ الْأُمُورُ مِنْ قَبْلِ وَمِنْ بَعْدِ وَيَوْمَئِذٍ يَفْهَمُ الْمُؤْمِنُونَ بِتَعْمُرِ اللَّهِ قَالَ سَفِيَانٌ وَسَمِعْتُ أَنَّهُمْ ظَهَرُوا يَوْمَ بَدْرٍ أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَأَزَا بَحْمَلَهُ أَنْتَ كَ أَنْخَضَرْتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَادِرُكَ بَدْرٌ بَصِيحٌ وَشَامٌ هَرُورٌ بَخَانَةٌ حَضْرَتِ صَدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمْدُورَتْ مِی فَرَمُود عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوِي قَطُّ إِلَّا وَهَمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمَّا عَلَيْنَا يَوْمًا إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَ النَّهَارِ بَكْرَةً وَعَشِيَّةً أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي قِصَّةِ الْهَجْرَةِ وَأَزَا بَحْمَلَهُ أَنْتَ چوں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا متوفی شد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ را در عقد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آورد و در آل باب ادبے کہ بہتر ازاں صورت نہ بند رعایت نمود عن حبیب مولی عروہ قال لَمَّا مَاتَتْ خَدِيجَةُ حَزَنَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَاكَ أَبُو بَكْرٍ بِعَائِشَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ حَزْنِكَ وَأَنْ فِي هَذِهِ خُلُقًا مِنْ خَدِيجَةَ ثُمَّ رَدَّهَا نَكَاحَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلُفُ إِلَى ابْنِ بَكْرٍ الْحَدِيثُ أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدْ مَنَّا الْمَدِينَةَ

میں پہنچے دروای نے کہا آپ نے قصہ بیان کیا ہے یہ ہے
یہ فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ! آپ کو اپنی اہلیہ سے
خلوت میں کیا بات روک رہی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ دادا گئی، ہنر۔ تو آپ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ دیتے
بارہ اوقیہ اور نصف دسارے یا لیس تولہ، تو اس کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے یہاں بھیج دیا اور مجھ سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تخلیہ کیا میرے اسی گھر میں جس میں کرب
میں موجود ہوں، روایت کیا اس کو حاکم نے اور ابو عمر نے استیعاب
میں ایسا ہی روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب معراج
واقع ہوئی تو سب سے پہلے جس نے آپ کی تصدیق کی وہ
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رات
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ کی طرف لیجا گیا۔ صبح کو
لوگوں نے اس پر باتیں کرنا شروع کیں تو بہت سے ایسے لوگ جو
آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کر چکے تھے مرتد ہو گئے اور
اس قصہ کو لیکر پہنچے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس، اس حدیث کو بیان کرتے
ہوئے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو ان کی تصدیق
ایسی بات میں کر رہا ہوں جو اس سے بھی زیادہ بعید ہے میں انکی
تصدیق کرتا ہوں آسمان کی خبریں جو ایک صبح اور ایک شام میں
ان کے پاس آجاتی ہیں۔ تو اسی بنا پر ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام صدیق رکھا
گیا۔ اس کو روایت کیا حاکم نے اور استیعاب میں بھی اسی طرح لکھا
ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے حج کے موسم میں اپنے کو عرب قبائل کے سامنے پیش
کیا تاکہ کوئی ان میں سے نصرت اسلام کی سعادت سے
بہرہ اندوز ہو۔ ہر ملاقات کے موقع پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آنحضرت
کے رفیق اور جواب و سوال کے متوالی تھے ہیں۔ ریاض نصیر

الی ان قالت قال ابوبکر یا رسول اللہ
ما یمنعک ان تبغی باہلک فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الصداق فاعطاہ ابوبکر
اثنی عشر اوقیۃً ونشیاً فبعث بہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الینا وینہی بی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیئتی
ہذا الذی انا فیہ اخرجہ الحاکم واجمع
فی الاستیعاب مثله۔ وازانجمہ
آنت کہ چون معراج متحقق شد اول کسے کہ
بآں تصدیق نمود صدیق اکبر بود عن
عائشۃ قالت لما اُسری النبی صلی
اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصی
اصبح یحدث الناس بذلک فارتد
ناس منہن کان امنوا بہ وصدقوا
وسعوا بذلک الی ابی بکر فذکر
الحدیث الی ان قالت فقال ابوبکر
انی لا صدق فیما ہوا بعد من ذلک
اصدیق بخبر السماء فی غزوۃ اوروحۃ
فلذلک سُمی ابوبکر الصدیق اخرجہ
الحاکم و فی الاستیعاب نحو من ذلک
وازانجمہ آنت کہ چون آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم در موسم حج خود را بر
احیاء عرب عرض کردند تا کدام یک
ازیشان بسعادتی نصرت فاتر شود
صدیق اکبر در ہر عرضہ رفیق آنحضرت ومتوالی

میں یہ قصبہ حضرت مرتضیٰ کی روایت سے مذکور ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت کے رفیق تھے اور یہ خدمت ایسی نوع (والہذا عشق) کے ساتھ آپ کے ہاتھ سے پوری ہوئی کہ خدا تعالیٰ نے اس پر آپ کی بڑائی کا اظہار کیا۔ فرمایا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار (یعنی دو میں دوسرا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ کے پیش نظر آپ کی مدح میں یہ فرمایا کہ (ابوبکر) مجھے سوار کر کے دارالہجرت کی طرف لایا اور ان کی مدح و شہادہ مسلمانوں کی زبانوں پر شائع ہو گئی۔ اور یہ قصبہ اپنی تفصیلاً کے ساتھ بخاری میں مذکور ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب غزوہ بدر واقع ہوا اور وہ اسلام کی پہلی فتح تھی اور اس کی فضیلت تمام غزوات سے بڑھی ہوئی ہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اس غزوہ میں نمایاں اعزاز حاصل ہوا اور ان کے فضائل دو بالا ہوئے چند وجوہ سے۔ پہلی یہ کہ عرش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثانی تھے (یعنی اس ماضی مستقف منہ سے میں جو آپ کے لئے بنایا گیا تھا آپ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ مقیم ہوتے تھے) دوسری یہ کہ جانب غیب سے آپ کے قلب سے ایک عظیم الہام کو قبول کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب فرمائی۔ مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں یہ دعا کی کہ اے اللہ! میں آپ کو واسطہ دیتا ہوں آپ کے عہد اور وعدے کا۔ اے اللہ! اگر آپ چاہیں کہ آپ کی عبادت نہ کی جائے، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بس کافی ہے تو آپ یہ کہتے ہوئے نکلے سیمہزم الجمع الخ (۵۴ : ۴۵)۔

جواب و سوال بودہ است در ریاض نضرہ
این قصہ بمرادیت حضرت مرتضیٰ مذکور
است و ازاں بجلد آنست کہ چوں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرمود بسوئے
مدینہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ رفیق آنحضرت
بود و این خدمت بنوع از دست فی
سرانجام یافت کہ خدائے تعالیٰ بآں
تنویر فرمود ثانی اثنین اذ ہما فی
الغار و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدین وجہ
بستود کہ حملی لے دارالہجرت و ثنائی دے
در آنستہ مسلمین شائع گشت و این قصہ
بطولہا در بخاری مذکور است و ازاں بجلد آنست
کہ چوں غزوہ بدر واقع شد و آن اول فتح
سلام بود و فضیلت او بر جمیع مشاہدات
ست حضرت صدیق رضی اللہ عنہ در آن مشہد آثار
نمایاں حاصل گشت و فضائل او دو بالا
شد بحسب جہت ایک آنکہ ثانی آنحضرت
بود در عرش دیگر آنکہ الہام عظیم
از جانب غیب قبول نمود و آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم تصویب آل فرمودند
بن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یوم بدر اللهم ان
تشدک و وعدک اللهم ان
تنت لم تعبدا فاخذ ابوبکر
یدہ فقال حسبک فخرج وهو

يَقُولُ مِيكَهْرَمُ الْجَحْمُ وَيُوْتُونَ الْقَبْرَ
 اخراج البخاری۔ و معنی اس کلام نزدیک فقیر
 آنت کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ملہم شد با نکه
 دعا۔ با جابت مقرون گشت و این صورت از
 جملہ آن واقعا است کہ الہام صحابہ سبقت
 نمود در آن بروحی انگاہ وحی بر حسب
 الہام ایشان فرود آمد بلکہ بحقیقت
 ہمیں الہام وحی است بسوئے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم بآن وجہ کہ چون ایشان
 ملہم شدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بفراست سادہ خویش دریافت کہ این
 خاطر از جانب مدبر السموات والارض است و
 این فراست وحی باطنی است چنانکہ در قصہ
 اذان رقیبہ عبداللہ بن زید و قیاس فاروق رضی
 القویہ فرمود در لیلۃ القدر بر رویائے جمعہ
 از صحابہ اعتماد نمود الی غیر ذلک من الوقایع
 دیگر آنکہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از پیش
 برآمدہ متوجہ کارزار شد میمنہ لشکر صدیق دادند
 و میکائیل ہمراہ او بود و میسرہ لشکر حضرت تفضلہ
 و اسرافیل ہمراہ او بود و عن علی رضی اللہ عنہ
 قال بینما انا مع من قلیب بید اذ اجاءت ریح
 شدیدہ لہم ارمثلہا قط نہ ذہبت ثم جاءت
 ریح شدیدہ لہم ارمثلہا قط الا التی کانت
 قبلہا و کانت الریح الاولی جبرئیل نزل فی
 الف من اللتکۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ

عقرب (ان کی) یہ جماعت شکست کھانے کی اور صحابہ کرام کے
 اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور اس کلام کے معنی فقیر کے
 نزدیک یہ ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو الہام ہو گیا کہ آپ کی دعا
 مقرون با جابت ہو چکی ہے اور یہ ان واقعات میں کی ایک
 صورت ہے جن میں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا الہام کسی واقعہ میں وحی پر سبقت
 کر گیا اور پھر وحی ان کے الہام کے مطابق نازل ہوئی بلکہ درحقیقت
 وہی الہام وحی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف، اس
 وجہ سے کہ جب وہ ملہم ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اپنی فراست صادقہ سے سمجھ لیا کہ (ان کے قلب پر) یہ اُترنے والا
 خیال مدبر السموات والارض یعنی اللہ جل شانہ کی جانب
 سے ہے اور یہ فراست وحی باطنی ہے جیسا کہ اذان کے قصہ میں
 عبداللہ بن زید کے خواب اور فاروق رضی القویہ کی تصویر فرمائی
 اور لیلۃ القدر میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے خواب پر اعتماد کیا
 اور ایسے بہت سے واقعات ہیں۔ تیسری یہ کہ جب آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم عریش سے نکل کر جنگ کی طرف متوجہ ہوئے تو
 آپ نے لشکر کا میمنہ صدیق رضی اللہ عنہ کو دیا اور میکائیل ان کے ساتھ
 تھے اور لشکر کا میسرہ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور اسرافیل ان کے ہمراہ
 تھے۔ مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہا اس دوران میں کہ میں
 بدر کے کنوئیں سے چلو بھر بھر کر پانی ڈول میں ڈال رہا تھا کہ ایسی تیز
 ہوا آئی کہ میں نے کبھی ایسی ہوا نہ دیکھی تھی پھر گزرتی۔ پھر
 ایک تیز ہوا آئی کہ میں نے اتنی تیز ہوا کبھی نہ دیکھی تھی بجز اس
 ہوا کے جو اس سے پہلے آئی تھی اور پہلی ہوا جبرئیل تھے جو ایک
 ہزار فرشتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہنچنے
 کے لئے نازل ہوئے تھے۔ اور دوسری ہوا میکائیل تھے جو ہزار
 فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم وكانت الريح الثانية ميكائيل نزل
 في الغي من الملائكة عن يمين رسول
 الله صلى الله عليه وسلم وكان ابو بكر عن
 يمينه وكانت الريح الثالثة اسرافيل نزل
 في الغي من الملائكة عن يسار رسول الله
 صلى الله عليه وسلم وانا في الميسر فلما هزم
 الله تعالى اعداء حنظل رسول الله صلى الله
 عليه وسلم على فريسي فحزبت بي فوقعت على
 عقيبى فداغوت الله عز وجل فامسكتني
 فلما استويت عليها طننت بيدي هذا
 في القوم حتى اختضب هذا مئتي دماً و
 اشار الى ابطه اخبره الحاكم بذكره انك
 چون اسیران بدر آمدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 مشاورہ کردند باصحابہ و مشورت حضرت صدیق
 را اختیار فرمود و اورا با حضرت عیسیٰ تشبیه داد ہر چند
 در آخر فضیلت حضرت فاروق غالب تر بر آمد عن
 عبد اللہ بن مسعود قال لما كان يوم بدر قال لهم
 رسول الله صلى الله عليه وسلم ما تقولون في هؤلاء الا
 فقال عبد الله بن رواحة انت في واحد كثير الخطب
 فاضربهم نارا انوا اليهم فيها فقال العباس رضي
 الله عنه قطع الله مسرجمك فقال عمر
 رضي الله عنه فاذا هم وردوا هم
 قاتلوك وكذبوك فاضرب اعناقهم
 فقال ابو بكر رضي الله عنه عشيرتك و
 قومك ثم دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقا

کی دائیں جانب کے لئے اور آپ کی دائیں جانب ابو بکر تھے۔ اور تیسری
 ہوا اسرافیل تھے جو ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتے تھے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے میسرہ (یعنی بائیں جانب) کیلئے اور میں میسرہ میں
 تھا تو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کو بھگا دیا مجھے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اپنے گھوڑے پر سوار کیا وہ مجھے لے کر دوڑ پڑا اور میں
 اپنی پشت پر گرا تو میں نے اللہ عز وجل سے دعا کی تو اس نے مجھے روک
 لیا۔ پھر جب میں اچھی طرح جم گیا تو میں نے اپنے اس ہاتھ سے قوم پر
 تلوار بجانا شروع کر دی یہاں تک کہ خون سے یہ بھی رنگین ہو گئی اور
 اپنی بغل کی طرف اشارہ کیا۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ چوتھی یہ کہ
 جب اسیران بدر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بار
 میں اصحاب سے مشورہ کیا اور حضرت صدیقؓ کے مشورے کو اختیار
 فرمایا اور ان کو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ تشبیہ دی اگرچہ آخر میں
 (اس واقعہ میں) حضرت فاروقؓ کی فضیلت بہت بڑھی ہوئی
 نکلی۔ روایت ہے عبد اللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ جب یوم بدر تھا تو
 اصحاب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان
 قیدیوں کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ تو عبد اللہ بن رواحہؓ نے
 کہا آپ ایسی وادی میں جہاں بہت سوکھی لکڑیاں موجود ہیں
 (ان کو جمع کر کے) آگ سلگائیے پھر ان سب کو اس میں
 ڈال دیجئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرا
 رحم قطع کر دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کو اور ان کے سردار
 کو جو آپ سے لڑتے اور آپ کو جھٹلاتے ہے قریب قریب کر دیجئے میں
 ان کی گردنیں مار دوں گا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارا
 خاندان کے اور تمہاری قوم کے ہیں۔ پھر داخل ہوئے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم اور فرمایا جو کچھ تم ان لوگوں کے بارے میں کہہ رہے ہو
 وہ سب درست ہے، مثال ان لوگوں کی ان لوگوں کے بھائیوں

مَا تَقُولُونَ فِي هَؤُلَاءِ اِنَّ مِثْلَ هَؤُلَاءِ كَثُرَ
اِخْوَانَهُمْ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ قَالَتْ مَوْحٌ
رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ
كَيَّارًا وَقَالَ مُوسَى رَبَّنَا اَطْمِسْ عَلَيَّ اَمْرِي
وَاَشْدُدْ عَلَيَّ قُلُوبَهُمْ اَلَا يَوْمَ قَالَ اِبْرَاهِيمُ
مَنْ يَتَّبِعُنِي فَاِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَاِنَّكَ
غَفُورٌ رَحِيمٌ وَقَالَ عِيسَى اِنْ تُعَذِّبْهُمْ
فَاَنْتَهُمْ عَمَادٌ لَكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَاسْتَمَ قَوْمٌ بِكُمُ عَلَيْكَ
فَلَا تَفْعَلُوا اِنَّ اَحَدًا مِنْكُمْ الْاَبْلَى اَوْ
بِضْرَةٍ عَنِ اخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَازَا نَجْمَهُ
اَنْتَ كَمْ چوں غزوہ اُحد واقع شد نصیب
حضرت صدیقؓ در آن مشہد فضائل عظیمہ
گشت بچند جہت یکے آنکہ حضرت صدیقؓ
نہایت سعی در کشف بلائے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بجا آورد قَالَ ابْنِ اسْمٰعِ
فَلَمَّا عَرَفُوا الْمَسْلُومَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نَهَضُوْا بِہِ وَنَهَضَ
مَعَهُمْ غَوَا الشَّعْبُ مَعَهُ ابُو بکر الصّدیق
وَعمر بن الخطاب وَعَلِیُّ بن ابی طالب
وطلحہ بن عبید اللہ وَ الزّبیر
ابن العوّام وَ الحارث بن الصّغتمہ
رضوان اللہ علیہم و سرہط
من المسلمین عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
قَالَ ابُو بکر الصّدیق لَهَا جَالِ

جیسی ہے وہاں سے پہلے ہو چکے ہیں۔ (۲۶: ۷۱)
پر ایک باشندہ بھی نہ چھوڑے اور موسیٰؑ نے کہا تھا رَبَّنَا
اَطْمِسْ لَہِ (۸۸: ۱۰) اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست
و نابود کر دیجئے اور ان کے دلوں کو (زیادہ) سخت کر دیجئے اللہ
اور ابراہیمؑ نے کہا فَمَنْ يَتَّبِعُنِي لَہِ (۳۶: ۱۲) پھر جو شخص
میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی اور جو شخص (اس
بات میں) میرا نہ مانے سو آپ تو کثیر المغفرت کثیر الرحمة
ہیں اور عیسیٰؑ نے کہا تَحَارُّنْ تُعَذِّبْہُمْ لَہِ (۱۱۸: ۵)
اگر آپ ان کو سزا دیں گے تو یہ آپ کے بندے ہیں
اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ زبردست
ہیں حکمت والے ہیں اور تم ایسی قوم ہو کہ تم پر
افلاس ہے لہذا اساری کو واضح ہونا چاہیے کہ تم میں
سے کوئی رہا نہ ہوگا مگر فدیہ سے یا گردن ماری جانے سے۔
اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ
جب غزوہ اُحد واقع ہوا تو اس موقع پر حضرت صدیقؓ
کو فضائل عظیمہ حاصل ہوتے چند صورتوں سے۔ ایک یہ کہ
حضرت صدیقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صوبہوں سے
بچانے کے لئے نہایت سعی کی۔ ابن اسحقؒ نے کہا کہ جب مسلمانوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو آپ کو جلد اٹھا
لے گئے اور آپؐ اُن کے ساتھ گھائیوں کی طرف روانہ ہوئے
آپؐ کے ساتھ ابوبکر صدیقؓ تھے اور عمر بن الخطابؓ اور علی
ابن ابی طالبؓ اور طلحہ بن عبید اللہؓ اور زبیر بن العوّامؓ اور
حارث بن الصّغتمہؓ رضوان اللہ علیہم اور مسلمانوں کی ایک
جماعت۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ کہا فرمایا ابوبکر صدیقؓ

نے کہ جب لوگ یوم اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متفرق ہو گئے تو میں پہلا شخص تھا جو کوٹا اور میں نے آپؐ کو دور سے دیکھ لیا اچانک ایک شخص نے پیچھے سے میری کولی بھرنے وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں تھا۔ دیکھتا ہوں کہ وہ ابو عبیدہ بن الجراحؓ ہیں الخ۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور مراد جولان سے (جس سے لفظ جال مشتق ہے) اس جگہ فرار نہیں ہے بلکہ کفار کی فوج کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوج کے اندر گھس جانے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحابؓ کا متفرق ہو جانا مراد ہے۔ دوسری یہ کہ (اس واقعہ سے) یہ بات واضح ہوتی کہ کفار قریش اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو (سب سے) نمایاں محبوب کرتے تھے تو صدیق اکبرؓ کو کرتے تھے۔ اسی بنا پر جب ابوسفیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج کے احوال کی جانچ کر رہا تھا تو ان ہی تین آدمیوں کا نام لے رہا تھا، کیونکہ وہ ان ہی تین سے ڈرتا تھا، حدیث برائہ میں مذکور ہے کہ ابوسفیان اوپر چڑھا اور (دور سے) بولا کہ کیا قوم میں محمدؐ ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو جواب نہ دو۔ پھر اس نے کہا کیا قوم میں ابن ابی قحافہؓ ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ جواب نہ دو۔ پھر اُس نے کہا کیا قوم میں ابن الخطابؓ ہے؟ جب جواب نہ ملا تو بولا کہ اگر یہ زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔ اب عمرؓ اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکے اور بولے تو جھوٹ بول رہے اور دشمن خدا تجھے ذلیل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے باقی رکھا ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ تیسری یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُحد (کی لڑائی بند ہونے) کے بعد کفار کے تعاقب کی طرف متوجہ ہوئے تو حضرت صدیقؓ اس واقعہ کے

الناس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم اُحد کنت اول من قاء فیہا بہ من بعد فاذا انا برجل قد اعتنقنی من خلفی یرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ہولعبت بن الجراح الحدیث اخرجہ الحاکم۔ و مراد جولان درینجا فرار نیست بلکہ متفرق شدن از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسبب در آمدن فوج کفار در فوج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیگر آنکہ معلوم شد کہ کفار قریش اگر بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از کسے حساب می گرفتند از حضرت صدیقؓ می گرفتند لہذا چون ابوسفیان تفحص می کرد احوال فوج آنحضرتؐ را ہمیں سے کس را نام می برد زیرا کہ از ہمیں سے کسے ترسید و من حدیث البراء اشرف ابوسفیان فقال افی القوم محمدؐ فقال لا تجیبوہ فقال افی القوم ابن ابی قحافہ فقال لا تجیبوہ قال افی القوم ابن الخطاب فقال ان ہولاء قتلوا فلو کانوا احياء لا جابوا فلم یملک عمر نفسه فقال کن بت یا عدا اللہ ابق اللہ لک ما یخزنک اخرجہ البخاری۔ دیگر آنکہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعاقب کفار بعد اُحد متوجہ شدند حضرت صدیقؓ از حاضران

آں واقعہ بود عن عائشہ فی قولہ تعالیٰ اَلْکَیْنِ
 اسْتَحْأَبُوا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ الْاٰیۃِ قَالَتْ لَعَزَّوۃَ یٰاَبِی
 اُخْتِیْ کَانَ اَبَوُکَ مِنْهُمْ الزَّیْدُ وَاَبُوکِیْ لَمَّا
 اَصَابَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مَا اَصَابَ
 یَوْمَ اَحَدٍ فَاَنْصَرَفَ عَنْهُ الْمُشْرَکُوْنَ خَافَ اَنْ
 یَّرْجِعُوْا فَاَقَالَ مِنْ یَدِیْہُمْ اِثْرَهُمْ فَاَنْتَبَہَ
 مِنْہُمْ سَبْعُوْنَ رَجُلًا کَانَ فِیْہُمْ اَبُوکِیْ وَ
 الزَّیْدُ اَخْرَجَ الْبَخَارِی۔ وَاَزَا جَمْلَہُ اَنْتَ کَ
 دَرْغَزَہُ خَنْدَقِ جَانِبِہِ اَزْ لَشْکَرِہِ بِدَسِیْتِ حَضْرَتِ
 صَدِیقِہٖ دَاوُدَ وَحَافِظِہِ اَلْجَانِبِ بَاوْمَوْضِ
 گَشْتِ وَالْاَنَ مَسْجِدِ صَدِیقِہِ زَرْدِیکِ خَنْدَقِ
 مَوْجُوْدِ اَسْتِ وَاَلْ مَسْجِدِ حَقِیْقَتِ مَوْضِعِ نَزُوْلِ
 حَضْرَتِ صَدِیقِہٖ بُودِ دَرْغَزَہُ خَنْدَقِ وَاَزَا جَمْلَہُ
 اَنْتَ کَ دَرْغَزَہُ مَرْسِیْعِہٖ حَضْرَتِ عَائِشَہٖ رَضِیَ اللّٰہُ
 عَنْہَا مُتَّہَمُ شَدِّ وَنَافَقَانِ اَیْچَہُ نَبِیِّ بَالِیْسَتِ گَفْتِ
 وَگَرَقَارِ اَسْوَا حَالَاتِ گَشْتِ وَبَعْضِ مُسْلِمِیْنَ کَ اَزْ
 بَرَاۃِ صَدِیقِہٖ تَوَقَّفِ کَرْدِندِ مُمَاتِبِ شَدِّ
 حَضْرَتِ صَدِیقِہٖ نَزَادِرِ اَلْوَاقِعِ فُضَائِلِ نَمَائِیْلِ
 نَفِیْبِ شَدِّ بِجَنْدِ جِبْتِ یَکُنْ اَنَکَ دَرِ اَلْ
 وَاقِعِ ہُوْشِ رُبَا اَزَا اِشْااں کَمَالِ اِنْقِیَادِ وَ
 تَسْلِیْمِ وَفِدا بَظُہُوْرِ اَبَدِ عَنِ عَائِشَہٖ فِی رِصْنِہٖ
 الْاِنْفِکِ فَتَشَہَّدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
 وَسَلَّم ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ یَا عَائِشَہُ اِنَّ

ماضی میں سے تھے۔ مروی ہے عائشہؓ سے ارشاد حق تعالیٰ اَلْکَیْنِ
 اسْتَحْأَبُوا لِلّٰہِ کے بارے میں (۱۷۲:۳) جن لوگوں نے اللہ و رسولؐ
 کے کہنے کو قبول کر لیا بعد اس کے کہ ان کو زخم لگا تھا ان لوگوں میں
 جنیک اور متقی ہیں ان کے لئے ثواب عظیم ہے؛ کہ انھوں نے غزوہ
 سے فرمایا کہ اے میرے بھانجے! تیرے ابوین امین زبیرؓ اور ابو بکرؓ
 ان میں سے تھے۔ جب یوم اُحد میں نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ
 افتاد پڑی تھی پڑچکی اور مشرکین آپ کی طرف سے واپس ہو گئے
 تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ وہ پھر لوٹ کر آئیں گے۔ تو آپ نے فرمایا
 کہ ان کا تعاقب کون کرے گا؟ تو ستر آدمیوں نے (پورے جوش
 کے ساتھ) آمادگی ظاہر کی: اُن میں ابو بکرؓ اور زبیرؓ بھی تھے۔ اور ان
 میں سے ایک یہ ہے کہ غزوہ خندق میں لشکر کا ایک بازو حضرت
 صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا اور اس جانب کی حفاظت آپ کے
 سپرد ہوئی اور اب بھی خندق کے قریب مسجد صدیق موجود ہے
 اور وہ مسجد درحقیقت غزوہ خندق میں حضرت صدیقؓ کے اترنے
 کی جگہ ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوہ مَرْسِیْعِہٖ میں حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی اور منافقین نے ناشائستہ
 باتیں کہیں اور بدترین حالات میں گرفتار ہوئے۔ اور بعض ایسے
 مسلمان بھی موردِ عتاب ہوئے جنھوں نے صدیقہؓ کی بے گناہی
 کے اظہار میں توقف کیا تھا۔ اس واقعہ میں حضرت صدیقؓ کو
 نمایاں فضائل نصیب ہوئے چند جہت سے۔ ایک یہ کہ اس واقعہ
 ہوش ربان سے انتہائی فرمانبرداری اور تسلیم و فدا
 ظہور میں آئی۔ حضرت عائشہؓ سے انک (تہمت) کے قبضہ میں
 مروی ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ شہادت پڑھا

پھر اسکے بعد فرمایا اما بعد لے عائشہؓ! مجھے تیرے منقلب یہ اور یہ باتیں پہنچی ہیں اب اگر تو بری (یعنی پاکدامن) ہے تو اللہ تعالیٰ تیری برات ظاہر کر دے گا اور اگر تو گناہ کی مرتکب ہو گئی ہے تو اللہ سے استغفار کر اور اس کے سامنے توبہ کر کیونکہ بندہ جب گناہ کرے پھر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ عائشہؓ نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنا کلام پورا کر چکے تو میرے آنسو بالکل خشک ہو گئے یہاں تک کہ میں ایک قطرہ بھی محسوس نہیں کرتی تھی تو میں نے اپنے باپ سے کہا کہ میری طرف سے آپ رسول اللہ ﷺ کو جواب دیجئے تو انھوں نے کہا کہ میں تو خدا کی قسم نہیں جانتا کہ کیا کہوں رسول اللہ ﷺ کو عائشہؓ سے اس کو بخاری نے روایت کیا۔ دو تیسری جہت یہ ہے کہ جب صدیقہؓ کی برات نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ (بھی) اس برات میں شریک بن گئے۔ اُولَئِكَ مَبْتَغُونَ مَتَاعًا يَكُونُونَ (۲۶:۲۴) یہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ (منافع) جکتے پھرتے ہیں۔ کیونکہ معاذ اللہ اگر یہ بہتان کچھ بھی سچائی رکھتا ہوتا تو وہ گندگی آنحضرت ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ دونوں کے دامنوں کو آلودہ کرتی کہ اس قسم کے امور میں صاحب فراش یعنی شوہر اور عورت کا باپ دونوں ہی ملامت اور دشنام کا نشانہ بنتے ہیں۔ تیسری یہ کہ حضرت صدیقؓ بن مسطح بن اثاثہ پر خرچ کیا کرتے تھے (یعنی ان کی مالی امداد کرتے رہتے تھے) جب اس انک میں اُن کا شریک ہونا ظاہر ہوا تو آپ نے ان کو دینے سے ہاتھ روک لیا، اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَلَا يَأْتِلْ اُولَئِكَ الْفَضْلَ لَئِنْ جَاءُوْا لَيَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَفْضُوْلِيْنَ (۲۲:۲۴) اور جو لوگ تم میں (دینی) بزرگی

بلغنى عنك كذا وكذا فان كنت بويشة
فَسَيَبْرُئِكَ اللهُ وان كنت الهميت بذنب
فاستغفرى الله وتوب الى الله فان العبد اذا
اسئف ثواب تاب الله عليه قالت فلما
قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم مقالته
قلص دمي حتى ما احس منه قطرة فقلت
لربى اجب عني رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال ابني والله ما ادرى ما اقول لرسول
الله صلى الله عليه وسلم اخرجه البخاري وغيره
انك چون برارة صديقه نازل شد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم و صدیق اکبرؓ شریک آن براتہ گشتند
اُولَئِكَ مَبْتَغُونَ مَتَاعًا يَكُونُونَ زیرا کہ معاذ اللہ
اگر این انک تحققے میداشت آن لوث دامن
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و دامن صدیق را کندر
میکرد کہ در مثل این امور صاحب فراش و والدہ لڑا
ہدف ملامت و مسبت می شوند دیگر آنکہ حضرت
صدیقؓ بن مسطح بن اثاثہ انفاقے
کرد چون از دے شرکتہ در انک ظاہر
شد از انفاق دست باز داشت دریں
باب نازل شد وَلَا يَأْتِلْ
اُولَئِكَ الْفَضْلَ مَكُوْا وَالسَّعَةِ
اَنْ يُّؤْتُوْا اُولَى الْقُرْبَى آه
عن عائشة قالت قال ابو بكر الصديق
وكان ينفق على مسطح بن

عہ مسطح حضرت صدیقؓ کی خالہ کے بیٹے تھے۔ اہل بدر اور مساکین میں سے تھے ۱۳

أَثَابَهُ لِقَابَتِهِ مِنْهُ وَقَفَرًا وَاللَّهُ لَا
 أَتَّفِقُ عَلَى مِطْلَحٍ شَيْئًا إِلَّا بَعْدَ الَّذِي
 نَالَ لِعَاشَةِ مَا نَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ
 وَلَا يَأْتِلُ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ
 إِلَى غَفْوَةٍ رَحِيمٌ ۚ قَالَتْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ
 الصِّدِّيقُ بَلِّغْهُ وَاللَّهُ إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ
 يَغْفِرَ اللَّهُ لِي فَرَجَمَ إِلَى مِطْلَحِ النَّفَقَةِ
 الَّتِي كَانَ يَتَّفِقُ عَلَيْهِ قَالَ وَاللَّهُ لَا أَنْزَعُهَا
 مِنْهُ إِلَّا الْخِجَابَ الْبَخَارِي قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَأَبِي بَكْرٍ قَدْ جَعَلْتُ
 فِيكَ يَا أَبَا بَكْرٍ الْفَضْلَ وَالْمَعْرِفَةَ بِاللَّهِ
 وَصَلَةَ الرَّحْمَةِ وَجَعَلْتُ عِنْدَكَ السَّعَةَ
 فَتَعَطَّفَ عَلَى مِطْلَحٍ فَلَمْ يَلَمْ وَلَمْ يَهْجُرْ
 وَلَمْ يَمَسْكَنْ ۚ ذَكَرَهُ الْوَاحِدِيُّ فِي الْوَسِيطِ
 وَأَزَانَ جَمْلَةً أَنْتَ كَمَا جَاءَ فِي حَدِيثِهِ
 بِشَيْءٍ آدَمَ مِنْ صِدِّيقٍ أَكْبَرُ ۚ تَأَثَّرَ
 جَمِيلُهُ ظَاهِرُ گُشْتِ وَفَضْلُ أَوْبَآءِ
 تَأَثَّرَ دَوْبَالَا شَدَّ كَيْفَ أَنْكَ صِدِّيقٍ أَكْبَرُ ۚ
 دَرْمَاكَ عُرُوَّةَ بَنِ مَسْعُودٍ كَارِفَلَمَ
 جَلَدَاتِ شَدَّ وَشَنَامُ فَيْلِظِ وَأَوْتَا قَوْرَتِ
 مُسْلِمِينَ دَرَجَاهُ ظَاهِرُ گَرْدِ دَرِ آخِرِ فَاذِهِ
 ائِسْ اِغْلَظْ فِي الْقَوْلِ وَاضْهِحْ گُشْتِ كَمَا
 عُرُوَّةَ بِشَيْءٍ قَرِيشِ تَمَكِّنْ أَصْحَابِ آنْخَفَرَتِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَرِ نَهْرَتِ آنْخَفَرَتِ

اور (دنیوی) دوست دلتے ہیں وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ
 کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں۔
 الخ۔ مروی ہے عائشہ رضی سے بیان کیا کہ ابو بکر صدیق رضی نے
 کہا اور وہ خرچ کیا کرتے تھے مِطْلَحِ بن اُثاثہ پر اُس سے قرابت
 کی بنا پر اور اُس کے فقر کی وجہ سے کہ واللہ اب میں مِطْلَحِ پر
 کبھی کچھ خرچ نہ کروں گا یہ اُس بات کے بعد فرمایا تھا جو اُس نے
 عائشہ رضی سے متعلق کہی تھی تو اللہ عز و جل نے نازل فرمایا وَلَا
 يَأْتِلُ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ سے غَفْوَةٍ رَحِيمٌ ۚ
 تک۔ عائشہ رضی نے کہا کہ ابو بکر رضی نے (آیت سن کر) کہا کہ بیشک واللہ
 میں اس بات کو ضرور پسند کرتا ہوں کہ اللہ میری مغفرت کرے
 پھر کوٹایا مِطْلَحِ کی طرف اُس نفقہ کو جو اُن پر خرچ کیا کرتے تھے
 اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں اس کو اُس سے کبھی نہ روکوں گا
 اس کو بخاری نے روایت کیا۔ ابن عباس رضی کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ
 نے ابو بکر رضی سے فرمایا کہ اے ابو بکر رضی میں نے تجھ میں فضیلت کبھی
 ہے اور اللہ کی معرفت اور صلہ رحمی اور میں نے تجھے مالی وسعت
 دی تو مِطْلَحِ پر ہر بانی کر اس کی قرابت کی وجہ سے اور اس کی
 ناداری کی وجہ سے۔ اس کو واحدی نے ذکر کیا وسیط میں۔
 اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب صلح حدیبیہ پیش آئی تو حضرت
 صدیق رضی کے مناقب جمیلہ کا ظہور ہوا اور ان مناقب سے اُن کی
 فضیلت دوچند ہو گئی۔ ایک یہ کہ صدیق اکبر رضی سے عروہ بن مسعود
 کے ساتھ مکالمہ کے وقت بڑی بہادری کا ظہور ہوا اور دجوش
 میں آکر اُس کو سخت گالی دی تاکہ جہاد میں مسلمانوں کی قوت
 ظاہر ہو اور آخر میں گفتگو کے اس گھڑے پن کا فائدہ
 بھی واضح ہو گیا کہ عروہ نے جا کر قریش کے سامنے آنحضرت

۵۱ یہ اس وقت کافر تھا جو مشرکین کے کانائندہ بن کر گفتگوئے صلح کیلئے آیا تھا ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کی پوری استقامت کا آنحضرتؐ کا ساتھ دینے میں ذکر کیا (جس سے قریش مرعوب ہوئے) اور قصہ حبیبہؓ میں صلح کا وہی سبب بھی بنا۔ عروہ نے اس گفتگو کے وقت کہا تھا کہ اے محمدؐ! کیا تو نے اپنی قوم کے معاملہ پر غور کیا کہ تو نے اس کی جڑ کاٹنا چاہی، کیا تو نے عرب میں سے کسی کو سنا ہے کہ اس نے اپنی اصل (یعنی خاندان) کو ہلاک کیا ہو تجھ سے پہلے اور تو نے دوبارہ ایسا ہی کیا تو میں واللہ بہت سے چہرے دیکھ رہا ہوں اور مختلف قسم کے بٹے بٹلے خون والے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جن کی طبعی صفت یہ ہو گئی کہ وہ بھاگ جائیں گے اور تجھے چھوڑ دیں گے۔ اس پر ابو بکرؓ نے اُس کو کہا اَمُصْصُ بَظَرِ اللَّاتِ لَیْسَ یَعْنِیْ تَوَلَّاتِ کَا بَظَرِ حُوشِ اِکِیَا ہِم اُن کو چھوڑ کر بھاگ جائیں۔ اس نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابو بکرؓ۔ تو اس نے کہا کیا ہوں قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے اوپر تیرا ایک احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ اب تک میں نے نہیں دیا تو میں تجھے جواب ضرور دیتا۔ دوسری یہ کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) جب حضرت فاروقؓ کی رگ غیرت حرکت میں آئی تو حضرت صدیقؓ اُن کے سوال کے جواب میں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم قدم چلے یہاں سے یہ بات سمجھ میں آ جاتی ہے کہ حضرت صدیقؓ کو پیغمبرؐ کے ساتھ کیا نسبت تھی اور پیغمبرؐ کے علوم صدیقؓ کے (آئینہ) نفس میں کیونکر جلوہ گر ہوتے تھے۔ عمر بن الخطابؓ نے بیان کیا کہ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور کہا کہ کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ فرمایا کہ بیشک ہوں۔ میں نے

بیان نمود و اُن سبب صلح شدنی قعۃ الحدیبیۃ قال عروہ عند ذلک لای محمد ارایت ان استأصلت امر قومک هل سمعت بأحد من العرب اجتاحت أصلہ قبلک وان تکون الآخرۃ فانی واللہ لا زری وجوها وانی لادی آشوا بآمن الناس خلیفۃ ان یقرۃ وایدعولک فقال لہ ابو بکر اَمُصْصُ بَظَرِ اللَّاتِ اَخْنُ نَفَرًا عَنْهُ وَتَدَعُ فَقَالَ مَنْ ذَا قَالُوا ابو بکر فقال اما والذی نفسہ بیدہ لولاید کانت لک عندی ولم اجزک بہا لا جبتک۔

دیگر چوں حضرت فاروقؓ را عرق غیرت بمحرکہ آمد حضرت صدیقؓ در جواب سوال او قدم بر قدم آں حضرت رفت ازیں جادانستہ شد کہ حضرت صدیقؓ را با پیغامبر چہ نسبت بود و علوم پیغامبر در نفس مے رضی اللہ چگونہ منطبع می شد قال عمر بن الخطاب فَاتَّيْتُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَلَسْتَ نَبِيَّ اللَّهِ حَقًّا قَالَ بَلَى قُلْتُ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلَى قُلْتُ

عہ بظرا کے فقر کے ساتھ گزشت کے اس لکڑے کو کہتے ہیں جو فرج کے اوپر ہوتا ہے جس کو ہندی میں ٹنہ کہتے ہیں۔ لات ایک بت کا نام تھا جو بکھل عورت تھا جس کی قریش پوجا کرتے تھے۔ عرب کے نزدیک یہ سخت گالی ہے ۱۱

فَلَمَّا لَعَلَّ الدَّيْنِيَّةَ فِي دِينِنَا
إِذَا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
لَسْتُ أَعْصِيهِ وَهُوَ نَاصِرِي
قُلْتُ أَوَلَيْسَ كُنْتَ تَحَدِّثُنَا
أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ فَتَطُوفُ بِهِ
قَالَ بَلَى أَنَا خَبَرْتُكَ أَنَّا نَأْتِيهِ
الْعَامَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّكَ
إِنِّي وَمَطُوفٌ بِهِ قَالَ فَاتَيْتُ
رَبِّكَ قُلْتُ أَلَيْسَ هَذَا نَبِيُّ اللَّهِ حَقًّا
قَالَ بَلَى قُلْتُ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُونَا

کہا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ فرمایا کہ
بیشک میں نے کہا کہ پھر ہم کس وجہ سے اپنے دین میں عیب
لگاتیں۔ فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی
نہیں کرتا اور وہ میری مدد کرنے والا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ ہم
سے نہیں فرماتے تھے کہ ہم عنقریب بیت اللہ پہنچیں گے پھر
اس کا طواف کریں گے۔ فرمایا بیشک کیا پھر میں نے تم کو یہ
خبر دی تھی کہ ہم بیت اللہ میں اسی سال پہنچیں گے؟ میں نے کہا
”نہیں“ فرمایا کہ تو اس میں تم (آئندہ) پہنچنے والے ہو اور اس کا
طواف بھی کرنے والے ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں ابوبکر رضی اللہ
عنہ کے پاس پہنچا اور میں نے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! کیا یہ اللہ تعالیٰ کے سچے

۱۷ دین میں عیب پیدا ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ہم عمرہ کرنے کی نیت سے آتے تھے لیکن مشرکین کی اس ضد اور ہٹ کو کہ ہم اپنی عبادت کی تکمیل کے بغیر
ہی واپس ہو جائیں ان لینا ہمارے دین پر دھبہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی عبادت کی تکمیل کے لئے جان کی پروا نہ کریں اور عمرہ ادا کر کے جائیں ۱۲
۱۸ یعنی حق تعالیٰ کی فرمانبرداری ہی کی بناء پر ہم نے مشرکین کی شرطوں کو قبول کیا تاکہ بیت اللہ کا احترام قائم رکھیں اور ہم نے ان
کی ایسی شرطوں کو بھی مان لیا صرف احترام بیت اللہ کے لئے جو بظاہر ذلیل اور سوا کرنے والی معلوم ہوتی ہیں جو نفسوں پر شافی گزریں۔
اور عبادت کی حقیقت اس کے سوا اور کیا ہے کہ اپنے محبوب کی رضا جوئی کے لئے اپنے معجزہ و افتخار کا منہ ہرہ کیا جائے اس لئے اگر
عبادت عمرہ کی تکمیل نہ ہو سکی تو کیا ہوا۔ ہم نے اتنی بڑی عبادت کی جو کہ بہت سے عمروں کے برابر ہے کیونکہ اس کا جو نتیجہ یعنی رضا الہی
ہم کو ملا ہے کہ احترام حق کے پیش نظر ہم نے اپنا پہلو جتنا زیادہ سے زیادہ رحمت و حمایت باری تعالیٰ اور نضر عزیزہ ہماری طرف متوجہ ہو چکی
ہے جس کا اثر ہم آئندہ دیکھو گے۔ اس لئے یہ ہماری بہت بڑی فتح ہے اور اسی کی طرف سورہ انفجار جو واپسی کے دوران میں راستہ ہی نازل ہوتی تھی کہ ہم نے تم کو
اس وقت بڑے تحمل کی توفیق دی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب ہماری حیات اور نضر عزیزہ تمہارے ساتھ ہو گئی ہے کہ تم امتحان میں کامیاب ہو گئے ہو کہ جو نذرش تم سے
سرزد ہو گئی تھی کہ تم نے مالی ضرورتوں اور اقارب کو بچلے کا خیال کرتے ہوئے فدیہ قبول کر لیا تھا وہ بھی معاف، لیغفرک اللہ انتم من ذنوبکم اور اگر کوئی
نذرش آئندہ اسی طرح کی تم سے سرزد ہوئی تو وہ بھی معاف (و اما آخر) یاد رکھنا چاہیے کہ ”لیغفرک“ اور ”ذنوبکم“ میں اگرچہ خطاب خاص ہے مگر اس کا منہم
عام ہے۔ یہاں ذنوب کا منہم عام معاصی نہیں ہے بلکہ ایسی نذرشیں ہیں جو حصول مقصد میں سد راہ ہوتی ہیں جن کا وقوع مستقبل میں بھی مسلمانوں
سے ہوا اگر اسی عدۃ عداوندی نے اپنی نضر عزیزہ کے ذریعہ سے بڑے انجام سے ہمیشہ انکو محفوظ رکھا اور فتوحات کاملہ کیلئے بالآخر سیدھا راستہ ان کے سامنے
کر دیا جس کی طرف دو ہی درک صراط مستقیم میں ہمارا اشارہ کیا گیا ہے۔ اور لیغفرک اللہ نضر عزیزہ کا وعدہ ہمیشہ پورا ہوتا رہا۔ ان جملہ لطائف و اكرامات کی
بنیاد ہی معاذ بنا۔ اسی لئے اس کو فتح معین فرمایا گیا۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ فتح کا مقدمہ ہی معاذ بنا تھا، قریش نے اس معاذ کی خلاف
ورزی کی جس کی بناء پر سورہ برات کے ذریعہ سے معاذ کے فتح کا اعلان کر دیا گیا اور پھر حملہ کے کہ فتح کر لیا گیا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی اصل
تعبیر کا ظہور ہوا کہ ہم بیت اللہ میں پہنچیں گے چنانچہ پہنچنے پر اس طرح کہ ہمیشہ کیلئے کسی کو آنکھ لانے کی جرأت نہ ہو سکی۔ الغرض آپ کے خواب کی تعبیر یعنی فتح مکہ کا ہلوا
تدیر کا اسی معاذ سے شروع ہوا۔ بعصرت محمدی اس راؤ کو بخوبی سمجھ رہی تھی مگر اب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہ سمجھے تھے ۱۳ اشتیاق احمد

عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلَىٰ قُلْتُ فَلِمَ نَعْلَمُ
الدِّينَةَ فِي دِينِنَا إِذَا قَالَ يَا أَيُّهَا الرَّجُلُ
أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَيْسَ يَعْصِي رَبَّهُ وَهُوَ نَاصِرٌ
فَأَسْتَمِسُكَ بِغُرْبٍ زَكَ فَوَاللَّهِ أَنَّهُ عَلَى الْحَقِّ
قُلْتُ أَلَيْسَ كَانَ يَحْدُثُنَا أَنَا سَنَأُتِي
الْبَيْتَ فَنُطَوُّ بِهٖ قَالَ بَلَىٰ أَفَأَخْبَرُكَ
أَنَّكَ تَأْتِيهِ الْعَامَ قُلْتُ لَا قَالَ
فَأَنَّكَ أَتِيهِ وَمُطَوُّ بِهٖ قَالَ
عَمَّا فَعَمِلْتُ لَذَلِكَ أَعْمَالًا أَخْرَجَهُ
الْبُخَارِيُّ وَغَيْرُ آتَمِكَ دِرَاسِيَارَ صَلَاحِ
جَنَاحِ سَخْنِيَا مِي رَفْتِ دِمُشُورِ بِلَمِيَانِ
سَمَ آدِ آخِرِ مِ تَقْرِيرِ اِمْرِ بِمَشُورَتِ حَضْرَتِ
صَدِيقِ رَضِ وَاقِعِ شَدِّ فِي قِصَّةِ الْحَدِيثِ
أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَيْنًا لَيْلِيَةً
مِنْ خُرَازْمٍ وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتَّى كَانَتْ بَغْدَادُ بِإِلَاسْطَا طِلَا اِتَا
عَيْنُهُ قَالَ إِنَّ قَرِيضًا جَمَعُوا جَمْعًا وَقَدْ
جَمَعُواكَ الْفَحَا بِيَشَ وَهُمْ مَقَاتِلُوكَ وَ
صَادُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ وَمَا نَعُوكَ فَقَالَ
أَسْتَيْزُوا إِلَيْهَا النَّاسُ عَلَى أَتْرُونَ أَنَّ
أَمِيلَ إِلَى عِيَالِهِمْ وَذَرَارِي هِيَ لَاءِ
الَّذِينَ يَرِيدُونَ أَنْ يَصُدُّوْنَا عَنْ

بنی نہیں ہیں؛ فرمایا کہ بیشک ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارے
دشمن باطل پر نہیں؟ فرمایا بیشک۔ میں نے کہا کہ ہم کس وجہ سے
اپنے دین میں عیب لگالیں۔ فرمایا کہ اے شخص وہ اللہ کے
رسول ہیں اور وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ ان کو مد
دینے والا ہے۔ بس تو ان کے رکاب پکڑے رکھ، واللہ وہ حق پر ہیں۔
میں نے کہا کہ کیا رسول اللہ ہم سے یہ نہیں فرما رہے تھے کہ ہم
عنقریب بیت اللہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔
کہا کہ بیشک؛ تو کیا تم کو یہ خبر دی تھی کہ تم بیت اللہ اسی سال
پہنچو گے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ بیشک تم (آمد) پہنچنے والے
ہو اور اس کا طواف بھی کرنے والے ہو۔ عمر بن خطاب نے
اس کی وجہ سے (یعنی اپنی اس جرأت گستاخانہ کی وجہ سے)
بہت سے عمل خیر (بطور کفارہ) کئے۔ اس کو بخاری نے روایت
کیا۔ تیسری یہ کہ صلح اور جنگ کے اختیار کرنے میں گفتگو میں
جاری تھیں اور مشورے ہوئے۔ آخر کار جو بات قرار پائی وہ حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورے کے مطابق تھی۔ قصہ حدیبیہ (بخاری) میں
مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک جاسوس (بسر
ابن سفیان) جو قبیلہ خزاعہ کا تھا بھیجا کہ قریش کے حالات معلوم
کر کے آئے اور آپ چل پڑے۔ جب (مقام) غدیر الاشطاط میں
پہنچے وہاں آپ کا جاسوس آپ کے پاس آیا۔ اس نے بتایا کہ
قریش کے لوگوں نے تو فوجیں اکٹھا کی ہیں اور یہ فوجیں متفرق
قبیلوں میں سے لی ہیں۔ اور وہ آپ سے لڑیں گے اور بیت اللہ
جانے سے آپ کو روکیں گے اور مانع ہوں گے تو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کہ اے لوگو! مجھے مشورہ دو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے سوال و جواب کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ظاہر کیا تھا مگر حضرت ابو بکر نے بھی انکو
وہی جواب دیتے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیتے تھے الفاظ بھی نہ بدلے۔ اس حدیث کے ایراد سے یہی غرض ہے ۲ مترجم

الْبَيْتِ فَإِنْ تَوَلَّاهُ كَانَ اللَّهُ قَدْ قَطَعَ
عَيْنًا مِنَ الْمُشْرَكِينَ وَالَّذِينَ تَرَكْنَا هُمُ
مُحْرَمِينَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ
خَرَجْتُ عَامِدًا لِهَذَا الْبَيْتِ لَا تُرِيدُ
قَتْلَ أَحَدٍ وَلَا حَرْبَ أَحَدٍ فَتَوَجَّهْتُ
لَهُ مِنْ مَدَنٍ نَاعَهُ قَاتِلُنَا قَالَ امْضُوا
عَلَى اسْمِ اللَّهِ اخْرُجْ الْخَارِي.

از انجملہ آنت کہ چوں غزوہ خیبر
واقع شد حضرت صدیق نہ حاضر
آن واقعہ بود و بمقتضای سیرت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در
خلفاء کہ بمنزلہ منتظر الامارت معاملہ
میکردند حضرت صدیق نہ امیر لشکر شد ہر چند
در آخر واقعہ فضیلت علی مرتضیٰ غالب تر
آمد عن سلمہ بن الاکوع قال بعث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایا بکرا الی بعض حصون خیبر
فقاتل وجہد ولو یکن فتح
اخرجہ الحاکم واز انجملہ آنت کہ برسر
بنی فزارہ حضرت صدیق نہ را امیر ساخت
عن سلمہ بن الاکوع قال امر رسول اللہ

کیا تم یہ راتے پسند کرو گے کہ میں ان کافروں کے متعلقین اور
ان کے بال بچوں پر جھک پڑوں (یعنی بڑھ کر ان کو قید کر لوں)
جو اس ارادے سے پہنچے ہیں کہ ہم کو بیت اللہ سے روک دیں۔
پھر اگر وہ (اپنے بال بچوں کو بچانے کی غرض سے) ہم سے لڑنے
آئیں گے تو اللہ مشرکوں کے جاسوسوں کو (دیا انکی ایک آنکھ کو) ختم کر دے گا
(یعنی ہائے ماتم سے ان کو ہلاک کر دے گا)۔ ورنہ ہم اُن کو کٹا
پٹا چھوڑ دیں گے۔ ابو بکر نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ تو بیت اللہ
کے ارادے سے نکلتے ہیں۔ کسی کو قتل اور کسی سے جنگ کے ارادہ سے
نہیں نکلتے۔ بس اپنا رخصتیت اللہ کی طرف رکھتے جو ہم کو اس سے
روکے گا اس سے ہم قتال کریں گے۔ آپ نے فرمایا چلو بسم اللہ
روایت کیا اس کو بخاری نے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب
غزوہ خیبر واقع ہوا تو اس میں حضرت صدیق نہ حاضر تھے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلفاء کے ساتھ سیرت مبارکہ
کے مطابق کہ آپ بمنزلہ ولی عہد کے معاملہ کرتے تھے حضرت
صدیق نہ امیر لشکر ہوئے ہر چند کہ آخر جنگ میں علی مرتضیٰ کی فضیلت
غالب تر ظاہر ہوتی۔ مروی ہے سلمہ بن الاکوع سے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر نہ کو خیبر کے بعض قلعوں کی طرف
بھیجا تو انھوں نے قتال کیا اور کوشش کی اور فتح نہ ہوئی،
روایت کیا اس کو حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ سریرہ
بنی فزارہ پر حضرت صدیق نہ کو امیر بنایا۔ مروی ہے سلمہ بن
الاکوع سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر نہ کو امیر

عہ یعنی جب باہر والے لوگ اپنے بال بچوں کو بچانے کے لئے آئیں گے تو قریش کے لوگ تو کہیں وہ ان کے ساتھ آنے والے نہیں اس صورت
میں کافروں کی جماعت کم ہو جائے گی نسبت اسکے کہ ہم کہیں باکر مقابلہ کریں کیونکہ یہ باہر والے اور قریش سب مجتمع ہیں بل کہ ہمارا سخت مقابلہ کر سکتے ہیں۔
بعضوں نے کہا کہ یہ مطلب ہے کہ اگر یہ باہر والے اپنے بال بچوں کو بچانے آتے تو اسے جاتیں گے اور ان کے اسے جانے سے قریش کے جاسوسوں میں کمی ہوگی کیونکہ
یہی باہر والے ہماری قریش کو پہنچایا کرتے ہیں گویا ان کے جاسوس ہیں۔ نابریہ یہ ترجمہ ہو گا کہ تو جاکر دیا اللہ تعالیٰ نے جاسوس (جماعت) کو جو مشرکین
کی تھی ہم سے ۱۲ اشتیاق احمد غنی عنہ

بنایا تو ہم نے بنی فزارہ کے لوگوں سے جہاد کیا تو جب ہم پانی کے
 (یعنی قبیلہ کے) قریب پہنچ گئے تو ہم کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے
 حکم دیا تو ہم نے آرام کیا۔ پھر جب صبح کی نماز پڑھ لی تو ہم کو ابو بکر
 رضی اللہ عنہ نے حکم دیا پھر ہم نے ہر جانب سے ان پر لوٹ ڈالی
 کہا کہ ہم قبیلہ پر جا پہنچے تو دلوں جن لوگوں کو قتل کرنا تھا قتل
 کیا۔ پھر ان لوگوں کے بعض ممتاز لوگوں کی جماعت اور ان میں
 اُن کے بال بچے اور عورتیں بھی تھیں لوٹے اور پہاڑ کی طرف
 پہنچنے کے قریب ہو گئے تو ہم نے ان کے اور پہاڑ کے درمیان
 تیر پھینکے۔ پھر جب انھوں نے تیروں کو دیکھا تو ٹھہر گئے اور میں
 ان کے پاس پہنچا اور ان کو ہنکاتا ہوا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا
 اور اُن میں بنی فزارہ کی ایک عورت تھی جو چمڑے کا ایک پوستین
 اوڑھے ہوئے تھی اسکے ساتھ اُس کی ایک بیٹی تھی جو عرب کی حسین ترین
 لڑکی تھی۔ کہا کہ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس لڑکی کو غنیمت میں سے
 مجھے دیدیا۔ کہا کہ پھر میں مدینہ آ گیا تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ملے۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہ! اب یہ آپ کی ہے تو رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکہ بھیج دیا اُس سے فدیہ (بدلہ) کر لیا
 مسلمانوں میں کے اُن قیدیوں کا جو مشرکین کے قبضہ میں تھے۔
 اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب اُن
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار جانب کے بادشاہوں کے
 پاس بھیجنے کے لئے خطوط تحریر فرمائے اور ایک جماعت کو ان
 خطوط کے پہنچانے کے لئے روانہ کیا تو ایک ساتل نے سوال
 کیا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو کیوں نہیں بھیجا جاتا؟
 تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں بزرگوں کے مرتبہ کی
 عظمت اور اُن کے ساتھ اپنے اتحاد کی نسبت کا اظہار فرمایا

صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر رضی اللہ عنہ فَعَزَّوْنَا
 نَاسًا مِنْ بَنِي فِزَارَةَ فَلَمَّا دَنَوْا مِنْ الْمَاءِ
 امْرَأًا ابوبکر رضی اللہ عنہ فَعَزَّوْنَا فَلَمَّا
 صَلَيْنَا الصَّبِيحَةَ امْرَأًا ابوبکر رضی اللہ عنہ فَشَنَيْنَا
 الْغَارَةَ قَالَ فَوَرَدْنَا الْمَاءَ فَقَتَلْنَا بَنِي فِزَارَةَ
 قَتَلْنَا فَاَنْصَرَفَ عَنِّي مِنَ النَّاسِ وَفِيهِ
 الذَّرَارِيُّ وَالنِّسَاءُ قَدْ كَادُوا يَسْبِقُونَ
 اِلَى الْجَبَلِ فَطَرَحْنَا سَهْمًا بَيْنَهُمْ وَ
 بَيْنَ الْجَبَلِ فَلَمَّا رَأَوْا السَّهْمَ وَقَفُوا
 فَجِئْتُ بِهِمْ اَسْوَ قَهُمْ اِلَى ابِي بَكْرٍ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَفِيهِمْ امْرَأَةٌ مِنْ
 بَنِي فِزَارَةَ عَلَيْهَا قِشْعٌ مِنَ الْاَدَمِ
 مَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا مِنْ احْسَنِ الْعَرَبِ
 قَالَ فَتَلَقَى ابوبکر رضی اللہ عنہ ابنتها
 قَالَ فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقَيْتِي رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَاللَّهِ يَا
 رَسُولَ اللَّهِ مَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا وَهِيَ لَكَ يَا
 رَسُولَ اللَّهِ فَبَعَثَ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ اِلَى مَكَّةَ فَقَادَى بِهَا اَسَارَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ
 كَانُوا فِي اَيِّدِ الْمَشْرِكِينَ اَخْرَجَهُ لَهَا كَوْمًا وَازْجَلًا
 اَنْتِ رِجُلٌ اَخْخَرْتُ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَّكَ
 لَوْكَ آفَاقَ نَاهِيَا وَشَتَدَ جَمْعُهُ رَابِعًا تَبْلُغُ اَنْ
 نَاهَا فَرَسْتَانِدَ سَالِةٍ سَوَالٍ كَرْدُكَ حَضْرَتِ
 صَدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَفَارُوقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَرَسْتَانِدَ نَهَى شَوْا اَخْخَرْتُ
 صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْظِيمَ رَتْبِهِ اِيْنِ دَوْبَرْكَ وَنَسَبِ

اتحاد ایشاں با خود بیان فرمود و اس معنی فضیلت ایشاں را دو بالا ساخت عن حذیفۃ ابن الیمان رضی اللہ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لقد ہممت ان أبعث الی الافاق رجلاً لا یعلمون الناس السنن والفرائض کما بعث عیسی بن مریم الحواریین قیل لہ فاین انت عن ابی بکر وعمر قال انه لو غنی لی عنہما اتھما من الدین کالسمع والبصر رواہ الحاکم۔ از احمد آنت کہ حضرت صدیق در مصلح مسلمین شبانگاہ با حضرت مشاورت می کردند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحسب مشورہ ایشاں علی میفرمود قال ابن عباس فی قوله تعالیٰ وَشَارَؤُہُ فی الامر یعنی ابابکر وعمر وعن عمر رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسیر عند ابی بکر اللیلۃ فی الامر من امور المسلمین وانا معہ رواہ احمد وعن عبد الرحمن بن عوف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر وعمر لو اجتمعتما فی مشورۃ ما خالفتما اخرجہ احمد۔

وازاں جملہ آنت کہ چوں از وراج طاہرات غیرت کردند و سورۃ تحریم نازل شد حضرت صدیق و فاروق و مشارالیه بکلمہ و مصالح المؤمنین گشتند عن ابی امامۃ قال فی قوله تعالیٰ فَإِنَّ اللہَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِیلُ

اور اس ارشاد نے ان کی فضیلت کو دو چند کر دیا۔ مروی ہے حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ میں نے عزم کر لیا ہے کہ چاروں طرف ایسے لوگوں کو بھیجوں جو لوگوں کو امور شرعیہ اور فرائض کی تعلیم دیں جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریین کو بھیجا تھا۔ تو آپ سے کہا گیا کہ کیا بات ہے آپ ابو بکر و عمرؓ سے ایسے کام نہیں لیتے۔ فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں سے میں مستغنی نہیں ہوتا۔ یہ دونوں دین کے حق میں ایسے ہیں جیسے سمع اور بصر (انسان کے لئے) اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق مسلمانوں کی مصلحتوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشاورت کیا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مشوروں کے مطابق عمل فرمایا کرتے تھے۔ ابن عباسؓ نے ذکر کیا حق تعالیٰ کے قول وَشَارَؤُہُ فی الامر کے بارے میں (کہ ان سے کاموں میں مشورہ کیا کرو) ”یعنی ابو بکر و عمرؓ سے“ اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گفتگو فرمایا کرتے تھے ابو بکرؓ کے نزدیک (لیٹ کر) امور مسلمین میں سے کسی امر کے متعلق اور میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا روایت کیا اس کو احمد نے۔ اور عبد الرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر و عمرؓ سے فرمایا جب تم دونوں کسی مشورے میں متفق ہو جلتے ہو تو میں تمھارے خلاف نہیں کرتا، اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب از وراج طاہرات نے غیرت کی اور سورۃ تحریم نازل ہوئی تو حضرت صدیق و فاروق و مشارالیه کلمہ وَصَلِّمُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے مشارالیه بنے مروی ہے ابو امامہؓ سے انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں فَإِنَّ اللہَ هُوَ مَوْلَاهُ (۳: ۶۶) اور اگر (اسی طرح)

اور اس ارشاد نے ان کی فضیلت کو دو چند کر دیا۔ مروی ہے حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ میں نے عزم کر لیا ہے کہ چاروں طرف ایسے لوگوں کو بھیجوں جو لوگوں کو امور شرعیہ اور فرائض کی تعلیم دیں جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریین کو بھیجا تھا۔ تو آپ سے کہا گیا کہ کیا بات ہے آپ ابو بکر و عمرؓ سے ایسے کام نہیں لیتے۔ فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں سے میں مستغنی نہیں ہوتا۔ یہ دونوں دین کے حق میں ایسے ہیں جیسے سمع اور بصر (انسان کے لئے) اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق مسلمانوں کی مصلحتوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشاورت کیا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مشوروں کے مطابق عمل فرمایا کرتے تھے۔ ابن عباسؓ نے ذکر کیا حق تعالیٰ کے قول وَشَارَؤُہُ فی الامر کے بارے میں (کہ ان سے کاموں میں مشورہ کیا کرو) ”یعنی ابو بکر و عمرؓ سے“ اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گفتگو فرمایا کرتے تھے ابو بکرؓ کے نزدیک (لیٹ کر) امور مسلمین میں سے کسی امر کے متعلق اور میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا روایت کیا اس کو احمد نے۔ اور عبد الرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر و عمرؓ سے فرمایا جب تم دونوں کسی مشورے میں متفق ہو جلتے ہو تو میں تمھارے خلاف نہیں کرتا، اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب از وراج طاہرات نے غیرت کی اور سورۃ تحریم نازل ہوئی تو حضرت صدیق و فاروق و مشارالیه کلمہ وَصَلِّمُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے مشارالیه بنے مروی ہے ابو امامہؓ سے انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں فَإِنَّ اللہَ هُوَ مَوْلَاهُ (۳: ۶۶) اور اگر (اسی طرح)

پیغمبر کے مقابلہ میں تم دونوں کا رویاں کرتی رہیں، تو یاد رکھو کہ
 پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبریل ہے اور نیک مسلمان ہیں اللہ یعنی
 ابو بکرؓ و عمرؓ۔ اس کو روایت کیا حاکم نے اور اس کی شاہد نعمان بن بشیر
 کی حدیث ہے کہ ابو بکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے کی
 اجازت چاہی اور انھوں نے عائشہؓ کی آواز کو سن لیا جو اونچی ہو رہی
 تھی، جب گھر میں داخل ہوئے تو ان کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ ان کے
 طمانچہ ماریں اور فرمایا کہ میں آئندہ نہ دیکھوں کہ تو اپنی آواز کو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی کرے۔ اس کو
 روایت کیا ابو داؤد نے اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت
 صدیقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسرار کے چھپانے میں انتہائی
 کوشش فرماتے تھے۔ حضرت حفصہؓ کے لئے (حضرت عمرؓ) کا حضرت
 عثمانؓ کو اور پھر صدیق اکبرؓ کو پیغام دینے کے قصہ میں مذکور ہے
 کہ ابو بکرؓ نے (حضرت عمرؓ سے جواب نہ دینے کی معذرت کرتے ہوئے)
 کہا کہ مجھے کسی بات نے آپ کی طرف رجوع ہونے (یعنی آپ کی بات
 کا جواب دینے) سے نہیں روکا بجز اس کے کہ میں جانتا تھا کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہؓ کا ذکر کیا اور میں رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر کرنے والا نہ تھا۔ اس کو بخاری
 نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیقؓ ہر
 خیر میں سبقت کرتے تھے۔ عبد اللہ بن مسعودؓ کی بشارت کے قصہ
 میں حضرت فاروقؓ نے فرمایا اگر تو نے یہ کیا تو بیشک تو ہی دہم سب سے
 زیادہ) خیر پر سبقت کرنے والا ہے اور بہت سے قصوں میں اس سبب
 کی مثالیں ملتی ہیں۔ یہاں تک کہ صحابہؓ کے درمیان ان کا لقب
 سَبَاقُ لے الخیر (نیک کام کی طرف بڑھنے والا) مشہور ہو گیا۔
 اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب جمعہ کے روز شام سے (تجارتی)
 قافلہ آپہنچا تو لوگ مسجد سے نکل کر قافلہ کے پیچھے چلے گئے

وَصَاحِبُ الْمَوْمِنِينَ ابوبکر وعمر اخرجه
 الحاکم وشاہدکا حدیث نعمان بن بشیر
 استاذن ابوبکر علی النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم وسمیع صوت عائشہ عالیاً
 فلما دخل تناولها لیطعمها وقال لا ادراك
 ترفعین صوتک علی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم اخرجه ابوداؤد ازاجملہ آنت
 کہ حضرت صدیقؓ نہ نایت سعی در کتمان اسرار
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم می فرمود در قصہ
 عرض حفصہؓ بر عثمانؓ و حضرت صدیق اکبرؓ
 مذکور است قال ابوبکر لو یمنعنی ان ارجع
 الیک الا انکنت علی ان رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم ذکرها ولو اکن لا فشی
 ستر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 رواہ البخاری وازاجملہ آنت کہ حضرت صدیقؓ
 در ہر خیر سبقت میکرد در قصہ بشارت
 عبد اللہ بن مسعودؓ حضرت فاروقؓ گفتہ
 است ان فعلت انک لسابق بالخیر
 و فی قصص کثیر نحو من ذلک
 تاکہ سَبَاقُ لے الخیر لقب او شد در میان
 صحابہؓ وازاجملہ آنت کہ چوں روز جمعہ
 کاروان شام در رسید مردمان از مسجد
 متفرق شدہ در پے کاروان رفتند
 حضرت صدیقؓ از ثابتان آل جمع
 بود عن جابر قال بینما السبی صلی اللہ

علیہ وسلم یُخَطَّبُ یومَ الجمعةِ قائماً اذا
 قَدِمَتْ عِیرُ الْمَدِیْنَةِ فَاَبْتَدَرَهَا اصْحَابُ
 رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی لَوِیْقَ مَنَعَمُ
 الْاِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فِیْہَا اَبُو بَکْرٍ وَعَمْرُوہُ الْخُرَجِہُ
 الْقَرْمَاضِیُّ وَاِذَا اِنْجَلَتْ اَنْتَکَ کہ چون غزوہ
 فتح بیتا شد حضرت صدیق بنی رادراں واقعہ
 فضائل نمایاں حاصل گردید بچند وجہ کی آنکہ
 پیش از واقعہ ابوسفیان پیش صدیق اکبرؓ آمد
 طلب اعادہ صلح نمود و اس نبود مگر از جہت وجاہت
 عظمیٰ کہ حضرت صدیقؓ را در میان مسلمین حاصل
 بود و از دے حساب می گرفتند قال
 مُحَمَّدُ بْنُ اسْحَقَ شَرَحَ خُرُجَ ابِیْ سَوْفِیَّانَ
 حَتّٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
 فَکَلَّمَ فَلَمْ یَزِدْ عَلَیْہِ شَیْئًا ثُمَّ ذَہَبَ اِلَیَّ
 اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہُ فَکَلَّمَہُ اَنْ یَّکَلِّمَ رَسُوْلَ
 اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اَنَا
 بِفَاعِلٍ ثَوَّاقِی عَمْرُوہُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ
 عَنْہُ فَکَلَّمَہُ فَقَالَ اِنَّا اِشْفَعُ لَکُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ
 اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ لَوْ لَوِیْ اَجِدُ
 الْاِلَیَّ لَکُمْ لَیْسَ لَکُمْ شَکْوِیَہُ وَیَکْرِہُ اَنْکَ
 چوں بمکہ داخل شدند آنحضرت
 صلّی اللہ علیہ وسلم بجانب
 حضرت صدیقؓ متوجہ شدہ فرمودند
 کیف قال حسان۔ عن ابن عمر
 رضی اللہ عنہما قال لَمَّا دَخَلَ

حضرت صدیقؓ ان لوگوں میں سے تھے جو اپنی جگہ سے نہیں ہٹے۔
 مروی ہے جابرؓ سے کہا اس دوران میں کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے
 دن کھڑے ہوئے خطبہ فرمایا ہے تھے کہ مدینہ کا قافلہ پہنچا تو اصحاب سول
 اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر اس کی طرف جھپٹ گئے یہاں تک کہ کوئی
 ان میں سے باقی نہ رہا۔ بجز بارہ آدمیوں کے جن میں ابو بکرؓ اور عمرؓ
 بھی تھے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے
 کہ جب غزوہ فتح مکہ کی تیاری ہوئی تو حضرت صدیقؓ کو اس
 واقعہ میں نمایاں فضیلت حاصل ہوتی چند وجوہ سے ایک یہ کہ واقعہ
 فتح سے پہلے ابوسفیان صدیق اکبرؓ کے پاس آیا اور آپ سے (سابقہ)
 صلح کے اعادہ کرنے کی درخواست کی اور آپ سے ایسا کہنا صرف
 اسی بنا پر تھا کہ حضرت صدیقؓ کو مسلمانوں میں بڑی وجاہت
 حاصل تھی اور آپ کی شخصیت کا اثر قبول کرتے تھے۔ محمد بن اسحق
 نے بیان کیا کہ پھر نکلا ابوسفیان یہاں تک کہ (مدینہ پہنچ کر) رسول اللہ صلّی
 اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے سامنے گفتگو کی مگر آپ نے اسکی
 کسی بات کا جواب نہ دیا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو ان سے
 یہ گفتگو کی کہ وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے (اس بارے میں)
 کلام کریں۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں۔
 پھر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان سے کلام کیا تو
 انھوں نے جواب دیا کہ کیا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
 تمھاری سفارش میں کروں؟ خدا کی قسم اگر میں (اپنے اندر) طاقت نہ
 پاؤں مگر ایک چیونٹی کے برابر تو میں تم سے اس سے بھی جہاد کروں گا۔
 دوسری یہ کہ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حضرت صدیقؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ حسانؓ نے کس طرح
 کہا تھا؟ مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب رسول اللہ صلّی
 اللہ علیہ وسلم فتح کے سال میں (مکہ میں) داخل ہوئے تو آپ نے

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح راہی
النساء یلطن وجوه الخیل بالخمیر فنبتہم الی
ابی بکر رضی اللہ عنہ وقال یا ابا بکر کیف قال
حسن بن ثابت فاشدک ابو بکر رضی اللہ عنہ
عَلِمْتُ بَنَاتِی اِنْ لَمْ تَرَوْهَا بِثَدْرِ النعمان بن
کذا ۱۰ یُنَازِعُنِ الْاَسْرَافَ مَسْرَعَاتٍ ۱۱ یُلَظْمُنَ
بِالْخُمْرِ النسا ۱۲ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ادخلوا من حیث قال حسن اخوجه الحاکم
و دیگر آنکہ پدر صدیق اکبر آن روز بشریف اسلام
تشریف یافت و فضیلت آنکہ چہار پشت آنحضرت
را دیدہ باشد و مسلمان شدہ غیر صدیق را میسر نہ شد
قال محمد بن اسحق فلما دخل رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مکة دخل المسجد فالت
ابو بکر رضی اللہ عنہ بائیہ یقودہ فلما
داه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال هلا ترکت الشیم فی بیتہ حتی اکون
انا ایۃ فیہ قال ابو بکر رضی اللہ عنہ
یا رسول اللہ هو احق بمشۃ الیک من ان
تمشۃ انت الیہ فاجلسۃ بین یدیه ثم مسح
صدہ ثم قال اسلم فاسلم الحدیث وقال
علی بن ابی طالب ہذا الایۃ فی ابی بکر یعنہ
قوله تعالی حتی اذ ابلغ اسدک و

عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنی اور حنیناں گھوڑوں کے منہ پر ماہی ہیں۔ یعنی
مارش کر رہی تھیں) تو آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر مسکرا
اور فرمایا کہ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ کیسے کہا تھا حسان بن ثابت نے؟ تو ابو بکر رضی
اللہ عنہ نے آپ کو ان کے یہ اشعار سنائے۔

عَلِمْتُ بَنَاتِی اِنْ لَمْ تَرَوْهَا ۱۰۔ میں اپنی پیاری بیٹی سے محروم
ہو جاؤں اگر تم ان کو دینی گھوڑوں کو اس حالت میں نہ دیکھ لوں
کہ وہ کدآہ کی دونوں جانب سے غبار اٹھا رہے ہوں گے جھگڑتی ہوئی
ہوں گی عورتیں جلدی کرتی ہوئی چھپنے والی لونڈیوں سے۔ ان گھوڑوں
کے منہ پر اپنی اور حنیناں مارتی ہوں گی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جدھر سے حسان نے کہا اُدھر سے ہی داخل ہو جاؤ
اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور تیسری یہ کہ صدیق اکبر نے
والد اُس روز اسلام سے مشرف ہوئے اور یہ فضیلت کہ چار
پشت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اور سب مسلمان
بھی ہوں حضرت صدیق کے سوا کسی کو میسر نہیں ہوئی۔ محمد بن اسحق
نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو
مسجد میں پہنچے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے باپ کو رہنمائی کرتے ہوئے
لائے جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ تم نے
ان شیخ کو گھر میں ہی کیوں نہ چھوڑا۔ میں خدا ان کے پاس پہنچ جاتا۔ ابو بکر
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! بہ نسبت اس کے کہ آپ چل کر
ان کے پاس پہنچیں ان کے لئے چل کر آپ کے پاس آنا زیادہ بہتر تھا۔
تو آپ نے ان کو اپنے سامنے بٹھایا۔ پھر ان کے سینہ پر ہاتھ پھیرا
پھر فرمایا اسلام لاؤ تو وہ اسلام لے آئے، آخر حدیث تک۔

۱۰۔ گواہ کاف کے زہر کے ساتھ ایک بلند چوٹی کا نام ہے جو مقابر میں سے متصل ہے اور گداہی غمہ و کسر کے ساتھ باب عمرہ کی جانب ایک پست
چوٹی کا نام ہے کہ ان کے نیچے سے شہر میں داخل ہونے کا ایک راستہ تھا۔ اشعار کا غلام مطلب یہ ہے کہ وہ وقت آکر رہے گا کہ لشکر اہل اسلام اس
طرح کہ نظر کرے گا کہ اسے سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے گواہ کے دونوں جانب سے داخل ہو رہے ہوں گے اور آزاد عورتیں تمھارے گھوڑے کے چہروں کو اپنی
اور حنینوں سے صاف کرتی ہوں گی یا ان کی مارش کرتی ہوئی ہوں گی ۱۱

اور علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ آیت ابو بکرؓ کے بارے میں ہے۔
 یعنی ارشاد باری تعالیٰ **حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ اَشُدَّكَ الْحَزَنُ (۴۶: ۱۵)**
 یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس برس کی عمر تک
 پہنچ گیا۔ **الْحَزَنُ** ان کے ماں اور باپ دونوں اسلام لائے اور صحابہ
 مہاجرین میں سے کسی کے ماں اور باپ بجز ان کے (اسلام پر)
 مجتمع نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں (والدین) کے ساتھ
 (بہتر سلوک کی) ان کو وصیت کی اور ان کے بعد والوں پر
 بھی اس کو لازم کر دیا۔ اس کو واحدی نے روایت کیا۔ اور محمد
 ابن عقبہؒ سے روایت ہے کہ (ایک نسل کے) چار آدمیوں نے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا بجز ان لوگوں کے ابو قحافہ اور
 ابو بکرؓ اور ان کے بیٹے عبدالرحمنؓ اور ابو عتیق بن عبدالرحمن
 ابن ابی بکرؓ، روایت کیا اس کو واحدی نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے
 واقعہ حنین میں ابو قحافہ کے قصیدہ میں ابو بکرؓ ہی کا مشورہ شرف
 بہ صواب ہوا۔ مروی ہے ابو قحافہؓ سے کہا کہ فرمایا تھا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کسی مقتول کے بارے میں گواہی
 پیش کرے گا کہ اس نے اس کو قتل کیا تو مقتول کا سامان اُس کو
 دیا جائے گا۔ تو میں اٹھا تاکہ اپنے مقتول پر کوئی گواہ تلاش کروں
 مگر کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا جو میری گواہی دیتا تو میں بیٹھ گیا۔ پھر
 مجھے خیال آیا اور قتیل کے واقعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی خدمت میں ذکر کر دیا کہ اس کے ساتھ بڑا سخت مقابلہ ہوا تھا تو
 آپ کے پاس بیٹھتے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس
 مقتول کے ہتھیار جس کا یہ ذکر کر رہا ہے میرے پاس ہیں تو آپ اسکو
 رخصت کر دیجئے میری جانب سے (کہ وہ میرے حق میں دستبردار
 ہو جائے) تو ابو بکرؓ نے کہا ہرگز نہیں (یا رسول اللہ) آپ اس کو
 نہ دیجئے۔ قریش میں کی ایک کمزور چڑیا (بلجائے) اور آپ اللہ کے

بَلَّغَ اَرْبَعِينَ سَنَةً اسلم ابواہ جمعاً
 فلم یجمعہ لاحد من الصحابة المهاجرین
 ابواہ غیرہ اوصاہ اللہ بہما ولزم ذلک
 من بعد اخرجه الواحد وعن موسیٰ
 ابن عقبہ لم یذکر اربعۃ النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم الا هؤلاء ابو قحافہ و
 ابوبکر وابنہ عبد الرحمن وابو عتیق
 ابن عبد الرحمن بن ابی بکر اخرجہ الواحد
 وازا یجملہ آنت کہ در قصہ حنین و
 قضیہ ابی قحافہ مشورت ابوشرف
 تصویب رسید۔ عن ابی قتادہ قال
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مَنْ اَقَامَ بَیِّنَةً عَلٰی قَتْلِ قَتْلِهِ
فَلَهُ سَلْبُهُ فَقَمِيَّتُهُ اِلَّا لِقَمَسَ
بَیِّنَتُهُ عَلٰی قَتْلِي فَلَمْ اَرَّ احَدًا
یَشْهَد لِي فَجَلَسْتُ ثَوْبًا لِي
فَذَكَرْتُ اَمْرًا لِرَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ سَلَامٌ
هٰذَا لِقَتْلِي الَّذِي يَذْكُرُهُ
عِنْدِي فَارْضُ بِهِ مِنِّي فَقَالَ
ابوبکر كَلَّا لَا تُعْطِيْهِ اَصْبَحْتُ
مِنْ قَرِيشٍ وَتَدْعُوْا اسَدًا
مِنْ اُسْدِ اللّٰهِ یَقَاتِلُ عَنْ
اللّٰهِ وَرَسُولِهِ قَالَ فَقَامَ

شیروں میں سے اس شیر کو چھوڑ دیں (یعنی محروم کر دیں) جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے قتال کرے۔ ابو قتادہؓ نے کہا تو اٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ آپؐ نے مجھے دلوائے۔ تو میں نے اس سے ایک باغ خریدا۔ تو یہ پہلا مال تھا کہ جو میں نے جمع کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوہ طائف میں حضرت صدیقؓ کے حصہ میں بہت سی شاندار فضیلتیں آئیں متعدد جہات سے ایک یہ کہ حضرت صدیقؓ کا بیٹا ایک تیر کے گننے سے مجروح ہوا بالآخر اسی زخم سے اُس نے شہادت پائی۔ استیعاب میں ہے کہ عبد اللہ بن ابی بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف میں موجود تھے اُن کے ایک تیر مارا گیا تھا۔ اس زخم میں فساد پیدا ہو گیا اس کے بعد پھٹ گیا، اُسی سے انتقال کر گئے۔ اپنے باپ کی خلافت کے زمانہ میں۔ دوسری یہ کہ آپؐ کا طائف کے قلعہ سے محاصرہ ہوا بغیر فتح کئے ہوئے واپس ہو جانا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اشارے اور ان کی تعبیر سے ہوا تھا۔ محمد بن اسحقؒ نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب آپ تقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ اے ابو بکر! میں نے دیکھا کہ میرے پاس بطور ہدیہ ایک رکابی بھیجی گئی جو مکمن سے بھری ہوتی تھی۔ ایک مَرُض نے اُس میں چونچ ماری تو جو اس میں تھا وہ بہہ گیا۔ تو ابو بکرؓ نے یہ کہا کہ میں یہ گمان نہیں کرتا کہ جو کچھ آپؐ ارادہ کر رہے ہیں اس جنگ میں اُن سے حاصل کر لیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور میں بھی درحقیقت یہی سمجھ رہا ہوں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب غزوہ تبوک واقع ہوا اُس موقع پر حضرت صدیقؓ کے بہت سے فضائل نمایاں ہوئے۔ ایک یہ کہ مال خرچ کرنے میں آپؐ نے سب سے بڑھ چڑھ کر سعادت حاصل کی۔ اسلم سے مروی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا انا الى فاشترت مني انا فاكنا اول مال تأتينا اخرجنا بخاري وازا بجملة آنت ك در غزوہ طائف فضائل جلیلہ نصیب حضرت صدیقؓ آمد بہت متعددہ کئے اُنکے پسر حضرت صدیقؓ بزخم تیر مجروح شد و آخر حال یہاں جراحت شہادت یافت نے الاستیعاب عبد اللہ بن ابی بکر شہید الطائف مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی بسمہم فدمک جرح فانتقض علیہ قات منه فی خلافة آبیہ دیگر اُنکے بازگشتن از محاصرہ حصن طائف بغیر فتح بشارت دے و تعبیرے بود رضی اللہ عنہ قال محمد بن اسحق وقد بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر الصديق رضی اللہ عنہ وهو محاصر تقيفا يا ابا بکر اني رأيت اني اهديت الي قبة مملوءة زبدا فنقرها ديك ففهي انا ما فيها فقال ابو بکر ما اظن ان تدارك منهم يومك هذا ماتريد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا لاردي ذالك وازا بجملة آنت ك چوں غزوہ تبوک واقع شد حضرت صدیقؓ را در ان مشہد فضائل بسیار نمایاں گشت۔ کئے اُنکے در انفاق گوئے سعادت از ہمہ در ربود عن اسلم

کہا کہ میں نے سنا عمر بن الخطابؓ سے فرماتے تھے کہ ہم کو حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم صدقہ دیں (یعنی چندہ لے کر آئیں) اور یہ بات میرے لئے (موجودہ احوال کے) موافق پڑی کہ میرے پاس مال موجود تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر کسی دن میں ابو بکرؓ سے (نیک کام میں) سبقت لیجا سکا تو آج سبقت لیجاؤں گا عمرؓ نے فرمایا کہ پھر میں جو کچھ میرے پاس تھا اس کا نصف لے آیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے اہل کے لئے کتنا باقی چھوڑا؟ میں نے عرض کیا کہ اسی کے برابر۔ اور ابو بکرؓ نے کر آئے جو کچھ ان کے پاس تھا سب کا سب۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے اپنے اہل کے لئے کیا باقی چھوڑا؟ تو انھوں نے عرض کیا کہ میں نے ان کے لئے اللہ کو اور اس کے رسول کو باقی چھوڑا تو میں نے اپنے دل میں) کہا کہ میں ان سے کبھی کسی بات میں آگے نہیں بڑھ سکتا، روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ دوسری یہ کہ اس لشکر کی تنظیم صدیق اکبرؓ کے حوالہ ہوتی اور اس لشکر کی امامت بھی آپ ہی کے سپرد ہوتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تیسری یہ کہ اشارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کے ساتھ آخر شب میں اتر کر آرام فرمایا اور آپ لشکر سے دور رہ گئے۔ اُس حالت میں آپ کی زبان مبارک پر یہ بات آئی کہ اگر لشکر کے لوگ صدیقؓ و فاروقؓ کی فرمانبرداری کریں تو راہ پالیں گے، اس کو مسلم نے روایت کیا اور یہ قصہ طول رکھتا ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ نویں سال ہجرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقؓ کو امیرِ حج بنایا اور وہ پہلے شخص ہیں جو کہ اسلام میں امیرِ الحج ہوئے۔ اور یہاں ایک بڑا منظر واقع ہوا ہے۔ ایک جماعت یہ سمجھتی ہے کہ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو (آپ کے بعد) بھیجا، ابو بکر صدیقؓ کو معزول کرنا تھا۔ تحقیق یہ ہے کہ امیرِ حج ابو بکر صدیقؓ تھے اور سورۃ براءۃ کو پہنچانا

قال سمعتُ عمر بن الخطاب يقول يقول امرونا رسولُ الله صلى الله عليه وسلم ان تصدق ووافق ذلك عندي مالا فقلت اليوم اسبقُ ابا بکر ان سبقتُ يوما فقال فجمعتُ بنصف ما بي فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم ما ابقيت لاهلك قلت مثل و اتى ابو بکر بكل ما عنده فقال يا ابا بکر ما ابقيت لاهلك فقال ابقيتُ لهم الله ورسوله قلت لا اسبقه الى شيء ابدا اخرجني الترمذي وغيره آنکه عرضہ این لشکر بصدیق اکبرؓ حوالہ شد و امامت لشکر بوسے رضی اللہ عنہ تسلیم یافت۔ دیگر آنکہ در اشارہ راہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با چند کس قریب فرمود و از لشکر دور افتاد در آن حالت بر زبان مبارک آنحضرت مگزشت کہ اگر لشکر فرمانبرداری صدیقؓ و فاروقؓ نہ کنند راہ یاب شوند اخرجہ مسلم و قصہ آن طویل دارد۔ و از انجمله آنست کہ در سال ہنم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیقؓ را امیر حج فرمود و او اڈل کسے است کہ در اسلام امیر الحج شد و اینجا غلطی عظیم افتادہ است جمعی می دانند کہ فرستادن حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ عزل ابو بکر صدیقؓ بود تحقیق آنست کہ امیر حج ابو بکر صدیقؓ بود و بلاخر براءۃ تحویل علی مرتضیٰ رضی عنہ

(تمام شہکار حج تک) علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سپردگی میں تھا۔ مرفوسی ہے محمد بن علی سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ برات نازل ہوئی اور آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھیج چکے تھے تاکہ آپ لوگوں کو حج پر قائم کریں (احکام شریعت کے مطابق) تو آپ سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ اس کو ابو بکر کے پاس بھیجیں تو مناسب ہوگا۔

تو آپ نے فرمایا کہ اس کو میری جانب سے میرے اہل بیت میں سے کسی شخص کو پہنچانا چاہیے۔ پھر آپ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلا لیا اور فرمایا کہ اس فقہ کو آغا سورۃ برات سے لیکر چلے جاؤ اور یوم النحر میں جب کہ لوگ منیٰ میں جمع ہوں اعلان کر دو کہ جنت میں کوئی کافر داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک نہ کرے اور نہ کوئی ننگا ہو کہ بیت اللہ کا طواف کرے اور جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد ہو تو وہ اس کا حقدار ہوگا عہد کی مدت تک۔ تو نکلے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ (عقبہ) پر یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ جب ان کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو فرمایا کہ امیر بن کر آئے ہو یا ماتحت بن کر۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ ماتحت بن کر۔ پھر دونوں روانہ ہوئے۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو حج کرنے پر قائم رہے اور عرب جب یہ حکم بھیجا گیا اس عت میں اپنی ان ہی منازل حج پر تھے جن پر جاہلیت میں عمل پیرا ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ جب یوم النحر آگیا تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے لوگوں میں جس چیز کا ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اعلان کیا۔ یعنی کہا کہ اے لوگو! بالیقین جنت میں کوئی کافر داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا ہو کہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ اور جس (قبیلہ) کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلمیٰ من

محمد بن علی انہ لما أنزلت براءۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد کان بعث ابابکر الصديق رضی اللہ عنہ لیتقیم للناس الحج قيل له یا رسول اللہ لو بعثت بہا الی ابی بکر فقال یوۃ یدی عنی رجل من اہل بیتی ثم دعا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فقال اخرج بهذا القصۃ من صیدۃ براءۃ وادۡن فی الناس یوم النحر اذا اجتمعوا بمنیٰ انہ لا یدخل الجنة کافر ولا یمتہ بعد العام مشرک ولا یطوف بالبيت عریان ومن کان له عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد فہولہ الی مدۃ فخرج علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ علی ناقۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی ادرک ابابکر رضی اللہ عنہ فلما راہ ابوبکر قال امیرا و ما مرسا قال بل ما مرسا ثم مضمیا فاقام ابوبکر رضی اللہ عنہ للناس الحج و العرب اذا ذاک فی تلك الساعۃ علی منازلہم من الحج الی کانوا علیہا فی الجاہلیۃ حتی اذا کان یوم النحر قام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فاذن فی الناس بالذی امر بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایہا الناس انہ لا یدخل الجنة کافر ولا یمتہ بعد العام مشرک ولا یطوف بالبيت

عَرِيَّانَ وَمَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ إِلَى مَدَّةٍ فَهُوَ إِلَى مَدَّتِهِ
فَلَوْ مَجَّ بَعْدَ ذَلِكَ الْعَامِ مُشْرَكَ وَلَمْ يَكُفْ
بِالْبَيْتِ عَرِيَّانَ ثُمَّ قَدِمَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ هُنَا مِنْ بَرَاءَةَ فَيَنْ
كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّرْكَ وَمِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ
الْعَامِّ وَاهِلِ الْمَدَّةِ إِلَى الْإِجْلِ الْمُسَمَّى رَوَاهُ
ابْنُ اسْتَحْقٍ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ وَامْرَأَهُ أَنْ يَنَادِيَ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ
فَاتَّبَعَهُ عَلَيْهِمَا فَيَنَادِي أَبُو بَكْرٍ بَعْضَ الطَّرِيقِ
إِذْ سَمِعَ رُغَاءً نَاقَةً رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَرُغَا فَنَظَرَا أَنَّ رَسُولَ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادَا عَلَى فَنَدِمَا
إِلَى كِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ أَمَرَنَا عَلَى الْمَوْسِمِ وَامْرَأَتِي أَنْ يَنَادِيَ
بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَقَامَ عَلِيٌّ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ
فَنَادَى إِنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ
فَسَيَحْجُو فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُبٍ
لَا يَحْتَجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرَكَ وَلَا يَطُوفَنَّ
بِالْبَيْتِ عَرِيَّانَ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ
إِلَّا مَوْمِنٌ فَكَانَ يَنَادِي عَلَى بَهَا فَادَا حَتَّى
قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَنَادَى أَخْرَجَهُ الْعَاكِفُ وَنَظَرَ
إِلَيْهِ شَبْهُ بَرَاءٍ وَهِيَ شُودُكَ خُطْبَ جَرَّ أَنْفَخَ
بَايْدَ نَمُودَكَ كَمِ خَوَانِدَ نَسَاتِي بَعْضَ خُطْبِ

حضرت صدیقؓ نے در موسم حج ذکر کردہ است
 از انجملہ آنت کہ در حجۃ الوداع ہمراہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم بود و اقبال آنحضرت را
 بر زامۃ خود بار نمود عن اسماء بنت ابی بکر
 قالت خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم حجاجاً و ان زمامۃ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم و زمامۃ ابی بکر
 واحدۃ فنزلنا العراج و كانت زمامۃ ابی بکر
 مع غلام ابی بکر قالت فجلس رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و جلست عائشۃ
 الی جنبہ و جلس ابو بکر الی جنب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 من الشق الآخر و جلست الی جنب
 ابی بنی نذر غلامہ و زمامۃ متہ یا تینا
 فاطمۃ الغلام میشی الحدیث اخرجه
 المحاکم و غیرہ و از انجملہ آنت کہ چون
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مریض شدند در بار
 صدیق اکبرؓ عنایتاً یکہ زیادہ براں مقصور نہاد
 بعل آوردند و بامامت نماز تشریف دادند
 تا آنکہ حاضران بیقین ہمیدند کہ فی خلیفہ
 آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم بعد آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو عمر فی الاستیعاب
 و استخلفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی
 امتہ بعدہ بما اظہرہ من الدلائل البینۃ
 علی محبتہ فی ذلک و بالتعریض الذی

حضرت صدیقؓ کے بعض ایسے خلیلوں کا ذکر کیا ہے جو آپ نے
 حج کے موسم میں دیئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حجۃ الوداع
 میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کو آپ نے اپنے بار بردار پر لدوایا۔
 مروی ہے اسماء بنت ابی بکرؓ سے۔ بیان کیا کہ ہم سب حج کرنے کے
 لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کا بار بردار اور ابو بکرؓ کا بار بردار ایک ہی تھا، ہم نے
 عرج میں دجو کہ کے راستہ میں ایک پہاڑ ہے، پڑاؤ کیا اور ہمارا
 زادراہ ابو بکرؓ کے غلام کے ساتھ تھا۔ اسماءؓ نے کہا پھر بیٹھے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عائشہؓ آپ کے برابر بیٹھیں
 اور ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر دوسری کروٹ
 یکجا بن بیٹھے اور میں اپنے باپ کے برابر بیٹھی۔ ہم انتظار کرتے رہے
 ابو بکرؓ کے غلام اور زادراہ کے آنے کا کہ وہ کب ہمارے پاس
 پہنچا ہے تو غلام پیدل آتا ہوا دکھائی دیا۔ آخر حدیث تک اس کو
 حاکم وغیرہ نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو صدیق اکبرؓ کے بائے
 میں آپ نے اتنی عنایات فرمائیں کہ ان سے زیادہ کا تصور
 بھی نہیں ہوتا اور امامت نماز سے مُشترک فرمایا یہاں تک
 کہ حاضرین یقین کے ساتھ سمجھ گئے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔
 ابو عمر نے استیعاب میں کہا اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اپنی امت پر اپنے بعد خلیفہ بنایا ان دلائل مہریم
 کے ساتھ جو آپ نے اس بائے میں ان سے اپنی محبت کے اظہار
 کے ساتھ قائم فرمائیں اور ایسی تقریض کے ساتھ بھی
 جو تصریح کے قائم مقام ہو جاتے اور بہت بڑی فضیلت

حضرت صدیقؓ کی جو بعد وفات ظاہر ہوئی وہ اُن کا دفن ہونا ہے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو بلا ہوا رکھنا خدا سے عز و جل کے ذکر کے ساتھ بتلیم الشان بزرگی ہے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے) اس کا ذکر کیا ابن عباسؓ نے قول باری تعالیٰ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر دفن ہونا اس قدر بظمت بزرگی ہے جس سے کہ صدیقؓ و فاروقؓ تمام اصحابؓ میں ممتاز ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اُس اعانت کی شرح ہے جو تحمل بار نبوت کے سلسلہ میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے رہے ہیں۔ یہاں دو نکتے سمجھنے چاہئیں۔ پہلا نکتہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے بعد دو قرن کے قریب دنیا میں رہے ہیں۔ تیرہ سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں۔ مکہ میں جو تیرہ سال گزرے اُن میں کفار سے آپ جھگڑتے رہے اور اسلام کا اعلان اور کفار کی ایذاؤں کا آپ تحمل کرتے رہے۔ اور دس سال تک جو آپ نے مدینہ میں اقامت فرمائی تعلیم و علم میں گزرے اور ان میں سے آپ کلمہ اسلام کا اعلان بھی صلح کے ساتھ اور کبھی جنگ کے ساتھ کرتے رہے جس طرح وہ شخص کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحبت رکھی اور آپ کے ساتھ ہم نشینی اور ہم کلامی سے مشرف ہو افضل ہے اُس شخص سے جس کو آپ کی صحبت میسر نہیں ہوئی۔ اسی طرح جس شخص نے کہ قرن اول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کی ہے اور اُن واقعات کو دیکھا اور اُن واقعات میں آپ کے ساتھ رہا اور اُن برکات سے اثر قبول کرتا رہا وہ افضل ہے ہر اُس شخص سے جس سے کہ وہ اعانتیں صادر نہ ہوئی ہوں اور اس نے وہ صحبتیں نہ دیکھی ہوں۔ اسی وجہ سے قرآن اور حدیث میں ہر جگہ ہماجرین اولین کی شان میں تعظیم و تکریم دارد

بقوم مقام التضرع و آثارہ عظیمہ کہ حضرت صدیقؓ و فاروقؓ وفات ظاہر شد دفن اوست ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ قرین ساختن ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با ذکر خدا سے عز و جل آثارہ عظیمہ است ذکر ذلک ابن عباسؓ فی تفسیر قولہ تعالیٰ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ دفن با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آثارہ ایست کہ صدیقؓ و فاروقؓ بان ازمیان اصحاب ممتاز گشتند این است شرح اعانت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تحمل اعمال نبوت درینجا دو نکتہ باید فہمید یکے آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد بعثت قریب دو قرن در دنیا بودہ اند سیزدہ سال در مکہ و دہ سال در مدینہ سیزدہ سال کہ در مکہ بودند با کفار خصوصت میفرمود و اعلان اسلام و تحمل ایذا کفار می نمودند و دہ سال کہ در مدینہ اقامت فرمود تعلیم و علم و اعلان کلمہ اسلام بصلح تارہ و بحرب آخری مینمود چنانکہ ہر کہ با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحبت داشتہ و بسعادت مجاہد و محالہ او فنا تر گشتہ افضل است از کسی کہ صحبت نہ داشتہ است تہمان دستور کسے کہ در قرن اول اعانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردہ است و اُن واقعات را دیدہ و در اُن واقعات ہمراہ آنحضرتؐ بودہ و اثر پذیر آں برکات گشتہ افضل است از ہر کہ آں اعانتہا از دوسے صادر نہ گردید و آں صحبتہا نمید ہلذا در قرآن و سنت

ہوئی ہے لَا یَسْتَوِی دُنْکُمُ الْخ (۱۰:۵۷) جو لوگ تم میں سے
 فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے اور لڑ چکے وہ لوگ مرتبہ
 میں برابر نہیں ہیں وہ اُن لوگوں سے درجہ میں بڑے ہیں جنہوں نے
 (فتح مکہ کے) بعد میں خرچ کیا اور لڑے۔ آخر تک۔ اور یہی وجہ ہے
 کہ ہاجرین اولین خلافت کے مستحق ہوتے اُن کے علاوہ دوسرے
 لوگ نہیں۔ اور صدیق اکبرؓ اس امر میں منفرد ہیں اور اُن کی فضیلت
 سب پر ثابت ہے۔ ابو دراءؓ حضرت صدیقؓ و فاروقؓ کے ہمین
 رنجش پیدا ہو جانے کے قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میری وجہ سے میرے ساتھی دکی
 ایذا رسانی (کو چھوڑو گے؟ لے لوگو! میں نے کہا کہ میں تم سب کی
 طرف بیجا ہوا اللہ کا رسول ہوں تو تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور
 ابو بکرؓ نے کہا کہ تم سچے ہو۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ دوسرا
 نکتہ یہ ہے کہ ان امانتوں اور خدمتوں کا شاہد عدل آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کا کلام مبارک ہے جو آپؐ نے آخر زمانہ میں فرمایا اور
 بروایت مستفیضہ ابو ہریرہ و ابو سعید (خدری) و ابن عباس و
 ابن مسعود و جندب و غیرہم رضی اللہ عنہم کی سندوں سے ثابت
 ہے کہ ہم پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہوا جس کا بدلہ ہم نے نہ دیدیا ہو
 بجز ابو بکرؓ کے کہ اُن کا ہم پر بہت احسان ہے اللہ تعالیٰ اس کا
 بدلہ اُن کو قیامت کے دن دے گا اور کسی کے مال نے مجھے اس قدر
 نفع نہیں پہنچایا جس قدر ابو بکرؓ کے مال نے پہنچایا اور اگر میں
 لوگوں میں سے کسی کو خلیل (دوست جانی) بناتا تو ابو بکرؓ کو خلیل
 بناتا۔ یاد رکھو کہ تمہارا ساتھی (یعنی خود رسول) اللہ کا خلیل ہے۔
 اور دوسرے الفاظ میں یوں ہے کہ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے
 والا ساتھ دینے اور مال خرچ کرنے میں ابو بکرؓ ہے۔ اور جندبؓ نے
 کہا ہے کہ میں نے اس خطبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

ہر جاتو یہ نشان ہاجرین اولین وارد شدہ است
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَا یَسْتَوِی مَنْکُمْ مَنۢ أَنْفَقَ مِنْ
 قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلٌ أَوْ لَکَ اعْظَمُ دَرَجَةً
 مِنَ الَّذِینَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتِلُوا
 الْآیَةَ وَلَہَذَا ہَاجِرِینَ اَوَّلِینَ مُسْتَحِقِّ خِلَافَتِ شَدِّ
 دُونَ غَیْرِہِمۡ وَ صَدِّیقِ اکْبَرِ دِیْنِ اِمْرِ مَنفَرْدِ اسْت
 وَ تَفْصِیْلِ اِبْرَہِمَ ثَابِتِ اَبُو دُرَّاءِ وَ دَرَقِصَہِ مَغَاضِبِہِ
 حَضْرَتِ صَدِّیقِہِ وَ فَا رُوقِہِ رَوَا یَتِ مِی کُنْدِ قَالِ
 رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ ہَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْنَ
 لِی صَاحِبِی اِنِّی قُلْتُ یَا اَہْلَ النَّاسِ اِنِّی رَسُوْلُ
 اللّٰہِ اَلِیْکُمْ جَمِیْعًا فَا قُلْتُمْ کَذَّیْبٌ وَقَالَ اَبُو بَکْرٍ
 صَدَقْتَ اَخْرَجَ الْبَخَّارِی نَکْمَہٗ وَ یَکْرَہُ اَنِّکَ شَاطِیْلُ
 اِیْسِ اَمَانَتِہٖ وَ عَدَمَتِہٖ کَلَامِ شَرِیْفِ اَنْحَضْرَتِ
 اسْتِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ کہ در آخر ہ فرمودو
 بروایتِ مُسْتَفِیضَہِ از طَرِیْقِ اَبُو ہَرِیْرَہٗ وَ اَبُو
 سَعِیْدٍ وَ اَبْنِ عَبَّاسٍ وَ اَبْنِ مَسْعُوْدٍ وَ جَنْدَبُ
 وَ غَیْرِہِمَا ثَابِتِ شَدِّہٖ مِیْلَ اَحَدٍ عِنْدَ نَایِدِ اِلَّا
 قَدْ کَا فَبِنَا مَا خَلَا اَبَا بَکْرٍ فَا نَ لَہٗ عِنْدَ نَایِدِ
 یَکَا فِیہِ اللّٰہُ بِہِ یَوْمِ الْقِیَمَۃِ وَ مَا نَفَعْنِہٖ مَالِ اَحَدٍ
 قَطُّ مَا نَفَعْنِی مَالٌ اِی بَکْرٍ وَ لَوْ کُنْتُ مُتَخَدِّعًا خَلِیْلًا
 مِنَ النَّاسِ لَا تَخَدُّتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا
 اِلَّا اَنْ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلُ اللّٰہِ وَ فِی لَفْظِ اٰخَرِ
 اِنَّ مِنْ اَمْرِ النَّاسِ عَلٰی فِی مَحَبَّتِہٖ وَ مَالِہِ
 اَبَا بَکْرٍ وَ جَنْدَبُ گفتم است من ایں خطبہ را
 پیش از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سے پانچ رات پہلے سنا ہے۔ اور ابوسعید (خدری) نے یہ کہا ہے کہ یہ کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی وفات کی خبر دینے کے بعد کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا درمیان دنیا کے اور درمیان اُس (عالم آخرت یا نعمتوں) کے جو اس کے پاس ہیں تو اس بندے نے اس چیز کو اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے۔ اور یہ کلمات مبارکہ (یعنی إِنَّ امِنَ النَّاسَ لَمَنَ) ان واقعات کا اجمال اور ان مفصل قصوں کی تصدیق اور ان تمام اعمال کی حق تعالیٰ کے حضور میں مقبول ہونے کی تصریح ہے۔ یہاں ایک باریک نکتہ ہے جس کو پہچاننا چاہیے کہ مدح کا مدار صرف ان اعمال کا وجود نہیں ہے بلکہ درحقیقت مدح کا مدار اس بات پر ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ان اعمال سے اپنے بلند ترین مقاصد پر کامیاب ہو گئے اور جو چاہتے تھے مل گیا۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو وہ چاہتا ہے دیتا ہے۔

رہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت دائمی اور آپ کا اخلاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور تنہائی ہو یا مجمع ہر حال میں حاضر رہنا اور ہر خوشی اور ناخوشی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی دلداری اور ان کی توقیر کا خیال رکھنا تو ایسے واقعات ان اوراق کی گنجائش سے زیادہ ہیں لیکن نکتہ مشہور مَا لَا يَذْكُرُكَ كَلِمَةٌ لَا يَذْكُرُكَ كَلِمَةٌ (جس چیز کا کل اور اک نہ کیا جاسکے اُس کا کل چھوڑ دینا بھی نہ چاہیے) منظور نظر ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے دفن کے موقع پر فرمایا تھا، وَايُّوْهُمُ اللّٰهُ لَمْ يَمْنَحْ خَلْقًا مِّنْهُمْ شَيْئًا يُّدْرِكُ مَا يَدْرِكُكَ كَلِمَةً لَا يَذْكُرُكَ كَلِمَةً (خدا کی قسم میں تو یہی گمان کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا اور یہ

یہ پانچ شب شنبہ ام و ابوسعیدؓ گفتہ است کہ ایں کلام بعد ائزار آنحضرت بود بوفات خود اِنَّ اللّٰهَ خَيْرٌ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَكَ فَاَخْتَارَ ذَلِكَ الْعَبْدَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ وَاِيْنَ كَلِمَاتٍ مَّبَارَكَاتٍ اَجْمَالَ اِيْنَ واقعات است و تصحيح آں واقعات است و تصحيح آں قصص مفصلة و تصریح بقبول آں همه اعمال پیش خداي تعالیٰ آيضا لطيفه بايد شناخت که مدار مدح تنهانه وجود ایں اعمال است بلکه فی الحقیقت مدار آن اعمال با قصه مقاصد خود فائز گشت و آنچه میخواست یافت ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ اما صحبت دائمی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و مصافحات او و در خلوت و جلوت حاضر ماندن و در ہر منشط و مکروہ شریک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودن و اعتناء و توقیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نسبت بحضرت صدیق رضی اللہ عنہ پس زیادہ از انست کہ دریں اوراق بگنجد لیکن نکتہ مَا لَا يَذْكُرُكَ كَلِمَةٌ لَا يَذْكُرُكَ كَلِمَةٌ منظور نظر است حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ در وقت فی حضرت فاروق رضی اللہ عنہ گفتہ است وَايُّوْهُمُ اللّٰهُ اِنْ كُنْتُ لَا ظَنُّ اَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ وَ ذَاكَ اَنْ كُنْتُ كَثِيْرًا اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ جِئْتُ اَنَا وَاَبُو بَكْرٍ

اس لئے کہ میں بھرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستعار ہوں کہ آپ فرمائیے ہیں جنت انا و ابوبکر و عمر الخ یعنی میں آیا اور ابوبکر و عمر الخ میں داخل ہوا اور ابوبکر و عمر الخ اور میں نکلا اور ابوبکر و عمر الخ تو میں اسی کی پوری امید رکھتا تھا اور قوی گمان کرتا تھا کہ داب بھی اللہ تعالیٰ آپ کو ان دونوں کے ساتھ رکھے گا، اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور ابوبکر و عمر الخ نے بھڑپنے کے کلام کرنے اور گلے کے بت کرنے کے قصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ میں اس پر ایمان (یقین) رکھتا ہوں میں بھی اور ابوبکر و عمر الخ بھی۔ اور وہ دونوں وہاں موجود بھی نہ تھے۔ شیخین نے اس روایت کو لیا۔ اور انس کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب جہاجین اور انصار کے پاس تشریف لے جاتے جب کہ وہ بیٹھے ہوتے اور ان میں ابوبکر و عمر الخ موجود ہوتے تھے تو کوئی ان میں سے آنکھ اٹھا کر آپ کی طرف نہیں دیکھتا تھا سوائے ابوبکر و عمر الخ کے۔ بس وہ دونوں آپ کی طرف دیکھتے اور آپ ان دونوں کی طرف دیکھتے تھے۔ اور یہ دونوں آپ کو دیکھتے ہوئے مسکایا کرتے تھے اور آپ ان کو دیکھ کر مسکاتے تھے اور ابن عمر نے ذکر کیا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح مکمل مسجد میں داخل ہوئے کہ ابوبکر و عمر الخ دونوں میں سے ایک آپ کی دائیں طرف تھے اور دوسرے بائیں طرف اور آپ ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور آپ نے فرمایا کہ اسی طرح تم نبی کے دن اٹھیں گے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ اور حضرت عائشہ رضی سے پوچھا گیا کہ اصحاب رسول اللہ میں سے کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھے تو انھوں نے کہا کہ ابوبکر و عمر الخ۔ اور عمرو بن العاص نے بھی اسے مانند روایت کی ہے۔ اور سعید بن المسیب کا قول ہے کہ ابوبکر کا تعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وزیر کے مرتبہ کا تھا کہ آپ اپنے تمام امور

و عمر دخلت انا و ابوبکر و عمر و خرجت انا و ابوبکر و عمر فان كنت لا رجا و لا ظن ان يجعلك الله معهما اخرجهم البخاری و مسلم و ابو ہریرۃ در قصہ تکلم ذب و تکلم بقرہ از آنحضرت روایت کردہ انی اودین یہ انا و ابوبکر و عمر و ماہما ثور اخرجہ الشیخان و انس نے گفتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج علی اصحابہ من المهاجرین و الانصار و هو جلوس و فیہم ابوبکر و عمر فلا یرفع الیہ احد منهم بصر الا ابوبکر و عمر فانہما کانا یظن ان الیہ و ینظر الیہما و یتبسمان الیہ و یتبسم الیہما و ابن عمر نے گفتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج ذات یوم فدخل المسجد و ابوبکر و عمر احدهما عن یمینہ و الاخر عن شمالہ و هو اخذ بایدیهما و قال هکذا نبعت یوم القیمۃ اخرجہ الترمذی و قیل لعائشۃ انی اصحاب رسول اللہ کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت ابوبکر و عمر و عمرو بن العاص مثل آل روایت کردہ سعید بن المسیب نے گفتہ کان ابوبکر الصدیق من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکان وزیر فکان یسارہ فی جمیع امورہ و کان ثانیہ فی الاسلام و کان

ثَانِيَه فِي الْغَارِ وَكَانَ ثَانِيَه فِي الْعَرَاءِ
يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ ثَانِيَه فِي الْقَبْرِ وَلَوْ يَكُ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَدِّمُ عَلَيْهِ أَحَدًا
أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَمُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ كَفَتْهُ لَوْ جَعَلَتْهُ حَقْلَةً
صَادِقًا بَارِئًا غَيْرَ شَاكٍ وَلَا مُسْتَشْرِبًا
اللَّهُ تَعَالَى مَا خَلَقَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَا أَبَا بَكْرٍ وَلَا عُمَرَ إِلَّا مِنْ طِينَةٍ وَاحِدَةٍ
ثَوْرَةً هُمْ إِلَى تِلْكَ الطِينَةِ، مَتَمُّهُ دُحَى ابْنِ سُرَيْجٍ
ابْنِ سِيرِينَ رَأَى رَمْلًا فِي مَحَلٍّ دُخَانٍ لَيْسَ مَدْفُونٍ
هَاهُنَا جَامِيٌّ بَاشِدٌ أَنْ يَزْجَا خَاكٌ بِالنَّفْثِ سَرِشْتَه
بَاشِدٌ وَفَقِيرٌ مِثْلُ كَيْدِ كَانِ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ بَلْكَ مَحَلٍّ صَحِيحٍ إِنْ كَلِمَةُ أَنْتَ
كَ طِينَتٌ مُسْتَعَارَةٌ اسْتَبْرَأَتْ أَصْلَ وَمَعْنَى إِنْ
إِنْ أَثَرُ بِهِمَا مِثْلُ أَنْتَكَ فِي حَدِيثٍ آمَدَ الْأَوَّلُ
جَنُودُ جَنْدَتَهُ فَمَا تَعَارَفَتْ مِنْهَا ائْتَلَفَتْ
يَعْنِي قَبْلَ أَنْ يَزْجَا خَارِجِي أَرْوَاحُ الْإِثْمَانِ دَرِيكَ
مَحَلٍّ بَدْوٍ وَبَعْدَ أَنْ يَنْتَقَلَ نِزْدَ دَرِيكَ مَحَلٍّ قَالِ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَعْضِ أَصْحَابِهِ
وَقَدَارَ أَهْلِ مِثْلِي بَيْنَ يَدَيَّ ابْنِ بَكْرٍ
قُشِمَ بَيْنَ يَدَيَّ مِنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ أَخْرَجَهُ
أَبُو عَمْرٍاءُ فِي الْإِسْتِيعَابِ وَلَمَّْا تَلَقَّ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرَيْدَةَ الْإِسْلَمِيَّ
فِي سَبْعِينَ رَكْبًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ
مِنْ بَنِي سَهْمٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ قَالَ أَنَا بُرَيْدَةُ فَالْتَفَتَ

میں ان سے مشورہ کیا کرتے تھے اور وہ آپ کے ثانی (دوسرے)
تھے اسلام میں اور آپ کے ثانی تھے غار میں اور آپ کے ثانی تھے
یوم بدر والے عریش (منڈوے) میں اور آپ کے ثانی ہیں قبر میں۔
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو ان پر مقدم نہیں کیا کرتے
تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور محمد بن سیرین نے کہا کہ اگر
میں قسم کھاؤں تو میری قسم سچی ہوگی بالکل یقینی جس میں شک
کرنے والے کے لئے کوئی گنجائش نہیں اور نہ استفسار کی ضرورت (یعنی
انشاء اللہ تعالیٰ کہنے کی) کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں پیدا کیا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو اور نہ ابوبکرؓ کو اور نہ عمرؓ کو مگر ایک مٹی سے پھر اُسی مٹی کی
طرف ان سب کو ٹاڈا دیا۔ سمجھو دمی نے ابن سیرین کے اس کلام کو
دوسرے محل پر اتارا یعنی مدفن اسی جگہ ہوتا ہے جس جگہ کی خاک لطفہ
کے ساتھ گندھی ہوتی ہوئی ہے۔ اور فقیر کہتا ہے اللہ تعالیٰ دنیاؤ
آخرت میں ان کا (مڑتی) رہے، بلکہ اس کلمہ کا محل صحیح یہ ہے کہ
طینت میں (یعنی اس مٹی میں جس میں دفن کیا گیا) مستعار طور پر اصل
کی (یعنی ارواح کی) صفت پیدا ہوگئی۔ اور اس اثر کے معنی اسی کے
مشابہ ہیں جو کہ حدیث میں آیا ہے کہ (ابتداء خلقت میں) ارواح
فوجوں کی ٹکڑیاں تھیں (یعنی جھنڈ کے جھنڈ) تو جو زحیں آسمیں
اس وقت باہم جان پہچان رکھتی تھیں وہ (دنیا میں اگر) ایک
دوسرے سے میل ملاپ رکھنے لگیں۔ یعنی وجود خارجی سے پہلے انکی
ارواح ایک محل میں تھیں اور بعد انتقال کے بھی ایک ہی محل میں
رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابیؓ سے فرمایا
جس کو آپ نے ابوبکرؓ کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تھا کہ تو اس کے
آگے چل رہا ہے جو تجھ سے بہتر ہے اس کو روایت کیا ابو عمر نے
استیعاب میں۔ اور جب بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے بریدہ اسلمیؓ نے
اہل مدینہ میں سے بنی سہم کے شتر سواروں کے ساتھ۔ تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے کہا کہ میں
 بُریدہ ہوں۔ تو آپ حضرت ابو بکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا
 کہ اے ابو بکرؓ برو امرنا (ہمارا کام ٹھنڈا یعنی آرام و راحت کا ہو گیا)
 پھر آپؐ فرمایا کہ تم کہن میں سے ہو، تو انھوں نے کہا کہ اسلم میں سے۔
 تو آپؐ نے ابو بکرؓ سے فرمایا سَلَمْنَا دَہَم سَلَامَتِی مِیْنِ اَکْثَرِ (بریدہؓ
 نے بیان کیا کہ پھر مجھ سے فرمایا کہ کس کی اولاد میں سے ہو؟ میں
 کہا بنی سہم کی تو فرمایا خوج سہمک (تیرا تیرا نکل آیا) یہ روایت
 استیعاب میں ہے۔ آپؐ نے یوم اُحد میں فرمایا اے ابو بکرؓ! طلحہ
 نے (جنت کو) واجب کر لیا۔ اور اس قسم کے مخاطبات سے قوم میں
 سے ابو بکر صدیقؓ کو مخصوص کرنے اور آپ کے ساتھ خوش طبعی
 اور ملاطفت کی مثالیں اس سے زیادہ ہیں کہ وہ تحریر میں آئیں۔ اب
 لیجئے صدیق اکبرؓ کی قوت عقلیہ کا مشابہ ہونا انبیاء صلوات اللہ
 علیہم کی قوت عقلیہ کے ساتھ تو جانتا چاہیے کہ جب کسی کے نفس
 میں فیض الہی داخل ہو جاتا ہے تو اس فیض کا اثر کتنی ہی مختلف احوال
 کے مناظر میں ظاہر ہوتا ہے اور صدیق اکبرؓ سے اکثر وہ مناظر پہچانے
 جاتے ہیں۔ اُن میں سے ایک ایسے سچے خواب ہیں جو سعادت
 کی کسی راہ پر پہنچنے کا سبب ہوں۔ یا خلق اللہ کو کوئی عام
 نفع حاصل ہونے کا سبب ہوں۔ اور انبیاء کی یہی شان
 ہوتی ہے ورنہ اُن کے والے واقعات کے (نفس میں) منعکس ہو جاتے
 کو ان دو دہوں میں سے ایک وجہ کے بغیر انبیاء کے ساتھ
 تشبیہ کے باب میں شمار نہیں کر سکتے بلکہ کاہن لوگ بھی اس میں
 شرکت رکھتے ہیں۔ جیسے حضرت صدیقؓ کے وہ خواب جنہوں نے
 اُن کو اسلام پر آمادہ کیا اور وہ خواب جو کہ شام کے چار حصوں
 پر چار امیر (عمر بن العاص۔ ابو عبیدہ۔ یزید بن ابی سفیان۔
 ثربیل بن حسنہ) مقرر کرنے کا باعث ہوا تھا۔ اور دوسرا خواب

الٰہی ابی بکرؓ فقال یا ابا بکر بَرَدَ اَمْرُنَا وَ
 صَلَّحَ ثُمَّ قَالَ مِمَّنْ اَنْتَ قَالَ مِنْ اِسْلَمٍ
 قَالَ لَیْ بَکَرٍ سَلَمْنَا قَالَ ثُمَّ قَالَ لَیْ مِنْ
 بَنِی مِنْ قَلْتُ مِنْ بَنِی سَہْمٍ قَالَ
 خَرَجَ سَہْمُکَ دَوَالًا فِی الْاَسْتِیْعَابِ
 قَالَ یَوْمَ اُحُدٍ اَوْجَبَ طَلْحَةُ یَا ابا بکرٍ
 وَ اَزِیْنَ جَنَسِ اَزِیْمَانَ قَوْمٍ بِمُخَالَفَةِ مَخْصُوصِ سَاخِثِ
 حَضْرَتِ صَدِیقِہٖ رَا وِیَسَاسُہٗ وَ مَلَاطِفَ فَرَسِدِہٖ
 بَا وِیَزَادَہٗ اَزَانَ اِسْتِ کہ بِہٖ تَحْرِیرَ اَیْدِ اَمَّا تَشْبِہُ
 قُوَّتِ عَقْلِیہٖ صَدِیقِ اکْبَرِہٖ بَا قُوَّتِ عَقْلِیہٖ اَنْبِیَاہِ
 صَلَوَاتِ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ لَیْسَ بَا یَدِ وَاَسْتِ کہ چوں
 فِیضِ الٰہِی در نفسِ ناطقہٗ کسے درمے آید اثرِ
 اَنْ فِیضِ در چندین ہیا کل ظاہر می شود و از
 صَدِیقِ اکْبَرِہٖ اَکْثَرِ اَنْ ہِیَا کُلِّ شَنَاخَہٗ شَدِہٖ کِی
 اَزِ اَنْجَلِہٗ خَوَابِہٗ صَادِقِ اِسْتِ کہ سبب
 وَ صُولِ رَہِہٖ سُبُوَّتِ سَعَادَتِ بَاشَدِ یَا سَبَبِ
 حَصُولِ نَفْعِ عَامِ بِخَلْقِ اللّٰہِ وَ ہِمِیْنِ اِسْتِ شَانِ
 اَنْبِیَاہِہٖ وَ اَلَا اَنْطِبَاہُ وَ قَاتِجِ اَتِیہٖ بَغِیرِ اقْرَانِ
 کِی اَزِیْنَ دَوْدِہٖ در بابِ تَشْبِہِ بَا اَنْبِیَاہِہٖ نَوَاہِ
 شَمْرُ وِہٖ کہ اَنْتَانِ نِزِہٖ در اَنْ مَشَارِکِ اَنْدِ مَانَدِ خَوَابِہٖ
 حَضْرَتِ صَدِیقِہٖ کہ حَارِلِ شَدِہٖ اَوْرَا بَرِ اِسْلَامِ
 وَ خَوَابِہٖ کہ بَاعْثِ بَرِ فَرَسْتَا دَنْ چہار امیر
 بَرِ چہار حصّہٗ شَامِ شَدِہٖ وَ خَوَابِہٖ دِیْکَرِ کہ حَارِلِ بَرِ
 اِسْتِخْلَافِ حَضْرَتِ فَا رَوَقِہٖ گشتِ دِیَا بِنِ اَنْ
 طَوَلِہٖ دَا رُو دَرِ رُوْضَہٗ الْاَحْبَابِ مَذْکُورِ اِسْتِ کہ

جس نے آپ کو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنانے پر آمادہ کیا اور اس کا بیان طویل ہے۔ روئے الاحباب میں مذکور ہے کہ ایام ہجرت کے قریب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ چاند آسمان سے بظاہر مکہ پر نازل ہوا اور شہر مکہ میں آیا اور چگل اور میدان اُس کے نور سے منور ہو گئے۔ پھر وہ چاند آسمان کی طرف رجوع ہوا اور مدینہ میں آیا اور بہت سے ستاروں نے اُس کی موافقت میں حرکت کی۔ پھر اُس چاند نے ستاروں کے ساتھ مکہ میں رجوع کیا اور مدینہ کی زمین اُسی طرح روشن رہی۔ بجز تین سو ساٹھ گھروں کے اور اس چاند کے اترنے کے سبب حرم کے اطراف پھر منور ہو گئے۔ اس کے بعد وہ چاند مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا اور منزل عائشہ رضی اللہ عنہا میں اتر آیا۔ اس کے بعد زمین پھٹی اور وہ چاند اس میں غائب ہو گیا اور صورت حال اسی خواب کے مطابق ظہور میں آگئی۔ دوسری نوحہ ہے اُن کالوگوں کے خوابوں کی تعبیر دینا اور عجیب طور پر اُس میں مُصیب ہونا اس حد تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خوابوں کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیان فرمایا کرتے اور تعبیر پوچھا کرتے تھے۔ ابن اسحق نے ذکر کیا طائف کے قصبہ میں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب کہ آپ ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ لے ابوبکر رضی اللہ عنہ! میں نے دیکھا کہ میرے پاس ایک پلیٹ بطور ہدیہ بھیجی گئی، آخر حدیث تک اور ہم اس کو پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں کالے رنگ کی بکریاں دیکھنے کے قصبہ میں جن میں بہت سی سفید رنگ کی بکریاں داخل ہو گئی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ لے ابوبکر رضی اللہ عنہ! اس کی تعبیر دو۔

نزدیک ایام ہجرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خواب دید کہ ماہ از آسمان بر بلحا مکہ نازل شد و بشہر مکہ درآمد و صحرا و دشت بہ نور آن منور گشت باز آن ماہ بطرف آسمان میل نمود و مدینہ فرود آمد و نبیائے از ستارگان بموافقت او حرکت کردند باز آن ماہ بساترگان بکہ رجوع نمود و زمین مدینہ بچمن روشن بود مگر سہ صد و شصت خانہ و بسبب نور آن ماہ اطراف حرم باز منور گشت بعد از آن آن ماہ بہ سمت مدینہ رواں شد و بمنزل عائشہ رضی اللہ عنہا درآمد پس از آن زمین بشگافت و ماہ در آن ناپدید گشت و صورت حال موافق ہمیں رویا بطور رسید دیگر تعبیر دے خوابہا و مردم را ذاصابت عجیبہ در آن تا آن حد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوابہا خود را بر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرض میفرمود و درخواست تعبیر می نمود قال ابن اسحق فی قصۃ الطائف بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال (ابی بکر) و هو محاصر ثقیفا یا ابابکر انی رأیت انی اُھدیت الی قعبۃ الحدیث وقد ذکرنا من قبل و فی قصۃ رؤیا البی صلی اللہ علیہ غنما سودا دخلت فیھا غنم کثیرۃ بیض قال یا ابابکر اعبرھا فقال ابوبکر یا رسول اللہ ہی العرب تتبعک ثم تتبعھا العجم حتی ینعمرھا فقال النبی

صلی اللہ علیہ وسلم لکن اَعْبَرَهَا الْمَلِكُ
سَحَابًا اَلْهَآكُمُ وَقَالَ ابْنُ هِشَامٍ فِي
زَوَايِدِ السِّيَرَةِ حَدَّثَنِي بَعْضُ اَهْلِ
الْعِلْمِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ جَعْفَرِ الْمَحْمُودِي
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
رَأَيْتُ اَنِي لَقِيتُ لَقْمَةً مِنْ حَلِيسٍ
فَالْتَذَذْتُ طَعْمَهَا فَاَعْتَرَضَ فِي حَلْقِي
مِنْهَا شَيْءٌ حِينَ ابْتَلَعْتُهَا فَاَدْخَلَ عَلَيَّ يَدًا
وَنَزَعَهُ فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْہُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَذِهِ سَمَائِيَّةٌ مِنْ
سَمَائِيَاكَ تَبَعْتُهَا فَيَا تَيْتِكَ بَعْضُ مَا يُحِبُّ
وَيَكُونُ فِي بَعْضِهَا اَعْتِرَاضٌ فَتَبَعْتُ عَلِيًّا
فَيَسَّرَ لِّہِ وَلَعَنَ عَائِشَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ
ثَلَاثَةَ اَقْبَارٍ سَقَطْنَ فِي حُجْرَتِي فَقَصَصْتُ
رُؤْيَايَ عَلٰی اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَتْ فَلَمَّا
تَوَّافَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ وَدَفِنَ
فِي بَيْتِہَا قَال لَهَا اَبُو بَكْرٍ هَذَا اَحَدُ اَقْبَارِیْ
وَهُوَ خَيْرُهَا اَخْرَجَہُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَا وَ
فِي قِصَّةِ اِسْلَامِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ اَنَّہُ رَاٰی
فِي الْمَنَامِ اَنَّهُ وَقَفَ بِہِ عَلٰی شَفِیرِ النَّارِ فَاذْکُرُ
مِنْ سَعَتِہَا مَا لَلّٰهُ اَعْلَمُ بِہِ وَكَانَ اَبَاہُ
يَدْفَعُ فِیْہَا وَرَاٰی رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ اَخَذًا بِحَقْوِیْہِ لَا یَقَعُ
فِیْہَا فَاذْکُرْ ذٰلِكَ لَا بِنِیْسٍ فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ

۷۵ یہ ایک کھانا ہے جو کھجور اور گھی سے مل کر بنایا جاتا ہے ۱۳

اُس کے پھیلاؤ کا ذکر کیا کہ اتنا بڑا تھا کہ اس کا حال اللہ ہی جانتا ہے اور گویا اُن کا باپ اُن کو اُس آگ میں دھکیل رہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اُن کی دونوں کوکھیں پکڑے ہوئے ہیں کہ یہ اس میں نہ گریں۔ انہوں نے اس خواب کا ذکر ابو بکرؓ سے کیا۔ تو ابو بکرؓ نے کہا تمہارے لئے خیر کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بس ان کا اتباع کرو اور تم یقیناً ان کے اتباع کی خواہش کرنے والے ہو اسلام میں جو تم کو اس آگ میں گرنے سے روکے گا جب کہ تمہارا باپ تمہیں اس میں دھکیلنے والا ہے۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور اُن کا اسلام بہت اچھا رہا۔ اس کو استیجاب میں بیان کیا گیا ہے۔ تیسری نوبت ہے آپ کی فراست کا موافق ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فراست کے ساتھ اور کسی مسئلہ کا حکم بیان کرنے میں آپ کے قدم بقدم چلنا۔ مروی ہے سعید بن المسیبؓ سے کہ ایک شخص قبیلہ اسلم کا (جس کا نام ماعز تھا) ابو بکر صدیقؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ ایک آخر (یعنی کمینہ) نے زنا کیا (اس سے اُس نے خود اپنی ذات مراد لی) تو اس سے ابو بکرؓ نے فرمایا کہ کیا تو نے میرے سوا کسی اور سے بھی اس کا ذکر کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں! تو اس سے ابو بکرؓ نے کہا تو اللہ سے توبہ کر اور اس کو چھپا اللہ اس کو چھپالے گا اور اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے مگر اُس کے نفس نے قرار نہ پکڑا یہاں تک کہ عمر بن الخطابؓ کے پاس پہنچا اور اُن سے بھی وہی کہا جو ابو بکرؓ سے کہا تھا تو اس سے عمرؓ نے بھی ویسی ہی بات کہی جیسی اُس سے ابو بکرؓ نے کہی تھی۔ راوی نے کہا پھر بھی اس کے نفس نے قرار نہ پکڑا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا پھر آپؐ سے کہا کہ آخر (یعنی کمینہ) نے زنا کیا۔ سعیدؓ نے بیان کیا تو اُس سے رسول اللہ صلی اللہ

اُردید بك خيراً هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّبِعْهُ وَاتَّكَ سَتَتَّبِعُهُ فِي الْإِسْلَامِ الَّذِي يَخْجُزُكَ مِنْ أَنْ تَقَعَ فِيهَا وَأَبْوَءَ دَاخِمٍ فِيهَا فَلَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَسَنَ إِسْلَامَهُ أَخْرَجَهُ فِي الْإِسْتِجَابِ سَوَمَ تَوَافَقَ فَرَاغَتْ أَوْ بَا فَرَاغَتْ أَنْخَضَتْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَدَّمَ بِرَقْدَمٍ أَوْ رَفْتَنَ دَرِيَّانَ حَكَمَ مَسْأَلَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالَ لَهُ إِنَّ الْآخِرَ زَنَى فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ هَلْ ذَكَرْتَ هَذَا لِأَحَدٍ غَيْرِي فَقَالَ لَا فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ فَتُبَّ إِلَى اللَّهِ وَاسْتُرَّ يَسْتُرُ اللَّهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ فَلَمْ تَقْرَأْ نَفْسُهُ حَتَّى أَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مِثْلَ مَا قَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ قَالَ فَلَمْ تَقْرَأْ نَفْسُهُ حَتَّى جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا أَكْثَرَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَمَرَ بِهِ جَنَّةٌ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ

علیہ وسلم نے تین مرتبہ منہ پھیرا ہر مرتبہ (جب وہ کہتا تھا) اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہ پھیر لیتے تھے۔ یہاں تک کہ جب اس نے بہت مرتبہ ایسا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے گھر والوں کو بلوا کر دریافت کیا کہ کیا وہ بیمار ہے یا اس کو جنوں ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! واللہ یہ یقیناً تندرست ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کنوڑا ہے یا بیابا؟ تو انھوں نے کہا کہ بیابا ہے یا رسول اللہ۔ پھر اس کو سنگسار کر دیگیا۔ اس کو مالکؓ نے روایت کیا۔ اور قصہ حدیبیہ میں جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں (ابوبکرؓ کی فراست آپؐ کی فراست کے مطابق رہی) پھر تھی نو خطہ ہے اُن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصود کو پہچاننا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رموز و اشارات والے کلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض کو سمجھ لینا، اس حد تک کہ صحابہؓ میں یہ قول زیادہ کہا جانے لگا کہ وہ (یعنی ابوبکرؓ) ہم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھنے والے ہیں۔ جیسا کہ ابوسعید خدریؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری کلام اِنَّ عَبْدًا خَيْرٌكَ اللَّهُ الْحَدِيثُ دَلِيلُكَ بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا الخ) کے بارے میں بیان کیا گیا۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب اہل مکہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ ہ ان لوگوں نے اپنے نبیؐ کو نکالا تاکہ ہلاک ہوں۔ کہا کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی اِذْ نَزَّلْنَا الْبُرْجَانَ يَقَاتِلُونَ الْخَرَجَ (۲۲: ۳۹) (اب) لڑنے کی اُن لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے

(کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر بہت ظلم کیا گیا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔" تو ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں جان گیا

واللہ انہ لصحیحہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَبِکُمُ ام شَيْبٌ قَالَوَابِل شَيْبٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَرَمَحَ اَخْرَجَ مَا لَكَ وَفِي قِصَّةِ الْحُدَيْبِيَّةِ وَقَدْ ذَكَرْنَا هَا۔ پھر اُن شناختن اور مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و غرض اور از کلام مرمرز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا غایت کہ در صحابہ مشہور گشت ہو اَعْلَمْنَا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ ابوسعید خدریؓ در کلام آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ عَبْدًا خَيْرٌكَ اللَّهُ الْحَدِيثُ - بیان کرد عن ابن عباس قال لَمَّا اَخْرَجَ اهل مكة النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر الصديق رضي الله عنه اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اَخْرَجُوا نَبِيَّهِمْ لِيَهْلِكُوا قَالَ فَنَزَلَتْ اِذْ نَزَّلْنَا الْبُرْجَانَ يَقَاتِلُونَ يَا تَهُمُ ظَلُمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ه قال ابوبکر الصديق فعلمت انها قال فخرج الحاكم۔

پنجم مکاشفہ او حادثہ خفیہ را
چنانکہ در قصہ بدر التماس کرد
حَسْبُكَ مِنْ بَيْتِكَ عَلَى رَبِّكَ
ناشدہ مناشدہ حلفہ ۱۲
وے رضی اللہ عنہ حضرت عائشہؓ را
زمین دادر بود ہنوز حضرت عائشہؓ
قبض آں نہ کردہ بود کہ وقت حیات
حضرت صدیقؓ بخیر رسید و
دراں حال بحضرت صدیقہؓ فرمود کہ اگر
آں زمین را قبض کردی از آں تو
شد والّا فانما هو مال وارث وانما هو
اخوایک و اختایک صدیقہؓ گفت ہن کہ
اسماء فَمِنْ الْاُخْرَى قَالَ اُرِّى
ذات بطن بنت خاریجۃ اُنْتِ بعد از اُنْتِ
کلثوم متولد شد اخراجہ مالک فی الموطا
اما تشبہ صدیق اکبرؓ در قوت عملیہ بانبیاء
پس از شواہد آنت حدیث ابو ہریرہؓ

کہ وہ (ہلاکت جس میں یہ نبیؐ کو بھگانے والے مُبتلا ہوں گے)
تقال ہے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ پانچویں نوحہ آپؐ کا مکاشفہ
ہے حادثہ خفیہ کے بارے میں جیساکہ قصہ بدر میں آپؐ نے (رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا آپؐ کا اپنے رب کو
قصیں دینا آپؐ کے لئے کافی ہو چکا ہے۔ حضرت صدیقؓ رضی اللہ
عنہ نے حضرت عائشہؓ کو ایک زمین دی تھی۔ ابھی حضرت عائشہؓ
نے اس پر قبضہ نہ کیا تھا کہ حضرت صدیقؓ کی زندگی کا آخری وقت
آگیا اور اس حال میں آپؐ نے حضرت صدیقہؓ سے فرمایا کہ اگر
تو نے اُس زمین پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ تیری ہو گئی ورنہ وہ
سب وارثوں کا مال ہوگی اور وہ تیرے دونوں بھائی ہیں
اور تیری دونوں بہنیں ہیں۔ صدیقہؓ نے کہا۔ یہ (ایک بہن) اسماء
ہی تو ہیں دوسری کونسی ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ
”بنت خاریجہ“ کے بطن میں جو ہے وہ لڑکی ہے۔ اس کے بعد
اُنْتِ کلثومؓ پیدا ہوئیں۔ اس کو روایت کیا امام مالکؓ نے موطا
میں۔ اب یحییٰ صدیق اکبرؓ کا تشبہ قوت عملیہ میں انبیاءؑ کے ساتھ۔
تو اس کے شواہد میں سے ہے حدیث ابو ہریرہؓ کی، کہا

کے کتب شیعہ میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے فدک فاطمہؓ کو نہیں دیا حالانکہ پیغمبر علیہ السلام نے ان کو مہرہ کر دیا تھا اور ان کے دعویٰ کو نہ
مانا گواہ اور شاہد کا مطالبہ کیا جب وہ حضرت علیؓ اور اُمّ البنین کو لاتیں تو ان کی شہادت کو رد کر دیا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت
کافی نہیں۔ اس کے جواب میں شاہ عبدالعزیز صاحب تحفۃ اثناعشریہ میں فرماتے ہیں کہ اس دعویٰ مہرہ اور ان شہادتوں کا کتب اہلسنت
میں کہیں سراغ نہیں ملتا۔ یہ اس گروہ کی محض افتراء پر دازی ہے الخ اس موقع پر اس روایت اور اس کے جواب کی طرف ایک لطیف اشارہ موجود
ہے کہ اگر مان لیا جائے کہ مہرہ کا دعویٰ حضرت فاطمہؓ نے کیا تھا تو مہرہ ب ل کا قبضہ جب تک مہرہ ب شنی پر نہ ہو جائے اس وقت تک
اس کی ملک میں داخل نہ ہوگی اور ظاہر ہے کہ فدک پر حضرت فاطمہؓ کا قبضہ نہیں تھا اگر ہوتا تو دعویٰ ہی کیوں کرتیں باوجود مہرہ کے وہ
ان کی ملک میں داخل نہیں ہوا تھا۔ پھر شہادتوں کا طلب کرنا ایک بے معنی فعل ہے۔ شہادت کا مفاد یہی تو ہو سکتا تھا کہ مہرہ ثابت ہو جا۔
اور جب تک قبضہ نہ ہو بلکہ مہرہ ب ل میں داخل ہی نہیں ہوتا جیساکہ حضرت صدیقہؓ سے آپؐ نے فرمایا کہ اگر تو نے اس زمین پر قبضہ
نہیں کیا تو اب وہ سب وارثوں کے حصہ میں آئے گی۔ اس روایت سے حضرت مصنفؒ نے شیعہ کی اس افتراء پر دازی کے جواب کی طرف اشارہ کر دیا کہ
اس کہانی کا یہ جزو کہ ابوبکرؓ نے مہرہ کا ثبوت طلب کیا اور فلاں و فلاں شہادت میں پیش ہوئے اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ یہ کہانی فرضی ہے اور کسی
ایسے شخص نے اس کو گھڑا ہے جو اصول شرعیہ سے جاہل تھا ۱۲ استیاق احمد غنی

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) فرمایا آج تم میں کون روزے سے ہے؟ ابو بکرؓ نے کہا کہ میں۔ پھر فرمایا کہ آج تم میں سے کون جنازہ کے ساتھ گیا تھا؟ ابو بکرؓ نے کہا کہ میں گیا تھا، پھر آپؐ نے پوچھا کہ کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ تو ابو بکرؓ نے کہا کہ میں نے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ کس نے تم میں سے آج مریض کی عیادت کی؟ تو ابو بکرؓ نے کہا کہ میں نے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ سب باتیں جمع ہو جائیں گی وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا، اس کو روایت کیا شیخینؒ نے۔ اور نیز ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دو جوڑے خرچ کئے اللہ کی راہ میں اس کو جنت کے دروازوں سے پکارا جائیگا کہ اے اللہ کے بندے یہ خیر ہے (یعنی باب خیر) تو جو اہل صلوٰۃ میں سے ہوگا وہ باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا اور جو اہل جہاد میں سے ہوگا اس کو باب الجہاد سے پکارا جائے گا۔ اور جو اہل صیام میں سے ہوگا اس کو باب الریاء سے پکارا جائیگا اور جو اہل صدقہ میں سے ہوگا اس کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔ تو ابو بکرؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان یا رسول اللہؐ جو شخص ان ابواب سے پکارا جائے گا اُس کے اوپر ضروری تو نہ ہوگا (کہ وہ اس دروازے میں داخل ہو) تو کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جس کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔ فرمایا کہ ہاں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ تم اُن ہی میں سے ہو گے۔ اس کو شیخین اور ترمذی نے روایت کیا۔ ایک دن بمقتضائے بشریت جہانوں کی موجودگی میں حضرت صدیقؓ کی اہل خانہ کے ساتھ کچھ رنجش واقع ہو گئی اور انھوں نے قسم کھالی کہ وہ یہ کھانا نہ کھائیں گے اور گھر والے اور مہمان سب پریشان ہو گئے اور انھوں نے بھی قسم کھالی کہ ہم بھی نہ کھائیں گے جب تک آپ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصبح منکم الیوم صائماً قال ابو بکر انا قال فمن تبع منکم الیوم جنازۃ قال ابو بکر انا قال فمن اطعم الیوم مسکیناً قال ابو بکر انا قال فمن عاد منکم الیوم مریضاً قال ابو بکر انا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اجتمعن فی امرء الا دخل الجنة اخرجہ الشیخان وایضاً حدیث ابو ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من انفق زوجین فی سبیل اللہ نودی من ابواب الجنة یا عبد اللہ هذا خیر فمن کان من اهل الصلوٰۃ دعی من باب الصلوٰۃ ومن کان من اهل الجہاد دعی من باب الجہاد ومن کان من اهل الصیام دعی من باب الریاء ومن کان من اهل الصدقۃ دعی من باب الصدقۃ فقال ابو بکر یا بئ انت وایم یا رسول اللہ ما علی من دعی من تلك الابواب من ضروری فهل یدعی احدکم تلك الابواب کلہا قال نعم وارجو ان تكون منهم اخرجہ الشیخان والترمذی۔ ویکبار بمقتضای بشریت در حضور اُضیاف حضرت صدیقؓ را باہل خانہ خود ملائے واقع شد قسم خورد کہ ایں طعام را نہ خورد و اہل خانہ و اُضیاف ہمہ متوجش شدند و قسم خوردند کہ ماہم نخورایم خورد و تا وقتیکہ تو سخوری دریں

ہنگام غایت الہی در رسید و داعیہ فیض قسم در دلش پدید آمد و شناخت کہ این داعیہ از کدام منبع جویشیدہ دست در طعام کرد و دوست لقمہ تناول نمود و خدائے عز و جل بزیادت برکت در طعام تنبیہ فرمود بر آنکہ شکستن این قسم مرضی الہی بود و ریزش این داعیہ از منبع فیض واز عجائب صخر حق است باد و ستار خود از حق لقمہ بطولہا بخاری فی الاستیعاب ان ثابت ابن قیس بن شماس استشهد فرما کہ بعض الصّابۃ فی النّوم فأوصی بان تؤخذ درعہ من کانت عندک و تباع الی آخر القصۃ و فی آخرها اذا قدیمت المدینۃ علی خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقل لہ ان علی من الذّین کذا و کذا و فلان من یتقی عتیق و فلان فأجاز ابو بکر وصیتہ و لا نعلم أحدًا أجزت وصیتہ بعد موتہ غیر ثابت بن قیس اما انصاف حضرت صدیق بصف صفا فی قلب آن را در عرف زبان ما طریقت گویند در کشف المحجوب مذکور است کہ شیخ جنید بغدادی گفت است اشرف کلمات فی التّوحید قول ابی بکر الصّديق سُبْحَانَ مَنْ لَوْ یَجْعَل لِّخَلْقِهِ سَبِيلًا اِلَّا بِالْعِزِّ عَنْ مَعْرِفَتِهِ وَصاحب کشف المحجوب در مدح صدیق اکبر کلمہ دارد ان الصّفا صفة الصّديق ان اردت

نہ کسائیں گے۔ اس وقت میں غنایت الہی آپہنچی اور قسم توڑ دینے کا داعیہ ان کے دل میں ظاہر ہو گیا اور انھوں نے پہچان لیا کہ کس منبع سے اس داعیہ نے جوش مارا ہے تو آپ نے کھانے پر ہاتھ پہنچا دیا اور دو تین لقمے تناول فرماتے اور اللہ عز و جل نے کھانے میں برکت کی زیادتی فرما کہ اس بات پر تنبیہ فرمادی کہ اس قسم کا توڑ نامرضی الہی تھا اور اس داعیہ کا قلب پر واقع ہونا منع فیض کی جانب سے اور حق تعالیٰ کے عجیب معاملات میں سے تھا جو وہ اپنے دوستوں کے ساتھ فرماتے ہیں۔ اس قصہ کو تفصیل کے ساتھ بخاری نے ذکر کیا ہے۔ استیعاب میں ہے کہ ثابت بن قیس ابن شماس (جنگ یمامہ میں) شہید ہوتے تو ان کو بعض صحابہ نے خواب میں دیکھا کہ انھوں نے وصیت کی کہ ان کی زرہ اس شخص سے لی جاتے جس کے پاس ہے اور فروخت کی جاتے، آخر قصہ تک۔ اور اس کے آخر میں ہے کہ جب تم خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں پہنچو تو ان سے یہ کہنا کہ مجھ پر اتنا اور اتنا قرض ہے اور میرے غلاموں میں سے فلاں آزاد اور فلاں (کے ساتھ ایسا کیا جائے) تو ابو بکر نے ان کی وصیت کو پورا کیا اور ہم کسی کو نہیں جانتے کہ اُس کی اسی وصیت کو پورا کیا گیا ہو موت کے بعد کی گئی بجز ثابت بن قیس کے۔ رہا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا متصف ہونا صفا فی قلب کی صفت کے ساتھ جس کو ہمارے زمانہ کے عرف میں طریقت کہتے ہیں۔ کشف المحجوب میں مذکور ہے کہ شیخ جنید بغدادی نے کہا ہے کہ توحید میں سب سے زیادہ بلند کلام ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے لَسْتُ مِنْ لَوْ یَجْعَلُ لِلّٰہِ لَیْسَ بِہِ وَہ ذات جس نے اپنی مخلوق کے لئے کوئی راہ (اپنی معرفت کی) نہیں بنائی مگر اپنی معرفت سے عاجز ہوئے کی دعا شیخ لکھے صغر پر ملاحظہ ہو۔

صوفیاً علیٰ تحقیق از انچہ صفاراً اصلہ بہت
و فرعی سلتش انقطاع دل است از اغیار
و فرعش خلّو دل است از دنیا و غدار و
ایں ہر دو صفت صدیق اکبر است پس
امام اہل این طریقہ دوست انتہی
کلامہ بعد از ان برائے صفت اول
شاہدے ذکر کرد و آل خطبہ او الّا
مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا
قَدِمَاتِ إِلَىٰ آخِرِهَا و برائے صفت
دیگر شاہدے و آن قصہ چہ خلققت
لِعِيَالِكَ قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ رَاحِيًا
آوردہ قَالَ الصّٰدِقِیْنَ مِنْ ذَا قٍ
خَالِصٍ مَحَبَّةِ اللَّهِ يُشْغِلُهُ ذَلِكَ
مِنْ طَلِبِ الدُّنْيَا وَادْحَشَةٍ عَنْ
جَمِيعِ الْبَشَرِ و این غایت تحقیق است در
لوازم محبت خاصہ و از توکل و رضی
اللہ عنہ آنست کہ یاران برائے عباد
وے آمدند و گفتند یا خلیفہ رسول
اللہ الان دعولک طیباً
ینظر الیک قال

اور صاحب کشف المحجوب نے صدیق اکبرؑ کی مدح میں بہت اونچی
بات لکھی ہے یعنی اِنَّ الصّٰفِیَّ الَّذِیْ کَ اَکْرَمُ ارَادَہِ اِیْسِی صُوفِیّتِ کَا
ہے جو علیٰ تحقیق ہو (یعنی حقیقی صوفی بننا چاہتا ہے تو صدیقؑ
کے نقش قدم پر چلے کہ صفا صدیقؑ کی صفت ہے، کیونکہ صفا کی
ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ اس کی اصل ہے دل کا منقطع ہونا
اغیار سے اور اس کی فرع ہے دل کا خالی ہونا دنیا و غدار سے اور
دونوں صفتیں صدیق اکبرؑ کی ہیں تو جو اس طریقہ ولے ہیں
ان کے امام وہ ہیں، اُن کا کلام ختم ہوا۔ اس کے بعد انھوں نے
صفت اول کے ایک شاہد کا ذکر کیا اور وہ آپ کا خطبہ ہے۔
اَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا اَلْزَمَ لِيَعْنِي سُنَّ لَوْ جَوْشَخْشِ مُحَمَّدٍ كِي عِبَادَتِ
کیا کرتا تھا تو محمدؐ یقیناً مرچکے، آخر تک۔ اور صفت دوم کی شہادت
میں (تمام مال لانے کا) وہ قصہ ذکر کیا۔ جس میں ہے،
مَا خَلَقْتُ لِعِيَالِكَ اَلْزَمَ لِيَعْنِي رَا نَحْضَرْتُ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے
پوچھا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ تو انھوں نے کہا اللہ
اور اس کا رسول۔ اور احیاء العلوم میں (امام غزالیؒ) نے لکھا
ہے کہ صدیقؑ کا قول ہے کہ جس نے خالص محبت الہی کا مزہ چکھ
لیا وہ اس کو دنیا کی طلب سے متنفر کر دے گی اور تمام انسانوں
سے متوجّش کر دے گی اور لوازم محبت خاصہ کے بارے میں یہ انتہائی
تحقیق ہے۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کے توکل کا یہ حال ہے
کہ (مرض و فوات کے زمانہ میں) دوست اُن کی مزاج پُرسی

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۷۹)

۷۷ یہ ارشاد معرفت ذات سے متعلق ہے کہ اس کی معرفت سے عجز ہی عین معرفت ہے۔ یہاں ان لوگوں کا عجز مراد ہے جو اس ذات کو صفات و افعال کے
واسطے سے پہچان چکے ہوں اور اگے بڑھ کر ذات بحت کی طلب میں سرگرداں ہوں ان کا مقبالتہ معرفت ہی قول ہو گا۔ مطلقاً عجز مراد نہیں ورنہ منکرین خدا
دہریئے اور کمیونسٹ سب بڑے عارف قرار پائیں گے۔ اشتیاق احمد عفی عنہ۔
۷۸ یعنی حضرت علیؑ جو بری دنیا گنج بخش لاہوری قدس اللہ سرہ ۱۲ مترجم ۷۷ یعنی ہر غیر اللہ سے صوفی کا مقصد آخرت سے بھی جنت کے حمد و
قصور نہیں ہوتے بلکہ مشاہدہ جمال یا مقصد ہوتا ہے ازاخر البصر و ما ظہر ۱۳ مترجم

کے لئے آئے اور کہنے لگے اے خلیفہ رسول اللہ! کیا ہم آپ کے لئے طبیب کو بلا کر نہ لائیں جو آپ کو دیکھ لے تو آپ نے فرمایا قَدْ نَظَرْتُ إِلَيْكَ یعنی طبیب تو مجھے دیکھ چکا ہے۔ لوگوں نے کہا پھر اُس نے آپ سے کیا کہا؟ فرمایا کہ یہ کہا اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا اُرِیدُ یعنی میں وہی کرتا ہوں جو میں چاہتا ہوں، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور ان کے توکل میں سے وہ واقعہ ہے جو گزر چکا کہ اپنا تمام مال اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیا اور فرمایا کہ میں نے اپنے اہل و عیال کے لئے اللہ اور اُس کے رسول کو باقی چھوڑا۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کے تقویٰ کی دلیل یہ واقعہ ہے کہ آپ نے (ایک دن) اپنے غلام کا لایا ہوا دودھ پنی لیا تھا۔ جب تحقیق کی اور وہ مالِ مُشْتَبہ میں سے ظاہر ہوا تو آپ نے اُنھکی مُنہ میں ڈال کر اُس کو قے کر کے نکال دیا، احیاء العلوم وغیرہ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور بیت المال میں آپ کی احتیاط کا یہ حال تھا کہ آپ کے حصہ میں جو چیز آتی ہوتی تھی اور وہ ابھی آپ کے پاس باقی رہی ہوتی تھی اس کو بیت المال میں واپس کر دیا، یہ مروی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور حسن بن علیؓ وغیرہا سے کچھ بدلے ہوئے الفاظ کے ساتھ۔ اور عیالات میں احتیاط کا یہ حال تھا کہ ابو قتادہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ سے پوچھا کہ تم کس وقت وتر پڑھتے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ میں رات کے اوّل حصہ میں پڑھ لیتا ہوں۔ اور عمرؓ سے پوچھا کہ تم کس وقت وتر پڑھتے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ آخر شب میں تو آپ نے ابو بکرؓ کے لئے فرمایا کہ انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا احتیاط کی بنا پر اور عمرؓ کے لئے فرمایا کہ انھوں نے یہ اختیار کیا تو ت کی بنا پر، اس کو ابو داؤدؓ اور مالکؓ نے روایت کیا اور یہ لفظ ابو داؤد کے ہیں۔ اور حضرت صدیقؓ کی

قد نظر لى قالوا فماذا قال لك قال قال انى فقال لما اريد اخرجہ ابن ابی شیبہ واز توکل اوست آنچه گذشت کہ جمیع مال خود را فی سبیل اللہ انفاق کرد وگفت اَبَقِیتُ لِیَالِی اللہ و رسولہ واز دَرَط دے رضی اللہ عنہ آنت کہ از دست غلام خود شیر خورده بود چو تنقص نمود از وجه شبه ظاہر گشت آنت در دہان انداخت و آن ہمہ را قے کرد۔ کذا فی الاحیاء وغیرہ واز احتیاط وے در بیت المال آنکہ چیسے کہ پیش او باقی مانده بود از عطایہ او رد کرد بہ بیت المال روے ذلک عن عائشہ و الحسن بن علی وغیرہما بالفاظ متفرقة واز احتیاط او در عبادات عن ابی قتادۃ ان التَّجَمَّعَ صَلى اللہ علیہ وسلم قال لا ی بکر متے تَوْبَرُ قَالَ اَوْ تَرُ من اَوَّلِ اللیل وقال لعمر متے تَوْبَرُ قال اخر اللیل فقال لا ی بکر اخذ هذا بالحد و قال لعمر اخذ هذا بالقوة اخرجہ ابو داؤد و مالک و هذا لفظ ابی داؤد۔

و از دعا۔ حضرت صدیقؓ

یہ دعا تھی اَللّٰهُمَّ اَرِنِي الْحَقَّ الْحَقِيْقَ لَعَلَّيْ اَشْكُرَ اللهَ بِحَقِّ مَا هُوَ اَدَّكَ وَبِحَقِّ مَا
 مجھے اُس کے اتباع کی توفیق بخش دیتے اور مجھے باطل کا باطل
 ہونا دکھا دیتے اور اس سے بچنے کی توفیق بخش دیتے اور حق کو
 مجھ پر مشتبہ نہ کیجئے کہ میں خواہش نفسانی کا اتباع کرنے لگوں،
 احیاء العلوم میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور زبان کو روکے رکھنا اس درجہ
 تھا کہ ابوبکرؓ اپنے منہ میں سنگریزہ رکھ لیا کرتے تھے تاکہ اس کے ذریعہ
 سے اپنے نفس کو کلام سے روکیں، احیاء العلوم میں ایسا ہی ہے۔ اور
 عمرؓ پہنچے ابوبکرؓ کے پاس اور وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ تو عمرؓ
 نے کہا کہ اللہ آپ کو معاف کرے اس سے رک جاؤ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ
 اسی نے تو مجھے ہلاکت کے مقامات میں ڈالا، اس کو مالکؓ نے روک
 کیا۔ احیاء العلوم میں اس موقع پر ایک عجیب قصہ بیان کیا ہے:
 (کسی بزرگ کو) ابوبکر صدیقؓ خواب میں دکھاتے گئے تو ان
 سے کہا گیا کہ آپ اپنی زبان کے بائیں میں کہا کرتے تھے کہ یہ وہ
 ہے جس نے مجھے ہلاکت کے مقامات میں ڈالا۔ تو اللہ نے آپ
 کے ساتھ کیا معاملہ کیا؛ تو فرمایا کہ میں نے کہا لا الہ الا اللہ تو
 اس نے جنت میں داخل کر دیا۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کی تواضع کا
 یہ حال ہے کہ جب اپنے یزید بن ابی سفیان کو چوتھا حقہ شام کا امیر
 بنایا تو ان کی مشایعت یعنی ساتھ ساتھ چلنے کے لئے پیدل (شہر سے)
 باہر نکل آئے۔ یزید بن ابی سفیان نے کہا یا تو آپ سوار ہو جائیں اور
 یامیں نیچے اُتریں تو ابوبکرؓ نے فرمایا کہ نہ آپ اُتریں اور نہ میں سوار
 ہوں۔ میں تو بہ نیت عبادت اپنے یہ قدم اللہ کے راستے میں ٹھا
 رہا ہوں، اس کو امام مالکؓ نے روایت کیا۔ اور خلق اللہ پر آپ کی
 شفقت اور لذاتِ نفس سے خالی ہونے کا حال اس سے معلوم ہوتا
 ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اگر میں کسی شراب پیئے دے تو کوہِ تہا ہوں (یعنی اقام کر رہا ہوں)
 تو چاہتا ہوں کہ خدا اُس کی پردہ پوشی کرے اور اگر کسی سارق

اَللّٰهُمَّ اَرِنِي الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنِي اَتْبَاعَهُ وَارْزُقْنِي
 الباطل باطلاً و اَرْزُقْنِي اجْتِنَابَهُ وَكَلِّ
 تَجْعَلْ مُشْتَبِهًا عَلَيَّ فَاتَّبِعِ الْهُدَى كَذَا فِي
 الاحیاء و از کف اللسان وے کان
 ابوبکر یَضَعُ حَصَاةً فِي فَمِهِ لِيَمْنَعَهُ بِهَا
 نَفْسَهُ مِنَ الْكَلَامِ كَذَا فِي الاحیاء وَدَخَلَ
 عُمَرُ عَلَى ابوبکر وَهُوَ يَجْزِي لِسَانَهُ فَقَالَ لَهُ
 مَا غَضِبَكَ اللهُ لَكَ فَقَالَ ابوبکر هَذَا
 اَوْرَدَنِي الْمَوَارِدَ اَخْرَجَهُ مَالِكُ دَرَجَاتِ
 اِسْجَا قِصَّةٌ عَجِيبَةٌ ذَكَرَهَا اسْتَرْوَى ابوبکر
 الصّٰدِقُ فِي النَّوْمِ فَقِيلَ لَهُ اِنَّكَ كُنْتَ
 تَقُولُ فِي لِسَانِكَ هَذَا الَّذِي اَوْرَدَنِي
 الْمَوَارِدَ فَمَا فَعَلَ اللهُ بِكَ فَقَالَ قُلْتُ
 لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ فَأَوْرَدَنِي الْجَنَّةَ وَارْزُقْ
 تواضع وے رضی اللہ عنہ آنت کہ چون یزید
 ابن ابی سفیان را امیر چہار یک شام ساخت
 پیادہ بمشایعت او برآمد یزید بن ابی سفیان
 گفت اما ان ترکب واما ان اَنْزِلَ فَقَالَ
 ابوبکر ما انت بنازِلٌ و ما انا براکِبٌ
 احتسبتُ خُطَايَ هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ
 اَخْرَجَهُ مَالِكُ وَازْشَفَقَتْ او بِرَخْلِ اللهِ
 وَتَخَلَّى اَزْ حَفْوَظِ نَفْسِ خُودِ
 قَالَ ابوبکر لَوْ اَخَذْتُ شَارِبًا
 اُحِبُّ اَنْ يَسْتُرَ اللهُ لَوْ اَخَذْتُ
 سَارِقًا اُحِبُّ اَنْ يَسْتُرَهُ اللهُ

کذا فی الإحياء واز رضاء او آنکه
 روزے پیش آنحضرت آمد و آنحضرت
 جبریلؑ نشسته بود فقال جبرئیل یا
 محمد مالی آزی اباکم علیہ عبا ؑ
 قد خللها فی صدره فقال یا
 جبرئیل انفق ماله علیّ قبل
 الفتح قال فانّ الله تعالى
 یقرأ علیہ السلام و یقول
 قل له اراض انت عتی فی
 فکرك هذا ام سآخط فقال
 ابوبکر ا آسخط علی ربی انا عن
 ربی راض انا عن ربی راض انا
 عن ربی راض اخرجہ الواحد
 والبغوی بسند غریب جداً
 واز نفی اراده او والله ما کنت
 حریصاً علی الاماره قط ولا طلبتها من
 الله سرّاً وعلانیةً اخرجہ جماعة
 واز زہرے رضی الله عنه عن رافع
 ابن ابی رافع قال رافعت اباکم وکان
 له کساء فذکری یخجله علیہ اذ اربکب
 و نلّسہ انا و هو اذ انزلنا و هو الکساء
 الذی عیّرته به هوازن فقالوا
 ا ذا الخلال نبایع بعد رسول الله صلے
 الله علیہ وسلم اخرجہ ابن ابی شیبۃ

عہ طالب خدا کا ایک بلند حال یہ ہوتا ہے کہ اس کا ارادہ فنا ہو جائے ارادہ حق میں۔ یہ حال بھی صدیق اکبرؑ میں موجود تھا ۱۲ مترجم

اور ابو بکرؓ نے اپنی موت کے قریب فرمایا کہ یہ کپڑا اتار لو کہ وہ ایسا کپڑا تھا جس پر محلِ سرخیز یا زعفران کا اثر تھا۔ اور اس کو دھو لینا۔ پھر اس کے ساتھ دوسرے دو کپڑے شامل کر کے مجھے کفنا دینا۔ عائشہؓ نے کہا کہ اور یہ ہے کیسا؟ (یعنی پُرانا کپڑا) اس کو کفن میں کیا استعمال کیا جائے؟ تو ابو بکرؓ نے کہا کہ زندہ زیادہ حاجت مند ہے نئے کپڑے کا بہ نسبت میت کے کہ وہ (میت کپڑے) بدن کی رطوبت کے لئے ہیں، اس کو مالکؓ نے روایت کیا۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے خوف کا یہ قصہ ہے۔ مروی ہے ضحاکؓ سے بیان کیا کہ ابو بکرؓ نے ایک پرندے کو دیکھا جو ایک درخت پر آکر گرا تو آپ کہنے لگے کہ اے پرندے تجھے مبارکباد! واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں تجھ جیسا ہوتا۔ تو درخت پر آگرا تا ہے اس کے پھل میں سے کھاتا ہے۔ پھر اڑ جاتا ہے اور تیرے اوپر کوئی حساب ہے نہ عذاب۔ واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں راہ کی ایک جانب میں کھڑا ہوں ایک درخت ہوتا پھر مجھ پر کسی اونٹ کا گزر ہوتا اور وہ مجھے اپنے منہ میں داخل کرتا اور چباتا پھر مجھے حلق میں اتار لیتا پھر مینگنی بنا کر مجھے خارج کر دیتا اور میں بشر نہ ہوتا، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عبرت کا یہ واقعہ ہے۔ مروی ہے میمونؓ سے کہ ابو بکرؓ کے سامنے (ایک پرندہ) وافر الجناحین لایا گیا۔ تو آپؓ نے کہا کہ جب کوئی شکار جانور شکار کیا جاتا ہے یا کسی درخت کی کوئی شاخ کاٹی جاتی ہے تو اس وجہ سے کہ وہ اپنی تسبیح کو ضائع کر دیتا ہے، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور عجب سے آپؓ کے ممبرا ہونے کا شاہد یہ واقعہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے کپڑے کو کھینچا فخر و نمود کے ساتھ تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

وقال ابو بکر عند موته خذوا هذا الثوب لنؤدب عليه اصابعه بمشق اوزعفران فاغسلوه ثم كفنوني مع ثوبين اخرين قالت عائشة وما هذا فقال ابو بکر الحی اوحى الی الجدید من المیت وانا هذا للمهلکة اخرجہ مالک وازخوف لے رضی اللہ عنہ عن الضحاک قال رای ابو بکر طیرا واقفا علی شجرة فقال طوبی لک یا طیر واللہ انی لوددت انی مثلك تقف علی الشجر وتأکل من الثمر ثم تطیر ولیس علیک حساب ولا عذاب واللہ لوددت انی کنت شجرة الی جانب الطریق فمر علی جمل فاحذنی فادخلنی فاک ولا کنی ثم اردد فی ثم اخرجنی بعرا ولم اکن بشرا اخرجہ ابن ابی شیبہ وازخوف لے رضی اللہ عنہ عن میمون قال اتی ابو بکر وافر الجناحین فقال ما صید من صید ولا عصفور من شجر الا بها ضیعت من التسبیح اخرجہ ابن ابی شیبہ۔ وازخوف لے رضی اللہ عنہ از محب چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود من جز ثوبه خیلاً لم یُنظر الله الیه یوم القیامة فقال ابو بکر ان احد شقی ثوبی یسترخی الا ان اعاھد ذلک منہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لست تصنع ذلک خیلاً اخرجہ البخاری

کہا کہ میرے کپڑے کا ایک پلا لٹک جایا کرتا ہے۔ اب میں اس سے بچنے کا اہتمام رکھوں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یقیناً ایسا زراہ فخر و نمود نہیں کرتے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ابو داؤد کی روایت میں یہ ہے کہ اللہ نے تجھ میں سے خیلار یعنی فخر و نمود کو نکال دیا ہے۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کا گریہ ثابت ہے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک بہت رونے والے شخص تھے جب قرآن کی قرات کیا کرتے تھے تو اپنی آنکھوں پر قابو نہ رکھتے تھے، اس کو بخاری نے روایت کیا ہے ایک طویل قصہ میں ابو ابراہیم غنمی نے کہا کہ ابو بکرؓ کا لقب آواہ پڑ گیا ان کی شفقت و رحم دلی کی بنا پر۔ اور خلق خدا کو ان سے نفع کے بارے میں کتاب الاول میں لکھا ہے کہ ابو بکرؓ کی مثال بارش کی بوند کی مانند ہے جہاں گزرے نفع پہنچاتے، دونوں روایتیں ”صواعق“ میں مذکور ہیں۔ اور آپؐ کا ترک سوال اس روایت سے مروی ہے ابن ابی ملیک سے کہ بسا اوقات ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ سے اونٹ کی ہمار چھوٹ کر گر جاتی تو اپنی ناقہ کے ذراع پر ہاتھ مار کر اس کو بٹھاتے اور ہمار کو اٹھاتے۔ راوی نے ذکر کیا کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپؐ نے ہمیں کیوں نہ حکم دیا ہم اٹھا کر آپ کو دیدیتے۔ تو فرمایا کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں، روایت کیا اس کو احمد نے۔ اور ان کے صدق نیت کا حال یہ ہے۔ مروی ہے قتادہؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ سے فرمایا کہ میرا گزر تمہاری طرف ہو اور تم قرات کر رہے تھے اور تم اپنی آواز پست رکھتے ہو۔ تو فرمایا کہ میں اس کی طرف کان لگاتے رکھتا ہوں جس سے سرگوشی کرتا ہوں، آخر حدیث تک۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ جو کچھ احوال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اس بندہ ضعیف درحالت راسخہ کفایت نمود

وفي لفظ ابى داود ان الله نزع الخيلاء منك وازبكاه ورضي الله عنه قول عائشة وكان ابوبكر رجلاً بكاءً اذا قرء القرآن لا يملك عينيه اخرجہ البخارى في قصة طويله وقال ابراهيم النخعي كان ابوبكر سمي الاذاه سرافة ورحمةً واز نفعه او خلق الله را مکتوب في المکتاب الاول مثل ابى بکر مثل القطر اينما وقع نفع كلاهما من كور في الصواعق واز ترک سوال او عن ابن ابى مليكة قال كان سربها سقط الخطايا من يد ابى بکر الصديق قال فيضرب بذراع ناقته فينيخها فياخذه قال فقالوا له افلا امرتنا ناولك فقال ان حبيبي صلي الله عليه وسلم امرني ان لا اسأل الناس شيئاً رواه احمد واز صدق نيت او عن ابى قتادة ان النبي صلي الله عليه وسلم قال لا بى بکر مررت بك وانت تقرأ وانت تخفص من صوتك فقال انى اسمعك من ناجيت الحديث اخرجہ الترمذى. اينست آنچه احوال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اس بندہ ضعیف درحالت راسخہ کفایت نمود

کفایت کر سکا ہے وہ یہ ہے اور قلیل نمونہ ہوتا ہے کثیر کا اور ایک چٹو
 خبر دیتی ہے بڑے دریا کی۔ اب سینے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے
 نشر قرآن عظیم کے بارے کہ تحمل کا حال تو یہ چند صورتوں سے واقع ہوا۔
 ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ بھی وحی کے کاتبوں
 میں سے تھے۔ استیعاب میں ہے اور جن لوگوں نے وحی کی کتابت کی
 ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ تھے۔ دوسری یہ کہ انھوں نے قرآن
 کو جمع کیا تھا یعنی تمام قرآن کو حفظ کیا تھا۔ امام نوویؒ نے تہذیب
 میں اس کی تصریح کی ہے اور اس معنی کا ایک قوی شاہد ہے اور
 وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت صدیق رضی اللہ عنہ کا حکم
 دیا اور اس قاعدہ کو شریعت میں مقرر کیا گیا ہے لیو مکوا قرآن کلہ
 یعنی تمھاری امامت وہ شخص کرے جو سب سے زیادہ قاری ہو
 اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم میں بکثرت قرآن پڑھنے والا
 ہو۔ اور ایک شاہد اور بھی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ
 وسلم کے واقعہ ہوش ربا، جانکاہ کے وقت جب کہ اکثر صحابہ رضی
 کچھ ان کے حافظہ میں تھا وہ سب کھوتے ہوئے تھے آپؐ نے
 وَمَا مُحَمَّدٌ اَوْ اِنَّكَ مَيِّتٌ کی تلاوت فرمائی اور سب کے سب
 لوگوں نے یہ آیات آپ سے لیں۔ اور یہ واقعہ دلالت رکھتا
 ہے آپ کی قوت حافظہ پر اور ایسا ہی ان کا علم انساب اور
 تواریخ عرب کے متعلق اور روایت حدیث دفن انبیاء کے متعلق
 ایسے شدید وقت میں۔ اور ایک شاہد اور ہے کہ حضرت
 صدیق رضی اللہ عنہ نماز میں طویل سورتیں پڑھا کرتے تھے مثل
 سورۃ بقرہ کے اور یہ صریح دلالت کرتا ہے تمام کتاب
 اللہ کے حفظ پر۔ اور اگر ہم فرض کر لیں کہ صدیق رضی اللہ عنہ
 کو پورا قرآن حفظ نہیں تھا اس سے آپؐ کے اجتہاد

والقلیل نموذج الکثیر والغرافۃ شتی
 عن البصر الکبیر الماحل فی رضی اللہ عنہ اعباء
 نشر قرآن عظیم راس بخند وجہ واقعہ شدیکے آنکہ
 روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از جملہ کاتبان
 وحی بود فی الاستیعاب ومن کتب الوحی
 ابو بکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ دیگر آنکہ جمع کردہ
 بود قرآن را یعنی حفظ کردہ بود تمام آن را امام
 نوویؒ در تہذیب بآں تصریح کردہ واین معنی را
 شاہد بیست قوی وآن آست کہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم امر کرد بامامت صدیق رضی اللہ عنہ حالانکہ وہ
 شریعت مقرر شد لیو مکوا قرآن کلہ و
 فی لفظ اکثر کہ قرآن و شاہدے دیگر آنکہ
 در واقعہ ہوش ربا جانکاہ انتقال سرور عالم علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم در محفوظات خود
 ذہول و زیدہ بودند و مَا مُحَمَّدٌ وَاِنَّكَ
 مَيِّتٌ تلاوت فرمود و مردم با جمہم از مے
 تلقی آن کردند اس دلالت دارد بر قوت حافظہ
 او و کذا علم بالانساب و تواریخ العرب
 وروایۃ الحدیث دفن الانبیاء فی ذلک
 الوقت الفظیع و شاہدے دیگر است کہ حضرت
 صدیق رضی اللہ عنہ سورتھائے طویلہ در نمازے خواند
 مثل سورۃ بقرہ واین صریح دلالت میکند بر
 حفظ جمیع کتاب و اگر فرض کنیم کہ مے رضی
 اللہ عنہ تمام قرآن یاد نداشتہ باشد

عہ یعنی یہ آیات اذان سے گویا جو بچکی تھیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تلاوت کے بعد ہی سب کو یاد آئیں ۱۲ مترجم

کی صحت میں کوئی نقص نہیں واقع ہوتا کیونکہ لوحِ قلب میں قرآن حفظ کرنا اجتہاد کی شرط نہیں ہے۔ تیسری یہ کہ سب سے پہلے قرآن کو دو لوح (یعنی دو گتوں) کے درمیان جمع کرنے کی جس نے کوشش کی وہ صدیق اکبرؑ تھے جنہوں نے فاروق اعظمؓ کے التماس سے یہ عظیم کام کیا۔ اور آپ کی کوشش کا نتیجہ ظاہر ہو گیا کہ اس کے سبب سے قرآن مشرق اور مغرب میں شائع ہو گیا۔ چوتھی یہ کہ بعض مشکل مواقع میں آپ نے اسکا حل فرماتے اور یہ بات حضرت صدیقؑ کے خطبات میں خوب واضح ہو جائے گی۔ اب لیجئے آپ کا اشاعتِ علمِ حدیث کے بار کا تحمل تو وہ چند صورتوں کے ساتھ ہوا ہے۔ ایک یہ کہ آپ نے فیضانِ علم لینے کی کوشش براہِ راست منجِ علم سے کی ہے۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے ایسے کلمات دُعا سکھا دیجئے جن سے میں اپنی نماز میں دُعا کیا کروں۔ فرمایا کہو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ لَمْ دَجِّمَہُ بِلِیْلِہِ اللہ میں نے تو گناہوں کا مرتکب ہو کر، اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کو آپ کے سوا کوئی نہیں بخشتا آپ اپنی طرف سے درگزر فرماتے ہوئے میرے گناہ بخش دیں اور مجھ پر رحم فرمائیں بیشک آپ ہی بہت مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں، اس کو احمد اور ابو یعلیٰ وغیرہا نے روایت کیا۔ مروی ہے ابو ہریرہؓ سے کہاکہ ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے ایسی چیز بتا دیجئے جس کو میں روزانہ جب صبح اور شام آیا کرے تو پرہ لیا کروں۔ فرمایا کہو اَللّٰهُمَّ عَالِہُ الْغِیْبِ وَالشَّہَادَةِ لِیَا اللہ! ہر غائب اور حاضر کا علم رکھنے والے، آسمانوں اور

در صحت اجتہاد و قدح نیکند زیر اگر حفظ قرآن عن ظہر القلب شرط اجتہاد نیست سوم آنکہ اول کسیکہ سعی کرد در جمع قرآن بین اللہ وین صدیق اکبرؑ بود کہ بالتماس فاروق اعظمؓ اہتمام این امر عظیم فرمود و شمر سعی او ظاہر شد کہ بسبب آن قرآن در مشرق و مغرب شائع گشت چہارم آنکہ در بعض مواضع مشککہ حل اشکال فرمود و این وجہ در خطب حضرت صدیقؑ مبین خواہد شد اما تحمل وے رضی اللہ عنہ نشر علم حدیث را بچندین وجہ بودہ است یکے آنکہ استمطار علم کردہ است از منبع العلم قال لرسول اللہ ﷺ علیہ وسلم عِلْمِیْ دُعَاءٌ اَدْعُوہُ فِی صَلَٰتِیْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَاِیْغِیْرِ الذَّنْبَ الَّذِیْ اَنْتَ اَنْتَ اَفْغِیْرِ لِیْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدَکَ وَ اَرْحَمِیْ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ اُخْرِجْہُ اَحْمَد وَاَبُو یَعْلٰی وَغَیْرُہُمَا وَعَنْ اَبِیْ ہَرِیْرَۃٍ قَالَ قَالَ اَبُو بَکْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بِشْمٌ اَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتُ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ عَالِہُ الْغِیْبِ وَالشَّہَادَةِ فَاَطْرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْکَہُ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اَنْتَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ

عہ کس خوبی کے ساتھ مسائیت کے اعتقادِ باطل سے بچا گیا ہے کہ جو گناہ کرو یا درسی صاحب کہد وہ معافی دیدیں گے تو گناہ سے پاک ہو گئے ۱۲

اشتیاق احمد معنی عنہ

وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرُّهُ كَمَا قَالَ
قُلُّهُ إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا امْسَيْتَ وَ
إِذَا أَخَذْتَ مَضْجِعَكَ أَخْرَجَهُ
الترمذی وَ عَنْ ابْنِ بَكْرِ الصَّدِيقِ
قَالَ كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ
مَنْ يَعْمَلْ سَوْءً يَجْزِيهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ
مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا بَكْرٍ
إِلَّا أَقْرَبُكَ آيَةً أَنْزَلْتُ عَلَى
قُلُوبِ بِلَالٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَقْرَأْنِيهَا
فَلَا أَعْلَمُ إِلَّا ابْنِي وَجَدْتُ انْقِصَامًا
فِي ظَهْرِي حَتَّى تَهْتَاطِئُ لَهَا فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا
أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ وَأَصْحَابُكَ
الْمُؤْمِنُونَ فَيُجْزَوْنَ بِذَلِكَ
فِي الدُّنْيَا حَتَّى تَلْقَوْا اللَّهَ
وَلَيْسَتْ لَكُمْ ذُنُوبٌ
وَأَمَّا الْآخَرُونَ فَيُجْمَعُ
ذَلِكَ لَهُمْ حَتَّى يَجْزَوْا يَوْمَ
الْقِيَمَةِ أَخْرَجَهُ أَبُو يَعْلَى
عَنْ حَذِيفَةَ عَنْ ابْنِ بَكْرِ
أَمَّا حَضَرُ ذَلِكَ حَذِيفَةُ
مِنَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَمَّا أَخْبَرُ لَا

زمین کے پیدا کرنے والے، ہر چیز کے پروردگار اور پوری ملکیت رکھنے
والے! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں
اور آپ سے پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان
کے شر سے اور اُس کے شرک سے جس کی اس کو اجازت بخشی گئی
ہے وَشَارَكَهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ الْخِزْمَةُ (۶۴:۱۷) کہ
تو اُن کے اموال اور اولاد میں اپنا سا بھٹا کر لینا فرمایا کہ یہ پڑھ لیا
کہ وجب تم پر صبح آئے اور جب شام آئے اور جب تم اپنے آرام
کی جگہ (یعنی بستر پر سونے کے لئے) پہنچ جاؤ۔ اس کو ترمذی نے
روایت کیا۔ اور مروی ہے ابو بکر صدیقؓ سے کہا کہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی مَنْ يَعْمَلْ
سَوْءً فَلَهُ (۱۲۳:۴) جو شخص کوئی بُرا کام کرے گا وہ اُس کے
عوض میں سزا دیا جائے گا اور اس شخص کو خدا کے سوا کوئی یار
نہ لے گا نہ مددگار لے گا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے
ابو بکرؓ! کیا میں تم کو وہ آیت نہ پڑھاؤں جو مجھ پر نازل ہوئی ہے؟
میں نے کہا بیشک یا رسول اللہؐ! تو یہ آیت مجھے پڑھائی۔ تو میں نہیں
جانتا بجز اس کے کہ میں نے اپنی کمر میں ہڈی پھونٹی محسوس کی یہاں
تک کہ اُس کی وجہ سے انگڑائی لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا (گھبراؤ نہیں) اے ابو بکرؓ! تم اور تمہارے ساتھی مومنین
کو اس کا بدلہ دنیا میں دیدیا جائے گا (جسمانی تکالیف اور مالی نقصانات
وغیرہ پہنچا کر) یہاں تک کہ تم اللہ سے ایسی حالت میں ملو گے کہ تم
پر گناہ نہیں ہوں گے۔ یہ ہے دوسرے لوگ تو اُن کے یہ گناہ جمع
ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کو قیامت کے دن اُن کا بدلہ
دیا جائے گا۔ اس کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ مروی ہے حذیفہؓ
سے وہ روایت کرتے ہیں ابو بکرؓ سے یا اس موقع پر حذیفہؓ
خود ہی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے

اور یا ان کو ابو بکرؓ نے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرک تم میں زیادہ پوشیدہ (آتا) ہے چوٹی کی رفتار سے۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ اور شرک یہی تو ہے کہ اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کی جائے۔ فرمایا کہ تجھے تیری ماں روتے لے صدیقؓ! شرک (اتنی ہی بات میں محدود نہیں وہ) تم میں زیادہ پوشیدہ آتا ہے چوٹی کی رفتار سے۔ کیا میں تم کو ایسا کلام نہ بتا دوں جو اس کے چھوٹے اور بڑے دونوں کو زائل کر دے۔ میں نے کہا ضرور یا رسول اللہ فرمایا کہ ہر دن میں تین مرتبہ یہ کہا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ لَیْ یَعْنِیْ لے اللہ میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں آپ کے ساتھ شرک کروں اور میں (اُس کے شرک ہونے کو) جانتا بھی ہوں اور آپ سے مغفرت چاہتا ہوں اُس سے جو (میں کر گزرا اور) میں نہیں جانتا تھا۔ اور شرک "یہ ہے کہ تو یوں کہے کہ (فلاں شخص) مجھے اللہ نے اور فلاں شخص نے عطا کی اور بُد "یہ ہے کہ انسان یوں کہے کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو فلاں شخص مجھے قتل کر دیتا، اس کو ابو یعلیٰ نے بسند غریب روایت کیا۔ دوسری یہ کہ ڈیڑھ سو احادیث کے قریب انکی مرویات محدثین کے ہاتھوں میں باقی رہ گئی ہیں اور یہ مقدار حضرت صدیق کی ذاتی صحبت اور خیر کے مواقع پر ان کے بکثرت حاضر ہونے کے لحاظ سے بہت ہی قلیل ہے۔ لیکن دو تین سبب نے ان کو کثرت روایت سے باز رکھا۔ ایک سبب تو ایسا ہے جو راجع ہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے حال کی طرف اور وہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دو سال اور چند مہینے بقید حیات رہے اور مشغول رہے مُرتدین اور مانعین زکوٰۃ کے ساتھ جنگ کرنے میں اور جہاد فارس و روم کے لئے لشکروں کی تیاری میں۔ اگر تم اس کا کوئی شاہد صریح چاہتے ہو تو تامل کرو فضلاء صحابہؓ کی ایک جماعت کے حال میں کہ جن کی تعظیم شان آنحضرت

ابوبکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الشِّرْکُ فِیْکُمْ اَخْفٰ مِنْ دَبِیْبِ النَّمْلِ قال قلت یا رسول اللہ وھل الشِّرْکُ اِلَّا مَا عُبِدَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ قال ثَلَاثٌ اَمَّاکَ یا صدیق الشِّرْکُ فِیْکُمْ اَخْفٰ مِنْ دَبِیْبِ النَّمْلِ اِلَّا اَخْبِرْکَ بِقَوْلٍ یُّذْہِبُ صَغِیْرًا وَکَبِیْرًا قال قلت بلی یا رسول اللہ قال تقول کلّ یوم ثلاث مرات اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرَکَ بِکَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ وَالشِّرْکُ اِنْ تَقُوْلَ اَعْطَانِی اللّٰهُ وَفَلَانٌ وَالبَدُّ اِنْ یَقُوْلَ اِلَّا نَسَانُ لَوْلَا فَلَانٌ لَقَتَلْتَنِیْ فَلَانٌ اَخْبَرَنِیْ ابو یعلیٰ بسند غریب دوم آنکہ نزدیک بصد و پنجاہ حدیث از مرویات او در دست محدثین باقیانده است و این معنی نسبت صحبت داتمه حضرت صدیقؓ و کثرت حضور او در مشاہد خیر قلیل است بہ بسیاے لیکن دو سہ سبب از کثرت روایت باز داشت سببی کہ راجع بحال حضرت صدیقؓ است و آن آنست کہ وی رضی اللہ عنہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو سال و چند ماہ در قید حیات بود و مشغول ماند بقبال مرتدین و مانعان زکوٰۃ باز بہ تہنیز جیوش براتے جہاد فارس و روم اگر ایں راشاہدے صریح میخوایی تامل کن در حال جمعی از فضلاء صحابہؓ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

تنویر شان ایشاں با علیت فرمودہ چوں مدّت
 دراز باقی نماند از ایشاں روایت حدیث چندانی در
 دست محدثین نماند مثل معاذ بن جبل دیگر سبب حاصل
 در سامعان حدیث از وہی و آل آنست کہ حاضران
 مجلس حضرت صدیق غالباً صحابہ بودند و محتاج
 نشدند در بسیاری از احادیث توسیطی بلکہ اکثر
 آل احادیث از زبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 شنیدہ بودند و هنوز مختصرین وارد نشده بودند
 الا قلیل مثل قیس بن ابی حازم سوم سبب در
 تقلیل روایت و آل قلت وقائع است و آنچہ سبب
 وقائع بیان کردہ است اکثر در خطبہ امام مرفوعاً
 و امام موقوفاً معہ ہذا احادیث ہے چند طبقہ
 است بعضی صحیح مثل حدیث مقادیر زکوٰۃ
 کہ بخاری آل را نقل کرد و او اصح احادیث
 زکوٰۃ است و معمول بہ و معتمد علیہ
 و حدیث ہجرت و آل را حدیث الرّحل
 گویند و حدیث نحن معاشر الانبیاء
 لا ندرت ولا ندرت اخراج احمد عن
 عبد الرزاق قال اهل مكة يقولون اخذ
 ابن جبریه الصلوة من عطاء واخذها
 عطاء من ابن الزبیر و اخذها ابن
 الزبیر من ابی بکر و اخذها ابو بکر
 من النبی صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلیت کے ساتھ فرمائی کہ ان کو بڑا عالم
 فرمایا جب وہ مدّت دراز تک باقی نہ رہے تو ان سے جو حدیث روایت
 ہوئیں وہ بھی محدثین کے ہاتھوں میں اتنی باقی نہ رہیں کہ معتد بہ
 کہا جاسکے جیسے معاذ بن جبل (ان کا انتقال ۸۰ھ میں ہوا)
 دوسرا سبب ایسا ہے جو ان سے حدیث سننے والوں کی جانب سے
 آتا ہے اور وہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی مجلس کے
 حاضرین زیادہ تر صحابہ ہوتے تھے اور وہ بہت سی احادیث
 میں آپ کے واسطہ روایت کے محتاج نہ تھے بلکہ ان میں سے اکثر
 احادیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے خود سنے
 ہوتے تھے اور ابھی تک مختصرین وارد نہیں ہوتے تھے مگر
 بہت کم مثل قیس بن ابی حازم کے۔ تیسرا ایک خاص سبب ہے
 قلت روایت کا اور وہ ہے وقائع کی قلت اور جو کچھ آپ نے
 وقائع کے سبب بیان کیا ہے وہ اکثر خطبات میں مذکور ہے بطریق
 مرفوعہ یا بطریق موقوف۔ اس کے باوجود ان کی احادیث کئی
 طبقہ کی ہیں بعض صحیح ہیں جیسی مقادیر زکوٰۃ کی حدیث کہ بخاری
 نے اس کو نقل کیا ہے اور وہ احادیث زکوٰۃ میں سب سے زیادہ صحیح
 ہے اور معمول بہ اور معتمد علیہ اور ہجرت کی حدیث جس کو حدیث الرّحل
 کہتے ہیں اور حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ یعنی ہم انبیاء کے گروہ
 (کا یہ حکم ہے) کہ ہم کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ کوئی ہمارا
 وارث ہوتا ہے احمد نے روایت کی عبد الرزاق سے انھوں نے کہا کہ
 اہل مکہ کہتے ہیں کہ ابن جبرّج نے نماز سیکھی ہے عطاء سے اور
 عطاء نے اس کو لیا ابن الزبیر سے اور ابن الزبیر نے اس کو لیا
 ہے ابو بکر سے اور ابو بکر نے اس کو لیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

عہ محدثین کی اصطلاح میں ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ یا مگر آپ سے ملاقات نہیں کر سکے۔ ایسے
 راوی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کرتے ہیں تو وہ کسی صحابی کے واسطہ سے ہوتی ہے اور شعراء میں وہ شاعر مخفّری کہتے جاتے ہیں جنھوں
 نے جاہلیت کا زمانہ بھی پایا اور اسلام کا بھی ۱۱ اشتیاق احمد عن

میں نے کسی کو ابن جریر سے زیادہ اچھی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اب جو کچھ کتب سن میں صفت صلوٰۃ بطریق اہل کذا کی جاتی ہے وہ سب اسی جہت سے ماخوذ ہے۔ اور بعض حسن ہیں جیسے حدیث سَلُّوا اللہَ العافیۃ (اللہ سے عافیت مانگو) اور حدیث لا یدخل النّارَ یعنی بُرے ملکات کا شخص جنت میں نہ داخل ہوگا۔ اور حدیث ما صر من استغفر اور صلوٰۃ الاستغفار کی حدیث اور تیسری قسم وہ احادیث ہیں جو لوگوں میں مشہور ہیں دوسرے اصحاب کی روایت سے اور غریب ہیں صدیق اکبرؓ کی روایت سے اور ایسے لوگوں کی اکثر احادیث کو اُن احادیث کی روایت کے ساتھ چال کر دیا اور وہ اس روایت کے حامل ہو گئے جیسے اثباتِ قدر کی حدیث بروایت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ جو اپنے باپ ابو بکرؓ سے روایت کرتے ہیں اور حدیث الذہب بالذہب الخ ابو رافعؓ کی روایت سے اور حدیث مَنْ کَذَبَ عَلٰی مُتَّعِدًا اور حدیث التّوّا النار الخ یعنی آگ سے بچاؤ کرو اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے سے ہو۔ اور حدیث ما بین منبری الخ یعنی میرے منبر اور میرے گھر کے درمیان ایک باغچہ ہے جنت کے باغیچوں میں سے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی حدیث اور وہ حدیث جس میں بعض اہل نار کا شہدار وغیرہم کی شفاعت سے نکلنے کا ذکر ہے اور اس شخص کی مغفرت والی حدیث جو بیع میں بے احتیاطی کرنا تھا۔ اور وہ حدیث جس میں ایک شخص کی وصیت کا ذکر ہے جو اُس نے اللہ کے خوف سے اپنے جسم کو چھو نکدینے کے لئے کی تھی۔ اور یہ حدیث کہ مُردہ کو عذاب دیا جاتا ہے اُس پر زندہ کے گریہ و بکا سے اور یہ حدیث کہ جنت میں شتر ہزار آدمی بغیر حساب کے داخل ہوں گے اور ماغزِ اسلمی کو سنگسار کئے جانے کی حدیث اور یہ حدیث کہ مسواک مُنہ کو پاکیزہ کرنے والی ہے۔ اور الائمۃ من قریش

مَا رَأَيْتُ احَدًا احسنَ صلوٰۃً من ابنِ جریرٍ
انچہ الحال در کتب سن در صفت صلوٰۃ بطریق اہل
کہ مذکور میشود ماخوذ ازین جہت است و بعض حسن
مثل حدیث سَلُّوا اللہَ العافیۃ و حدیث لا
یدخل الجنۃ سِوٰی المملکۃ و حدیث مَا اَصْحٰ
من استغفر و حدیث صلوٰۃ الاستغفار۔
و نوع سوم احادیث کہ مشہور است بین الناس
بروایت اصحاب دیگر و غریب است بروایت حضرت
صدیقؓ و اکثر اُن احادیث مرناں را بروایت
اُن حدیث جری ساخته است و حامل روایت اُن
گشتہ مثل حدیث اثباتِ قدر بروایت عبدالرحمن
ابن ابی بکرؓ عن امیہ و حدیث الذہب بالذہب آہ
بروایت ابی رافع و حدیث مَنْ کَذَبَ عَلٰی
مُتَّعِدًا و حدیث التّوّا النار و لوبشّ تمرۃ
و حدیث ما بین منبری و بتی روضۃ من ریاض
الجنۃ و حدیث شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم و حدیث خروج بعض اہل النار من النار
بشفاعۃ الشہدار و غیرہم و حدیث مغفرۃ مَنْ
کان یساعج فی البیوع و حدیث مَنْ اَوْطَع
یا حراق نفسہم خرقا من اللہ تعالیٰ و حدیث
ان المیت یُعَذَّب ببعار الحن علیہ
و حدیث یدخل الجنۃ سبعون الفا بلا حساب
و حدیث رحم ربہم اسلمی و حدیث الرسواک
مُطہرۃ اللغفم و حدیث الائمۃ من قریش
و شتر کثیر من ہذا الجنس ردی ہندہ

والی حدیث۔ اور اس جنس کی بہت سی چیزیں ہیں۔ ان سب احادیث کو احمد اور ابو یعلیٰ نے اپنی اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور دارمی نے روایت کیا ہے قیس بن ابی حازم سے وہ ابو بکر رضی سے یہ حدیث کہ نسب کی نفی کرنا اللہ کے ساتھ کفر کرنا ہے۔ جب یہ مباحث بیان ہو چکے تو اب جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو مشکل بھی پیش آئی صدیق اکبر رضی نے اس کو حل کر کے مسلمانوں کو حیرت اور تردد سے رہلے کیا۔ ایسی باتیں بار بار واقع ہوئی ہیں یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا علم میں اور اپنی رعیت کی تربیت میں تربیت انبیاء کے طریق پر سب آگے ہونا روشن ہو گیا اور اس میں کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم دنیا سے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمایا تو لوگوں کے لئے بیشمار تشویشیں پیدا ہو گئی تھیں، بعض کا گمان یہ تھا کہ یہ موت نہیں ہے بلکہ یہ اس قسم کی حالت ہے جو وحی کے وقت پیش آتی ہے اور بعض کا گمان یہ تھا کہ موت مرتبہ نبوت کے منافی ہے اور جو ایک گروہ کے لوگ نفاق پیشہ تھے انھوں نے اس غالی وقت میں دین کو درہم برہم کر دینے کا پکا ارادہ کر لیا۔ صدیق اکبر رضی اول حال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک گئے اور آپ کے چہرہ مبارک سے انھوں نے چادر اٹھائی اور پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور موت کا واقعہ ہونا یقین کے ساتھ سمجھ لیا اور کلماتِ جاں فرسا و انبیاء (ہم بے نبی) و اخلیلاہ (ہم بے محبوب) و اصغیاء (ہم بے مخلص حقیقی) سے متکلم ہوئے۔ پھر آپ مسجد میں آئے اور ایک مبلغ خطبہ آپ نے پڑھا۔ مروی ہے ابن عمر رضی سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابو بکر رضی مدینہ کے ایک گوشہ میں تھے۔ پھر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور آپ چادر اڑھے ہوئے تھے تو انھوں نے اپنا منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر رکھ دیا اور اس کو چومتے اور روتے رہے

الاحادیث کہا احمد و ابو یعلیٰ فی مسندیمما و آخرج الدارمی عن قیس بن ابی حازم عن ابی بکر حدیث کفر باللہ انتفاء من التلبس چون اس ہم مباحث گفتہ شد الحال باید دانست کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مفصلہ کے پیش آمد صدیق اکبر رضی آل راحل کرد و مسلمین را از حیرت و تردد خلاص ساخت این معنی مکرر واقع شد تا آنکہ تقدیم ہے رضی اللہ عنہ در علم و تربیت او رعیت خود را بر منہاج تربیت انبیاء روشن گشت و شبہ نمازد۔ از انجملہ آنست کہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از عالم دنیا بر رفیق اعلیٰ انتقال فرمود تشویشہاں بیشمار بخاطر مردم راہ یافت خلق بعضے آئندہ این موت نیست حالتی است کہ عند الوحی پیش می آید و گمان بعضے آئندہ موت منافی مرتبہ نبوت است و طاعتی کہ نفاق پیشہ بودند عزم بر ہم زدن دین درین فرست مصمم ساختند صدیق اکبر رضی اول حال نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفت و چادر اڑد و مبارک برداشت و بوسہ بر پیشانی مبارک داد و تحقیق موت بمیقین دانست و بکلمات جان فرسا و انبیاء و اخلیلاہ و اصغیاء متکلم شد انگاہ بمسجد درآمد و خطبہ بمبلغ برخواند عن ابن عمر قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ابو بکر فی ناحیۃ المدینۃ فجاء فدخل علی رسول اللہ صلی اللہ

اور کہتے ہیں میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ پاکیزہ رہے حیات کی حالت میں اور پاکیزہ ہیں موت کی حالت میں۔ پھر جب نکلے تو عمر بن الخطابؓ پر گزرے اور وہ یہ کہے رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مرے اور نہ ہی میں گئے یہاں تک اللہ تعالیٰ منافقین کو قتل کر دے اور یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ منافقین کو رسوا کر دے۔ بیان کیا کہ منافقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی ایک دوسرے کو خوش خبری دے رہے تھے اور انھوں نے اپنا سر اٹھا دیا تھا۔ تو آپ نے (عمرؓ سے) کہا کہ اے شخص اپنے ساتھ نرمی کر کیونکہ رسول اللہ وفات پا چکے کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے إِنَّكَ مَيِّتٌ وَلَا تُهَمُّ مَيِّتُونَ (۳۹: ۳۰) یقیناً آپ کو بھی مرنا ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا لَمْ (۲۱: ۳۲) اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا پھر اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ (دنیا میں) ہمیشہ کو رہیں گے؟ ابن عمرؓ نے کہا کہ پھر آپ منبر پر پہنچے اس پر چڑھ کر اللہ کی حمد و ثنا پڑھی پھر فرمایا اے لوگو! اگر محمدؐ تمھارے معبود تھے جس کی تم عبادت کرتے ہو تو یقیناً تمھارا معبود مر چکا ہے اور اگر تمھارا معبود وہ ہے جو آسمان میں ہے تو تمھارا معبود نہیں مرا۔ پھر (اس آیت کی) تلاوت کی وَمَا جَعَلْنَا

إِلَّا رَسُولًا لَمْ (۳: ۱۲۲) اور محمدؐ صرف رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے؟ آیت کے ختم تک پھر اتر آئے (اب یہ حال ہو گیا) کہ مسلمان اس تقریر سے خوش ہو گئے اور ان کو بہت فرحت ہوئی اور منافقین کو رنج و غم نے پکڑ لیا۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ میرا نفس جسکے ہاتھ میں ہے۔ یقیناً ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے چہروں پر پردے پڑے ہوتے تھے جو اُلٹ دیتے گئے، اس کو ابن

علیہ وسلم وہو مسیحی فَوَضَعَهَا عَلَى جَبِينِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقِيلُهُ وَيَبْكُ وَيَقُولُ أَبَايَ أَنْتَ وَأُمِّي طُبَّتْ حَيَاتِي وَطُبَّتْ مَيِّتِي فَلَمَّا خَرَجَ مَرَّ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَقُولُ مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَمُوتُ حَتَّى يَقْتُلَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَحَتَّى يُخْرِجَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ قَالَ وَمَا نَاوَا اسْتَبْشَرُوا بِمَوْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَرَفُوا رِءُوسَهُمْ فَقَالَ أَيُّهَا الرَّجُلُ ارْزُقْ عَلَى نَفْسِكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ أَلَمْ تَسْمَعْ اللَّهَ يَقُولُ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ وَمَا جَعَلْنَا لِنَبِيِّهِ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمْ الْخُلْدُونَ قَالَ ثُمَّ أَتَى الْمَنْبِرَ فَصَوَّاهُ فَحَمْدُ اللَّهِ وَأَشْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ أَلِ الْهَيْكَلِ الَّذِي تَعْبُدُونَ فَإِنَّ الْهَيْكَلِ قَدْ مَاتَ وَإِنْ كَانَ الْهَيْكَلِ الَّذِي فِي السَّمَاءِ فَإِنَّ الْهَيْكَلِ لَمْ يَمُتْ ثُمَّ تَلَا وَمَا جَعَلْنَا إِلَّا رَسُولًا قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ أَوْ قِيلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ حَتَّى خَتَمَ الْآيَةُ ثُمَّ نَزَلَ وَقَدْ اسْتَبْشَرَ الْمُسْلِمُونَ بِذَلِكَ وَاشْتَدَّ فَرَحُهُمْ وَخَدَّ الْمُنَافِقِينَ الْكَأَبُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ نَوَّالٌ لَمْ يَنْفَسِ بَعْدَ ذَلِكَ لَكُنَّا كَأَنَّ عَلَيْنَا وَجُوهَنَا أَغْطِيَةٌ فَكَشِفَتْ أَخْرَجَهُ

ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور ایک جماعت نے اسی طرح مانتا ہے
 و غیرہ سے روایت کی ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ مقام
 دفن اور کیفیت نماز جنازہ میں اختلاف واقع ہوا۔ حضرت صدیق
 نے اس اختلاف کو ختم کر ڈالا۔ مسند ابی یعلیٰ میں ہے کہ جب فراغت
 ہو گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن پہنانے سے منگل کے دن
 تو آپ کو تخت پر رکھا گیا اور مسلمانوں میں آپ کے دفن کے بارے
 میں اختلاف ہو گیا تھا۔ کوئی کہنے والا تو یہ کہہ رہا تھا کہ آپ کو
 آپ کی مسجد میں دفن کرو۔ اور کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا تھا کہ نہیں پکو
 آپ کے اصحاب کے ساتھ دفن کرو تو ابو بکر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ہر نبی کی روح جس جگہ
 قبض کی گئی ہے اس کو اسی جگہ دفن کیا گیا ہے جہاں روح قبض
 کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرش اٹھایا گیا جس پر آپ
 کی وفات ہوئی تھی اور اس کے نیچے آپ کے لئے قبر کھودی گئی۔ پھر
 ابو بکر نے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلایا کہ آپ
 پر نماز پڑھتے رہیں فرقہ فرقہ پہلے مردوں کو اور جب ان سے فراغت
 ہو گئی تو عورتوں کو داخل کیا اور جب عورتوں سے فراغت
 ہو گئی تو لڑکوں کو داخل کیا گیا اور کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم پر لوگوں کی امامت نہیں کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 دفن کئے گئے رات کے درمیان حقہ میں بڑھ کی شب میں اس کے
 بعد حضرت صدیق کا اہم کارنامہ سینہ کہ اسی حالت ہوش رہا
 میں سب سے پہلے جو اختلاف کہ پیش آیا وہ انصار کا اجتماع تھا سقیفہ
 بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ سے بیعت کرنے کے ارادہ سے۔ اور
 یہ ایسا اہم اختلاف تھا کہ اگر بد وقت حضرت صدیقؓ و فاروقؓ
 اس کو مٹانے کی کوشش میں نہ لگ جاتے تو تلوار چلنے کی نوبت
 ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور ایک جماعت نے اسی طرح مانتا ہے

بروایت عایشہ وغیرہا و از انجمل آنکہ در محل
 دفن و کیفیت صلوة جنازہ اختلاف افتاد
 حضرت صدیقؓ آن اختلاف را بر انداخت
 فی مسند ابی یعلیٰ فلما فرغ من جہاز رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم یوم الثلاثاء ووضعه
 علی سریرہ و قد کان المسلمون اختلفوا
 فی دفنہ فقال قائل ندبہ فی مسجدہ
 وقال قائل بل یدفن مع اصحابہ فقال
 ابو بکر انا سمعت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم یقول ما قبض نبی الا دفن
 حیث قبض فرأى رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم الذی توفی فیہ فخرہ تحتہ
 ثم دعا الناس علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم یصلون علیہ ارسالا للرجال حتی
 اذا فرغ منهم اذخل النساء حتی اذا فرغ
 من النساء اذخل الصبیان ولم یؤتم الناس
 علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد
 فدفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وسط
 اللیل لیلۃ الاربعاء بعد ازاں در آن حالت
 ہوش رہا۔ اعظم اختلاف نے کہ پیش آمد اجتماع
 انصار بر سر سقیفہ بنی ساعدہ بقصد بیعت
 سعد بن عبادہ و این ہماں اختلاف است کہ اگر
 تدبیر حضرت صدیقؓ و فاروقؓ مباشر دفع

عہ بعد ازاں کہ دفن سے فراغت کو ساتھ مربوط نہ سمجھا جائے کہ اختلاف کا واقعہ تین سے پہلے ہی پیش آ گیا تھا ۱۳ مترجم

آجاتی اور دین کے پرچے اڑ جاتے۔ حضرت صدیقؓ اور فاروقؓ تسبیحہ میں (فوراً) پہنچ گئے اور سیف بیان سے انھوں نے اس اختلاف کو قطع کر دیا۔ رِوَاۃِ علم میں اس بیان کو نقل کرنے میں اختلاف ہے۔ ہر ایک نے ایک بات محفوظ کی اور ایک بات ترک کر دی اس لئے اس موقع پر ہم چند روایتیں لکھتے ہیں تاکہ قصہ منقطع ہو جائے۔ اب لیجئے حضرت فاروقؓ کی روایت کو جو آپ نے جواب میں اِنَّا بیعتہ ابی بکر کانت فلتۃً فتمت کے فرمائی تھی (یعنی ابو بکرؓ کی بیعت اچانک شروع ہوئی اور پوری ہو گئی) آپ نے خطبہ بلینہ میں یہ بیان کیا کہ انصار نے کہا کہ اے گروہ قریش ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے۔ تو کھڑا ہوا جابا بن المنذر اور اس نے کہا کہ میں اس امر کا وہ لکڑ ہوں جس سے کھجلی دفع کی جاتی ہے (اونٹ جس سے کھجا کر اپنی کھجلی دفع کرتے ہیں) اور کھجور کا وہ درخت ہوں جس کو میوے کے بوجھ سے ٹیک لگاتے ہیں تاکہ وہ گرے نہیں (مطلب یہ کہ میں بڑا صائب اڑتے ہوں) فائدہ اٹھاؤ میری رائے سے، اگر تم چاہو واللہ ہم اس (خلافت) کو ایک جوان کی طرف کوٹا میں گے۔ تو ابو بکرؓ نے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ پھر میں گیا کہ (اس مسئلہ پر) کلام کروں تو کہا کہ اے عمرؓ! خاموش رہو۔ پھر ابو بکرؓ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اس کے بعد کہا اے گروہ انصار! ہم لوگ خدا کی قسم تمھاری فضیلت کا انکار نہیں کرتے اور نہ اُن تکلیفات کا جو کہ اسلام میں تم پر پہنچیں اور نہ تمھارے حق کا جو ہم پر واجب ہے، لیکن تم خوب جانتے ہو کہ یہ قبیلہ یعنی قریش تمام عرب میں وہ مقام رکھتا ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ عرب ہرگز جمع نہیں ہوں گے مگر ایسے شخص پر جو قریش میں سے ہو تو ہم اُمراء ہوں گے اور تم دُزار رہو گے تو اللہ سے ڈرو اور اسلام میں تفرقہ نہ ڈالو

اِن نہیں دسل سیف بیان می آمد و دین از ہم می باشد حضرت صدیقؓ و فاروقؓ در تسبیح حاضر شدند و سیف بیان قطع اِن اختلاف نمود و رِوَاۃِ علم در نقل اِن بیان قاطع مختلف اند ہر یکے چیزے حفظ کرد و چیزے ترک نمود درین محل روایتے چند بزرگایم تا قصہ منقطع گردد اِن روایت فاروقؓ اعظمؓ کہ در جواب اِنَّا بیعتہ ابی بکر کانت فلیتۃً فتمت در خطبہ بلینہ بیان کردہ است آنست کہ انصار گفتند یا معشر قریش متا امیر و منکو امیر فقام العباب بن المنذر فقال اِنَّا جَدَّ یَکُمَا الْمُحَلَّکُ وَعَدَّ یَقَمَّا الْمَرْجَبُ اِنْ شِئْتُمْ وَاللّٰهُ سَادَدْنَا هَا جَدَّ عِدَّہٗ فقال ابو بکر علیہ السلام فذہبت لا تکلّموا قال انصت یا عمر فحمد اللہ واثنت علیہ ثم قال یا معشر الانصار انا واللہ ما ننکر فضلکم ولا بلاءکم فی الاسلام ولا حقکم الواجب علینا ولکن تم قد عرفتم ان هذا الحق من قریش بمنزلۃ من العرب لیس بہا غیرہم و ان العرب لن تجتمع الا علی رجل منہم فنحن الؤمراء و انتم الوزراء فأتقوا اللہ ولا تصدعوا

الاسلام ولا تكونوا اول من احدث
 في الاسلام الا وقد رضيت لكم
 احد هذين الرجلين و
 لابي عبيدة بن الجراح فايهما
 بايعتم فهو لكم ثقة قال
 فوالله ما بقى شيء كنت
 احب ان اقله الا وقد قاله
 يومئذ غير هذا الكلمة فوالله
 لان اقتل ثم احيى ثم اقتل
 ثم احيى في غير معصية احب الي
 من ان اكون اميرا على قوم
 فيهم ابوبكر قال ثم قلت يا معشر
 الانصار يا معشر المسلمين ان
 اولي الناس بامر رسول الله صلى
 الله عليه وسلم من بعدى ثانی
 اشين اذ هما في الغار ابوبكر
 السباق المبين ثم اخذت بيده
 وبادرني سرجل من الانصار فصرخ
 على يده قبل ان اضرب على يده ثم
 ضربت على يده وتبايع الناس وميل
 على سعد بن عباد فقال الناس قتل
 سعد فقلت اقتلوه قتله الله
 ثم انصرفنا وقد جمع الله امر
 المسلمين بآبي بكر فكانت لعن
 الله كما قلتم اعطى الله خيرها
 بينة فلتت ۱۲

اور تم وہ پہلے شخص نہ بنو جو اسلام میں (تفرقہ) کی ابتداء کرنیوالا ہو۔
 اُس کو کہ میں تم پر خلیفہ بنانے کے لئے ان دو آدمیوں میں سے ایک
 کو پسند کرتا ہوں۔ میرے متعلق کہا اور ابو عبیدہ بن الجراح
 کے متعلق، تو ان دونوں میں سے جس سے تم بیعت کر لو وہ
 تمہارے لئے ثقہ ثابت ہوگا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ واللہ کوئی بات
 باقی نہ رہی جس کو میں کہنا چاہتا تھا مگر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اُس دن وہ
 سب کہیں۔ بجز اس بات کے (یعنی میرا نام پیش کرنے کے)،
 کیونکہ خدا کی قسم اگر میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر
 قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔ بغیر اس کے کہ میں نے
 کوئی گناہ کیا ہو یہ مجھے پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں ایسی
 قوم پر امیر بنوں جن میں ابو بکر رضی اللہ عنہ موجود ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ابوبکر
 انصار! اے تمام مسلمانو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی
 کے امر میں ان کے بعد سب سے اولی ثانی اشین اذ هما فی الغار
 ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں جو سب پہلے کھل کر اعلان کے ساتھ اسلام لائے
 ہیں۔ پھر میں نے (بیعت کے لئے) اُن کا ہاتھ پکڑا اور مجھ پر سبقت
 لے گیا ایک شخص انصار میں سے کہ اُس نے اپنا ہاتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ
 پر مارا قبل اسکے کہ میں اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ماروں۔ پھر میں نے
 اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر مارا اور لوگوں نے بیعت کر لی اور لوگوں کا
 جھکاؤ سعد بن عباد رضی اللہ عنہ کی طرف ہوا یعنی ان کے بائے میں رتے زنی
 کرتے تھے) تو لوگوں نے کہا کہ مارا گیا سعد بن عباد رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا
 کہ مارو اُس کو خدا اُسے قتل کرے (یعنی چھوڑو اُس کے ذکر کو)،
 پھر ہم واپس آگئے اور اللہ تعالیٰ نے امیر مسلمین کو جمع کر دیا
 ابو بکر رضی اللہ عنہ پر، تو وہ بات اسی طرح واقع ہوئی جیسا تم نے کہا کہ
 بیعت ابو بکر رضی اللہ عنہ اچانک ہوئی، اللہ تعالیٰ نے (بیعت کی) خیر کو
 عطا فرمایا اور اُس کے شر سے بچا لیا۔ تو جو اس قسم کی باتوں

وَدَقِي شَرًّا هَافَمَنْ دَعَا إِلَى مِثْلِهَا لَا بِيْعَةً
لَهُ وَلَا مَن بَايَعَهُ أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَابْنُ
أَبِي شَيْبَةَ وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ
وَأَمَّا رَوَايَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَمَّا
قَبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَتِ الْأَنْصَارُ مَنَا أَمِيرٌ وَمَنْكُمُ أَمِيرٌ قَالَ
فَاتَاهُمْ عُمَرُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ
السَّمْعُ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ
قَالُوا بَلَى قَالَ فَإِنَّكُمْ تَطِيبُ نَفْسَهُ إِنْ
يَتَقَدَّمُ أَبَا بَكْرٍ قَالُوا نَعُوذُ بِاللَّهِ إِنْ تَقَدَّمَ
أَبَا بَكْرٍ أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ
أَمَّا رَوَايَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْنٍ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ رَجُلٍ
مِنْ بَنِي تَرْيِيقٍ قَالَ لَمَّا كَانَ ذَلِكَ
الْيَوْمُ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ وَعَمْرُوهُ اتَّيَا
الْأَنْصَارَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ
إِنَّا لَا نُنْكَرُ حَقَّكُمْ وَلَا يُنْكَرُ حَقُّكُمْ مِنْكُمْ
وَأَنَا وَاللَّهِ مَا أَصْبَحْنَا خَيْرًا إِلَّا مَا شَارَكْتُمَا
فِيهِ وَلَكِنْ لَا تَرْضَى الْعَرَبُ وَلَا تَقْرَأُ إِلَّا
عَلَى رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ لَا تَهْمُ أَفْصَحُ
النَّاسِ أَلْسِنَةً وَأَحْسَنُ النَّاسِ وَجْهًا
وَأَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا وَكَثْرُ النَّاسِ
شُجْنَةً فِي الْعَرَبِ فَهَلُمُّوا إِلَيَّ عُمْرًا فَبَايَعُوا
قَالَ فَقَالُوا فَقَالَ عُمَرُ لَوْ فَقَالُوا

کی طرف لوگوں کو بلاتے دکہ یہ بے سوچے سمجھے اتفاقیہ بات تھی
اُس کی کوئی بیعت نہیں اور نہ اس پر کوئی ذمہ داری جس سے ایسا
شخص بیعت ہو، اس کو روایت کیا بخاری نے اور ابن ابی شیبہ نے
اور یہ الفاظ ابن ابی شیبہ کے ہیں۔ اب یحییٰ روایت عبد اللہ بن مسعود
کی کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو انصار نے
کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم میں سے۔ کہا کہ پھر
ان کے پاس عمرؓ پہنچے اور انھوں نے کہا کہ اے گروہ انصار کیا
تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو حکم دیا تھا
کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سب نے کہا کہ بیشک۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر تم میں کون
ایسا ہے کہ اُس کا نفس اس سے خوش ہو کہ ابوبکرؓ کے آگے ہو جائے؟
تو لوگوں نے کہا تعوذ باللہ کہ ہم ابوبکرؓ کے آگے ہوں، اس کو
ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اب یحییٰ روایت عبد اللہ بن عون
کی وہ روایت کرتے ہیں محمد بن سیرین سے وہ روایت کرتے
ہیں بنی زریق کے ایک شخص سے اس نے کہا کہ جب یہ دن آیا
تو نکلے ابوبکرؓ و عمرؓ یہاں تک کہ انصار کے پاس پہنچے۔ پھر ابوبکرؓ
نے کہا کہ اے گروہ انصار! ہم تمھارے حق کا انکار نہیں کرتے اور کوئی
مومن تمھارے حق کا انکار نہیں کرے گا اور ہم واللہ خیر کو نہیں پہنچے
مگر جب تمھارے ساتھ اسلام میں شریک ہوئے لیکن عرب راضی
نہ ہوگا اور وہ نہیں جمیں گے مگر صرف ایسے شخص پر جو قریش
میں سے ہو کیونکہ وہ زبان کے اعتبار سے سب سے فصیح اور
چہروں کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ وجیہ اور
دار (یعنی محل سکونت) کے اعتبار سے عرب کے مرکز ہیں اور
شاخہ در شاخہ ہونے کے اعتبار سے وہ سب سے اکثریت رکھتے
ہیں۔ تو تم سب لوگ عمرؓ کی طرف بڑھو اور اُن سے بیعت کرو۔
راوی نے کہا۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کیوں؟

فَخَاتُ الْوَرَّةَ قَالَ عُمَرَا مَا عِشْتُ قَلَا
 قَالَ فَبَايَعُوا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَانْتَ
 اقْوَى مَتَى فَقَالَ عُمَرَانْتَ أَفْضَلُ مَتَى فَقَالَهُمَا
 الثَّانِيَةَ فَلَمَّا كَانَ نِثَالُ الثَّلَاثَةِ قَالَ عُمَرَانْتَ قَوَى
 لَكَ مَعَ فَضْلِكَ قَالَ فَبَايَعُوا أَبَا بَكْرٍ قَالَ
 عُمَرَانْتَ وَأَتَى النَّاسُ عِنْدَ بَيْعَةِ أَبِي بَكْرٍ أَبَا
 عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ فَقَالَ تَأْتُوْنِي وَفِيكُمْ
 ثَلَاثُ ثَلَاثَةٍ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ
 فَقُلْتُ لِمُحَمَّدٍ مِّنْ ثَلَاثُ ثَلَاثَةٍ قَالَ يَقُولُ
 اللَّهُ ثَلَاثِي أَثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اخْرُجْ
 ابْنُ ابْنِ شَيْبَةَ أَمَّا رَوَايَتُ ابْنِ سَعِيدٍ
 خَدْرِيُّ قَالَ لَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ خُطْبَاءُ
 الْأَنْصَارِ فَجَعَلَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ
 يَقُولُ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ اِنْ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا
 اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْكُمْ قَرَنَ مَعَهُ رَجُلًا
 مِّنَّا فَنَزَى أَنْ يَلِيَ هَذَا إِلَّا مَرَّ رَجُلَانِ
 أَحَدُهُمَا مِنْكُمْ وَالْآخَرُ مِّنَّا قَالَ فَنُتَا
 خُطْبَاءُ الْأَنْصَارِ عَلَى ذَلِكَ فَقَامَ
 زَيْدُ بْنُ شَابِثٍ فَقَالَ اِنَّ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 كَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَإِنَّ الْأَمَامَ يَكُونُ
 مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَخَنَ أَنْصَارًا كَمَا
 كُنَّا أَنْصَارَ رَسُولِ اللَّهِ

تو انھوں نے کہا کہ اس لئے کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ دوسروں کو
 ہم پر ترجیح دی جائے گی۔ عمرؓ نے کہا یاد رکھو جب تک میں زندہ
 ہوں ایسا نہ ہوگا۔ عمرؓ نے (لوگوں سے) کہا کہ ابو بکرؓ سے بیعت کرو۔
 ابو بکرؓ نے عمرؓ سے کہا تم مجھ سے زیادہ قوی ہو تو عمرؓ نے کہا کہ تم
 مجھ سے افضل ہو۔ پھر دوبارہ دونوں نے پچھلی بات کا اعادہ کیا
 پھر جب تیسری مرتبہ کی نوبت آئی تو عمرؓ نے کہا کہ میری قوت
 آپ کے لئے آپ کے فضل کے ساتھ شامل ہے گی۔ کہا کہ پھر لوگوں
 نے ابو بکرؓ سے بیعت کر لی۔ محمد بن سیرینؒ نے کہا کہ لوگ ابو بکرؓ
 سے بیعت کے وقت ابو عبیدہؓ بن الجراح کے پاس پہنچے تو
 انھوں نے کہا کہ تم میرے پاس آتے ہو دریاں حالیکہ تم میں ثلاث
 ثلاثہ (تین میں کاتیسرا) یعنی ابو بکرؓ موجود ہے۔ ابن عونؒ نے کہا
 کہ میں نے محمد سے پوچھا کہ ثلاث ثلاثہ کون ہے؟ انھوں نے کہا
 کہ اھل قاتلہ فرما لہے ثلاثہ ثلاثہ کون ہے؟ انھوں نے کہا
 دونوں کے ساتھ تیسرا اللہ تھا، اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہؒ
 نے۔ اب لیجئے روایت ابو سعید خدریؒ کی انھوں نے کہا کہ جب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار کے
 مقررین کھڑے ہو گئے ایک شخص نے ان میں سے کہنا شروع
 کیا اے گروہ مہاجرین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو تم
 میں سے عاقل بناتے تھے تو اس کے ساتھ ہم میں سے ایک شخص
 کو ملا دیا کرتے تھے تو ہماری رائے یہ ہے کہ اس امر (خلافت) کے
 والی دو شخص ہوں ایک اُن میں کا تم میں سے اور دوسرا ہم میں سے۔
 کہا کہ پھر پے درپے انصار کے مقررین اس پر اصرار کرنے لگے۔
 پھر زید بن ثابتؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے تو امام بھی مہاجرین میں سے ہونا
 چاہیے اور ہم اُس کے انصار (مددگار) رہیں جس طرح کہ ہم رسول

صلی اللہ علیہ وسلم فقما ابو بکر فقال جزاکم
 اللہ خیراً یا معشر الانصار وثبت قائلکم
 ثم قال واللہ لو فعلکم غیر ذلک لہما
 صالحتکم اخرجہ ابن ابی شیبہ واز
 روایت حمید بن عبد الرحمن فانطلق
 ابو بکر وعمر یتقاربان حتی اتوا ہفتکم
 ابو بکر ولم یتک شیئاً انزل فی الانصار
 ولا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 شاہم الا و ذکرہ قال ابو قد علمتم ان رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لو سلك الناس
 وادیاً وسلكت الانصار وادیاً لسلكت
 وادی الانصار ولقد علمت یا سعد
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال و
 انت قاعد قریش ولاة هذا الامر فیر
 الناس تبع لبرہم و فاجرہم تبع لفاجرہم
 قال فقال لہ سعد صدقت عن الزرارة
 و انتم الامراء اخرجہ احمد چوں روز
 دیگر بیعت عامہ منعقد شد سادات اہل بیت
 تخلف نمودند و این اشکالے دیگر بہم رسید
 حضرت شیعین بہ حسن تدبیر این اشکال را برانداختند
 اخرج البخاری عن الزہری قال اخبرني
 انس بن مالك انه سمع خطبة عمر بن الخطاب
 حين جلس عمر على المنبر وذلک الغد من
 يوم توتى النبي صلی اللہ علیہ وسلم فتشهد
 و ابو بکر صامتاً لا یتکلم قال

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار یہ ہیں۔ پھر ابو بکرؓ کھڑے ہوئے
 اور انھوں نے کہا کہ اللہ جزائے خیر دے تم کو اے گروہ انصار اور ثابت
 قدم رکھے تمھارے کہنے والے کو واللہ اگر تم اس کے سوا کچھ
 کرتے تو میں تم سے مصالحت نہ کرتا۔ اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ
 نے اور حمید بن عبد الرحمن کی روایت میں اس طرح ہے پھر چلے ابو بکرؓ
 و عمرؓ ایک دوسرے کو کھینچتے ہوئے یہاں تک کہ انصار کے پاس
 پہنچ گئے اور ابو بکرؓ نے کلام کیا اور کوئی بات انھوں نے نہ چھوڑی
 جو انصار کے بارے میں نازل ہوئی اور نہ ایسی بات جس کا ذکر ان
 کی شان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، مگر سب بیان
 کر دیں۔ فرمایا دیکھو اور تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں گے اور انصار دوسری
 وادی میں تو انصار کی وادی میں چلوں گا اور یقیناً تم جانتے ہو
 اے سعد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم بھی
 بیٹھے ہوئے تھے کہ قریش ہی اس امر کے والی ہوں گے جو نیک لوگ
 ہوں گے وہ تابع ہوں گے اُن میں کے نیکوں کے اور جو اُن
 میں سے بد اطوار ہیں وہ تابع ہوں گے بد اطوار و ایان امر کے
 کہا کہ پھر اُن سے سعدؓ نے کہا کہ آپ نے سچ کہا ہم وزراء
 ہوں گے اور تم امراء، اس کو احمد نے روایت کیا۔ جب دوسرے
 دن بیعت عامہ منعقد ہوتی تو سادات اہل بیت نے خلاف کیا
 اور یہ دوسری مشکل پیش آگئی۔ حضرات شیعینؓ نے حسن تدبیر سے
 اس مشکل کو بھی ختم کر دیا۔ بخاری نے روایت کی زہریؓ سے انھوں
 نے کہا کہ مجھے خبر دی انس بن مالکؓ نے کہ انھوں نے عمرؓ کا دوسرا
 خطبہ سنا ہے جب انھوں نے منبر پر بیٹھ کر دیا اور یہ نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کے یوم وفات سے لگے دن کی بات ہے عمرؓ نے کلمہ
 شہادت پڑھا اور ابو بکرؓ خاموش تھے وہ نہیں بول رہے تھے۔

کنت ارجو ان يعيش رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يدبّرنا ويريد بذلك ان يكون اخرهم فان يك محمدًا صلى الله عليه وسلم قد مات فان الله قد جعل بين أظهركم نبيًّا تهتدون به هدى الله محمدًا صلى الله عليه وسلم واثقوا بالكم هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم وثاني اثنين وانما المؤمنون بايماءكم فقوموا فبايعوه وكان طائفة منهم قد بايعوه قبل ذلك في سقيفة بني ساعدة وكانت بيعة العامة على المنبر قال الزهري عن انس بن مالك سمعت عمر قال لا بى بكم يومئذ اصعد المنبر ولم يزل به حتى اصعد المنبر فبايعه الناس عامة واخرج الحاكم من حديث ابى سعيد الخدرى فلما قعد ابو بكر على المنبر نظر في وجوه القوم فلم ير عليًّا فسأل عنه فقام ناس من الانصار فاتوا به فقال ابو بكر يا ابن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم ومختنه اردت ان تشق عصا المسلمين فقال لا يثريب يا خليفة رسول الله فبايعه ثم لم ير الزبير بن العوام فسأل عنه حتى جاءوا به فقال ابن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم

کہا کہ میں امید کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں رہیں گے یہاں تک کہ وہ ہمارے پیچھے (موجود) ہوں گے، اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ وہ اُن سب سے آخر میں ہوں (لیکن اللہ کو یہ منظور نہ ہوا) تو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے (تو راہِ مستقیم پر چلنے میں رکاوٹ نہیں ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے ایک ایسا نور کر دیا ہے (یعنی قرآن) جس سے تم اللہ کی وہ ہدایت پاتے رہو جس سے اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی تھی۔ اور یقیناً ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور ثانیِ ائین ہیں اور وہ تمام مسلمانوں میں تمہارے امور کے لئے آگے ہیں اس لئے اُٹھو اور ان سے بیعت کرو اور ان میں ایک جماعت ایسی بھی موجود تھی جو اس سے پہلے اُن سے سقیفہ بنی ساءہ میں بیعت کر چکی تھی اور بیعتِ عامہ منبر پر ہوئی۔ زہریؒ انس بن مالکؒ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ سے سنا کہ انھوں نے اس دن ابو بکرؓ سے کہا کہ منبر پر چڑھنے اور برابر کہتے ہی رہے یہاں تک کہ اُن کو منبر پر چڑھا دیا پھر اُن سے لوگوں نے بیعت کی عامۃ۔ اور حاکم نے ابوسعید خدریؓ کی حدیث سے یہ اخذ کیا کہ جب ابو بکرؓ منبر پر بیٹھ گئے تو انھوں نے قوم کے چہروں پر نظر ڈالی تو علیؓ کو نہ دیکھا تو ان کے بائے میں پوچھا تو انصار میں کے کچھ لوگ اُٹھے اور اُن کو لے کر آئے تو اُن سے ابو بکرؓ نے کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور اُن کے داماد! کیا تم نے مسلمانوں کا عصا یعنی قوتِ اجتماعیہ، توڑ دینے کا ارادہ کیا؟ تو انھوں نے کہا ملامت نہ کیجئے اے خلیفہ رسول اللہ! پھر اُن سے بیعت کر لی۔ پھر جب ابو بکرؓ نے زبیرؓ بن العوام کو نہ دیکھا تو اُن کے بائے میں سوال کیا، یہاں تک کہ لوگ اُن کو لے کر آئے تو اُن سے کہا

وحواریہ اُردت ان تشق عصا المسلمین
فقال لا تثرب یا خلیفۃ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فبایعہ اخرج الحاكم من
حدیث ابراہیم بن عبد الرحمن بن
عوف ان عبد الرحمن بن عوف کان مع
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وان محمد
ابن مسلمۃ کسر سیف الزبیر ثم قام
ابوبکر فخطب الناس واعتذر الیہم
وقال واللہ ما کنت حریصاً علی الإمارة
یوماً ولا لیلۃ قط ولا کنت راغباً فیہا
ولا سألتہا اللہ عز وجل فی سہر وعلاۃ
والکنی اشفقت من الفتنة وما بی فی
الامارة من راحة ولكن کلفت امرأ
عظیماً مالی بہ من طاقۃ ولا یدان إلا
بتقویۃ اللہ عز وجل ولوددت ان
اقوی الناس علیہا مکان الیوم فقبل لہما جرت
منہ ما قال وما اعتذر بہ قال علی رضی
اللہ عنہ والزبیر ما غضبنا الا انا قد اُخبرنا
عن الشاورۃ وانا نزی ابابکر احق الناس
بہما بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انہ لصاحب الغار وثانی اثین وانا تعلم بشرۃ
وکیبرہ ولقد امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم بالصلوۃ بالناس وهو سخی
تو امر خلافت بر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مستقر شد اول مسد کہ
تعلیم آن فرمود تفریق بود در میان منصب نبوت و

کے رسول اللہ کے پھوپھی کے بیٹے اور ان کے حواری کیا تم نے
مسلمانوں کا عصا یعنی قوت توڑ دینے کا ارادہ کیا؟ تو انھوں نے کہا امت
نہ کیجئے اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر انھوں نے ان سے
بیعت کر لی۔ حاکم نے ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اخذ
کیا کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ
تھے اور محمد بن مسلمہ نے زبیرؓ کی تلوار توڑ دی تھی پھر ابوبکرؓ
نے کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اور ان سے معذرت
کی اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں امارت پر حریص نہیں ہوں کسی
دن میں اور نہ رات میں کبھی اور میں کبھی اس کی طرف راغب نہیں
ہوا اور نہ میں نے اللہ عز وجل سے پوشیدہ اور ناہرا اس کا سوال
کیا لیکن میں فتنہ پیدا ہونے سے ڈرا اور حال یہ ہے کہ مجھے امارت
میں کوئی راحت نہیں۔ لیکن مجھے ایک ایسے امر عظیم کا مکلف کیا گیا
جس کی مجھ میں قوت اور طاقت نہیں ہے مگر اللہ عز وجل کے قوت
بجائے سے، اور میں تو اس کو پسند کر رہا تھا کہ میرے آج کے مقام
پر سب لوگوں سے زیادہ قوی شخص ہو (یعنی عمرؓ)۔ تو جو کچھ انھوں
نے کہا اور جس عذر کا اظہار کیا اس کو سن کر سب ہاجرین نے قبول
کیا، علی اور زبیر رضی اللہ عنہما نے یہ کہا کہ ہم ناراض نہیں ہوتے
مگر صرف اس بات سے کہ ہم کو مشاورت سے پیچھے ہٹا دیا گیا (یعنی
ہم سے مشورہ نہ کیا گیا)، اور ہم جانتے ہیں کہ سب لوگوں سے زیادہ
اس کا حقدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ ہیں جو آپ کے
یار غار اور ثانی اثین ہیں اور ہم اچھی طرح ان کے شرف اور بڑائی
کو جانتے ہیں اور اس امر کو کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی حیات میں نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ جب امر خلافت حضرت
صدیقؓ پر مستحکم ہو گیا تو پہلا مسئلہ جس کی آپ نے لوگوں کو تعلیم دی وہ
تفریق تھا منصب نبوت اور منصب خلافت کے درمیان، اور امت

کے معاملہ کا تفاوت تھا نبی کے ساتھ اور خلیفہ کے ساتھ۔ اور اس مسئلہ کو آپ نے کئی مجلسوں میں مختلف اسلوبوں کے ساتھ مشرح فرمایا۔ یہاں تک کہ اشکال مرتفع ہو گیا۔ قیس بن ابی حازم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک ماہ کے بعد صدیق رضی اللہ عنہ نے ندا کی کہ القلوة جامعة (نماز تیار ہے) اور یہ پہلی نماز تھی کہ جس میں اس کلمہ سے لوگوں کو کھڑا اس کے بعد صدیق رضی اللہ عنہ پر آئے اور یہ پہلا خطبہ تھا جو آپ نے کہا۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ اے لوگو! میں یہ پسند کرتا تھا کہ اس امر کے لئے میرے سوا کوئی اور کافی ہو جاتے اور البتہ اگر تم نے مجھ پر گرفت کی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے پیش نظر تو میں اس پر (کما حقہ) چلنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ تو یقیناً بچاتے ہوئے تھے شیطان سے اور ان کے اوپر تو آسمان سے وحی نازل ہوتی تھی، اس کو روایت کیا احمد نے۔ اور مروی ہے ابو بزرہ اسلمی سے کہا کہ ایک شخص نے سخت کلامی کی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق تو ابو بزرہ نے کہا کہ کیا میں اس کی گردن نہ مار دوں؟ کہا کہ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کو جھڑک دیا اور فرمایا کہ یہ بات کسی کے لئے نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد، اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلیٰ نے مختلف سندوں اور مختلف الفاظ کے ساتھ۔ اور مروی ہے عبد اللہ بن ابی بلیک سے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے خلیفہ! تو آپ نے فرمایا (نہیں) بلکہ خلیفہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور میں اس سے راضی ہو جاؤں گا، اس کو احمد اور ابو یعلیٰ نے مختلف سندوں سے روایت کیا۔ اور مروی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی مثال دی اس بیت سے جس حال میں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ وفات پا رہے تھے۔ شعری۔

وَأَبْيَضُ يُسَبِّحُ اللَّهَ
وَالْيَتِيمُ عَصَمَهُ اللَّهُ رَامِلٌ

منصب خلافت و تفاوت معاملہ امت بانی و با خلیفہ و این مسئلہ را در مجالس متعدده با سالیب مختلفه مشروح فرمود تا آنکہ اشکال مرتفع شد قیس بن ابی حازم گوید بعد یکماہ از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منادی صدیق رضی اللہ عنہ ندا داد کہ اِنَّ الصَّلٰوةَ جَامِعَةٌ و این اوّل نمائے بود کہ در مے بایں کلمہ ندا در داد بعد ازاں بر سر منبر بر آمد و این اوّل خطبہ بود کہ گفت خیر اللہ و اَشْفَعُ عَلَیْهِ شَرُّ قَالِ اَیُّهَا النَّاسُ لَوْ دِدْتُ اَنَّ هَذَا کَفَانِیْ غَیْرِیْ وَلَیِّنْ اَخِذْ تَمَوْنِیْ بِسُنَّةِ نَبِیِّکُمْ صَلَّی اللہ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَطِیْقُهَا اِنْ کَانَ لِعَصَوْمًا مِّنَ الشَّیْطَانِ وَاِنْ کَانَ لَیَنْزِلَ عَلَیْهِ الْوَحْیُ مِّنَ السَّمَاءِ اَخْرِجْ اَحْمَدَ وَ عَنِ ابْنِ بَرَزَةَ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ اَعْلَظَ رَجُلٌ اِلٰی ابْنِ بَکْرِ الصَّدِیْقِ فَقَالَ ابُو بَرَزَةَ اَلَا اَضْرِبُ عَنْقَہُ قَالَ فَاَنْتَہُمْ لَا وَقَالَ مَا هِیْ لِاَحْمَدَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْرِجْ اَحْمَدَ وَاَبُو یَعْلٰی بِطَرَقٍ مُّخْتَلِفَةٍ وَاَلْفَاظُ مُتَغَایِرَةٌ وَ عَنِ عَبْدِ اللہِ بْنِ اَبِیْ مُلِیْکَہُ قِیلَ لِابْنِ بَکْرِ الصَّدِیْقِ یَا خَلِیْفَہُ اللہ فَقَالَ بَلْ خَلِیْفَہُ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَرْضٰی بِہِ اَخْرِجْ اَحْمَدَ وَاَبُو یَعْلٰی بِطَرَقٍ مُّخْتَلِفَةٍ وَ عَنِ عَائِشَہُ اَنِّہَا تَمَثَّلَتْ لَہُمَا الْبَیْتُ وَاَبُو بَکْرٍ رَضِیَ اللہ عَنْہُ یَقْضِیْہِ بِہِ شَعْرٌ وَ اَبْیَضٌ یُسَبِّحُ اللہ بِالْغَمَامِ بِوَجْہِہِ ثَمَّ اَلِیْتِیْمُ عَصَمَہُ اللہ لَآ رَامِلٌ

قَالَ أَبُو بَكْرٍ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَابُو يَعْلَى بَعْدَ إِزَالِ اشْكَالٍ دُخِرَ بِدِرْ آدٍ وَتَاوِيلِ آيَةِ كَرِيمَةٍ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَى يَتِمُّ وَاحْتِمَالُ تَرْكِ مَوَاضِعِهِ بِرَأْسِ مَعْرُوفٍ بِهِمْ سَيِّدُ حَضْرَتِ صَدِيقِ بُرْخَانِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَتُكُونُ تَفْرَعُونَ هَذِهِ الْأَيَّةَ وَتَضَعُونَهَا عَلَى غَيْرِ مَا وَضَعَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَى يَتِمُّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الْمُنْكَرَ فِيهِمْ فَلَمْ يَنْكِرُوهُ يَوْشِكُ أَنْ يَجْمَعَهُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَابُو يَعْلَى بِطَرَقٍ مُخْتَلَفَةٍ بَعْدَ إِزَالِ اشْكَالٍ دُخِرَ ظَاهِرُ غُرُودٍ فِي مَقَاتِلِهِ مَنْعُ كَسْنِ دُكَانِ زَكَاةٍ حَالَانِ كَمَا بَلَغَهُ إِسْلَامُ مُعْتَمِدٍ بُوْدُنْدِ حَضْرَتِ صَدِيقِ إِفَادَةٍ فَرَمُودَةٍ تَاوِيلِ فِي ضَرُورِيَّاتِ دِينٍ مَقْبُولِ نَيْسْتِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

وجود ہے جس کے چہرے کے وسیلہ سے بادل سے پانی ٹپکا جاتا ہے۔ یتیموں کا پشت پناہ اور یتیموں کا (مصائب سے) بچاؤ۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلیٰ نے۔ اس کے بعد ایک اور اشکال پیش آیا۔ اس آیت کریمہ کی تاویل میں لَا يَضُرُّكُمْ كَلَّا (۵: ۱۰۵) جب تم سیدھی راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ ہے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں کہ اس سے امر بالمعروف کے ترک پر مواخذہ نہ ہونے کا احتمال پیدا ہو گیا۔ حضرت صدیقؓ نے خطبہ پڑھا کہ اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو اور اُس کو اُس کے اُس اصل محل کے خلاف کر رہے ہو جس پر اس کو اللہ عزوجل نے رکھا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْإِيمَانُ وَالْوَلَاةُ! تم اپنی فکر کرو جب تم سیدھی راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ ہے تو اُس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب لوگ آپس میں بد افعال کو دیکھیں اور اُس کو نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب کو عام کرے، اس کو احمد اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا مختلف سندوں کے ساتھ۔ اسکے بعد ایک دوسری مشکل ظاہر ہوئی زکوٰۃ کو روکنے والوں سے قتال کے بارے میں جب کہ وہ کلمۃ اسلام پڑھنے والے بھی ہوں۔ حضرت صدیقؓ نے یہ افادہ فرمایا کہ ضروریات دین میں تاویل مقبول نہیں ہے۔ مروی ہے ابو ہریرہؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مامور ہوا ہوں اس پر کہ لوگوں سے قتال کرو یہاں تک کہ وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہیں (یعنی صرف اللہ کو معبود مانیں)۔

عہ حاصل ارشاد یہ ہے کہ یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ امر بالمعروف وہی از منکر تم پر ضروری ہے اور جب تم نے ضروری چیز کو ترک کر دیا تو اِذَا اهْتَدَى یُنَکِرُ کے مخاطب صحیح تم کیسے ہو سکتے ہو۔ یہ چیز تو اجتہاد کے لوازم میں سے ہے۔ ان اگر تم نے جہاں تک تم سے ممکن تھا برائی سے روکنے کی کوشش کر لی مگر کوئی بد بخت پھر بھی باز آیا اور اس فعل کا ارتکاب کرنا ہی رہا تو اس کے اس فعل سے تمہیں ضرر نہ پہنچے گا۔ آیت کا عمل یہ ہے۔ وہ نہیں جو تم نے خیال کر لیا ۱۲ مترجم غنی عنہ

فَإِذَا قَالُوا هَا عَصَمُوا مِنِّي دَمَاءَهُمْ وَ
 أَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحَسَابُهُمْ عَلَى
 اللَّهِ فَلَمَّا كَانَتْ الرَّدَّةُ قَالَ عُمَرُ
 لِأَبِي بَكْرٍ تَقَاتِلْهُمْ وَقَدْ سَعَتْ
 أَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَا فَرْقَ
 بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَلَا قَاتِلِينَ مِنْ
 فَرْقٍ بَيْنَهُمَا قَالَ فَقَاتَلْنَا مَعَهُ
 فَرَأَيْنَا ذَلِكَ رُشْدًا أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ
 الْبُخَارِيُّ وَهَذَا لَفْظُ أَحْمَدَ فِي
 دَوَائِمْ قَالَ عُمَرُ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا
 رَأَيْتُ رَأَيْتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ شَرَحَ
 صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّ
 الْحَقَّ وَدَرِينَ مَوْضِعَ بَسُوْتَيْ دَوْدِيقِ
 إِشَارَتِ نُمُودِيكَ أَنَّكَ إِلَّا بِحَقِّهَا شَامِلِ
 زَكَاةٍ اسْتَخْرَجْتَ لَكِ اسْتِثْنَاءَ صَلَاةِ
 مُسْلِمٍ اسْتَخْرَجْتَ لَكِ مَقِيسَ اسْتِثْنَاءِ
 بَقِيَّاسِ جَلِّ بَعْدَ أَزَاا فِي امْضَاءِ جَيْشِ أَسَا
 مُبَاحَثَةٍ وَاقْعَرِ شِدَّ صَدِيقٍ بَا مَرَكَةٍ نَفْعِ آا
 ظَاهِرِ شِدِّ مَوْفِقِ گشتِ عَنِ ابْنِ هَرِيرَةَ قَالَ
 وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَوْلَا أَنْ أَبَا بَكْرٍ
 اسْتَخْلَفَ مَاعْبِدَ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ الثَّانِيَةُ ثُمَّ
 قَالَ الثَّلَاثَةُ فَقِيلَ لَهُ مَا يَا أَبَا هَرِيرَةَ فَقَالَ
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَجَّهَ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فِي سَبْعِ مَائَةٍ

تو جب انھوں نے وہ کلمہ کہہ لیا تو بچا لیا مجھ سے اپنے خونوں کو اور اپنے
 اموال کو مگر اس کلمہ کے حق پر دیکھنی جب اللہ کو معبود مان لیا تو
 اس کی عبادت بھی یعنی نماز ضروری ہے جو اس کلمہ کا حق
 ہے، اور ان کا حساب اللہ سے متعلق ہے کہ انھوں نے اذعان
 قلب سے یہ کلمہ کہا یا منافقت سے، الغرض جب ردت پھیل گئی تو
 عمرؓ نے ابو بکرؓ سے کہا کہ آپ ان سے قتال کریں گے حالانکہ آپ
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ ایسا اور ایسا
 فرماتے تھے تو ابو بکرؓ نے فرمایا کہ نماز اور زکوٰۃ میں کوئی فرق نہیں
 ہے اور میں ضرور قتال کروں گا اس شخص سے جو ان دونوں
 میں تفریق کرے گا۔ کہا کہ پھر ہم نے اُن کے ساتھ ہو کر قتال کیا
 تو ہم نے دیکھ لیا کہ یہ نیک کام تھا، اس کو روایت کیا احمد اور بخاری
 نے اور یہ لفظ احمد کے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ عمرؓ نے
 کہا کہ بس خدا کی قسم سوائے اس کے کوئی بات نہیں کہ میں نے
 دیکھا کہ اللہ عز و جل نے ابو بکرؓ کے سینہ کو قتال کے لئے
 کشادہ (یعنی مطمئن) کر دیا تھا تو میں نے پہچان لیا کہ حق وہی
 ہے اور اس مقام میں ابو بکرؓ نے دُودِ قیقول کی طرف اشارہ کیا ایک
 یہ کہ لا بَحَقِّ زَكَاةٍ كُوشَا مِل ہے۔ دُودِ سَرَا یہ کہ نماز کا استثناء مسلم
 ہے اور بَرُوتِ قِیَاسِ جَلِّ زَكَاةٍ كُوشَا مِل پر قِیَاسِ کر لیا گیا ہے، اس کے
 بعد جِشِ أَسَامَةَ کے روانہ کرنے میں مباحثہ واقع ہوا تو صدیقؓ ایسی رائے
 پر (مجتاہب اللہ) موافق ہوئے کہ جس کا نفع ظاہر ہو گیا۔ مروی ہے
 ابو ہریرہؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ قسم ہے اُس خدا کی جس کے سوا
 کوئی معبود نہیں اگر ابو بکرؓ خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت
 نہ کی جاتی۔ پھر دوبارہ یہی کہا۔ پھر سہ بارہ یہی کہا۔ اس پر اُن سے
 کہا گیا کہ بس کرو لے ابو ہریرہؓ (یعنی مبالغہ نہ کرو) تو انھوں نے
 کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ بن زیدؓ کو سات سو کا

وے کر شام کی طرف متوجہ کیا۔ جب انھوں نے ذی شنب میں دیکھ لیا ایک موضع ہے) پڑا دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی، اور مدینہ کے گرد کے عرب مرتد ہو گئے تو ابو بکرؓ نے ان اصحاب جو اس نوجوانوں کے لشکر کو واپس بلانے کے حق میں تھے اور کہا تھا کہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ضروری ہے، کہا تھا کہ خدا کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں اگر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹانگوں کو کٹے کھینچنے لگیں تو میں اُس لشکر کو واپس نہ بلاؤں گا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا ہے اور نہ وہ جہنم کھولوں گا جس کو آپؐ نے باندھا ہے پھر آپؐ نے اُس امر کو رد کر دیا۔ اب اس لشکر نے ان قبیلوں پر سے گزرنا شروع کیا جو ارتداد کا ارادہ کر رہے تھے تو ہر ایک یہی کہتا رہا کہ اگر ان لوگوں کے پاس پوری قوت نہ ہوتی تو ان جیسا دطاقتور (شکر) ان کے پاس سے نہ نکلتا۔ لیکن ہم (ابھی) ان لوگوں کو چھوڑیں یہاں تک کہ یہ روم سے لڑیں۔ تو یہ لوگ رومیوں سے لڑے اور ان کو شکست دی اور قتل کیا اور سلامتی کے ساتھ واپس آئے، تو یہ قبائل اسلام پر جھے رہے، یہ واقعہ صواعق میں بحوالہ یہی و ابن عساکر مذکور ہے۔ اس کے بعد مرتدین سے قتال کے بارے میں مباحثہ واقع ہوا تو صدیق اکبرؓ پورے شرع صریح کے ساتھ اس معاملہ میں ملہم ہو گئے اور وہی راز تھا اس فتنہ کے موقع پر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اس قول کا کہ العصمۃ بالسیف دبیحاً و تلوا سے ہوتا ہے) عمرؓ نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ! لوگوں کی تالیف قلب کیجئے اور ان کے ساتھ نرمی کیجئے۔ تو آپؐ فرمایا کہ کیا جاہلیت میں جبار (دلیل) تھے اور اسلام میں بزدل ہو گئے ہو۔ سمجھ لو کہ وحی منقطع ہو گئی اور دین پورا ہو چکا، کیا دین میں کمی کی جائے اور میں زندہ رہوں۔ یہ مذکور ہے مشکوٰۃ میں بحوالہ رزین۔ اور اسی جیسا حضرت

الی الشام فلما نزل بذی شنب قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وارتدت العرب حول المدینۃ فقال والذی لا الہ الاہو لو جرّت الکلاب بأر جیل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما ردت جیشاً وجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا حلت لواء عقدہ فوجہ اسامۃ فجعل لا یمّ بقبیل یریدون الارتداد الا قالوا لولا ان لہو لاء قوۃ ما خرج مثل لہو لاء من عندهم ولكن ندعهم حتی یلقوا الروم فلقوهم فہزموہم وقتلوہم ورجعوا سالمین فثبتوا علی الاسلام مذکور فی الصواعق معزداً الی البیہق و ابن عساکر بعد ازاں در قتال مرتدین مباحثہ واقع شد صدیق اکبرؓ بجد عظیم دریں باب ملہم گشت و آن سر قول آن حضرت بود دریں فتنہ کہ العصمۃ بالسیف قال عمر یا خلیفۃ رسول اللہ تألیف الناس و امرئ بہم فقال اجتار فی الجاہلیۃ و خوار فی الاسلام انہ قد انقطع الوحی و تنزل الدین ایتقص و انا حتی مذکور فی مشکوٰۃ معزداً الرزین

وَمَثَلُ قَوْلِ الرَّفِضِيِّ لَا تَفْجَعْنَا بِنَفْسِكَ يَا
خَلِيفَةُ رَسُولِ اللَّهِ فَاجَابَهُ بِنَحْوِ مَثَلِهِ
اجَابَ عُمَرُ بْنُ كُورٍ فِي الصَّوَاعِقِ وَغَيْرِهَا
بَعْدَ زَالٍ دَرْتِينَ امِيرِ بَرْتَةِ قَتَالِ مُرْتَدِّينَ اشْكَالِ
اَفْأَدَ حَضْرَتِ صَدِيقِ حُدَيْثِ دَرَبَابِ خَالِدِ بْنِ وَلِيدِ
رَوَايَتِ كَرْدِ وَآخِرِ كَارْفِخِ بَرْدِ سِتِ خَالِدِ بْنِ وَاقِغِ
شَدَعْنِ وَحَشِيِّ بْنِ حُوبِ اَنْ اَبَا بَكْرٍ عَقْلُ
لِخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فِي قِتَالِ اَهْلِ الرِّدَّةِ
وَقَالَ اَنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ نَعَمْ عَبْدُ اللَّهِ وَاخُو الْعَشِيرَةِ
خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ سَيْفٌ مِنْ سَيُوفِ اللَّهِ
سَلَّهَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْكُفَّارِ وَالْمُنَافِقِينَ
اُخْرِجَهُ اَحْمَدُ بَازِجُمُ مِنْ اَزْمُسْلِمِينَ مُتَحَقِّقِينَ رَاكِبِينَ
بِهَيْشَتِ بُودَنْدِ مَثَلِ حَضْرَتِ عُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ وَدَانَاتِ
اَنْ خَضِرَتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَّهَ عَظِيمِمْ بِشِمْ اَمَدِ
اَنْ رَسَالًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَزَنُوا عَلَيْهِ حَتَّى كَادَ
بَعْضُهُمْ يُوسِسُونَ وَفِي بَعْضِ الْفَاطِ
الْحَدِيثِ اَنْهُمْ اَبْتَلُوا بِحَدِيثِ النَّفْسِ وَ
فِي رَوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ جَبْرِ بْنِ مَطْعَمِ بْنِ عُثْمَانَ
قَالَ تَبَيَّنْتُ اَنْ اَكُونَ سَأَلْتُ رَسُولَ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا يُجِئُنَا
مِمَّا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِي اَنْفُسِنَا
دَرِ عِلَاجِ اِيْهِ وَاهْمِيهِ مَتَجَرَّ شَدَنْدِ وَنَدَانَسْتَنْدِ كَنْجَا
اِيْهِ اَلْمَرْجِسِيَّتِ صَدِيقِ اَكْبَرِ وَهَرِ نَجَاتِ اِيْهِ وَهَرِ نَجَاتِ اِيْهِ وَهَرِ نَجَاتِ اِيْهِ

مرتضی رضی اللہ عنہ کا قول تھا کہ آپ اپنی ذات سے ہیں کُربِ جبینِ
میں نہ ڈالیں اے خلیفہ رسول اللہ! تو آپ نے اُن کو بھی ایسا ہی (تیز)
جواب دیا جیسا عمرؓ کو دیا تھا، یہ صواعق وغیرہ میں مذکور ہے۔
اُس کے بعد مرتدین سے قتال کرنے کے لئے کسی امیر کے تعین میں
اشکال پڑا اور حضرت صدیقؓ نے خالد بن ولیدؓ کے بارے میں ایک
حدیث بیان کی اور انجام کار فتح خالدؓ کے ہاتھ پر واقع ہوئی۔
وحشی بن حرب سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے خالد بن الولیدؓ کے
لئے جھنڈا باندھا مرتدین سے قتال کے لئے اور فرمایا کہ میں نے
رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے کہ اللہ کا
اچھا بندہ اور ساتھیوں کا بھائی (یعنی نگہدار) خالد بن الولیدؓ ہے جو
اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جس کو اللہ عزوجل نے کفار
اور منافقین پر کھینچا ہے، روایت کیا اس کو احمد نے۔ پھر مسلمین
محققین کی ایک جماعت کو جس کو بہشت کی بشارت دی گئی تھی
جیسے حضرت عثمانؓ و طلحہؓ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
کے بعد ایک عظیم شبہ پیش آیا (حدیث میں ہے) بہت سے لوگ
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے تھے جن پر آپؐ کے فرق
سے رنج غالب آگیا یہاں تک کہ اُن میں سے بعض قریب تھا کہ
دوسو سو میں مبتلا ہو جائیں (یعنی مایوس ہو جائیں) اور بعض الفاظ
حدیث میں ہیں کہ وہ حدیث النفس میں مبتلا ہو گئے۔ اور محمد بن حنبل
ابن مطہمؓ کی روایت میں حضرت عثمانؓ سے مروی ہے فرمایا کہ "میں
پچھتاؤں کہ کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتا کہ اس
چیز سے جو شیطان ہمارے نفوس میں القا کرتا ہے نجات دینے والی
کیا چیز ہے؟" اس اُفتاد عظیم کے علاج میں متوجہ ہو گئے اور نہ
سمجھے کہ اس امر سے نجات کی کیا صورت ہے۔ صدیق اکبرؓ نے
اس بڑی اُفتاد سے نجات کی صورت ارشاد فرمائی کہ نبی

شدیدہ ارشاد فرمود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یُحِبُّکُمْ مِنْ ذَلِکُمْ اِنْ تَقُولُوا مَا اَمَرْتُ عَمٰی اِنْ یَقُولَ فَلَمْ یَقُلْ اُخْرِجْ اَحْمَد و ابو یعلیٰ بطریق مختلفۃ والفاظ متغایرۃ یَقْبِرُ بعضہا بعضًا و حاصل این قصہ آنست کہ قوم معتاد بودند بدوام صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حالت اتصال کہ بر و رُوح بکار بائے خود مشغول باشند بصحبت آنجناب کسب می نمودند چون سعادت صحبت از دست رفت و آن حالت مفقود شد در تفرقہ افتاد و حدیث نفس بر ایشان مستولی گشت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کہ خلیفہ مطلق آنحضرت بود و نائب بر حق او صلی اللہ علیہ وسلم در علم ظاہر و باطن طریقہ ذکر تعلیم نمود این است معنی این قصہ کہ بعد جمع طرق حدیث مفہوم گشت فلا تَفْتَرُ باقایل الناس فی ذلک و این اول احیاء طریقہ صوفیہ است کہ از دست خلیفہ اول رضی اللہ عنہ و ارضاء بظہور پیوست بعد ازاں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ صلوٰۃ استغفار از صدیق اکبر اخذ نمود و بآل اعتنا تمام فرمود عن علیؑ قال کنت اذا سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثًا نفعنی اللہ بہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں اس سے نجات دلائے گی یہ بات کہ تم وہ (کلمہ) کہو جس کا امر میں نے اپنے چچا کو کیا تھا کہ وہ یہ کہیں مگر انھوں نے نہ کہا (یعنی لا الہ الا اللہ) احمد اور ابو یعلیٰ نے اس کو مختلف اسناد کے ساتھ اور ایک دوسرے سے ایسے مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کیا جن میں سے بعض بعض کی تفسیر کرتے ہیں۔ اور اس قصہ کا حاصل یہ ہے کہ قوم عادی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوام صحبت کی اور یہ صاحبان اتصال کی حالت (خاصہ یعنی اُس کیفیت) کو کہ (لطیفہ) سر و (لطیفہ) رُوح اپنے اپنے کاموں میں مشغول رہیں۔ آنحضرت کی صحبت سے کسب کرتے رہتے تھے، وہ سعادت صحبت ہاتھ سے جاتی رہی اور وہ حالت مفقود ہو گئی تو تفرقہ (قلب) میں مُبتلا ہو گئے اور ان پر حدیث نفس غالب آ گئی۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ مطلق اور نائب بر حق تھے علم ظاہر و باطن میں ذکر کا طریقہ تعلیم فرمایا۔ یہ حقیقت ہے کہ اس قصہ کی جو طریق حدیث کو جمع کرنے سے مفہوم ہوتی ہے تو اس بارے میں لوگوں کے اقوال مختلفہ سے دھوکہ میں نہ پڑنا۔ اور طریقہ صوفیہ کا یہ اول احیاء ہے جو کہ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ و ارضاء کے دست مبارک سے ظہور میں آیا۔ اس کے بعد حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر سے صلوٰۃ استغفار اخذ کی اور اس کی پوری قدر کی۔ مردی ہے علی رضی اللہ عنہ کہ اس کی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کرتا تھا تو مجھے اس سے اللہ تعالیٰ نفع پہنچایا کرتا تھا جبنا اس میں سے چاہتا تھا اور جب مجھ سے کوئی دوسرا شخص آپ سے کوئی بات روایت کرتا تھا تو میں اس کو قسم دیتا تھا جب وہ قسم کھا لیتا تو میں

بِمَا شَاءَ مِنْهُ وَادَّخَلْنِي عَنْهُ غَيْرِي اسْتَخْلَفْتَنِي
فَإِذَا حَلَفْتُ لِي صَدَقْتُ وَأَنْ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَنِي وَ
صَدَّقَ أَبُو بَكْرٍ أَنَّ سَمْعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ
الْوُضُوءَ ثُمَّ يَصِلُ رَكْعَتَيْنِ فَيَسْتَغْفِرُ اللَّهَ
عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا غُفِرَ لَهُ أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَأَبُو يَعْلَى
بِطَرِيقٍ مُتَعَدِّتَةٍ لَيْسَ أَزَالُ مَسْبُوبٌ تَرِينَ اشْكَاكَ
أَنْ يَكُونَ فِيكَ حُضْرَتٌ فَاطِمَةُ زَهْرَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَحَضْرَتُ عِيسَى
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَظَاهِرُ عُمُومِ آيَةِ يُؤْصِيكَمُ اللَّهُ فِي
أَوْلَادِهِ كَمَا لَدَّ كَرِمْ مِثْلَ حِطِّ الْأَنْثِيِّينَ مُتَمَكِّ
شَدَّ مِيرَاثِ أَنْ حَضْرَتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
طَلَبَ كَرْدَ مُشْكَلٍ أَنْ مِيرَاثَ دَهْنِ خَالِفِ قَاعِ شَرْعِ
بَاشِدٍ وَكَرْدَ نَهْنِدِ لَمَلِ خَاطِرِ أَهْلِ بَيْتِ لَازِمِ آيَةِ
حَضْرَتِ صَدِيقِ دَرِيسِ بَابِ حَرْثِ رَوَايَةِ كَرْدِ مِيرَاثِ
بُرْدَنِ از بَغِيَابِ رَضِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبُرْدَنِ اِيْنَ
قَرَامِ مَمْلُوكِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَرْدِ مَقْدَمِ
رَا مَخْرُودِ وَبَا حَضْرَتِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَسَا تَرِ
أَهْلِ بَيْتِ أَنْ قَدَرِ مَلَا طِفْتَ فَرَمُودِ كَبِيرِ نَقْصَانِ
أَنْ آزَرْدِ كِبَاهِ شَدْدِ دَرِ هِمِ اِيَامِ مُشْكَلِ دِيكَرِ كَرْدِ فَوْقِ
جَمِيعِ مُشْكَلَاتِ تَوَا شَمْرِ دِيشِ اَمْدِ اِيْنَ بُوْدِ كَرْدِ
زَبِيرِ وَجَمْعِ از بَنِي هَاشِمِ دِرْخَانِ حَضْرَتِ فَاطِمَةَ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا جَمْعِ شَدْدِ رِبَابِ
نَقْصِ خِلَافَتِ مَشُورَتِ بَا بَكَارِ بَرْدِ بُرْدَنِ
حَضْرَتِ شَيْخِيْنَ اِيْنَ رَا بَ تَدِيرِ كَرْدِ
بَا يَسْتِ بَرِ هِمِ زَدَنِ وَتَدَارِ كَرْدِ مَلَالِ كَرْدِ

اُس کی تصدیق کرتا۔ اور یہ کہ ابو بکرؓ نے مجھ سے حدیث بیان کی اور ابو بکرؓ
سچے ہیں کہ انھوں نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ
فرمایا ہر ایک ایسا بندہ جس سے کوئی گناہ ہو جاتے اور وہ
وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے
پھر اللہ عز و جل سے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ
بخش دے گا۔ اس کو روایت کیا احمد نے اور ابو یعلیٰ نے متعدد
روایات سے۔ پھر اس کے بعد سخت ترین اشکال یہ پیش آیا کہ
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ
نے بظاہر اس آیت کے عام حکم سے یُوْصِيْكُمْ اللّٰهُ مَالِہ (۱۱:۴)
اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمھاری اولاد کے باب میں لڑکے کا
حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر الخ دلیل پکڑتے ہوئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث طلب کی۔ مشکل یہ پیش
آئی کہ اگر میراث دیں تو قاعدہ شرع کے خلاف ہوگا۔ اور اگر
نہ دیں تو اہل بیت کا ملال خاطر لازم آتا ہے۔ حضرت صدیقؓ
نے اس باب میں ایک حدیث کی روایت کی کہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم سے میراث لینا اور (خیبر) کی ان بستیوں کا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا مملوک ہونا دونوں صحیح نہیں ہیں۔
اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور تمام اہل بیت کی آپؐ نے
اتنی دلجوئی کی کہ اس سے اُن آزر دیگیوں کی تلافی ہو گئی جو
پیدا ہو گئی تھیں۔ ان ہی ایام میں ایک اور مشکل پیش آئی جو سب
مشکلات سے بالاتر سمجھی جاسکتی ہے اور وہ یہ تھی کہ زبیرؓ نے
اور بنی ہاشم کی ایک جماعت نے حضرت فاطمہؓ کے گھر میں
جمع ہو کر خلافت کے توڑنے کے لئے مشورے شروع کر دیے۔
حضرات شیخینؓ نے اس کو ایسی تدبیر سے جو ہونا چاہیے
تھی مٹایا اور اس ملال کا تدارک حُسنِ ملاطفت سے فرمایا

برمزاج حضرت مرتضیٰ رضی عنہ عارض شدہ بود بکس
ملاطفت فرمودند رُداۃ ایں قصہ ہر یکے
چیزے را حفظ کرد و چیزے ترک نمود و ریں جا
چند روایت بنو لیسیم تا قضیہ منقہ گردد عن
زید بن اسلم عن ابیہ انہ حین بویع لابی بکر
بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی و
الزبیر یدخلان علی فاطمۃ بنت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینشأ و سر و نہا و
یوجعون فی امرہم فلما بلغ ذلک عمرہ
ابن الخطاب خرج حتی دخل علی فاطمۃ
فقال یا بنت رسول اللہ واللہ ما من
الخلق احد احب الینا من ابیک و امی
احد احب الینا بعد ابیک منک و امیر
اللہ ما ذلک بہا نعی ان اجتمع ہولاء
النفر عندک ان امر بہم ان یخرجوا
علیہم البیت قال فلما خرج عمرہا جاء وھا
فقال تعلمون ان عمرہا قد جاء فی
وقد حلف باللہ لئن عدتکم لیمرقن
علیکم البیت و امیر اللہ لیمضین لہا
حلف علیہ فانصر فوارا شدین فرود ائیکم
ولا ترجعوا الی فانصر فوا عنہا فلم یجوا
الیہا حتی بايعوا لابی بکر اخرجه ابن ابی
شیبہ وعن عائشۃ ان فاطمۃ رضی اللہ عنہا
بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسلت
الی ابی بکر الصدیق تسالہ میراثہا من رسول

جو حضرت مرتضیٰ رضی عنہ کے مزاج پر عارض ہو گیا تھا۔ اس قصہ کے
راویوں میں سے ہر ایک نے ایک چیز کا تو ذکر کر دیا اور ایک چیز کو
ترک کر دیا اس لئے اس موقع پر ہم چند روایتیں لکھتے ہیں
تاکہ واقعہ کی تیقن ہو جائے۔ مروی ہے زید بن اسلم رضی عنہ سے وہ اپنے
باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد ابو بکر رضی عنہ سے بیعت ہو گئی تو علی رضی عنہ اور زبیر رضی عنہ فاطمہ بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے لگے یہ ان سے
مشورے کرتے تھے اور اپنی خاص تجویز کے سلسلہ میں بار بار آجاء
تھے۔ جب یہ خبر عمر بن الخطاب رضی عنہ کو پہنچی تو نکلے اور فاطمہ رضی عنہ کے پاس
پہنچے اور کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی! خدا کی قسم کوئی تمام مخلوق
میں سے ہمیں تمہارے باپ سے زیادہ محبوب نہ تھا اور اب ہمیں تمہارے
باپ کے بعد کوئی تم سے زیادہ محبوب نہیں اور خدا کی قسم یہ محبت
مجھے اس بات سے روکنے والی نہیں کہ اگر یہ لوگ تمہارے پاس جمع
ہوتے تو میں ان کے بارے میں یہ حکم دوں کہ ان کے اوپر اس گھر کو
پھونک دیا جائے۔ بیان کیا کہ جب عمر رضی عنہ چلے گئے تو یہ لوگ فاطمہ رضی عنہ کے
پاس آئے تو فاطمہ رضی عنہ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ عمر رضی عنہ میرے پاس آتے
تھے اور وہ اللہ کی قسم کھا چکے ہیں کہ اگر تم لوگ پھر یہاں جمع ہوئے
تو وہ تمہارے اوپر اس گھر کو جلادیں گے اور بخدا وہ ضرور ایسا کر
گزریں گے جس پر انھوں نے قسم کھائی ہے۔ بس خیریت سے
واپس ہو جاؤ۔ تمہاری اپنی جو رائے ہو کرتے رہو اور میرے
پاس لوٹ کر نہ آؤ، تو یہ لوگ اُن کے پاس سے واپس ہو گئے
اور پھر نہیں آئے۔ یہاں تک کہ انھوں نے ابو بکر رضی عنہ سے بیعت کر لی،
اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عائشہ رضی عنہا سے کہ
فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے
ابو بکر صدیق رضی عنہ کو بلایا اور اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما آفأ اللہ علیہ
بالمدينة وفداک وما بقی من خمس خیبر
فقال ابو بکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال لا تُورث ما ترکنا صدقة
انما یأکل آل محمد فی هذا المال واث
واللہ لا اُعیر شیئا من صدقة رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن حالها الی تکا
علیها فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ولا عَمَلَتْ فیها بہا عمل بہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فابی ابو بکر ان
یدفع الی فاطمة منها شیئا فوجدت
فاطمة علی ابی بکر فی ذلک وقال ابو بکر
والذی نفسی بیدہ لقرابة رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم احب الی ان اصل
من قرابتی واما الذی شجر بینی وبینکم من
هذه الاموال فانی لم آل فیہما عن
الحق ولم اترك امرأ رأیت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یصنعہ فیہا الا صنعتہ
اخرجه احمد والبخاری وغیرہما وهذا
لفظ احمد و فی رواية له ان فاطمة بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألت ابوبکر
بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان یقسم لہا ما ترک رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مما آفأ اللہ علیہ فقال
لہا ابو بکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

طرف سے اپنے حصہ وراثت کا سوال کیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دلویا
تھا مدینہ میں اور فدک میں اور خمس خیبر میں سے ما بقی کا۔ تو ابو بکر
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا پیغمبر کا
کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑیں گے وہ صدقہ
(یعنی غریبوں کا حق) ہے۔ اس مال سے آل محمد صرف کھاتے
رہیں اور بخرا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ
میں کچھ تغیر نہ کروں گا اُس کے اُس حال سے جس پر وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اور میں اُس میں ضروری عمل
کروں گا (یعنی تقسیم) جو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے
تھے، غرض ابو بکر نے اُس میں سے فاطمہؓ کو کچھ دینے سے انکار کر دیا
تو فاطمہؓ اس پر ابو بکرؓ سے ناراض ہو گئیں اور ابو بکرؓ نے کہا قسم
ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ قرابت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ
میں نیک برتاؤ کروں اپنی قرابت سے اور رلیہ اختلاف جو میرے اور
تمہارے درمیان ان اموال کے بارے میں واقع ہوا تو میں اس
میں حق سے نہیں ہٹا ہوں اور میں نے کسی ایسے امر کو نہیں چھوڑا
جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
جو عمل آپ اس میں کرتے تھے وہی میں نے کیا، اس کو احمد اور
بخاری وغیرہما نے روایت کیا اور یہ الفاظ احمد کے ہیں۔ اور
اُن کی ایک روایت میں یہ ہے کہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ابو بکرؓ سے سوال کیا کہ وہ اُن کا حصہ میراث اس جائیداد
میں سے تقسیم کر کے دیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
چھوڑی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو دی تھی تو اُن سے
ابو بکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث

قَالَ لَا تُورَثُ مَا تَرَكَاهُ صَدَقَةٌ فَغَضِبَتْ
فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتَّى
تَرَقَّيْتُ قَالَ وَعَاشَتْ بَعْدَ وَفَاتِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ
قَالَ فَكَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ تَسْأَلُ
أَبَا بَكْرٍ نَصِيبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْرٍ وَفَدَكَ وَصَدَقَتِهِ
بِالْمَدِينَةِ فَأَبَى أَبُو بَكْرٌ ذَاكَ عَلَيْهَا
وَقَالَ لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ
بِهِ إِنِّي أَخْشَى أَنْ تَرْكُتَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ
أَنْ أَزِيغَ قَامًا صَدَقَتَهُ بِالْمَدِينَةِ
فَدَفَعَهَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ
فَغَلَبَ عَلَيْهَا عَلِيٌّ وَأَمَّا خَيْبَرُ وَ
فَدَكَ فَأَمْسَكَهُمَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْهُ
قَالَ هُمَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَتْ لِحَقْوَقِهِ الَّتِي تَعْرُوهُ وَنَوَاسِيبِهِ
وَأَمْرُهُمَا إِلَيَّ مِنْ وَلِيِّ الْأَمْرِ قَالَ فَمَهَا عَلِيٌّ
ذَلِكَ الْيَوْمَ أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَعَنْ عَقْبَةِ بْنِ
الْحَارِثِ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ مِنْ صَلَوةٍ الْعَصْرِ بَعْدَ وَفَاتِ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِيَالٍ وَعَلِيٌّ

نہ ہوگا ہم جو کچھ چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا تو فاطمہ علیہا السلام
ناراض ہو گئیں تو ابو بکرؓ کو چھوڑ دیا اور انقطاع تعقیقی باقی
رکھا یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی کہا کہ وہ بعد وفات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ ماہ زندہ رہیں۔ کہا کہ فاطمہ
علیہا السلام ابو بکرؓ سے سوال کرتی تھیں اپنے حصہ کا اس میں
سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا تھا یعنی خیر او
فدک اور آپ کا صدقہ جو مدینہ میں تھا تو ابو بکرؓ نے ان سے اسکا
انکار کر دیا اور کہا تھا کہ میں کوئی چیز چھوڑنے والا نہیں ہوں جسپر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرتے تھے مگر مجھے بھی اس پر عمل
کرنا ہے۔ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ میں نے اگر آپ کے امر میں سے
کسی چیز کو ترک کر دیا تو میں حق سے پھر جاؤں۔ مگر جو آپ کا مدینہ
کا صدقہ تھا اس کو عمرؓ نے علیؓ اور عباسؓ کو دیدیا تھا۔
(بطور تولیت) تو غالب ہے۔ اس صدقہ میں عباسؓ پر علیؓ
رہا خیر اور فدک تو ان دونوں کو عمرؓ نے روک لیا تھا اور فرمایا
کہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا صدقہ ہیں جو ان
حقوق کے پورا کرنے کے لئے تھے جو آپ کو پیش آتے تھے اور
آپ کے نواب (یعنی حوادث و فقیہ) کے لئے تھے اور ان دونوں
کا معاملہ سپردگی میں ہے گا اس کے جو ولی امر (یعنی خلیفہ)
ہو۔ کہا کہ یہ دونوں آج تک اُسی حال پر ہیں۔ اور مروی ہے عقبہؓ
ابن الحارث سے کہا کہ میں نکلا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز
عصر کے بعد جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر چند
راتیں گزری تھیں اور علیؓ آپ کے پہلو میں چل رہے تھے تو ان کا
گزر حسن بن علیؓ پر ہوا جو کہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے

مولانا شاہ عبدالغنی قدس سرہ نے تحفۂ اثنا عشریہ میں باغرفدک کے قصہ کی تفصیل اور اس حدیث کی شرح بلغ انداز کے ساتھ کی ہے جو
خواہشمند ہو وہ اس کا مطالعہ کرے ۲

یمشی الی جنبہ فتم بحسن بن علی یلعب مع
 غلمان فاحتلم علی رقبته وقال وای شیئ
 بالنبی لیس شیئہا بعلی وقال وعلی رضی اللہ
 یرضہ اخرجہ احمد وعن عائشۃ ان
 فاطمۃ ارسلت الی ابی بکر تسالہ عن
 میراثہا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 مہا فاء اللہ علی رسولہ من المدینۃ
 وفدک وما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ اثنا
 یاکل ال محمد من هذا المال و
 انی واللہ لا اغير شیئاً من صدقۃ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن حالہا
 الی کانت علیہا فی عہد رسول اللہ صلی اللہ
 اللہ علیہ وسلم ولا عملن فیہا بہا عمل رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فابی ابوبکر ان یدفع
 الی فاطمۃ منها شیئاً فوجدت فاطمۃ علی
 ابی بکر فی ذلک فہجرته فلم تکلم حتی توفیت
 وعاشت بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ
 اشھر فلما توفیت دفنہا زوجہا علی لیلہ ولم
 یؤذن بہا ابابکر وصلی علیہا وکان لعلی من
 الناس وجہ حیوۃ فاطمۃ فلما توفیت استنکر
 علی وجہ الناس فالتس مصالحتہ ابی بکر و
 مبايعتہ ولم یکن یبایع تلک الا شھر فارسل
 الی ابی بکر ان اعنتا ولا یأتینا معک احد

تو ابوبکر نے ان کو اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور کہا کہ میرا
 باپ اس پر قربان (یہ محاورہ کلام ہے) یہ مشابہ ہے نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں ہے۔ کہا اور علی رضی اللہ عنہ سے
 کہے تھے، اس کو روایت کیا احمد نے۔ اور مروی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے
 کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور ان سے سوال کیا اپنے حصہ
 وراثت کا جو ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچتا تھا اس میں
 سے جو اللہ نے اپنے رسول کو دیا تھا مدینہ میں سے اور فدک میں
 سے اور خیبر کے پانچویں حصہ کے باقی ماندہ میں سے۔ تو ابوبکر نے
 کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث
 نہیں ہوتا ہم (پیغمبر) جو چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ اس
 مال میں سے آل محمد صرف کھائیں گے اور میں واللہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں جس حال پر وہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اس کی کسی چیز میں تغیر نہ کروں گا
 اور میں اس میں ضرور ہی عمل کروں گا جو عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کرتے تھے۔ تو ابوبکر نے اس سے انکار کر دیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو
 اس میں سے کچھ دیں۔ اس سے فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ناراض ہو گئیں
 اور ان کو چھوڑ دیا اور ان سے کلام نہیں کیا یہاں تک کہ انتقال
 ہو گیا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں۔
 جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو رات
 میں ہی دفن کر دیا اور اس وفات کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نہیں دی۔
 اور ان پر نماز انھوں نے ہی پڑھی۔ اور علی رضی اللہ عنہ کی لوگوں میں خاص
 عزت رہی فاطمہ رضی اللہ عنہ کی زندگی تک۔ پھر جب ان کا انتقال ہو گیا تو
 علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے رخصت ہونے پاتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مصافحت
 اور ان سے بیعت کی درخواست کی اور ان ہینوں میں
 وہ بیعت نہیں کر رہے تھے پھر انھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ

کراہیۃً لیخضُرُ عُمَا فَقَالَ عُمَا وَاللَّهِ
لَا تَدْخُلُ عَلَیْهِمْ وَحْدَكَ فَقَالَ
أَبُو بَكْرٍ وَمَا عَسِیْتُمْ أَنْ یَفْعَلُوهُ بِنِی
وَاللَّهِ لَا تَبِیْتُمْ فَدَخَلَ عَلَیْهِمْ أَبُو بَكْرٍ
فَتَشَهَّدَ عَلَیْهِ فَقَالَ أَنَا قَدْ عَرَفْتُ
فَضْلَكَ وَمَا أَعْطَاكَ اللَّهُ وَلَوْ تَنَفَّسُ
عَلَيْكَ خَيْرًا سَأَلْتُ اللَّهَ إِلَیْكَ وَكَتَبْتُ
اسْتَبْدَذْتُ عَلَیْنَا بِالْأَمْرِ وَكُنَّا نَرَى
لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ أَنَّ لَنَا نَصِیْبًا حَقًّا فَاضْتُ عَلَیْنَا
إِنِ بَكْرٍ فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ وَالَّذِی
نَفْسُ بَدِیدَةٍ لِقَرَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ أَنْ أَصِلَ
قَرَابَتِی وَآمِنًا الَّذِی شَجَرَ بَیْنِی وَ
بَیْنَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَمْوَالِ فَآتِی
لَوْ أَلُفْ فِیْهَا عَنِ الْخَیْرِ وَلَوْ اشْتَرَكِ
أَمْرًا رَأِیْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ یَصْنَعُهُ فِیْهَا إِلَّا صَنَعْتُ فَقَالَ
عَلِیُّ بْنُ ابْنِ بَكْرٍ مَوْعِدُكَ الْعِشِیَّةُ لِلْبِیْعَةِ
فَلَمَّا صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الظُّهْرَ سَاقَى الْمِیْزَ
فَتَشَهَّدَ وَذَكَرَ شَأْنَ عَلِیٍّ وَتَخَلَّفَ
عَنِ الْبِیْعَةِ وَعَنْ سِرِّهِ بِالَّذِی اعْتَذَرَ
إِلَیْهِ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَتَشَهَّدَ عَلِیٌّ فَعَطَّ
حَقَّ ابْنِ بَكْرٍ وَحَدَّثَ أَنَّ لَوْ یَحْمِلُهُ
عَلِیُّ الَّذِی صَنَعَ نَفَاسَةً عَلَیَّ ابْنِ بَكْرٍ

کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ ہمارے پاس آئیں اور تمہارے ساتھ کوئی
دوسرا نہ آئے اس کراہیت کی وجہ سے کہ عمرؓ ضرور ساتھ
ہوں گے۔ اس پر عمرؓ نے کہا واللہ آپ ان کے پاس تنہا
نہ جاتیں۔ تو ابو بکرؓ نے کہا کہ واللہ مجھے امید نہیں کہ وہ میرے
ساتھ (بر افعالہ) کریں گے۔ واللہ میں ان کے پاس
ضرور جاؤں گا۔ اور ان کے پاس ابو بکرؓ پہنچ گئے۔ تو
علیؓ نے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم
آپ کی بزرگی کو پہچانتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے آپ کو دیا ہے
اور اس خیر پر جو اللہ نے آپ کی طرف بھیجی ہے ہم نے
آپ کے اوپر حسد نہیں کیا۔ لیکن آپ نے اس امر کی
خلافت کے سلسلہ میں اکیلے اکیلے ہی سب کچھ کیا اور
ہم خیال کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی
قربت کی وجہ سے کہ (مشاورت میں) ہمارا حصہ ہوگا۔ یہاں تک
کہ ابو بکرؓ کے آنسو بہنے لگے۔ پھر جب ابو بکرؓ نے گفتگو شروع کی تو فرمایا
کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ البتہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں اپنی
قربت کے ساتھ ناٹ جاؤں۔ یہی وہ بات کہ ان اموال کے سلسلہ میں
میرے اور تمہارے درمیان اختلاف واقع ہوا تو یقیناً میں ان کے بارے
میں خیر سے نہیں ہٹا اور نہ میں نے کسی ایسے کام کو چھوڑا جو میں نے
ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا، مگر میں نے
وہی کیا۔ اس کے بعد علیؓ نے ابو بکرؓ سے کہا آپ سے بیعت کیلئے شام
کو آنے کا وعدہ ہے۔ پھر جب ابو بکرؓ نے نماز ظہر پڑھ لی تو منبر پر چڑھے
اور کلمہ شہادت پڑھا اور علیؓ کی شان کا ذکر کیا اور ان کی بیعت سے
تخلف کا اور حضرت علیؓ کے اس عذر کو قبول کرنے کا اظہار کیا جو انھوں نے
ان سے کیا تھا۔ اس کے بعد (علیؓ نے) استغفار کیا اور کلمہ شہادت

وَلَا انْكَارَ لِلَّذِي فَضَّلَهُ اللَّهُ بِهِ
وَلَيْكِنَّا كُنَّا نَرَى لَنَا فِي هَذَا الْأَمْرِ
أَيِ الْمَشْهُورَةِ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ بِقِيَّةِ
الرَّوَايَاتِ نَصِيحًا فَاسْتَيْدَ عَلَيْنَا
فَوْجِدْنَا فِي أَنْفُسِنَا فَسُرَّ بِذَلِكَ
الْمُسْلِمُونَ وَقَالُوا أَصَبَّتْ وَ
كَانَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى عَلَى قَرِيبًا
حِينَ سَلَجَمَ الْأَمْرَ الْمَعْرُوفَ
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ السُّتُّ
أَحَقُّ النَّاسِ بِهَا السُّتُّ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ
السُّتُّ صَاحِبُ كَنْزِ السُّتِّ صَاحِبُ
كَنْزِ أَرْوَاحِ التَّرْمِذِيِّ بَعْدَ أَزَاا اْأَهْمِ هِمَاتِ
زَدِيكَ حَضْرَتِ صَدِّيقِ نَبَا اْأَلِ بُوْد
كِه بَرَا تِه اْمُتْمِتِ اْمُخْمَرَتِ صَلَّيْ اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّم قَاعِدَه مَرْتَبَ فَرَايِدِ تَا دَر
مَسَائِلِ اْأَجْتِهَادِيَّةِ بِكْدَام رَاهِ سَلُوكِ نَمَايَنْد
وَتَرْتِيبِ اِدْلَه شَرْعِيَّه بِجِهَةِ اسْلُوبِ بَعْل
آرَنْد اِلَا يَوْمَنَا اِنْذَاهِمَه مَجْتَهِدِيْنَ بَر
هَمِيْنَ قَاعِدَه عَمَلِ مِي كَنْدِه وَوَعِي رَضِي اللّٰهُ
عَنْ شَيْخِ وَ اُسْتَا دَجَمِيْعِ مَجْتَهِدِيْنَ شَدِيدِ بَوَضْعِ
اِيْنَ قَاعِدَه عَنْ مِيْمُونِ بِنِ مَهْرَانِ
قَالَ كَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَوْرَدَ عَلَيْهِ الْخَصْمُ
نَظَرَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَإِذَا وَجَدَ فِيهِ

پڑھ کر ابو بکرؓ کے حق کی عظمت کا اظہار کیا اور بیان کیا کہ جو کچھ
انھوں نے (توقف) کیا اس پر اُن کو ابو بکرؓ پر حسد نے برا بیچتہ
نہیں کیا اور نہ اُن فضائل سے انکار کیا بنا پر کیا جن سے اللہ
تعالیٰ نے اُن کو فضیلت بخشی، لیکن ہم یہ خیال کر رہے تھے
کہ اس امر میں (یعنی مشورہ میں جیسا کہ اس پر بقیہ روایات دلا
کرتی ہیں) ہمارا بھی حصہ ہو گا مگر ہم کو الگ (یعنی نظر انداز) کر دیا
تو ہم نے اپنے نفوس میں اس کا رنج پایا۔ تو اس سے سب مسلمان
خوش ہوئے اور سبؓ کہا کہ آپؐ نے اچھا (اقدام) کیا اور
سب مسلمان (اب) علیؑ سے قریب ہو گئے جب انھوں نے
اس نیک کام کی طرف رجوع کر لیا۔ اس کو بخاری نے روایت
کیا۔ اور مروی ہے ابو سعید خدریؓ سے کہا کہ ابو بکرؓ نے (سقیفہ
بني ساعده میں) کہا کہ کیا میں اس (خلافت) کا سب لوگوں
زیادہ مستحق نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے اول اسلام لانیوالا
شخص نہیں ہوں؟ کیا میں فلاں فضیلت والا نہیں ہوں؟ کیا میں
فلاں بات والا نہیں ہوں؟ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اس کے
بعد اہم ہمتا حضرت صدیقؓ کے نزدیک یہ کام تھا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے ایک قاعدہ مرتب فرمادیں
کہ مسائل اجتہاد میں لوگ کس راہ پر چلیں اور دلائل شرعیہ کی ترتیب
کس اسلوب کے ساتھ عمل میں لائیں۔ ہمارے آج کے دن تک تمام
مجتہدین اسی قاعدہ پر عمل کر رہے ہیں اور صدیق رضی اللہ عنہ شیخ
اور اُستاد تمام مجتہدین کے محبت سے اس قاعدہ کو وضع فرمانے کی وجہ
سے ترمذی ہے میمون بن ہرآن سے کہا کہ ابو بکرؓ کے پاس جب
کوئی مدعی آتا تو وہ نظر کرتے کتاب اللہ میں اگر اس میں
وہ بات پاتے جس سے اُن کے درمیان فیصلہ کر دیں

لے اس عبارت کو قسین کے درمیان اس لئے کر دیا کہ حضرت مصنفؒ کی طرف سے جس میں ہذا الامر کا اشارہ دیا ذکر کیا گیا ہے ۱۲ اشتیاق احمد معنی عنہ

مَا يَقْضِي بَيْنَهُمْ قَضَىٰ بِهِ دَانَ لَوِي كُنْ
 فِي الْكِتَابِ وَعَلِمَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ سَنَةً قَضَىٰ
 بِهِ فَإِنْ أَعْيَا خَرَجَ فُسَّالُ الْمُسْلِمِينَ وَ
 قَالَ أَتَانِي كَذَا وَكَذَا فَهَلْ عَلِمْتُمْ أَنَّ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَىٰ فِي
 ذَلِكَ بِقَضَاءٍ فَوَجَّاهُ إِلَى الْبَيْتِ لِنَظَرِ كُلِّهِمْ
 يَنْكُرُونَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فِيهِ قَضَاءٌ فَيَقُولُ أَبُو بَكْرٍ الْحَمْدُ
 لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِينَا مَنْ يَحْفَظُ عَلَيَّ
 نَبِيَّتَنَا فَإِنْ أَعْيَا أَنْ يَجِدَ فِيهِ سَنَةً
 مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ
 رِءُوسَ النَّاسِ وَاخْتَارَهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ
 فَإِذَا اجْتَمَعُوا رَأَوْهُمْ عَلَى امْرِئٍ قَضَىٰ بِهِ
 رِوَاةُ الدَّارِمِيِّ بَعْدَ أَزَالِ دَرَمِيرَاثٍ جَدِّهِ
 مُسْتَلَمَةً وَارْتَدَتْ حَضْرَتُ صَدِيقِ بْنِ تَمِيمٍ
 بِلِجْنِ فَرْمُودَ مَا أَكُنَّ حَدِيثَ ظَاهِرٍ شَدَّ مُسْتَلَمَةً
 مَنْعُ غُثٍّ عَنْ الزَّهْرِيِّ قَالَ جَاءَتْ
 إِلَيَّ ابْنُ بَكْرٍ جَدُّهُ أَمْرًا بِأَمْرٍ
 فَقَالَتْ أَنْ ابْنُ ابْنِي أَوْ ابْنِ
 ابْنَتِي تُوَفَّقِي وَبَلِّغْنِي أَنْ لِي نَصِيبًا
 فَمَا لِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيهَا شَيْئًا وَ
 سَأَلْتُ النَّاسَ فَلَمْ يَصِلْ إِلَيَّ الظَّهْرُ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَمِعْتُمْ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْجَدَّةِ

تو اُس کے مطابق فیصلہ کر دیتے اور اگر کتاب میں نہ ہوتا اور
 اُن کو اس میں رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم کی کسی سنت کا
 علم ہوتا تو اسکے مطابق فیصلہ کر دیتے۔ پھر اگر اس سے بھی عاجز
 ہوتے تو مسلمانوں سے سوال کرتے اور فرماتے کہ میرے
 پاس ایسا اور ایسا مسئلہ آیا ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ
 رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں
 کوئی فیصلہ کیا ہے؟ تو بسا اوقات ایسا ہوتا کہ سب کی نظر
 ایک ہی بات پر جمع ہو جاتی ہر ایک رسول اللہ ﷺ علیہ
 علیہ وسلم سے اس بارے میں ایک ہی فیصلہ کا ذکر کرتا تو
 ابو بکرؓ کہتے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم میں ایسے لوگ رکھے جو
 ہمارے نبیؐ کی باتیں محفوظ رکھتے ہیں۔ پھر اگر اس سے عاجز ہو جا
 کہ رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم کی سنت میں سے کوئی بات
 پائیں تو لوگوں میں سے ممتاز اور اخیر لوگوں کو جمع کرتے
 اور ان سے مشورہ لیتے تو جب اُن کی رائے کسی بات پر متفق
 ہو جاتی تو اس کے مطابق فیصلہ کر دیتے، اس کو روایت
 کیا داری نے۔ اس کے بعد دادی کی میراث کا مسئلہ آپ
 کے سامنے آیا تو حضرت صدیقؓ نے بہت جستجو کی یہاں تک
 کہ ایک حدیث ظاہر ہو گئی اور مسئلہ واضح ہو گیا۔ مروی
 ہے زہریؓ سے کہا کہ ابو بکرؓ کے پاس ایک جدہ آئی یعنی
 باپ کی ماں یا ماں کی ماں اور کہنے لگی کہ میرے بیٹے کے
 بیٹے کی یا بیٹی کے بیٹے کی وفات ہو گئی اور مجھے یہ بات پہنچی
 ہے کہ میرا بھی کچھ حصہ ہے تو وہ کیا ہے؟ تو ابو بکرؓ نے کہا
 کہ میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ
 آپؐ نے اس کے بارے میں کچھ فرمایا اور میں عنقریب لوگوں سے پوچھوں گا
 تو جب آپؐ ظہر کی نماز پڑھ لی تو فرمایا کہ تم میں سے کسی نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے جدہ کے بائے میں کچھ فرمایا ہے تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں نے فرمایا کہ کیا ہکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چٹھا حصہ دیا ہے۔ فرمایا کہ کیا اس بات کو تیرے سوا کوئی اور بھی جانتا ہے تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ مغیرہ نے سچ کہا ہے۔ تو ابو بکرؓ نے اس کو چٹھا حصہ دیدیا۔ پھر عمرؓ کے پاس ایسی ہی ایک عورت آئی۔ تو انھوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں سنا، اور میں عنقریب اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھوں گا۔ تو لوگوں نے اُن سے مغیرہ بن شعبہؓ اور محمد بن مسلمہؓ کی حدیث بیان کی تو عمرؓ نے فرمایا کہ تم دونوں (دادی اور نانی) میں سے جو تنہا ہو تو اس کو چٹھا حصہ ملے گا اور اگر تم دونوں جمع ہو جاؤ تو وہ (چٹھا حصہ) تم دونوں کے درمیان (تقسیم) ہوگا، روایت کیا اس کو مالک اور دارمی نے اور یہ لفظ دارمی کے ہیں۔ اس کے بعد جدہ (دادی) کی میراث میں اختلاف واقع ہوا کہ وہ باپ نہ ہونے کے وقت بمنزلہ باپ کے ہے یا اس کی حالت متردد ہے کچھ مشابہت تو باپ کے ساتھ رکھتا ہے اور کچھ مشابہت بھائی کے ساتھ صحابہؓ اس بارے میں مختلف اقوال رکھتے ہیں۔ ایک قول فاروق اعظمؓ کا ہے اور ایک قول علی مرتضیٰؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کا ایک قول اور زید بن ثابتؓ کا ایک قول اور سب کی طرف سے تردد اور (اپنے قول سے) رجوع منقول ہے۔ اس باب میں تمام اقوال سے پختہ ترین صدیق اکبرؓ کا قول ہے۔ ابن عباسؓ اور ابن الزبیرؓ نے کہا کہ اس شخص نے جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ اگر میں کسی شخص کو اپنا خلیل بنالیا تو اس کو خلیل بنانا اس کو (یعنی جد کو)

شیخاً فقال المغيرة بن شعبه انا قال ما اقال اعطاها رسول الله صلى الله عليه وسلم سدا قال ايعلم ذلك احد غيرك فقال محمد بن مسلمة صديق رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعطاها ابو بكر السدس فجاءت الى عمر مثلها فقال ما ادرى ما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم فيها شيئا وسألت الناس فحدثوا بحديث المغيرة بن شعبه و محمد بن مسلمة فقال عمر ايتماكم اخيكت به فلها السدس فان اجتمعتم فلهو بينكما رواه مالك والدارمي وهذا لفظ الدارمي بعد ازاں در میراث جد اختلاف افتاد کہ وے عند عدم الاب بمنزلہ آب است یا حالت او متردد است شبہ بہ پدر دارد و شبہ بہ برادر صحابہؓ دریں باب اقوال شتی دارند فاروق اعظمؓ قوالے دارد و علی مرتضیٰؓ قوالے و عبداللہ بن مسعودؓ قوالے و زید بن ثابتؓ قوالے و از ہمہ نوے تردد و رجوع منقول گشت ثابت ترین ہمہ اقوال دریں باب قول صدیق اکبرؓ است قال ابن عباس و ابن الزبیر اما الیٰ ذی قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كنت متخذاً احداً خلیلاً لمتخذتہ

خليفة قد جعله ابا اخرج قول الاول
الدارمي وقول الثاني البخاري وقال
الحسن ان الجدة قد مضت سنته وان
ابا بكر جعل الجد ابا ولكن الناس يتخذوا
اخرجه الدارمي بعد ازاں در تفسیر کلام اختلاف
واقع شد و در جواب آں اکثر صحابہ راعی
در گرفت عتبه بن عامرؓ بہنی گفت
ما عضل باصحاب النبیؐ صلی اللہ علیہ
وسلم شئ ما عضلت ہم الکلامہ صدیق
اکبرؓ متصدی جواب آں شد عن الشعب
قال سئل ابو بکر عن الکلامۃ فقال
ان ساقول فیہا برائی فان کان صوابا
فمن اللہ وان کان خطأ فمنی ومن الشیطان
اراک ما خلا الوالد والولد فلما استخلف
عمر قال انی لارستحیی ان اردت شئیا
قالہ ابو بکر اخرجہ الدارمی بعد ازاں
در حدیث رب خمر تخیرے روئے داد باں جہت
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحضور
شریف شارب خمر را بضرب امرے
فرمود چوں مقدارے کہ میخواست بعل
ے آمد منع ے فرمودند و بس ے
نہ مودند و ہذا قدر آں معین
شد صدیق اکبرؓ بر چہل ضربہ

باپ قرار دیا، قول اول (یعنی ابن عباسؓ) کو داری نے اور دوسرے
(یعنی ابن الزبیرؓ) کے قول کو بخاری نے روایت کیا۔
اور حسنؓ نے کہا کہ جد کے بارے میں سنت جاری ہوگئی
اور ابو بکرؓ نے جد کو باپ قرار دیدیا لیکن لوگ حیرت میں
مبتلا ہے، اس کو روایت کیا داری نے۔ اس کے بعد
کلام کی تفسیر میں اختلاف واقع ہوا۔ اس کے جواب میں
اکثر صحابہؓ کو عجز لاحق ہو گیا۔ عقبہ بن عامرؓ بہنی کا
قول ہے کہ اصحاب بنی صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے بارے
میں اتنی الجھن میں نہیں پڑے جس قدر الجھن میں کلامہ
(کی تفسیر) میں پڑے۔ صدیق اکبرؓ اس کے جواب کے
لئے تیار ہوئے۔ مروی ہے شعبیؓ سے کہا کہ سوال کیا گیا
ابو بکر صدیقؓ سے کلامہ کے (معنی) کے بارے میں، تو
فرمایا کہ میں اس میں جو کچھ کہوں گا اپنی رائے سے کہوں گا
اور وہ صحیح ہے تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہے تو
میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کلامہ
وہ ہے جو نہ والد کو (یعنی باپ دادا وغیرہ اوپر کے مرتبہ کے
ورثہ) کو چھوڑے اور نہ اولاد کو (یعنی بیٹے پوتے وغیرہ نیچے
کے مرتبہ کے ورثہ) کو، تو جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے کہا
کہ مجھے اللہ سے حیا معلوم ہوتی ہے کہ میں اس بات کو رد کر دوں
جس کو ابو بکرؓ نے فرمایا، اس کو روایت کیا داری نے اس کے بعد شارب
کی حد میں ایک تخیر پیدا ہوا اس سے کہ آنحضرتؐ اپنے حضور شریف (یعنی
موجودگی) میں شارب خمر کے لئے مارنے کا حکم دیتے تھے جب وہ مقدار جو
آپؐ چاہتے تھے پوری ہو جاتی تھی تو منع کر دیا کرتے تھے

یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے، انا انبی لا کذب، انا ابن عبد المطلب، اس میں آپؐ نے اپنے کو اپنے دادا عبد المطلب
کا بیٹا فرمایا تھا ۱۲ اشتیاق احمدی عند

تین آل کرد عن ابن عباس قال ان الشراہ
کانوا یضربون علی عہد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالایدی و
النعال حتی توفی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وکانوا فی خلافتہ ابی بکر اکثر
منہم فی عہد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال ابو بکر لو فرضنا لہم
حداً فتوحی نحواً امناً کانوا یضربون
علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فکان ابو بکر یجملہم اربعین حتی
توفی الحدیث اخرجہ الحاکم والبیہقی
وغیرہما واللفظ للحاکم بعد از انکہ
خدای عزوجل ہزیمت بر مرتدین انداخت و
مرتدین جوق جوق نادم شدہ ہمیش حضرت شد
آمدند و رضی اللہ عنہ در باب انجامات
کلمات عجیبہ بقدر حال ہر جمعے ارشادی فرمود
عن طارق بن شہاب عن ابی بکر انہ
قال لو قد بُزَاخَتْ تَتَبِعُونَ اَذْنَابَ
الذیل حتی یرئی اللہ خلیفۃ نبیہ
والمہاجرین امراً یعدونکوبہ اخرجہ
البخاری و فی روایۃ عبید اللہ بن
عبد اللہ لہما ارتد من ارتد علی عہد
ابی بکر اسرا ابو بکر ان یجاہدہم
فقال لہ عمر اتقتلہم وقد سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

اور بس فرماتے تھے اس وجہ سے اس کی مقدار متعین نہ ہوئی۔ صدیق
اکبرؓ نے چالیس ضربوں پر اس کا تعین کر دیا۔ مروی ہے ابن عباس
سے کہا کہ شراب پینے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں پیئے جاتے تھے بلاتھوں سے اور جوتوں سے یہاں تک کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ایسے لوگ ابوبکرؓ
کی خلافت کے زمانہ میں زیادہ ہو گئے ان سے جو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے تو ابوبکرؓ نے کہا کہ بہتر ہے کہ ایسے
لوگوں کے لئے ہم ایک حد مقرر کر دیں تو انھوں نے جستجو کی
اُس مقدار کی جس سے یہ لوگ پیئے جاتے تھے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو ابوبکرؓ ان کے چالیس کوڑے
لگواتے ہیں اپنی وفات تک، الحدیث، اس کو حاکم اور
بیہقی وغیرہ نے روایت کیا اور لفظ حاکم کے ہیں۔ بعد
اس کے کہ خذلنے عزوجل نے مرتدین میں بے گھر ڈال دی اور
مرتدین جوق جوق نادم ہو کر حضرت صدیقؓ کے سامنے
آنے لگے اور آپ رضی اللہ عنہ ان میں سے ہر جماعت کے بارے
میں ان کے حسب حال کلمات عجیبہ ارشاد فرماتے تھے۔ مروی
ہے طارق بن شہابؓ سے وہ روایت کرتے ہیں ابوبکرؓ سے کہ
انھوں نے وفد بڑاخذ سے فرمایا کہ تم اونٹوں کی دُموں کے پیچھے
لگے بیٹھتے ہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا اپنے نبیؐ
کے خلیفہ اور ہماجرین کو ایسا امر جس سے وہ تمھارے مذکر کے
سبک دینے کو سمجھ لیں، روایت کیا اس کو بخاری نے۔ اور عبید اللہ
ابن عبد اللہ کی روایت میں ہے کہ جب مرتد ہونے والے مرتد ہوتے
ابوبکرؓ کے زمانہ میں تو ابوبکرؓ نے ارادہ کیا کہ ان کے ساتھ جہا
کریں تو ان سے عمرؓ نے کہا کہ کیا آپ ان کے ساتھ قتال
کریں گے حالانکہ آپ سن چکے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

من شهد ان لا اله الا الله وان
محمدًا رسول الله حرم ماله ودمه
الا يحق وحسابه على الله فقال
ابوبكر انا لا قاتل من فرق بين
الصلوة والزكاة والله لا قاتل
من فرق بينهما حتى اجمعها قال
عمر فقاتلنا معه فكان والله رُشدًا
فلما ظفر بمن ظفر به منهم قال
اختاروا بين خطبتين اما حرب
مجلية واما الخطبة المخزية
قالوا هله الحرب المجلية
قد عرفناها فما الخطبة المخزية
قال تشهدون على قتلنا انهم في
الجنة وعلى قتلنا انهم في النار
ففعلا رواه ابن ابي شيبة بعد از ان حضرت
صدیق بنابر روای و اہامیکہ بخاطرش
در دادند مصمم فرمود کہ برلے جہاد شام فوج
مسلمین را فرستد یزید بن ابی سفیان را امیر
چہار یک شام ساخت و وقت و دایرہ او
وصایاے عجیبہ فرمود کہ دستور العمل
امراء مسلمین شد در جمعہ امصار و اعصار
عن یحیی بن سعید ان ابابکر الصديق
بعث جيوشا الى الشام فخرج يمشي
مع يزيد بن ابی سفیان و کان امیر
ربیع من تلك الارباع فزعموا ان یزید قال

آپ فرماتے تھے کہ جس نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
اور یہ کہ محمد اللہ کا رسول ہے تو اس کا مال اور خون حرام ہے بجز
کسی حق کے اور اس کا حساب اللہ کے حوالہ ہے۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
میں ضرور ہر ایسے شخص سے قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرے
واللہ میں ضرور قتال کروں گا ایسے لوگوں سے جو دونوں (فرضوں) کے
درمیان تفریق کریں کہ صرف نماز کو فرض سمجھیں اور زکوٰۃ کو سمجھیں
جس طرح نماز کے انکار کو الا بجمعہا فرما کر حرمت مال و دم سے متنبہ کیا گیا
ہے زکوٰۃ اور دیگر ضروریات دین بھی اسکے ساتھ شامل ہیں، یہاں تک
کہ وہ ان دونوں کو جمع کریں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر ہم نے ان کے ساتھ مل کر
قتال کیا تو واللہ واضح ہو گیا کہ یہ کار نیک تھا۔ جب ابو بکر فتح مند
ہو گئے ان میں سے جن پر فہمند ہوئے ان سے فرمایا کہ تم دجال میں سے
ایک حال اختیار کرو یا حرب مجلیہ (یعنی جلا وطنی پر مجبور کر دینے والی
جنگ) اور یا خطۃ مخزیہ (یعنی رسوائی میں ڈال دینے والی حالت) تو
انھوں نے یہ کہا کہ حرب مجلیہ جو آپ نے کہا اس کو تو ہم سمجھ گئے۔
مگر خطۃ مخزیہ کیا ہے؟ فرمایا وہ یہ ہے کہ تم شہادت دو ہمارے مقتولوں
کے بارے میں کہ وہ جنت میں ہیں اور اپنے مقتولوں کے بارے
میں کہ وہ دوزخ میں ہیں، تو انھوں نے ایسا کیا، روایت کیا اس
کو ابن ابی شیبہ نے۔ اس کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک خواب اور
اس اہام کی بنا پر جو آپ کے دل میں ڈالا گیا مصمم ارادہ کیا کہ شام سے جہاد کے
لئے مسلمانوں کی فوج بھیجیں تو آپ نے یزید بن ابی سفیان کو ایک چوتھائی
حصہ شام کا امیر بنایا اور ان کو رخصت کرنے کے وقت اتنی عجیب و غریب وصیتیں
فرمائیں جو امراء مسلمین کیلئے تمام شہروں اور تمام زامانوں میں دستور العمل
بن گئیں۔ مروی ہے یحییٰ بن سعید سے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ شام کی طرف
لشکر بھیجے پھر سیدل چلتے ہوئے نکلے یزید بن ابی سفیان کیساتھ جو سواری
پر بیٹھے ہوئے تھے، اور وہ (شام کے) ان چار حصوں میں ایک حصہ پر امیر تھے

لا بی بکر اما ان ترکب واما ان انزل
فقال ابو بکر مانت بنازل واما ان
براکب ان احتسبت خطائی هذا فی
سبیل اللہ ثم قال انک ستجد قوماً
زعوا انهم حبسوا انفسهم فی سبیل اللہ
فادّٰہم وما زعموا انهم حبسوا انفسهم
لہ و ستجد قوماً یخوضوا عن اوساط رؤسہم
من الشعر فاضرب ما مضموا عند بالسيف
واق موصیک بعشر لا تقتلن امرأۃ و
لا صبیئاً ولا کبیراً ہی ما ولا تقطعن شجرًا
مثمرًا ولا تخر بن عامرًا ولا تقعن
شاةً ولا بعیراً الا لا یجمل ولا یخرقن خللاً
ولا تعزقنہ ولا تغیلن ولا یجبن اخرج
مالك فی الموطا عن یزید بن ابی سفیان
قال قال ابو بکر رضی اللہ عنہ حین بعثت
الی الشام یا یزید ان لک قرابة خشیئت
ان توثرہم بالامارۃ وذلک اکبر ما
اخاف علیک فان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال من ولی من امر المسلمین
شیئاً فامر علیہم احدٌ ما باء فعلیہ لعنة
اللہ لا یقبل اللہ منہ صبراً ولا
عزاً حتی یدخلہ جہنم ومن اعطی
احداً ارجی اللہ فقد انہک فی حق اللہ
شیئاً بغیر حق فعلیہ لعنة اللہ اذ قال
تبرأت من ذمۃ اللہ عز وجل

تو لوگوں نے یہ اندازہ کیا کہ یزید نے ابو بکر سے کہا کہ یا تو آپ سوار ہوں
یا میں اتروں تو ابو بکر نے فرمایا نہ تمھارے اترنے کی ضرورت نہ
میں سوار ہونے کی کیونکہ میں نے اپنے قدموں سے اللہ کے
راستہ میں چلنے کی نیت کر رکھی ہے۔ پھر فرمایا تم وہاں پہنچ کر
ایسے لوگوں کو پاؤ گے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے
آپ کو اللہ کے راستہ میں لگا رکھا ہے تو ان کو ان کے اس
گمان پر کہ انھوں نے خود کو اللہ کے کام میں لگا رکھا ہے چھوڑ دینا
اور تم ایسی قوم کو بھی پاؤ گے جو اپنی چندیا کے بال نکال بیٹے ہیں
(ادھر ادھر بال رکھتے ہیں) اُس چندیا پر تلوار کی ضرب لگا دو اور
میں تم کو دش و صیتیں کرتا ہوں، ہرگز قتل نہ کرنا کسی عورت کو اور نہ
لڑکے کو اور نہ بڑی عمر والے بوڑھے کو اور نہ کسی پھل دینے والے درخت
کو کاٹنا اور نہ کسی آبادی کو اجاڑنا اور نہ کسی بکری یا اونٹ کی کونچیں
کاٹنا بجز اسکے کھانے کی وجہ کے اور نہ کسی درخت خرم کو پھونکنا اور
نہ کھودنا اور نہ خیانت کرنا اور نہ بزدلی کرنا، ان کو امام مالک نے
ذکر کیا موطا میں۔ مروی ہے یزید بن ابی سفیان سے کہا کہ جب مجھے
ابو بکر نے شام کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ لے یزید! تجھ سے
قرابت ہے مجھ اندیشہ ہے کہ تو لوگوں پر امارت کی وجہ سے اپنی
برتری نہ بتانے لگے اور یہ سب سے بڑا اندیشہ ہے تجھ سے کیوں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو متوئی ہو جائے
مسلمانوں کے امور میں سے کسی امر کا پھر وہ لوگوں پر کسی شخص کو امیر
بنائے باہمی عطیہ و بخشش کے طور پر تو اس پر اللہ کی لعنت نہ اُسکے
فرض قبول کئے جائیں گے اور نہ نفل یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو
جہنم میں داخل کر لیا اور جس کسی کو دیدی اللہ کی محفوظ چیز مثلاً مال
یا صدقہ کا کہ جانور جو اس کی حفاظت میں تھے، تو اس نے اللہ کی حرمت میں
تصرف کیا بغیر اس کا حق حاصل ہونے کے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے یا یہ فرمایا

اخرجه احمد و ذکر الواقدي في كتاب
فتوح الشام في قصة وصية ابي بكر
ليزيد بن ابي سفيان عند الوداع فقال
تقدم يزيد بن ابي سفيان وقال يا
خليفة رسول الله اوصني فقال اذا
سرت فلا تعقب الی آخر
الوصية و ذکر الواقدي ايضا
في قصة وصية ابي بكر لعمر و بن
العاص عند وداعهم وتوليته على
جيش المسلمين فقال ابو الدرداء
كنت مع عمر بن العاص في جيشهم الخ
بالجملة ازين جنس بود رجوع مردم بسوئے
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ در مسائل نازلہ و قیام
وے رضی اللہ عنہ رحل اشتباه دران
والقليل نموذج الكثير والغرفة تنبي
عن البحر الكبير تا آنکہ آخر کار خود فاروق
اعظم رضی اللہ عنہ را خلیفہ ساخت و اینجا فراتے
عظیم بکار برد۔ عن عبد الله بن
مسعود قال اقرئ السائب
ثلاث ابوبکر حين تفرس في عمار
فاستخلفه والی ^{ثلاث} قالت استأجره
ان خير من استأجرت القوي
الامين والعزیز حين قال
حاکم مہر ۱۲

کہ اللہ عزوجل کا ذمہ اس سے ہٹ گیا، اس کو احمد
نے روایت کیا۔ اور واقدی نے ذکر کیا کہ کتاب
فتوح الشام میں یزید بن ابی سفیان کو رخصت
کرنے کے وقت حضرت ابوبکرؓ کے نصیحت کرنے
کے قصہ میں کہ یزید بن ابی سفیان نے آکر
کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ! مجھے وصیت کیجئے۔
تو آپ نے فرمایا کہ جب تم پہنچو تو بد خلقی نہ کرنا آخر وصیت
تک۔ اور واقدی ہی نے عمرو بن العاصؓ کو ان کے
رخصت کرنے اور مسلمانوں کے لشکر پر افسر بناتے وقت
ابوبکرؓ کے وصیت کرنے کے قصہ میں یہ بھی لکھا ہے
کہ پھر کہا ابودرداءؓ نے کہ میں عمرو بن العاصؓ کے ساتھ
تھا ان کے لشکر میں، آخر تک۔ الغرض اس طرح کار جوڑ تھا
لوگوں کا حضرت صدیقؓ کی طرف پیش آمدہ مسائل میں اور صدیق
رضی اللہ عنہ اس طرح لوگوں کے اشتباہ حل کرتے تھے۔ اور قلیل
نمونہ ہوتا ہے کثیر کا اور ایک چلو بھر پانی حال بتاتا ہے بھر کبیر
کا۔ یہاں تک کہ آخر کار آپ نے خود فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ
بنایا اور یہاں آپ ایک عظیم فراست کو کام میں لاتے۔
عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ سب سے زیادہ
صاحب فراست تین ہوتے ہیں۔ ابوبکرؓ جب کہ انھوں
نے گہری نظر ڈالی عمرؓ میں اور ان کو خلیفہ بنایا اور جس عورت
(یعنی حضرت شیبہؓ کی بیٹی) نے کہا تھا استأجرہ الخ یعنی اے
باپ! اس (موسیٰؑ) کو ملازم رکھ لیجئے سب اچھا ملازم جو آپ رکھیں گے
وہ ہے جو قوی ہو اور امین بھی، اور عزیز (حاکم مہر) جب کہ اس نے

عہ کسی کو دیکھ کر اس کے باطن کا حال معلوم کر لینا فراست ہے۔ ذکاوت، ہوشمندی، تفرس گہری نظر سے دیکھنا ۱۲ مترجم

لامرأية أكبر مني مثواً أخرجه أبو بكر
ابن ابی شیبہ والحاکم وعن قیس بن
ابی حازم قال رایت عُمَرَ بن الخطاب
وبیداء عَسِيبُ نَخْلٍ. وَهُوَ يُجْلِسُ النَّاسَ
وَيَقُولُ اسْمَعُوا لِقَوْلِ خَلِيفَةِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَاءَ مُؤَلَّى
لِأَبِي بَكْرٍ يَقَالُ لَهُ شَدِيدٌ بَصِيفَةٌ
فَقَرَأَهَا عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَقُولُ أَبُو بَكْرٍ
اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا أَمْرًا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ
فَوَاللَّهِ مَا أَلُو بَكْرٍ قَالَ قَيْسٌ فَرَأَيْتُ سَمَاءَ
ابْنِ الْخَطَّابِ بَعْدَ ذَلِكَ عَلَى الْمَنْبَرِ وَرَأَى
ابْنَ ابِي شَيْبَةَ وَعَنْ زُبَيْدِ بْنِ
الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ حِينَ حَضَرَ
الْمَوْتَ أَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ يَسْتَخْلِفُهُ فَقَالَ
النَّاسُ أَسْتَخْلِفُ عَلَيْنًا فَقَطًّا غَلِيظًا
وَلَوْ قَدْ وَلَيْنَا كَانَ أَقْظَ وَأَغْلَظَ فَمَا
تَقُولُ لِرَبِّكَ إِذَا لَعِنْتَ وَقَدْ اسْتَخْلَفْتَ
عَلَيْنَا عُمَرُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَرَبَيْتُ تَخَوُّفِي
أَقُولُ اللَّهُمَّ اسْتَخْلِفْتَ عَلِيَهُمْ خَيْرَ خَلْقِكَ
ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ فَقَالَ إِنِّي مُوصِيكَ
بِوَصِيَّةٍ أَنْتَ حَفِظْتَهَا إِنَّ اللَّهَ حَقًّا
بِالْهَاسِ لَا يَقْبَلُهُ بِاللَّيْلِ وَإِنَّ اللَّهَ
حَقًّا بِاللَّيْلِ لَا يَقْبَلُهُ بِالنَّهَارِ
وَإِنَّهُ لَا يَقْبَلُ نَافِلَةً حَتَّى
تَوَدَّ مِنَ الْفَرِيضَةِ وَأَنْشَأَ

اپنی عورت سے کہا اگر میری مٹواہ اس کو با عزت مقام دو، اس کو
ابو بکر بن ابی شیبہ نے اور حاکم نے روایت کیا۔ اور قیس بن ابی حازم
سے مروی ہے کہا کہ میں نے دیکھا عمر بن الخطاب کو اور ان کے ہاتھ
میں ایک کھجور کی چھٹی تھی اور وہ لوگوں کو بٹھا رہے تھے اور کہہ
رہے تھے کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنو۔
تو ابو بکر کا غلام جس کو شدید کہا جاتا ہے ایک صحیفہ
دکھا ہوا کاغذ لے کر آیا پھر اس نے اس کو لوگوں کے سامنے
پڑھا۔ پھر کہا کہ ابو بکر کہتے ہیں کہ سنو اور اطاعت کرو اس
شخص کی جس کا نام اس صحیفہ میں ہے، اور اللہ میں تمہارے
سامنے کوتاہی نہیں کر رہا ہوں۔ قیس نے کہا پھر میں نے عمر بن
الخطاب کو اس کے بعد منبر پر دیکھا، روایت کیا اس کو ابن
ابی شیبہ نے۔ اور مروی ہے زبید بن الحارث سے کہ ابو بکر نے
جب ان کی موت کا وقت آیا تو عمر کو بلا بھیجا۔ وہ ان کو خلیفہ
بنانا چاہتے تھے، تو لوگوں نے کہا کہ کیا آپ ہم پر ایسے شخص
کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو تند مزاج اور سخت دل ہے اور
اگر وہ ہم پر والی بن گیا تو اور بھی تند مزاج اور زیادہ سخت
ہو جائے گا تو آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے جب اس
سے ملیں گے جب کہ آپ نے ہم پر عمر کو خلیفہ بنا دیا ہو گا۔ ابو بکر نے
کہا کہ کیا میرے رب سے تم مجھے ڈراتے ہو؟ میں کہوں گا کہ اے
اللہ! میں نے ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جو آپ کی مخلوق میں بہتر ہے
پھر عمر کو بلایا اور فرمایا کہ میں تم کو ایک وصیت کرنی والا ہوں اگر
تم نے اس کو محفوظ رکھا (تو کامیاب ہو گے)، درحقیقت اللہ تعالیٰ
کا ایک حق ہے دن میں وہ اس کورات میں قبول نہیں کرتے اور اللہ
تعالیٰ کا ایک حق ہے رات میں وہ اس کو دن میں قبول نہیں کرتے اور یہ
یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نافلہ کو قبول نہیں کرتے یہاں تک کہ فریضہ ادا کر لو۔

ثَقَلَتْ مَوَازِينُ مِنْ ثَقَلَتْ مَوَازِينُ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِاتِّبَاعِهِمْ فِي الدُّنْيَا
الْحَقِّ وَثَقَلَتْ عَلَيْهِمْ وَحَقُّ لِمِيزَانٍ لَا
يُوضَعُ فِيهِ إِلَّا الْحَقُّ أَنْ يَكُونَ ثَقِيلًا
وَأَتِمَّ خَفَّتْ مَوَازِينُ مِنْ خَفَّتْ
مَوَازِينُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِاتِّبَاعِهِمْ
الْبَاطِلَ وَخَفَّتْ عَلَيْهِمْ وَحَقُّ لِمِيزَانٍ
لَا يُوضَعُ فِيهِ إِلَّا الْبَاطِلُ أَنْ يَكُونَ
خَفِيفًا وَأَنَّ اللَّهَ ذَكَرَ أَهْلَ الْجَنَّةِ
وَصَالِحِ مَاعْمَلُوا وَأَنَّهُ تَجَاوَزَ عَنْ
سَيِّئَاتِهِمْ فَيَقُولُ الْقَائِلُ لَا أَبْلَغُ
هُوَ لَاءَ وَذَكَرَ أَهْلَ النَّارِ
بِأَسْوَأَ مَاعْمَلُوا وَأَنَّهُ سَدَّ عَلَيْهِمْ
صَالِحِ مَاعْمَلُوا فَيَقُولُ قَائِلٌ إِنَّا
خَيْرٌ مِنْ هَؤُلَاءِ وَذَكَرَ آيَةَ الرَّحْمَةِ
وَآيَةَ الْعَذَابِ لِيَكُونَ الْمُؤْمِنُونَ
رَاغِبًا رَاهِبًا لَا يَقْتَنِي عَلَى اللَّهِ
غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا يُلْقِي بِيَدِهِ إِلَى
التَّهْلُكَةِ فَإِنَّ أَنْتَ حَافِظَتِ
وَصِيَّتِي لَمْ يَكُنْ غَائِبٌ أَحَبُّ
إِلَيْكَ مِنَ الْمَوْتِ وَأَنَّ أَنْتَ
ضَيِّعْتَ وَصِيَّتِي لَمْ يَكُنْ غَائِبٌ
أَبْغَضُ إِلَيْكَ مِنَ الْمَوْتِ وَلَمْ
تُعْجِزْهُ أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ
وَأَخْرَجَ الْقَاضِي أَبُو يُونُسَ فِي

اور (یہ یاد رکھو) کہ قیامت کے دن بھاری ہوں گے وزن
(اعمال کے) جس کے بھاری ہوں گے، دنیا میں اُن کے حق
کا اتباع کرنے کی وجہ سے اُن پر اُس کا ثقل ہونے کی وجہ
سے اور میزان کو یہ لیاقت (واستعداد) دی گئی ہوگی کہ جب اس
میں حق رکھا جائے گا تو وہ بھاری ہو جائے گی اور ہلکے ہوں گے
وزن (اعمال) قیامت کے دن جن لوگوں کے ہلکے ہوں گے اُن
کے باطل کا اتباع کرنے کی وجہ سے اُس میں خفت ہونے کی
وجہ سے اور میزان کو یہ لیاقت دی گئی ہوگی کہ جب اُس میں باطل
بہنچ جائے گا تو وہ ہلکی ہو جائے گی۔ اور (یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ
نے اہل جنت کا اور اُن کے اچھے اعمال کا ذکر فرمایا اور اس
نے اُن کے بُرے اعمال کو معاف فرمایا ہے) تو صرف اچھے اعمال
کا ذکر پڑھ کر (ایک کہنے والا یہ کہنے لگے گا کہ میں کبھی اُن کے مرتبہ
کو نہ پہنچوں گا کہ ان سے بُرے اعمال صادر نہیں ہوتے) اور اللہ تعالیٰ
نے ذکر کیا اہل نار اور ان کے بُرے اعمال کا اور اُس نے اُن کے نیک اعمال کو
ان (کے مُنہ) پر مار دیا ہے (یہ نہ سمجھو کہ انھوں نے اچھے عمل کئے ہی تھے)
کہ (یہ سمجھ کر) ایک کہنے والا یہ کہنے لگے گا کہ میں ان لوگوں سے اچھا ہوں اور
(یاد رکھو) کہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ رحمت اور آیتِ عذاب کا (ساتھ
ساتھ) ذکر کیا ہے تاکہ مومن راغب (رحمت کی طرف) اور راہب
(یعنی عذاب ڈرنے والا بھی) رہے اور اللہ سے غیر حق کی تمنا کر کے
اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔ اب اگر تم نے میری آخری باتوں کو یاد
رکھا تو کوئی غائب چیز تمہیں موت سے زیادہ عزیز نہ ہوگی اور اگر
تم نے میری وصیت کو ضائع کر دیا تو کوئی غائب چیز تمہارے
لئے موت سے زیادہ بُری نہ ہوگی اور تم اُس کو روک
نہیں سکتے، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور قاضی
ابو یوسف نے کتاب الخراج میں یہ روایت اسی

کتاب الخراج نحوه الآتہ قال
عن زُبَيد بن الحارث عن ابن سابط
وسابق الحديث وعن اسماء بنت
عمیس انه قال له یا ابن الخطاب انی
انما استخلفتک نظراً لِمَا خَلَقْتُ وَرَأَى
وقد صحبت رسول الله صلى الله عليه
وسلم فرأيت من أثره انفسنا
على نفيسه واهلنا على اهل حته
ان كُنَّا لننظر لِمُهْدِي الى اهل من
فضول ما يأتينا عنه وقد صحبتني فرأيت
اثماً اتبع سبيل من قبل
والله ما نيت فحلكت ولا
توهمت فموت لعل السبيل ما
زعت وان اول ما أحذرک يا عمر
نفسك وان لكل نفس شهوة فاذا
اعطيتها ماتت في غيرها وأحذرک
هؤلاء النفر من اصحاب محمد صلى
الله عليه وسلم الذين قد انتفخت
اجوافهم وطمحت ابصارهم وأحب
كل امرئ منهم لنفسه وان لهم
لخبرة عند ذلة واحدة منهم
فاياك ان تكون واعلم انهم
لن يزالوا منك خائفين ما خفت
الله لك مستقيمين ما استقامت
طريقك هذا وصيتي وأقرأ

طرح اخذ کی ہے بجز اس کے کہ انھوں نے روایت کی ہے
زُبَید بن الحارث سے انھوں نے ابن سابط سے اور حدیث
کو شروع کر دیا۔ اور اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ
ابو بکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ اے ابن الخطابؓ! میں نے تم کو خلیفہ
بنایا اس کام پر نظر کرتے ہوئے جو تم نے میرے بعد قائم
مقام ہو کر کیا اور (اس وجہ سے) کہ تم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہو تم نے آنحضرتؐ کا ہمارے
نفسوں کو اپنے نفس پر اور ہمارے اہل و عیال کو اپنے اہل پر
ترجیح دینا دیکھا ہے یہاں تک کہ ہم ہمیشہ اُن کے اہل کے پاس
جو کچھ ہمارے پاس آپ کے پاس سے آنے کے بعد بچا کھچا ہوتا
تھا وہ پہنچا یا کرتے تھے اور تم میری صحبت میں بھی رہے ہو
میں بھی اسی راستہ پر چلا ہوں جو مجھ سے پہلے تھا (یعنی حضورؐ)
صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر (واللہ اس اندیشہ سے کہ کہیں
اس راستہ سے میں ہٹ تو نہیں گیا میں نہیں سویاکہ پریشان
خواب دیکھنے لگا اور جب اس وہم میں مبتلا ہوا تو مجھ سے سہو
ہونے لگا اور سب سے پہلے اے عمرؓ! جس چیز سے میں تم کو ڈراتا ہوں
وہ تمھارا نفس ہے اور ہر نفس میں کوئی خواہش پیدا ہوتی ہے
پھر جب تم اس کی خواہش پوری کر دو گے تو وہ بڑھ کر
دوسری کی طرف پہنچے گا اور میں تم کو اصحاب محمد صلی
اللہ علیہ وسلم میں سے اُن لوگوں کے طریقہ سے بچانا چاہتا ہوں
جن کے پیٹ پھول گئے اور ان کی نگاہیں اونچی ہو گئیں
اور ان میں سے ہر ایک اپنے نفس کو پسند کرنے لگا اور ہر لغزش کو ایک
خیر سمجھنے لگا۔ خبردار کہ تم ایسے ہو جاؤ۔ اور جان کہ ہمیشہ لوگ تم سے
خائف رہیں گے جب تک تم اللہ سے خائف رہو گے اور لوگ تم سے
سیدھے رہیں گے جب تک تمھارا طریقہ سیدھا رہیگا۔ یہ میری وصیت ہے

اب میں تم کو سلام کہتا ہوں، اس کو ابو یوسفؒ نے روایت کیا۔ یہاں ایک نکتہ ہے جاننا چاہیے کہ صدیق اکبرؓ تمام علماء صحابہؓ کے ساتھ کتاب و سنت میں مشارک تھے۔ ان کے درمیان جو زیادتی (افضلیت) آپ رکھتے تھے اس کا مدار ایک دوسری خصلت ہے اور وہ یہ ہے کہ رحمت خداوندی کی تقسیمات میں سے اُن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں یہ آیا تھا کہ جب کوئی مسئلہ پیدا ہو جاتا تھا یا کوئی مشورہ سامنے آتا تھا تو آپ اپنی فراست کو اس کے پیچھے دوڑاتے تھے اس دوران میں غیب سے ایک شاعر ان کے دل پر پڑتی تھی اور اس شاعر سے وہ حقیقت کار سے مطلع ہو جاتے تھے اور اس شاعر کے واقع ہونے کا مقام اُن کے لطائف نفس میں سے لطیفہ قلبیہ ہوا کرتا تھا لہذا وہ حقیقت بصورت عزیمت ظاہر ہوتی تھی نہ بطریق مکاشفہ کہ جس میں صورت مثالی محسوس ہو کہ اس میں تاویلات کا احتمال ہوتا ہے اور (جو حقیقت قلب پر پڑتی تھی) وہ واقع کے طور پر پڑتی تھی خیال کے رنگ میں نہیں۔ اور (اس حالت میں) آپ بات کو بطریق غلبہ سکراد فرمایا کرتے تھے بطور صحو نہیں اور آپ بات کم کہتے تھے اور جب کہتے تھے تو وہ بے خطا ہوتی تھی اور اسی بنا پر ہے کہ جب قبۃ عریش میں آپ نے کہا حَسْبُكَ مُنَاشِدُ تَمَكِّ مَعِ رَبِّكَ دُبْسُ کَافِي هُوَ چکا آپ کا اپنے رب کے سامنے اُس کے وعدوں کا ذکر کرنا) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا کہ یہ وقوع کی خبر کس طرف سے ہے۔

عليك السلام اخرجہ ابو یوسفؒ
ایجا نکتہ ایست باید دانست کہ صدیق اکبرؓ مشارک بود با سائر علماء صحابہؓ در علم کتاب و سنت مدار مزیت کہ در میان ایشان داشت خصلت دیگر است و آن آن است کہ نصیب وے رضی اللہ عنہ از تقاسیم رحمت الہی آں بود کہ چون مسئلہ وارد می شد یا مشورے در پیش آمد فراست خود را در پے آں مے دو انید دریں اثنا شاعر از غیب بر دل او مے افتاد و بآں شاعر بر حقیقت کار ہندی مے گشت و مطرح این شاعر از لطائف نفس او لطیفہ قلبیہ می بود لہذا بصورت عزیمت ظاہر می شد نہ بطریق مکاشفہ و باین واقعہ درویش مے افتاد نہ در رنگ خاطر و سخن را بطریق غلبہ سکراد می فرمود نہ بطور صحو و سخن کم مے گفت و چون می گفت خطائے کرد و لہذا چون در قبۃ عریش حَسْبُكَ مُنَاشِدُ تَمَكِّ مَعِ رَبِّكَ گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شناختند کہ این واقعہ

بہ قلب پر ایسے حال کا ظاہر ہونا کہ وہ اُن چیزوں کو پوشیدہ نہ رکھ سکے جن کا پوشیدہ رکھنا اس کے وارد ہونے سے پہلے ضروری تھا اس کو اصطلاح میں سکر کہتے ہیں۔ اس حالت میں شعور کا زائل ہونا ضروری نہیں مگر کمال شعور میں کمی آجاتی ہے۔ اور جب شعور پورے طور پر قائم ہو جیسا اس حال سے پہلے تھا اس حالت کو صحو کہتے ہیں ۱۳ اشتیاق احمد عفی عنہ

از کجاست و قس علیہ سائر خطبہ
واحکامہ ازینجا واضح شد کہ خلیفہ اول
را صدیق اکبر چوا گفتند آخر ج
الحاکم عن الزلال بن سبرۃ عن
علی رضی اللہ عنہ انه قال فی
ابی بکر ذاک امرء سقاہ اللہ تعالیٰ
صدیقاً علی لسان جبرئیل
ومحمد صلی اللہ علیہما وسلم
صاحب کشف المحجوب نسخہ از مشائخ
صوفیہ نقل کردہ است کہ پیرامون ہمین
نکتہ میگرد مشائخ صدیق اکبر
را مقدم ارباب مشاہدہ داشتہ اند
مر قلت حکایت در روایتش را
د عمرہ را مقدم ارباب مجاہدہ
نہند مر صلابۃ و معالمتش را شاہد
آل حدیث اسرار و جہر ایشانان در
نماز تہجد انتہی چوں ایں مبحث تمام شد
الحال پارۃ از مواعظ و رقائن حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ و حکمت ہائے او
برنگاریم عن عبد اللہ بن محکم قال خطبنا
ابوبکر فقال اما بعد فان اوصیکم بتقوی
اللہ وان تثنوا علیہ بما ہولہ اہل و
ان تخطوا الرغبۃ بالرہبۃ و تہمعو الالحاف
بالمسألۃ فان اللہ اثنی علی ذکریا و علی
اہل بیتہ فقال انہم کانوا یسارعون

اور اسی پر قیاس کر لیجئے ان کے تمام خطبوں اور احکام کو یہاں
سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ خلیفہ اول کو صدیق اکبر کیوں کہتے
ہیں ہاکم روایت کرتے ہیں زلال بن سبرۃ سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے ابوبکرؓ کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایسے شخص تھے جن کا نام اللہ تعالیٰ
نے صدیق لیلے زبان جبرئیل و زبان محمد صلی اللہ علیہما وسلم پر
صاحب کشف المحجوب (داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری) نے
مشائخ صوفیہ سے ایک بات نقل کی ہے وہ بھی اسی نکتہ سے تعلق
رکھتی ہے کہ صدیق اکبرؓ کی قلت حکایت و روایت کے پیش نظر
مشائخ نے صدیق اکبرؓ کو مقدم (امام) ارباب مشاہدہ کہا
ہے (کہ حق تعالیٰ کے نور و وجود کے شہود سے اس حالت میں اپنی
ذات کی بھی خبر نہیں رہتی) تکلم بھی ختم ہو جاتا ہے اور حکایت و
روایت سب تکلم پر ہی متغیر ہیں حالانکہ خبر شد خبرش با زبانہ
اور عمرہ کو مقدم (امام) ارباب مجاہدہ رکھا ہے ان کی سختی اور اعمال
عبادت کے پیش نظر۔ اس کی شاہد وہ حدیث ہے جس میں نماز تہجد میں
ان دونوں حضرات کے اسرار و جہر کا ذکر ہے (حضرت ابوبکرؓ تہجد میں
قرآن بہت ہلکی آواز سے پڑھتے اور حضرت عمرؓ خوب زور سے) انتہی۔
جب یہ بحث پورا ہو گیا اب تھوڑا سا حصہ حضرت صدیق رضی اللہ
عنہ کے مواعظ اور رقائن (یعنی قلب میں سوز و گداز پیدا کرنے والا
کلام) اور ان کی حکمتوں کا بھی کھدینا چاہتے ہیں۔ ممدوی ہے
عبداللہ بن عکیم سے انھوں نے کہا کہ ہم کو خطبہ دیا ابوبکرؓ نے اور فرمایا
اما بعد (یعنی بعد حمد و صلوات) میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو
اور اللہ کی ایسی حمد و ثنا کرو جس کا وہ اہل ہے اور ہمیشہ (جنت و مغفرت
کی) رغبت کو (دوزخ و عذاب کے) خوف کے ساتھ ملائے رکھو اور شارل
رکھو اللہ تعالیٰ کے حضور میں سوال کے ساتھ الحاف (یعنی عاجزانہ
طلب اصرار کے ساتھ) کو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ذکر یا نبی اور ان کے

فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَا رَغْبًا وَ
رَهْبًا وَكَانُوا النَّاسِ خُشْعِينَ ۝
ثُمَّ اَعْلَمُوا عِبَادَ اللَّهِ اِنَّ اللَّهَ قَدْ
ارْتَلَنَ بِحَقِّكُمْ وَاخَذَ عَلَيَّ
ذَلِكَ مَوَاقِفَكُمْ وَاَشْتَرَى مِنْكُمْ
الْقَلِيلَ الْفَاقِي بِالْكَثِيرِ الْبَاقِي وَهَذَا
كِتَابُ اللَّهِ فِيكُمْ لَا تَغْنِي عَجَائِبُهُ
وَلَا يُطْفَأُ نَوْرُهُ فَصَدِّقُوا بِقَوْلِهِ
وَانْتَصِرُوا كِتَابَهُ وَاسْتَبْصِرُوا فِيهِ
لِيَوْمِ الظَّلَمَةِ فَاَنْتَاهَا خَلَقَكُمْ لِلْعِبَادَةِ لَا
وَكَلَّ بِكُمْ الْكَلَامَ الْكَاتِبِينَ يَعْلَمُونَ
مَا تَفْعَلُونَ ثُمَّ اَعْلَمُوا عِبَادَ اللَّهِ اِنَّكُمْ
تَعْدُونَ وَتَرْجُونَ فِي اجَلٍ قَدْ
غَيَّبَ عَنْكُمْ عَلَيْهِ فَاِنْ اسْتَطَعْتُمْ
اَنْ تَقْضِےَ الْاَجَالَ وَاَنْتُمْ فِي عَمَلِ اللَّهِ
فَاَفْعَلُوا وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا ذَلِكَ اِلَّا بِاللَّهِ
فَسَابِقُوا فِي مَهَلِ اَجَالِكُمْ
قَبْلَ اَنْ تَنْقَضِيَ اَجَالُكُمْ
فَرُدُّكُمْ اِلَى سَوْءِ اَعْمَالِكُمْ
فَاِنْ اِقْوَامًا جَعَلُوا اَجَالَهُمْ
لِغَيْرِهِمْ وَنَسُوا اَنْفُسَهُمْ
فَاَنْهَاهُمْ اَنْ تَكُونُوا
اَمْثَالَهُمْ قَالُوا حَآءُ الْوَحَاءِ
وَالنَّجَاءِ النَّجَاءِ فَاِنْ وِرَاءَكُمْ
طَالِبًا

اہل بیت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا اِنَّهُمْ كَانُوا اِلَٰہِ (۹۰، ۲۱)
یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور امید و بیم کے ساتھ ہماری
عبادت کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے، پھر اے اللہ
کے بندو! یہ بھی جان لو کہ اللہ نے اپنے حق کے بدلے میں تمہارے
نفوس کو رہن رکھا ہے اور اس پر تم سے پختہ عہد لیا ہے اور اس نے
تم سے تھوڑی اور فنا ہونے والی چیز (حیات دنیا) کو خرید لیا ہے بہت
اور ہمیشہ رہنے والی چیز (جنت) کے بدلے میں اور یہ اللہ کی کتاب
تم میں موجود ہے جس کے عجائب ختم نہیں ہوتے اور اس کا نور نہیں بجھتا
تو اس کے قول کی تصدیق کرو اور اللہ کی کتاب سے نصیحت حاصل
کرو اور اس میں بصیرت حاصل کرو ظلمت والے دن (یعنی یوم قیامت)
کیلئے کیونکہ اللہ نے تم کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور تم پر
متعین کر دیا ہے کرامات کا تین کو جو وہ سب کچھ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو
پھر اے اللہ کے بندو! یہ بھی جان لو کہ تم صبح و شام برابر موت کی طرف
چل رہے ہو جس کا علم تم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے پھر اگر تم ایسا
کر سکو کہ (موت کے وقت معین اور موجودہ وقت کی
درمیانی) ساعتیں اس طرح پوری ہوں کہ تم اللہ کے
کام میں لگے رہو تو ایسا کر لو اور تم اس پر قدرت ہرگز
نہیں پاسکتے مگر اللہ کی توفیق سے تو اے لوگو!
جلدی کرو (نیک اعمال کرنے میں) اپنی ان جہلتوں کے
زمانہ میں قبل اس کے کہ وقت معین پورا ہو پھر وہ تم
کو تمہارے اعمال کی بُرائی کی طرف دھکیلے کیونکہ بہت
اقوام ہیں جنہوں نے اپنے اوقات (کی مستحق گرانمایہ)
کو دوسروں کے لئے (ضائع) کر دیا اور اپنے نفوس کو بھلا دیا
تو میں تم کو روکتا ہوں کہ تم ایسے نہ بن جانا۔ تو جلدی کرو جلدی
کرو نجات (کی طرف دوڑو) نجات (کی طرف) کیونکہ تمہارے

حَیْثُمَا مَرَّ سَرِيعًا اُخْرِجَ ابْنُ ابِی شَيْبَةَ
وَالْحَاكِمُ عَنْ ابْنِ قَالٍ كَانَ ابُو بَكْرٍ
يُخَطِّبُنَا فَيَذْكُرُ بَدْءَ خَلْقِ الْاِنْسَانِ
فَيَقُولُ خُلِقَ مِنْ نَجْوَى الْبَوْلِ مَرَّتَيْنِ
فَيَذْكُرُ حَتَّى يَتَقَدَّرَ اَحَدُ نَافْسِهِ
اُخْرِجَ ابْنُ ابِی شَيْبَةَ وَابْنُ خَلْبَةَ
ابْنُ عَلَاجٍ عَجِبَ نَفْسُ اسْتَدْعَى عَنْ عَرَفَةَ
السَّلْمَى قَالَ قَالَ ابُو بَكْرٍ ابْكُوا فَاَنْ
لَمْ تَبْكُوا فَتَبَاكُوا اُخْرِجَ ابْنُ ابِی شَيْبَةَ
وَفِي الْاَحْيَاءِ عَنْ ابِی بَكْرٍ
الصَّدِيقِ اَنْ كَانَ يَقُولُ فِي
خُطْبَتِهِ ابْنُ الْوُضْأَةِ الْحَسَنَةِ وَجَوْهَهُمُ
الْمُعْجِبُونَ بَشَاءَ بِهِمُ ابْنِ الْمَلُوكِ
بَنُو الْمَدَائِنِ وَتَحْصَنُوا بِالْحَيَّطَانِ
اَيُّنَ الَّذِينَ كَانُوا يُعْطَوْنَ الْغَلْبَةَ
فِي مَوَاطِنِ الْحَرْبِ قَدْ
تَضَعُضَعُ بِهِمُ الدَّهْرُ فَاصْبَحُوا
فِي ظُلُمَاتِ الْقُبُورِ الْوَحَا الْوَحَا
الْبُخَا وَ عَنْ جَاهِدٍ قَالَ قَامَ ابُو بَكْرٍ
خُطِيبًا فَقَالَ اِبْرَاهِيمُ وَابْنُ اسْرَجٍ
اَنْ يَتَمَّ اللَّهُ هَذَا الْاَمْرَ حَتَّى تَشْبَعُوا
مِنَ الزَّيْتِ وَالْخَبْزِ اُخْرِجَ ابْنُ ابِی شَيْبَةَ
وَابْنُ خَلْبَةَ دُرُوقَتِهِ يَوْمَ كَمَا مَسْلَيْنَ رَا
بِهَادٍ شَامٍ مِی فَرَسْتَادٍ وَدَرِيْنِ بَاثَرَاتٍ
اسْتَبْفَحَ شَامَ زِيرَاكَ

پچھے تیزی کے ساتھ ڈھونڈنے والا دفعۂ سرعت کے ساتھ پہنچ
جانے والا لگا ہوا ہے، اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ اور
حاکم نے۔ اور مروی ہے انس رضی اللہ عنہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہم کو خطبہ دیا کرتے
تھے اور انسان کی ابتداء پیدائش کا ذکر کیا کرتے اور فرماتے کہ وہ
پیدا کیا گیا پیشاب کے جاری ہونے کی جگہ سے دو مرتبہ (ایک مرتبہ
مرد کے مجرے بول کا ہے اور دوسرا مرتبہ عورت کے مجرے
بول کا) پھر ہم کو اس دُشمنک سے نصیحت کیا کرتے تھے کہ ہم میں کا
ہر ایک اپنی ذات سے گھن کرنے لگتا تھا، اس کو روایت کیا ابن
ابی شیبہ نے۔ اور یہ خطبہ نفس کی خود پسندی کا پورا پورا
علاج ہے۔ اور عرفجہ سلمیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ (ایک مرتبہ)
ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمایا کہ رو۔ اگر تم کو رونانا آئے تو رونے کی صورت
بنالو، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور احیاء العلوم میں
ہے کہ مروی ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ آپ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے
تھے کہاں گئے وہ گویے رنگ کے لوگ جن کے چہرے خوبصورت
تھے اپنی جوانی سے پھولے نہ ساتے تھے کہاں گئے وہ بادشاہ
جنموں نے شہروں کی بنیادیں رکھیں اور ان کو دیواروں سے
قلعہ بند کیا، کہاں گئے وہ لوگ جو جنگ کے مواقع پر فتنہ رہا کرتے
تھے، ان کو زمانہ نے ایک جھٹکا دیا تو سب قبر کی اندھیریوں میں
پہنچ گئے۔ بسن جلدی کرو۔ جلدی! نجات، نجات۔ اور مروی ہے
مجاہد سے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کھڑے تھے اور فرمایا کہ بشارت
سنو کہ میں کامل امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس امر (تمکین فی الارض)
کو پورا کرے گا یہاں تک کہ تم روغن زیتون اور روٹی پیٹ بھر کر
کھاؤ گے، اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے۔ اور یہ خطبہ اس
وقت کا ہے جبکہ مسلمانوں کو آپ شام کے جہاد کے لئے بھیج رہے
تھے اور اس جگہ فتح شام کی بشارت ہے کیونکہ زَیْتِ

زیت بہن در شام یفتہ می شود عن اسم
مواہی عمر ان عمر اطلع علی ابی بکر وہو یخیر لسانہ
فقال یا خلیفۃ رسول اللہ فقال ان ابی
اوردہ فی الموارڈ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم قال لیس شیء من الجسد الا وہو یشکو
ذرب اللسان اخرجه ابو یعلی و فی الاحیاء
قال ابو بکر الصدیق لا یحقرن احدکم احدا من
المسلمین فان صغیر المسلمین عند اللہ کبیر و
فی الاحیاء ایضا قال ابو بکر وجدنا الکرم فی
التقوا می و الفنا فی الیقین و الشرف فی
التواضع و عن عائشہ عن ابی بکر کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزتہ الامر قال
اللہم رزق لی و اخرت لی اخرجه ابو یعلی عن
عروۃ عن عائشہ او عن اسماء ان ابابکر
قام مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من العام المقبل من العام الذی توفی
فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
انی سمعت نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم فی
الصیف عام الاول ثم فاضت عیناہ
ثم قال انی سمعت نبیکم صلی اللہ
علیہ وسلم فی الصیف عام
الاول ثم فاضت عیناہ ثم
قال انی سمعت نبیکم صلی
اللہ علیہ وسلم

شام میں ہی پایا جاتا ہے۔ مروی ہے اسلم مولے عمر سے کہ عمر
جنہرت ابو بکر کے سامنے آگئے (ایسے وقت میں) جب کہ وہ
اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ تو عمر نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ
آپ کیا کر رہے ہیں؟ تو فرمایا کہ یہی ہے جس نے مجھے مقامات
ہلاکت میں ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسد میں
جتنی بھی چیزیں ہیں سب ہی زبان کی تیزی کی شکایت کرتی ہیں،
اس کو روایت کیا ابو یعلی نے۔ اور احیاء العلوم میں ہے کہ ابو بکر
صدیق نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مسلمانوں میں سے کسی کو ہرگز
حقیر نہ سمجھے کیونکہ مسلمانوں میں سے جو دنیا میں کم رتبہ ہے وہ
اللہ کے نزدیک بڑے مرتبہ والا ہے۔ اور احیاء میں یہ بھی ہے کہ
ابو بکر نے فرمایا کہ ہم نے بزرگی تقویٰ میں پائی اور غنا یقین میں
پایا یعنی خلق سے وہ شخص بے پرواہ ہوگا جو اللہ کے حاجت روا
ہونے کا یقین رکھتا ہو (اور شرف تواضع میں پایا۔ اور عائشہ
روایت کرتی ہیں ابو بکر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب
کوئی بات ممکن کرتی تو آپ یہ کہتے، یا اللہ! میرے لئے خیر کیجئے
اور (اچھی بات کو) میرے لئے آپ ہی پسند کر لیجئے، اس کو
ابو یعلی نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عروہ سے وہ روایت
کرتے ہیں عائشہ سے یا اسماء سے کہ ابو بکر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑے ہوئے جس سال میں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی اُس سے اگلے سال پھر بولے کہ میں
نے سنا ہے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سال گرمی کے
موسم میں۔ اس کے بعد ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔
پھر بولے کہ میں نے سنا ہے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
پہلے سال گرمی کے موسم میں۔ پھر آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔
پھر فرمایا کہ میں نے سنا ہے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

فِي الصَّيْفِ عَامَ الْأَوَّلِ يَقُولُ سَلَوَاتُ اللَّهِ
 الْعَفْوُ وَالْعَافِيَةُ وَالْمَعَاذُ فِي الدُّنْيَا وَ
 الْآخِرَةِ أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَابُو يَعْلَى وَلِلْحَدِيثِ مُرْتَبٌ
 مُتَخَلِّفٌ وَالْفَاظُ مُتَفَاوِتٌ فَتَنِي بَعْضُهَا أَنَّهُ لَمْ يَقْسِمْ
 شَيْءٌ بَيْنَ النَّاسِ أَفْضَلَ مِنَ الْمَعَاذَاتِ
 بَعْدَ الْيَقِينِ إِلَّا إِنْ الْقُدْرُ وَالْبَرَّةُ فِي الْجَنَّةِ
 وَإِنَّ الْكُذْبَ وَالْفُجُورَ فِي النَّارِ وَفِي
 بَعْضِهَا سَلَوَاتُ اللَّهِ الْعَفْوُ وَالْعَافِيَةُ وَالْيَقِينُ
 فِي الْأَدَلِّ وَالْأُخْرَى وَفِي بَعْضِهَا مِنْ
 الزِّيَادَةِ وَلَا تَقْلَعُوا وَلَا تَبْتَغُوا وَلَا
 تَحْسَدُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا كَمَا
 أَمَرَكَ اللَّهُ وَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ
 بَعْدَ وَفَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ لَمَّا انْطَلَقَ بِنَا إِلَى أُمِّ آيْمَنَ
 نَزَّوْرًا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهُمْ فَلَمَّا انْتَبَهَا إِلَيْهَا بَكَتُ
 فَقَالَا لَهَا مَا يَبْكِيكِ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ
 قَالَ فَقَالَتْ مَا أَبْكِي أَنْ لَا أَكُونَ أَعْلَمُ
 أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ وَلكِنْ
 أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ
 فَبَجِيتُهُمَا عَلَى الْبَكَاءِ فَجَعَلَا
 يَبْكِيَانِ مَعَهَا أَخْرَجَهُ
 أَبُو يَعْلَى وَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ
 أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ

پہلے سال گرمی کے موسم میں کہ آپؐ فرما رہے تھے کہ اللہ سے سوال
 کرو عفو (یعنی گناہوں سے معافی) کا اور عافیت (یعنی امراض
 سے رهایی یعنی تندرستی) کا اور معافات کا (یعنی اللہ ہم کو دوسروں کا
 اور دوسروں کو ہمارا محتاج نہ کرے) دینا اور آخرت میں،
 اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلیٰ نے اور اس حدیث کی مختلف
 سندیں ہیں اور ان میں الفاظ کا تغیر بھی ہے۔ بعض روایات
 میں یوں ہے کہ لوگوں کے درمیان ایمان کے بعد کوئی چیز معافا
 سے بہتر تقسیم نہیں کی گئی۔ یاد رکھو سچائی اور نیکی کا مقام جنت
 میں ہے اور جھوٹ اور بدکرداری کا دوزخ میں۔ اور بعض روایات
 میں یوں ہے کہ اللہ تم سے مانگو معافی اور تندرستی اور یقین دینا
 اور آخرت میں۔ اور بعض روایات میں یہ اضافہ ہے کہ اور ایک
 دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور نہ حسد کرو اور اللہ کے بندے
 بھائی بھائی بن کر رہو جیسا کہ تم کو اللہ نے حکم دیا ہے۔ اور
 مروی ہے انسؓ سے کہا کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے ابو بکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ ہمارے ساتھ اُمّ ایمنؓ سے
 ملے چلو جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس جایا
 کرتے تھے۔ تو جب دونوں اُن کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں
 ان دونوں نے کہا کہ آپ کیوں روتی ہیں؟ جو اللہ کے پاس ہے
 وہ اُس کے رسولؐ کے لئے بہتر ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ میں
 اس لئے تو نہیں روتی کہ میں اس بات سے ناواقف ہوں کہ
 جو اللہ کے پاس ہے وہ اُس کے رسولؐ کے لئے بہتر ہے لیکن
 میں اس بات سے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا آنا منقطع ہو گیا
 تو اُمّ ایمنؓ نے (یہ کہہ کر) ان میں بھی جوش گریہ پیدا کر دیا
 اور یہ دونوں بھی اُن کے ساتھ رونے لگے، اس کو ابو یعلیٰ
 نے روایت کیا۔ اور مروی ہے انسؓ سے کہ ابو بکرؓ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنمیں پہنچے تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے میں تم کو غنمیں دیکھتا ہوں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! گزشتہ رات میں اپنے چچا کے بیٹے کے پاس تھا اور وہ دم توڑ رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کو کلمہ لا الہ الا اللہ کی تلقین کیوں نہ کی؟ تو انھوں نے کہا کہ کی تھی یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ تو اس نے اس کو کہہ لیا؟ ابو بکرؓ نے کہا جی ہاں تو آپ نے فرمایا کہ اُس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ تو ابو بکرؓ نے کہا کہ... یا رسول اللہ! یہ کلمہ زندوں کے لئے کیسا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ کلمہ لوگوں کے گناہوں کو مسمار کر دینے والا ہے۔ یہ کلمہ لوگوں کے گناہوں کو مسمار کر دینے والا ہے، اس کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ اور زید بن ارقمؓ نے ابو بکرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں کوئی ایسا جسم داخل نہ ہو گا جس کو حرام غذا دی گئی ہے، اس کو روایت کیا ابو یعلیٰ نے۔ اور ابو بکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جنت میں کوئی دیوتا اور بد طینت داخل نہ ہو گا اور سب سے پہلے جنت کا دروازہ ملوک (غلام) اور ملوک (باندی) کھٹکھٹائیں گے جب کہ انھوں نے اپنے رب کی عبادت عہدگی کے ساتھ کی ہوگی اور اپنے آقا کی خیر خواہی بھی کرتے رہے ہوں گے، اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلیٰ نے مختلف سندوں اور متغائر الفاظ کے ساتھ۔ بعض روایات میں یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے ہمیں خبر دی ہے کہ اس اُمت میں غلام اور باندیاں تمام اُمتوں سے زیادہ ہوں گی۔ آپ نے فرمایا تو تم اُن کی ایسی عزت کرو جیسی اپنی اولاد کی عزت

صلی اللہ علیہ وسلم کتباً فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مالی اراک کتباً قال یا رسول اللہ کنت عندہن عیم لے البارحة و هو یکید بنفسه قال فہلما لقتہ لا الہ الا اللہ قال قد فعلت یا رسول اللہ قال فقاہا قال نعم قال و جبت لہ الجنة قال ابو بکر کیف ہی للآخیا۔ یا رسول اللہ قال ہی اہدم لذنوبہم ہی اہدم لذنوبہم اخرجه ابو یعلیٰ و عن زید بن ارقم عن بکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل الجنة احد من المملوکی و المملوکی اذا احسن عبادۃ ربہما و نصحا لہما اخرجه احمد و ابو یعلیٰ بطرق مختلفۃ و الفاظ متفاوۃ فی بعضها قال رجل یا رسول اللہ اخبرتنا ان هذا الامة اکثر الاثم مملوکین و ائماء قال فاکثر موسم کرامة

عہ حادۃ عرب یہ ہے کہ گزشتہ رات کا ذکر جب زوال سے پہلے کرتے ہیں تو اللیلۃ کہتے ہیں اور جب بعد زوال کرتے ہیں تو البارحۃ کہتے ہیں۔ اشتیاق احمد غنی عنہ

کرتے ہو اور ان کو وہ کھانا کھلاؤ جس میں سے تم خود حائے ہو۔ اور ان کو ایسا لباس پہناؤ جس کو تم خود پہنتے ہو۔ اُس شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ہمیں دنیا کی کیا چیز نفع پہنچے گی تو آپ نے فرمایا کہ وہ گھوڑا جو تو اللہ کے راستے میں دھام لینے کے لئے، ہاندے اور ایک ملک کافی ہے تیرے لئے تو جب وہ نماز پڑھے تو تیرا بھائی ہے۔ اور بعض روایات میں یہ زیادتی ہے کہ ملعون ہے وہ شخص جو کسی مسلمان یا غیر مسلمان کو نقصان پہنچائے۔ اور ابو بکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کو کس چیز نے بوڑھا کر دیا؟ فرمایا کہ مجھے بوڑھا کر دیا (سورۃ) ہود نے اور واقعہ اور عم تیسارے اور اذا الشمس کورت نے، اس کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ اور مروی ہے ابو بکرؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اہل جنت خرید و فروخت نہ کریں گے اور اگر خرید و فروخت کریں تو کس چیز کی کریں بجز کپڑے کے، اس کو ابو یعلیٰ نے بہت غریب سند سے روایت کیا۔ اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ کمائی کے حیلوں میں سے سب سے افضل وہ پیشہ ہے جو خلق اللہ کو نفع پہنچانے سے قریب تر ہو اور بعید ہو شبہ ربوہ سے اور دور تر ہو نجاسات سے اور نزدیک تر ہو مروت (یعنی خدمت خلق) سے۔ اور مروی ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تمہارے اوپر لازم ہے لا الہ الا اللہ اور استغفار تو ان دونوں کو بکثرت پڑھو۔ ابلیس نے کہا کہ میں نے لوگوں کو ہلاک کیا گناہوں سے اور انھوں نے مجھے ہلاک کیا لا الہ الا اللہ اور استغفار سے جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے ان کو ہلاک کیا انسانی خواہشوں سے دراں حالیکہ وہ یہ سمجھتے ہوں کہ ہم ہدایت یافتہ ہیں، اس کو

اولادکم و اطعموہم مما تاتاکم من کل واکسوہم ما تکتسبون قال فما ینفعنا من الدنیا یا رسول اللہ قال فرس ترتیلہ فی سبیل اللہ و مملوک ینفیک فاذا صلے فہو اخوک و فی بعضہا زیادہ ملعون من ضار مسلماً او غیرہ و عن ابی بکر سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما شیکک قال شیتین ہود و الواقعۃ و عم تیسار لون و اذا الشمس کورت اخرجه ابو یعلیٰ و عن ابی بکر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اہل الجحیم لا یتبايعون و لو تبايعوا ماتبايعوا الا بالبر اخرجه ابو یعلیٰ بسند غریب جدّاً و معنی حدیث آتست کہ افضل مکان کسی است کہ اقرب بہ نفع خلق اللہ باشد و ابعد از شبہ ربوہ و دور تر از نجاست و نزدیک تر بہ مروت و عن ابی بکر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علیکم بلا الا الا اللہ و الاستغفار فاکثروا منہما فان ابلیس قال اہلکت الناس بالذنوب قال فاکلکون فی بلا الا الا اللہ و الاستغفار فلما رأیت ذلک اہلکتہم بالآہواء و ہم یستبدون اہلکم بہتدون اخرجه

ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ اور احیاء العلوم میں ہے کہ سعید بن المسیب نے کہا کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو اُن کے پاس اُن کے اصحاب میں سے کچھ لوگ آئے اور کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلیفہ! ہمیں کچھ روح کی غذا یعنی نصیحت کی بات اور دعا (عطا کر دیجئے کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں جو شدت مرض) آپ کے اوپر ہے۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو یہ کلمات کہے گا اور پھر مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کی روح کو اُفقِ مبین میں پہنچا دے گا۔ اُنھوں نے کہا کہ اُفقِ مبین کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایک میدان ہے عرش کے سامنے اُس میں باظر ہیں اور نہریں ہیں اور درخت ہیں اُس کو روزانہ سورج تین ڈھانچ لیتی ہیں تو جو شخص یہ کلمات کہے گا اللہ تعالیٰ اُس کی روح کو اس مکان میں داخل کر دے گا اور وہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَبَدُ الْخَلْقِ (ترجمہ) یا اللہ! بیشک آپ نے خلق کو پیدا کیا بغیر اس کے کہ آپ کو اُن کی طرف کوئی حاجت ہو پھر آپ نے اُن کے دو فریق بنائے ایک فریقِ جنت کے لئے اور ایک فریقِ دوزخ کے لئے تو مجھے جنت کے لئے تجویز کر دیجئے اور دوزخ کے لئے نہ کیجئے۔ اے اللہ! آپ نے خلق کو مختلف فرقوں پر پیدا کیا اور پیدا کرنے سے پہلے ہی ان کو متمیز کر دیا ان میں سے بعض کو آپ نے شقی بنایا اور بعض کو سعید اور بعض کو غوی (گمراہ) اور بعض کو رشید، تو مجھ کو سعید بنا دیجئے اپنی فرمانبرداری سے اور مجھ کو شقی نہ بنائیے اپنی نافرمانیوں سے۔

یا اللہ! بیشک آپ کو سب معلوم ہے جو کسب ہر ایک نفس کرتا ہے قبل اسکے کہ آپ اس کو پیدا کریں تو جس چیز کا آپ کو علم ہے اُس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں تو آپ مجھ کو اُن لوگوں میں داخل کر دیجئے جن کو آپ نے اپنی طاعت میں مشغول رکھا ہے

ابو یعلیٰ وَفِي الْاَحْيَاءِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ لَمَّا احْتَضَرَ ابُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اتَاهُ نَاسٌ مِنْ اصْحَابِهِ فَقَالُوا يَا غَلِيْفَةُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوِّدْنَا فَاَنَّا نَرَاكَ نَاكِبًا فَقَالَ ابُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَنْ قَالَ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ ثُمَّ مَاتَ جَعَلَ اللَّهُ رُوحَهُ فِي الْاُفُقِ الْمُبِينِ قَالُوا مَا الْاُفُقُ الْمُبِينُ قَالَ قَالِيٌّ بَيْنَ يَدَيِ الْعَرْشِ فِيهَا رِيَاضٌ وَاَنْهَارٌ وَاشْجَارٌ تَنْشَأُ كُلُّ يَوْمٍ مَاتَ رَحِمَهُ فَمَنْ قَالَ هَذِهِ الْقَوْلُ جَعَلَ اللَّهُ رُوحَهُ فِي ذَلِكَ الْمَكَانِ وَهُوَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَبَدُ الْخَلْقِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ بِكَ اِلَيْهِمْ ثُمَّ جَعَلْتَهُمْ فَرِيقَيْنِ فَرِيقًا لِلنَّعِيمِ وَ فَرِيقًا لِلسَّعِيرِ فَاَجْعَلْنِي لِلنَّعِيمِ وَلَا تَجْعَلْنِي لِلسَّعِيرِ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ خَلَقْتَ الْخَلْقَ فَرَقًا وَ مَيَّزْتَهُمْ قَبْلَ اَنْ تَخْلُقَهُمْ فَجَعَلْتَ مِنْهُمْ شَقِيًّا وَ سَعِيْدًا وَ غَوِيًّا وَ رَشِيْدًا فَاسْعِدْنِي بِطَاعَتِكَ وَلَا تُشَقِّقْ بِمَعَاصِيكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَلِمْتَ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ قَبْلَ اَنْ تَخْلُقَهَا فَلَا مَحِيصَ لِيْ مَا عَلِمْتَ فَاَجْعَلْنِي مِنْ شَفْلَتِكَ بِطَاعَتِكَ

یا اللہ بیشک کوئی نہیں چاہتا جب تک آپ نہ چاہیں تو آپ اپنی ملکیت کو اس امر سے متعلق کرو دیجئے کہ میں وہ بات چاہوں جو مجھے آپ سے قریب کر دے۔ یا اللہ آپ نے سب بندوں کی حرکات کا اندازہ مقرر کر دیا ہے تو کوئی شے حرکت نہیں کرتی بغیر آپ کے ارادے کے تو آپ میری حرکات اپنے سے تقویٰ کے لئے بنادیں گے۔ یا اللہ! آپ نے ہی خیر اور شر کو پیدا کیا اور دونوں میں سے ہر ایک پر عمل کرنے والے آپ نے بنائے تو مجھے دونوں قسموں میں سے بہتر قسم والا بنادیں گے۔ یا اللہ! آپ نے پیدا کیا جنت اور دوزخ کو پھر دونوں میں سے ہر ایک کے لئے آپ نے اہل بنا دیئے تو مجھے آپ اپنی جنت کے رہنے والوں میں سے بنادیں گے۔ یا اللہ! آپ نے جس قوم کو ہدایت دینے کا ارادہ کیا اور اُن کے سینوں کو اُس کے لئے کشادہ کر دیا اور آپ نے کسی قوم کو گمراہ رکھنے کا ارادہ کیا اور اُن کے سینوں کو گمراہی سے تنگ کر دیا کہ اس میں ہدایت داخل ہو سکے تو میرے سینہ کو آپ اسلام کے لئے کھول دیجئے اور اس کو میرے قلب میں زینت والا بنادیں گے۔ اے اللہ! آپ ہی نے ہملہ امور کی تدبیر کی اور تمام امور کا مرجع اپنی ہی ذات کو قائم رکھا تو آپ مجھے بعد موت کے پاکیزہ زندگی عطا فرمائیے اور مجھے اپنا تقرب دائمی بخش دیجئے۔ اے اللہ! کسی نے صبح اور شام اس طرح کی کہ اس کا بھروسہ اور امید آپ کے غیر پر ہے لیکن میرا بھروسہ اور امید آپ کی ذات پر ہے اور کوئی پناہ کی جگہ نہیں اور کسی میں کوئی طاقت نہیں بجز اللہ کے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور یہ سب اللہ عزوجل کی کتاب میں موجود ہے۔ اب ہم چند کلمات صدیق اکبرؓ کے حقوق خلافت کی کامل ادائیگی پر لکھتے ہیں۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت راشدہ کی عظمت پر ارشاد فرمایا ایک عورت نے

اللَّهُمَّ أَنْ أَحَدًا لَا يَشَاءُ حَتَّى تَشَاءَ فَاجْعَلْ مَشِيَّتَكَ أَنْ أَشَاءَ مَا يُقَرِّبُنِي إِلَيْكَ اللَّهُمَّ أَنْكَ تَدْرُسُ حَرَكَاتِ الْعِبَادِ فَلَا يَتَحَرَّكُ شَيْءٌ إِلَّا بِإِذْنِكَ فَاجْعَلْ حَرَكَاتِي فِي تَقْوَاكَ اللَّهُمَّ أَنْكَ خَلَقْتَ الْخَمِيرَ وَالشَّرَّ وَجَعَلْتَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهَا عَالِمًا يَعْمَلُ بِهِ فَاجْعَلْنِي مِنْ خَيْرِ الْقَائِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْكَ خَلَقْتَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَجَعَلْتَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهَا آيَةً فَاجْعَلْنِي مِنْ سُكَّانِ جَنَّتِكَ اللَّهُمَّ أَنْكَ أَرَدْتَ الْهُدَى بِقَوْمٍ وَ الشَّرَّ بِصَدْرِهِمْ وَأَرَدْتَ بِقَوْمٍ الضَّلَالَةَ وَصِفَقْتَ بِهَا صُدُورَهُمْ فَاشْرُطْ صَدْرِي لِلْإِسْلَامِ وَزَيِّنْهُ فِي قَلْبِي اللَّهُمَّ أَنْكَ دَبَّرْتَ الْأُمُورَ وَجَعَلْتَ مُصِيرَهُمُ إِلَيْكَ فَأَسْئَلُ حَيَاةَ طَلِبَةٍ بَعْدَ الْمَوْتِ وَفَرْجَ بَنِي آدَمَ زُلْفِي اللَّهُمَّ مَنْ أَمْسَحَ وَأَمْسَ ثِقَتُهُ وَرَجَاؤُهُ غَيْرَكَ فَأَنْكَ تَقْتَتِ وَرَجَاتِي وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ قَالَ ابُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَمِنْ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالْحَالُ كَلِمَةٍ

چند از باب قیام صدیق اکبرؓ بخلاف خلافت برنگاریم و رضی اللہ عنہ در بیان قیامت خلافت راشدہ فرموده ^{برکاتی} قالت امرأۃ

ابو بکرؓ سے کہا کہ ہماری بقاء کی کیا صورت ہے اس امر صالح پر جس کو اللہ دور جاہلیت کے بعد لایا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس پر تمہارا بقاء اُس وقت تک رہے گا جب تک تمہارے ائمہ سیدھے رہیں گے۔ اُس نے کہا کہ ائمہ کو کسے؟ آپ نے فرمایا کیا تیری قوم میں کچھ رؤساء اور اشراف نہیں ہیں جو قوم کے لوگوں کو حکم دیتے ہوں اور وہ اُن کی اطاعت کرتے ہوں؟ اُس نے کہا کہ ضرور ہیں تو آپ نے فرمایا تو وہ لوگوں پر مثل ائمہ کے ہیں، اس کو روایت کیا دارمی نے۔ اور اکابر صحابہؓ اور تابعینؓ کی ایک جماعت نے صدیق اکبرؓ کے حقوق خلافت پر قیام کی تعریف کی ہے۔ مروی ہے عبد خیرؓ سے کہا کہ میں نے علیؓ سے سنا فرماتے تھے کہ وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے بہترین حال میں جس پر انبیاءؑ میں سے کسی نبی نے وفات پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی۔ کہا کہ پھر ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور آپؐ کی سنت کے مطابق کام کئے۔ پھر ابو بکرؓ نے وفات پائی جیسی بہترین حالت پر کسی کی وفات ہوتی ہے اور وہ اس امت کے نبی کے بعد سب سے افضل تھے۔ پھر خلیفہ بنائے گئے عمرؓ تو انھوں نے اُن دونوں کے عمل اور اُن کی سنت کے مطابق کام کئے پھر انھوں نے وفات پائی جیسی بہترین حالت پر کسی کی وفات ہوتی ہے اور وہ اس امت کے نبیؐ اور ابو بکرؓ کے بعد سب سے افضل تھے، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے کہ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو ابو بکرؓ پر جو (دوجھ) آپڑا تھا وہ اتنا سخت تھا کہ اگر پہاڑ پر آپڑتا تو اُس کو بھی توڑ دیتا اور مدینہ میں نفاق بلند ہو گیا اور عرب مرتد ہو گئے تو واللہ

لایے بکر ما بقاءنا علیٰ هذا الامر الصالح فقال بقاءکم جائے اللہ بہ بعد الجاہلیتہ فقال بقاءکم علیہ ما استقامت بکم اُمتکم قالت وایما الائمۃ قال اما کان لقومک رؤساء وشراف یا مردنہم فیطیعوہم قالت بلی قال فہم مثل اولئک علی الناس آخرہ الدارۃ وازکبراء صحابہ وتابعین جماعۃ وصف قیام صدیق اکبرؓ کردند بحقوق خلافت عن عبد خیر قال سمعت علیاً یقول قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ خیر اقبض علیہ نبی من الانبیاء واثنتہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ثم استخلف ابو بکر فعزل بعزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قبض ابو بکر علیٰ خیر ما قبض علیہ احد وکان خیر ازہ الائمۃ بعد نبیہا ثم استخلف عمر فعزل بعزلہما ومنتہما ثم قبض علیٰ خیر ما قبض علیہ احد وکان خیر ازہ الائمۃ بعد نبیہا وبعدا بے بکر آخرہ ابن ابی شیبہ وعن عائشہ اتہا کانت تقول ثوبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنزل بابی بکر ما نزل بالحبال لہا صہبہا وشرآب النفاق بالمدينۃ وارتدت العرب فواللہ

ما خُفُوا فِي نَقْطَةِ الْإِطَارِ بِأَنَّهُ لَوْ خُفِيَ هُوَ
 غَنَاهَا فِي الْإِسْلَامِ وَكَانَتْ تَقُولُ مَعَ
 مُرَاوَنَ رَأْيِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَرَفَ أَنَّهُ خُلِقَ
 غِنَاءً لِلْإِسْلَامِ كَانَ وَاللَّهُ أَخُو ذِي الشَّيْبِ وَحَدِّ
 قَدْ آتَى لِلْمُؤْمَرِ أَقْرَانَهَا أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ
 وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَثَمِ وَعَظُ الشَّامِ فِي
 خُطْبَتِهِ الطَّوِيلَةِ ثُمَّ قَامَ بَعْدَهُ ابْنُ بَكْرِ فَسَلَّ
 سَلَّةً وَأَخَذَ سَبِيلَهُ وَارْتَدَّتْ
 الْعَرَبُ أَوْ مِنْ فَعَلَ ذَلِكَ مِنْهُمْ فَأَبَى
 أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُمْ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الَّذِي كَانَ قَابِلًا
 انْتَزَعَهُ السَّيْفُ مِنْ أَعْمَادِهِمَا
 وَادَّقَ النِّيرَانَ فِي شَعْلَاهُمَا ثُمَّ تَحَنَّنَ
 بِأَصْلِ الْحَقِّ ابْنَ الْبَاسِلِ فَلَمْ يَبْرُضْ
 يَقْلَعُهُ أَوْ مِصَابَهُمْ وَيَسْتَعِ الْإِزْنَ
 دَامَ هَمُّهُمْ حَتَّى أَذْغَلَهُمْ فِي النَّزْلِ
 خَرَجُوا مِنْهُ وَقَرَّرَهُمْ بِالْكَذِبِ لِفِرْدَا
 عَنْهُ وَقَدْ كَانَ أَصَابَ مِنْ
 مَالِ اللَّهِ بِكُرًا يَرْزُقُ عَلَيْهِ وَ
 جَشِيئَةً أَرَضَعَتْ لَهُ وَلَدًا لَهُ
 فَرَأَى ذَلِكَ عِنْدَ مَوْتِهِ غَضَبَةً
 فِي حَلْقِهِ فَأَذَى ذَلِكَ لَهُ
 الْخُلْفَةَ مِنْ بَعْدِهِ وَفَارَقَ
 الدُّنْيَا تَقِيًّا نَقِيًّا مَلَى مِنْهَا ج
 صَاحِبَهُ أَخْرَجَهُ الدَّارِمِيُّ بَارِئًا أَوَّلَ أَمْرِهِ

اگر (صحابہ) ایک نقطہ میں بھی آپس میں اختلاف کیا تو میرے پاس
 اس کو حل کرنے کے لئے، اُڑ کر پہنچے کیونکہ اسلام میں اُن کا بڑا
 اور کامل حصہ تھا۔ اور اسی کے ساتھ یہ بھی کہا کرتی تھیں کہ اور
 جس نے دیکھا ہے عمر بن الخطاب کو وہ جانتا ہے کہ وہ سید اکتے
 گئے تھے اسلام کے لئے کافی اور وافی بنا کر۔ واللہ بڑے صاحب
 تدبیر اور خوبیوں والے تھے اور انھوں نے امور کے انتظام پر
 اُن کے مناسب لوگوں کو تیار کیا تھا، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت
 کیا۔ اور عبد اللہ بن الاثم نے جو شام کے واعظ تھے اپنے ایک
 طویل خطبہ میں کہا۔ پھر قائم ہوئے بعد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی سنت پر چلے اور انھوں نے
 آپ کے راستہ کو اختیار کیا اور عرب مرتد ہوا یا جس نے اُن میں
 سے ایسا کام کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے ان کو معاف کرنے سے انکار کر دیا بجز ایسے شخص کے جو
 (اسلام کو) قبول کرنے والا تھا۔ تلواریں میانوں سے کھینچ لیں
 اور جنگ کے شعلے بھڑکا دیئے اور اہل حق کو ساتھ لے کر اہل باطل
 کو اوندھے منہ گرا دیا تو برابر اُن کے جوڑ بند کاٹتے اور زمین کو
 اُن کا خون پلاتے یہی یہاں تک کہ اُن کو مِس چیز میں داخل
 کر کے چھوڑا جس سے وہ بچکے تھے (یعنی اسلام میں) اور وہاں
 اُن کو جما کر چھوڑا جہاں سے وہ بھاگے تھے۔ اور بیت المال میں
 اُن کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر لاد کر پانی لایا جاتا تھا
 اور ایک حبشی کینز تھی جو آپ کے ایک بچہ کو دودھ پلاتی تھی
 تو آپ نے اپنی موت کے قریب ان کو بھی اپنے حلق میں اٹکا ہوا
 دیکھا تو اُن کو اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کے پاس بھیج دیا اور
 دنیا سے بحالت تقویٰ پاک و صاف گزر گئے اپنے رفیق کے طریقہ پر
 اس کو داری نے روایت کیا۔ پھر سب سے پہلا کام جس کے پورا کرنا

صدیق اکبرؓ نے تصدیق فرمائی کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کو
انجام دے دیا۔ آنحضرتؐ خود صلی اللہ علیہ وسلم و قضاوی دین و عن ربیعہ بن
ابی عبد الرحمن اذ قال قدم علی
ابی بکر الصديق ما من البحرین فقال من
کان لہ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دین اودعہ فلیأتی فجاہ کہ جابر بن عبد
لہ ففعل لہ ثلاث سنات اخبرہ مالک و اخرج
البخاری قصۃ سنات جابر بطرق مختلفہ
بعد ازان بالتمایں حضرت فاروقؓ کو بھیج
قرآن بن اللوحین باہتمام عظیم مشغول شد
و این قصہ بخوب ترین صورت در
بخاری مذکور است حضرت مرتضیٰؓ میگفت
رحم اللہ ابابکر جمع القرآن بن اللوحین
بعد ازان تسبیح حضرت صدیقؓ در باب نصب
عمال آں بود کہ عاملان آنحضرت را صلی اللہ علیہ
وسلم مسلم می گزاشت مگر آنکہ ایشان خود استعفا
کنند فی الاستیعاب کان خالد بن ولید بنی بن سعید
واخوۃ عمالا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرجوا عن عملہم ثمین مات رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر ما کم رجعت عن
عمالکم ما احب الی بال عمل من عمال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارجوا الی اعمالکم
نقالوا نحن بنو ابی آخوۃ لا نعمل لاحد بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابدا

صدیق اکبرؓ نے اہتمام کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کو
کامیاب کرنا اور آپ کے قرضوں کا ادا کرنا تھا۔ ربیعہ بن ابی عبد الرحمن
سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ابوبکر صدیقؓ کے پاس بحرین سے
مال آیا تو آپ نے کہا (یعنی اعلان کیا) کہ جس کسی کا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ قرض ہو یا کوئی وعدہ ہو تو اس کو
چاہیے کہ میرے پاس آئے۔ تو ان کے پاس جابر بن عبد اللہؓ
گئے تو ان کو تین دو ہتر تیس بھر کر دیں، اس کو روایت کیا امام
مالکؒ نے اور بخاریؒ نے جابرؓ کی دو ہتر تیس کے قصہ میں مختلف
اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ اس کے بعد حضرت فاروقؓ کے التماس
پر قرآن کو دو لوحہ (یعنی دو گتوں کے درمیان) جمع کرنے کے
اہتمام عظیم میں مشغول ہوئے۔ اور یہ قصہ بہت خوبصورتی کے
ساتھ بخاری میں مذکور ہے۔ حضرت مرتضیٰؓ فرمایا کرتے تھے اللہ
رحمت نازل کرے ابوبکرؓ پر کہ انھوں نے قرآن کو دو تختیوں
کے درمیان جمع کر دیا۔ اس کے بعد عاملوں کے نصب کرنے کے
بائے میں حضرت صدیقؓ کا طرز عمل یہ تھا کہ جو عامل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہوئے تھے ان کو بدستور رہنے
دیتے تھے بجز اس کے کہ یہ لوگ خود استعفا دیں۔ استیعاب میں
ہے کہ خالد بنی خالد بن سعید اور ان کے بھائی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے عمال تھے تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات ہو گئی تو یہ اپنے عہدہ عمالت سے لوٹ آئے تو ان سے
ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا بات ہے تم کیوں اپنے عہدہ عمالت سے
لوٹے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمال میں سے کوئی
تم سے زیادہ عمل کا حقدار نہیں ہے؟ اپنے عہدوں پر واپس جاؤ۔
تو انھوں نے کہا کہ ہم ابوبکرؓ کی اولاد ہیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد اب ہم کبھی کسی کے لئے عمل (یعنی ملازمت) نہیں

پھر یہ سب شام چلے گئے اور سب مقتول ہوئے۔ اور استیعاب میں ہے کہ عبد اللہ بن الارقم کاتب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر کاتب ہوئے ابو بکرؓ کے اور ان کو کاتب بنایا عمرؓ نے اور ان کو بیت المال پر عامل بنایا اور ان کے بعد عثمانؓ نے بھی اور استیعاب میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح والے سال عتاب بن اسید کو مکہ پر عامل بنایا اور ابو بکرؓ نے ان کو برقرار رکھا پھر وہ برابر اپنے انتقال تک مکہ پر عامل رہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کی حفاظت اور رعایت کے لئے حکم فرمایا تھا صدیق اکبرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے احترام کے پیش نظر اس کی رعایت کرنے کا پورا اہتمام رکھتے تھے۔ استیعاب میں ہے کہ سندرجوزنا کا غلام تھا اس کے آقائے اُس کے ناک کان کاٹ دیتے تھے پھر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا تھا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ! میرے حق میں کچھ وصیت کر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں تیرے حق میں ہر مسلمان کو وصیت کرتا ہوں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو سندرجوزنا نے نفقہ مقرر کر دیا عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے باپ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا لحاظ رکھیے تو اس کا ابو بکرؓ نے نفقہ مقرر کر دیا یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی۔ پھر ان کے بعد یہ عمرؓ کے پاس آیا تو اُس سے عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تو میرے پاس قیام کرنا چاہے تو میں تیرا وظیفہ مقرر کر دوں ورنہ غور کر کے کہ تو کس جگہ رہنا پسند کرتا ہے (وہاں کے حاکم کو) تیرے باپ کے پاس لکھ دوں۔ تو سندرجوزنا نے مصر کو پسند کیا تو حضرت عمرؓ نے اس کے باپ کے پاس عمرؓ بن العاص کو لکھا کہ اس کے باپ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کی حفاظت کرو۔ جب یہ عمرؓ بن العاص کے پاس پہنچا

فمنهوا الى الشام فقتلوا جميعا وفي الاستيعاب كتب عبد الله بن الارقم للبيته صلى الله عليه وسلم ثم لابي بكر واستكتبته عمرو استغله على بيت المال وعثمان بعده وفي الاستيعاب عتاب ابن اسيد استعمل رسول الله صلى الله عليه وسلم على مكة عام الفتح واقتره عليها ابو بكر فلم يل عليها الى ان مات بعد ازاں هر كس را كه آن حضرت صلى الله عليه وسلم بحفظ و رعایت او امر فرموده بود صدیق اکبرؓ بنا بر تعظیم وصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در رعایت و اہتمام تمام می نمود فی الاستیعاب سندرجوزنا مولی زنا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع بک کل مسلم فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے سندرجوزنا ابی بکر فقال احفظ فی وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر حتم تو فی ثم آتے بعده الی عمر فقال لہ عمر ان شئت ان تعینم عندی اجریت علیک و الا فانظر ای المواضع تحب فاكتب لک فاختر سندرجوزنا مصر فكتب لہ عمر الی عمرو بن العاص تحفظ فیہ وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قدم علی عمر

تو انھوں نے اس کو ایک وسیع قطعہ زمین اور ایک مکان جاگیر دیدیا۔ اور استیعاب میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمّ ایمن سے ملنے جایا کرتے تھے اور ابوبکرؓ و عمرؓ بھی اُن سے ملنے کے لئے جلتے تھے۔ اس کے بعد حضرت صدیقؓ نے اہل بیت نبوتؑ کی توقیر اور اُن کی تعظیم کی زیادہ سے زیادہ رعایت رکھنے کی وصیت فرمائی (استیعاب میں ہے) اور ابوبکرؓ نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کا خیال رکھو اُن کے اہل بیت کے بارے میں، اس کو ایک جماعت نے روایت کیا۔ اس کے بعد جن عورتوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا اُن کے ناموس کے تحفظ میں آپ پوری سعی فرماتے رہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر مدخولہ سے تحریم نکاح کے بارے میں مباحثہ ہوا۔ استیعاب میں ہے کہ قتیلہ بنت قیس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کر لیا تھا اور اُن کے پاس جانے سے پہلے آپ کی دفات ہو گئی تو اُن سے حضرموت میں عکرمہ بن ابی جہل نے نکاح کر لیا۔ یہ خبر ابوبکرؓ کو پہنچی تو فرمایا کہ یہ دل چاہتا ہے کہ ان دونوں کے اوپر ان کے گھر کو چھونک دوں۔ تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ وہ اُہبات المؤمنین میں سے نہیں ہے، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے پاس گئے اور نہ اُس پر پردہ ڈالا یعنی تخلیہ کیا۔ پھر حضرت صدیقؓ سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کے لئے بیت المال سے وظیفہ مقرر ہوا۔ مروی ہے عائشہؓ سے کہا کہ جب ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنا دیتے گئے تو فرمایا کہ میری قوم کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ (یعنی تجارت) میرے اہل و عیال کے (مصارف کو) برداشت کرنے سے عاجز نہیں تھا اور میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہو گیا تو اب آل ابوبکرؓ کو اس مال میں سے (یعنی بیت المال سے) کھانا ہوگا

اللہ علیہ وسلم یزور اہل بیت نبوت تعظیم ایشان آقصی الغایت وصیت فرمود وقال ابوبکر اربوا محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم فی اہل بیئہ رواہ جماعۃ بعد از در حفظ ناموس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در منکومات اوسی تمام بجا آورد و در مسئلہ تحریم نکاح غیر مدخولہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مباحثہ افتاد فی الاستیعاب قتیلہ بنت قیس تزوجہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مات عنها قبل ان یدخل بہا فزوجہا عکرمہ بن ابی جہل بحضرموت فبلغ ابابکر فقال لقد ہمت ان اُحرق علیہا بیئہما فقال لعمرابی من اُہبات المؤمنین لا دَخل بہا ولا ضَربَ علیہا النجائب باز حضرت صدیقؓ اوّل خلیفہ است کہ برائے او وظیفہ از بیت المال مقرر شد عن عائشہ لما استخلف ابوبکر الصّديق قال لقد علمت قومی آن حضرت نے فرمایا کہ تمکن تبعز عن مؤنّۃ اہل و سخلت بامر المسلمین فی سکر آل ابوبکر من فناء المال

و یحترِفُ لِلْمُسْلِمِیْنَ نِسَبَهُ اُخْرَجَ الْبُخَارِیُّ
بَارِ حَضْرَتِ صَدِیقِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ رَادِیَ مَسْئَلِیْ تَجِبُ
عَلَى الْمُرْتَدِّیْنَ اِذَا تَابُوا دِیْنَهُ مَنْ قَتَلُوهُ
فِیْ اَیَّامِ الرُّدَّةِ بِاِحْضَارِ فَارُوقِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اِخْتَلَفَ
اِقْدَامُ قَالِ الْبَغْوِیُّ رَوَى عَنْ اَبِی بکرٍ اَنْ
قَالَ لِقَوْمٍ جَاؤُهُ تَابِیْنَ یُرِیْنِی قَتْلَانَا وَ
لَا نَدِیْ قَتْلَاکُمْ فَقَالَ عُمَرُ لَا نَأْخُذُ لِقَتْلَانَا
دِیْنَهُ اَمَّا قَوْلُ اِمَامِ شَافِعِیِّ مَذْهَبِ
حَضْرَتِ صَدِیقِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اِسْتِجْمَاعِ جَمْعِ اَزْ عَلَمَاءِ لِقَعْدِ
مَنْهَمُ الْبَغْوِیُّ اِحْتِمَالُ دَارِدِ مَذْهَبِ
حَضْرَتِ فَارُوقِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ مُوَافَقِ مَذْهَبِ صَدِیقِ
اَكْبَرِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ غَیْرُ اَنْ رَأَى الْاِعْرَاضَ عَنْ
الْاِزَامِ الدِّیْنِیَّةِ تَرْغِیْبًا لِّهَمَّ فِی الثَّبَاتِ عَلَى
الْاِسْلَامِ بَارِ فَقَهَاءِ مُسْلِمِیْنَ وَ تَعْرِیْضًا
زَانِیِ اِخْتِلَافِ دَارِدِ حَضْرَتِ صَدِیقِ
اِحْیَا سُنَّتِ اَخْبَرَتْ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ
نَمُوذِیْنِ دَرْ تَعْرِیْبِ زَنَاةٍ وَاِلَی الْیَوْمِ اَكْثَرُ فَقَہَاءِ
وَجَمْلَةُ مُحَدِّثِیْنَ بِمَذْهَبِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ رَفَقْدِ عَنِ ابْنِ
عُمَرَ اَنْ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ
جَلَدَ وَغَرَّبَ وَاَنْ اَبَا بکرٍ جَلَدَ وَغَرَّبَ وَ
اَنْ عُمَرَ جَلَدَ وَغَرَّبَ اُخْرَجَ الْبَغْوِیُّ وَغَیْرُ
بَارِ عَلَمَاءِ مُسْلِمِیْنَ مُتَّفِقِ اَنْدِ دَر اَنْکَ

اور ابو بکر مسلمانوں کی خدمت کرے گا، اس کو بخاری نے روایت
کیا۔ پھر اس مسئلہ میں کہ کیا مرتدین پر جب کہ وہ توبہ کر لیں ان
لوگوں کی دیت واجب ہے جن کو انھوں نے مرتد ہونے کے
دنوں میں قتل کیا تھا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے
ساتھ اختلاف واقع ہوا۔ بغوی نے کہا کہ مروی ہے ابو بکر نے
کہ انھوں نے قوم کے ان لوگوں سے جو توبہ کر کے آتے کہا کہ تم
ہمارے میں سے مقتولوں کی دیت دو اور ہم تم میں سے مقتولوں
کی دیت نہ دیں گے۔ پھر عمر نے کہا کہ ہم اپنے مقتولوں کی دیت
نہ لیں گے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے دو قولوں میں سے زیادہ صحیح قول
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے کہا
ہے جن میں بغوی رضی اللہ عنہ بھی ہیں کہ یہ احتمال ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ
کا مذہب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مذہب کے موافق ہو (اور اس ارشاد
کی کوئی وجہ نہ ہو) بجز اس کے کہ انھوں نے دیت کے لازم
کرنے کی رائے سے اعراض کیا ہو تاکہ ان لوگوں کو ترغیب ہو جا
اسلام پر ثبات قدم رہنے میں۔ پھر فقہاء مسلمین میں اختلاف ہے
یسے زانی کو جلا وطن کرنے کے بارے میں جو کنوارا ہو۔ حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ نے زانیوں کو شہر بدر کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
و سلم کی سنت کا اجماع کیا اور آج تک اکثر فقہاء اور تمام
محدثین ان ہی کے مذہب پر چل رہے ہیں۔ مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے کوڑے مارے اور
شہر بدر کیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے کوڑے مارے اور شہر بدر کیا۔ اس کو
بغوی وغیرہ نے روایت کیا۔ پھر علماء مسلمین اس میں متفق ہیں کہ

عہ بعض نے کہا و یحترِفُ لِلْمُسْلِمِیْنَ سے یہ مراد ہے کہ وہ مسلمانوں کے فائدے کیلئے تجارت بھی کریں گے، یعنی بیت المال سے
جو روپیہ میں اپنے گھر والوں کے ضروری خرچ کے لئے لوگوں کا اتنا ہی پاس سے زیادہ تجارت کر کے پھر اس میں داخل کروں گا (لغات الحدیث)
اس معنی میں یہ استبعاد ہے کہ اگر آپ کے پاس تجارت کے لئے وقت ہو تا تو ہرگز نہ لیتے، اس لئے مطلب یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمیشہ تجارت ترک
کر لے اب جو اس کا پیشہ ہو گا وہ امور خلاف کی انجام دہی ہو گا ۱۲ مترجم

جب کوئی پہلی مرتبہ چوری کرے تو اس کا داہنا ہاتھ کاٹا جاتے۔ پھر اگر دوسری مرتبہ چوری کرے تو اس کا بائیں پاؤں کاٹا جاتے۔ پھر اس میں مختلف الرتے ہو گئے کہ جب تیسری مرتبہ چوری کرے تو کیا کیا جاتے؟ امام مالکؒ و امام شافعیؒ نے یہ اختیار کیا کہ اس کا بائیں ہاتھ کاٹا جاتے پھر اگر چوری کرے تو اس کا داہنا پاؤں کاٹا جاتے۔ اور امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ سزا دی جاتے اور قید کیا جاتے اور اس کا کوئی عضو نہیں کاٹا جاتا۔ جب کہ اس نے داہنا ہاتھ اور بائیں پاؤں کاٹے جانے کے بعد چوری کی۔ امام مالکؒ اور شافعیؒ کا ماخذ ایک حدیث ہے جس کو دونوں نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے اور اس پر اعتماد کیا۔ مالکؒ روایت کرتے ہیں عبدالرحمن بن القاسمؒ سے وہ اپنے باپ سے کہ اہل یمن میں کا ایک شخص جس کا ہاتھ اور پاؤں کاٹا ہوا تھا آیا اور ابو بکر صدیقؓ کے پاس اُترا اور اُن سے شکایت کی کہ یمن کے مایل نے اُس پر ظلم کیا اور وہ رات کو نماز (یعنی نفلیں) پڑھا کرتا تھا تو ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ تیرے باپ کی قسم تیری رات چور کی رات جیسی نہیں ہے۔ پھر یہ واقعہ پیش آیا کہ اسماء بنت عیسٰی ابو بکرؓ کی بی بی صاحبہ کا زیور چوری ہو گیا جس کو اُنھوں نے تلاش کیا تو یہ شخص اُن کے ساتھ پھرتا رہا اور یہ بھی کہتا رہا کہ یا اللہ! آپ پکڑیں شخص کو جس نے اس نیک گھر والوں پر چھاپہ مارا۔ اس کے بعد لوگوں نے اس زیور کو ایک ستار کے پاس پایا جس نے یہ بیان دیا کہ وہ ہاتھ پاؤں کاٹا ہوا اُس کو دے گیا ہے، پھر اُس ہاتھ پاؤں کٹنے نے اقرار کر لیا یا اس پر شہادت گزر گئی تو اس کے باپ سے ابو بکرؓ نے حکم دیا پھر اس کا بائیں ہاتھ کاٹا گیا۔ اور ابو بکرؓ نے فرمایا کہ واللہ اُس کا اپنے نفس پر بددعا کرنا کہ ابھی پکڑ اس شخص کو واللہ

ذَا سَرَقَ اَوَّلًا قُطِعَتْ يَدُهُ لَيْمِنًا فَاِنْ سَرَقَ ثَانِيًا قُطِعَتْ رِجْلُهُ الْيُسْرَىٰ بَارِخْتَلَفَ شَدِيدًا وَرَأَىٰ أَنَّهُ جَوْنٌ ثَالِثًا سَرَقَهُ كَنْدٌ فَجَبَّحَ بِدَايِدِهِ اِمَامُ مَالِكٍ وَالْاِمَامُ شَا فَعَيَّرَ فَيُطْعَمُ يَدُهُ الْيُسْرَىٰ اِخْتِيَارًا كَرِهَهُ اَنْدَثَمَ اِنْ سَرَقَ قُطِعَتْ رِجْلُهُ لَيْمِنًا وَالْاِمَامُ اَبُو حَنِيفَةَ كَفَّتْهُ يُعْزَرُ وَيُجْبَسُ وَلَا قَطْعٌ عَلَيْهِ اِذَا سَرَقَ بَعْدَ قَطْعِ الْيَدِ الْيُمْنَىٰ وَالرَّجْلِ الْيُسْرَىٰ فَاَخَذَ اِمَامُ مَالِكٍ وَشَا فَعَيَّرَ حَدِيثَهُ اِسْتَدْرَكَ هَرْدُو دَرَكْتِيبَ خُودِ رَوَايَتِ كَرْدَهُ اَنْدَ وَبَرَانِ اَعْتَمَادِ مَمْنُودِهِ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيهِ اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ اَقْلَعَ اَلْيَدَ وَالرَّجْلَ قَدِيمَ فَنَزَلَ عَلَى اَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ فَكَلَّمَ اِلَيْهِ اِنَّ عَامِلَ الْيَمَنِ ظَلَمَهُ وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَيَقُولُ اَبُو بَكْرٍ وَابْنُكَ مَالِكٌ بَلِيلُ سَارِقٍ ثُمَّ اَنَّهُمْ اِفْتَقَدُوا حَلِيًّا لَاسْمَاءَ بِنْتِ عَيْسَى اِمْرَاةَ اَبِي بَكْرٍ فَجَعَلَ يَطْلُفُ مَعَهُمْ وَيَقُولُ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بَيْتُ بَنِي اَبِي هَذِهِ الْبَيْتِ الصَّالِحُ فَوَجَدُوهُ اَلْمَتْلَىٰ عِنْدَ مَصَالِحِ رَجَمَ اِنَّ الْاَقْلَعَ جَاهِدَ بِهِ فَاَعْتَرَفَ الْاَقْلَعَ اَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ فَاَمَرَ بِهِ اَبُو بَكْرٍ فَقُطِعَتْ يَدُهُ الْيُسْرَىٰ وَقَالَ اَبُو بَكْرٍ وَاللّٰهُ لِدَعَاوِهِ عَلَىٰ نَفْسِهِ

اشد عندی علیہ من سرقته و سابق تحو
یافت کہ صدیق اکبر نہ حد شارپ خمر را
بیکھل ضربہ معین ساخت و علیہ الشافعی
قال الاربعون الاخری تغزیر یجوز
نقلہ و یجوز ترکہ قال البغوی رحمہ اللہ
اختلفوا فی التفصیل علی السابغۃ و نسب
عند قسمۃ الفی فذہب ابو بکر الی التسوۃ
بین الناس و اولی الفضل بالسابقۃ حتی
قال لہ عمر اتجعل الذین جاہدوا فی
اللہ باموالہم و انفسہم و صاجروا
دیارہم کمین دخل فی الاسلام کرہ
فقال ابو بکر انما عملوا للہ و انما
اجورہم علی اللہ و انما الدنیا بلاغ
وکان عمر یفعل علی سابقۃ و النسب بئذ
ضعیف گوید کہ این اختلاف در حکم شرعی
نیست بلکہ در زمان حضرت صدیق رض کثرۃ فی
کحل تفصیل سابقۃ و نسب باشد حاصل نشد لاچار
منظور نظر صدیق اکبر ایہا ابن نفوس شد با قتل
انچہ و ہر کفار ایشان تو اند بود و در عہد
فاروق اعظم رض فی بکثرت جمع شدہ
و از قدر کفایت بیشتر حاصل گشت پس
تفصیل اہل سوابق را گنجایش بہم
رسید عن میمون بن ہرمان
قال کان ابو بکر اذا اراد
ان یبعث بعث

بکثرت ۱۲

میرے نزدیک اس شخص کے حق میں زیادہ سخت ہے اُس کے چوری
کرنے سے (اس لئے کہ اگر وہ خدا کو عالم الغیب اور قادر مطلق سمجھتا
تو یہ کلمات نہ کہتا) اور پہلے لکھا جا چکا ہے کہ صدیق اکبر نے شارب
خمر کی چالیش ضربیں مقرر کر دی تھیں اور اسی پر شافعیؒ کا
قول ہے کہ دوسری (درتیبہ کی) چالیش ضرب (حد نہیں بلکہ تغزیر
یعنی سزا) ہے جس کا فعل بھی جائز ہے اور ترک بھی جائز۔ بغوی
رحمہ اللہ نے کہا کہ اس بابے میں انہوں نے اختلاف کیا کہ اسلام
پر سبقت کرنے اور نسب کی بنا پر مال غنیمت کی تقسیم میں فضیلت
(ترجیح) دی جاتے۔ تو ابو بکرؓ عام لوگوں کے اسلام پر سبقت
کی بنا پر جو صاحب فضیلت تھے ان کے درمیان برابری قائم
رکھنے کی طرف گئے۔ یہاں تک کہ اُن سے عمرؓ نے کہا کہ کیا آپ اُن
لوگوں کو جنہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے اموال سے اور
اپنی جانوں سے اور اپنے شہروں کو چھوڑا اُن کے برابر کر رہے ہو
جو اسلام میں کراہت کے ساتھ داخل ہوئے؟ تو ابو بکرؓ نے کہا کہ
انہوں نے جو کچھ عمل کئے اللہ کے لئے کئے اور اُن کے اجر اللہ پر ہیں۔
اور دنیا تو گزشتنی (حقیر چیز) ہے۔ اور عمرؓ (اپنے زمانہ میں) احوال
سابقہ اور نسب پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ بندہ ضعیف کہتا ہے کہ
یہ اختلاف حکم شرعی میں نہیں ہے بلکہ حضرت صدیقؓ کے زمانہ
میں مال غنیمت کی کثرت جو عنادات سابقہ و نسب کا محل ہے حاصل
ہی نہ ہوتی تھی اس مجبوری کی وجہ سے صدیق اکبرؓ کی نظر ان
نفوس کے (کسی نہ کسی طرح) زندگی قائم رکھنے پر رہی کہ کم سے کم
گزارے کی صورت میسر ہو سکے اور فاروق اعظمؓ کے عہد میں
اموال غنیمت بکثرت جمع ہوئے اور قدر کفایت سے زیادہ حاصل
ہوا تو اہل سوابق کی تفصیل کے لئے گنجائش نکل آتی۔ مروی ہے
میسون بن ہرمان سے کہ ابو بکرؓ جب کہیں لشکر بھیجنے کا ارادہ کرتے

نہایت الناس فاذا اكل من اليدۃ کایرید بہتر ہم
بماکان عندولم تکن الا عظیمۃ فرشت علی عند
اخر جہاں ابی شیبہ باز در آخر ایام آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم فتنہ ردت نمود اگر دید و بعد از وفات
وے صلی اللہ علیہ وسلم این فتنہ استحکام یافت از اہل
مسیلہ کذاب دعوی نبوت کرد و فوجے عظیم از
اہل پیامد و اہل نجد با خود جمع نمود حضرت صدیق
مسلمین را بر اسی قتال آنجا ہمہ بنو خالد بن ولید
را امیر ساخت چون تلافی فتنین واقع شد اول
مسلمانان ہزیمت افتاد تا نیا بسی جمعہ از بنو
صحابہ مانند ثابت بن قیس و زید بن الخطاب برادر
فاروق اعظم و ہر ابن مالک فتح اسلام میسر
شد و این عزیزان شریعت شہادت چشیدہ رضوا
اللہ علیہم و مسیلہ بدو ضرر بیوست و جامعہ او
متفرق گشت و آن یکے از فوج عظیم اسلام بود گویا
فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در باب خالد سیف
من سیوف اللہ تمہید و توطیہ میں فتح بودہ است و
از انجملہ بنو عبد القیس جمعہ از ناحیہ بحرین بشرف
اسلام مشرف شدہ بودند و قدم را سخن پیدا کردہ
درین ایام بنو بکر بامندربن ساوی در ساختہ
قصد آن مسلمانان نمودند ایشان این ماجرا
را بعرض صدیق اکبر رسانیدند و وے رضی
اللہ عنہ جامعہ از مسلمین را بر جہاد دعوت
فرمود و بسر کردگی علاء بن الحضرمی ایشان را
بحرب بنو بکر روان نمود

تو لوگوں کو طلب کرتے تھے تو جب وہ شمار پوری ہو جاتی جس کا وہ
ارادہ رکھتے ہوتے تو ان کے لئے اتنا سامان کر دیتے جو ان کے پاس
ہوتا اور ان کے عہد میں و ظائف مقرر نہیں کئے گئے تھے، اس کو
روایت کیا ابن ابی شیبہ نے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے آخری ایام میں مرتد ہونے کا فتنہ نمودار ہوا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ فتنہ مستحکم ہو گیا۔ ان میں
سے ایک فتنہ یہ تھا کہ مسیلہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یما
اور نجد والوں کی ایک عظیم فوج اپنے پاس جمع کر لی۔ حضرت
صدیق نے مسلمانوں کو اس جماعت کے ساتھ قتال کے لئے بلایا
اور خالد بن ولید کو امیر بنایا۔ جب دونوں جماعتوں میں ٹکرائ
ہوئی تو اول مسلمانوں پر ہزیمت واقع ہوئی۔ اس کے بعد بزرگ
صحابہ کی ایک جماعت کی کوشش سے جیسے ثابت بن قیس اور
زید بن الخطاب فاروق اعظم کے بھائی اور ہر ابن مالک رضی
اللہ عنہم تھے فتح اسلام کی ہوئی اور ان عزیزوں نے شریعت
شہادت پیا اور مسیلہ جہنم رسید ہوا اور اس کی جماعت
متفرق ہو گئی اور یہ اسلام کی ایک بڑی عظیم الشان فتح ہوئی۔
گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد خالد کے بارے میں کہ
وہ ایک تلوار ہے اللہ کی تلواروں میں سے تمہید اور اطلاق اسی
فتح کی ہوئی ہے۔ اور ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ بنو عبد
القیس اور بحرین کے نواحی کی ایک جماعت مشرف باسلام ہوئی تھی اور
ان میں بچنگی پیدا ہو گئی تھی، ان ایام میں بنو بکر نے منذر بن سادی
کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے ان مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا
انہوں نے یہ ماجرا صدیق اکبر کی خدمت میں پہنچایا اور آپ
نے مسلمانوں کی جماعت کو جہاد کے لئے دعوت دی اور علاء
ابن الحضرمی کی سرکردگی میں ان کو بنو بکر سے جنگ کے لئے روانہ کیا

اور علامہ ابن الحضری کی راستہ میں ایک کھلی ہوئی کرامت ظاہر ہوئی اور وہ اُن کی دعا کی مقبولیت تھی ایک پانی کے ظہور کی صورت میں کہ جس (تمام لشکر) اپنی پیاس بجھالے۔ اس کا آخر انجام یہ ہوا کہ اُنھوں نے بکفار پر شیخون مارا اور ایک فتح عظیم نمایاں ہوئی اور وہاں سے جزیرہ دارین کی طرف دو شام کا ایک موضع ہے (کو چھ گیا۔ اس دوران میں ان کی دوسری کرامت نمودار ہوئی اور وہ بھی اُن کی دعا کی مقبولیت تھی پانی کے کم ہو جانے کی صورت میں یہاں تک کہ اُونٹوں کے پورے کھر بھی پانی میں نہیں ڈوبے۔ حالانکہ دریا چڑھا پڑھا تھا یہاں بھی ایک عظیم فتح میسر ہوئی۔ پھر یہاں سے مُنذر بن سادی کی طرف متوجہ ہوئے اور نمایاں غلبہ حاصل ہوا۔ اور استیعاب میں ہے کہ کہا جاتا تھا کہ علامہ ابن الحضری مستجاب الدعوات تھے اور وہ دریا میں گھس گئے کچھ کلمات پڑھ کر اور اُن کے ساتھ دعا کر کے اور یہ بات اُن کی نسبت مشہور ہے۔ اس موقع پر یہ راز ظاہر دنیا ہو گیا کہ صدیق اکبر نے اس وجہ سے علامہ ابن الحضری کو سردار لشکر بنایا تھا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ اہل عمان و تہرہ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام لائے تھے اس زمانہ میں مُرتد ہو گئے۔ اور جب فرار ہوئے کہ اُن شہروں کی حکومت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان سے متعلق تھی اس جماعت کے مُرتد ہو جانے کا تقہ صدیق اکبر کی خدمت میں پہنچایا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جہاد کے لئے جمع کیا اور حذیفہ بن محسن حمیری کو عمان پر حکومت کے لئے اور عرقہ بارتی کو تہرہ پر حکومت کے لئے آپ نے متین فرمایا اور عرقہ کو جو کہ یمامہ کی فتح سے ابھی تک نہیں لوٹے تھے ان کی کمک کے لئے مامور کیا۔ دونوں جماعتوں کی مل جلنے کے بعد

و علامہ الحضری را در راه کرامتی بابرہ ظاہر شد و آن استجابیت دعا۔ او بود بظہور آب کے دفع غلش نماید آخر ہاشخون بر کفار زدند و فتح عظیم نمایاں گشت و از انجام جزیرہ دارین نصیبت نمود و درین اثنا کرامتے دیگر نمودار شد و آن نیز استجابیت دعا او بود در نقص آب تا آنکہ اخفاف اہل تمام در آب غرق نشد اینجا نیز فتح عظیم بر روی کا آمد و از اینجا بطرف منذر بن سادی متوجہ شد غلبہ نمایان بدست آوردند و فی الاستیعاب کان یقال ان العلامہ ابن الحضری کان یجاب الدعوات و انه خاص البحر بکلمات قاہا و دعا بہا و ذلک مشہور عنہ و درینجا سر تقدیم صدیق اکبر علامہ ابن حضری را ظاہر د نمایان گردید و از انجمله آنکہ اہل عمان و تہرہ کہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان شدہ بودند درین محکام مرتد گشتند و جبیر و عبد کہ حکومت آن دیار بامر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعلق بایشان داشت قہر ارتداد آن طائفہ بعرض صدیق اکبر رسانیدند و وی رضی اللہ عنہ مسلمین را برائے جہاد جمع کرد حذیفہ بن محسن حمیری را برائے ریاست عمان و عرقہ بارتی را بریاست تہرہ مقرر فرمود و عرقہ را کہ از فتح یمامہ ہنوز مراجعت نہ کردہ بود بکمک ایشان مامور ساخت بعد تلاقی قہتین

جنگ عظیم واقع ہونے لگا اور کفار پر نمایاں شکست واقع ہوئی۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ قبیلہ کنذہ اور اطراف حضرموت و یمن کے رہنے والے ہجرت کے آخری برسوں میں شرف اسلام سے مشرف ہوئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اُمراء کا تقرر بھی فرمادیا تھا اس زمانہ میں یہ لوگ بھی مرتد ہو گئے اور اُمراء مسلمین نے پہاڑوں میں قلعہ بند ہو کر تمام ماجرا حضرت صدیق اکبرؓ کے حضور میں پہنچایا۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے قتال کے لئے مسلمانوں کو دعوت دی اور ایک لشکر زیادؓ کی سرکردگی میں اُس جماعت کی طرف بھیجا۔ مسلمان بہت کشت و خون کے بعد عکرمہ بن ابی جہل کی ملک سے کامران، فتحمد اور مظفر واپس ہوئے۔ اور اشعث بن قیس کو جو کہ مرتدین کے رؤساء میں سے تھا زنجیر میں جکڑ کر اور ہاتھ باندھ کر حضرت صدیقؓ کے حضور میں بھیجا۔ صدیق اکبرؓ نے جب اشعث کی سچائی اور اس کی دلاوری و سپہ سالاری کا ملاحظہ فرمایا تو اس کو رہا کر دیا اور اپنی بہن اُمّ فروہ کو اُس کے نکاح میں دیدیا۔ انجاکا کہ حضرت صدیقؓ کی فراست نے اپنا کام کیا کہ عراق کے مجاہدات میں اس شخص کے نمایاں کارنامے ظاہر ہوئے۔ استیعاب میں ہے روایت کیا گیا ہے اشعثؓ سے کہ وہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیلہ کنذہ کے تین سو سواروں کے ساتھ پھر ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آیا رسول اللہ ہم آکل المرار کے بیٹے ہیں اور آپ بھی آکل المرار کے بیٹے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا اور کہا کہ ہم

عہ قرآن مجیم ایک کڑوا درخت ہے جب اس میں سے اونٹ کھاتا ہے تو اُسکے ہونٹ سکڑ جاتے اور دانت کھل جاتے ہیں۔ اس مناسبت سے ایسے شخص کو جسکے دانت کھلے ہوئے رہیں آکل المرار کہا گیا۔ اس مناسبت سے مجھ کو جو مشہور شاعر امر القیس کا پردادا تھا آکل المرار کہا جاتا تھا جو کنذہ کی اولاد میں سے اور ان لوگوں کے اجداد میں سے تھے۔ ان میں سے کوئی عورت آنحضرتؐ کے اجداد میں سے کسی کی بیوی تھیں اسلئے انھوں نے بھی آپؐ کو ابن آکل المرار کہہ دیا جس کا آپؐ نے جواب دیا ۱۴ اشتیاق احمد

بنو النضر بن کنانہ کی اولاد ہیں ہم اپنی ماں کا اتباع نہیں کرتے اور اپنے باپ سے جدا نہیں ہوتے۔ اور اسی میں یہ بھی ہے کہ یہ شخص جاہلیت میں رئیس تھا کندہ میں اس کی اطاعت کی جاتی تھی اور اسلام میں بھی اپنی قوم میں وجہ رہے۔ مگر یہ ان لوگوں میں سے تھا جو اسلام سے مُرتد ہو گئے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد۔ پھر مراجعت کی اسلام کی طرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت (کے زمانہ) میں اور آپ کے پاس قیدی بنا کر لایا گیا۔ اسلم مولیٰ عمر بن الخطاب کا قول ہے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں اشعث بن قیس کی طرف جب کہ وہ لوہے (کی زنجیروں) میں بند صاہوتا تھا اور وہ فعلتُ وفعلتُ کہہ رہا تھا یعنی میں نے ایسا کام کیا اور یہ بھی کیا، یہاں تک کہ آخر کلام میں میں نے اشعث سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ آپ مجھ کو باقی رکھتے اپنی جنگ کے لئے اور اپنی بہن کا مجھ سے نکاح کر دیجئے تو ابو بکر نے ایسا کیا۔ ابو عمر نے کہا کہ ابو بکر صدیقؓ کی بہن جن کا نکاح انھوں نے اشعث بن قیس سے کیا تھا اُمّ فروہ بنت ابی قحافہ تھیں اور یہ والدہ ہیں محمد بن الاشعث کی۔ پھر جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو اشعث سعد بن ابی وقاص کے ساتھ نکلے اور قادیسیہ اور مدائن اور جلولاء اور نہاوند کی جنگوں میں شریک رہے اور کوفہ میں ایک مکان بنایا اور اس میں رہنے لگے۔ الغرض اللہ تعالیٰ کی مدد سے خلافت صدیق اکبرؓ کے پہلے سال کے آخر میں اسلام پہلی حالت پر واپس آیا اور فتنہ ارتداد مٹ گیا۔ اور دوسرے سال میں ثنی بن حارثہ شیبانی کو جو کہ پچھلے کینوں کی بنا پر عجم کے بادشاہوں کے ساتھ جنگ میں الجھ رہا تھا حضرت صدیقؓ نے ہمت افزائی کے طور پر خلعت اور جھنڈے سے مرفرازی بخشے ہوتے عجم کے ساتھ جنگ پر مامور کیا۔ یہاں پر ملک داری کی حکمت عملی کار فرما ہوئی اور آپ کی تدبیر کا اثر نظر پڑ گیا۔

بنو النضر بن کنانہ لا یغفروا اثمنا ولا یفتننا من اینا
وفیه ایضا کان فی الجاہلیۃ رئیساً مطاعاً فی
رکذۃ وکان فی الاسلام وجیہاً فی قومہ الا
ان کان ممن ارتد عن الاسلام بعد البقی صلی
اللہ علیہ وسلم ثم راجع الاسلام فی خلافتہ
ابی بکر الصدیق وارتی بہ ابو بکر اسیر اقال اسلم
مولی عمر بن الخطاب کاتی انظر الی الاشعث
ابن قیس و ہو فی الحدید و ہو یقول فعلت
وفعلت حتی کان آخر ذلک سمعت الاشعث
یقول استعینی لحر یک وزوجنی اُختک ففعل
ابو بکر قال ابو عمر اخت ابی بکر الصدیق التے
زوجہا من الاشعث بن قیس ہی اُم فروہ بنت
ابی قحافہ وہی اُم محمد بن الاشعث فلما اختلف
عمر خرج الاشعث مع سعد بن ابی وقاص
العراق فشد القادیسیۃ والمدائن و جلولاء و نہاوند
واختلج بالکوفۃ داراً فی رکنۃ و نزہا بالجمہ
بتائید الہی آخر سال اول از خلافت صدیق اکبرؓ
اسلام بطور اول رجوع کرد و فتنہ ارتداد
فروخت و سال دوم ثنی بن حارثہ شیبانی
را کہ بمقتضیٰ کینہ سابقہ بالموک عجم بجنگ
آویختہ بود حضرت صدیقؓ استقامت
نمودہ بخلعت و جھنڈے سے مرفرازی بخشے
عجم مامور ساخت آینجا صنعت ملک
داری را کار فرما شد و تدبیر
او بر نشانہ رسید

پھر جب کہ عجم (یعنی ملوک فارس) انتقام کے پیچھے پڑے اور شہنشاہ فوج میدان میں لے آئے تو آپؐ نے خالد بن الولیدؓ کو شہنشاہ کی ملک کے لئے بھیجا اور شہنشاہ کو خالدؓ کے انتہائی درجہ احترام کا حکم بھیجا اور یہ یعنی مملکت کے قدیم کارگزاروں کی عزت افزائی خلفاءؓ کا دستور العمل ہے۔ استیعاب میں ہے کہ شہنشاہ بن حارثہ کا اسلام لانا اور ان کا اپنی قوم کے وفد کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا سن لو ہجری میں ہوا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سن دس میں۔ اور عمر بن شیبہؓ نے اپنے شیوخ کی روایت سے ذکر کیا کہ شہنشاہ بن حارثہ اہل فارس کے علاقوں پر حملے کرتے رہتے تھے یہ اطلاعات ابو بکرؓ کو اور عام مسلمانوں تک پہنچیں اور عمرؓ نے کہا کہ یہ ایسا شخص ہے کہ جسکے کارنامے ہمارے پاس اس کے نسب کی دریافت سے پہلے پہنچ رہے ہیں، اس پر ان سے قیس بن عاصمؓ نے کہا کہ سنیے وہ غیر معروف اور مجہول النسب نہیں اور قلیل تعداد والا اور نہ گریے ہوئے خاندان کا فرد ہے وہ شہنشاہ بن حارثہ شیبانی ہے۔ پھر شہنشاہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ! مجھے میری قوم کے پاس بھیجئے کہ ان میں (جذبہ) اسلام (پورا) ہے تاکہ میں ان کو ساتھ لے کر اہل فارس سے لڑوں اور میں اپنے قرب و جوار کے دشمنوں پر اچانک چھا پہ مار دوں۔ تو ابو بکرؓ نے ایسا ہی کیا اس کے بعد شہنشاہ عراق آگئے اور انھوں نے اہل فارس پر قتال اور لوٹ مار کی اور فارس کے دور کے علاقوں پر بھی پورے ایک سال تک۔ پھر انھوں نے اپنے بھائی مسعود بن حارثہ کو ابو بکرؓ کے پاس بھیجا کہ وہ ان سے مدد کی درخواست کرے اور کہے کہ اگر آپؐ نے ہماری مدد کی اور اس کو عرب بنے سن لیا تو

باز چون عجم در صدد انتقام آمدند و فوج بیرون از حساب گرد آوردند خالد بن الولید را بجنگ مثنیٰ فرستاد و مثنیٰ را با احترام قصہ الغایت خالد امر فرمود و این دستور العمل خلفاء است در توقیر قدامت دولت فی الاستیعاب المثنیٰ بن حارثہ الشیبانی کان اسلامہ و قدومہ فی وفد قومہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سنۃ تسع و قد قیل سنۃ عشر تو ذکر عمر بن شیبہ عن شیوخہ من اہل الاخبار ان المثنیٰ بن حارثہ کان یغیر علی اہل فارس بالسواد فبلغ ابابکر و المسلمین خبرہ و قال عمر ہذا الذی یأتینا و قالعہ قبل معرفۃ نسبہ فقال لاقیس بن عاصم اما انتہ غیر خاں الذکر ولا مجہول النسب ولا قلیل العدد ولا ذیل العمارۃ ذلک مثنیٰ بن حارثہ الشیبانی ثم ان المثنیٰ قدیم علی ابی بکر فقال یا خلیفۃ رسول اللہ ابغض علی قومی فان فیہم اسلاما اقاتل بہم اہل فارس و انتک اہل ناصیۃ من العدد و فعل ذلک ابو بکر فقوم المثنیٰ العراق فقاتل و غار علی اہل فارس و نواصی السواد حولا مجرما ثم بعث اناہ مسعود بن حارثہ الی ابی بکر یرآل المدد و یقول ان المدد سنۃ و سمعت بذلک العرب

وہ میرے پاس جلد پہنچ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو ذلیل کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ اے خلیفہ رسول اللہ! میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ مجھی لوگ ہم سے خوف زدہ ہو گئے ہیں اور ہم سے بچنے لگے ہیں تو ان سے عمر بن نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ! خالد بن الولید کو مثنیٰ بن حارثہ کی مدد کے لئے بھیجتے تاکہ وہ اہل شام سے قریب رہے، پھر جب اہل شام کو ان کی ضرورت نہ رہے تو وہ اہل عراق کی طرف بڑھ جائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ وہاں اپنا جھنڈا قائم کرے۔ تو یہ ہے وہ بات جس نے ابوبکرؓ کو اس پر ابھارا تھا کہ خالد ابن الولید کو عراق کی طرف بھیجیں۔ مروی ہے ابو جابر عطار دی سے کہا کہ ابوبکر صدیقؓ نے مثنیٰ ابن حارثہ کو لکھا کہ میں نے خالد ابن الولید کو والی بنا دیا ہے اس لئے تم ان کے ساتھ رہو اور مثنیٰ سواد کو ذی میں تھے تو خالد کی طرف چل پڑے اور ان سے بناج میں آکر ملے اور ان کے ہمراہ بصرہ آئے اور طویل قصبہ ذکر کیا۔ جس کا آخری ہے کہ عظیم فتوحات میسر ہوئیں۔ اس کے بعد صدیق اکبرؓ کے دل میں شام و روم کی فتح کا داعیہ پیدا ہوا تو آپؐ نے صحابہؓ کے مجمع میں ایک مبلغ خطبہ پڑھا اور لوگوں کو کفار کے ساتھ جہاد پر ترغیب دے کر حکم دیا کہ روم سے جنگ کے لئے تیاری کریں۔ اس کے بعد آپؐ نے چار امیروں کا تقرر فرمایا اور ہر ایک کو ایک علاقہ کی امارت پر نامزد کیا۔ عمرو بن العاص کو ابلہ کی راہ سے فلسطین روانہ کیا اور ابو عبیدہ کو حمص اور یزید بن ابی سفیان کو دمشق اور شرجیل بن حسنہ کو اردن میں، اور حکم دیا کہ جب سب ایک جگہ جمع ہو جائیں تو پورے لشکر کی امارت کا تلقین ابو عبیدہؓ سے ہے گا اور اگر متفرق ہو جائیں تو ہر ایک اپنی قوم کا امیر ہو گا اور اس علاقہ کا امیر رہے گا جس کے لئے اس کا تقرر کیا گیا ہے۔ اور ان ایام میں ایک روشن کرامت کا ظہور ہوا کہ

اسمعو الی واذل الله المشركين مع انی اخرک یا خلیفہ رسول اللہ ان الاما جم تخافنا و تتقینا فقال لہ عمر یا خلیفہ رسول اللہ البعث خالد ابن الولید مدداً للثنی بن حارثہ یکون قریباً من اہل الشام فان استغنی عنہ اہل الشام انحر علی اہل العراق حتی یقیم اللہ علمہ فہو الذی اخرج ابابکر علی ان یبحث خالد بن الولید فکمن موعہ فکان المثنی بسواد الکوفۃ فخرج الی خالد فقتلہ بالنباح و قدّم مع البصرہ و ذکر قصبہ طویلۃ آخر ہا فتوح عظیم میسر شد بعد ازان صدیق اکبرؓ را داعیہ فتح شام و روم بخاطر اقتادہ در مجمع صحابہؓ خطبہ بلیغہ فرخاد و مردم را بر جہاد کفار ترغیب فرمود و امر نمود کہ بجہت حرب روم ساختگی نمایند پس چہار امیر را معین کرد و انید و ہر یکے را بامارت ناحیہ نامزد ساخت عمرو بن العاص را از راہ ابلہ بفلسطین راہی کرد و ابو عبیدہ را بحمص و یزید بن ابی سفیان را دمشق و شرجیل بن حسنہ را اردن و حکم کرد کہ چون ہمہ یکجا جمع شوند امارت تمامی لشکر تلقین بابو عبیدہ داشتہ باشد و اگر متفرق شوند ہر یکے امیر قوم خود باشد و امیر آن ناحیہ کہ براتے او معین گشتہ است در آن ایام کرامتے باہرہ ظاہر شد

و بسبب گفتن لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قصیر قیصر
در جنبش آمد باز چون ہر قل بحارۂ مسلمین آباد
شد و فوج بیشمار فراہم آورد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
خالد بن ولید کو ایک مکتوب تحریر فرمایا کہ عراق کی ہم نشینی بن
حارثہ کو سپرد کر کے خود شام کی طرف روانہ ہو جائیں اور وہ
وہاں امیر الأمراء ہوں گے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دمشق اور
یرموک کی فتح ان کے ہاتھ پر واقع ہوئی اور قیصر کو شکست
ہوتی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فراست نے خالد بن ولید کو منصب
امیر الامراتی کے سپرد کرنے میں (اتنا بڑا مناسب کام کیا کہ گویا)
تیر نشانہ پر مار دیا۔ مورخین دمشق اور یرموک کی فتح کی دوسری
مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تقریر کر رہے ہیں۔ (دو
اقوال کو) جمع کرنے کی صورت یہ ہے کہ یہ فتوح کمر واقع ہوئی
ہیں واللہ اعلم۔ ایک جماعت جو بات کی تہ تک نہیں پہنچی اس
موقع پر اس میں تردد کرتی ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ
کو (امیر الامراتی سے) کیوں معزول فرمایا اور خالد بن ولید کو کیوں امیر
الامراء بنایا اور فاروق اعظم نے معاملہ اس کے برعکس کیوں کیا؟
بندۂ ضعیف کہتا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی فراست سے
معلوم کر لیا کہ بعض فتوح خالد بن ولید کے ہاتھ پر ہوں گی اور حضرت
فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی فراست سے معلوم کر لیا کہ دوسری فتوح
ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے میسر ہوں گی۔ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ
مکانے وارد۔ الغرض اس طرف سے تو مثنیٰ بن حارثہ عجم پر حملہ
کر رہے تھے اور اس جانب سے ہر چار امراء خالد بن ولید کے ساتھ
مل کر قیصر کو شکستیں دے رہے تھے۔ روز بروز ایک نئی فتح
اور بے اندازہ غنیمت مسلمانوں کے حصہ میں آ رہی تھی یہاں تک کہ
ابو بکر رضی اللہ عنہ وارضاء کی وفات ہو گئی۔ اور آپ نے اپنی بیماری

و بسبب گفتن لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قصیر قیصر
در جنبش آمد باز چون ہر قل بحارۂ مسلمین آباد
شد و فوج بیشمار فراہم آورد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
خالد بن ولید کو ایک مکتوب تحریر فرمایا کہ عراق کی ہم نشینی بن
حارثہ کو سپرد کر کے خود شام کی طرف روانہ ہو جائیں اور وہ
وہاں امیر الأمراء ہوں گے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دمشق اور
یرموک کی فتح ان کے ہاتھ پر واقع ہوئی اور قیصر کو شکست
ہوتی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فراست نے خالد بن ولید کو منصب
امیر الامراتی کے سپرد کرنے میں (اتنا بڑا مناسب کام کیا کہ گویا)
تیر نشانہ پر مار دیا۔ مورخین دمشق اور یرموک کی فتح کی دوسری
مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تقریر کر رہے ہیں۔ (دو
اقوال کو) جمع کرنے کی صورت یہ ہے کہ یہ فتوح کمر واقع ہوئی
ہیں واللہ اعلم۔ ایک جماعت جو بات کی تہ تک نہیں پہنچی اس
موقع پر اس میں تردد کرتی ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ
کو (امیر الامراتی سے) کیوں معزول فرمایا اور خالد بن ولید کو کیوں امیر
الامراء بنایا اور فاروق اعظم نے معاملہ اس کے برعکس کیوں کیا؟
بندۂ ضعیف گوید کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بفراسیت خود
در یافت کہ بعض فتوح بر دست خالد خواهد بود و
حضرت فاروق رضی اللہ عنہ بفراسیت خود معلوم فرمود کہ
فتوح دیگر بر دست ابو عبیدہ میسر خواهد بود ہر
سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد باجمہل ازینجا
مثنیٰ بن حارثہ بر عجم تاختہ می آورد و از انجا
امراء اربعہ با خالد بن ولید بر قیصر ہزیمت نامی
ریختند روز بروز فتح تازہ و غنیمت بے اندازہ نصیب
مسلمانان میشد الا ان تو فی ابو بکر
الصدیق رضی اللہ عنہ وارضاء
و در حال مرض

حضرت فاروقؓ را بالغ تدبیر خلافت وصیت نمود از اجلہ تعین مثنیٰ بن حارثہ برائے جہاد عجم زیرا کہ بیعت بے در دل عجم مستقر شد بود حضرت فاروقؓ بآن ہمہ وصایا قیام فرمود آخر حال حضرت عثمانؓ را کہ در زبان خلافت صدیقؓ کاتب بے بود طلبید و فرمود بنویس نزد ما عہد ابوبکر بن ابی قحافۃ الی المسلمین انا بعد فانی قد استخلفت علیکم آئین سخن گفت و بیہوش شد پس عثمانؓ آنچہ ابوبکرؓ گفتہ بود بقلم آورد و از پیش خود نوشت کہ عمر بن الخطاب چہ از ابوبکرؓ قبل ازین این معنی را معلوم کردہ بود بعد از انکہ ابوبکرؓ از بیہوشی بافاقت آمد با عثمانؓ گفت چہ نوشتہ عثمانؓ آنچہ نوشتہ بود بر دے خواند تا بد کہ عمر رسید کہ از پیش خود نوشتہ بود ابوبکرؓ گفت ای عثمانؓ خدا ترا از اسلام جزائے خیر دہد انماہ فرمود بنویس فاسمعو الہ واطیعوا فان عدل فذلک ظننی وعلی فیه وإن جار فذلک امری بالکتاب والخیر أردت ولا أعلم الغیب وسيعلمون الذين ظلموا اى متقلب يتقلبون والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد ازان ابوبکر صدیقؓ دستہا تی خود برداشت و گفت خدایا ویرا خلیفہ ساختم بر مسلمانان و درین امر نحو استم جز صلاح حال ایشان

کی حالت میں حضرت فاروقؓ کو امور خلافت کے انصرام کے بارے میں بلغ و صیتیں فرمائیں۔ اُن میں سے ایک ہے مثنیٰ بن حارثہ کا تعین عجم کے جہاد کے لئے کیونکہ اُن کا رعب عجم کے دل میں بیٹھ چکا تھا۔ حضرت فاروقؓ نے ان تمام وصیتوں پر عمل کیا۔ آخر حال میں حضرت عثمانؓ کو جو خلافت صدیقؓ کے زمانہ میں اُن کے کاتب تھے بلایا اور فرمایا کہ لکھو ہذا ما عہد الخ یعنی وہ ذمہ داری ہے جو ابوبکرؓ ابن ابی قحافہ مسلمانوں پر عائد کر رہا ہے اٹا بعد میں نے تم پر خلیفہ بنایا اتنی بات کرنے کے بعد بیہوش ہو گئے۔ تو عثمانؓ نے جو کچھ ابوبکرؓ نے فرمایا تھا لکھ لیا۔ اور اپنی طرف سے لکھا کہ عمر ابن الخطاب کیونکہ ابوبکرؓ کی طرف سے ان کو اس ارادے کا علم ہو گیا تھا۔ پھر اس کے بعد جب کہ ابوبکرؓ بے ہوشی سے افاقہ میں آئے تو آپؓ نے حضرت عثمانؓ سے پوچھا کہ تم نے کیا لکھا ہے؟ تو عثمانؓ نے جو کچھ لکھا تھا وہ آپؓ کو سنایا یہاں تک کہ عمرؓ کے نام پر پہنچے جو کہ خود ہی لکھ لیا تھا تو ابوبکرؓ نے کہا کہ اے عثمانؓ! خدا تم کو اسلام کی طرف سے جزاء خیر دے اور اس کے بعد فرمایا کہ لکھو فاسمعو الہ الخ یعنی ان کی بات سنو اور فرمانبرداری کرو پھر اگر انھوں نے عدل کیا تو میرا گمان اور میرا علم ان کے بارے میں یہی ہے اور اگر انھوں نے ظلم کیا تو ہر ایک شخص کے لئے اُس کے عمل کی پاداش ضروری ہے جو اُس سے سرزد ہو۔ اور صرف خیر ہی کامیں نے ارادہ کیا۔ اور غیب کو میں نہیں جانتا وسیعہ الذین الخ (اور جنھوں نے ظلم کیا وہ عنقریب جان لیں گے کہ کیسی جگہ ہے جہاں ان کو لوٹ کر جانا ہوگا) والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس کے بعد ابوبکر صدیقؓ نے اپنے ہاتھ اٹھا اور کہا کہ یا اللہ میں نے اس کو مسلمانوں پر خلیفہ بنایا اور اس کام میں بجز مسلمانوں کے حال کی بہتری کے میں نے اور کچھ نہیں چاہا

و علیٰ بجا آوردم کہ تو آلم بودی بآن واجتہاد نمود
و بہترین ایشان را برایشان والی ساختم و کار بہ
را بخدا مغض گردانیدم خدایا تو علام النبوی و سخاتم
درین قصہ حمایت عمر رضی اللہ عنہ و من از دنیا
میروم بجانب آخرت تو خلیفہ باش برایشان
زیرا کہ بندگان تو اند و والی ایشان را تو اصلاح
کن برائے ایشان یعنی عمر رضی اللہ عنہ و
ادرا از خلفائے راشدین گردان کہ متابعت کند
سیرت پیغمبر خود را صلے اللہ علیہ وسلم و سیرت
صالحانے کہ بعد از پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
بودہ اند و کار رعیت دے را بصلاح آر
پس فرمود تا عہد نامہ مہر کردند و بامرا جیوش
کہ در اطراف و جوانب بودند مثل این عہد نامہ
فوت و مہر کردند از ان عمر را طلبید و اورا اخبار کرد کہ
ترا بر اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم خلیفہ
ساختم عمر گفت یا خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم این
زحمت و الزم و دور دار کہ مرا بخلاف حاجت نیست صدیق
گفت اگر تر با آن حاجت نیست آن را بتو حاجت ہست
القصہ صدیق فاروق رضی اللہ عنہما در باب
حقوق اللہ و حقوق المسلمین وصیت ہائے
خوب و مواعظ و نصائح مرغوب فرمود و ختم
وصیت باین سخن کرد کہ اگر وصیت مرا نگاہداری
بیچ غلیبے پیش تو از موت دوست تر نہ
باشد و اگر وصیت مرا ضائع
سازی هیچ غائبے پیش تو

اور میں ایک ایسا عمل بجالایا ہوں جس کو آپ سب سے زیادہ جاننے
والے تھے اور میں نے پورا غور و خوض کیا اور مسلمانوں میں جو
سب سے بہتر دیکھا اُس کو اُن پر والی بنا دیا۔ اور سب کے کاموں
کو میں نے خدا کے سپرد کیا۔ خدا تو غیب کا بہت جاننے والا ہے
میں نے اس قصہ میں عمر (رضی اللہ عنہ) کی جانب داری نہیں
چاہی اور میں... دنیا سے آخرت کی طرف جا رہا ہوں آپ اُن کے
محافظ ہیتے کیونکہ وہ آپ کے بندے ہیں اور اُن کے والی یعنی
عمر (رضی اللہ عنہ) کی اُن کی بھلائی کے واسطے آپ اصلاح
(یعنی رہنمائی) فرماتے رہتے اور اُن کو خلفائے راشدین میں
سے بناتے کہ وہ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی پیروی
کریں اور اُن صالحین کی سیرت پر عمل پیرا ہوں جو پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کے بعد ہوں گے اور اُن کی رعیت کے کاموں کو سنوار
دیجئے۔ اس کے بعد آپ کے حکم سے اس دستاویز پر مہر لگائی گئی
اور امرا جیوش جو کہ اطراف و جوانب میں تھے اس دستاویز
کا مضمون لکھا اور مہر لگائی گئی۔ اس کے بعد آپ نے عمرؓ کو بلایا
اور اُن کو خبر دی کہ میں نے تم کو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم پر خلیفہ بنا دیا ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اس زحمت کو مجھ سے دُور رکھئے کہ مجھے خلافت
کی حاجت نہیں ہے۔ صدیقؓ نے فرمایا کہ اگر تمہیں اُس کی حاجت
نہیں ہے تو اُس کو تو تمہاری حاجت ہے۔ القصہ صدیقؓ نے
فاروقؓ کو حقوق اللہ اور حقوق المسلمین کے بارے میں بہت عمدہ
وصیتیں اور مواعظ اور اعلیٰ درجہ کی نصیحتیں فرمائیں۔ اور وصیت
کو اس کلام پر ختم کیا کہ اگر تم میری وصیت کی نگہداشت کر دو گے
تو کوئی غائب چیز تمہارے نزدیک موت سے عزیز تر نہ رہے گی۔
اور اگر تم نے میری وصیت کو ضائع کر دیا تو کوئی غائب چیز تمہارے نزدیک

از موت کردہ تر نبود و حالانکہ موت را عاجز نتوانی
 کرد مروی است از معقیب دوسی کہ گفت من وکیل
 خرج ابو بکر صدیق بودم چون مرض برو مستولی گشت
 نزدی و درآمد و سلام کردم بامراستخلاف مشغول بود
 چون فارغ گشت گفت ای معقیب تو مقصدی خرج
 مابودی میان من و تو معاملہ بر چه وجہ است گفت
 مرا بر تو بست و بیخ درہم ہست دآن را بر تو حلال
 کردم فرمود خاموش باش و زار و راہ آخرت من
 از دین ساز گفتم یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم گمان نمی برم این مجلس الاصحبت
 آخرین میان من و تو و در گریہ افتادم ابو بکر صدیق
 گفت یا معقیب گریہ کن و جزع منہای و طریق
 شکیبائی مسلوک دار کہ من امید دارم کہ بجای
 روم کہ مرا بہتر و باقی تر بود ازین خاکدان
 دنیا معقیب گوید انگاہ صدیق بر بریرہ را
 طلب کرد و بنزد عائشہ صدیقہ فرستاد
 تا بستان و بیخ درہم آورد و بہن داد ثبوت
 پیوستہ از عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
 کہ گفت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ در روز آخر مرض
 موت یہوش شد و من میگریستم و می گفتم
 عجب مرضی صعب بر پدر من طاری گشتہ دی چون
 بہوش می آمد و این سخن از من می شنید
 می گفت ای دختر ک من چنین نیست کہ
 تو میگوئی و لیکن جائت سکرۃ الموت
 بالحق ذلک ما کنت منہ تخیل

موت سے زیادہ کردہ نہ ہوگی در انحالیکہ موت کہ دکنے سے)
 تم عاجز نہیں کر سکتے۔ اور مروی ہے معقیب دوسی سے انھوں
 نے کہا کہ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خرج کا وکیل تھا۔ جب ان پر
 بیماری کا غلبہ ہوا تو میں ان کے پاس گیا اور ان کو سلام
 کیا۔ وہ خلیفہ بنانے کے کام میں مشغول تھے۔ جب فارغ ہو گئے
 تو بوائے معقیب ! تم ہمارے خرج کے منتظم رہے ہو، ہمارے اور
 تمھارے درمیان اب معاملہ کی کیا صورت ہے ؟ میں نے کہا کہ
 میرے آپ کے ذمہ پچیس درہم ہیں اور میں نے آپ کو معاف
 کر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ خاموش رہو اور میرا زاد آخرت قرض
 سے نہ بناؤ۔ میں نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 میں گمان نہیں کر رہا ہوں اس مجلس کے بارے میں گریہ کہ یہ
 صحبت آخری ہے میرے اور آپ کے درمیان، اور میں رو پڑا۔
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کہ اے معقیب رو تو نہیں، گھبراؤ نہیں،
 طریق صبر اختیار کرو کہ میں امیدوار ہوں کہ میں ایسی جگہ جا رہا ہوں
 جو میرے لئے اس خاکدان دنیا سے بہتر... اور باقی تر ہے۔
 معقیب کہتے ہیں کہ اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو طلب
 کیا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا وہ جا کر ان سے پچیس درہم
 لے آئی وہ مجھے دیدیتے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات ثابت
 ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مرض موت
 کے آمد دن میں بے ہوش ہو گئے اور میں رو رہی تھی اور یہ کہ
 رہی تھی کہ بڑا سخت مرض ہے جو میرے باپ پر آ پڑا ہے۔
 وہ جب ہوش میں آتے تھے اور یہ بات مجھ سے سنتے تھے
 تو کہتے تھے کہ اے میری بیٹی ! بات وہ نہیں ہے جو تو
 کہہ رہی ہے لیکن جائت سکرۃ الموت الخ (۱۹:۵۰) اور موت
 کی سختی یقیناً پیش آئے گی۔ یہی ہے جس سے تو جھگڑتا تھا

دپر سید کہ رسول خدا را صلے اللہ علیہ وسلم
در چند جامہ کفن کردند گفتم در سہ جامہ سفید
سُخو لے کہ در آن سہ جامہ پیراہن و عمامہ نبود
پس گفت چہ روز از دنیا نقل فرمود گفتم روز
دوشنبہ گفت امروز چہ روز است گفتم دوشنبہ
گفت امید دارم بخدای تعالی کہ موت من
میان امروز و امشب باشد پس در جائتہ کہ
در برداشت و بیمار دارے در انجامہ کردہ
بودند نظرے فرمود حالانکہ در آن جامہ اثر
از زعفران بود گفت این جامہ مرا بشویند و
بران دو جامہ دیگر زیادہ سازند و مرا در آن
کفن کنند گفتم این کہنہ است گفت ان
الحی احن بالجدید و المیت انا یصیر الی
البطل و الصید یس و صیت نمود ز وجہ خود را
اسمار بنت عمیس کہ دیرا غسل دہد و عبدالرحمن
وے را امداد و معاونت نماید و گفت نخواہم
کہ بیکس جز ایشان جسد برہنہ مرا بند شنبہ گام
از دنیا نقل کرد و بعد از غسل تجہیز و تکفین وے بقبر
وصیت کردہ بود بل آوردند عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ برو
نماز گزارد و در حجرۃ عائشہ برابر قبر حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قبر وی کنند و پسرش عبدالرحمن و
عمر بن الخطاب عثمان بن عفان و طلحہ در قبرے در آمدند ہم
در شب ویرا دفن کردند جزاء اللہ عن المسلمین حسن الجزاء

اور پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا
تھا۔ میں نے کہا کہ تین کپڑوں میں جو سفید سُخو لے تھے کہ ان تین کپڑوں
میں پیراہن اور عمامہ نہیں تھا۔ پھر پوچھا کہ کس دن دنیا سے انتقال
فرمایا تھا؟ میں نے کہا کہ پیر کے دن۔ پھر پوچھا کہ آج کیا دن ہے؟
میں نے کہا کہ پیر۔ فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے امید دار ہوں کہ میری
موت آج کے دن اور آج کی رات کے درمیان ہوگی۔ اس کے
بعد جو کپڑا اوڑھے ہوئے تھے اور بیماری کے زمانہ میں اُسی کپڑے کا
استعمال کیا تھا اُس پر نظر فرماتی اور حال یہ تھا کہ اس پر کچھ اثر
زعفران کا تھا۔ فرمایا کہ میرے اس کپڑے کو دھو لیں اور اسی پر
ڈھکڑے اور بڑھالیں اور میرا کفن ان میں کر دیں۔ میں نے کہا کہ
یہ پُرانا ہے۔ تو فرمایا کہ زندہ زیادہ مستحق ہے نئے کپڑے کا اور
مُردہ جسم گلنے اور پیپ بننے والا ہے۔ اس کے بعد اپنی زوجہ
اسمار بنت عمیس کے لئے وصیت کی کہ وہ اُن کو غسل دیں اور
عبدالرحمن اُن کی امداد اور اعانت کرے اور کہا کہ میں نہیں چاہتا
کہ ان کے سوا کوئی شخص میرے برہنہ جسم کو دیکھے۔ رات کے
وقت آپ دنیا سے رخصت ہوئے اور غسل کے بعد اُن کی تجہیز
و تکفین جس طرح آپ نے وصیت کی تھی اسی طرح کی گئی۔ عمر
ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُن پر نماز پڑھائی اور حجرۃ عائشہ رضی
میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے برابر
آپ کی قبر کھودی گئی اور آپ کے بیٹے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور عمر بن
ابن الخطاب اور عثمان بن عفان اور طلحہ رضی اللہ عنہم قبر میں اُترے اور
رات ہی میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی
طرف سے آپ کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔

عہ سُخو لے پیش کے ساتھ یمن کے ایک شہر کانام ہے جو بارہ باقی میں مشہور تھا۔ ایک دھو بی کانام ہے جو کپڑے دھونے میں مشہور تھا ۱۲

مناقب جلیلہ فاروق عظیم رضی اللہ عنہ وارضاه

اما اثر فاروق عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه

اُن میں سے ایک یہ ہے کہ قریش میں آپ ایک خاص مقام اور پوی و جاہت رکھتے تھے۔ استیعاب میں ہے کہ کہا زُبیر (بن بکّار) یعنی صاحب النّسب نے کہ عمر بن الخطاب قریش کے اشراف میں سے تھے۔ اور زمانہ جاہلیت میں گفت و شنید صلح (قومی نظم کے مطابق) ان سے متعلق تھی اور ایسا اُس وقت ہوتا تھا کہ جب قریش کے آپس میں لڑائی واقع ہو جاتی یا قریش اور غیر قریش میں جنگ ہو جاتی تو لوگ ان کو سفیر بنا کر بھیجتے اور کسی حکم کے سامنے مقدمہ پیش کرنے یا کسی فخر کرنے والے کے مقابلہ پر اپنا فخر بیان کرنے والے ہوتے تو ان کو مقدمہ پیش کرنے والے اور اپنا فخر جتانے والے کی حیثیت سے بھیجا کرتے تھے اور اُن سے خوش تھے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ تدبیر غیب اُن کو کینچ کر اسلام کی طرف لاتی (بقول بعض) عداگر خوشی سے نہ آتے تو اس کے بال بکود کھینچتے ہوتے لاؤ۔ آپ مُراد تھے مُرید نہ تھے، مُخلص تھے نہ مُخلص۔ دونوں مرتبوں میں بڑا بُد ہے۔ اُس راہ پر نہ آتے جب تک ان کو درود دیوار سے دھپکا را گیا اور خوانِ نعمت پر نہ پہنچے جب تک بار بار ہرزبان سے اُن کو نہ بلایا گیا۔ ایسے اسباب کی اُن کے لئے کثرت جو اُن کو اسلام کی جانب تقاضا کرنے والے تھے اسی جانب سے واقع ہوتی۔ حاملینِ علم میں سے ہر ایک نے اس باب میں ایک بات ذکر کی اور ایک بات چھوڑ دی۔ ہم یہاں چند روایات بطور استشہاد لکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ ربّ العزت میں دُعا کی باجین عمرؓ کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی کہ اے اللہ عمر بن الخطاب

پس از انجملہ آنست کہ قبل از اسلام در قریش نمکنے و جاہتی تمام داشت فی الاستیعاب قال الزُّبیر یعنی صاحب النّسب کان عمر بن الخطاب من اشراف قریش والیہ کانت السِّفارة فی الجاہلیۃ وذلک ان قریشاً کانت اذا وقتت بینہم حرب اوبینہم بین غیرہم بعثوہ سَیْفِراً و ان یخلفہم مُنَافِراً و فَاخِزہم مُنَافِراً بعثوہ مُنَافِراً و مُنَافِراً و رَضُوا بہ و از انجملہ

آنست کہ تدبیر غیب اور خواہی سنو اہی باسلام آورد ع اگر نیاید بخوشی موسی کشانش آرید مُراد بود نہ مُرید مُخلص بود نہ مُخلص شتان بین التثنین درین راہ نیامد تا آنکہ از درود دیوار ندایش نمودند و بر خوانِ نعمت نرسید تا آنکہ مکر بہر زبانش نخواستند و کثرت اسباب مقضیۃ اسلام او ازین جہت بودہ است حکمہ علم ہر یکے درین باب چیزے ذکر کردہ و چیزے فروگزاشتہ اینجا روایتے چند بر سبیل استشہاد بنویسیم آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجنابِ عزّت دُعا نمود نے روایت ابنِ عمرؓ ان النبّی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللهم اید الدّین بعمر بن الخطاب الخطاب

و فی روایت عائشہ رضی اللہ عنہا اعز الاسلام بعمر
ابن الخطاب غامۃ و فی روایت مسروق عن
ابن مسعود رضی اللہ عنہ اعز الاسلام بعمر بن الخطاب
اد بآبی جہل بن ہشام فجعل اللہ دعوی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر فبین
علیہ الاسلام و ہم بہ الاوثان اخرج ہذہ
الروایات کلہا الحاکم حضرت فاروق رضی اللہ عنہ گفتہ
است بینما آنا نام عند آہستہم اذ جہ رجل
بعجل فذبحہ فصرح بہ صراحہ لم استمع
صراحا قط اشد صوتا منہ یقول یا جلیج
امر یا جلیج رجل فیصح یقول لا آله الا اللہ
فوثب القوم قلت لا ابرح حتی اعلم ما دواء
ہذا ثم نادى یا جلیج امر بنجر رجل فیصح یقول
لا آله الا اللہ فمقت فمات شہیدا ان قیل ہذا نبی
اخرہ البخاری محمد بن اسحق گفتہ است کہ
فاطمہ رضی اللہ عنہا خواہر فاروق رضی اللہ عنہ و زوجہ او سعید بن زید
پیش از فاروق رضی اللہ عنہ مسلمان شدہ بودند چون ابن
خبر بفاروق رسید بتعصب برخاست و حق خود را
اہانت نمود و سر خواہر را بکوفت تا آنکہ خون آلودہ
شد بعد ازان در دیش رضی اللہ عنہ محمے افتاد و سورۃ لاہ
کہ پیش ایشان بود قرات نمود و ازین راہ
داعیہ اسلام بخاطرش پدید آمد و
بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
و سلم بشتافت و مسلمان شد
از انجمل آنست کہ

کے ذریعہ سے دین کو مدد پہنچاتیے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے یا اللہ
دین کو عزت عطا فرماتیے بذریعہ عمر بن الخطاب خاص طور پر۔ اور مسروق
کی روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ یا اللہ اسلام کو عزت عطا فرماتیے
عمر بن الخطاب یا ابو جہل بن ہشام کے ذریعہ سے، تو اللہ تعالیٰ
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا عمر بنہ کے لئے قبول کر لی۔
اور اس سے اسلام کی بنیاد کو مضبوط کیا اور بتوں کو گرگرایا، ان
تمام روایات کو حاکم نے اخذ کیا۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں
اُن کے معبودوں کے نزدیک سو رہا تھا کہ اسی دوران میں ایک شخص
ایک بچہ لائے آیا اور اُس نے اس کو ذبح کیا پھر اُس کے ساتھ
ایک چلائے والا اتنی سخت آواز سے چلایا کہ میں نے کبھی اُس سے
زیادہ سخت چلانے کی آواز نہیں سنی وہ کہہ رہا تھا یا جلیج
یعنی اے جلیج (یہ کسی کا نام تھا) ایک سخت دینے والی بات سن۔
ایک فیصح شخص کہہ رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو قوم
اُس پر لوٹ پڑی۔ میں نے دل میں کہا کہ میں معلوم کر کے رہوں گا
کہ اس کا پس منظر کیا ہے۔ پھر اُس نے ندا کی یا جلیج امر بنجر رجل
فیصح یقول لا آله الا اللہ تو میں اٹھ گیا۔ اس کے بعد کچھ وقت نہ
گزر ا تھا کہ کہا گیا یہ نبی ہیں، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ محمد بن
اسحق نے بیان کیا کہ فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ اور ان کے شوہر
سعید بن زید فاروق رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے۔ جب اس کی
اطلاع فاروق رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو تعصب سے اٹھ کھڑے ہوئے اپنے
بہنوئی کی بہت کچھ توہین کی، بہن کے سر کو کوٹ دیا یہاں تک کہ
وہ خون آلودہ ہو گئیں۔ اس کے بعد اُن کے دل میں رحم پیدا ہو گیا
اور سورۃ لاہ جو اُن کے سامنے تھی اُس کو پڑھا اور اس راہ سے اسلام
کا داعیہ اُن کے دل میں پیدا ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں جا پہنچے اور مسلمان ہو گئے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ

چون فاروق اعظم تشریف اسلام یافت آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے اوداعہ فرمودند
وَأَن دُعَا بَدْرَجَ اجَابَت رَسِید عن عبد اللہ
ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمے
صَدْرُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بَيِّدُهُ مِیْنِ اسْمِ ثَلَاثِ
مَرَّاتٍ وَهُوَ یَقُولُ اَللّٰهُمَّ اَخْرِجْ لَیْ
مَسْرُوْمٍ مِّنْ قِلٍّ وَاَبْدُلْ اَیْمَانًا یَقُوْلُ
ذٰلِكَ ثَلَاثًا اَخْرَجَ الْحَاكِمُ وَاَزَا بِنَحْمَدِ
اَنْتَ کَچون مسلمان شد اعلان نمود
اسلام خود را و ازین راہ مقاصد تشویش
بسیار نمود و آن را مانند شہد و شکر گوارا
فرمود قال ابن اسحق وحدثنی نافع
مولى عبد اللہ بن عمر عن ابن عمر قال لما
اسلم عمر قال ائی قریش انقل للحدیث
قیل لا جمیل بن معمر الخنمی قال ففدا علیہ
قال عبد اللہ بن عمر وحدثت اَبِیَّ اِثْرَهُ و
اَنْظُرْ مَا یَفْعَلُ وَاَنَا فَلَامَ اَعْقَلُ کُلُّا
رَاَیْتُ حَتَّیْ جَاءَ هُ فَقَالَ اَعْلَمْتُ یَا جَمِیْلُ
اَنْتَ اَسْلَمْتَ وَوَضَعْتَ فِیْ دِیْنِ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا
رَاجَعَهُ حَتَّیْ قَامَ بِحِجْرٍ رِدَاکَهُ وَاَتْبَعَهُ
عُمَرُ وَاَتْبَعَتْ اَبِیُّ حَتَّیْ اِذَا
قَامَ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ

جب فاروق اعظم اسلام سے مشرف ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دُعا فرمائی اور وہ دُعا مرتبہ قبولیت کو پہنچ گئی۔ مروی ہے عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرؓ اسلام لائے تو اپنا ہاتھ اُن کے سینہ پر تین مرتبہ مارا اور یہ فرماتے رہے کہ یا اللہ! اس کے سینہ میں جو کھوٹ ہے اُس کو نکال دیجئے اور اس کے بجائے ایمان دیدیجئے یہ آپ تین مرتبہ فرماتے رہے، اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب مسلمان ہوئے تو اپنے اسلام کا اعلان کر دیا اور اس وجہ سے بہت تشویش اور ایذاؤں کا ہدف بنے اور ان کو شہداء و شکر کی طرح گوارا فرمایا۔ ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا نافع مولى عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ جب عمرؓ اسلام لائے تو انھوں نے (لوگوں سے) پوچھا کہ قریش میں کسی نئی بات کو سب سے زیادہ لوگوں سے کہتے ہوتے پھرنے والا شخص کون ہے؟ تو اُن سے کہا گیا کہ جمیل بن معمر الخنمی ہے۔ کہا (ابن عمرؓ نے) کہ صبح کو اُس کی طرف روانہ ہو گئے۔ عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں بھی صبح سے ہی اُن کے پیچھے ہو گیا اور دیکھتا رہا کہ کیا کرتے ہیں، اور میں اس وقت لڑکا تھا جو کچھ دیکھتا اُس کو سمجھ لیتا تھا، غرض کہ عمرؓ اُس کے پاس پہنچ گئے اور بولے کہ اے جمیل! کیا تجھے معلوم ہو گیا ہے کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہو گیا ہوں۔ کہا (ابن عمرؓ نے) کہ واللہ اُن کی بات کا جواب دیتے بغیر ہی اپنی چادر کھینچتا ہوا کھڑا ہو گیا (اور چلنے لگا) اور عمرؓ اس کے پیچھے چلنے لگے اور میں اپنے باپ کے پیچھے چل رہا تھا یہاں تک کہ جب وہ مسجد حرام کے دروازے پر کھڑا ہوا

عہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ولادت نزول وحی سے ایک سال پہلے ہوئی اپنے والد محترم کے ساتھ مکہ میں اسلام قبول کیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبوت کے چھٹے سال میں اسلام لائے تو اس قعدہ کے وقت جس کا بیان کر رہے ہیں ان کی عمر تقریباً سات برس کی تھی ۱۱ مترجم

صَرَخَ بِأَعْلَىٰ صَوْتِهِ يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ
 وَهَمَّ فِي أَنْدِيَتِهِمْ حَوْلَ الْكَعْبَةِ
 أَلَا إِنَّ ابْنَ الْخَطَّابِ قَدْ صَبَّأَ
 قَالَ يَقُولُ عُمَرُ بْنُ الْخَلَفِ كَذِبٌ
 وَلكِنْ قَدْ أَصْلَمْتُ وَشَهِدْتُ أَنَّ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
 رَسُولُهُ وَصَارُوا إِلَيْهِ فَمَا بَرَحَ
 يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُونَهُ حَتَّى قَامَتِ
 الشَّمْسُ عَلَى رُؤْسِهِمْ قَالَ وَبَلَغَ
 فَقَعْدَهُ وَقَامُوا عَلَى رَأْسِهِ وَ
 هُوَ يَقُولُ أَفْعَلُوا مَا بَدَأَ لَكُمْ فَأَخْلَفَ
 بِاللَّهِ لَوْ كُنْتُ ثَلَاثَ آتٍ رَجُلٍ
 لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ لَكُمْ أَوْ تَرَكْتُمُونِي
 لَنَا قَالَ نَبِينَا هُوَ عَلَى
 ذَاكَ إِذْ أَقْبَلَ شَيْخٌ مِنْ
 قُرَيْشٍ عَلَيْهِ حُلَّةٌ جَبْرِقَةٌ وَفَيْصٌ
 مُؤَمَّقٌ حَتَّى وَقَفَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ مَا
 شَأْنُكُمْ قَالُوا صَبَّأَ عُمَرُ قَالَ فَمَنْ
 رَجُلٌ اخْتَارَ لِنَفْسِهِ أَمْرًا فَمَا ذَا تَرِيدُونَ
 أَرَادُونَ بَنِي عَدِيٍّ بَنِي كَعْبٍ يُسْلِمُونَ
 لَكُمْ مَا جَبَهُمْ هَكَذَا أَخْلَوْا عَنْ الرَّجُلِ قَالَ
 فَوَاللَّهِ لَكَأَنَّمَا كَانُوا ثَوْبًا كُشِطَ
 عَنْهُ قَالَ فَقُلْتُ لِأَبْنِي
 بَعْدَ أَنْ لَمَضَ إِلَى الْمَدِينَةِ
 يَا ابْنَ مَنْ الرَّجُلُ الَّذِي

بہت اونچی آواز سے چلایا کہ اے قریش کی جماعت! اور اس
 وقت وہ کعبہ کے گرد اپنی ایک مجلس جماتے ہوئے تھے ”آگاہ
 ہو جاؤ کہ ابن الخطاب بے دین ہو گیا۔ کہا کہ عمرؓ اس کے پیچھے
 یہ کہہ رہے تھے کہ اس نے جھوٹ بولا۔ لیکن میں تو اسلام لے
 آیا ہوں اور گواہی دے چکا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
 اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر وہ سب
 عمرؓ کی طرف آئے (اور لڑائی شروع ہو گئی تو برابر عمرؓ اُن
 لوگوں سے لڑتے رہے اور وہ لوگ ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ
 سورج اُن سب کے سروں پر آیا۔ کہا کہ اور عمرؓ تھک کر بیٹھ گئے تھے
 اور وہ سب لوگ اُن کے سر پر کھڑے ہوتے تھے اور عمرؓ کہہ رہے
 تھے کہ جو تمھارے جی میں آئے کرو میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ
 اگر ہم تین سو آدمی ہو گئے تو مکہ کو ہم تمھارے لئے چھوڑ دیں گے
 یا تم کو اُسے ہمارے لئے چھوڑنا پڑے گا۔ کہا کہ اسی دوران میں
 جب اس جھگڑے میں تھے کہ قریش میں کا ایک شیخ آگیا جس
 کے بدن پر یمنی چادروں کا جوڑا تھا اور منقش کرتے پہنے ہوئے تھا،
 وہ اُن کے سامنے کھڑا ہوا اور بولا کہ تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟
 انھوں نے کہا کہ عمرؓ بے دین ہو گیا۔ اُس نے کہا پھر ہوا کیا؟
 ایک شخص نے اپنی ذات کے لئے ایک امر اختیار کیا تو اب تم کیا
 چاہتے ہو۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بنی مدی بن کعب اپنے میں کے ایک
 فرد کو اسی طرح تمھارے سپرد کرتے رکھیں گے۔ چلے جاؤ اس شخص
 کے پاس سے۔ کہا واللہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ لوگ ایک کپڑے
 کی طرح تھے (جو اُن پر چھاتے ہوئے تھے) وہ اُن پر سے ہٹا
 دیا گیا (یعنی سب لوگ فوراً چلے گئے) عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں
 کہ میں نے اپنے باپ سے اُس زمانہ میں دریافت کیا جب مدینہ میں
 ہجرت کر کے آئے کہ ابا جان! وہ کون شخص تھا جس نے قوم کو

وَجَزَّ الْقَوْمَ فَيَكُ بَكَّةَ يَوْمَ اسْلَمَتْ وَهَم
يُقَاتِلُوكَ قَالَ ذَاكَ اَيُّ بَنِي الْعَامِ
ابن دائل السہمی و عن عبد اللہ بن عمر
قال لما اسلم عمر اجتمع الناس عند دارہ
قالوا صبا عمر وانا غلام فوق ظہر بیٹی فجاء
رجل علیہ قباء من دیاہ فقال صبا
فما ذاک فانالہ جاز فرأیت الناس
تصبہ عوا عنہ فقلت من ہذا قالوا
العام بن دائل اخرجہ البخاری وریجا
مکتہ باید ہمید کہ فاروق اعظم سال ششم
از بعثت بعد اسلام چہل مرد و پانزدہ
زن مسلمان شد علی اختلاف یسیر
بین حمۃ العلم فی ذلک بالتجدد اسلام
اد اگرچہ بنصف قرن از اوّل بعثت متأخر
شد و آن سابقا از وی فوت گشت
اما بتایید الہی در قیام بحقوق خلافت با تم
وجہ و توسط میان پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم
و امت او در نشر دین از ہمہ سبقت نمود
در اوّل امر مفضل بود بنسبت صدیق اکبر
بر بسیاری از جہت تاخر اسلام و در آخر
حال ہمنان او و سہیم و شریک او شد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان ہر دو وجہ
فرمودہ اند در قضیہ مناقبہ صدیق اکبر
باقی خطاب عتاب آلود فرمود
ہل انتم تارکون لی صاحبی ہل انتم

آپ کے بارے میں کہ میں ڈانٹا تھا جس دن آپ اسلام لاتے تھے اور وہ
آپ سے لڑ رہے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ میرے بیٹے! وہ شخص
عام بن دائل السہمی تھا۔ (عمر بن العاص کا باپ) اور مروی ہے
عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ جب عمر اسلام لاتے تو لوگ ان کے
مکان کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ عمر بنے دین ہو گیا اور
میں (اُس وقت) لڑا کرتا تھا اپنے گھر کی چھت پر چڑھا ہوا تھا۔ پھر
ایک شخص آیا جو دیبا کی قبائپہنے ہوتے تھا تو اس نے کہا بے دین
ہو گیا تو پھر ہوا کیا، میں بھی تو اُس کا ہمسایہ ہوں تو میں نے لوگوں
کو دیکھا کہ سب تتر بتر ہو گئے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون تھا؟ تو لوگوں
نے بتایا کہ عام بن دائل تھا، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ یہاں
ایک مکتہ سمجھ لینا چاہیے کہ فاروق اعظم بعثت کے چھ سال
میں جب کہ پالیس مرد اور پندرہ عورتیں اسلام لاپچی تھیں مسلمان
ہوئے۔ اہل علم کا اس (عدد) میں تھوڑا سا اختلاف بھی ہے۔ الغرض
اُن کا اسلام اگرچہ اوّل بعثت سے نصف قرن کے قریب دسحاب
قیام مکہ) متأخر ہو گیا اور دہ سبقتیں (جو ان سے پہلے والوں کو
حاصل ہوئیں، اُن سے فوت ہو گئیں لیکن بتایہ الہی حقوق
خلافت کو پورے طور پر قائم رکھنے میں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم اور امت کے درمیان دین کی اشاعت میں واسطہ بننے میں
سب سبقت لے گئے۔ اوّل امر میں بنسبت صدیق اکبر کے وجہ
دیر میں اسلام لانے کے بہت سی باتوں میں کم رتبہ رہنے اور
آخر مال میں اُن کے برابر کے ساتھی اور شریک و سہیم ہے۔ آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس قضیہ میں جو صدیق اکبر سے
ناراض ہونے کا پیش آیا تھا دونوں حالتوں کا اظہار اُن سے
عتاب آمیز خطاب کے ساتھ فرمایا تھا کہ کیا تم میری وجہ سے
میرے رفیق کو (اذیت دینا) چھوڑ دو گے؟ کیا تم میری وجہ سے

میرے رفیق کو (اذیت دینا، چھوڑ دے؟ میں نے کہا کہ اے لوگو! میں تم سب کے پاس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں، تو تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے ابو بکر نے کہا کہ تو سچا ہے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور کنویں والے خواب کی حدیث میں فرمایا پھر ابو بکر نے (ڈول) پکڑا اور اس کے کھینچنے میں ضعف تھا اور اللہ اس کی مغفرت کرے پھر اس کو عمر رضی بن الخطاب نے پکڑ لیا تو وہ ایک موچر بن گیا تو میں نے لوگوں میں کوئی جو انہیں دیکھا جو اُس جیسا کام کرتا ہو یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلا کر پانی کے گرد بٹھا دیا اس کو شیخین وغیرہ نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اُن کے اسلام میں داخل ہونے کے سبب سے مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انھوں نے اسلام کا اعلان کر دیا۔ ابن مسعود سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ جب سے عمر رضی اسلام لائے ہم عزت کے ساتھ رہے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ ابن اسحق نے کہا کہ جب عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ قریش کے پاس (واپس) آئے اور جس مقصد سے گئے تھے اُس کو نہ پاسکے اور اُن کو ایسے طور پر نجاشی نے نکال دیا جو اُن کو ناگوار تھا اور عمر رضی بن الخطاب اسلام لے آئے اور وہ بڑے حوصلے والے شخص تھے پروا نہیں کرتے تھے ان کی پیٹھ پیچھے جو کچھ (خطرہ) ہو تو اُن سے اور حمزہ رضی اللہ عنہ (کے اسلام لانے) سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طاقتور ہو گئے یہاں تک کہ ان لوگوں نے قریش کو غضبناک کر دیا۔ اس پر عبداللہ بن مسعود کہا کرتے تھے کہ ہم اس پر قدرت نہیں رکھتے تھے کہ کعبہ کے قریب نماز پڑھ لیں یہاں تک کہ عمر رضی اسلام لائے۔ جب وہ مسلمان ہو گئے تو وہ قریش سے لڑے یہاں تک کہ انھوں نے کعبہ کے نزدیک نماز پڑھی اور ہم نے بھی ان کے ساتھ پڑھی۔ اور سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہا کہ

تارکون لی صاحبی ثلثت یا ایہا الناس ایتے رسول اللہ الیکم جمیعاً فقلتم کذبت وقال ابو بکر صدقت اخبرہ البخاری ودر حدیث رَوِیَا قَلِیْبٌ فرمود غم اخذ ابو بکر و نے زعم ضعف و اللہ یغفر له ثم اخذ با عمر ابن الخطاب فاستحالت غزباً فلم أر عبقریاً من الناس یغری فریہ حتی ضرب الناس بعلین اخبرہ الشیخان وغیرہما وَاذا نجلہ آلت کہ بسبب دخول اور اسلام مسلمانان عزیز شدند و اعلان اسلام نمودند عن ابن مسعود قال بَاَزَلْنَا اِعْزَۃً مِّنْذُ اسلم عمر اخبرہ البخاری قال ابن اسحق ولما قدم عمرو ابن العاص و عبداللہ بن ابی ربیعۃ علی قریش ولم یدرکوا ما طلبوا و رد ہم النجاشی بما یکرمون و اسلم عمر بن الخطاب و کان رجلاً ذا شکمۃ لایرام ما وراہ ظہرہ امتنع بہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بحمزۃ رضی اللہ عنہ حتی غابوا قریشاً فکان عبداللہ بن مسعود یقول ما کانوا یقولون فقد رآنا ان نصل عند الکعبۃ حتی اسلم عمر ابن الخطاب فلما اسلم فاعل قریش حتی صلی عند الکعبۃ و صلینا معہ عن سعد بن ابراہیم قال

قال عبد اللہ بن مسعود ان اسلام عمر بن الخطاب کان فتحاً وان ہجرۃ کانت نصراً وان الماریۃ کانت رحمۃً ولقد کُنّا ما نُصلّی عند الکعبۃ حتیّ اسلم عمر فلما اسلم قاتل قریشاً حتیّ صلّی عند الکعبۃ وصلینا معہ اخرجہ ابن ہشام فی زیادۃ علی السیرۃ وَاَخْرَجَ الْحَاکِمُ مِثْلَهُ وَاَزَاجُحْلُ اَنْتَ کَہِجْرَۃٍ نَمُوْدُ بَسُوْی مَدِیْنِہِ قَبْلَ اَزَا نَحْفَرْتِ صَلٰی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَمٌ وَتَمْہِیْدٌ وَتَوَلّٰیہِ سَاخَتْ بَرٰہِیْ تَدُوْمٌ وَّرَیَّ صَلٰی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَمٌ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَوَّلُ مَنْ قَدَّمَ عَلَیْنَا مَصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ وَابْنُ اُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانَا یُفَرِّقُونَ النَّاسَ فَقَدِمَ بِلَالٌ وَسَعْدُ عَمَارٌ ابْنُ یَاسِرٍ ثُمَّ قَدَّمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِی عِشْرِیْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلٰی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَمٌ ثُمَّ قَدَّمَ النَّبِیُّ صَلٰی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَمٌ الْحَدِیْثُ اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ وَاَزَاجُحْلُ اَنْتَ کَہِجْرَۃٍ نَمُوْدُ بَرِیْ کَاثِرٌ جَمِیْلٌ نَصِیْبٌ فَارُوْقٌ رَہْگِشْتٌ بُوْجُوْہِ بَسِیَارٌ کِیْ اَنْکَ خَالٌ خُوْدُ رَاہِیْدٌ فِی اللّٰہِ کُشْتٌ مَحَبَّتٌ قَرَابَتٌ اَنْفَرٌ مَبَاشَرَتٌ قَتْلٌ اَوْشَدٌ فِی الْاَسْتِیْعَابِ قَبْلُ الْعَاسِ بْنِ ہِشَامِ بْنِ عُمَیْرَہِ کَاثِرٌ اَیُّوْمٌ بَرِیْقَتَہُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ کَانَ خَالَاکَ وَکِیْرٌ اَنْکَ اَنْحَضَرْتِ صَلٰی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَمٌ فَرَمُوْدُ کَعْبَابٌ رَاکُشْتَنُ الْبُوْذُلِیْفَا نَ رَاقِبُوْلُ نَمُوْدُ دَرِیْجَا نَوْعِی اَزْ دُہْنِ دَرَامَتْنَالِ حَکْمٌ پِیْغَامِبَرٌ صَلٰی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَمٌ پَدِیْدٌ اَمُوْدُ نَخْوِی اَزْ اَخْتَلَا فَنَمُوْدُ اَرْکُوْدِ اَنْحَضَرْتِ صَلٰی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَمٌ

عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ عمرؓ کا اسلام ایک فتح تھا اور ان کی ہجرت ایک مدد تھی اور ان کی امارت ایک رحمت تھی اور ہم اس حال میں تھے کہ کعبہ کے قریب نماز نہیں پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ عمرؓ اسلام لے آئے۔ جب وہ مسلمان ہوئے تو قریش سے لڑے یہاں تک کہ انھوں نے کعبہ کے پاس نماز پڑھی اور ہم نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اس کو ابن ہشام نے اپنی زیادۃ علی السیرۃ میں نقل کیا ہے اور حاکم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپؐ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے لئے دہاں کی فضا کو مناسب اور ہموار کیا۔ برابر بن عازب سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ ہمارے پاس آئے وہ مصعب بن عمیر اور ابن امّ مکتوم تھے اور وہ لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ پھر بلالؓ اور سعدؓ اور عمارؓ بن یاسر آئے۔ پھر اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں سے بیس آدمیوں میں عمر بن الخطاب آئے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے، آخر حدیث تک، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوہ بدر میں اچھی فضیلتیں حضرت فاروقؓ کے حصّہ میں آئیں بہت سی وجوہ کے ساتھ ایک یہ کہ آپؐ نے اللہ کی رضا کے لئے اپنے ماموں کو قتل کیا۔ قتل کرنے میں قرابت کی محبت آپ کے لئے مانع نہ ہوئی۔ استیعاب میں ہے کہ قتل کیا گیا عاص بن ہشام بن مغیرہ بدر کے دن کفر کی حالت میں۔ اس کو عمر بن الخطاب نے قتل کیا اور یہ ان کا ماموں تھا۔ دوسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عباس کو نہ ماریں۔ ابو حذیفہؓ نے اس کو قبول نہ کیا۔ اس موقع پر تعمیل حکم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں کوتاہی کا ظہور ہوا۔ اور ایک طرح کا اختلاف نمودار ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اس حادثہ کا تذکرہ دو طرح سے فرمایا (ایک یہ کہ) ایسے شخص کو ڈرانا اور
دھمکانا جس نے کہ حکم کے ماننے میں نافرمانی کی اور اُس ڈرانے
دھمکانے کا آلہ آپ نے فاروق اعظمؓ کو بنایا اور فرمایا کہ اے
ابو حفص! کیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا کے منہ پر
تلوار ماری جاتے گی۔ حضرت فاروقؓ اس کلمہ سے جوش میں آگئے
اور مقصود حاصل ہو گیا۔ اور (دوسری یہ کہ) فدیہ لینے کے وقت
ہر چند انصار نے کہا کہ ہمارے بھانجے کو معاف رکھنا چاہیے (یعنی
عباسؓ سے فدیہ نہ لیا جائے) مگر آپ نے قبول نہ فرمایا تاکہ اختلاف
کا سبب بند ہو جائے۔ یہاں مام لوگوں کے مرتبہ عقل پر آپ نے
تنزیل فرمایا۔ تروی ہے ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ
وسلم) نے اُس دن اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ بہت سے لوگ بنی ہاشم
وغیرہم کے زبردستی نکالے گئے ہیں اُن میں ہم سے لڑنے کا دایہ
نہیں تھا تو جس کا بنی ہاشم میں سے کسی کے ساتھ مقابلہ ہو جائے
وہ اُس کو قتل نہ کرے، جو شخص ابو الجحش بن ہشام کے مقابل
ہو وہ اس کو قتل نہ کرے اور جو عباس بن عبد المطلب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا مقابل ہو وہ اُن کو قتل نہ کرے۔
بیان کیا کہ اس پر ابو حذیفہ (ابن عتبہ بن ربیعہ) نے کہا کہ کیا ہم
اپنے باپ اور اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں اور اپنے رشتہ داروں
کو تو قتل کر دیں اور عباس کو چھوڑ دیں واللہ اگر میرا اُس سے مقابلہ
ہو گیا تو میں اپنی تلوار کو اُس کا گوشت خرد کر کھلاؤں گا۔ کہا کہ یہ
بات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تک پہنچ گئی۔ تو آپ نے عمرؓ
ابن الخطاب سے فرمایا اے ابو حفص! عمر رضی فرماتے ہیں کہ واللہ
یہ پہلا دن تھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ کو کنیت
ابو حفص سے خطاب کیا، کیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے
چچا کے منہ پر تلوار ماری جاتے گی؟ تو عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ!

ابن حادثہ را بدو وجه تدارک فرمود در حالت
راہتہ تخویف و تهدید شخصے کہ از قبول امر
نافرمانی نمود و جارحہ آن تهدید و تشدید فاروق
اعظمؓ را ساخت و گفت یا اباحفص! ایضرب وجہ
عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالسیف حضرت
فاروقؓ ازین کلمہ بجو شید و مقصود بحصول
انجامید و در وقت اخذ فدا ہر چیز انصار گفتند
کہ ابن اُخت مارا معاف باید داشت قبول
نہ فرمود تا سبذریعہ اختلاف شود ایخبار قد
عقول مردم تنزل نمود عن ابن عباس ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاصحابیومئذ
انّی قد عرفت ان رجلا من بنی ہاشم و غیرہم
قد اُخرجوا کما لا حاجۃ لہم لبقا لنا فمن لقی
احدا من بنی ہاشم فلا یقتلہ من لقی
ابا الجحش بن ہشام فلا یقتلہ و من لقی
العباس بن عبد المطلب عم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فلا یقتلہ فانما خرج مستکبرا قال
تقال ابو حذیفۃ انقل آباءنا و ابناؤنا و اخواننا
و عیشرتنا و نترک العباس و اللہ لئن لقیتمہ لایمتہ
السیف قال فبلغت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال لعمر بن الخطاب یا اباحفص قال عمر
واللہ انّی لا اؤلّیوم کفائی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بابی حفص ایضرب
وجہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بالسیف فقال عمر یا رسول اللہ

مجھے اجازت دیجئے کہ میں تلوار سے اس کی گردن اُڑا دوں۔ خدا کی قسم اس نے نفاق برتا ہے۔ اس پر ابو خلیفہؓ کہا کرتے تھے کہ جو کلمہ اُس دن میری زبان سے نکل گیا تھا میں اُس سے مطمئن نہیں ہوں اور ہمیشہ اُس سے خائف رہتا ہوں (آخرت کے مواخذہ سے بچنے کی کوئی صورت نہیں) بجز اس کے میری طرف سے اس معصیت کا کفارہ شہادت بن جاتے۔ تو وہ یوم یامہ میں قتل کئے گئے اور شہید ہوئے۔ اس کو ابن اسحق نے روایت کیا۔ تیسری یہ کہ فسخ (بدر) کے بعد قیدیوں کے بارے میں اختلاف واقع ہوا کہ فدیہ لے لیں یا قتل کریں۔ اس بارے میں حضرت فاروقؓ کی رائے مراد حق کے موافق واقع ہوئی۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عمر بن الخطاب نے۔ پھر اس قصہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ پھر مشورہ لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ سے اور علیؓ سے اور عمرؓ سے۔ تو ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ یہ لوگ چپا کے بیٹے اور رشتہ دار ابھاتی ہیں میری رشتہ یہ ہے کہ ہم اُن سے فدیہ لے لیں تو جو کچھ ہم اُن سے لیں گے وہ ہمارے لئے کفار پر موجب قوت ہوگا اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو پکڑ کر دے گا تو وہ ہمارے لئے ایک بازو بنیں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن الخطاب! تمھاری کیا رائے ہے؟ کہا کہ میں نے کہا واللہ میں وہ رشتے نہیں رکھتا جو ابو بکرؓ رشتے رکھتے ہیں۔ میری رائے تو یہ ہے کہ میرے سپرد آپ کریں فلاں کو، یہ حضرت عمرؓ کے ایک رشتہ دار تھے، تاکہ میں اُس کی گردن مار دوں اور علیؓ کے سپرد کیجئے عقیل کو تاکہ وہ اُس کی گردن مار دیں اور حمزہؓ کے سپرد کیجئے اُن کے فلاں بھائی یعنی عباسؓ کو کہ وہ اُن کی گردن مار دیں۔ تاکہ اللہ پر ظاہر ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کے لئے نرمی نہیں ہے۔ یہ لوگ مشرکین کے سردار اور

دُشمنی فلا ضرب عنقہ بالسيف فواللہ لقد نافت فکان ابو خلیفہؓ یقول ما انا بآمین من تلك الکلمة التي قلت یومئذ ولا ازال منها خافاً الا ان تکفر بما عني الشهادة ففعل یوم الیامہ شہیداً اخرجه ابن اسحق سوم آنکہ بعد فتح در باب اسیران اختلاف افشا کہ فدا بگیرند یا قتل کنند راجی حضرت فاروقؓ موافق مراد حق واقع شد عن ابن عباسؓ قال حدثنی عمر بن الخطابؓ فذکر قصه لے اَن قال فاستشار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر و علیاً و عمر فقال ابوبکر یا بنی اللہ ہولاء بنو الیم والعشیرۃ والاخوان فانی آرے اَن نأخذ منهم الفدیۃ فیکون ما اخذنا منهم قوۃ لنا علی الکفار و عسى اللہ اَن یهدیہم فیکونون لنا عیضاً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا تری یا ابن الخطاب قال قلت واللہ لیکل آری مار آی ابوبکر و لکن آری اَن یمکن من فلان قریب لیمر فاضرب عنقہ و تمکن علیاً من عقیل فیضرب عنقہ تمکن حمزہ من فلان اخیه فیضرب عنقہ حتی یعلم اللہ اَنہ لیست فی قلوبنا ہودۃ للمشرکین ہولاء صنادید ہم و ہمزہ ان ۱۳

انتمہم وقاد تہم فہو ی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قال ابو بکر ولم یہو ما قلت فافذ منہم الفداء فلما کان من الفداء قال عمر غدوت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ہوتا عدو ابو بکر واذا ہما یسکیان نقلت یا رسول اللہ آخر نے ماذامیکت انت و صاحبک فان وحدث بکاء بکیت و ان لم اجد بکاء تباکیت لبکاکما قال فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابکے للذی عرض علی اصحابک من الفداء ثم قال لقد عرض علی عذاکم ادن من صندہ الشجرة بشجرة قریبة و انزل اللہ عز و جل مَا كَانَ لِیَنْبِیَّ اَنْ یَّکُونَ لَکَ اَسْرَءُ حَتَّٰی یُثَبِّتَ فِی الْاَرْضِضِلَّی لَوْلَا کِیْثٌ مِّنَ اللّٰهِ لَمَسَّکُمْ فِیْمَا اَخَذْتُمْ مِنَ الْفِدَآءِ ثُمَّ اُحِلَّ لَہُمُ النِّقَاطُ فَلَمَّا کَانَ یَوْمٌ اُحِدٌ مِّنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ عَوَّ قَبُوْا مَا صَنَعُوْا یَوْمَ بَدْرٍ مِّنْ اَخِذْہُمْ الْفِدَآءَ فَقَتِلَ مِنْہُمْ سَبْعُوْنَ وَ فَرَّ اصْحَابُ النَّبِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَ کِیْرَتْ رِبَاعِیۃٌ وَ مُشِیَّتِ الْیَھْیَیۃُ عَلٰی رَاسِہِ

۱۳

اُن کے پیشوا اور اُن کے راہ نما ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند کیا اُس راتے کو جو ابو بکر نے دی تھی اور جو کچھ میں نے کہا تھا اس کو پسند نہ کیا اور ان سے فدیہ لے لیا۔ عمر نے بیان کیا کہ جب اگلا دن ہوا تو صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ آپ بیٹھے ہیں اور ابو بکر نے بھی اور دونوں رو رہے ہیں تو میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے بتائیے کہ آپ کیوں رو رہے ہیں اور آپ کے ساتھی بھی، تو اگر مجھے روزا آتے گا تو میں بھی روؤں گا اور اگر نہیں آتے گا تو آپ کے گریہ انگے ساتھ شریک ہونے کے لئے رونے کی کوشش کروں گا کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں رو رہا ہوں اس وجہ سے جو میرے سامنے تمھارے ساتھیوں نے فدیہ کا معاملہ پیش کیا۔ پھر فرمایا کہ مجھ پر پیش کیا گیا تمھارا عذاب جو قریب آگیا تھا اس درخت کے۔ ایک قریب کے درخت کی طرف اشارہ فرمایا اور اللہ عز و جل نے یہ آیت نازل فرمائی مَا كَانَ لِیَنْبِیَّ لَہُ (۶۷: ۶۸) نبی کی شان کے لائق

نہیں کہ اُن کے قیدی باقی رہیں دیکھ قتل کر دیئے جاتیں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار کی) خونریزی نہ کریں تم تو دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست اور بڑے حکمت والے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکا تو جو امر تم نے

اختیار کیا ہے یعنی فدیہ لینا اس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوئی۔ پھر حلال کر دیا گیا اُن کے لئے غنیمتوں کو۔ پھر جب آئندہ سال جنگ اُحد ہوئی تو اس چیز کا ان کو بدلہ دیا گیا جو انھوں نے یوم بدر میں کیا تھا یعنی اُن سے فدیہ لے لینا۔ تو مسلمانوں میں سے شتر قتل کئے گئے اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہزیمت واقع ہوئی اور آپ کا دانت توڑ گیا اور آپ کے سر پر خود توڑ گیا

اور خون آپ کے چہرہ مبارک پر بہا۔ اور اللہ تعالیٰ نے نازل کیا
 اَوَلَمَّا أَصَابَكُمْ مِصْرِيَّةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ
 مِثْلَهُمَا قُلْتُمْ أَنَّى هَذَا قُلْ هُوَ
 مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى
 كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ باخذ کم الفداء، ازہ
 احمد چہارم آنکہ عمیر بن وہب بعد از
 فتح برائے استخلاص برادر خود بحضور
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آدوے
 از فاسکان قریش و دلیران ایشان بود و
 حضرت فاروق رضی اللہ عنہ در حفظ مراتب احتیاط
 از مکر وے شرط محبت بتقدیم رسانید
 عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ فِي قِصَّةِ عُمَيْرِ بْنِ
 وَهَبٍ فَبَيْنَا عُمَيْرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي نَفَرٍ
 مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَتَخَذُونَ عَنْ يَوْمٍ بَدْرٍ
 يَذْكُرُونَ مَا كَرِهَ اللَّهُ بِهِ وَابَارَاهِمَ بِهِ
 مِنْ نَعْدِهِمْ إِذْ نَظَرَ عُمَيْرُ إِلَى عُمَيْرِ بْنِ
 وَهَبٍ حِينَ أَنَا عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ
 مُتَوَشِّجًا السِّيفَ فَقَالَ هَذَا الْكَلْبُ
 عَدُوُّ اللَّهِ عُمَيْرُ بْنُ وَهَبٍ مَا جَاءَ إِلَّا بِشِرٍّ وَ
 هُوَ الَّذِي حَرَّشَ بَيْنَنَا وَحَرَّزَنَا لِلْعُقُومِ يَوْمَ
 بَدْرٍ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا بَنِي اللَّهِ هَذَا
 عَدُوُّ اللَّهِ عُمَيْرُ بْنُ وَهَبٍ قَدْ جَاءَ مُتَوَشِّجًا
 السِّيفَ قَالَ فَأَدْنِيهِ عَلَى قَالَ فَاغْلِ
 عُمَرَ حَتَّى اخْذَ بِحِمَالِ سَيْفِهِ

اور خون آپ کے چہرہ مبارک پر بہا۔ اور اللہ تعالیٰ نے نازل کیا
 اَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ
 مِثْلَهُمَا قُلْتُمْ أَنَّى هَذَا قُلْ هُوَ
 مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى
 كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ باخذ کم الفداء، ازہ
 احمد چہارم آنکہ عمیر بن وہب بعد از
 فتح برائے استخلاص برادر خود بحضور
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آدوے
 از فاسکان قریش و دلیران ایشان بود و
 حضرت فاروق رضی اللہ عنہ در حفظ مراتب احتیاط
 از مکر وے شرط محبت بتقدیم رسانید
 عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ فِي قِصَّةِ عُمَيْرِ بْنِ
 وَهَبٍ فَبَيْنَا عُمَيْرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي نَفَرٍ
 مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَتَخَذُونَ عَنْ يَوْمٍ بَدْرٍ
 يَذْكُرُونَ مَا كَرِهَ اللَّهُ بِهِ وَابَارَاهِمَ بِهِ
 مِنْ نَعْدِهِمْ إِذْ نَظَرَ عُمَيْرُ إِلَى عُمَيْرِ بْنِ
 وَهَبٍ حِينَ أَنَا عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ
 مُتَوَشِّجًا السِّيفَ فَقَالَ هَذَا الْكَلْبُ
 عَدُوُّ اللَّهِ عُمَيْرُ بْنُ وَهَبٍ مَا جَاءَ إِلَّا بِشِرٍّ وَ
 هُوَ الَّذِي حَرَّشَ بَيْنَنَا وَحَرَّزَنَا لِلْعُقُومِ يَوْمَ
 بَدْرٍ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا بَنِي اللَّهِ هَذَا
 عَدُوُّ اللَّهِ عُمَيْرُ بْنُ وَهَبٍ قَدْ جَاءَ مُتَوَشِّجًا
 السِّيفَ قَالَ فَأَدْنِيهِ عَلَى قَالَ فَاغْلِ
 عُمَرَ حَتَّى اخْذَ بِحِمَالِ سَيْفِهِ

فِي عُنُقِهِ فَلْيَبَّهْهَا وَقَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ كَانٍ
مَعَهُ مِنَ الْأَنْصَارِ ادْخُلُوا عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْلَسُوا عَنْدهُ
وَاحْذَرُوا عَلَيْهِ مِنْ هَذَا الْخَبِيثِ فَأَنَّ غَيْرَ
يَأْمُونِ شَمَّ دَخَلَ بِعَلِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَعُمَرُ أَخَذَ بِحَالَتِهِ سَيْفُهُ فِي عُنُقِهِ قَالَ
أَرَسُولُ اللَّهِ يَأْمُرُ أَدُنَّ يَا عُمَيْرُ فَدَنَنَ الْحَدِيثُ
بَطُولِهِ وَفِيهِ مَعْزُةٌ أَخْرَجَهُ ابْنُ اسْمَعِيلَ وَ
أَزَا نَجْمُهُ آتَتْهُ كَذِبُ غَزْوَةِ أَحَدُ فَضَائِلِ
نَمَائِيَانِ نَصِيبِ حَضْرَتِ فَارُوقِ شَدِيدِ بَحْدِنِ
جَهْتِ كَلِّ أَتَكَ دُرُوقِ تَحْصُنِ لِبَشْعِ بَا
جَمَاعَةِ أَزْهَابِ جَرِينِ بِاللَّهِ كَوَهُ بَرَّادُ وَدَفْعُ كَفَا
نَمُوذَقَالِ ابْنِ اسْمَعِيلَ فَبَيَّنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
سَلَّمَ بِالشَّعْبِ مَعَهُ أَوَّلُكَ الْفَرَمِ أَصْحَابِهِ أَذْكَتِ
عَالِيَةً مِّنْ قَرِيشِ الْجَبَلِ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے تسمہ کو جو اس کی گردن پر تھا اس کے گریبان کے ساتھ پکڑے
ہوتے تھے۔ اور جو انصاری کہ آپ کے ساتھ بیٹھ ہوئے تھے ان
سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جاؤ اور ان
کے قریب جا کر بیٹھو اور اس خبیث سے چوکنے رہو کیونکہ یہ قابل
الطمینان شخص نہیں ہے۔ پھر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پس لے کر آئے اور عمرؓ اس کی گردن میں پڑے ہوئے تلوار کے تسمہ
کو پکڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اے عمرؓ!
اور اے عُمیرؓ قریب آ۔ یہ لمبی حدیث ہے اور اس میں ایک معجزہ
بھی ہے، اس کو ابن اسحق نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک
یہ ہے کہ غزوہٴ احد میں نمایاں فضائل فاروق اعظمؓ کو حاصل
ہوتے متعدد جہت سے ایک یہ کہ گھاٹی میں پناہ گزین ہونے
کے وقت ہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ عمرؓ نے پہاڑ کے
اوپر چڑھ کر کفار کو دفع کیا۔ ابن اسحق نے کہا کہ ایسے وقت میں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی میں تھے، اور آپ کے اصحاب
میں سے وہ لوگ موجود تھے کہ ایک اوپر چڑھنے والی قریش کی
جماعت پہاڑ کے اوپر پہنچ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا

عہ اس کے بعد کا واقعہ یہ ہے کہ پھر آپ نے فرمایا کہ اے عُمیرؓ! تو کیوں آیا ہے تو اُس نے کہا کہ اُس قیدی کی وجہ سے آیا ہوں جو تمھارے قبضہ
میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلوار کیوں لٹکائی؟ اُس نے (ڈالنے کے لئے) جواب دیا کہ ہماری تلوار کا منہ کالا ہو کہ یہ کبھی ہمارے
کام نہ آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صحیح بات بتاؤ، بغیر سچ بولے پھٹکارا نہ لے گا۔ اُس نے کہا کہ اس مہم کے سوا میرا
اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے صفوان بن امیہ کے ساتھ بیٹھ کر شترگانِ بدر کو یاد نہیں کیا اور
جب کہ اُس نے تیرے قرض کو ادا تیرے اہل و عیال کی کفالت کو اپنے ذمہ لے لیا تو محمدؐ کے قتل کے لئے نہیں آیا یا تو اس مہم کے لئے
آئی ہے، لیکن میرے اور تیرے درمیان خدا مائل ہو گیا۔ (اس سے فاروق اعظمؓ کی یہ اہم فضیلت نکلی کہ خدا تعالیٰ ان کو حفاظتِ نبویؐ سے
اپنا چارہ اور آلہ بنایا) عُمیرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں اور اپنی انتہائی جہالت کی وجہ سے ہم آپ
کا انکار کر رہے تھے۔ آپ کی سچائی مجھ پر ظاہر ہو گئی کیونکہ اس بات کی میرے اور صفوان کے سوا کسی کو بھی خبر نہ تھی۔ اور اس کی آپ کو خدا کے سوا
کسی نے بھی خبر نہیں دی۔ اسی نے مجھے دولتِ اسلام سے مشرف کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو اسلام کے احکام سکھادو
اور قرآن کی تعلیم دو۔ اس کے بعد اس نے کھدائیں جلنے کی اجازت چاہی اور لوگوں کو خدا کی طرف آنے کی دعوت دینا شروع کر دی۔ اور ایک جماعت کثیر
اُس کے ذریعہ سے دولتِ اسلام سے مشرف ہوئی ۱۲ شواہد النبوة مولانا جامیؒ مترجمہ اشتیاق احمد عفی عنہ۔

یا اللہ! یہ تو ٹھیک نہیں کہ وہ ہم سے بلند ہو جائیں تو عمر بن الخطاب نے ایک جماعت ہمارے ساتھ لے کر ان سے قتال کیا یہاں تک کہ وہ پہاڑ سے نیچے آ کر دیے گئے، اس کا ذکر کیا ہے سیرت میں۔ دوسری یہ کہ اُمد سے واپس ہوتے وقت ابوسفیان نے نعرہ لگایا اُعلیٰ ہُبَل د بلند ہو لے ہبل یہ قریش کے بُت کا نام تھا، فاروق کی غیرت اسلام جوش میں آئی اور وہ اعلیٰ کلمۃ اللہ کا موجب مئی د کہ انھوں نے نعرہ لگایا اُعلیٰ و اُجل تیسری یہ کہ اس حادثہ میں یہ واضح ہو گیا کہ کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد اگر کسی کو سربراہ آوردہ شمار کرتے تھے تو حضرت فاروقؓ کو کرتے تھے۔ ابن اسحق نے کہا کہ ابوسفیان نے جب واپس ہونے کا ارادہ کیا تو پہاڑ کے اوپر چڑھا پھر بلند آواز سے چیخا اور کہا کہ ”لڑائی برابر سراہر کی ہو گئی یہ یوم بدر کے یوم کا جواب ہے۔ بلند ہو لے ہبل“ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُٹھو لے عمرؓ! اور اس کا جواب دو۔ تو عمرؓ نے نعرہ لگایا اللہ اعلیٰ و اُجل (اللہ سب سے بلند مرتبہ اور سب سے بڑا ہے) لڑائی برابر سراہر نہیں ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمھارے مقتول جہنم میں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو جواب دیا تو ابوسفیان نے کہا کہ لے عمرؓ! میری طرف آ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عمرؓ سے کہ جاؤ دیکھو کیا بات ہے؟ تو عمرؓ اس کے پاس پہنچے۔ تو ابوسفیان نے کہا کہ لے عمرؓ! میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کیا ہم نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے؟ عمرؓ نے کہا کہ بارخدا! نہیں اور وہ یقیناً تیری گفتگو سن رہے ہیں اب بھی۔ اُس نے کہا کہ تو میرے نزدیک ابن قتیہ سے زیادہ سچا اور زیادہ نیک ہے۔ ابن قتیہ لوگوں سے یہ کہہ رہا ہے کہ میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ خندق میں شریک ہوئے اور

اَلْهَم اِنَّ لَا يَنْفِي لِهَم اِنْ يَلُوْنَا فَقَالَ عُمَرُ بِنِ الْخَطَابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَرَمَلُ مَعَهُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ حَتَّى اُتِيتُوا مِنَ الْجَبَلِ ذَكَرَهُ فِي السِّيَرَةِ دَوْمَ اَنَّهُ ابُو سَفْيَانَ نَزَّيْكَ انْصَرَفَ اَزْ اُمدَ كَفَتْ اَمْلُ اَمْلُ فَارُوقُ بِنِ اَغِيْرَتِ اِسْلَامِ بِجُوشِ اُمدَ وَاَنْ تَوْبِ اَعْلَا كَلِمَةُ اللّٰهِ شَدَّ شَوْمُ اَنَّهُ دَرِيْنِ مَا دَثَ وَاَنْشَغَتْ اَنْ كَفَّارَ بَعْدَ اَنْ خَضِرَتْ صِلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعْدَ صَدِيْقِ اَكْبَرٍ اِذَا اَزْ كَسَ حِلْبَ مِيْكَرَ فَتَنَدَ اَزْ فَارُوقُ مِيْكَرَ فَتَنَدَ قَالِ ابْنِ اِسْحٰقُ اِنَّ اَبَا سَفْيَانَ مِيْنِ اَرَادَ اَلْاَنْصَرَفَ اَشْرَفَ صِلَ اَلْجَبَلِ ثَمَّ مَرَضَ بَاسْلَ صَوْتَهُ فَقَالَ اِنَّ الْحَرْبَ بَجَالِ يَوْمَ يَوْمٍ بَدْرُ اَمْلُ هُبَلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صِلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْ يَا عُمَرُ فَاجِبْ فَقَالَ اللّٰهُ اَعْلَى وَاَجْلُ اَلْاِسْوَا قَتْلَانَا فِي الْبَحْتِ وَقَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ فَلَمَّا اَجَابَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَبَا سَفْيَانَ قَالِ لَوْ اَبُو سَفْيَانَ بَلَمَ اَلَا يَا عُمَرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صِلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعُمَرُ اَشْتَبَهَ فَاَنْظَرَ مَا شَاؤَ فَقَالَ ابُو سَفْيَانَ اَشْدَكَ اللّٰهُ يَا عُمَرُ اَقَتَلْنَا مُحَمَّدًا قَالِ اَللّٰهُمَّ لَا دِيْنََ لِيَسْمُوْ سَلَامَكَ اَلْاَنَ قَالِ اَنْتَ اَمْدَقُ عُنْدِيْ مِنْ اِبْنِ قُتَيْبَةَ وَاَبْرُ يَقُوْلُ اِبْنِ قُتَيْبَةَ لِهَم اِنِّيْ قَتَلْتُ مُحَمَّدًا وَاَزَا اَعْمَلُ اَنْتَ كَذَبُ غَزْوَةِ خَنْدَقٍ حَاضِرُ شَدَّ

مساعی جیلہ دران واقعہ بکار بردہ کیے تاکہ محافل
 طرخی از خندق عہدہ وے بود والاں مسجد بنام
 اور رضی اللہ عنہ درانجا بنا کردہ اند دوم آنکہ اہل سیر
 نوزشتہ اند کہ فاروقؓ وزیرؓ روزے از روز ہائی
 خندق بر جماعت کفار حملہ آور دند و آن ہمار از ہم
 متفرق ساختند دران میان ضرابن الخطاب باز
 گشت و نیزہ بجای عمر کشید بعد از آن نیزہ را
 باز گرفت و گفت این نعمت مشکورہ است کہ بر تو
 ثابت کردم سوگم آنکہ در بعض آیام خندق بسبب
 اہتمام پشغل و دفع کفار نماز عصر از حضرت فاروقؓ
 فوت شد و تا شنے عظیم ازین وجہ بخاطرش
 راہ یافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود را
 دران وقت ہمراہ او عہ فرمودند و این شفقت
 علاج تا شفش ساختند عن جابر بن عبد اللہ
 ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جاریوم الخندق
 بعد ما غربت الشمس جعل یسب کفار
 قریش و قال یا رسول اللہ ما کدت ان اُصلی
 حتی کادت الشمس تغرب قال النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم واللہ ما صلیتہا فتر لنا مع النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم بلحان فتوحاً للصلوة و ترمنا
 لہا نصف العصر بعد ما غربت الشمس ثم صلی بعد صا
 المغرب افترج البخاری و از اجملہ آئست کہ در غزوہ
 بنی مصطلق حاضر شد و سعبا مصروف
 داشت بچند وجہ کیے آنکہ اہل
 سیر ذکر کردہ اند کہ

اس واقعہ میں کار ہائے نمایاں انجام دیئے۔ ایک یہ کہ خندق کی ایک
 جانب کی حفاظت اُن کے ذمہ تھی اور اب بھی وہاں ایک مسجد موجود
 ہے جو عمر رضی اللہ عنہ کے نام سے وہاں بنائی گئی ہے۔ دوسرا یہ
 کہ اہل سیر نے کھلمے کہ خندق کے دنوں میں سے ایک دن فاروقؓ
 اور زبیرؓ نے کفار کی جماعت پر حملہ کیا اور اُس کو درہم برہم کر دیا
 اور اسی دوران میں ضرابن الخطاب پلاٹا اور عمرؓ کی طرف نیزہ کھینچا
 اور پھر اُس کو روک لیا اور کہا کہ یہ میرا قابلِ شکر احسان ہے جو
 میں نے تجھ پر قائم کیلئے۔ پیشتر یہ کہ خندق کے بعض آیام میں دفع
 کفار کے اہتمام و مشغولیت کے سبب حضرت فاروقؓ کی نماز
 عصر فوت ہو گئی اور اس وجہ سے بہت بڑا افسوس و رنج آپ
 کے دل میں پیدا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت
 اپنے کو اُن کے ہمراہ شمار کیا اور اس شفقت کے ساتھ آپ کے
 تأسف کا علاج فرمایا۔ ثروٹی ہے جابر بن عبد اللہؓ سے کہ عمر بن
 الخطاب رضی اللہ عنہ یوم خندق میں آفتاب غروب ہونے کے بعد
 آتے اور کفار قریش کو گالیاں دینا شروع کر دیں اور کہنے لگے
 کہ یا رسول اللہ! مجھے اتنا موقع نہ ملا کہ نماز پڑھ لوں یہاں تک کہ
 آفتاب غروب ہونے لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واللہ
 نماز عصر میں نے بھی نہیں پڑھی تو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ساتھ بلحان میں اُترے (بلحان مدینہ کے ایک نالے کا نام ہے)
 آپؐ نے نماز کے لئے وضو کی اور ہم سب نے وضو کی پھر عصر
 کی نماز پڑھی غروب آفتاب کے بعد پھر اس کے بعد مغرب کی
 نماز پڑھی، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ
 ہے کہ عمرؓ غزوہ بنی مصطلق میں حاضر ہوئے اور بڑی کوششوں
 میں لگے ہوئے تھے (اس میں بھی) چند خاص وجوہ کے ساتھ
 (فضیلت حاصل ہوئی) ایک یہ کہ اہل سیر نے ذکر کیا ہے کہ

مقدمہ لشکر ابلود و جاسوسی را از طرف کفار
کرد و احوال آنها از مے استفسار نمود بعد ازان
اورا بکشت و باین جهت رعب عظیم بر دل کفار
افتاد و دم آنکہ در مین قتال فاروق مامور
شد بآنکہ نیدارد و دادند کہ ہر کہ کلمہ اسلام
بگوید از تعرض مامون باشد سوّم آنکہ
جہاہ غفاری اجیر فاروق با اعرابے
در مناقشہ افتاد اعرابی بعبد اللہ
ابن اُبی منافق رجوع آورد و وے
بکلمات نفاق آمیز آتش نفاق خود
را دو بالا ساخت و زید بن ارقم آن
کلمات را بعرض آنحضرت صلّی اللہ
علیہ وسلم رسانید و غیرت حضرت
فاروق بچوش آمد و قصد ایقاع بان
منافق نمود و منافقان در صدہ
عذر آمدند خدائے عزّ و جلّ در باب تصدّق
قول زید بن ارقم و تحسین رستے فاروق
در نقد کہ منافق مستحق امانت است
در دنیا و مستوجب عقوبت در آخرت اگرچہ
آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم افادہ فرمودند کہ
بجہت مصلحت اجترار از تفرق کلمہ
مسلمین و توحش داخلان در اسلام
سزا کردار او در کنار او نہادند
آیات نازل فرمود
إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ

مقدمہ الجیش کے افسر وہی تھے اور انھوں نے کفار کا ایک جاسوس
گرفتار کیا تھا اور اُن کے احوال اُس سے دریافت کئے تھے
اس کے بعد اُس کو قتل کر دیا اس وجہ سے کفار کے دل پر بڑا
رعب واقع ہو گیا۔ دوسری یہ کہ خاص قتال کے وقت حضرت
فاروقؓ اس پر مامور ہوئے کہ یہ نہ کر دیں کہ جو کلمہ اسلام کہے گا
اُس سے تعرض نہ کیا جائے گا۔ تیسری یہ کہ جہاہ غفاری کا جو
حضرت فاروقؓ کے اجیر تھے ایک اعرابی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا۔
اعرابی نے عبد اللہ بن اُبی منافق کی طرف رجوع کیا اور اس نے
نفاق آمیز کلمات کے ساتھ اپنی آتش نفاق کو بھڑکایا۔ ابو
زید بن ارقم نے اُن کلمات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حد
میں پہنچا دیا اور حضرت فاروقؓ کی غیرت جوش میں آئی اور
آپ نے اُس منافق کو مارنے کا ارادہ کیا اور منافق لوگ عذر
و معذرت کرنے لگے (اور انھوں نے زید بن ارقم کو جھٹلایا)
تو خدائے عزّ و جلّ نے زید بن ارقم کے قول کی تصدیق اور حضرت
فاروقؓ کی اس بائے میں تحسین کے سلسلہ میں کہ منافق
بیشک دنیا میں امانت کا مستحق ہے اور آخرت میں عذاب کے
قابل، اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کلمہ
مسلمین میں تفریق سے بچنے کی مصلحت اور اسلام میں داخل
ہونے والوں کو توحش سے بچانے کے لئے (کہ کسی نو مسلم کو
یہ خوف نہ پیدا ہونے لگے کہ کہیں مجھے منافق قرار دے کر
قتل نہ کر دیا جائے)، درگزر کیا جائے اُس شخص کے کردار کی سزا
اُس کو نہیں دی، یہ آیات نازل فرمائیں إِذَا جَاءَكَ
الْمُنَافِقُونَ (۷۳: تا ۸۱) (پورا کو ع اسی کے بائے میں
ہے آخر میں ارشاد فرمایا گیا ہے یہ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو
لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جمع ہیں اُن پر

کچھ خرچ مت کرو یہاں تک کہ یہ آپ ہی منتشر ہو جائیں گے اور ان کا یہ کہنا جہل محض ہے کیونکہ اللہ شہری کے ہیں سب بخیر لے آسمانوں کے اور زمین کے و لیکن منافقین سمجھتے نہیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ میں لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا و ماں سے ذلت والے کو باہر نکال دے گا حالانکہ عزت تو اللہ ہی کی ہے اور اس کے رسول کی اور مومنین کی لیکن منافقین جانتے نہیں (۱) اور یہ قصہ تفصیل کے ساتھ معالم التنزیل وغیرہ میں موجود ہے۔ چوتھی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حادثہ میں حضرت فاروق رضی کو ایک عجیب رمز سے آگاہ فرمایا جو کہ ملک داری کے اصول میں بہت کار آمد ہے۔ ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا مامم بن عمر نے کس عبد اللہ بن ابی (د منافق) کا بیٹا عبد اللہ (جو سچا مسلمان تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اُس اطلاع کی بنا پر جو عبد اللہ بن ابی کے بارے میں آپ کو پہنچی آپ اُس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں تو اگر آپ کو ایسا کرنا ضروری ہے تو آپ مجھے اس کا حکم دیں میں آپ کے پاس اُس کا سر لے آؤں گا۔ کیونکہ خدا کی قسم تمام (قبیلہ) خزرج جانتا ہے کہ اُن کے تمام مردوں میں اپنے باپ کا خدمت گزار مجھ سے زیادہ کوئی نہیں ہے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ کسی دوسرے کو حکم دیں گے اور وہ اُس کو قتل کرے گا تو میرا نفس مجھے نہ چھوڑے گا کہ میں عبد اللہ بن ابی کے قاتل کو دیکھتا رہوں کہ وہ لوگوں میں چل پھر رہا ہے پھر میں اُس کو قتل کر دوں تو میں ایک مومن کو کافر کے بدلے میں قتل کروں گا اور جہنم میں داخل ہوں گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہم اس کے ساتھ نرمی کریں گے اور جب تک (د بظاہر) ہمارے ساتھ ہے گا ہم اُس کے ساتھ حسین صحبت قائم رکھیں گے۔

و القصة مبسوطة في معالم التنزيل وغيره
 پہلے چہارم آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاروق رضی را درین حادثہ رمزے عجیب کہ در باب ملک داری بکار آید ارشاد فرمودند قال ابن اسحق فحدثني ماصم بن عمران عبد الله بن عبد الله بن أبي آتة رسول الله صلي الله عليه وسلم فقال يا رسول الله ان قد بلغني انك تريد قتل عبد الله بن أبي آتة فيما بلغك عنه فان كنت لابدا فاعلا فمرني به فانا آتميل اليك راسه فوالله لقد عليت الخزرج ما كان بها من رجل أبر بوالديه مني اني اخشع ان تأمر غيري فيقتله فلا تدعني نفسي ان انظر الي قاتل عبد الله بن أبي آتة تمشي في الناس فأتشه فأتشل مؤمنا بكافرا فادخل النار فقال رسول الله صلي الله عليه وسلم بل تترقب به و تحسن صحبته ابقه معنا

و جعل بعد ذلك اذا احدث الحمد كان
 قومه الذين يعاتبونه و ياخذونه و يعنفونه فقال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم لعمر بن الخطاب رضي
 الله عنه حين بلغ ذلك من شأني كيف ترى
 يا عمر ام والله لو قتلتني يوم قتلت لي اقله
 لا اريد له آيافاً و لو امرتكم اليوم بقتله
 لقتلته قال قال عمر رضي الله عنه
 قد والله علمت لا امر رسول الله صلى
 الله عليه وسلم اعظم بركة من امره
 و اذا جملة آنتت که در حدیبیہ حاضر
 بود و آنجا فضائل بے حساب نصیب
 او شد یکے آنکہ حمیت اسلام بر حضرت
 فاروق غلب کرد و بتربیت آنحضرت
 صلی الله علیه وسلم تسکین یافت
 قال ابن اسحق فلما التأم الأمر ولم يبق
 بينهما الا الكتاب و ثبتت عمر بن الخطاب
 رضي الله عنه فاته ابابكر رضي الله
 عنه فقال يا ابابكر اليس بر رسول الله صلى الله
 عليه وسلم قال بلى قال او لستنا بالمسلمين
 قال بلى قال اوليسوا بالمشركين
 قال بلى قال فعلام قطع الدنية

اب اس کے بعد یہ ہونے لگا کہ جب بھی عبداللہ بن ابی کوئی نیا شوشہ
 اٹھاتا تو اُس کی قوم کے لوگ ہی اُس پر عتاب کرنے لگتے اور اس
 پر گرفتیں کرنے لگتے اور اس کو دھمکانے لگتے تو رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے جب آپ کو
 ان لوگوں کے اس حال کی اطلاع پہنچی فرمایا کیا راتے رکھتے ہو
 اے عمر کیا واللہ اگر تم اس کو قتل کر دیتے جس دن تم نے مجھ
 سے کہا تھا کہ میں اسے قتل کروں گا تو اب تم پر لرزہ خیز حال پیش
 آجاتا؟ اور اگر میں اُس دن تمہیں اُس کے قتل کا حکم دیدیتا تو
 تم اُس کو قتل کر دیتے (راوی نے) کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے
 عرض کیا بیشک واللہ میں سمجھ گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا امر عظیم البرکت ہے میرے ام سے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے
 کہ حدیبیہ میں حاضر تھے اور اُس جگہ بے حساب فضائل اُن کے
 حصہ میں آئے۔ ایتا یہ کہ حمیت اسلام نے حضرت فاروق پر
 غلبہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے تسلی پائی۔
 ابن اسحق نے کہا کہ جب پورا معاملہ طے ہو چکا اور دونوں کے درمیان
 بجز تحریر کے کوئی باقی نہ رہی تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
 کو پرٹے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ اے
 ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا وہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں ہیں؟
 انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ پھر کہا کہ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟
 ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں۔ پھر کہا کیا وہ مشرکین تھیں ہیں؟
 انھوں نے کہا کیوں نہیں ہیں۔ کہا کہ پھر کس بنا پر ہم اپنے دین میں

اس روایت میں حضرت فاروق رضی کا اول حضرت صدیق رضی کے پاس جا کر گفتگو کرنے کا ذکر ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
 پہنچنے کا۔ لیکن صحیح بخاری کی اُس روایت میں جو مناقب صدیق رضی گزر چکی ہے یہ ہے کہ اول آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تھی
 اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تھے۔ بہر حال اس اختلاف سے اصل مقصد پر اثر نہیں پڑتا۔ حضرت فاروق رضی کی یہ منقبت کہ آپ اس
 موقع پر عزت اسلام کے لئے دُور دُور پہنچ کر رہے تھے دونوں سے ثابت ہے ۱۲ مترجم

فی دیننا قال ابو بکر یا عمر الزم غزوة
فانی اشہد انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال عمر وانا اشہد انہ رسول اللہ
ثم اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال یا رسول اللہ ائت است بر رسول اللہ
حقاً قال بل قال اولسوا بالمشرکین قال
قال بل قال اولسوا بالمشرکین قال
بل قال فعلام نعط الدنئیة فی
دیننا قال انا عبد اللہ ورسولہ
لن اُخالف امرہ ولن یفیتنی قال
فکان عمر رضی اللہ عنہ یقول
مازلت آموم و آقصی و اُصلی
و اُعتق من الذی صنتت یومئذ
مخافة کلام الذی تمکلت بہ
حتی رجوت ان یشکون خیراً و
قال ابن اسحق فوثب عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ مع ابی
جندل یشی الی جانبہ ویقول
امبر یا جندل فانما ہم المشرکون
وانما دم احدہم دم کلک قال ویدی قائم
السیف قال یقول عمر رضی اللہ عنہ رجوت ان یأخذ السیف فیضرب بہ
اباہ قال فیقول ابیہ و فیذیت القنصیہ و یدیر
اکثر قال نزل اللہ سکتہ علی
رسولہ و علی المؤمنین

عیب لگائیں۔ ابو بکر نے کہا کہ اے عمرؓ بس اُن کی رکاب پکڑے
رکھو میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم
عمرؓ نے کہا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔
پھر عمرؓ پہنچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور کہا
یا رسول اللہ! کیا آپ اللہ کے سچے رسول نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں
نہیں۔ پھر کہا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ پھر کہا
کیا وہ مشرک نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ عرض کیا کہ پھر ہم کس
بنار پر اپنے دین میں عیب لگائیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کا
بندہ اور اس کا رسول ہوں میں ہرگز اُس کے حکم کے خلاف نہ
کروں گا اور وہ ہرگز مجھے ضائع نہ کرے گا۔ (راوی نے) کہا تو
عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں روزے رکھتا اور صدقہ دیتا
رہا اور نوافل پڑھتا رہا اور غلام آزاد کئے اُس بات کی وجہ سے
جو میں اُس دن کر گزرا (یعنی) اپنی اُس گفتگو کے خوف سے جو
میں نے اُس دن کی تھی یہاں تک کہ مجھے امید ہو گئی کہ خیر ہوگی۔
ابن اسحق نے کہا کہ پھر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جا پہنچے ابو جندل
کے پاس اور اس کے ساتھ اُس کے ایک پہلو کے قریب چلنے لگے اور
کہتے جاتے تھے کہ ابو جندل صبر کر یہ لوگ تو مشرک ہیں اور ان میں
سے ہر ایک کا خون گتے کے خون کے برابر ہے (عمرؓ نے) کہا
اور میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ تھا (راوی نے) کہا کہ عمر رضی
اللہ عنہ نے کہا کہ میں یہ امید کرتا تھا کہ یہ مجھ سے تلوار لے لیگا اور
پھر اس کو اپنے باپ پر مارے گا مگر اس شخص نے اپنے باپ کے
ساتھ ایسا کرنے سے اجتناب کیا اور جو قضیہ میں رہا تھا وہ ختم ہو گیا۔
دوسری تفصیل یہ کہ آیت فَاَنزَلَ اللہُ سَکِیْنَتَہُ عَلَیْہِمْ (۱۶:۲۸)
سوال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مؤمنین کو اپنی طرف سے تحمل

۱۲ یہ حدیث اس سے زیادہ تفصیل کے ساتھ مناقب مدین میں پہلے گزر چکی ہے وہاں اس کی شرح تحریر کر دی گئی ہے دیکھ لی جاتے ۱۲

وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَرَجَحَ أَوَازِلَ
شَدِّ سَوْمِ أُنْكَ وَقَبْتِ مَرَاجَعَتِ لِسُوتِي مَدِينِ
سُورَةُ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ أَهْلَ الْبَيْتِ صَلَّيْ عَلَى النَّبِيِّ
وَسَلَّمَ أَوَّلَ بِنَارِ دُوقِ بِنَارِ خَوَانِدِ وَبَايِنِ تَشْرِيفِ اَوَّلِ
اَزْمِيَانِ اصْحَابِ مَتَازِ سَاخْتِ گُویَا حُكْمَتِ
دَرِیْنِ صُورَتِ آنِ بُوْدِه بَاشَدِ كِه حُفَرَتِ
فَارُوقِ احْكَامِ اَوَّلِ فُطُوحِ غُلَبَاتِ رَابِشَنَاسِدِ
اَخْرَجَ مَالِكٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ اِسْمَاعِيلَ عَنْ اِسْمَاعِيلَ
اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيرُ
فِي بَعْضِ اَسْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ
لَيْلًا فَسَأَلَ عُمَرَ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ
سَأَلَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ لَكَ اُنْكَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذِكْرٍ
لَا يُجِيبُكَ قَالَ عُمَرُ فَمَرَّكَتُ بَعِيرِي
حَتَّى اِذَا كُنْتُ اِمَامَ النَّاسِ وَ
خَشِيتُ اَنْ يَنْزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ قَالَ
مَا تَشَبَّهْتُ اَنْ سَمِعْتُ صَارِعًا يَصْرُخُ
بِیْ قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ اَنْ يَكُونَ نَزْلُ
فِيَّ قُرْآنٌ قَالَ فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّي
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّيْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ
لَقَدْ اُنْزِلَتْ اُمْلِي فِيْ هَذِهِ اللَّيْلَةِ
سُورَةُ اٰیٰتِ احِبِّ اِلَى مَا طَلَعَتْ
عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ

عطا کیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کلمہ تقویٰ پر جمائے رکھا۔
اُن کے حق میں نازل ہوئی۔ تیسری یہ کہ مدینہ کی طرف واپسی کے
وقت سورہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ اَنْصَحْرَتِ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے اَوَّلِ
فاروق رضی اللہ عنہ کو سنائی اور اس عزت افزائی سے ان کو تمام
اصحاب میں ممتاز فرمایا۔ گویا اس صورت میں یہ حکمت ملحوظ ہوگی کہ
حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی قسموں کے احکام کو پہچان لیں (غلبت)
کی تشریح لگے (آ رہی ہے) مالک نے روایت کیا یزید بن اسمعیل
وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم
اپنے ایک سفر میں (اونٹ پر) تشریف لے جا رہے تھے اور عمر بن الخطّاب
رات کے وقت آپ کے ساتھ جا رہے تھے تو آپ سے عمرؓ نے
کسی بات کو پوچھا تو اُن کو رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے
جواب نہ دیا۔ پھر آپ سے وہی سوال کیا تو پھر آپ نے اُن کو
جواب نہ دیا۔ پھر آپ سے وہی سوال کیا تو پھر آپ نے اُن کو
جواب نہ دیا۔ تو عمرؓ نے (اپنے دل میں) کہا کہ اے عمرؓ! تجھے
تیری ماں روئے تو نے التجا کی رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم
سے تین مرتبہ اور کسی مرتبہ میں بھی آپ نے تجھے جواب نہ دیا۔
عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی (اور آگے
بڑھا دیا) یہاں تک کہ سب لوگوں سے آگے پہنچ گیا۔ اور مجھے
یہ ڈر لگا کہ میرے بائے میں کوئی آیت نازل ہو جائے۔ فرمایا کہ
پھر کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میں نے سنا کہ ایک چیخنے والا مجھے
پکار رہا ہے۔ کہا کہ میں نے (دل میں) کہا کہ میں تو پہلے ہی ڈر رہا
تھا میرے بائے میں قرآن نازل ہوا ہو گا۔ کہا کہ میں رسول
اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور آپ کو سلام کیا
تو فرمایا کہ اس رات میں مجھ پر ایسی سورت نازل ہوتی ہے جو مجھے
زیادہ پیاری ہے ہر اُس چیز سے جس پر آفتاب طلوع ہوا۔ پھر آپ

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا یہاں دو نکتہ پہچان لینے چاہئیں
پہلا یہ کہ غلبہ سے یہ مراد ہے کہ جب نور ایمان قلب کے ساتھ
گھل مل جائے اور نور ایمان اور طبعیت قلب کے درمیان
ایک داعیہ پیدا ہو جائے کہ اس چیز کا روکنا جس کا موجب وہ
داعیہ ہے قدرت سے باہر ہو اور اُس داعیہ کے غالب آجائے
کی وجہ سے شریعت اور عقل کے بعض آداب بھی نیچے گر جائیں
اور غلبہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ غلبہ ہے جو پھوٹ نکلتے
والا ہوتا ہے قلب کے ایسے نکتہ کے زیر حکم آ جانے سے جو کہ
اُس نے شرع سے حاصل کیا ہے اگرچہ بصورت موجودہ پسند
نہ ہو جیسا کہ "مخلوق خدا پر شفقت" کے داعیہ کے زیر حکم ابولباب
کے قلب کا مغلوب ہو جانا جس وقت میں کہ انہوں نے بنو قریظہ
کو اشارہ کر دیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو قتل
کریں گے اور خلق اللہ پر شفقت تمام مواقع میں اگرچہ محمود
ہے مگر چونکہ اس جگہ وہ اعلاء کلمۃ اللہ کے مفارض واقع
ہوئی اس لئے پسندیدہ الہی نہ ہوئی۔ دوسرا غلبہ اُس داعیہ
الہیہ کا ہے جو بعض چوٹی کے مقامات سے بجلی کی شعلہ کے
مرتبہ میں دل پر گرتا ہے اور دونوں مرتبوں میں بہت بڑا بند
ہے اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے دونوں مرتبوں کے غلبہ کا حال
ظاہر کیا ہے۔ آپ کے اوپر جس غلبہ نے حمیت اسلام کی جہت سے
حدیبیہ میں زور مارا تھا اور وہ درحقیقت مصلحت کلیہ کے خلاف
تھا اس کے بارے میں آپ نے فرمایا فَازَلْتُ اَصُومَ وَالتَّصَدَّقَ
یعنی اس غلبہ کی حالت کفائے کی محتاج ہوئی اور ابن اُبی سنان
کی موت کے قضیہ میں فرمایا کہ میں گھوم کر بالمقابل جا کھڑا ہوا
اور میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ اس پر نماز پڑھیں گے
حالانکہ اس نے فلاں دن ایسا اور ایسا کہا تھا اور فلاں دن یہ کہا تھا

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا اینجا دو نکتہ باید
شناخت یکی آنکہ غلبہ عبارت از است
کہ چون نور ایمان با قلب مخالفت نماید
در میان نور ایمان و طبعیت قلب داعیہ متولد
شود کہ اسکا از موجب آن مقدر نباشد
و بسبب غلبہ آن داعیہ از بعض آداب شرع
و عقل فرود آفتد و غلبہ بر دو نوع میباشد
غلبہ منجس از انقیاد قلب نکتہ را کہ از
شرع نفی کرده است اگرچہ در صورت
حال مرضی نباشد مانند انقیاد ابوبکر داعیہ
شفقت بر خلق اللہ را ہنگامے کہ برای بنو قریظہ
اشارہ کرد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایشان
را خواہد کشت و شفقت علی خلق اللہ دسائر
مواضع ہر چند محمود است چون اینجا مفارض اعلاء
کلمۃ اللہ واقع شد مرضی الہی نیفتاد و غلبہ
داعیہ الہیہ کہ از بعض مواضع شایعہ بنزلہ شعلہ برقی
بر دل میریزد و نشان بین المرتبتین و حضرت فاروق
بیان حال ہر دو غلبہ کردہ است برائی غلبہ کہ در حدیبیہ از
جہت حمیت اسلام جو شدید و بحقیقت خلاف مصلحت
کلیہ بود گفتہ است فَازَلْتُ اَصُومَ وَالتَّصَدَّقَ الخ
یعنی حال این غلبہ محتاج کفارت شد و در قضیہ
موت ابن اُبی گفتم است فَتَحْتُ لَكَ حَتَّى
قَمْتُ فِي صَدْرِهِ وَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
اَنْتَ عَلٰی هٰذَا وَ قَدْ قَالَ
يَوْمَ كَذَا كَذَا وَ كَذَا

اُمِّ اَيَمَ قَالَ فَجَبَّتْ لِي وَجَرَّتْ لِي
 فرق درمیان این دو کلمہ ملاحظہ میباید کرد
 بسیار است کہ بر سالک یکی ازین دو قسم
 با دیگرے مشتبہ شود و فہم او برائے حلّ این
 اشتباہ کفایت نہ نماید و این اشتہ مزلّہ
 الاقدام است حضرت فاروق را چندین
 دفعہ اشتباہ درمیان غلبات واقع شدہ
 بود و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میان
 آنہا تمیز فرمودند تا آنکہ حضرت فاروق
 درین باب حدائق پیدا کرد و بعد از ان
 اشتباہ روئی داد انگاہ محدّث کامل
 گشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اشارہ خفیہ باین معنی فرمودہ اند جائیکہ
 بلفظ تعلیق واقع شدہ لقد کان فیما کان
 قبلكم محدّثون فان یکن من امتی فعمروا
 اعلم و صدیق اکبر را در غلبات کم بود کہ اشتباہ
 واقع شود و این یکے از وجوہ از حقیقت اوست
 بر فاروق در ذیل این نکتہ باید دانست کہ امر
 دوائی مشابہت تمام دارد بامر رویا ہر دو امر فی
 ہست نازل از آجائز شایعہ لیکن رویا نزدیک
 تعطیل حواس نمود از میگرد و داعیہ با وجود استقلال
 حواس بر روتے کارے آید و در رویا
 مطرح شعاع بالاصالۃ عقل میباشد و
 و در دوائی مطرح آن قلب چنانکہ در رویا
 اضغاث احلام و تشییخ اخلاق و اعمال

اُس کے دنوں کو شمار کرنے لگا۔ فرماتے ہیں کہ پھر مجھے اپنے اوپر اور
 اپنی جرات پر تعجب ہوا۔ تو ان دونوں کلموں کے درمیان جو فرق ہے
 اُس کو بخوبی ملحوظ کر لینا چاہیے۔ ایسا بکثرت ہوتا ہے کہ سالک پر ان
 دونوں قسموں میں سے ایک قسم کا دوسری پر اشتباہ ہو جاتا ہے
 اور اُس کی فہم اس اشتباہ کے حل کے لئے کفایت نہیں کرتی اور یہ
 اقدام کی سخت لغزش کا موقع ہے۔ حضرت فاروقؓ کو کتنی ہی مرتبہ
 غلبات کے درمیان اشتباہ واقع ہوا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ان کو الگ الگ کر کے دکھادیا۔ یہاں تک کہ حضرت
 فاروقؓ اس باب میں پورے تجربہ کار ہو گئے پھر آپ کو کوئی اشتباہ
 نہیں ہوتا تھا اُس وقت آپ محدّث کامل ہو گئے۔ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے ایک دقیق اشارہ اس حقیقت کی طرف کیا ہے جہاں کہ
 کلمہ شرط واقع ہوا (یعنی اس ارشاد میں) لقد کان فی ما کان فی
 محدّثون فان یکن من امتی فعمروا یعنی جو امتیں تم سے پہلے ہو چکی ہیں
 ان میں محدّث (صاحب کشف) ہوتے تھے اگر میری امت میں
 سے کوئی ہے تو عمر رہے) واللہ اعلم۔ اور صدیق اکبرؓ کو غلبات میں
 کم اشتباہ واقع ہوا اور فاروقؓ پر ان کی افضلیت کی وجہ میں
 سے ایک یہ وجہ بھی ہے۔ اس نکتہ کے ذیل میں یہ جاننا چاہیے کہ
 داعیوں کا معاملہ خواب کے معاملہ سے پوری مشابہت رکھتا ہے۔
 دونوں امر ایک فیض ہوتے ہیں جو چوٹی کے مقامات سے آتا ہے
 لیکن دونوں میں یعنی داعیہ اور رویا میں یہ فرق ہے کہ رویا
 حواس کے معطل ہونے کے وقت نمودار ہوتا ہے اور داعیہ حواس
 کے بجا ہونے کے باوجود پیدا ہوتا ہے اور دوسرا فرق یہ ہے
 کہ رویا میں (فیض کی) شعاع کے گرنے کا محل بالاصالۃ عقل
 ہوتی ہے اور دوائی میں اُسکے گرنے کا مقام قلب ہوتا ہے۔
 جس طرح کہ رویا میں اضغاث احلام اور اخلاق و اعمال کا

مثالی صورتوں کے ساتھ نظر آنا، یا فرشتے کی طرف سے فیض کا نازل ہونا، (یہ امور) مشتبہ ہو جاتے ہیں اور اشتباہ کا حل دشوار ہو جاتا ہے کہ یہ فیصلہ کیا جاتے کہ یہ روایا مذکورہ بالا انواع میں سے کس نوع سے تعلق رکھتا ہے، یہی اشتباہ دواعی میں پیش آتا ہے، ایک داعیہ ہے جو جاری ہونے والا ہے طبیعت اور مادات اور مآلوفات (یعنی نفس کے مرغوبات) سے، اور ایک داعیہ ہے جو پیدا ہونے والا ہے نور ایمان اور طبیعت قلب کے درمیان سے اس حالت میں جب کہ وہ کسی نکتہ پر جو شریعت سے اُس نے حاصل کیا اور پورے طور پر اس پر جم چکا ہے (یہ داعیہ مشتبہ ہو جاتا ہے) اُس داعیہ کے ساتھ جو نازل ہونے والا ہے صدق و حق کے منبع سے (جو چوٹی کا مقام ہے) اور اشتباہ کا حل دشوار ہو جاتا ہے۔ جب اللہ عز و جل کی مدد سے اشتباہ منقطع ہو جائے اور حق باطل سے ممتاز ہو جائے تو وہ داعیہ اور روایا قابل اعتماد ہو جاتا ہے اور بغیر اس کے غار دار شاخ پر ہاتھ ملنے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ یہ قطعی طور پر معلوم ہے کہ صحابہ ہدایت کو اپنی طرف سے نہیں لائے (یعنی از خود ہدایت یافتہ نہیں بنے) بلکہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس قدسیہ کی تاثیر سے ہدایت یافتہ بنے۔ جیسا کہ اللہ عز و جل نے فرمایا ہے وَإِنَّمَا لَهْدَى إِلَهُ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (اور بیشک آپ صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتے ہیں) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس مطہرہ کی تاثیر ان حضرات میں (مختلف طریقوں سے ہوتی تھی) کبھی صرف امر و نہی کے ارشاد فرمادینے سے۔ اور کبھی غضب اور دھمکی کی آمیزش سے۔ اور کبھی صرف صحبت سے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تنبیہ کرنا اور دھمکانا بھی مرتبہ سعادت پر پہنچنے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے اور اُس کو صحابہؓ کی مناقبِ عظیمہ میں سے ایک

بصور مثالیہ بافیض نازل از ملک رویا مشتبہ می شود و حل اشتباہ متعذر می گردد همچنان در دواعی داعیہ منجمہ از طبیعت نفس و از مادات و مآلوفات و داعیہ متولدہ در میان نور ایمان و طبیعت قلب نزدیک افتاد آن نکتہ کہ از شرط تلقی نموده با داعیہ نازل از منبع صدق و حق مشتبہ می شود و حل اشتباہ متعذر میگردد چون بعون اللہ عز و جل اشتباہ منقطع شد و حق از باطل ممتاز گشت آن داعیہ و آن روایا قابل اعتماد می باشد و لکن دون ذلک خرط القتاد نکتہ دوم آنکہ معلوم بالقطع است کہ صحابہ از نزدیک خود ہدایت را نیادردہ اند بلکہ ہمہ تاثیر نفس قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہندی گشتند کما قال عز من قائل وَإِنَّمَا لَهْدَى إِلَهُ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ و تاثیر نفس مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ایشان گاہے بتقریب امر و نہی فقط می باشد و گاہے باقران غضب و تہدید و زمانے بمجرد صحبت پس تنبیہ و تہدید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یکے از اسباب وصول بمرتبہ سعادت است و آن را یکے از مناقبِ عظیمہ صحابہؓ

میں بہت شہرہ و بلند اسخفرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ
 است اللہم انی بشر ایاہما مسلم اذینہ شمت
 ضربتہ فاجعلہ رمتہ او کما قال و اگر نفس بعض
 از صحابہ بوجہ مخلوق شد باشد کہ بغیر تقریب
 تخویف و تہدید باصل مقصد اسخفرت صلی اللہ
 علیہ وسلم ہمتی شود و بمرضی فی صلی اللہ علیہ وسلم
 متمثل کرد و ان از عنایات حق است کہ بطریق بند
 بعضی را بان بر میگزیند در تہذیب و تربیت حضرت
 فاروقؓ چندین دفعہ عُنْف و تہدید از اسخفرت
 صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر شدہ است چنانکہ در قرأت
 او نسخہ توریت واقع شد و نسبت حضرت صدیق
 ازین قسم معاملہا بسیار کم بظہور آمد و این نیز وجہ
 از وجہ افضلیت صدیق اکبر است واللہ اعلم
 و از انجملہ آنست کہ در غزوہ خیبر اثر جمیل
 نصیب فاروقؓ گشت بوجہ بسیار یکی آنکہ اہل سیر
 ذکر کردہ اند کہ درین غزوہ مینہ لشکر موقوف
 بحضرت فاروقؓ شد دیگر آنکہ ہر شبی تعہد
 حراست لشکر بیکے از صحابہ مقرر می شد شبے
 کہ نوبت حراست فاروقؓ اعظمؓ بود یہود
 بردست فی رضی اللہ عنہ افتاد و پیش اسخفرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اورا برد و اسخفرت
 احوال خیبر از دے استفسار فرمود و این معنی
 سبب فتح خیبر شد سوم آنکہ اسخفرت صلی اللہ
 علیہ وسلم در حق شخصے فرمود رحمہ اللہ
 فلانا فاروقؓ بحکس ذہن معاملہ الہی

منقبت شمار کرنا چاہیے اور اسی بنا پر اسخفرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 اللہم انی بشر الخ یعنی یا اللہ میں بشر ہوں جس مسلمان کو میں نے ایذا
 دی ہو، برا کہا ہو، مارا ہو تو اس کو اس کے لئے رحمت بنا دیجئے او
 کما قال اور اگر صحابہ میں سے کسی کا نفس ایسی صورت میں مخلوق
 ہوا ہو کہ تخویف و تہدید کے استعمال کے بغیر ہی اسخفرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے اصل مقصد پر فائز ہو جاتے اور آپ کی مرضی کے
 مطابق متمثل ہو جاتے تو یہ حق تعالیٰ کی عنایات خاصہ میں سے ہے
 کہ شاذ و نادر طور پر کسی کو اس سے نواز دیتے ہیں۔ حضرت فاروقؓ
 کی تہذیب و تربیت میں کتنی ہی مرتبہ اسخفرت صلی اللہ علیہ وسلم
 سے غصہ اور ناراضی کا ظہور ہوا جیسا کہ ان کے نسخہ توریت کے
 پڑھنے کے وقت ایسا وقوع میں آیا۔ اور بہ نسبت حضرت صدیقؓ
 کے اس قسم کے معاملوں کا ظہور بہت کم ہوا۔ اور صدیق اکبر رضی
 اللہ عنہ کی افضلیت کی وجہ میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے، واللہ اعلم
 اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت فاروقؓ
 کے حصہ میں جو مناقب آئے ان کی بہت سی وجہ ہیں۔ ایک یہ کہ
 اہل سیر نے ذکر کیا ہے کہ اس غزوہ میں لشکر کا مینہ حضرت فاروقؓ
 کے سپرد کیا گیا تھا۔ دوسری یہ کہ ہرات میں لشکر کی نگہبانی کی
 ذمہ داری صحابہؓ میں سے ایک کے لئے مقرر کی جاتی تھی جس رات
 میں حضرت فاروقؓ کی نگہبانی کی باری تھی تو ایک یہودی آپ
 کے قبضہ میں آگیا اور اس کو آپ نے اسخفرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی خدمت میں لے جا کر پیش کیا۔ آپ نے اس سے خیبر کے حالات
 دریافت کئے اور اس معنی سے یہ گرفتاری فتح خیبر کا سبب ہو گئی۔
 تیسری یہ کہ اسخفرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے حق
 میں فرمایا دحوا للہ فلانا یعنی اللہ تعالیٰ رحمت کرے فلاں
 شخص پر) فاروقؓ نے اپنی ذہنی قوت سے اس کے ساتھ اللہ کے

بنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دربار او شناخت و گفت
وَحَبَّتْ يَارَسُولَ اللَّهِ قَالَ ابْنُ اسْمَعِيلَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ
ابْنُ إِسْرَائِيلَ الْقَتَمِي عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ نَضْرَةَ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّ
أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ فِي مِثْرَةٍ لِي خَيْرٍ لِعَامِرِ بْنِ الْأَكُوْضِ أَنْزَلَ يَا
ابْنَ الْأَكُوْضِ حَدَّثَنَا مِنْ بَنِي تَيْمٍ قَالَ فَرَزَلْ تَجَرُّ
بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ه
وَاللَّهِ لَوْلَا اللَّهُ مَا أَهْتَدَيْتَنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
أَنَا إِذَا قَوْمٌ يَفْعُوْنَ عَلَيْنَا
وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةً إِيَّانَا
فَأَنْزَلْنِي سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَوَيْتَ الْأَقْدَامَ إِنْ لَا قَيْنَا
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُكَ رَبُّكَ
فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَحَبَّتْ
اللَّهُ يَارَسُولَ اللَّهِ لَوْلَا مَثَقَاتُ نَفْسِي
يَوْمَ خَيْرٍ شَيْءٍ أَجْهَلْتُ أَنَّهُ وَبَعْضُ
أَيَّامِ خَيْرٍ أَوْ أَمِيرٌ شَكْرٌ بُوْدَ مُجَاهِدٍ أَوْ مُرُودٍ
بَرْحِينٍ فَخَرَّ بَرْدُ حَضْرَتِ مَرْتَضَى وَاقِعٌ
شَدِّ وَ فَضِيلَتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَرِينِ وَاقِعٌ غَالِبٌ
بِرَأْسِ مَرْتَضَى كَقَوْلِ سَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي خَيْرٍ فَلَمَّا أَنَا صَابِعٌ
عُمْرُ وَبَعَثَ النَّاسُ إِلَيَّ مَدِيْنَتَهُمْ أَوْ صَبْرَهُمْ
فَقَالُوا مَوْسَمٌ فَلَمْ يَلْبَثُوا أَنْ هَزَمُوا
عُمْرَ وَ أَصْحَابَهُ

معاملہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات دُعا سے پہچان لیا ادا
کہا کہ واجب ہوگئی یا رسول اللہ (یعنی شہادت اس شخص کے حق
میں) ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن ابراہیم قسیمی نے وہ
روایت کرتے ہیں ابو الہیثم بن نضرۃ الاسلمی سے کہ اُس نے بیان کیا
کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ خیبر کی طرف سفر
کے دوران میں عامر بن الاکوع سے فرمایا ہے تھے اُتر آ لے ابن
الاکوع اہم کو کچھ اپنے اشعار سنا۔ کہا کہ وہ ربزیہ اشعار کہتا ہوا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُتر آ اُس نے کہا ہ واللہ لولا
اللہ الخ یعنی خدا کی قسم اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے،
نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ ناز پڑھتے ہم ایسی قوم ہیں کہ جب کسی قوم نے
ہمارے ساتھ سرکشی کی، اور اگر انھوں نے ہمارے ساتھ فتنہ کا
ارادہ کیا تو ہم نے مقابلہ کیا (وہ یا اللہ) ہم پر اطمینان و رحمت
نازل کرو دیجئے، اور ہم کو ثابت قدم رکھتے جب دشمن کا ہم سامنا
کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ پر تیرا
رب رحمت کرے۔ تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا واجب ہوگئی
(یعنی شہادت) خدا کی قسم یا رسول اللہ! ابھی اس سے ہمیں کچھ اور
آپ منتفع ہونے دیتے۔ تو یہ (عامر بن الاکوع) خیبر میں قتل ہوکر
شہید ہوئے۔ پھر تھی یہ کہ خیبر کے بعض ایام میں وہ امیر لشکر تھے
آپ نے بڑی جانفشانی کی اگرچہ (آپ فتح نہ ہو سکے اور) فتح
حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھ پر واقع ہوئی اور اس واقعہ میں علی رضی
اللہ عنہ کی فضیلت غالب رہی۔ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کو روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو عمر بن
بھیجا اور (ان کے ساتھ) لوگوں کو روانہ کیا اُن (یہودیوں) کے
شہر یا قصر (شک راوی) کی طرف، تو زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ
عمر بن اور اُن کے اصحاب پسپا ہوکر کوٹ آئے ساتھ ہی اُن پر بزدلی کا

الزام لگا رہے تھے اور وہ ان پر ماند کر رہے تھے، اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور حضرت مرتضیٰ نے یہ ایک یلغ کلام فرمایا ہے۔ چونکہ یہاں مقصود جنگ میں اپنے نقصان کی پرواہ کئے بغیر گھس جانا تھا تو اس کے ترک کو لفظ جبن (نامردی) سے تعبیر کی۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوہ فتح میں (یعنی فتح مکہ کے سلسلہ میں) فاروق کے فضائل متعدد وجوہ سے ظاہر ہوئے۔ اول یہ کہ جب حاطب بن ابی بلتعہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ کی طرف متوجہ ہونے کی خبر قریش کو لکھ دی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مصلحت کے خلاف تھی حضرت فاروقؓ کی غیرت جوش میں آگئی اور تدبیر نبویؐ سے اُس کا غلبہ فرو ہوا۔ (اس حدیث میں مذکور ہے کہ) عمرؓ نے کہا (جب حاطب بن ابی بلتعہ کا خط پڑھا گیا جو حضرت علیؓ نے لکھ جانے والی ایک عورت کے پاس سے برآمد کیا تھا اور حاطب نے خط لکھنے کا اقرار کر لیا اور اس کی وجہ عرض کی جس کو آپؐ نے قبول فرمایا، یقیناً اس شخص نے اللہ کی اور اُس کے رسولؐ کی اور تمام مومنین کی خیانت کی اس لئے مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ اہل بدر میں سے نہیں ہے؟ (جن کی مغفرت فرمادی گئی ہے اور مغفرت بھی ایسی کہ) گویا اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر طلوع ہو کر فرما دیا ہے کہ تم اب جو چاہو کرو تمہارے لئے جنت واجب ہو چکی ہے یا یہ فرمایا، میں تمہاری مغفرت کر چکا تو عمرؓ کی دونوں آنکھوں میں آنسو آگئے اور اُنھوں نے کہا اللہ اور اُس کے رسولؐ ہی سب سے بہتر جاننے والے ہیں، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ دوم یہ کہ جب ابوسفیان نے (دوبارہ) صلح کو حکم کرنے کی درخواست کی تو حضرت فاروقؓ نے بہت سختی کے ساتھ اس کی درخواست کو رد کر دیا اور وہ مرضی حق کے مطابق رہا۔

فَجَاؤَا يَحْيٰى بْنَ نَوْثَانَ وَ يَحْيٰى بْنَ مَرْثَدٍ اَفْرَجَ الْحَاكِمُ وَ اَيْنَ كَلِمَةٍ بَلِيغَةٍ اسْتِ از حضرت مرتضیٰ چون اینجا مقصود اتمام در صرب بود ترک اتمام را بلفظ جبن تعبیر رفتہ و از اسجملہ آنست کہ در غزوہ فتح فضائل فاروقؓ بچندین وجہ ظاہر گشت اول آنکہ چون حاطب بن ابی بلتعہ خبر توجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجانب قریش نوشت و آن بر خلاف مصلحت آنحضرتؐ بود غیرت فاروقؓ بچو شید و تدبیر نبویؐ آن غلبہ فرو نشست قال عمر اِنَّ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَدَعْنِيْ فَلَا تُضِرُّ عُنُقِيْ فَقَالَ اَيْسَ مِنْ اِهْلِ بَدْرٍ نَعْلُ اللّٰهُ اَطْلَعْنَا اِهْلَ بَدْرٍ فَقَالَ اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَّهْتُ لَكُمْ الْجَنَّةَ اَوْ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرُ وَ قَالَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ اَفْرَجَ الْبَخَارِيْ دَوْمَ اَنَّهُ چُونِ ابِوَسْفِيَّانِ اَحْكَامَ صَلَاحِ دُرْخَوَاسْتِ نَمُوْدُ حَضْرَتِ فَارُوْقِ رَ بَشَدَتِ رَدِّ سَوَالِ اَوْ فَرَمُوْدُ وَ اَنْ مُوَاْفِقِ مَرَضِيْ حَقِ اَنْتَاد

سَوِّمَ اَنْكُمُ ابوسفيان چون قاتلِ شکر کفار
 بود و مسلمانان از دست وی چندین بار
 ایزد کشیده بودند فاروقؓ را داعیہ قتل او
 و عدم قبول امان او مصمم شد و دران باب
 قیل و قال بمیان آمد تا آنکہ تربیت نبویؐ
 آن شورش اورا فرو نشاند قال ابن اسحق
 فی حدیث العباس وشفاعة لابی سفيان
 مرث بنار عمر بن الخطاب رضی اللہ
 عنہ قال من اذاد قام لای فلما رآه
 ابا سفيان علی عجز الدابة قال ابوسفيان
 عدو الله الحمد لله الذی اکمن منک بغیر
 عقد ولا عهد ثم خرج یشتبه بخورسول
 الله صلی الله علیه وسلم و ذکر کفیت
 البغلة فسبقتہ بالتیمم الدابة البلیة
 الرجل البلی قال فاقمحت عن البغلة
 فدخلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم
 و دخل علیہ عمر رضی الله عنه فقال یا رسول
 الله اذ ابوسفيان قد اکمن الله منه بغیر
 عقد ولا عهد قد غنی فاقرب
 عنقه قال قلت یا رسول الله
 انی قد آجرتہ و اهدیته ثم جلست الی
 رسول الله صلی الله علیه وسلم
 فأخذت برأسه فقلت و
 الله لا یناجیه التلیة دونی
 قال فلما أكثر عمر

سَوِّمَ یہ کہ ابوسفيان چونکہ لشکر کفار کا سردار تھا اور مسلمان کئی
 مرتبہ اُس کے ہاتھ سے ایزد ایں اُٹھا چکے تھے اس لئے فاروقؓ
 کے دل میں اُس کے قتل اور اُس کے لئے امن نہ قبول کرنے کا
 داعیہ مصمم پیدا ہوا اور اس باب میں قیل و قال واقع ہوئی یہاں
 تک کہ تربیت نبویؐ نے اس شورش (یعنی جوش) کو دبایا۔
 ابن اسحق نے بیان کیا حدیث عباسؓ میں اور ان کے ابوسفيان
 کی سفارش کرنے کے سلسلہ میں (عباسؓ فرماتے ہیں کہ) میں عمر
 ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی آگ سے گزرا تو انھوں نے کہا کیہ
 کون ہے اور اٹھ کر میری طرف آتے تو جب انھوں نے ابوسفيان
 کو میرے جانور کی پچھاڑی پر بیٹھے ہوتے دیکھا تو کہا کہ ابوسفيان
 خدا کا دشمن، اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے قابو میں کر دیا بغیر
 اس کے کہ تجھ سے کوئی وعدہ ہوا یا عہد ہو۔ پھر نکل کر رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگنے لگے اور میں نے بھی اپنا
 خچر دوڑا دیا تو میں اُن سے اتنا آگے نکل گیا جتنا سست چلنے
 والا جانور سست چلنے والے آدمی سے آگے ہوتا ہے۔ کہا کہ میں پہنچے
 ہی فوراً خچر سے کود پڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 پاس پہنچ گیا اور (جیسی) عمر رضی اللہ عنہ بھی آ پہنچے اور کہنے
 لگے یا رسول اللہ! یہ ابوسفيان ہے، اب اللہ نے اس کو قابو
 میں کر دیا ہے بغیر کسی وعدے اور عہد کے۔ بس آپ مجھے
 اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ عباسؓ کہتے ہیں
 کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے اس کو امن دیدیا ہے۔ پھر
 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر میں نے
 اُس کا (یعنی ابوسفيان کا) سر پکڑا اور کہا کہ خدا کی قسم آج کی
 رات اس سے تنہائی میں میرے بغیر کوئی بات نہیں کرے گا۔
 عباسؓ نے کہا کہ جب عمرؓ نے اُس کے بارے میں گفتگو

فی شاربہ قال قلت ہللاً یا عمر فواللہ لو کان من رجال بنی عدی بن کعب ما قلت ہذا ولکنک قد عرفت انہ من رجال بنی عبد مناف فقال ہللاً یا عباس فواللہ لا سلامک یوم اسلمت کان احب الی من اسلام الخطاب لو اسلم وازانجلہ آنت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاروقؓ را بر صدقات مدینہ مائل ساخت فمنع العباس و خالد و ابن جمیل الحدیث مذکور بطورہ فی صحیح البخاری و عن عمر انی عملت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعطانی مملأۃ فقلت اعطیہ اقر الیہ منی الحدیث اخرجہ ابو داؤد وغیرہ وازان جلد آنت کہ در غزوہ خنین فضائل عظیمہ حاصل نمود اہل سیر نوشتہ اند کہ روز خنین رایستہ از ریایات ہماجرین بفاروق دادند مانند جماعت داری از جماعت داران الیوم وازان جلد آنت کہ در طائف فضیلت نمایان نصیب فرمایند رضی اللہ عنہ آمد بدو وجہ کی آنکہ در قعہ روایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ قعہ زہرا خروسی متعارفہ پرانند ساخت و تعبیر صدیق کہ در حالت راہنہ فتح طائف میسر شود اہد شد در سیرت ابن اسحق مذکور است ثم ان خولہ بنت حکیم بن امیہ وہی امراۃ عثمان بن مظعون قالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطینی ان فتح اللہ ملک الطائف

زیادہ بڑا صدی تو میں نے کہا کہ اے عمرؓ! بس رہنے دو واللہ اگر یہ بنی عدی بن کعب کے لوگوں میں سے ہوتا تو تم یہ گفتگو نہ کرتے لیکن تم بخوبی جانتے ہو کہ یہ بنی عبد مناف کے لوگوں میں سے ہے۔ تو عمرؓ نے کہا تمہارے عباسؓ دتم نے مجھے غلط سمجھا کہ میں خاندانی تعصب میں مبتلا ہوں، خدا کی قسم جس دن تم اسلام لاتے تھے تمہارا اسلام قبول کرنا میرے لئے خطاب کے اسلام سے زیادہ خوشی کا باعث ہوا تھا اگر وہ اسلام لاتے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروقؓ کو مدینہ کے صدقات پر عامل بنایا تو منع کیا عباسؓ اور خالد بن جمیل نے، یہ حدیث تفصیل کے ساتھ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ اور عمرؓ سے مروی ہے (فرمایا) کہ میں نے عمل کیا (یعنی مائل کی خدمت انجام دی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ پھر آپؐ نے مجھ کو معاوضہ خدمت عطا کرنا چاہا تو میں نے عرض کیا کہ یہ اس کو دیدیکھتے جو مجھ سے زیادہ اس کا حاجت مند ہو، اس کو ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوہ خنین میں فضائل عظیمہ حاصل کئے۔ اہل سیر نے لکھا ہے کہ یوم خنین میں ہماجرین کے جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا فاروقؓ کو دیا گیا جیسا کہ کسی جماعت کے سربراہ کو آج کے سرداروں کی مانند دیا جاتا ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ طائف میں عمر رضی اللہ عنہ کے حصہ میں نمایاں فضیلت و درجہ سے آئی ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کے قعہ میں کہ تمہیں کی رکابی میں ایک مڑنے والے چوچ مار کر اس کو پرگانہ کر دیا اور حضرت صدیقؓ نے یہ تعبیر دی کہ موجودہ حالت میں طائف کی فتح میسر نہ ہوگی۔ سیرت ابن اسحق میں مذکور ہے کہ خولہ بنت حکیم ابن امیہ نے جو عثمان بن مظعون کی بیوی تھی کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اللہ آپ کو طائف فتح کر دے تو بادیہ بنت

غیلان کے زیور یا فارغہ بنت عقیل کے زیور مجھے عطا کیجئے اور بنو
ثقیف کی عورتوں میں یہ بہت زیور والی تھی اور مجھ سے ذکر کیا
گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے یہ فرمایا کہ اے خولہ
اور اگر ایسا ہو کہ ہم کو اجازت نہ دی گئی ثقیف پر (یعنی غلبہ نہ دیا
گیا) تو خولہ نے آپ کے پاس سے بھل کر عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنه سے ذکر کیا تو عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
پہنچے اور کہا کہ اس بات کی کیا حقیقت ہے جو خولہ نے بیان
کی وہ یہ سمجھتی ہے کہ آپ نے اُس سے ایسا فرمایا ہے۔ فرمایا کہ
میں نے اُس سے ایسا کہا ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا یا رسول اللہ! اُن کے
بارے میں اجازت نہیں دی گئی؟ فرمایا کہ نہیں عرض کیا تو پھر
میں کوچ کرنے کا اعلان نہ کر دوں؟ فرمایا کہ ہاں کر دو۔ تو عمرؓ
نے کوچ کا اعلان کر دیا۔ دوسری یہ کہ جبرائیلؑ میں غنیمتوں کی
تقسیم کے وقت ذوالخویصرہ حاضر ہوا تو فاروقؓ کے دل میں
اُس کے قتل کا داعیہ پیدا ہوا۔ مروی ہے عبداللہ بن عمرؓ بن العاص
سے کہ اُن سے کہا گیا کہ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس اس وقت موجود تھے جب آپ سے یوم حنین میں تمہیں نے
گفتگو کی تھی؟ کہا کہ ہاں آپ کے پاس تیمم میں کا ایک شخص آیا
تھا جس کو ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا۔ وہ آپ کے پاس کھڑا ہوا
جب آپ لوگوں کو دے رہے تھے پھر بولا کہ اے محمد! میں نے
دیکھ لیا ہے جو کچھ آپ نے آج کے دن کیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تو پھر تو نے کیا دیکھا؟ بولا کہ
میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ عدل کرتے ہوں۔ کہا کہ اس
سے غصہ میں آگئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ افسوس
ہے تجھ پر جب کہ عدل میرے پاس بھی نہ ہوگا تو پھر کس کے
پاس ہوگا۔ پھر عمرؓ بن الخطاب نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اس کو

جلی بادیۃ بنت غیلان اوصلی الفارغۃ بنت
عقیل وکانت من اصل نسا ثقیف و ذکر لی
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہا وان
کان لم یؤذن فی ثقیف یا خولہ فخرجت
خولہ ف ذکر ل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
فدخل عمر علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال یا رسول اللہ ما حدیث حدتہ خولہ
زعمت انک مقلتها قال قد قلتها قال او ما
أذن فیہم یا رسول اللہ قال لا قال
افلا أؤذن بالرجل قال بے قال فاذن
عمر بالرجل دوم آنکہ وقت قسمت غنائم
در جبرائیل ذوالخویصرہ حاضر شد و
فاروقؓ را داعیہ قتل او بخاطر آمدن
عبداللہ بن عمر و بن العاص قیل لہ بل
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حین کلمہ الحنینی یوم حنین قال نعم
جاءہ رجل من تیمم یقال لہ ذوالخویصرہ
فوقف علیہ و ہو یطی الناس
فقال یا محمد قدر آیت ما صنعت فی
ہذا الیوم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اصل کیف رأیت قال لم
ارک عدلت قال فغضب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ویحک اذا
لم یکن العدل عندی فعند من
یکون فقال عمر بن الخطاب یا رسول اللہ الا

قتل نہ کر دیں۔ فرمایا نہیں چھوڑو اس کو۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کی پیروی کرنے والی ایک جماعت ہوگی جو دین میں عیب جوئی کرگئی یہاں تک کہ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح (زوردار) تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ ایک شخص اس تیر کی ٹوک کو دیکھتا ہے تو کوئی چیز (دگنی ہوتی) نہ ملے گی پھر اس کے قدم (سیدھے حصّہ) کو دیکھا جائے گا تو کوئی شے نہ ملے گی۔ پھر سونار (دیر کے اوپر کا حصّہ جو چلہ پر رکھا جاتا ہے) کو دیکھے گا تو وہاں کچھ نہ ملے گا۔ وہ تیری کے ساتھ گوبر اور خون میں سے نکل گیا، اس کو روایت کیا ابن اسحق نے۔ تیسری یہ کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ میں نے جاہلیت میں یہ نذر مانی تھی کہ میں ایک رات مسجد حرام میں معتقل رہوں گا۔ تو ان سے بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ (آپ نے یہ بھی فرمایا کہ) میرے بھائی ہم کو اپنی دعا میں شریک کھنایا (یہ فرمایا) کہ ہم کو اپنی دعا میں بھلا نہ دینا۔ اور یہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں بڑی عزت افزائی تھی۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوہ تبوک میں آپ نے اپنا نصف مال خرچ کر دیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع میں حاضر تھے اور آپ نے وہاں کے تمام مواعظ کو خوب سنا اور متبرک مقامات میں حاضری کو بخوبی سمجھا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ بہت سے فضائل میں آپ صدیق اکبرؓ کے شریک تھے اور مشاورت میں آپ حصّہ دار رہے (یعنی رسول اللہ

نَفَقْتُمْ قَالَ لَا دَعْوَةَ فَإِنْ سَكُنُوا لَمْ يَشَيْعُوا يَتَمَتُّونَ فِي الدِّينِ حَتَّى يَخْرُجُوا مِنْهُ كَمَا يَخْرُجُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يُوجِدُ شَيْئًا ثُمَّ فِي الْقِدْحِ فَلَا يُوجِدُ شَيْئًا ثُمَّ فِي الْفَوْقِ فَلَا يُوجِدُ شَيْئًا سَبَقَ الْفَرْقُ وَالْزَّمُ أَفْرَجَهُ ابْنُ اسْحَقَ سَوَّمَ أَنَّهُ اسْتَبْدَأَ نَمُوْدَهُ إِذَا آنْخَضَرَتْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَنِّي بَدَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْفِ بِنَذِيرِكَ أَخْبِرَ ابْنُ عَسَى وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ يَا أَخِي أَشْرُكَكَ فِي دُعَائِكَ أَوْ لَا تَفْسِدْنَا فِي دُعَائِكَ وَابْنُ تَشْرِيفٍ بُوْدَ دَرَجَتِ حَضْرَتِ فَارُوقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَازَا انْجَمَدِ آنَسْتُ كَمَا دَرِغَزُوْةَ تَبُوكِ نَصْفِ مَالِ خُودِ انْفَاقِ نَمُوْدِ وَازَا انْجَمَدِ آنَسْتُ كَمَا دَرِجَتِ الْوُدَاعِ حَاضِرِ بُوْدِ دَانِ هَمَّ مَوَاعِظِ اسْتَمَاعِ نَمُوْدِ وَجَمِيعِ آنِ مَشَاهِدِ مَتَبَرَكِ رَا اِدْرَاكِ فَرَمُوْدِ وَازَا انْجَمَدِ آنَسْتُ كَمَا بَسَايَرِ اَزْ فَضَائِلِ شَرِيكِ صَدِيْقِ اَكْبَرِ بُوْدِ وَ سَهِيْمِ اَوْ دَرِ مَشَاوَرَتِ

عہ ہنایہ میں ہے کہ تیر کو کاٹنے ہی قطع کہتے ہیں۔ پھر تراش کر چھیل کر صاف کریں تو بڑی کہتے ہیں پھر سیدھا کریں تو قدح کہتے ہیں پھر بڑا اور پیکان لگائیں تو تسمیہ کہتے ہیں ۱۱ لغات الحدیث۔ یہ حدیث شرط و بسط کے ساتھ مقصد اول و ثانی میں گزر چکی ہے۔ اسی طرح یہ لوگ اسلام میں داخل ہو کر فوراً ہی نکل جائیں گے۔ اس طرح کہ اسلام کا معمولی سا اثر بھی ان لوگوں میں باقی نہ رہے گا ۱۱

صلی اللہ علیہ وسلم مشوروں میں ابو بکرؓ کے ساتھ عمرؓ کو بھی شریک رکھتے تھے) اور سورہ تحریم کی آیت کے نزول میں لفظ صالح المؤمنین کی تعبیر میں (بھی آپ ابو بکرؓ کے ساتھ شریک ہیں) اور جمعہ کے دن (خطبہ کے وقت) جب قوم متفرق ہو گئی جس کا بیان سورہ جمعہ میں ہے) آپ کا موجود رہنا اور ان تمام مباحث کو ہم حضرت صدیقؓ کے مناقب میں بیان کر چکے ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کے لئے آپ سب سے زیادہ سرگرم سعی رہے اور ان کے حق میں تمام لوگوں سے زیادہ خیر خواہ رہے اور اس حقیقت کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ صدیق اکبرؓ کی خلافت میں خلیفہ کے نائب مطلق اور مہات میں ان کے وزیر و مشیر اور مدینہ کے قاضی وہی تھے۔ مروی ہے ابراہیم بنی سہم سے انھوں نے کہا کہ سب سے پہلے جس شخص کو مسلمانوں کے کچھ امور پر ابو بکرؓ نے متولی بنایا وہ عمر بن الخطاب تھے۔ ان کو عہدہ قضا سپرد کیا تو وہ اسلام کے سب سے پہلے قاضی ہوئے اور ابو بکرؓ نے ان سے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان فیصلے آپ کیا کیجئے کیونکہ میں دوسرے شغل میں ہوں، اس کو ابو عمرؓ نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ صدیق اکبرؓ نے اپنے آخری ایام میں فاروقؓ کو اپنا ولی عہد بنایا اور ان کو افضل امت فرمایا جیسا کہ گزر چکا اور ان کے قول کا ماخذ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تھی۔ مروی ہے جابر بن عبد اللہ سے انھوں نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) عمرؓ نے ابو بکرؓ کو اس طرح خطاب کیا اے سب لوگوں سے بہتر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے؟ تو ابو بکرؓ نے کہا کہ اب تم نے یہ کہہ دیا تو مجھ سے بھی سن لو کہ) واللہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

و در تعبیر بلفظ صالح المؤمنین نزدیک نزول آیت تحریم و در ثبات روز جمعہ وقت انفضال قوم و این ہمہ مباحث را در آثار حضرت صدیقؓ بیان کر دیم و از انجملہ آنست کہ بعد انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساعی ترین مردم بود برائے خلافت صدیق و ناصح ترین مردم در حق او و این معنی را بالا نوشتم و از انجملہ آنست کہ در خلافت صدیق اکبرؓ نائب مطلق خلیفہ و وزیر و مشیر او در مہات و قاضی مدینہ او بود عن ابراہیم النخعی قال اوّل مَنْ وُلّی ابو بکر شیئاً من امور المسلمین عمر بن الخطاب و لاہ القضا نکان اوّل قاض فی الاسلام و قال اقص بین الناس فانی فی شغل اخریہ ابو عمر و از انجملہ آنست کہ صدیق اکبرؓ در آخر ایام خود فاروقؓ را ولیعہد خود ساخت و اورا از افضل امت خواند چنانکہ گزشتہ و ماخذ قول او حدیث آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر بن عبد اللہ قال قال عمر لا بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر انا انا انک ان قلت ذاک فلقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ فرماتے تھے کہ سورج طلوع نہیں ہوا کسی ایسے شخص پر جو عمر بنی سے بہتر ہو، اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس کلام کے معنی یہ ہیں کہ زمانوں میں سے ایک زمانہ میں فاروقؓ افضل اُمت ہو گا۔ اس قضیہ کو مطلقہ عامہ سمجھنا چاہیے۔ لہذا فاروقؓ صدیقؓ کو افضل اُمت کہتے تھے اور صدیقؓ اس معنی کو ان کے لئے تسلیم شدہ قرار دیتے تھے اور حضرت صدیقؓ فاروق اعظمؓ کو اقوامی (بڑا طاقتور) اور خیر الناس (سب سے بہتر) کہتے تھے۔ اور وہ بھی اس معنی کو ان کے حق میں تسلیم شدہ قرار دیتے تھے۔ یہ ہے اُن امانتوں کی شرح جو فاروق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ پیغمبرؐ کی کرتے رہے۔ پھر جب خود اُن کی خلافت کی نوبت آئی تو اُن سے ایسی سیاسی کا ظہور ہوا کہ کسی خلیفہ کو میسر نہ ہوتی نہ اُن سے پہلے اور نہ اُن کے بعد۔ استیعاب میں ہے کہ ابو بکرؓ کے بعد عمرؓ خلیفہ بنا گئے۔ جس دن ابو بکرؓ کا انتقال ہوا اُن سے اُسی دن خلافت کی بیعت کی گئی تو وہ بہت اعلیٰ سیرت پر چلے اور وہ اپنی ذات کو اللہ کے مال کے سلسلہ میں ایک عام آدمی کے مرتبہ میں آتا ہوئے تھے اور اللہ نے ان کو شام اور عراق اور مصر میں بہت فتوحات عطا فرماتیں اور عطیات کے لئے آپؐ نے رجسٹر بنوائے اور ان میں لوگوں کے ناموں کی ترتیب اُن کی سابقہ اعمال و خدمات کے لحاظ سے قائم کی اور وہ اللہ کے (احکام کے) بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کرتے تھے اور وہی ہیں جنہوں نے ماہ صیام (یعنی رمضان) کو نماز تراویح سے متورن بنا دیا اور ہجرت کے حساب سے تاریخ کو قائم کیا جس پر آج تک سب لوگ عمل پیرا ہیں۔ اور وہ پہلے شخص ہیں جن کو امیر المومنین کے خطاب موسوم کیا گیا۔

یَقُولُ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلَى رَجُلٍ خَيْرَ مِنْ عُمَرَ
اخر جہ الترمذی و معنی این کلام آنست کہ
فاروقؓ افضل اُمت باشد و زمانے از اُرمند
این قضیہ را مطلقہ عامہ می باید شمرد لہذا
فاروقؓ صدیقؓ را افضل می گفت و صدیقؓ
این معنی را از وی مسلم میگذاشت و حضرت
صدیقؓ فاروق اعظمؓ را اقوی و خیر الناس
می گفت و او نیز این معنی را از وی مسلم
میداشت این است شرح اعانتہا۔ فاروق
بہ نسبت جناب نبوت و نسبت خلیفہ پیغامبر
بآز چون نوبت خلافت اور رسید سیاست
از وی ظاہر شد کہ ہیچ خلیفہ را میسر نہ
نیامد نہ پیش از وی نہ بعد از وی فی
الاستیعاب دُرّی الخلافۃ بعد ابی بکرؓ بولجہ
بہایوم مات ابو بکرؓ باستخلا فسنۃ ثلث
عشرۃ فصار باحسن سیرۃ و انزل نفسه من
مال اللہ بمنزلۃ رجل من الناس و فتح اللہ
الفترۃ بالثمام والعراق ومصر ودون
الدواوین فی العطاء ورتب الناس فیہ
على سوا بقسم وکان لا یخاف فی
اللہ لومۃ لایم و هو الذی تور شہر
الصوم بصلوۃ الاشفاق فیہ و
آرخ التایخ من الهجرة الذی
بایہ الناس الی الیوم و ہو
اول من ستمی بامیر المومنین

اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے درہ پکڑا۔ اور اُن کی مہر کا نقش یہ تھا کَفُّ بِالْمَوْتِ وَاعْظَا يَا عُمَرُ لِي عَمْرٍ بِحَيْثِ وَعَظُمُوتِ کافی ہے، اس موقع پر اُن کے امر جہاد کے قیام اور کثرت فتوح کے ظہور اور اُن کے زمانہ میں مالِ غنیمت بکثرت آنے کے بارے میں درج کرتے ہیں۔ ہجرت کے تیرہویں سال میں فاروق اعظمؓ چند روز مسلسل خطبہ دیتے رہے جس میں لوگوں کو جہاد عجم کے لئے ترغیب دیتے تھے اور لوگ ان کے پاس سامانِ جنگ کی فراوانی اور ان کی عددی کثرت کی وجہ سے مذہبِ ہورے تھے کیونکہ اُن کی بادشاہی زمانہ دراز سے فارس و روم میں حکم شدہ تھی اور اُن کے پاس بہت سی افواج اور بے شمار خزانوں کے ذخیرے موجود تھے کہ اُن کی سطح پر آنے کا عرب کے لئے امکان نہیں تھا، اسی جہت سے اللہ عز و جل نے فرمایا سَتُدْعَوْنَ

الحزب (۱۶، ۴۸) عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے الخ سب سے پہلے جس شخص کے دل میں جہاد کا داعیہ پیدا ہوا وہ ابو عبیدہ ثقفی تھے جو کبار تابعین میں سے تھے اس کے بعد ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت جنگ کے لئے تیار ہونے لگی۔ ان میں سے سلیط بن قیس تھے جو کہ جنگ بدر کے حاضرین میں سے تھے اور حضرت فاروقؓ نے ابو عبیدہؓ کی داعیہ الہیہ (یعنی عجم پر جہاد) کو سب سے پہلے قبول کرنے میں اولیت کی قدر شناسی کی اور اُن کو مسلمانوں کے لشکر پر امیر بنایا۔ اگرچہ اُن کے درمیان اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ موجود تھے۔ لیکن آپؐ نے (ابو عبیدہؓ کو) مبالغہ (کئے ساتھ حکم) فرمایا کہ قضایا کے فیصلوں اور سپیش آنے والے امور میں اصحابِ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرتے رہیں اور اُن کو اپنا شریک

وہو اول من اتخذ الدرة وكان نقش خاتمته كفة بالموت واعظا يا عمر دين مقام حکایتے چند از قیام او بامر جہاد و ظہور کثرت فتوح و وفور غنائم در ایام او ایراد کنیم سال سیزدہم از ہجرت فاروق اعظمؓ چند روز متصل خطبہ می خواند و تحریض می فرمود مردمان را بر جہاد عجم و ایشان بملأ حفظة کثرت عجم و عدد آن مجمع تقاعد می نمودند زیرا کہ پادشاہی آنہا از زمان دراز در فارس و روم محکم شدہ بود و افواج بسیار و خزائن بیشمار ذخیرہ داشتند کہ عرب را ہیچ گاہ مانند آن امکان نبود ازینجہت خدای عز و جل فرمود سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولٰٓئِکَ بَاۤسِشْنٰیہِ اول کیکہ داعیہ جہاد در خاطر او افتاد ابو عبیدہ ثقفی بود از کبار تابعین بعد از انجامہ بعد جہاد براتی حرب ہمتیاشدن گرفتند از انجملہ سلیط بن قیس کہ از حقائق مشہد بدر بود و حضرت فاروقؓ قدر اولیت ابو عبیدہ در قبول داعیہ الہیہ شناخت و او را برجیش مسلمین امیر گردانید ہر چند در میان ایشان اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند لکن مبالغہ فرمود کہ در قضایا و سوانح امور با اصحاب جناب رسالت مشاورت کند و ایشان را شریک خود

سمجھیں۔ آپ نے فرمایا سلیط کو امیر بنانے میں مجھے کوئی بات مانع نہیں ہوئی۔ بجز اس کے کہ زیادہ دیر ہونے کی وجہ سے وہ جنگ میں عجلت و سرعت کے خوگر ہیں جس میں لوگوں کے ہلاک ہونیکا اندیشہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مثنیٰ بن حارثہ شیبانی اور ابو عبیدہ ثقفی اپنے ساتھیوں کو لے کر عراق کی جانب متوجہ ہو گئے، اور اُس طرف سے (شاہ فارس نے) رستم فرخ زاد اور جابان کو ایک حمار لشکر کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجا، ہر دو فریق کے مل جانے کے بعد ایک جنگ عظیم شروع ہو گئی، انجام کار کفار کو شکست ہوئی اور اہل اسلام کے ہاتھوں میں بے حساب مال غنیمت آیا۔ ابھی تک اموال غنیمت کی تقسیم نہ ہونے پائی تھی کہ عجم کا سپہ سالار نرسی جو کسریٰ کی خالہ کا بیٹا تھا ایک زبردست لشکر کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہو گیا، اور رستم نے ایک دوسرے سردار کو جس کا نام جالیوس تھا ایک کثیر فوج کے ساتھ اُس کی کمک کے لئے متعین کیا۔ ابو عبیدہ قبل اس کے کہ دونوں (نرسی اور جالیوس) کی افواج مجتمع ہوں، نرسی پر جا پہنچے اور اُس کو ہزیمت دی اور بہت سے مال پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد بے توقف جالیوس کی جانب متوجہ ہو گئے اور حملہ کر کے اُس کو بھی شکست دیدی اور وہاں سے غنیمت میں اموال افراداں تعریف میں لائے اس کے بعد ابو عبیدہ نے ان تمام غنیمتوں اور اسیروں میں سے پانچواں حصہ نکال کر دار الخلافہ بھیجا اور باقی کو غازیوں پر تقسیم کر دیا۔ جب افواج کی ہزیمت کی خبر ملک فارس میں پہنچی تو ان کے دلوں میں بہت غیرت و شرمندگی پیدا ہوئی اور تدارک کے لئے (شاہ فارس نے) بہمن جادو کو تیس ہزار جوانوں اور تیس ہاتھیوں کے ساتھ بھیجا، ان میں ایک سفید ہاتھی بھی تھا جس کو پرویز کے

داند فرمودیج چیز مرا از تائیر سلیط مانع نشد الا تعمیل و مسارعیت اور در صرب و خوف ہلاک مردم بسبب تہواراد بالجملہ مثنیٰ بن حارثہ شیبانی و ابو عبیدہ ثقفی با ہمراہیان خویش متوجہ عراق گشتند و ازان طرف رستم فرخ زاد و جابان را بالشکرے جرار بمقابلہ فرستاد و بعد تلافی فتنین جنگے عظیم در پیوست آخر کار کفار ہزیمت یافتند و غنیمت بے حساب بدست اہل اسلام آمد ہنوز تقسیم غنائم نہ شدہ بود کہ نرسی سپہ سالار عجم کہ خالہ زادہ کسریٰ بود بالشکرے عظیم بسوتی ایشان متوجہ شد و رستم سردار دیگر جالیوس نام را با فوج کثیرے بمکمک اولعین نمود ابو عبیدہ پیش از انکہ اجتماع ہر دو فریق شود بہ نرسی رسید و وی را منہزم گردانید و بر مال خلیفہ دست یافت انگاہ بے توقف بجانب جالیوس متوجہ شد و اورانیز ہزیمت داد و ازان وی نیز غنائم افراداں در تعریف آورد و بعد ازان ابو عبیدہ ازان ہمہ غنائم و سبا یا غنم را جدا کردہ بار الخلافہ فرستاد و باقی را بر غزا قیمت نمود چون خبر ہزیمت افواج بمملک فارس رسید انفعال عظیم سخا طرش را یافت و بہمن جادو را برائے تدارک با سستی ہزار مرد و سنی فیل فرستاد و ازان جملہ فیل ابیض کہ از وقت پرویز

اور مبارک می شمرند و در بیج معرکہ نے بود
الاکہ اہل آن معرکہ فیر دزمی شدند باد فرس کاویانی
کہ از زمان فریدون در خزان بنعم ذخیرہ بود و
آن را رایت فتح و آیت نصرت می پنداشتند
ہمراہ کرد رستم نیز فوجی عظیم ہمراہ اوداد ابو عبیدہ
این مرتبہ کار فرمای تہور شدہ از پیل فرات
گزشتہ بمبارہ در پیوست اولاً تزلزلے در
میان مسلمین افتاد جاہلے از اہل اسلام پل
را بر ہم زد تا راہ گریز نہ داشتہ باشند ابو عبیدہ
با جمعی سپاہ از اسپان فرود آمدہ شمشیر
کشیدہ خرا لیم فیلان را قطع نمودند و ابو عبیدہ
بر فیل ابیض رسید و خرطوم اورا برید و
معاودت بلشکر خود پایش بلغزید و بیفتاد و
درین حالت فیل ابیض اورا زیر پا در آورد و شہید
ساخت و بعد از وی ہفت کس از جوان مردان کوا
او بر میگرفتند و در رتبہ شہادت میرسیدند تا آنکہ آخر کار
آن بواراشنی بن حارث برداشت و بعرفہ و حکمت
بجنگ مباشرت نمود انجام کار کفار از حرب متقاعد شد
و مسلمانان فرصت غنیمت یافتہ بر سر پل آمدند
و کیف ما اتفق پل شکستہ را درست ساختہ عبور
نمودند درین مقتلہ چہار ہزار کس شہید شدند
حضرت فاروقؓ ازین ماجرا بغایت محزون
گشت و بسبب انکسار مسلمین نزدیک
بود کہ قاعدہ جہاد بر ہم خورد عنایت الہی
ناگہان در رسید و در فوج رستم

زمانہ سے مبارک سمجھا جاتا تھا اور وہ جس معرکہ میں بھی بھیجا گیا تھا
اُس میں لوگوں کو فتح ہوتی رہی ہے۔ اور درفش کاویانی کو بھی
جو کہ فریدون کے زمانہ سے عجم کے خزانوں میں محفوظ تھا اور
اُس کو ان لوگوں نے فتح کی نشانی اور نصرت (غیبی) کی علامت
قرار دے رکھا تھا ساتھ کر دیا۔ رستم نے بھی ایک بہت بڑی
فوج اُس کے ہمراہ کر دی۔ اس مرتبہ ابو عبیدہؓ دلیری کے سبب
فرات کے پل کو عبور کر کے جنگ میں مشغول ہو گئے۔ اولاً مسلمانوں
میں ایک تزلزل واقعہ ہوا۔ اہل اسلام میں سے کسی جاہل نے
پل کو توڑ دیا کہ گریز کی راہ باقی نہ رہے۔ ابو عبیدہؓ نے فوج کی
ایک ٹکڑی کے ساتھ گھڑوں سے اتر کر تلواریں کھینچ لیں اور
ہاتھیوں کی سونڈوں کو کاٹنا شروع کر دیا۔ اور ابو عبیدہؓ سفید
ہاتھی کے مقابلہ پر پہنچے اور انھوں نے اُس کی سونڈ کو کاٹ
دیا، جب اپنے لشکر کی طرف لوٹنے لگے تو ان کا پاؤں پھسلا اور
وہ گر پڑے۔ اس حالت میں سفید ہاتھی نے حملہ کر کے اُن کو اپنے
پاؤں سے مسل کر شہید کر دیا۔ اُن کے بعد جوانمردوں میں سے
سات آدمی یکے بعد دیگرے اُن کے جھنڈے کو سنبھالتے اور
درجہ شہادت پر پہنچتے رہے، یہاں تک کہ آخر کار وہ جھنڈا
ثنیٰ ابن حارثؓ نے اٹھایا اور بڑی ہمت اور حکمت کے ساتھ جنگ
میں مصروف ہو گئے، انجام کار کفار جنگ میں (پیش قدمی سے)
ڈھیلے پڑے اور مسلمان یہ موقع غنیمت جان کر پل پر آئے
اور کسی نہ طرح اُس ٹوٹے ہوئے پل کو درست کر کے اُس سے عبور
کر گئے۔ اس قتال میں چار ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ حضرت
فاروقؓ اس واقعہ سے بہت غمگین ہوئے، اور مسلمانوں کے
حوصلے ٹوٹ جانے سے قریب تھا کہ اُس اٹھنے والے جہاد میں
برہمی ہو جائے کہ اچانک رحمت خداوندی آپہنچی اور رستم کی فوج

ایک اختلاف واقع ہو گیا اور وہ دو فریق ہو گئے اور ان کی تیزی کند ہو گئی اس لئے وہ چند روز تک جنگ کی جرات نہ کر سکے۔ بقول اکثر اہل تاریخ کے چودھویں سال میں دمشق کی فتح حاصل ہوئی اور بقول دیگر مورخین کی ایک جماعت کے یہ واقعہ تیرھویں سال میں پیش آیا تھا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے قریب۔ الغرض ہر نقل نے ایک سردار کو جس کا نام مابان تھا ایک بھاری لشکر کے ساتھ اہل دمشق کی مدد کے لئے بھیجا اور کفار ہر علاقہ میں قلعوں میں محفوظ ہو کر آلات حرب کی تیاری میں مشغول ہو گئے اور ابو عبیدہؓ بن الجراح نے اس صورت حال کو حضرت فاروقؓ کی خدمت میں پہنچایا۔ حضرت فاروقؓ نے اُن کو ایک مکتوب تحریر فرمایا جو ان احکام پر مشتمل تھا۔ اولاً یہ کہ آپ کو دمشق کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے اور ہر علاقہ میں مسلمانوں کی ایک فوج بھیج دیں تاکہ وہ ان علاقہ والوں کو دگاھے گلے حلے کر کے (مشغول رکھیں اور ان میں سے کسی علاقہ پر لڑائی میں زیادہ زور نہ ڈالیں یہاں تک کہ دمشق فتح ہو جائے۔ اُس طرف سے مابان اپنے لشکر کے ساتھ دمشق سے نکل کر مشغول کی درستی میں مشغول ہوا اور اس طرف سے ابو عبیدہؓ نے اُن کے مقابلہ پر داؤد شجاعت دی گھسان کی جنگ کے بعد کفار کے لشکر پر شکست پر ٹی ان کی ایک جماعت ہرقل کی طرف بھاگی اور ایک جماعت شہر دمشق میں قلعہ بند ہو گئی، اس کے بعد ابو عبیدہؓ اور خالدؓ نے دمشق کے محاصرہ کا پورا اہتمام کیا اور اس محاصرہ پر مدت دراز گزر گئی۔ اتفاقاً دمشق کے بطریقوں (یعنی گنہگاروں) میں سے ایک سردار کے گھر میں ان ہی دنوں میں ایک لڑکا پیدا ہو گیا اس سبب وہ ایک جشن منانے

اختلافی آفت اور دو فریق گشت و جدت ایٹان کلیل گشت چند روز برہم جرات نیارستند سال چہاروم بقول اکثر اہل تاریخ فتح دمشق دست داو بقول جمیع دیگرین واقعہ در سال سیزدہم بود نزدیک بوفات حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بالجملہ ہرقل مابان نام سردارے را بگرجان لشکری بہد اہل دمشق فرستاد و کفار در ہر ناحیہ متحصن بمشغول گشت با ہر دو آلات حرب مشغول شدند ابو عبیدہ بن الجراح صورت حال را بعرض حضرت فاروق رسانید حضرت فاروق فرماتے او مکتوبے نوشت متضمن آنکہ اولاً عنان عزیمت بجانب دمشق معطوف سازد و در ہر ناحیہ فوجے از مسلمانان فرستد تا اہل آن ناحیہ را مشغول دارند و تو غل در حرب ہیچ کدام نکنند تا آنکہ دمشق مفتوح شود از ان طرف مابان با لشکر خود از دمشق برآمدہ باراستگی صغوف مشغول شد ازین طرف ابو عبیدہؓ بمقابلہ آنہا داو قتال برد بعد تردد عظیم شکست بر لشکر کفار افتاد جمیع جانب ہرقل گریختند و طائفہ بشہر دمشق متحصن شدند تا باز ابو عبیدہؓ و خالدؓ بمحاصرہ دمشق اہتمام مکی بکار بردند و این محاصرہ مدت دراز کشید اتفاقاً بطریقے از بطریقہ دمشق را در ہمین ایام فرزند متولد شد ازین سبب بترتیب جشنے

مشتغول شد و افراد دہلوی و حلب ایشانرا از محافظت سپرد
 غافل نمود و ایران اسلام فرصت را غنیمت شمرده تسلیم دہلوی
 کو بر آتش مثل یمن روز آمانہ ساختہ بودند تا وہ نمودہ بکجیر
 گیان بر بلندی سود بر آید و ابان را بر زخم سیوف بد زخم
 رسانیدہ دروازہ رکشاند و جنگ عظیم بظہور پیوست از
 جانب خالد بن ولیدؓ و از جانب ابو عبیدہؓ صلحاً فتح
 دمشق متحقق گشت و در ہین سال جریر بن عبد اللہ بکلی
 از جانب یمن بلا زمت فاروق رسید حضرت فاروق
 چہار ہزار مرد از بجیلہ و کندہ و دیگر قبائل مرتب
 ساختہ جریر را امیر آن لشکر فرمود و بجانب عراق
 بہر دشنہ روان نمود جریر و قوم او از آنکہ تحت
 رایت دشمنی در آیند استنکاف ورزیدند
 حضرت فاروق برای تالیف قلوب ایشان پنج شخص
 ہر غنیمت کہ بہ تمام ایشان حاصل شود و زیادہ بر
 سہم غنیمت بایشان تنغیل فرمود و برای دشمنی
 نامہ نوشت کہ شرائط توقیر و تبجیل جریر را مرع
 دار و زیراک شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 دریافتہ است سرداران عجم چون این خبر شنیدند
 فوج کثیر فراہم آوردہ مہران ہمدانی را بارت
 آنہا منصوب ساختہ براتے مقابلہ دشمن
 و جریر نامزد گردانیدند ایشان این ماجرا
 بعرض حضرت فاروق بن رسانیدند و
 رضی اللہ عنہ از ہر قبیلہ جمع
 را براتے مدد دشمن معین فرمود و
 حکم کرد کہ مستعجلاً کار سانی نمودہ

کرنے میں مشغول ہوتے اور دہلوی و حلب میں منہمک ہو کر دیوار
 شہر پناہ کی حفاظت سے غافل ہو گئے۔ اسلام کے بہادروں
 نے اس فرصت کو غنیمت سمجھا اور سیریا میں اور کندیوں جو
 انھوں نے اسی دن کے لئے تیار کر رکھی تھیں بکھڑی کر کے بکجیر
 کہتے ہوئے دیوار کی فاصل پر چڑھ گئے۔ (اور نیچے اتر کر)
 دربانوں کو تلوار کی دھار پر رکھ کر جہنم رسید کیا اور دروازہ
 شہر کھول دیا اور ایک جنگ عظیم واقع ہوئی۔ خالد بن ولیدؓ کی
 طرف کا شہر کا حصہ جنگ سے مغلوب ہوا اور ابو عبیدہؓ کی
 جانب کا حصہ صلح سے، اس طرح سے شہر دمشق فتح ہو گیا۔
 اسی سال میں جریر بن عبد اللہ بکلی یمن کی جانب سے حضرت
 فاروقؓ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت فاروقؓ نے چار ہزار
 مردوں کا لشکر قبیلہ بجیلہ و کندہ اور دیگر قبائل کا مرتب کر کے
 جریر کو اس لشکر کا امیر بنا کر عراق کی جانب دشمنی کی مدد کے
 لئے روانہ کیا۔ جریرؓ اور ان کی قوم نے اس بات سے اعراض
 کیا کہ وہ دشمن کے جھنڈے کے نیچے آئیں۔ حضرت فاروقؓ نے
 ان لوگوں کی تالیف قلوب کے لئے ہر اس غنیمت میں سے جو ان
 کے اہتمام سے حاصل ہو ایک خمس کا چوتھائی حصہ ان کے غنیمت
 کے حصہ پر بڑھا دیا اور دشمنی کو ایک خط لکھا کہ شرائط توقیر و تبجیل
 جریرؓ کی رعایت رکھے اس لئے کہ جریرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے شرف صحبت سے مشرف ہوتے ہیں۔ سرداران عجم نے
 جب یہ خبر سنی تو ایک فوج کثیر فراہم کر کے مہران ہمدانی کو
 اس کا سردار بنایا اور اس کو دشمن اور جریر کے مقابلہ پر نامزد
 کر دیا۔ انھوں نے یہ ماجرا حضرت فاروقؓ کی خدمت میں پہنچایا۔
 فاروق رضی اللہ عنہ نے ہر قبیلہ میں سے ایک جماعت کو دشمنی
 کی مدد کے لئے معین فرمایا اور حکم کیا کہ عجلت کے ساتھ تیاری کر کے

خود را بر مصاف حاضر گردانید و شنی^۱
 نیز از ان بلاد کہ در تصرف او بود لشکری
 آراست بعد تلافی فریقین مہران بر آید
 گنگون برگستوان از اطلس بران انداختہ
 بمیدان مبارزت جولان کنان درآمد فلان
 از اہل ذمہ تیرے بجانب اوروان کرد بتایید
 الہی بر مقتل مے رسید و از اسب بیفتاد و
 شکست بر لشکر عجم واقع شد و طرفہ معرکہ
 و عجیب مقتلہ آن روز بظہور انجامید ازین
 جہت آن را یوم الایغثار گویند زیر کہ صمد
 کس از مبارزان بشمار درآمد کہ در ان
 روز ہر یکے ذہ کس از کفار کشتہ بود و چند
 غنائم و سیایا بدست آمد کہ پیش ازین نگاہ
 میسر نہ شدہ بود بعد از ان شنی بن حادثہ بشرین
 انحصاصیہ صحابی را بر بلاد عراق خلیفہ ساختہ
 خود با وجود عدم اندمال جراحات کہ در واقعہ
 بجنگین^۲ بوسی رسیدہ بود قصد فارت خنافس
 نمود و ان سوتی بود کہ در سال یکبار تجارت کفار
 آنجا اجتماع عظیم میداشتند ناگاہ بر سر آنجا محبت
 و غنائم فراوان بدست آورد باز قصد سوتی بغداد
 کرد و آن نیز سوتی عظیم بود کہ ہر سال جم غفیرے
 آنجا مجتمع می شدند بقتلہ بر آنہا حملہ آورد و باران
 خود را فرمود کہ سواتی نقدین دجواہر دائمشہ
 و امتقہ قیمتی بر ندارد ہزار شتر ازین اجناس
 پر کردہ سلامت مراجعت نمودند

اپنے کو میدان جنگ میں حاضر کر دیں۔ شنی^۱ نے بھی ان شہروں میں
 سے جو انکے زیر تصرف تھے ایک لشکر ہتیا کر لیا۔ فریقین کے مل
 جلنے کے بعد مہران ایک سرخ رنگ کے گھوڑے پر جس پر
 اطلس کا جامہ پڑا ہوا تھا سوار ہو کر میدان جنگ میں دوڑتا
 ہوا آیا۔ اہل ذمہ میں سے ایک غلام نے ایک تیر اس کی طرف
 پھینکا، تائیہ الہی سے وہ اس کے مقتل پر پہنچ گیا اور وہ گھوڑے
 سے گر پڑا اور لشکر عجم پر شکست واقع ہو گئی۔ اور یہ ایک
 عجیب جنگ اور نادر معرکہ تھا جو اس دن ظہور میں آیا۔ اسی
 بنا پر اس کو یوم الایغثار کہتے ہیں۔ (اعشار عشر کی جمع ہے
 جس کے معنی ہیں دس) اس لئے کہ لڑنے والوں میں ایسے
 ایک سو آدمی شمار میں آئے کہ اس دن ان میں سے ہر
 ایک نے کفار کے دس آدمیوں کو قتل کیا تھا اور اتنے
 اموال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے کہ اس سے پہلے کبھی سیر
 نہ ہوئے تھے۔ اس کے بعد شنی بن حارثہ نے بشر بن انحصاصیہ
 صحابی کو بلاد عراق پر قائم مقام بنا کر خود باوجود ان زخموں
 کے ابھی تک مندمل نہ ہونے کے جوہل کی جنگ میں ان کو
 پہنچے تھے خنافس پر کوٹ ڈالنے کا قصد کیا اور یہ ایک بازار
 تھا کہ کفار تاجرین سال میں ایک مرتبہ وہاں بہت بڑا
 اجتماع کیا کرتے تھے، اچانک اس جماعت کے سر پر جا پڑے
 اور بہت سے اموال غنیمت پر قبضہ کیا۔ پھر بازار بغداد کا قصد
 کیا اور وہ بھی بہت شاندار بازار تھا کہ ہر سال وہاں ایک
 زبردست میلہ لگتا تھا، اچانک ان پر حملہ کر دیا اور اپنے ساتھیوں
 کو یہ ہدایت کی کہ سونے چاندی اور جواہر اور ریشمی کپڑوں
 اور بیش قیمت چیزوں کے سوا اور کچھ نہ اٹھائیں۔ اس قسم
 کی چیزوں کو ایک ہزار اونٹوں پر لدوا کر سلامتی کے ساتھ مراجعت

پندرہویں سال اور سو اہویں سال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مساعی سے اسلام اور کفر کے درمیان "فرقان اکبر" (امتیاز کامل) کا پورا پورا ظہور ہو گیا۔ اور اس موقع پر واضح ہو گیا کہ خلیفہ ثانی کو "فاروق اعظم" کہنے کی وجہ تسمیہ کیلئے۔ اور یہاں دو نکتے پہچاننے چاہئیں پہلا نکتہ یہ ہے کہ شریعت میں یہ بات متواتر بالمعنی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی کہ فارس اور روم فتح ہو گا اور ان لوگوں سے بے شمار اموال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھوں میں آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (۹:۶۱) تاکہ اس (دین) کو (بقیہ) سب دینوں پر غالب کر دے، اور فرمایا وَ الْآخِرَى لَكُمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا (۲۸:۲۸) (۲۱) اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے قابو میں نہیں آئی خدا تعالیٰ اُس کو احاطہ میں لے لیتے ہوئے ہے۔" یہ اس ارشاد کے بعد فرمایا وَ عَدَا كُمْ اَللّٰهُ الْخ (۲۸:۲۸) اللہ تعالیٰ نے تم سے (اور بھی) بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگ سو سر دست تم کو یہ دیدی ہے اور لوگوں کے ہاتھ تم روک دیئے۔" اگر کوئی منصف اس آیت میں غور کرے تو وہ مجبور ہو جائے گا یہ تسلیم کرنے پر کہ غنائم کثیرہ (بہت سے اموال غنیمت) جو کہ پہلے مذکور ہوئے وہ غزوہ حنین کے اموال غنیمت ہیں جو جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان سعادۃ نشان میں ظہور میں آئے اور عَجَل لَكُمْ هُنَا (سو سر دست تم کو یہ دیدی ہے) فتح خیبر ہے اور وَ الْآخِرَى لَكُمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا (اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے قابو میں نہیں آئی) فارس اور روم کی غنیمتیں ہیں۔ ابن عباسؓ اور حسنؓ اور مقاتلؓ کا قول ہے کہ یہ فارس اور روم ہیں۔ عرب فارس اور روم کے تھا

سال پانزدہم و سال شانزدہم فرقان اکبر درمیان اسلام و کفر بسی و اہتمام اور رضی اللہ عنہ بظہور پیوست و اینجا واضح گشت کہ تسمیہ خلیفہ ثانی بفاروق اعظم بچہ وجہ بودہ است و اینجا دو نکتہ باید شناخت نکتہ اول آنکہ در شریعت متواتر بالمعنی است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادند بآنکہ فارس و روم فتح خواہد شد و غنائم بے شمار از ایشان بدست مسلمین خواہد آمد قال اللہ تعالیٰ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ و قال وَ الْآخِرَى لَكُمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا الْآيَةُ بعد ما قال و عَدَا كُمْ اَللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُ وَ هَا فَجَلَّ لَكُمْ هَذِهِ وَ كَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ اگر منصف درین آیت تأمل کند در سیاق و سباق را مستحضر سازد مضطر شود بآنکہ غنائم کثیرہ کہ اول مذکور شد غنائم حنین است کہ در زبان سعادت نشان جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم صورت وجود یافت عَجَل لَكُمْ هُنَا فتح خیبر است وَ الْآخِرَى لَكُمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا غنائم فارس و روم است قال ابن عباس و احسن و مقاتل ہی فارس و الروم ما كانت العرب

لٹنے پر قادر نہیں تھے یہ لوگ تو ان کے پچھ لگو تھے یہاں تک کہ اسلام کی بدولت اس پر قادر ہو گئے۔ اور نیز مجبور ہو گا یہ تسلیم کرنے پر کہ سَتُّ عَوْنِ اِلٰی قَوْمٍ اُولٰٓئِیْ بَاسٍ سَتُّ یٰدٍ (۱۶:۲۸) یعنی عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لٹنے) کی طرف مبلاتے جاؤ جو سخت لٹنے والے ہوں گے۔ اس اُولٰٓئِیْ بَاسٍ شدید سے مراد فارس اور روم ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد اور حسن کا قول ہے کہ وہ فارس اور روم ہیں۔ اور حدیث شیعین (بخاری و مسلم) میں آیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں رکھ دی گئیں۔ اور نیز حدیث شیعین میں ہے کہ کسری ہلاک ہوا پھر اس کے بعد کوئی کسرے نہ ہو گا اور قیصر ہلاک ہوا پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہو گا۔ اور نیز باب الہی میں ہے مروی ہے عقبہ بن عامر سے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب تم پر روم مفتوح ہو جائیگا پھر تم میں سے کوئی اس سے عاجز نہ ہو گا کہ اپنے تیروں سے کھیلے، اس کو مسلم نے روایت کیا۔ تو یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں اور ان امور کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت متقن ہے فارس کی فتح کو یعنی جس طرح بعثت کا مقصد مشرک کو مٹانا اور توحید الہی کو قائم کرنا تھا اسی طرح فارس کا فتح کرنا بھی تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَنَأْتِيَنَّكَ يٰمُوسٰی وَآلِیْہِمْ (۱۶:۶۳) اور علاوہ ان موجودین یعنی عرب کے، دوسروں کے لئے بھی (آپ کو مبعوث کیا) جو ابھی ان کے ساتھ شامل نہیں ہوئے (یعنی فارس) خدائے عز و جل نے آسمانوں کے اوپر سے سلطنت فارس و روم کو باطل کرنے اور ان کی ملت کو ذرہ ذرہ کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا اور اپنی مراد کو پورا کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

تَقْدِرْ عَلٰی قَاتِلِ فَارِسٍ وَالرُّومِ کَاَنُوْا جُوعًا لِّمِمْ (۱۶:۶۳) حتیٰ قَدْرًا عَلٰیہِا بِالْاِسْلَامِ وَنِیْزَ مُضْمَرٌ شَوَد بَاکَمَ سَتُّ عَوْنِ اِلٰی قَوْمٍ اُولٰٓئِیْ بَاسٍ سَتُّ یٰدٍ مراد ازین اُولٰٓئِیْ بَاسٍ شدید فارس و روم است قَالَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ مَجَاهِدٌ وَ الْحَسَنُ ہُمْ فَارِسٌ وَالرُّومُ وَ دَرْدِیثُ شِیْعِیْنَ اَمَدَ رَاۡیْتُ کَاَنَّمَا وُضِعَ فِیْ یَدِیْ مَفَاتِیْحُ خَزَاۡئِنِ الْاَرْضِ وَ نِیْزَ دَرْدِیثُ شِیْعِیْنَ ہَلَاکَ کِسْرَی فَلَکِسْرَی بَعْدَہُ وَ ہَلَاکَ قِیْصَرٌ فَلَکِیْصَرٌ بَعْدَہُ وَ نِیْزَ وَ رِبَابِ رِیْمِ عَنِ عَقْبَہِ بْنِ مَامَرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سَتُّ عَلَیْکُمُ الرُّومُ وَ کِیْفَیْکُمُ اللّٰہُ فَلَا یَغْزُرُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّہُوَ بِاَشْہِمَہِ اَخْرَجَہُ مُسْلِمٌ یَّسْ اِنْ ہِمَ نَعْمَ اِلٰہِی اَسْتَ وَ وُجُوْدِ اِیْنِ اُمُوْرٍ مُّعْجَزَہِ اَنْحَضَرَتْ اَسْتَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ بَعَثَتْ اَنْحَضَرَتْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَقِنٌ اَسْتَ فَتَحَ فَارِسٌ رَا قَاتِلَ تَغَالٰی وَ الْخَزِیْنَ مِنْہُمْ لَنَأْتِیَنَّکَ یٰمُوسٰی وَآلِیْہِمْ یعنی فارس خدائی عز و جل از فوق سموات ارادہ ابطال سلطنت فارس و روم و برہم زدن ملت ایشان فرمود و آنحضرت را صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَارِحَہٗ اَمَامَ مُرَادِ

[illegible]

يُصَدِّقُونَ عَنْ سَبِيلِكَ وَيُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ وَ
يُفَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ
الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَأَصْلَحْ ذَاتَ
بَيْنَهُمْ وَأَلْفِ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَاجْعَلْ فِي قُلُوبِهِمْ
الْإِيمَانَ وَالْحِكْمَةَ وَتُحِبُّهُمْ عَلَىٰ لُبِّ رُسُلِكَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْزِعْهُمْ أَنْ يُؤْتُوا
بِعَهْدِكَ الَّذِي عَاهَدْتَهُمْ عَلَيْهِ وَالنَّهْضَ
عَلَىٰ عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ إِلَّا الْحَقَّ وَ
اجْعَلْنَا مِنْهُمْ دَوْمَ أَمْكَةٍ خَلْبٍ بَلِيغَةٍ مُتَضَمِّنَةٍ
تَحْرِيسَ بَرِّ جَهَادٍ وَتَرْغِيبَ مُجَاهِدِينَ
مَعِ خَوَانٍ وَأَحَادِيثَ آنَخَصَرْتَ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَرِينَ بَابِ رَوَايَتِ مِيْنَمُودِ
سُومِ أَمْكَةٍ هَيْتَةِ اسْبَابِ مُجَاهِدِينَ بَاهِتْمَا
هَرَجٍ تَامِ تَرْمِي فَرْمُودِ آخَرَجِ مَلَكٍ عَنْ
يَحْيَىٰ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ
يُحْكِمُ فِي الْعَامِ الْوَاحِدِ عَلَىٰ أَرْبَعِينَ أَلْفَ
بَعِيرٍ يُحْمَلُ الرِّجْلَ إِلَى الشَّامِ عَلَىٰ بَعِيرٍ وَ
يَحْمَلُ الرِّجْلَيْنِ إِلَى الْعِرَاقِ عَلَىٰ بَعِيرٍ
فَجَدَّ رَجُلٌ فَقَالَ احْمَلْنِي وَصَحْبًا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ
ابْنُ الْخَطَّابِ أَشَدَّكَ اللَّهُ أَمْ تُحْكِمُ زَيْنِ
قَالَ نَعَمْ چہارم آنکہ
ترتیب بیوش و تقدیم
فیتہ

ہی میں) جو آپ کے راستے سے روکنے والے ہیں اور آپ کے رسولوں
کی تکذیب کرنے والے ہیں اور آپ کے خاص بندوں سے قاتل کہنے
والے ہیں۔ اے اللہ! مغفرت کیجئے ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں
کی اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی اور اُن کے تعلقات
باہمی کی اصلاح کیجئے اور اُن کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت
پیدا کر دیجئے اور اُن کے دلوں میں ایمان اور دانائی رکھ دیجئے
اور اُن کو اپنے رسول ﷺ کی ملت پر ثابت قدم
رکھئے اور ان کو توفیق بخش دیجئے اس امر کی کہ وہ آپ کے اُس
عہد کو پورا کریں جو عہد آپ نے اُن سے لیا ہے اور مدد دیجئے
ان کو اُن کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر۔ اے
سچے معبود اور ہم کو اُن لوگوں میں شامل رکھئے۔ دَوْم یہ کہ ایسے
بلوغ خطبے آپ دیتے رہتے تھے جو دلوں میں جو بڑا جہاد پیدا کرتے
اور مجاہدین کو جہاد کی ترغیب دیتے تھے اور اس باب میں آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روایت کیا کرتے تھے۔
سُوم یہ کہ اسباب مجاہدین کی تیاری میں پورا پورا اہتمام فرمایا
کرتے تھے۔ تاکہ نے روایت کی یحییٰ بن سعید سے کہ عمر بن الخطاب
ایک سال میں چالیس ہزار اونٹوں کی سواری کا انتظام کرتے رہے
ہیں۔ آپ شام کی طرف ایک آدمی کو ایک اونٹ پر سوار کر کے
بھیجتے اور عراق کی طرف ایک اونٹ پر دو آدمیوں کو۔ ایک دن
آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اُس نے کہا کہ مجھے اور سَحْمِمْ کو
سواری دیجئے تو اس سے عمر بن الخطاب نے کہا کہ میں تجھے اللہ
کی قسم دیتا ہوں کہ کیا سَحْمِمْ (سے تیری مراد) مشک ہے؟ اُس نے
کہا ہاں۔ چہارم یہ کہ افواج کی ترتیب اور کونسا مقام دوسرے

عہ سَحْمِمْ تغیر ہے سَحْمِمْ کی جسکے معنی ہیں سیاہ۔ سائل کی مراد اس لفظ سے مشکیزہ تھا مگر اس نے ایسا انداز بیان اختیار کیا جس سے یہ مفہوم ہو کہ سَحْمِمْ کوئی
دوسرا آدمی ہے جو اس کے ساتھ عراق جانا چاہتا ہے۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذکاوت نے حقیقت حال کو حیا کر دیا ۱۲

برفتے و اختیار صلح و جنگ ہمہ برائے فاروقؓ
مفوض بود اما قصہ برہم شدن دولت ساسانیان
بدین وجہ بوده است کہ چون صنادید فارس و دیگر
کہ مسلمانان را ہر روز فتنے جدید بدست می آید انفا
جدید بخاطر ایشان راہ یافت فکر واقعی نموده ملکہ
فارس را معزول ساختند و یزدجرد را کہ آشوب اولاد
کر کے بود ببادشاہی برافراختند و خزانہ کابڑ
کہ بیرون از شمار بود بر آوردہ ^{آلات جنگ} و افواج
بے حساب مجتمع نمودند و رستم فرخ زاد
را سردار معرکہ معین گردانیدند و یزدجرد در ماتن
نشت مستعد آنکہ ادوات و ابطال را دفعہ
بعد دفعہ پیش رستم فرستد مثنیٰ بن حارثہ ابن ابرا
را بعرض حضرت فاروقؓ رسانید و وی رضی
اللہ عنہ بہر یک از محال خود کہ در اطراف ملک
اسلام بودہ اند احکام فرستاد کہ در ہر ناحیہ باہر
اے و سلامی باشد و از اہل نجد و شجاعت
باشد سرداران آنجا را می باید کہ زود ساختگی
آہنہ نمودہ بہمدیہ مطہرہ فرستند چون آن ہمہ مجتمع
شدند سعد بن ابی وقاص را بسرداری آن جمع منصوب
ساخت و سعد را موعظت بلیغہ فرمود بقوی و صبر
بر مکارہ و ثبات قدم بر موالین حرب امر فرمود و قوم
را بتابعت می در جمع سواخ ما مور ساخت و برای
مثنیٰ و جر نامہ نوشت کہ ہمہ در تحت رایت سعدؓ
در آیند و امیر الامر عراق تصور نمایند یکے
از حکمت ہائے الہی کہ درین واقعہ

مقام سے پہلے فتح کیا جائے اور صلح و جنگ کا اختیار سب حضرت
فاروقؓ کی رائے پر مفوض تھا۔ دولت ساسانیوں کے
برباد ہونے کا حال اس صورت سے واقع ہوا کہ جب سرداران
فارس نے دیکھا کہ مسلمانوں کو ہر روز ایک نئی فتح حاصل ہوتی
ہے تو اپنے دل میں بہت تیج و تاب کھانے لگے اور نظم مملکت
پر غور کر کے ملکہ فارس کو معزول کر دیا اور یزدجرد کو جو
کسریٰ کی اولاد میں سب سے زیادہ بہادر تھا بادشاہی سے
سر بلند کیا اور خاندان کسریٰ کے خزانے جو حد شمار سے باہر
تھے نکال کر ان سے آلات حرب اور بے حساب فوجیں جمع
کیں اور رستم فرخ زاد کو جنگ کا افسر اعلیٰ مقرر
کیا اور یزدجرد نے ماتن میں قیام کیا تاکہ سامان حرب اور
شجاعان فارس کو یکے بعد دیگرے رستم کی مدد کے لئے بھیجا
رہے۔ مثنیٰ بن حارثہ نے یہ ماجرا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ
کی خدمت میں پہنچایا۔ آپؓ نے اپنے تمام عاملوں میں سے ہر
ایک کو جو مختلف اسلامی ممالک میں تھے احکام بھیجے کہ ہر
علاقہ میں جس شخص کے پاس کوئی گھوڑا اور ہتھیار ہو اور وہ
دلیر اور بہادر ہو وہاں کے سرداروں کو چاہیے کہ جلد ان کو
تیار کر کے مدینہ مطہرہ روانہ کر دیں۔ جب یہ سب جمع ہو گئے
تو آپؓ نے سعد بن ابی وقاصؓ کو اس جمعیت کا افسر اعلیٰ
بنایا اور سعدؓ کو بہت دور رس نصیحتیں فرمائیں تقویٰ کے
متعلق اور کمزوریاں پر صابر رہنے اور جنگ کے مواقع پر ثبات
قدم رہنے کا امر فرمایا اور قوم کو جملہ امور میں ان کے تابع رہنے
کا حکم دیا۔ مثنیٰ اور جریر کے نام فرمان تحریر کئے کہ سب سعدؓ
کے جھنڈے کے نیچے آجائیں اور ان کو عراق کا امیر الامر
تصور کریں۔ اس واقعہ میں حق تعالیٰ کی حکمتوں میں ایک حکمت

حضرت فاروقؓ کے قلب پر جو پرتو ڈالا وہ یہ تھا کہ امارت عراق کے لئے سعدؓ کو منتخب کریں کیونکہ شے بن حارث کی عمر آخری حد پر پہنچ چکی تھی اگر اس وقت سعدؓ وہاں نہ پہنچتے تو امر جہاد میں ایک بڑا تزلزل واقع ہو جاتا اور سخت سردی کی وجہ سے سعدؓ کو راستہ میں کچھ توقف واقع ہوتا اس دوران میں فاروقی اعظمؓ کے بعد دیگرے نامی پہلوانوں اور بہادر جوانوں کو ان کی کمک کے لئے برابر روانہ کرتے رہے اور اس بارے میں پورا اہتمام فرماتے رہے اس حد تک کہ عرب کے اشرف قبائل میں سے اور اہل شجاعت اور صاحب رستے لوگوں میں سے ایسے کم ہوں گے جن کو آپؓ نے چھوڑ دیا ہو گا۔ تیس اوچند ہزار مرد جو سعدؓ کی ہمراہی کے لئے جمع ہوئے ان میں ایک ہزار حضرات صحابہؓ تھے جن میں سے نادے اصحاب اہل بدر تھے۔ اُس زمانہ میں سعدؓ بن ابی وقاص نے امیر المؤمنینؓ کو خط لکھا اور قتال کے لئے رستم کے متوجہ ہونے اور دشمنوں اور ان کے سامان کی کثرت کی تفصیلات کا اظہار کیا۔ حضرت فاروقؓ نے ان کو جواب میں لکھا کہ تم اپنے دل میں کوئی خدشہ نہ آنے دو اور دشمن کے آلات اور سامان کی کثرت سے اندیشہ نہ کرو۔ بس اپنے پروردگار عزوجل کے کلف پر نظر رکھتے ہوئے اُس کی مدد پر متوکل رہو اور جب تم اپنے لشکر کو صف بستہ کرو تو ہر ایک کے مقام کی تفصیل ایسی طرح واضح لکھو کہ گویا میں اپنی آنکھ سے دیکھ لوں۔ (کہ کس کو میمنہ پر رکھا اور کس کو میسر پر وغیرہ) سعدؓ نے لشکر کی صف بندی کا پورا نقشہ آپؓ کی خدمت میں لکھ بھیجا اور فاروق رضی اللہ عنہ نے اُس نقشہ کی تعریف کی اور حکم دیا کہ سب پہلے ایک ایسی جماعت کو جو کمال حسب نسب اور زبان آوری اور زیادتی عقل سے موصوف ہو

بر دل فاروقؓ پرتو افگند آن بود کہ سعد را بامارت عراق برگزیند زیرا کہ عمر شے بن حارث باخر رسیدہ بود اگر درین وقت سعد آنجا نہی رسید تزلزل عظیم در امر جہاد پدید می آمد و سعد را بسبب شدت سرما تو قفے در راہ واقع شد درین اثنا فاروق اعظمؓ دفعۃ بعد دفعۃ پہلوانان نامدار و جوانان کا مکار بجنگ مے روان مے نمود و اہتمام تمام درین بارے فرمود تا آنکہ در عرب از اشرف قبائل و اہل شجاعت و رستے کم کسی را گزاشتہ باشد سنی و چند ہزار مرد ہمراہ سعد مجتمع شدند از انجمل یکہزار کس از صحابہ بودند کہ نو دویس کس از ایشان اہل بدر بودند انگاہ سعد بامیر المؤمنین نامہ نوشت و توجہ رستم بعزم قتال و کثرت مرد و عدد و بتفصیل باز نمود حضرت فاروق در جواب نوشت کہ یہی دغدغہ را بخاطر خود راہ نہی و از کثرت آلات و ادوات دشمن بیجا نگر دی و نظریہ لطیف پروردگار خود عزوجل داشتہ متوکل بتائید او باش و ہر گاہ لشکر خود را تعبیه نہائی موضع ہر کسی برائی من بوجہی اعلام کن کہ گویا تم چشم خود میانہ سکن سعد کیفیت تعبیه عیش پیش حضرت فاروقؓ فرستاد و رضی اللہ عنہ تحسین آن صورت فرمود و امر نمود کہ سخت آن جماعہ را کہ بکمال حسب و نسب و طلاقت لسان و زیادۃ عقل موصوف باشند

پیش منادیہ فرس فرستد و دعوت
 اسلام کند سعد چمنان کردیکے ازان
 جماعہ مہقرہ بن شعبہ بود آخروج
 الحاکم عن ایاس بن معاویہ بن قرہ
 عن ابیہ قال لما کان یوم القادسیۃ
 بعث بالمہقرہ بن شعبہ الی صاحب
 فارس فقال البعثا معی عشرۃ
 فبعثوا فشد علیہ ثیابہ ثم اخذ
 محفۃ ثم انطلق حتی اٹوہ
 فقال القوا لی ترسا فجلس
 علیہ فقال علیہ السلام انکم معشر
 العرب قد عرفتم الذی علیکم
 علی المجتبی السنا انتم قوم لا
 تجدون فی بلادکم من الطعام
 ما تشبون منہ فخذوا تعطیکم
 من الطعام حاجتکم فانا
 قوم مجوس و انا نکرہ قتلتکم
 انکم یجئون علینا ارضنا فقال
 المہقرہ واللہ ما ذاک جاد بنا واکث
 قوما نعبد الحجارة و الاوثان فاذا
 رأینا حجرا احسن من حجر
 القیناہ و اخذنا غیرہ ولا نعرف رباً
 حتی بعث اللہ الینا رسولاً
 من أنفسنا فدعانا الی الاسلام
 فاتیعناہ و

فارس کے سرداروں کے پاس بھیجیں جو ان کو اسلام کی طرف
 دعوت دیں۔ سعد نے ایسا ہی کیا۔ اس جماعت میں سے ایک
 مہقرہ بن شعبہ تھے۔ حاکم نے روایت کی ایاس بن معاویہ بن قرہ
 سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے انھوں نے کہا کہ جب
 جنگ قادسیہ واقع ہوئی تو مہقرہ بن شعبہ شاہ فارس
 (یزدجرد) کے پاس بھیجے گئے، انھوں نے کہا کہ میرے ساتھ
 دس آدمی بھیج دیے جاتیں تو بھیج دیے گئے۔ اب انھوں نے
 اپنے بدن پر اپنے کپڑے کسے (پٹکے یا رستی وغیرہ سے) اور ڈھال
 لے کر روانہ ہو گئے یہاں تک کہ شاہ فارس کے یہاں جا پہنچے
 پھر یہ دیکھ کر کہ یہ کوئی کرسی وغیرہ پر بطور تکریم نہیں بٹھارہا
 ہے ساتھیوں سے کہا کہ میرے لئے ڈھال رکھ دو تو اس پر
 بیٹھ گئے۔ پھر اس کافر مجوسی (یزدجرد) نے کہا کہ تم لوگ
 عرب کے گروہ ہو میں پہچان چکا ہوں کہ ہمارے شہروں کی طرف
 آنے پر تم کو کس چیز نے اٹھارہا تم ایسی قوم ہو کہ تم کو اپنے شہروں
 میں کھانے کی ایسی چیزیں نہیں ملتیں جن سے تم اپنا پیٹ بھر
 سو ہم تم کو کھانے کی چیزیں دیدیں گے جس سے تم اپنی حاجت
 پوری کر لو، کیونکہ ہم مجوس قوم ہیں اور ہمیں کرامت معلوم ہوتی
 ہے تمہارے قتل سے اس وجہ سے کہ تم ہمارے ملک میں گھس
 آئے ہو۔ اس کو سنکر مہقرہ نے کہا کہ واللہ یہ چیز نہیں ہے جو ہمیں
 یہاں لاتی لیکن جو اصل بات ہے وہ یہ ہے کہ ہم ایسی قوم تھے
 جو پتھروں کو پوجتے تھے اور بتوں کو۔ تو جب ہم کوئی ایسا
 پتھر دیکھتے جو پہلے پتھر سے اچھا ہوتا تو اس کو معبود بنا لیتے
 اور پہلے کو پھینک دیتے اور ہم رب کو نہیں پہچانتے تھے، یہاں
 تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے اپنا ایک رسول بھیجا جس نے
 ہم کو اسلام کی طرف دعوت دی تو ہم نے ان کا اتباع کیا اور

ہم کو حکم دیا گیا ہے اپنے اُن دشمنوں سے قتال کرنے کا جو اسلام کو ترک کریں اور ہم کھانے کے لئے نہیں آئے لیکن ہم اس لئے آئے کہ تمہارے جنگی مردوں سے لڑیں اور تمہاری ذریات کو قید کر لیں۔ رہا کھانے کا ذکر جو تم نے کیا ہے تو اپنی عمر کی قسم ہم کو اتنا کھانا نہیں ملتا جس سے ہم چمک جائیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم کو اتنا پانی بھی نہیں ملتا جس سے ہم سیراب ہو جائیں پھر ہم تمہاری اس سر زمین کی طرف آتے تو یہاں ہم کھانے کی بہت چیزیں پائیں اور بہت پانی پیابا اب واللہ ہم یہاں سے جانے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ یہ سر زمین ہمارے لئے رہے یا تمہارے لئے۔ تو اس کا فرمبوس نے فارسی زبان میں کہا کہ اس نے سچ کہا۔ مُغیرہ نے کہا اور تیرا یہ حال ہوگا کہ کل تیری آنکھ پھوٹ جائیگی۔ چنانچہ اگلے دن اُس کی آنکھ پھوٹ گئی، اُس پر ایک تیرا کر لگا تھا۔ کہتے ہیں کہ یزدگرد نے توہین کے ارادے سے ایک بوری مٹی سے بھر کر اس رسم کی ادائیگی کے طور پر کہ وفود کو بادشاہوں سے کچھ ہلایا و انعامات بلا کرتے ہیں ان کو دی، اور عرب نے اس سے یہ فال لی کہ ہم تمام شہر فتح کریں گے (وہ اس مٹی کو لے آئے)۔ اُس کے بعد سعد بن ابی وقاص نے بڑے اور چھوٹے لشکر عجم کے شہروں کے اطراف و اکناف میں منتشر کر دیئے تاکہ ان پر حملے کریں اور لوٹیں۔ القصد رستم پوری شوکت و دبدبہ کے ساتھ لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوا اور ایک پہل بنا کر دریا سے اس طرف پار ہو گیا۔ اس حالت میں یزدگرد نے ہر ایک چوکی پر ایک شخص مقرر کیا تھا کہ رستم کی تمام گفتگو اور کارروائی کی اطلاع اُس کو جلد از جلد پہنچتی رہے۔ اور سعد و نبیلوں اور آبلوں کے سبب اس سے مجبور ہو گئے کہ خود لشکر کے درمیان رہیں

إِنَّا أُمِرْنَا بِقَاتِلِ عَدُوِّنَا مِمَّنْ تَرَكَ الْإِسْلَامَ
وَلَمْ يَحْجِ لِلطَّعَامِ وَلَكِنَّا جُنَّا لِنَقْتُلَ
مُقَاتِلَيْكُمْ وَنَسْتَعِدُّ دُرَارَكُمْ وَآتَا
مَّا ذَكَرْتَ مِنَ الطَّعَامِ فَأَتَانَا كَعْبَرِي
مَّا نَحْنُ مِنَ الطَّعَامِ مَا تَشَبَّحَ مِنْهُ
رُبَّمَا نَحْنُ رِيَاءٌ مِنَ الْمَاءِ أَحْيَانًا
فَجُنَّا إِلَى أَرْضِكُمْ هَذِهِ فوجدنا فيها
طعامًا كثيرًا وماءً كثيرًا فوالله
لا نَبْرُحُ حَتَّى تَكُونُ لَنَا أَوْ لَكُمْ فَقَالَ
الْبَلْعُ بِالْفَارَسِيَةِ صَدَقَ قَالِي وَ
أَنْتَ تَفْقَهُ مِنْكَ مَدَا فَفَقِشْتُ مِثْلَهُ
مِنَ الْغَدِ أَصَابَتْهُ نُسَابَةٌ كَوَيْدِ يَزْدَغَرْدَ
جَوَالِيهِ أَزْخَاكُ پُرْ كَرْدَه بِقَصْدِ الْإِنْتِظَارِ
جَوَالِيهِ الْوَفْدِ بَايْشَانِ پِشِ آورَد و عرب
آن را فال فتح بلاد شمرند بعد
از آن سعد بن ابی وقاص و سربا باطراف و
اکناف منتشر ساخت تا در نوایم بلاد
عجم طرح غارت و نهب ریزند القصد رستم
باشوکت و ابیہیت تمام بجانب لشکر اسلام
متوجہ شد و پہلی ترتیب دادہ از دریا
این طرف عبور نمود درین حالت یزدگرد
در ہر لغرہ داری شخصی را مقرر داشتہ بود
کہ ہر چہ رستم گوید یا کند در اسرط اوقات
با و رسد و سعد بسبب و نبیل و شیراہ
امکان نیافت کہ خود در وسط لشکر باشد

بربلندی قصرے قرار گرفت و جمعی از سوار و پیادہ
را زیرِ قصر حاضر داشت تا ہر چہ فرمایند بے توقف
بسرورانِ فوج رسانند انگاہ سعد اعیان لشکر را نزد
خود خواند و موعظتِ بلینہ فرمود و مواعیدِ آہی
در بابِ فتحِ عجم بیاد ایشان داد و بتفصیل واضح
گروانید کہ امروز اگر دستبرد می نائید سعادت
دنیا و اُخری از ان شما باشد و اگر بددلی کنید دل
صوری و معنوی از دست شمارود و امیر ہر قوم
را فرمود تا ہمین کلمات اتباع خود را سرگرم کار
کند و شعرا را با تشاد اشعار پہنچ شجاعت برکعت
و قرآن را بتلاوت سورۃ انفال ارشاد فرمود قرآن
در تلاوت آن شروع نمودند دہارا الطینا نے رومی
نمود انگاہ فرمود کہ چون ساعتِ ہبوبِ ریحِ نصر
یعنی وقتِ ناز در رسید تبکیرے خواہم گفت شانیز تبکیر
گوتید و آدواتِ حرب ہیا سازید باز چون تبکیر دوم گفتہ
شود جشن پوشید و آدواتِ جنگ بر خود راست کنید
و چون تبکیر سوم بشنود جوانان بجو لا انگاہ مبارزت
در آیند و باستماعِ تبکیرِ چہارم کلمہ لا حول و لا قوۃ
الا باللہ العلیٰ العظیم گوئید و ہمہ ہیئتِ اجتماعہ
با دشمن در آویند القصرہ سے روز و یک شب
میان ہر دو فریق جنگ قائم ماند چہارم روز نصر
نازل شد و فرقانِ اکبر بظہور پیوست و ہر یکی
ازین اوقات نامے علیحدہ دارد روزِ ارنات
روزِ اغوات

وہ ایک قصر بلند کے اوپر بیٹھ گئے اور سوار اور پیادوں کی
ایک جماعت قصر کے نیچے موجود رکھتے تھے تاکہ جو کچھ وہ
ہدایت دیں بے توقف یہ لوگ فوج کے سرداروں کو پہنچا دیں۔
اُس وقت سعد نے اعیانِ لشکر کو اپنے پاس بلایا اور ان کو دور
نصیحتیں فرمائیں اور اللہ کے وعدے فتحِ عجم کے بارے میں ان
کو یاد دلانے اور بتفصیل واضح کیا کہ اگر تم نے پوری ہمت و
شجاعت سے مقابلہ کیا تو دنیا اور آخرت کی سعادت تمہار
لئے ہوگی اور اگر بددلی کر گئے تو ظاہری اور معنوی دولت
تمہارے ہاتھ سے بکھل جائے گی۔ ہر قوم کے امیر کو فرمایا کہ
ان ہی کلمات سے اپنے ماتحتوں کو جنگ میں سرگرم کریں اور
شعرا کو ایسے اشعار کہنے پر براہِ نگختہ کیا جو شجاعت میں ہیجان
پیدا کریں اور قاریوں کو سورۃ انفال کی تلاوت کا ارشاد فرمایا۔
قرآن نے جب اس کی تلاوت شروع کی تو دلوں میں الطینا
پیدا ہونے لگا اُس وقت فرمایا کہ جب مددِ آہی کی ہو آہیں چلنے
کی ساعت یعنی وقتِ ناز آ پہنچے گا تو میں تبکیر کہوں گا، تم بھی
تبکیر کہنا اور آلاتِ حرب کو تیار کر لینا۔ پھر جب دوسری تبکیر
کہی جائے تو زور پہن لو اور آلاتِ حرب اپنے بدن پر لگا لو اور
جب تیسری تبکیر سنو تو ہمارے جوان میدانِ جنگ میں پہنچ جائیں
اور چوتھی تبکیر کے سننے کے وقت کلمہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ
العلیٰ العظیم کہو اور سب ہیئتِ اجتماعہ کے ساتھ دشمنوں پر
لوٹ پڑو۔ القصرہ تین دن اور ایک رات دینوں فریقوں کے
مابین جنگ برپا رہی۔ چوتھے روز اللہ کی مدد نازل ہوئی اور
فرقانِ اکبر کا نزول ہو گیا۔ اور ان اوقات میں سے ہر ایک کا علیحدہ
نام ہے۔ روزِ ارنات، روزِ اغوات (یعنی مکہ پہنچ جانے کا دن)

عہ ارنات، ارمت کی جگہ ہے یعنی وہ کڑیاں جو جوڑ کر بانڈی جاتی ہیں اور اپر سوار ہو کر سمندر میں جاتے ہیں۔ یہ دن عجمیوں کے ساز و سامانِ حرب آراستہ ہو کر نکلتے

روز عباس و لیلۃ الہریر اما روز ارمات ہمہ
 صنادید عجم باہیتہ عجیبہ بنا جہائی مکمل بر سر
 دگر ہاتے مرصع بر میان بر اسپان عراقی سوار
 صف آراستند و تیر اندازان حکم انداز بر فیلان
 نشاندہ و جمعہ گرداگرد آہنا برائی محافظت فیلان
 پیادہ گشتہ مقدمہ الجیش ساختند و طرہ عرب
 و سادہ و ضعی ایشان معلوم است با آن ہمہ بتائید
 اہلبی دست برد ہائی عجیب کردند اولاً غالب بن
 عبد اللہ اسدی و عاصم بن عمرو تمیمی بجزو لانگھا
 مبارزت درآمد ہر زمان نام شخصہ از روستای عجم
 مقابل غالب و شخصہ دیگر از سرداران مقابل عاصم
 برآمد غالب بزخم نیزہ قرن خود را بر زمین غلطانید
 انگاہ بکند بستہ پیش سدر رسانید و عاصم نیز
 بر قرن خود حملہ آورد و قرن او بیقین دلت
 کہ حریف عاصم نمی تواند شد از میان بگریخت
 عاصم بمقابلی او تاختہ ہر چند جست اورانیا
 عوض اور شتر سوارے اگر رفتہ آورد سعد
 راکب و مرکوب را بقل او ساخت ثانیاً تیر انداز
 کہ تیر او خطا نمی شد از طرف عجم بقصد عمرو
 ابن معدیکرب بمیدان درآمد مسلمانان
 عمرو را آگاہ گردانیدند عمرو تیرے بجانب او
 انداخت و بآن زخم اورا از اسب بر زمین
 افگند عمرو خود را زود بر سر اورسانید
 و سر اورا برید و کمر قیمتی و
 اسبای گران بہائے اورا

روز عباس (سخت لڑائی کا دن) اور لیلۃ الہریر (دھکی کے شور
 والی رات) اب روز ارمات کا حال سنئے۔ تمام سرداران
 عجم عجیب عجیب ہیت کے ساتھ سروں پر زر نگار تاج اوڑھے
 ہوئے اور مرصع پٹے کمر پر باندھے ہوئے، عراقی گھوڑوں پر
 سوار صف آرا ہوئے اور ایسے تیر اندازوں کو جو قادر انداز
 تھے ہاتھیوں پر بٹھایا اور اُن کے گرداگرد ہاتھیوں کی حفاظت
 کے لئے پیدل سپاہیوں کو مقدمہ الجیش بنایا۔ اور عرب کا
 انداز اور ان کی سادہ و ضعی معلوم ہی ہے (وہاں یہ لمطراق
 کہاں مگر) اس کے باوجود قدرت نے عجیب نصرفات کئے۔
 اولاً غالب بن عبد اللہ اسدی اور عاصم بن عمرو تمیمی میدان جنگ
 میں آئے۔ روستائے عجم میں سے ایک شخص جس کا نام ہر زمان
 تھا غالب کے مقابل آیا اور سرداروں میں سے ایک دوسرا
 شخص عاصم کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ غالب نے نیزے سے
 زخمی کر کے اپنے مقابل (ہر زمان) کو زمین پر لٹا دیا اور پھر
 کمند سے باندھ کر سعد کے پاس پہنچا دیا۔ عاصم نے بھی
 اپنے مقابل پر حملہ کیا۔ اُس کے مقابل نے یقین کے ساتھ سمجھ
 لیا کہ وہ عاصم کے مقابلہ کا نہیں ہے تو وہ بھاگ نکلا۔ عاصم
 نے اس کا تعاقب کیا ہر چند اُس کو ڈھونڈا مگر نہ پایا تو اس کے
 بدلے میں ایک اور شتر سوار کو قابو میں کر کے لے آئے۔ سعد
 نے سوار اور سواری دونوں عاصم کو بطور حصہ قیمت دیدئے۔
 ثانیاً ایک تیر انداز جس کا تیر خطا نہیں ہوتا تھا عجم کی طرف سے
 عمرو بن معدیکرب سے مقابلہ کے لئے میدان میں آیا۔ مسلمانوں
 نے عمرو کو آگاہ کیا۔ عمرو نے اُس پر ایک تیر مارا جس کے زخم
 سے وہ گھوڑے سے زمین پر گر ا۔ عمرو نے سرعت کے ساتھ پہنچ کر
 اُس کا سر کاٹ دیا اور اس کا قیمتی پٹکا اور بیش قیمت سامان اپنے

بدست آوردن اثنا مہران حاکم آذربایجان برباد پنا
عجیب سوار شجرت کنان روی میدان نہاد و
بتقلید رستم میگفت ایوم ندق العرب دقا
شخصے از حاضران او گفت انشاء اللہ آن بے
دولت بر زبان راند شاعر اللہ او کم یشار درین
انشاء منذر بن حسان مبنی نیزہ در پہلوی او
خلانید و از اسپش غلطانید خواست کہ
خود پیادہ شدہ مہر ش بردارد اسپ منذر
رمید ساعتی لبضط اسپ مشغول ماند درین
توقف جریر بن عبد اللہ بجلی از مینہ لشکر
ماند باد باور سید و سر اورا برید منذر چون
بر سر صریح خویش آمد کشتہ یافت در باب سلب
او قیل و قال بلند شد آخر الامر حکم سعد کہ بہ منذر
دادند و باقی سلب بجریر گویند قیمت کمر شہی ہزار
بود و قیمت باقی سلب ہزار اسپاہ عجم چون این
دار و گیر را دیدند فیلان را نیز حرکت نمودند جملہ
حملہ بر لشکر اسلام آوردند کتاب اسلامید را
متفرق ساختن گرفتند مقصد اصلی ایشان تہیہ
قوم بجیلہ بود زیرا کہ قتل مہران بردست جریر
بجلی واقع شدہ است نزدیک بود کہ بجیلہ
بالکلیہ مستاصل شوند سعد بطلیحہ اسدی
حکم فرمود کہ با قوم خود رود بہر دایشان رسد چون
دران معرکہ رسیدند عظیمی از غنما عجم
بمبارزت بر آمد طلیحہ دفعۃً بطعن نیزہ
بدوزخ شش فرستاد انگاہ

قبضہ میں لیا۔ اثنا مہران آذربایجان کا حاکم ایک تیز رفتار گھوڑے پر
جو بہت اعلیٰ قسم کا تھا سوار ہو کر اکڑتا ہوا میدان میں آیا اور
رستم کی تقلید میں کہنے لگا ایوم ندق العرب دقا (آج ہم
عربوں کو کوٹ ڈالیں گے) اُس کے پاس والوں میں سے ایک شخص
نے کہا انشاء اللہ۔ وہ بد نصیب یہ کلمہ زبان پر لایا ان شاء اللہ
اولم یشا (یعنی اللہ چاہے یا نہ چاہے) لڑائی کے دوران میں منذر
ابن حسان مبنی نے اُس کے پہلو میں نیزہ مارا اور اس کو گھوڑے
سے گرادیا، چاہے کہ خود پیادہ ہو کر اُس کا سر کاٹے لیکن منذر
کا گھوڑا ہلک گیا اور وہ ایک ساعت اُس کو قابو میں لانے کے
لئے مشغول رہے اس توقف میں جریر بن عبد اللہ بجلی مینہ
لشکر سے ہوا کی طرح نکل کر اُس کے پاس پہنچے اور اُس کا سر
کاٹ ڈالا۔ منذر نے جب اپنے پچھاڑے ہوئے شخص کو مقتول
پایا تو اُس پر سے اُتارے ہوئے سامان کے بارے میں بات بڑھی
آخر کار سعدؓ کے حکم سے اُس کا پٹکا منذر کو دیا گیا اور باقی سامان
جریر کو۔ کہتے ہیں کہ اٹکے کی قیمت تیس ہزار تھی اور باقی سامان
کی دس ہزار۔ عجم کی افواج نے جب یہ پکڑ دھکڑ دیکھی تو
وہ ہاتھیوں کو بھی حرکت میں لے آئے۔ اور لشکر اسلام پر سب
نے ہل کر حملہ کر دیا اور اسلامی لشکروں کی صفوں کو متفرق
کرنا شروع کر دیا۔ اُن کا مقصد اصلی قوم بجیلہ کو برباد کرنا
تھا کیونکہ مہران کا قتل جریر بجلی کے ہاتھ سے واقع ہوا تھا۔
قریب تھا کہ بجیلہ کلیۃً برباد ہو جائیں مگر سعدؓ نے طلیحہ اسدی کو
حکم دیا کہ جلد اپنی قوم کو ساتھ لے کر اُن کی مدد کے لئے پہنچ
جائے۔ جب یہ اُس معرکہ میں پہنچے تو عجم کے جنگی مردوں میں
سے ایک بڑا شخص مقابلہ کے لئے نکلا طلیحہ نے پھرتی کے ساتھ
نیزے کے ایک حملہ سے اُس کو دوزخ میں پہنچا دیا۔ اس وقت

اپنی جماعت کے ساتھ انھوں نے دفعۃً ہاتھیوں کے سواروں پر
 تیروں کی بارش کر دی جس سے اکثر لوگ بھاگ گئے۔ اشعث
 ابن قیس کندی نے اپنی قوم کو لٹکارا کہ بنو اسد دُطلیحہ کے قبیلے
 والے (شیروں کا کام کر رہے ہیں تمہیں کیا ہو گیا تو ان کی
 قوم کے لوگوں نے بھی سخت حملہ کر دیا اور باقی ماندہ لوگوں
 کو ماتے مارتے لشکر گاہِ عجم کے قلب تک پہنچا دیا۔ اس کے
 بعد جالیوس اور ذوالحاجب نے جو عجم کے رئیسوں میں سے
 تھے بمشارشکر کے ساتھ مع غضبناک ہاتھیوں کے اسلامی
 فوج پر حملہ کیا۔ اس دوران میں سعدؓ کی طرف سے چوتھی
 تکبیر بلند ہوئی (جس کو شکر) تمام اہل اسلام سب کے سب
 کلمۃ طیبۃ للاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم کہتے ہوئے
 کفار پر جا پڑے اور جنگ کی چکی بنی اسد اور بجیلہ اور
 رکنہ پر گھومنے لگی ان قبائل کے بہت سے لوگ درجہ شہاد
 پر پہنچے۔ سعدؓ نے عاصم بن عمرو تمیمی کے پاس قاصد دوڑایا
 کہ جلد کوئی ایسا حیلہ کر دیں کہ ہاتھیوں کے سواروں کے اس
 طوفان میں پاؤں اکھڑ جائیں (کہ ان سے زیادہ نقصان
 پہنچ رہا ہے) عاصمؓ نے تمیم اور اسد کے تیر اندازوں کو
 حکم دیا جس سے سب کے سب نے ہاتھیوں پر تیر اندازی شرط
 کر دی اور ان کے رُخ موڑ دیتے ایسے وقت انھوں نے
 لٹکارا کہ ہاتھیوں کے رستے (جن سے ہودے بندھے ہوئے تھے)
 کاٹ ڈالو! جب رستے کاٹے گئے تو سب سوار لڑسک کر زمین
 پر گر پڑے اور دشمن پشت پھیر کر بھاگے۔ اب سعدؓ نے
 اپنے مقتولین کو کفن لانے دفنانے کا انتظام کیا اور زخمیوں
 کو لشکر کی عورتوں کے سپرد کیا تاکہ وہ ان کی مرہم پیٹی اور
 دیکھ بھال کے لئے کمر بستہ ہو جائیں۔ حالِ روزِ اغواث۔

با جماعۃ خود یکبارگی برپیل سواران
 تیر باران کردند چنانکہ اکثرے منہزم
 گشتند اشعث بن قیس کندی بانگ
 بر قوم خود زد کہ بنو اسد کار شیران
 نموده اند شمارا چه شده است اقوام
 او نیز حملہ آوردند و بقیہ رازدہ زدہ
 تا بہ قلب گاہ لشکر عجم رسانیدند بعد
 ازان جالیوس و ذوالحاجب از رؤسای
 عجم بالشکرے بے حساب بافیلان ژیاہ
 بر فوج اسلام حملہ آوردند درین اثنا
 از طرف سعد تکبیر چہارم بلند شد اہل
 اسلام ہمہ باجمعہم کلمۃ طیبۃ للاحول و
 لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم گفتہ بر
 کفار ریختند و آسیامی حرب بر بنی اسد و بجیلہ و رکنہ
 دائر گشت از پنجماہ بسیاے بدجہ شہادت رسید
 سعد بجانب عاصم بن عمرو تمیمی زد قاصد کوآید
 تا حیلہ سازد کہ را کبان فیل ازین طغیان پاید امان
 کشند عاصم تیر اندازان تمیم و اسد را فرمود کہ
 تا بر فیلان ہجوم کردند و رؤسے ایشان را
 بازگردانیدند انگاہ ندا در داد کہ جبال فیلان
 را قطع نمایند چون جبال را بریدند را کبان بر
 زمین غلطیدند و دشمن پشت داد سعد در
 فکر تکفین و تجہیز قتلے قتاد و جرجس
 را بر زنان لشکر سپردند تا بعد اولے ایشان
 قیام کنند روز اغواث

حضرت فاروقؓ نے شام کے امیر الامراء ابو عبیدہ کو لکھا تھا کہ ایک فوج تیار کر کے ہاشم بن عقبہ بن ابی وقاص کی سرکردگی میں سعد ابن ابی وقاص کی مدد کے لئے بھیجیں جس اتفاق سے قعقاع جو کہ ہاشم کے لشکر کے کمانڈر تھے ایک ہزار پانچ سو سواروں کے ساتھ اس شدید جنگ کی حالت میں پہنچ گئے۔ انھوں نے (یہاں پہنچنے سے پہلے) اپنی فوج کے دس حصے کر دیئے اور حکم دیا کہ پہلے ایک حصہ مسلح اور مکمل حالت میں (یعنی ڈیڑھ سو کجا بدین) اولاً لشکر اسلام میں داخل ہو جائیں۔ جب وہ شامل ہو چکیں تو دوسرا حصہ نمایاں ہو۔ اس طرح ہر ایک حصہ آخر تک داخل ہوتا ہے۔ جب اہل لشکر کی نظر ان امدادی دستوں پر پڑی تو ان کے دل قوی ہو گئے۔ چنانچہ قعقاع جو اس لشکر اسلام کے پہلے دستے کے کمانڈر تھے اگر جنگ میں شریک ہوتے اور انھوں نے مسلمانوں کو کفار کے ساتھ لڑنے پر جوش دلانا شروع کر دیا اور کفار سے مبارز طلب کیا (یعنی کوئی میرے مقابلہ پر آئے) اُس طرف سے ذوالحاجب نکلا۔ قعقاع کو جب معلوم ہو گیا کہ یہ ذوالحاجب ہے تو انھوں نے لٹکار کر کہا یا ثارات اصحاب الجحش (یل کی جنگ میں جو شہید ہوتے تھے اُن کے خون کا بدلہ لینے کا موقع آ گیا۔ وہ نقصان اسی ذوالحاجب پہنچایا تھا) بس تھوڑے سے وقفے کے بعد قعقاع نے اُس کو دوزخ میں پہنچا دیا اور پھر اور مبارز طلب کیا تو بُندان اور فیروزان گھوڑے دوڑاتے ہوئے میدان میں آ گئے۔ ادھر سے حارث بن طہیان قعقاع کی مدد کے لئے پہنچ گئے۔ فیروزان تو قعقاع کے مقابلہ پر آیا اور بُندان حارث کے مقابلہ پر۔ دونوں بہادر پہلوانوں نے اپنے اپنے حریفوں کو مار ڈالا۔ ان کے قتل سے کسرے کے لشکر میں ایک عظیم کسر (یعنی شکستگی) واقع ہو گئی۔

حضرت فاروقؓ برائے ابو عبیدہ امیر الامراء شام نوشتہ بود کہ فوجے ترتیب داده بسر کردگی ہاشم بن ابی وقاص بہمد سعد بن مسند باتفاق حسن قعقاع کہ مقدمہ لشکر ہاشم بود بایک ہزار پانصد سوار درین حالت رسید جماعہ خود را دہ قسم ساخت و فرمود یک طاغہ مسلح و مکمل اولاً در عسکر اسلام داخل شوند چون داخل شدند قسمتہ دیگر نمایان گردو الی آخر الاقسام چون نظر اہل لشکر برین جماعہ افتاد دل قوی شدند بالجملہ قعقاع در قسم اول بہ لشکر اسلام آمد بمصاف پیوست و مسلمین را بر حرب کفا تحریض تمام نمود و مبارز طلبید ازان طرف ذوالحاجب برآمد قعقاع چون دانست کہ ذوالحاجب است بانگ برداشت یا ثارات اصحاب الجحش انگاہ باندک فرستے بدوزخ رسانید و باز مبارز دیگر خواست بُندان و فیروزان تاختہ بمیدان آمدند حارث بن طہیان بہمد قعقاع رسید فیروزان بمقابلہ قعقاع و بُندان حریف حارث شد ہر دو پہلوانا عظیم خود ہا را کشتند و بسبب قتل انہا کسر عظیمی در لشکر کسرے افتاد

کہتے ہیں کہ قنقاع نے اس دن شکر کفار پر تیش دفعہ حملہ کیا اور ہر حملہ میں بڑا کام کیا۔ اس موقع پر شکر اسلام کے بعض انتہائی نے اونٹوں کو (گوڈر باندھ کر ان کے بدن کو خوب پھلایا اور) کشادہ جھولیں پہن کر ہیبت ناک شکل پر نمودار کیا تو جو کچھ عجم کے ہاتھیوں نے عرب کے گھوڑوں کے ساتھ کیا تھا کہ وہ ان کو دیکھ کر بڑکنے اور قابو سے باہر ہونے لگے تھے، وہی کام آج عرب کے اونٹوں نے فارس کے گھوڑوں کے ساتھ کیا۔ جب لڑتے لڑتے دوپہر ہو گیا تو دونوں فریق ایک ساعت کے لئے کچھ آرام کرنے لگے۔ ظہر کی نماز کے بعد پھر جنگ کی آگ مشتعل ہوئی۔ کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص نے شراب پینے کی بنا پر (اپنے جائے قیام پر) ابو محجن کو محبوس کر رکھا تھا۔ جب ابو محجن نے اس حالت کا مشاہدہ کیا (ان کے محبس کے دریچہ سے میدان جنگ نظر آتا تھا انھوں نے دیکھا کہ کفار کا دباؤ بڑھ رہا ہے) تو اُن کی غیرت اسلامی نے جوش مارا اور اُنھوں نے سعد کی اُمّ ولد سے درخواست کی کہ وہ اُس کو قید سے خلاص کر دے اور سعد کا اہلن گھوڑا اور اُن کے ہتھیار عاریہ دیدے اس اقرار پر کہ اگر زندگی باقی رہی تو وہ پھر اپنے کو محبس میں پہنچا دے گا۔ سعد کی اُمّ ولد نے ایسا کر دیا، ابو محجن نعرے مارتے ہوئے میدان میں جا پہنچے اور دشمنوں پر اتنے سخت حملے کئے کہ تمام لشکر اسلام اُن کی تعریف کرنے لگا۔ بلکہ ایک جماعت کا گمان یہ ہو گیا کہ یہ خضر ہیں جو لشکر اسلام کی مدد کے لئے پہنچ گئے ہیں اور ایک جماعت کا خیال یہ ہو گیا کہ یہ کوئی فرشتہ ہے جو اُن کی مدد کے لئے نازل ہوا ہے۔ دوسرے دن جب ابو محجن کا حال سعد پر واضح ہوا تو وہ اُن کی دلجوئی کرنے لگے اور کہا کہ اب میں تجھے قید میں

گویند قنقاع سنی دفعہ درین روز بر شکر کفار حملہ آورد و ہر دفعہ کا بے کرد درین وقت دانیان لشکر اسلام شتران را جلال و اسع پوشانیدہ بر شکل ہیب نمودار کردند آنچہ فیول عجم دیروز باخیول عرب کردہ بودند امروز جمال عرب با فراس فرس بعمل آوردند چون ہنگام نصف النہار شد ہر دو فریق ساعتی مشغول استراحت شد بعد از نماز پیشین نار عرب مشتعل شد گویند سعد بن ابی وقاص ابو محجن را بواسطہ شرب خمر محبوس ساختہ بود چون ابو محجن این حالت مشاہدہ نمود غیرت اسلامش بجو شید از اُمّ ولد سعد درخواست کہ دے را از محبس خلاص کند و اسباب لشکر سعد و سلاح او عاریت دہد بقرار آنکہ اگر حیات باقی است خود را در محبس رساند اُمّ ولد سعد ہچنان کرد و ابو محجن نعرہ زنان بمیدان درآمد و ترددے بکار برد کہ جمیع لشکر استخوان او کردند بلکہ گمان جمیع آن شد کہ او خضر است کہ بعد لشکر اسلام رسیدہ طاقتہ را نظر بر آنکہ نکلے بر اسی نعرہ ایشان نازل شد روز دیگر چون حال ابو محجن بر سعد واضح شد بیل جوئی دے درآمد و گفت من بعد ترا در محبس

نہیں ڈالوں گا۔ ابو محسن نے کہا کہ میں نے بھی سچائی اور اخلاص سے یہ عزم کر لیا ہے کہ آئندہ اس غبیث (یعنی شراب) کے قریب بھی نہ آؤں گا۔ روزِ عمارت کے واقعات۔ ققاع نے اپنی جماعت کے لوگوں کو حکم دیا کہ شکرِ اسلام کے شرکاء کی نظروں سے بچ کر (دُور نکل جائیں اور پھر) گزشتہ دن کی طرح دس جماعتیں بن کر کچھ اور پری وضع بنا کر آئیں تاکہ عام مسلمانوں کو یہ گمان ہو جائے کہ اب ہاشم کی فوج ہماری مدد کے لئے پہنچ گئی ہے۔ چنانچہ انھوں نے ایسا کرنا شروع کر دیا اور (یہ اللہ کا فضل ہو کہ) ان کے پیچھے ہاشم کا شکر بھی پہنچ گیا اور انھوں نے بھی ققاع کی روش اپنے ساتھیوں کو شکرِ اسلام تک پہنچانے میں اختیار کی۔ اس طریقہ پر عمل کرتے سے شکرِ مالوں کا اطمینان دوگنا ہو گیا۔ اس دن میں تجویز کیا گیا تھا کہ اولاً عام حملہ ہو، اس کے بعد تیر اندازی، اس کے بعد نیزہ بازی، اس کے بعد دھتکہ بول کر آگے بڑھنا، پھر کشتی لڑ کر بچھاڑنا۔ ہاشم نے اپنے پہلے ساتھیوں کے ساتھ

عہ و آقدی نے اس قہر کو اسی طرح روایت کیا ہے اور غالباً ان ہی سے دیگر مورخین نے اخذ کر لیا۔ اور تاریخ کامل ابن اثیر میں یہ لکھا ہے کہ وہ اپنے یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ اذامٹ فادفتی الی جنب کوا متہ۔ تروی عظامی بعد موتی عود قہما۔ ولا تل فنتی فی الفلاۃ فانتی۔ اخاف اذامٹ ان لا اذو قہما جب میں مراؤں تو مجھے انگوڑے کے برابر دفن کرنا تاکہ میری ہڈیاں میرے مرنے کے بعد اس کی جڑ سے بہرہ اندوز ہوتی رہیں۔ اور مجھے کھلے میدان میں دفن کرنا کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ جب میں مراؤں تو اس کو چھٹنا نصیب نہ ہو گا جس کی اطلاع سعد کو پہنچا دی گئی اور انھوں نے ان کو گرفتار کر کے اپنے جالتے قیام پر محبوس کر دیا۔ کامل ابن اثیر میں ان کا بیان نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کے بعد میں نے کبھی شراب نہیں پی۔ صرف ان اشعار کی بنا پر سعد نے گرفتار کر لیا تھا۔ یہ غلط ہے کہ شراب پیئے ہوئے پکڑے گئے تھے۔ اور یہ بات مستبعد بھی ہے کہ شراب پیئے ہوئے دیکھ کر پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر محبوس کر دیا جاتے۔ اگر شراب چٹا ثابت ہو جاتا تو اس کی حد کا جاری کرنا اتنا طویل کام نہیں تھا کہ اس کو آئندہ وقت پر فرصت پر موقوف رکھا جاتے اور ایسے بہادر مجاہد کی خدمت سے اپنے لشکر کو محروم رکھا جاتے اس کا ابراہم غور کر دیا جانا چاہیے اس کو پکڑے لگوادینا چند منٹوں کی بات تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد کی نظر میں یہ الزام محتاج ثبوت تھا جس کی سماعت میں وقت صرف ہوتا۔ اسی لئے گرفتار کر کے محبوس کر لیا تھا کہ بوقت فرصت اس کی تحقیق کی جاسکے۔ پھر جب ابو محسن نے سعد کی بی بی سلسلی سے حقیقت بیان کر دی اور ان کی بے غیر شجاعت سے برتاؤ شہرِ اہم کو چکا تھا تو ان کو خود اگر کھول دیا اور عزت کے ساتھ رکا کر دیا۔ و آقدی کو محمد حشیش نے غیر متماثل قرار دیا ہے۔ کامل ابن اثیر میں جو کچھ لکھا ہے وہ قیاس کے مطابق ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

برمیمینہ عجم حملہ کرد و صفوف ایشان را متفرق ساخت و تا بمسلنے تاختر رفت باز عمرو بن معدیکرب یاران خود را برائے حرب مہیانمود و بر قلب لشکر کفار تاختر بسیار را بکشت فارسین فرس بیکبارہ متوجہ او گشتند و غبائے عظیم برخاست دران میان عمرو بن معدیکرب ناپید گشت و اسب او کشتہ شد عمرو فی الحال پامی اسب سوارے را از سواران عجم محکم گرفت تا آنکہ از رفتار باز ماند سوار چون مجال مقاومت باوے ندید از اسب پیادہ گردید عمرو بران اسب سوار شد و سلامت از قلب لشکر کفار برآمد دیگر بار سوارے از فوج عجمی جولان نمود و مبارز خواست مردے از اہل اسلام نصیر القامت و صغیر الحجۃ در معرض قتال درآمد عجمی بیک ضرب آن مردو مسلمان را از اسب بپنداخت و خود نیز از اسب فرود آمد و بسینہ او نشست تا او را بکشد درین حال لطیفہ غیبی در رسید کہ اسب عجمی رم خورد و عجمی رسن اسب د کمر خود بستہ بود اسپش بہمان رسن از سینہ مسلمان برداشت آن مسلمان بسلامت برجست و شمیرہ بر فرقہ او زد و بدوزخش فرستاد و مشاہدہ این لطیفہ موجب اطمینان قلوب مسلمانانہ چون کافران حال را بدین منوال معائنہ نمودند ابطال واقعات خود را باز آراستند و دو جوق ^{بہار و ان} ^{جمع قتل} ساختند

عجم کے مہمینہ پر حملہ کر دیا اور ان کی صفوں کو درہم برہم کر دیا اور دور تک گھمتے چلے گئے۔ پھر عمرو بن معدیکرب نے اپنے ساتھیوں کو لڑنے کے لئے تیار کیا اور لشکر کفار کے قلب پر حملہ کر دیا اور بہت لوگوں کو ہار ڈالا اس پر فارس کے سوار ایک بار ان پر دوڑ پڑے اور بہت بڑا غبار اٹھ کھڑا ہوا جس میں عمرو بن معدیکرب چھپ گئے اور ان پر یہ حادثہ پیش آیا تھا کہ ان کا گھوڑا مارا گیا تھا تو عمرو نے فوراً ہی ایک گھوڑے کے پاؤں مضبوط پکڑ لئے جس پر ایک عجمی سوار تھا۔ یہاں تک کہ گھوڑا آگے نہ چل سکا۔ سوار نے جب اپنے میں مقاومت کی طاقت نہ پائی تو وہ گھوڑے سے اتر کر پیدل ہوا اور عمرو فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر کفار کے قلب سے سلامتی کے ساتھ باہر آگئے۔ اسی وقت ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ فوج عجم میں سے ایک سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور اس نے مبارز طلب کیا یعنی چیلنج کیا کہ کوئی مقابلہ پر آئے، اہل اسلام میں سے ایک شخص پستہ قد لاغر اندام میدان جنگ میں نکلا۔ عجمی نے ایک ہی ضرب میں اس کو گھوڑے سے نیچے گرادیا اور وہ بھی اپنے گھوڑے سے اتر آیا اور اس کے سینہ پر بیٹھا تاکہ اس کو مار ڈالے۔ اسی حال میں ایک لطیفہ غیبی آپہنچا۔ عجمی کا گھوڑا دفعۃً اچھلا اور عجمی نے اس کی رسی اپنی کمر سے باندھ رکھی تھی اس کے گھوڑے نے اسی رسی سے اس کو مسلمان کے سینہ سے اٹھا کر گرادیا۔ مسلمان نے فوراً اٹھ کر اس کے سر پر تلوار ماری اور اس کو دوزخ میں پہنچا دیا۔ اس لطیفہ کا مشاہدہ مسلمانوں کے دلوں کے لئے اطمینان کا موجب ہوا کہ اللہ کی مدد ہماری ساتھ ہو گئی ہے اور جب کافروں نے حالات کے اس طور کا مشاہدہ کیا تو اپنے بہادروں کو اور اپنے ساتھیوں کو پھر صف بستہ کیا اور ان کے دو حصے کر دیئے اور لشکر اسلام کے

رو بروی شکر اسلام شدند مقدم جوقِ اول لیل
و آنجا مواجہہ قعقاہ و عاصم شدند
و مقدم جوقِ ثانی فیلِ اجڑب و آن طائفہ
مقابلہ جمال بن مالک اسدی بفرمان سعد
قعقاہ و عاصم نیز لم برداشتہ یکبار متوجہ
بجانب فیلِ ابیض شدند و جمال باقرین
دیگر قصد فیلِ اجڑب نمود و باہر یکے جمے
ہمراہ شد حارسانِ فیلان را بزخم تیر متفرق
ساختند و این چہار جوان مرد بفیلان رسیدہ
نیز لم تے خود را حوالہ چشم فیلان نمودند
فیلان لغوہ زنان تابہ شکر گاہ خود گریزان
برگشتند و اہل شکر را متفرق گردانیدند بعد
از ان مسلمانان آواز تکبیر بلند برداشتہ
مشغولِ حرب و ضرب شدند و تا شب
ہمین معاملہ ماند لیلۃ الہری بعد العاشین
از طرفین مشغولاً فروختہ پیشتر متقیہ قتال
شدند و خدائے عز و جل صبرِ عظیم در
دلِ مسلمین القا فرمود یک فوج بغویج
دیگر در پیوست تا آنکہ اصواتِ مردم از
سعد درستم ہر دو منقطع گشت و تمام شب
بہمان صفت گزشت در دلِ شب سعد
بجناب کبریا التجا نمودہ مشغولِ بدعاء و
زاری شد درین حال نوید شش گوش
و جوش اور دادند علی الصباح بمسلمانان
تسلّی دادہ و بر زیادیتِ اجتہاد در حرب

مقابلہ پر آئے۔ پہلے حصہ میں سب سے آگے سفید ہاتھی کو رکھا
اور یہ حصہ قعقاہ اور عاصم کے مقابلہ پر آیا۔ اور دوسرے
حصہ میں سب سے آگے فیلِ اجڑب (یعنی چکنے ہاتھی) کو رکھا،
اور یہ حصہ جمال بن مالک اسدی کے مقابلہ پر آیا۔ سعد کے حکم
سے قعقاہ اور عاصم نے نیزے اٹھاتے اور اُس سفید ہاتھی
کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور جمال نے دوسرے شخص کی معیت
میں چکنے ہاتھی کا قصد کیا اور ہر ایک کے ہمراہ ایک جماعت ہو گئی
ان لوگوں نے ہاتھیوں کے نگہبانوں کو تیروں کے زخم پہنچا کر
متفرق کر دیا اور ان چاروں بہادروں نے (دونوں) ہاتھیوں
تک پہنچ کر اپنے نیزوں کو ہاتھیوں کی آنکھوں پر مارا۔ ہاتھی
چنگھاڑتے ہوئے لوٹے اور بھاگتے ہوئے اپنی شکر گاہ میں
جا گھسے اور اہل شکر کو متفرق کر دیا۔ اس کے بعد مسلمانوں
نے تکبیر کے لغوہ بلند کئے اور حرب و ضرب میں مشغول ہو گئے
اور رات تک یہی معاملہ رہا۔ لیلۃ الہریہ مغرب اور عشاء کے بعد
طرفین کی جانب سے مشعلیں روشن ہو گئیں اور پہلے بے زیاد
تیزی کے ساتھ قتال میں مصروف ہو گئے اور اللہ عز و جل نے
بہت بڑا صبر مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دیا۔ ہر فوج اپنی
مقابل فوج کے ساتھ گتھم گتھا ہو رہی تھی یہاں تک لوگوں کی
آوازیں بلند ہو رہی تھیں جن سے سعد کی اور رستم کی دواوا
کی آوازیں دب گئیں اور تمام رات اسی طرح (لڑتے ہوئے)
گزر گئی۔ وسط شب میں سعد نے جناب کبریا میں دعائیں اور
گریہ و زاری شروع کی۔ اس حالت میں فتح کی خوش خبری
منجانب اللہ ان کو دی گئی و بذریعہ خواب یا ہتفِ ہاتھ جس
سے ان کو المینان ہو گیا، علی الصباح انھوں نے مسلمانوں کو
(یہ خوش خبری سنا کر) تسلّی دی اور جنگ میں پہلے سے اور زیادہ

ترغیب فرمود بتائید الہی این موعظہ دہلہ
مسلمانان را اطمینان افزد و تاثر بلخ نمود
تا آنکہ صحیحہ کبریٰ ریاچ نصر و زین آغاز
کرد کہ ہر تیرے کہ از شکر اسلام روان
می شد با عدا می رسید و از اعداء ہر حربہ
کے آمد متفکسے افتاد درین فرست
غزات مسلمین از مراکب و جناب چقدر
کہ در حوطہ تصرف نیاوردند انجام کار
نزدیک رستم رسیدند و ہلال بن علقمہ
رستم بریدہ بر نیزہ آویختہ ندا در داد الا
انی قتلست رستم چون این ندا شنید
و کشتہ شد رستم بر سپاہ عجم محقق شد
مقبور و مخدول و بگریز نہادند و مسلمانان
بتعاقب آہنا تا ختہ پہ متقلب کہ بطہور نہ رسانید
و جسد مردہ رستم را پیش سعد آوردند و
بدین این کرامت شکر الہی بجا آورد بعد
از ان فتح قلعہ قادسیہ کردند و جمع
کثیر بہ سی ہزار گریختگان جمع شد بودند
سعد شکرے عظیم فرستاد تا آن جمع
را متفرق ساختند من بعد نامہ فتح برا
فاروق اعظم نوشت وے رضی
اللہ عنہ و جمیع اصحاب ازین بشارت مسرور
و مہتج گشتہ حمایہ ایزدی بجا آوردند
شمار مقتولان کفار در معرکہ قتال و بعد
وزیدن نسیم فتح در فتح قلعہ قادسیہ

کوشش اور ثابت قدم رہنے کی ترغیب دی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے
مسلمانوں کے قلوب میں اطمینان بڑھ گیا اور آپ کی نصیحتوں کا دلوں
پر بڑا اثر ہوا کہ تھکے ہوئے اجسام میں تازہ روح دوڑ گئی،
یہاں تک کہ بوقت چاشت (اللہ تعالیٰ کی) مدد کی ہوا چلنا شروع
ہو گئی کہ جو بھی تیر شکر اسلام کی طرف سے چلایا جاتا تھا وہ
دشمنوں پر پہنچ کر اپنا پورا کام کرتا تھا اور دشمنوں کی طرف سے
جو حربہ بھی مسلمانوں پر پھینکا جاتا تھا وہ بے کار ہو کر گر جاتا تھا۔
اس موقع پر مسلمان غازیوں نے بے شمار اونٹوں اور امیل گھوڑوں
پر قبضہ کر لیا۔ غازیان اسلام لڑتے لڑتے رستم کے پاس
پہنچ گئے اور ہلال بن علقمہ نے رستم کا سر کاٹ کر نیزے پر
لٹکا کر بلند آواز سے ندا کر دی الا انی قتلست رستم دلوگو اسن لو
میں نے رستم کو قتل کر دیا، جب عجمیوں نے یہ آواز سنی اور سپاہ
عجم پر رستم کا مارا جانا ثابت ہو گیا تو وہ مغلوب اور رسوا ہو کر
بھاگنے لگے اور مسلمان ان کے تعاقب میں دوڑتے رہے قتل
کا اس قدر وقوع ہوا کہ حساب میں آنا دشوار ہے۔ اور رستم کے
مردہ جسد کو سعد کے سامنے لایا گیا۔ آپ (اللہ کے) اس فضل
کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے
قادسیہ کا قلعہ فتح کیا۔ اور شکست کھا کر بھاگنے والوں کی
تیس ہزار کی ایک تعداد مجتمع ہو گئی تھی۔ سعد نے ایک عظیم
شکر بھیجا جس نے پہنچ کر سب کو ترتر کر دیا۔ اس کے بعد
نامہ فتح حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا
آپ اور تمام اصحاب اس بشارت سے پر مسرت اور بہت خوش
ہوئے اور سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور شکر کیا۔ اور معرکہ
قتال میں مقتولین کفار کے شمار اور نسیم فتح چلنے کے بعد اور
قادسیہ قلعہ کے فتح کے موقع پر جو کفار قتل ہوئے اور شکست

خوردہ لوگوں کے اجتماع کے متفرق کرنے کے موقع پر جو کفار قتل کئے گئے ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ اور لشکر اسلام میں سے لیلۃ الہریہ سے پہلے دس ہزار پانچ سو اور لیلۃ الہریہ اور اُس خاص یوم میں جس کا حال ابھی ذکر کیا ہے قلعہ کے فتح ہونے کے وقت تک چھ ہزار آدمی شہادت کے بلند مقام پر پہنچے۔ اس کے بعد سعد بن ابی وقاصؓ نے غنیمت کا پانچواں حصہ دار الخلافت میں روانہ کیا اور باقی غازیوں پر تقسیم کیا۔ پھر جب کہ مجاہدین اسلام نے آرام کر لیا اور بخوبی راحت حاصل کر لی تو حضرت فاروقؓ کا سعدؓ کے پاس حکم پہنچا کہ اب مدائن کو فتح کرنے کی ہمت کریں۔ سعدؓ پوری کوشش کے ساتھ فوجوں کی نظم و ترتیب میں لگ گئے اور مدائن کی طرف روانہ ہو گئے، اس دور میں بعض شہر بطریق صلح کے اور بعض جنگ کے دباؤ کے ساتھ فتح کر لئے اور ایک گروہ کو جو بابل میں سکونت رکھتا تھا جنگ کے بعد متفرق کر دیا۔ اس دار و گیر کے وقت حضرت سعدؓ کے ہمراہ ساٹھ ہزار سوار تھے۔ جب سعدؓ کے (مدائن کی طرف) متوجہ ہونے کی خبر یزیدؓ کو پہنچی تو (اس نے پھر مقابلہ کا ارادہ کیا لیکن) فوج کی امارت کے لئے جس سردار کو بھی تجویز کرتا تھا وہ سعدؓ کے خوف سے قبول نہیں کرتا تھا۔ مجبور ہو کر دجلہ کی جانب شرقی میں شہر کے درمیان اُس نے اپنی جاتے قیام بنائی اور اُس کی غری جانب کو سعدؓ کے لئے چھوڑ دیا اور پُل کو خراب کر دیا اور کشتیاں وہاں سے دُور کر دی گئیں۔ اسلامی سوار اللہ کے توکل پر اس بحر زار میں گھس گئے اور سلامتی کے ساتھ عبور فرما گئے۔ یزیدؓ جو کچھ ہلکے اور قیمتی اموال میں سے اپنے ساتھ لیجا سکا لے کر حوان کی طرف روانہ ہو گیا۔ سعدؓ نے قعقاعؓ کو اُس کے تعاقب میں بھیجا اور عمرو ابن مقرنؓ کو اموال غنیمت کے منضبط اور جمع کرنے پر مامور کیا۔ اہل تاریخ نے جو کچھ کہ مدائن کی غنیمتوں سے حاصل ہوا اور جو کچھ قعقاعؓ نے

و تفریق جماعہ کہ از گریختگان جمع شدہ بودند بعد ہزار رسید از لشکر اسلام قبل لیلۃ الہریہ دہ ہزار و پانصد مرد و در لیلۃ مذکورہ و در ذر مسطور نزدیک فتح قلعہ شش ہزار کس بدرجہ علیا شہادت در رسید بعد از ان سعد بن ابی وقاص خمس غنیمت را ارسال دار الخلافت نمود و باقی بر غزات تقسیم فرمود بعد از انکہ غزات اسلام آسیایشی کردند و استراحت نمودند حضرت فاروقؓ برائے سعد حکم فرستاد کہ بجانب فتح مدائن ہمت گمار و سعد با ہمت تمام بترتیب جوش قیام نمودہ طرف مدائن روان شد و در اثناء راہ بعض بلاد را بطریق صلح و بعض دیگر را بطور عنف و مفتوح ساخت و طائعہ را کہ در بابل سکونت داشتند بعد محاربہ متفرق گردانید و دین دار و گیر شصت ہزار سوار در کاب سعد حاضر بود چون خبر توجہ سعد بیزیدؓ رسید امارت سپاہ بہر کہ میفرمود از خوف سعد قبول نمی نمود لایا طرف شرقی دجلہ در میان شہر اقامت خود ساخت و غری آن را از پلے سعد گزاشت و پُل را ویران کردند و کشتی ہا باز کشیدند فارسان سلام متوکل علی اللہ دران بحر زار خوض نمودہ بسکات عبور فرمودند و یزیدؓ گرد آویختہ توالت از اموال سبک بارگران بہا با خود برداشتہ جانب حوان روان شد سعد قعقاعؓ را بتعاقب دی فرستاد و عمرو بن مقرنؓ را بضمبط و جمع غنائم مامور ساخت اہل تاریخ حساب آنچہ کہ از غنائم مدائن و آنچہ قعقاعؓ

از بنگاہ یزدگرد ہنب نمودہ نوشتہ اند تفصیل آن
درینجا متعذر است بالجملہ چون تفرق کلی بسااہ
عجم زاہ یافت یزدگرد بحلوان اقامت نمود و لشکر
بسیارے از عجم در شہر حلولا بسر کردگی مہران رازی مجمع
شدند و باہم عہد بستند بر آنکہ نگریزند و استقامت دینند
و جمع کثیر از ہزیمت زدگان نیز با ایشان ملحق شدند
سعد حقیقت حال بعض حضرت فاروق رسانید و
در رضی اللہ عنہ حکم فرستاد کہ دوازده ہزار کس
بسر کردگی ہاشم بن عتبہ بجانب حلولا روان کنند بالجملہ
ایشان را با سپاہ عجم ہشتاد ہزار مصاف در میان آمد
و در آخر ہزیمت بر کفار افتاد غنائم بے حساب بہت
مہمسلمانان آمد یزدگرد چون این خبر شنید از حلوان بر قات
بجانب رمی روان گردید و فوجے را در حلوان گذاشت
ہاشم این ماجرا بسعد نوشت سعد فرمود جہد کن
و اہتمامی نما و حلوان را بہر وجہ در تصرف آرقصہ کوتاہ
حلوان نیز مفتوح شد باز سال تمام حضرت فاروق
سعد بن ابی وقاص را از ہجرت اظہار شکایت مردم و بیم
و اختلاف قوم بر وی بحضور خود طلبید چون این معنی بگوش
یزدگرد رسید فرصت را غنیمت دید و با تواجہ حمل اہل
رے و خراسان و ہمدان و نہاوند را رفسیق خود
گردانیدہ لشکرے بحساب بہم آورد گویند صد و
پنجاہ ہزار مرد جمع شدہ بود بسر کردگی فیروزان
بجانب عراق روان نمود چون این ماجرا بعض
امیر المؤمنین رسید نعمان بن مقرن را فرمود تا
بتدبیر حرب زود قیام نماید

یزدگرد کے جاتے قیام سے گویا سب کا حساب لکھا ہے۔ یہاں اس کی
تفصیل لکھنا دشوار ہے۔ المختصر جب عجم کی فوج بالکل پارہ ہو گئی
تو یزدگرد نے حلوان میں قیام کر لیا اور عجمیوں کا بہت سا لشکر شہر
حلولا میں مہران رازی کی سرکردگی میں اکٹھا ہو گیا۔ اور اہل لشکر نے
باہم عہد کیا کہ وہ بھاگیں گے نہیں اور جے رہیں گے اور ہزیمت
زدہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت بھی ان سے آئی۔ سعد نے زقیقت
حال کو حضرت فاروقؓ کی خدمت میں پہنچایا۔ فاروق رضی اللہ عنہ
نے حکم بھیجا کہ بارہ ہزار آدمی ہاشم بن عتبہ کی سرکردگی میں حلولا
روانہ کر دیں۔ مختصر یہ ہے کہ عجم کی فوجوں کے ساتھ ان کی جنگ
اسی مرتبہ ہوئی ہے۔ آخر میں کفار کو شکست ہوئی اور بے حساب
اموال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ یزدگرد نے جب یہ حال معلوم
کیا تو حلوان سے اٹھ کر رے کی طرف روانہ ہو گیا اور ایک فوج
کو حلوان میں چھوڑ دیا۔ ہاشم نے یہ ماجرا سعدؓ کو لکھا۔ سعد نے
حکم بھیجا کہ پوری جدوجہد کرو اور جس طرح بھی ممکن ہو حلوان
پر قبضہ کرو۔ قصہ کوتاہ یہ کہ حلوان بھی فتح ہو گیا۔ پھر بیسویں
سال میں حضرت فاروقؓ نے سعدؓ بن ابی وقاص کو اس وجہ سے
اپنے پاس واپس بلا لیا کہ لوگوں نے اُن کے بارے میں کچھ شکایتیں
کی تھیں آپؓ کو یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ ان کے ساتھ اختلاف پیدا
ہو جائے گا۔ جب اس بات کی اطلاع یزدگرد کے کانوں تک
پہنچی تو اُس نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور طرح طرح کے حیلوں سے
رے اور خراسان اور ہمدان و نہاوند کے لوگوں کو اپنا ساتھی
بنانے کے لیے شاکر جمع کر لیا۔ کہتے ہیں کہ لشکر کی تعداد ڈیڑھ لاکھ
تھی۔ اس لشکر کو فیروزان کی سرکردگی میں عراق کی جانب روانہ
کر دیا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع امیر المؤمنینؓ کی خدمت میں
پہنچی تو آپؓ نے نعمان بن مقرن کو حکم دیا کہ جلد انتظام جنگ شروع کر دیں

اور کوفہ کے لشکروں کے پاس حکم بھیجا کہ ان کی اتباع کریں۔ نعمانؓ کو سپہ سالار بناتے وقت حضرت فاروقؓ کی زبان غیب ترجمان پر یہ بھی جاری ہو گیا کہ اگر نعمانؓ نے شہادت پائی تو امیر افواج حضرت ابن الیمانؓ مقرر ہوں گے۔ الغرض جب نعمانؓ (افواج مجاہدین کو لے کر مقابلہ کے لئے) چلے تو دونوں لشکروں (یعنی اسلامی لشکر اور فارس کے لشکر) کے درمیان ایک وادی پر غارتش آگیا جس سے عبور کرنا بہت مشکل تھا۔ اول انھوں نے مغیرہ بن شعبہؓ کو فیروزان کے پاس بھیجا تاکہ اس کو دعوتِ اسلام دیں۔ (جب مغیرہؓ نے جا کر اس کو دعوتِ اسلام پہنچائی تو) اس بد نصیب نے بہت کچھ ڈینگلیں ماریں۔ جب مغیرہؓ واپس ہوئے تو الحربِ غدۃؓ (جنگ دھوکا ہے) پر عمل کرتے ہوئے مصلحت یہ ہوئی کہ ایک منزل پیچھے واپس ہو جائیں۔ (اس واپسی سے) مجوسیوں کو یہ گمان ہو گیا کہ فیروزان کی ڈینگلوں سے گھبرا کر اہل اسلام بھاگ پڑے تو یہ کفار اس وادی خازرار سے گزر کر صاف میدان میں (جس کو چھوڑ کر اہل اسلام پیچھے ہٹے تھے) آگئے اب دلیران اسلام نے بہادری کے ساتھ اس لشکر پر حملہ کر دیا۔ نعمانؓ نے بارگاہِ کبریا میں دعا کی کہ اس معرکہ میں وہ درجہ شہادت پر کما ہوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ بہت کوشش کے بعد اسلام کی فتح ہوئی اور کفار کو شکست ہوئی اور نعمانؓ رفیقِ اعلیٰ کی طرف انتقال کر گئے اور فیروزان بھاگا تو قعقاز نے اس کا تعاقب کر کے اس کو جہنم میں پہنچا دیا اور بہت اموالِ فینیت اور بشمار قیدی لشکر اسلام کے ہاتھ آئے اور اس کا نام فتح الفتوح رکھا گیا۔ کیونکہ محم کو پھر کبھی یہ قدرت نہ حاصل ہو سکی کہ وہ کوئی معتد بہ لشکر جمع کر لیں اور ان کے تمام شہر اہل اسلام کے زیرِ حکم آگئے اور دولتِ ساسانیان کا کلیۃً خاتمہ ہو گیا، والحمد للہ رب العالمین۔

و جیوش کوفہ را با تبارخ او امر کرد در وقت تولیت نعمانؓ بر زبان غیب ترجمان حضرت فاروقؓ جاری شد کہ اگر نعمانؓ شہادت یافت امارت بخلافہ ابن الیمان مقرر باشد بالجملہ چون نعمانؓ متوجہ شد در میان ہر دو جمیش وادی ہمیش آمد پر از غار کہ عبور آن متعسر بود سخت مغیرہ بن شعبہؓ را ہمیش فیروزان فرستاد دعوتِ اسلامش کند و آن بی دولت تر بات بسیلے گفت چون مغیرہ بازگشت مصلحت الحربِ غدۃؓ را کا فرما شدند و یک منزل این طرف رجوع نمودند و چون را گمان شد کہ از ترہایت فیروزان ہراسان شدہ گریزان شدند کفار از ان وادی خارناک گذر بمیدان صاف برآمدند و دلیران اسلام دلیرانِ حملہ بران جماعہ آوردند و نعمانؓ بجانب کبریا دعا نمود کہ درین معرکہ بدرجہ شہادت فائز گردد بالجملہ بعد کوشش بسیار فتح اسلام و ہزیمت کفار بر روتے کار آمد و نعمانؓ رفیقِ اعلیٰ انتقال نمود و فیروزان گریزان شد قعقاز دنبالِ او افتادہ بدوزخش فرستاد و غنائم بسیار و سبایہ بیشتر بدستِ مسلمانین آمد و این را فتوح الفتوح نام نہاند زیرا کہ محم را من بعد اجتماع معتمد بہ مقدور نہ شد و بلاد ایشان تمام مسخر اہل اسلام گردید و دولتِ ساسانیان منہزم گشت و الحمد للہ رب العالمین۔

ایست منتخب آنچہ اصحاب فتوح عراق تقریر
 نموده اند اما برہم شدن دولت رومیان از
 شام باین صورت بود کہ چون دمشق مفتوح شد
 ابو عبیدہ اُمراء اسلام را بفتح بلاد شام معین
 گردانید اکثر قرعے قریبہ دمشق بردست ابی سفیان
 و معاویہ مفتوح شد و میشان بردست شرمیل
 ابن حنہ و طبریه با تمام ابوالاعور بدست و دمشق
 صلح بدست آمد و بلک عنود خالد بن الولید فتح نمود
 بعد از ان ابو عبیدہ و خالد بمحس متوجہ شدند کہ معسکر
 ہرقل بود ہرقل بطریقہ از بھارتہ خود نود نام را
 بالشکرے گران بمقابلہ ایشان فرستاد و بطریقہ
 دیگر سنش نام را بمکب وی روان کرد ابو عبیدہ
 در مواجہہ سنش و خالد بمقابلہ نود و معسکر آراستند
 اتفاقاً نود را بخاطر آمد کہ مقابلہ این جامہ سنش
 و اگر آشتہ خود بجانب دمشق و سائر بلدان کہ در
 حکم اسلام داخل شدہ بودند متوجہ گرد چون دمشق
 رسید یزید بن ابی سفیان امیر دمشق بمقابلہ او برآمد
 و خالد نیز مانند باد در عقب رسید لشکر کفار را
 در میان گرفتہ داد مقاتلہ دادند و جمعہ کہ فرار کردہ
 بودند مسلمانان در عقب ایشان دویدند و ہمہ
 را افشا نمودند خالد و دیگر بار ملحق بہ
 ابو عبیدہ شد و بہتیت اجتماع متوجہ
 مصاف سنش گشتہ اورا ہزیمت نمایان
 دادند بعد از ان بطرف محس متوجہ گشتند
 ہرقل براتے محافظت محس

یہ ہے اُن تمام احوال کا منتخب جو اہل تاریخ نے عراق کی فتوحات
 کے بارے میں بیان کئے ہیں۔ شام سے رومیوں کی حکومت
 کا خاتمہ اس صورت سے ہوا کہ جب دمشق فتح ہو گیا تو ابو
 عبیدہؓ نے اُمراء اسلام کو شام کے شہروں کو فتح کرنے کے لئے
 معین کیا۔ چنانچہ دمشق کے قریب کے اکثر شہر ابوسفیانؓ اور
 معاویہؓ کے ہاتھ پر فتح ہوتے اور میشان شرمیل بن حنہؓ
 کے ہاتھ پر، اور طبریہ ابو الاعورؓ کی سرکردگی میں دمشق کے
 طور پر صلح کے ساتھ قبضہ میں آیا۔ اور بلک عنودؓ کو جنگ کر کے خا
 ابن الولیدؓ نے فتح کیا۔ اس کے بعد ابو عبیدہؓ اور خالدؓ محس
 کی طرف متوجہ ہوئے جو ہرقل کی ایک فوجی چھاؤنی تھا۔
 ہرقل نے اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کو جس کا نام نود
 تھا ایک بھاری لشکر دے کر اُن کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور
 ایک دوسرے سردار کو جس کا نام سنش تھا اُس کی کمک کے لئے
 روانہ کیا۔ ابو عبیدہؓ نے سنش کے مقابلہ پر اور خالدؓ نے نود
 کے مقابلہ پر لشکر کو مرتب کیا۔ اتفاقاً نود کے دل میں یہ خیال
 آیا کہ اس جماعت کے مقابلہ پر سنش کو چھوڑ کر خود دمشق کی
 اور اُن شہروں کی طرف متوجہ ہو جاتے جو اسلام کے زیر
 حکم آگئے ہیں۔ جب وہ دمشق پہنچا تو یزید بن ابی سفیانؓ
 اُس کے مقابلہ کے لئے نکل آئے اور خالدؓ بھی ہوا کی طرح اُس
 کے پیچھے پہنچ گئے۔ اب اُنہوں نے لشکر کفار کو گھیر کر قتل
 کر ڈالا اور ان میں کی ایک جماعت فرار ہو گئی تھی مسلمانوں
 نے اُس کا تعاقب کر کے سب کو فنا کر دیا۔ خالدؓ پھر ابو عبیدہؓ
 کے ساتھ آئے اور دونوں متفقہ طور پر سنش کے ساتھ جنگ
 پر متوجہ ہو گئے اور اس کو نمایاں شکست دی اس کے بعد
 محس کی طرف بڑھا شروع کر دیا۔ ہرقل نے محس کی حفاظت کی

ایک بطریق (سرदार) کو قائم کیا اور دو ماں سے ہٹ کر منشا
رہیں چھاؤنی قائم کر لی اور جزائر والوں میں سے ایک لشکر
کی مدد حمص کے لئے بھیجی۔ حسن اتفاق یہ ہوا کہ سعد نے قاذ
فتح کرنے کے بعد اپنی افواج کو کفار کے ٹوٹنے اور غارت کرنے کے لئے
جورا دھرا دھری بھیجا تھا اسی حالت میں ان کی ایک جماعت
جزائر میں پہنچی۔ جب یہ خبر ان لوگوں کو پہنچی جو حمص کی ملک
کے لئے متعین ہو گئے تھے تو یہ لوگ پریشان ہو کر (بطریق کی
مدد سے دست کش ہو کر) واپس لوٹ گئے۔ اس زمانہ میں مسلمانوں
کو حمص پہنچنے سے سردی کی شدت مانع ہو گئی۔ پھر موسم سرا
گزر جانے کے بعد لشکر اسلام نے حمص کو فتح کرنے کا پختہ ارادہ
کیا۔ کہتے ہیں کہ جنگ کے وقت جب کہ مجاہدین کلمہ طیبہ
اللہ اکبر کا نعرہ مارنے لگے تو حمص میں زلزلہ واقع ہو گیا اور
اہل حمص کے مکانات مہدم ہو گئے۔ پھر دوبارہ تکبیر کہی تو پہلے
سے زیادہ سخت زلزلہ واقع ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس واقعہ
سے بہت بڑا رعب اہل حمص کے دلوں پر چھا گیا اور انھوں نے
صلح کر لی اور معاوضہ صلح ادا کیا۔ ابو عبیدہؓ نے اس کا پانچواں
حصہ عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ بارگاہ خلافت میں ارسال کیا۔
اور قبائل کی ایک جماعت کو جو اسلام کے شرف سے مشرف ہو گئی
تھی ان کو حمص میں آباد کیا۔ پھر حضرت فاروقؓ نے حکم بھیجا کہ
شام کے علاقوں سے دیر لوگوں کو بلا کر اپنے پاس جمع کرو اور
ہم بھی یہاں سے بڑے چھوٹے لشکروں کو تمہاری طرف بھیج رہے
ہیں چاہتے کہ اب بقیہ شہروں کے فتح کرنے کی ہمت کرو۔ ابو عبیدہؓ
حکم کی اطاعت میں عبادہ بن الصامت کو حمص کی حکومت
پر چھوڑ کر خود جہاد کرنے اور شہروں کے فتح کرنے کی طرف متوجہ
ہوئے اور ایک شہر کے بعد دوسرا شہر فتح کرتے رہے۔ جب لاذقیہ

بطریقہ را منسوب ساخت و خود در مقام رہا
معسکر آراست و از اہل جزائر مددے بمحض فرستاد
و سعد بحسن اتفاق بعد فتح قادسیہ کہ افواج
خود برلے نہیب و غارت کفار منتشر ساختہ بود درین
حالت جمعی از ایشان بجزائر رسیدند چون این خبر
بمتعینان ملک حمص رسید خائب باز گشتند درین
ایام شدت برودت مانع بود مسلمانین را از وصول
بحمص بعد انقضائے موسم سرما لشکر اسلام بہت
فتح حمص نمودند گویند در وقت منابہہ چون
بکلمہ طیبہ اللہ اکبر متکلم شدند در حمص زلزلہ
افتاد و بیوت اہل حمص مہدم گشت باز تکبیر دوم
گفتند زلزلہ سخت تر از اول واقع شد بالجملہ
رعب عظیم ازین حادثہ بردل ایشان افتاد و صلح
نمودند و بدل الفلح ادا کردند ابو عبیدہؓ خمس
مصوب عبداللہ بن مسعودؓ بحضرت خلافت ارسال
نمود و جماعہ از قبائل را کہ بشرف اسلام تشریف
یافتہ بودند در حمص ساکن گردانید حضرت فاروقؓ حکم
فرستاد کہ اہل بصرہ را از نواحی شام نزدیک
خود جمع کن و امینز ازینجا بعوث و سراپا بجای
تو فرستیم باید کہ برلے فتح بقیہ بلاد ہمت
گماری ابو عبیدہؓ اطاعہ للامر عبادہ بن الصامت
را بر حکومت حمص گزاشتہ خود
متوجہ جہاد و فتح بلاد گشت بلکہ
بعد بلکہ مفتوحہ ساخت
گویند چون بلاذقیہ

رسیدند دروازہ آن را دیدند کہ سخت محکم است و شکست آن مقدور نبود بحکم الحرب خدمتہ معسکرا دور از شہر قرار دادہ خدمتہ برگرد لشکر کنند بعد ازان روزی یک جماعتی را مسلح و مکمل در میان خندق متواری ساختہ از انجا کوچ نمودند اہل لاذقیہ کوچ لشکر معلوم کردہ لشکر نگاہ را خالی دید دروازہ را کشا دلیران اسلام از میان خندق برجستہ بغیرت بشہر درآمدند عجیب مقتبلہ بظہور آمد آخر کار ماربر صلح افتاد بعد ازان خالد بن الولید بجانب قیسرین توجہ نمود و با غلیبہ از عظماء روم میناس نام بخاریہ در اُفتاد عاقبتہ الامر میناس بایجمع کشتہ شد انکام قیسرین را محاصرہ کرد و آخر بصلح مفتوح شد بعد ازان ابو عبیدہ در نواحی حلب معسکر ساختہ صلحا مفتوح نمود بعد ازان اہل انطاکیہ ہم بعد جنگ بصلح تن دادند ابو عبیدہ بجمع کثیر از اہل اسلام در انطاکیہ ساکن گردانید و درین ایام ہر قل الملک شام مایوس گشت و آن ولایت را واداع نمود و بصوب قسطنطنیہ متوجہ شد و بقدر امکان در قیبط و ربط بلاد قریستہ قسطنطنیہ انواع سعی مضروب داشت از انجملہ قیساریہ و اجنادین بود حضرت فاروق بمراتے ابو عبیدہ نوشتہ فرستاد کہ معاویہ را با پنج ہزار بجانب قیساریہ و عمرو بن العاص را بجانب اجنادین ارواں کند حاکم اجنادین ارطیون بود و ارطیون

پر پہنچے تو اس کے دروازے کو دیکھا کہ نہایت مستحکم ہے اور اس کا ٹھکانا قدرت سے باہر ہے تو حسب قول الحرب خدمتہ یعنی لڑائی دھوکا ہوتی ہے انھوں نے اپنے لشکر کا پڑاؤ شہر سے دور قرار دیا اور لشکر کے گرد ایک خندق کھودی اس کے بعد ایک دن ایک جماعت کو مسلح اور مکمل کر کے خندق کے درمیان پوشیدہ کر کے وہاں سے کوچ کر دیا۔ لاذقیہ والوں کو جب لشکر کے کوچ کرنے کا حال معلوم ہوا اور انھوں نے لشکر گاہ کو خالی دیکھا تو دروازہ کھول دیا۔ یہاں اسلام خندق میں سے کود کر نکلے اور ایک دم شہر میں جا گھسے اور سخت کشت و خون شروع ہو گیا۔ انجام کار صلح پر جنگ کا خاتمہ ہوا۔ اس کے بعد خالد بن الولید نے قیسرین کی طرف توجہ کی اور رومی سرداروں میں سے ایک بڑے سردار کے ساتھ جس کا نام میناس تھا ان کی جنگ ہوتی انجام کار میناس ایک جماعت کے ساتھ مارا گیا۔ اس وقت قیسرین کا محاصرہ کر لیا اور بالآخر صلح کے ساتھ فتح ہو گیا۔ اس کے بعد ابو عبیدہ نے حلب کے اطراف میں فوجیں قائم کر دیں اور وہ بھی صلح کے ساتھ فتح ہو گیا۔ اس کے بعد انطاکیہ والوں کو بھی ایک جنگ کے بعد صلح کرنا پڑی۔ ابو عبیدہ نے اہل اسلام کی ایک بڑی جماعت کو انطاکیہ میں بسا دیا اور ان ایام میں ہر قل ملک شام سے مایوس ہو گیا اور اس ولایت کو رخصت کر کے قسطنطنیہ کی طرف متوجہ ہوا اور بقدر امکان قسطنطنیہ کے قریب کے شہروں کا دفاع مضبوط کرنے اور ان میں رابطہ کے قائم کرنے میں طرح طرح کی کوششیں عمل میں لایا۔ ان شہروں میں سے قیساریہ اور اجنادین تھے حضرت فاروق نے ابو عبیدہ کے پاس یہ لکھ کر بھیجا کہ معاویہ کو پانچ ہزار سواروں کے ساتھ قیساریہ کی طرف اور عمرو بن العاص کو اجنادین کی طرف روانہ کریں۔ حاکم اجنادین ارطیون تھا اور ارطیون

بلغت روم فکلن و فیکن را گویند فاروق عظم
فرمود کہ زمینا اریطیون الروم باریطیون العرب
بتائید الہی معاویہ بقیساریہ رسید و پنجاہ
ہزار کس بلکہ زیادہ را ہزیمت داد و عمرو
ابن العاص نیز اریطیون را منہزم ساخت
آن بے دولت ملجئی بہ بیت المقدس شد
چون ہرقل دید کہ دران مرز بوم ہم اورا
نہ گزارد مضطرب شدہ سہ کس از سردار
نام دار برگزید مبلغہ خلیفہ ایشان عطا
داد و فوج عظیم بسرکردگی مامان برآئے
مقابلہ مسلمانان مہیا کرد چون این خبر
بابو عبیدہ رسید امراء را جمع فرمود
و در مقامات حرب با ایشان مشورت
نمود و قاصد را بحضور خلیفہ عظم
فرستاد در حالت راہنہ رجحان رائے ایشان
مُجَّز آن شد کہ قبائل مسلمین را از حمص
بر آوردہ بدمشق رسانند زیرا کہ براہل حمص
الہینان نہ داشتند حضرت فاروق رضی اللہ عنہ
ایشان دلاسا نوشت و سہ ہزار کس برآئے
و ایشان فرستاد آخر ج مالک عن زید بن اسلم
قال کتب ابو عبیدہ بن الجراح لہ عمر بن الخطاب
یذکر لہ جو ثامن الروم و ما یتخوف من امرہم فکتب
الیہ عمر ابا بعد فاتہ ہما نزل بعبد مؤمن من
منزل شدۃ یجعل اللہ بعدہ فرجا
و اذہ لن یغلب عمر یسرین

رومی زبان میں ذہین اور اہل ذکاوت کو کہتے ہیں۔ فاروق
اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زمینا اریطیون الروم باریطیون العرب
(یعنی ہم نے اریطیون روم کے مقابلہ پر اریطیون عرب کو ڈالا ہے)
اللہ تعالیٰ کی مدد سے معاویہ قیساریہ میں پہنچے اور پچاس ہزار
لوگوں کو بلکہ زیادہ کو شکست دی اور عمرو بن العاص نے بھی
اریطیون کو بھگا دیا۔ وہ بد نصیب بیت المقدس میں جا کر پناہ نہ
ہوا۔ جب ہرقل نے دیکھا کہ اس سرزمین میں بھی اس کو نہیں
چھوڑ رہے ہیں تو پریشان ہو کر اُس نے اپنے نامور سرداروں
میں سے تین آدمیوں کا انتخاب کیا اور اُن کو بہت مال عطا کیا
اور ایک بہت بڑی فوج مامان کی سرکردگی میں مسلمانوں سے
مقابلہ کے لئے تیار کی۔ جب یہ خبر ابو عبیدہؓ کو پہنچی تو اُنھوں
نے امراء کو جمع فرمایا اور ان کے ساتھ جنگ کے مقدمات میں
مشورہ کیا اور ایک قاصد خلیفہ اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور میں روانہ کیا۔
پیش آمدہ حالت میں ان صاحبان کی رائے کا رجحان اس
تجویز کی طرف ہوا کہ مسلمانوں کے قبیلوں کو حمص سے نکال کر
دمشق میں پہنچا دیں، کیونکہ حمص والوں پر وہ اطمینان نہیں
رکھتے تھے۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ اُن کے جواب میں بہت افزائی
کے کلمات لکھے اور تین ہزار کال شکر اُن کی مدد کے لئے روانہ
کیا۔ مالکؓ نے روایت کی زید بن اسلم سے اُنھوں نے کہا کہ ابو عبیدہؓ
ابن الجراح نے عمر بن الخطاب کو لکھا اور (مراسلہ میں) روم
کے لشکروں کا ذکر کیا اور ان کی جانب سے جو اندیشے تھے وہ
بھی لکھے تو اُن کو عمر رضی اللہ عنہ نے جواب لکھا ابا بعد یاد رکھو کہ جب بھی
بنوہ مؤمن پر کوئی سختی کا موقع آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے
بعد کشائش بھیجے یا کرتاہے اور ایک عسکر (تنگی) کبھی دوئسر
(آسانی) پر ہرگز غالب نہیں ہوتی دفات مع العسرئسر الخ

وان اللہ تعالیٰ یقول فی کتابہ ۱۰ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ
 اٰمَنُوا اَصْبِرُوْا وَاَصْبِرُوْا وَاِطِيعُوا وَاَتَّقُوا
 اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وبراوردن قبائل مسلمین
 از حصص و خالی گذاشتن حصص پسند نہ فرمود و
 گفت ای چون مسلمین در آن واقعہ چنین مصلحت
 داشتند امید کہ ضرر نہ رسد بآئینہ در ساحل یرموک
 تلاقی فستین واقع شد جنگی در میان آمد کہ
 زبان قلم طاقت شرح دیان آن ندارد و خالد
 ابن الولید بدست خود چندان محاربه فرمود کہ
 ہفت شمشیر در دست او شکستہ شد بعد کوشش
 بسیار فتح اسلام بظہور آمد و در افنا ی جامعہ کہ
 گریختہ بودند سیوف مسلمین کاہے عجیب نمود
 گویند مجموع قتلہ ہفتاد ہزار کس بودند غنائم
 بسیار و بسیار بیشمار بدست مسلمانان افتاد جنس
 بردار الخلافہ ارسال داشتہ باقی بر غرات قسمت کردند
 چون اریطیون فرار کرد و بہ بیت المقدس پناہ برد
 عمرو بن العاص در پے او افتاد و محاصرہ کرد درین
 اثناء عمرو بن العاص شخصے را کہ بہ لغت روم آشنا
 بود فرستاد و وصیت نمود کہ براطلاع خود بہ لغت
 روم کسے را از ایشان مطلع نہ سازد چون مجلس
 ایشان در آمد اریطیون با قوم خود می گفت کہ
 فتح بیت المقدس بدست عمرو بن العاص نہ
 خواهد بود قوم پر سید تدیس بدست کدام
 کس مفتوح خواهد شد گفت شخصے کہ اسم او
 سہ حرف است و می یکے از اربعہ است

کی طرف اشارہ ہے) اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے ۱۰ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اَصْبِرُوْا وَاَصْبِرُوْا ۝ (۲۰:۳) اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو، اور مسلمانوں کے قبیلوں کو حصص سے بھلنے اور حصص کو خالی چھوڑ دینے کو آپ نے پسند نہ فرمایا اور کہا کہ جب مسلمانوں نے اس واقعہ میں اسی کو مصلحت سمجھا ہے تو امید ہے کہ نقصان نہ پہنچے گا۔ الغرض ساحل یرموک پر دونوں جماعتوں کی مدبھیر ہوئی تو اتنی شدید جنگ واقع ہوئی کہ زبان قلم اُس کی شرح اور بیان کی طاقت نہیں رکھتی اور خالد بن الولید نے اپنے ہاتھ سے اس قدر محاربه فرمایا کہ اس دن، اُن کے ہاتھ سے سات تلواریں ٹوٹی تھیں۔ بہت کوشش کے بعد اہل اسلام کی فتح ظہور میں آئی۔ اور اُس جماعت کے فنا کرنے میں جو بھاگی تھی مسلمانوں کی تلواروں نے عجیب کام کیا۔ کہتے ہیں کہ مقتولین کی مجموعی تعداد ستر ہزار آدمی تھے۔ بہت سے اموال غنیمت اور بے شمار قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ پانچواں حصہ دار الخلافہ روانہ کرنے کے بعد باقی غازیوں پر تقسیم کر دیا گیا۔ جب اریطیون نے بھاگ کر بیت المقدس میں پناہ لی تو عمرو بن العاص نے اُس کا تعاقب کیا اور محاصرہ کر لیا۔ اس دوران میں عمرو بن العاص نے ایک ایسے شخص کو (قاصد بنا کر) بھیجا جو رومی زبان جانتا تھا اور اس کو ہدایت دی کہ رومی زبان سے اپنی واقفیت پر کسی کو مطلع نہ کرے۔ جب یہ اُن کی مجلس میں پہنچا تو اریطیون اپنی مجلس میں کہہ رہا تھا کہ بیت المقدس کی فتح عمرو بن العاص کے ہاتھ پر نہیں ہوگی۔ قوم نے پوچھا کہ پھر کس کے ہاتھ پر ہوگی؟ تو اُس نے کہا کہ وہ ایسا شخص ہے جس کے نام میں تین حروف ہیں اور وہ اُن چار آدمیوں میں سے ایک شخص ہے

بر دست او فتح بیت المقدس خواہد بود یعنی صفاتے کہ ہمہ منطبق بر فاروق اعظمؓ بود تقریر نمود عمرو بن العاص این ماجرا بعرض حضرت فاروقؓ رسانید و وی رضی اللہ عنہ بساختگی توجہ خود بجانب بیت المقدس اہتمام تمام نمود فی تاریخ یافعی نزل عمر رضی اللہ عنہ علی بیت المقدس و کان المسلمون قد حاصروا تلك المدينة المقدسة المباركة و طال حصارهم فقال لهم اهلها لا تتعبوا فلن يفهموا الا رجل من نحن نعرفه له علامة عندنا فان كان اياكم بتلك العلامة سكتنا له من غير قتال فارسل المسلمون الى عمر بن الخطاب رضي الله عنه فركب رضي الله عنه راحلته و توجه الى بيت المقدس و كان معه غلام له يعاقبه في الركوب نوبة بنوبة و قد تزود شعير و تمر و زيتا و عليه مرقعة لم يزل يطوى القفار الليل و النهار الى ان قرب من بيت المقدس فلقاه المسلمون و قالوا له ما ينبغى ان يرى المشركون امير المؤمنين في هذه الهيئة و لم يزلوا به حتى البسوه لباسا غير هذا و اركبوه فرسا فلما ركب و جد به الفرس و اخله شتى من العجب

جس کے ہاتھ پر بیت المقدس فتح ہوگا۔ یعنی اس نے ان تمام صفات کی تقریر کی جو فاروق اعظمؓ پر منطبق تھیں۔ عمرو بن العاص نے یہ ماجرا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچایا آپؓ نے بیت المقدس کی جانب سفر کا پورا اہتمام فرمایا۔ تاریخ یافعی میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس پر نازل ہوئے اس حالت میں کہ مسلمانوں نے اس شہر مقدس و مبارک کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اور ان کا محاصرہ طویل ہو گیا تھا تو ان سے اہل شہر نے کہا کہ تم تکلیف نہ اٹھاؤ اس کو ہرگز کوئی شخص فتح نہ کر سکے گا۔ بجز ایک ایسے شخص کے جس کو ہم پہچانتے ہیں۔ ہمارے پاس اس کی علامت ہے، تو اگر تمہارے خلیفہ میں وہ علامت موجود ہوگی تو ہم یہ شہر بغیر قتال کے اس کے سپرد کر دیں گے۔ تو مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کے پاس قاصد بھیجا اور صورت احوال کی ان کو خبر پہنچائی تو عمر رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار ہو کر بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوئے اور آپؓ کے ساتھ آپ کا غلام تھا جو سوار ہونے میں باری باری سے ان کا قاتم مقام ہوتا تھا۔ اور آپؓ نے اپنا زاد راہ بنایا جو اور کھجوروں اور زیت کو اور آپ کے بدن پر پیوندوں والا لباس تھا۔ چٹیل میدانوں کورات اور دن برابر آپؓ طے کرتے رہے یہاں تک کہ بیت المقدس کے قریب پہنچ گئے تو آپؓ سے مسلمانوں نے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ یہ مناسب نہیں کہ مشرکین اس ہیئت میں امیر المؤمنین کو دیکھیں اور برابر آپؓ سے اس پر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو دوسرا لباس پہنوا دیا اور آپؓ کو گھوڑے پر سوار کرایا۔ تو جب آپؓ سوار ہو گئے اور گھوڑا ان کو لے کر دوڑا تو ان میں کچھ عجب (خود بینی) کا اثر پیدا ہوا تو

فَزَلَّ عَنِ الْفَرَسِ وَنَزَعَ الْبِاسَ وَلَبَسَ
 الْمَرْقَعَةَ وَقَالَ أَقْبِلُونِي نَحْمُ سَارَ فِي هَذِهِ
 الْهَيْئَةِ إِلَى أَنْ وَصَلَ فَلَمَّا رَأَاهُ الْمُشْرِكُونَ
 مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ كَبَرُوا وَقَالُوا هَذَا هُوَ فَتَحَا
 لَهُ الْبَابَ بِالْجَمَلِ فَارَوَقِ اعْظُمْ بِهِ بَعَالِ شَامِ
 أَحْكَامِ فَرَسْتَادِ كُلِّ شَخْصٍ عَلَى خُودِهِ أَنْ
 مَامُورِ اسْتَبْدِ بِدُيُورِهِ كَمَا بَرُوهُ اعْتِمَادِ اسْتِ
 بَاشِدِ بِسَارِدِ وَخُودِ دَرَجَائِهِ كَمَا شَهْرِ اسْتِ بَرَنْجِ
 مَرَحِلَةِ اَزْبِتِ الْمُقَدَّسِ حَاضِرِ شُودِ اَوَّلِ كِسِيكِهِ
 آخِرِ اسِيدِ اَبُو عَبِيدِهِ وَبِزِيدِ بِنِ اِلَى سَفِيَانِ بُوْدِ
 بَعْدِ اَزَانِ تَشْرِائِهِ مَرَّةً بَعْدَ اُخْرَى سِپَهِ سَالَارِ اِنْ
 شَامِ بِمَلَا زِمَتِ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُتَسَعِدِ شَدِيدِ
 حَضَرَتِ فَارُوقِ رَضِيَ مَوْجِدُ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ شَدِيدِ
 دَارِ طِيُونِ اَزِ بِنَاكِ رُخْتِ رَاهِ مَصْرِ كَرْتِ حَضَرَتِ
 امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ بِمَارِ كِي دَاخِلِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ
 شَدِيدِ اِعْلَانِ شَعَارِ اِسْلَامِ فَرَمُودِ سَالِ
 مَهْفُودِ هَمِ هَرِ قُلِ بَا اَهْلِ جَزَائِرِ مُتَفَقِ شَدِيدِ
 جَمْعِ رَاكِ قَبُولِ اِسْلَامِ اِيْشَانِ رَا بِلُوحِ وَ
 رَغْبَتِ نَبُوْدِ بَخُودِ كَشِيدِ وَفُجِ عَظِيمِ قَرِيبِ صَدِ
 هَزَارِ سَوَارِ فَرَاهِمِ اُدْرَدِهِ بِطَرَفِ شَامِ رَوَانِ شَدِيدِ
 اَوَّلِ قَصْدِ حَمَصِ نَمُودِ مَقَرِ حُكُومَتِ اَبُو بُوْدِ
 اَبُو عَبِيدِهِ اِيْنِ اَمِيرِ اَرَا بِغَرَضِ حَضَرَتِ
 فَارُوقِ رَضِيَ رَسَانِدِ رَضِيَ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ
 بَرَا لَيْ حُكَّامِ جَمْعِ مَالِكِ اِسْلَامِ حَكَمِ
 فَرَسْتَادِ كَمَا

آپ گھوڑے سے اتر پڑے اور وہ لباس اتار دیا اور وہی
 پونڈوں والا لباس پہن لیا اور لوگوں سے کہا کہ مجھے (میرے)
 حال پر چھوڑ دو۔ پھر اسی ہیئت میں آپ روانہ ہو گئے یہاں
 تک کہ (شہر تک) پہنچ گئے تو جب اُن کو اہل کتاب کے مشرکوں
 نے دیکھا تو انھوں نے اللہ اکبر کہا اور بولے کہ وہ شخص یہی
 ہے اور اُن کے لئے دروازہ کھول دیا۔ المختصر فاروق اعظمؓ
 نے شام کے عاملوں کو احکام بھیج دیئے تھے کہ (ان میں سے)
 ہر ایک اپنے کام کو جس پر کہ وہ مامور ہے کسی دوسرے شخص
 کے سپرد کرے جس پر کہ وہ اعتماد رکھتا ہو اور خود جابیہ میں
 پہنچ جائے جو بیت المقدس سے پانچ منزل پر ایک شہر ہے۔
 سب سے پہلے جو لوگ وہاں پہنچے وہ ابو عبیدہؓ اور یزید بن
 ابی سفیان تھے۔ اس کے بعد متفرقاً ایک دوسرے کے بعد شام
 کے سپہ سالار امیر المؤمنینؓ کی ملاقات سے سعادت اندوز
 ہوتے رہے اور حضرت فاروقؓ بیت المقدس کی جانب
 متوجہ ہوتے اور اربطیوں نے اس جگہ سے بھاگ کر مصر کی راہ
 اختیار کی اور حضرت امیر المؤمنینؓ قدم کے ساتھ
 بیت المقدس میں داخل ہوئے اور آپؓ نے شعارِ اسلام
 کا اعلان فرمادیا۔ سترھویں سال میں ہر قتل جزائر والوں
 سے مل گیا اور اُس نے ایک ایسی جماعت کو جن کا قبولِ اسلام
 خوشی اور رغبت کے ساتھ نہیں تھا اپنی طرف بھیج لیا اور
 ایک بہت بڑی فوج جو ایک لاکھ سواروں کے قریب تھی
 فراہم کر لی اور شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ اوّل اُس نے
 حمص کا قصد کیا جو اس کا دار الحکومت تھا۔ ابو عبیدہؓ نے اس
 واقعہ کی اطلاع امیر المؤمنینؓ کی خدمت میں پہنچائی۔ آپؓ
 نے تمام ممالکِ اسلام کے حکام کے پاس حکم بھیجا کہ

ہر علاقہ سے فوجوں کی تیاری کر کے لپٹنے کو ابو عبیدہؓ کے پاس پہنچادیں اور ایک قاصد سعد بن ابی وقاص کے پاس روانہ کیا کہ قعقاع بن عمرو کو چار ہزار سواروں کے ساتھ ابو عبیدہؓ کی مدد کے لئے بھیجیں۔ اور ابو عبیدہؓ کو یہ پیغام بھیجا کہ کمک کے پہنچنے تک حص میں قلعہ بند رہیں اور جنگ پر پیش قدمی نہ کریں۔ اور خود حضرت فاروق رضی اللہ عنہ جا ہیہ تک پہنچے۔ اور خالد بن الولید نے کمک کا انتظار نہ کیا اور ابو عبیدہؓ کے پاس پہنچے اور اس بات پر کہ باہر نکلیں اور مقابلہ کی تیاری کریں مبالغہ حد سے گزاردیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ امدادی فوجوں کے پہنچنے سے پہلے ہی دونوں فریق کے درمیان مقابلہ اور مقابلہ واقع ہو گیا اور اللہ کی مدد سے لشکر کفار نے شکست کھائی اور بے شمار اموال غنیمت اور بہت سے قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور شام کی مملکت ابو عبیدہؓ کے لئے صاف اور بے خطر ہو گئی۔ لیکن حضرت فاروقؓ نے خالد بن ابی الولید کی طرف سے قتال میں اس جلدی اور پیش قدمی کو اور امدادی لشکر کے پہنچنے کا انتظار نہ کرنے کو جو اموال غنیمت اور قیدیوں کے بارے میں بخل کے شبہ پر مبنی تھا کہ اگر امدادی افواج کے پہنچنے کے بعد فتح ہوئی تو وہ سب اموال غنیمت میں حصہ دار بن جائیں گے، اور جو عجب اور خود بینی پر بھی متضمن تھا پسند نہ فرمایا اور خالدؓ کو معزول کر دیا۔ اور چونکہ ان ایام میں اریطیون مصر میں قلعہ بند ہو کر اہل شام کو بھر کا رہا تھا اس لئے آپؓ نے عمرو بن العاص کو لکھا کہ مصر کی طرف روانہ ہو جائیں اور اریطیون کو سزا دیں۔ عمرو بن العاص تعمیل حکم کے لئے مصر روانہ ہو گئے اور اریطیون کے ساتھ جنگ کر کے اس کو اس کے اکثر سرداران لشکر کے ساتھ قتل کر دیا۔ پھر عمرو بن العاص نے اسکندریہ پر چڑھائی کی اور اس کو بطریق صلح کے فتح کر لیا۔ اس کے بعد

از ہر ناحیہ ساختگی افواج نمودہ خود ہارا ابو عبیدہؓ لمحی گردانند و قاصدے بجانب سعد بن ابی وقاص روان کرد کہ قعقاع بن عمرو را با چار ہزار سوار بمدد ابو عبیدہؓ فرستد و برای ابو عبیدہؓ پیغام نمود کہ تار سید کمک در حص منحصن باشند و مبادرت بجنگ کنند و خود حضرت فاروق رضی اللہ عنہ تاجا تہ رسید و خالد بن ولید انتظار کمک نہ کشید نزد ابو عبیدہؓ رفتہ مبالغہ از حد گزرائند تا بر آید و استعداد مقابلہ نماید با جملہ پیش از وصول افواج کمک میان فریقین مقاتلہ و مقابلہ واقع شد و بہ نصرت اہل لشکر کفار ہزیمت یافت و غنائم و سبایا بیرون از شمار بدست مسلمانان آمد و مملکت شام برای ابو عبیدہؓ مستصفی گشت لیکن حضرت فاروقؓ این عجلت و مبادرت در قتال از خالد بن ولید و عدم انتظار و لشکر امداد را کہ بنا بر ضیق برخنائیم و سبایا و متضمن عجب خود بینی بود پسند نفرمود و ویرامعزول ساخت و چون درین ایام اریطیون در مصر متحصن شدہ اغوائی اہل شام می نمود ہند برا عمرو بن العاص نوشت کہ بجانب مصر روان شود و اریطیون را بسزا رساند عمرو بن العاص با متثال امر متوجہ مصر شد و با اریطیون مصاف نمود و اورا با اکثر سرداران لشکرش بقتل آورد انگاہ عمرو بن العاص بصوب اسکندریہ عنان عزیمت یافت و آن را بطریق صلح مقنوع ساخت آزان باز

فتح اسلام یوماً فیوماً برستی رہی اور کفار کے شہر مسلمانوں کے ماتحت وزیرِ تہرّف آتے ہے اور رومیوں کی سلطنت شام کے شہروں سے منقطع و مختتم ہو گئی، والحمد للہ رب العالمین۔ یہ اُن واقعات کا منتخب ہے جو فتوحِ شام کے مورخین نے تحریر کئے ہیں۔ اس کے بعد دیگر فتوحات کے ظہور سے رونقِ اسلام برعناشر موع ہوئی جیسے اہواز کی فتح ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اور آذربایجان کی فتح مغیرہ بن شعبہ کی کوشش سے اور ہناوند بطور صلح کے اور دینور اور ہمدان جنگ کے ساتھ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اہتمام سے اور طرابلس مغرب عمرو بن العاص کی کوشش سے وقوع میں آئی۔ اور خراسان و اطرافِ قسطنطنیہ کی فتوحات کی ابتداء حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہو چکی تھی اور ان سب کا بیان بہت طویل رکھتا ہے۔

اس بحث سے ایک دقیقہ شناس ہو سیکر کے حصہ میں ایک نکتہ آئے گا اور وہ یہ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے آسمانوں کے اوپر سے دینِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کا تمام زمین میں ارادہ فرمایا تھا اور یہ ارادہ تمام عالم میں اس طرح جاری ہوا جس طرح پانی اپنی طبعی وضع پر اپنے مجرے یعنی بہاؤ کے راستے پر بہتا ہے اور اس ارادے کے سیلان کی (دنیا کی) پیش آمدہ حالت کے لحاظ سے طبعی وضع کا حکم یہ تھا کہ اولاً کسریٰ اور قیصر کی حکومتوں کا زوال ظہور پذیر ہو اور جو دین پسندیدہ حق ہے وہ اُن کی ملتوں کا قائم مقام بن جائے اور اطرافِ ممالک میں حکومت کے پھیل جانے کے طور پر شاخ ہو جائے۔ جب اس فرقانِ اکبر (یعنی حق و باطل میں امتیاز کا بل) مراد دینِ محمدی جو حق کو باطل سے جدا کر دینے والا ہے، کا ظہور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے توت قریب سے

ہر روز فتحِ اسلام افزوں گرفت و بلاؤں گتار در تحت و تہرّف مسلمانان درآمد و دولت رومیان از بلاد شام بمعرض انقطاع و انخراط افتاد و الحمد للہ رب العالمین ابن است منتخب آنچه اصحابِ فتوحِ شام تحریر آورده اند بعد از ان ظہور دیگر فتوحِ رونقِ اسلام را افزوں گرفت مانند فتحِ اہواز بر دست ابو موسیٰ و آذربایجان بسعی مغیرہ ابن شعبہ و ہناوند بطریق صلح و دینور و ہمدان عنوةً باہتمام حذیفہ و طرابلس مغرب کوشش عمرو بن العاص و اوایل فتح خراسان و اطرافِ قسطنطنیہ در زمانِ حضرت فاروق شروع شد بود و بیانِ آنہم طویلے دارد و خطِ ظہورِ کسریٰ ازین بحث نکتہ ایست و آن آنست کہ حق عز و علا از فوقِ سموات ظہور دینِ محمدی را علیہ الصلوٰۃ والسلام در جمیع ارض ارادہ فرمودہ و این ارادہ در تمام عالم سیلان نمود مانند سیلانِ آب بر وضعِ طبعی در مجرے خود و حکم وضعِ طبعی سیلانِ این ارادہ در حالتِ راہ نہ آن بود کہ اولاً کسریٰ دولتِ کسریٰ و قیصر بر روتے کار آید و دینِ مرتفع قائم مقامِ ملتِ ایشان شود و بان شیوہ دولت در اطرافِ ممالک شاخ گردد چون ظہور این فرقانِ اکبر بر دستِ فاروقِ اعظم اتفاق افتاد بالقوة القریبہ

من الفعل ظهور دین محمدی در جمیع ارض حاصل
گشت عن جبر بن حیدر قال بعث عمر رضی اللہ
عنه الناس فی آفانہ الامصار یقاتلون المشرکین
فاسلم الہرمزان فقال انی مستشیر مک
فی مغازی ہذہ قال نعم قال مشکبا و
مثل من فیہا من الناس من عدو المسلمین
مثل طایر لا رأس ولہ جناحان و
لہ رجلان فان کسر احد الجناحین نہضت
الرجلان بجناح والراس فان کسر
الجناح الاخری نہضت الرجلان و
الراس فان شدد الرجلان
ذہبت الرجلان و الجناحان و
الراس فالراس کسرے و
الجناح قیصر والجناح الاخری فارس
فمر المسلمین فلیتغیروا اخرجه البخاری
وسعی حضرت فاروق رضی اللہ عنہ دین امر و پو
بیش نہ بود ظهور ارادہ حق را عز و علا
و کرم ما قیل ۵ این ہمہ مستی و بیہوشی
نہ حد بادہ بودۃ با حریفان ہر چہ کرد آن
نرگس مستانہ کردۃ و این معنی را قرآن
بسیار است بمجرد ملاحظہ آن قراین میں
قوی بآن وجہ حاصل می شود یکے ازان
قرائن این است کہ کسر این دو دولت
مستقرہ متدہ از مدت چہار صد سال بآن
ہمہ عدد و عدد و دلاوری و سپہ سالاری

فعل میں واقع ہو گیا (یعنی اس دین کا ظہور تمام عالم کے لئے پہلے
بالقوۃ تھاب فعلیت میں آگیا، تو دین محمدی کا ظہور تمام زمین
میں حاصل ہو گیا۔ جبر بن حیدر سے مروی ہے کہ اکہ عمر رضی اللہ عنہ نے
لوگوں کو (یعنی لشکروں کو) شہروں کی حدود پر بھیجا جو مشرکین سے
قتال کر رہے تھے پھر ہرمزان اسلام لے آیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں
تم سے مشورہ لینا چاہتا ہوں ان غزوات کے بارے میں۔ اس نے
کہا ہاں (اور) کہا ان ملکوں کی مثال اور جس قدر ان میں مسلمانوں
کے دشمن لوگ رہتے ہیں ایک پرندے کی سی ہے جس کے ایک سر
ہے اور دو بازو ہیں اور دو ٹانگیں ہیں تو اگر دو بازوؤں میں سے
ایک توڑ دیا جاتے تو وہ دونوں پاؤں اور ایک بازو سے اور
سر سے کھڑا رہے گا۔ پھر اگر دوسرا بازو توڑ دیا جاتے گا تو پھر
بھی وہ دونوں پاؤں اور سر سے کھڑا رہے گا، لیکن اگر سر
ہی کچل ڈالا جائے گا تو دونوں پاؤں اور دونوں بازو اور سر
سب ختم ہو جائیں گے۔ تو سر (نیلتے کفر کا) کسر ہے اور
ایک بازو قیصر ہے اور دوسرا بازو فارس تو مسلمانوں کو حکم
دیجئے کہ وہ (لڑنے کے لئے) نکلیں، اس کو بخاری نے روایت کیا۔
اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی سعی اس امر میں ارادہ حق سبحانہ و تعالیٰ
کے ظہور کے لئے ایک نقاب سے زیادہ نہیں تھی۔ اور کیا خوب
کہا گیا ہے ۵ این ہمہ مستی و بیہوشی الخ یعنی یہ تمام مستی اور
بیہوشی شراب کا ذاتی اثر نہیں تھا، یا ران ہم مشرب کے ساتھ
جو کچھ کیا اس (چشم) نرگس مستانہ نے کیا ہے؟ اور اس حقیقت
کے لئے بہت سے قرائن ہیں جن کے ملاحظہ سے دقیقہ شناس عقل
اس وجہ پر جا پہنچتی ہے۔ ان قرائن میں سے ایک یہ ہے کہ ان دو
مضبوط و پائدار سلطنتوں کا جو چار سو برس سے اس قدر عرصہ کثیر
اور فوجی سامان جنگ کے ساتھ اور دلاوری اور فنون سپہ گری کے ساتھ

دین مدت قلیلہ از دست عرب بایں سامنے
 کواشتند ہرگز مثل آن ہیچ گاہ متحقق نشد و نخواہد
 شدہ در زمان اسکندر ذو القرنین و نہ در وقت ترکا
 چنگیز و نہ در ایام تیمور بہ برتیبعاں فن تاریخ پیش
 نیست کہ فتح بلاد ہر چند مساعدت بخت غالب
 باشد و اسباب جہت سادہی دارد و غایت و آنچه در
 خلافت حضرت فاروق رضی اللہ عنہ واقع شد
 فائز از حد و غایت است در میان کشور کشائی
 در زندہ ۱۲ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ و کشور کشائی جمع
 کہ قبل از وی بودہ اند و بعد از وی آمدند فرقی
 بین است زیرا کہ در عرب بادشاہی و کشور کشائی
 و فوج کشی نمود و رسوم سپاہیان را بنی دشتند
 و مقابلہ کسری و قیصر بخاطر ایشان گردشتن چہ احتمال
 حضرت فاروق رضی اللہ عنہ فروسیت را بمردم امت
 و لشکر اساخت و خونی کہ در دہانی ایشان بود برانداخت
 و جمعہ کہ بعد از حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوج کشی کردند از فوج
 آمادہ و مستعد کار گرفتند و چیزیکہ رسوم آن معلوم و
 قواعد آن مہند بود با تمام رسانیدند کشان بینہا
 چنان محسوس می شود کہ در عہد حضرت فاروق رضی
 اللہ عنہ و نصرت غیبی گویا مانند باران از آسمان
 مے بارید اخراج الحاکم عن حدیثہ انہ
 قال کان الاسلام
 عمر کا لرجل المقبل لا
 یزود الا قریبا فلما قتل عمر
 کان

قائم تھیں عرب کے ہتھوں سے ایسے (حقیر) سامان کے ساتھ جو
 اُن کے پاس تھا اکٹھا جانا ایسا عظیم واقعہ ہے جس کا مثل کسی زمانہ
 میں بھی وجود نہیں آیا اور نہ آئے گا۔ نہ عمرؓ سے پہلے (اسکندر
 ذو القرنین کے زمانہ میں متحقق ہوا اور نہ بعد میں) ترکاں
 چنگیز یہ کے وقت میں اور نہ خاندان تیموریہ کے ایام میں۔
 فن تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے کہ کتنی
 ہی بخت کی یاوری غالب ہو اور اسباب فتح ہمایا ہوں پھر
 بھی اُن کی ایک حد اور نہایت ہوتی ہے۔ اور جو کچھ فتوحات حضرت
 فاروقؓ کی خلافت میں واقع ہوئیں وہ تو حد و نہایت سے
 گزری ہوئی ہیں آپ کی کشور کشائی اور آپ اگلوں اور پھلوں کی کشور کشائی میں نمایاں
 فرق ہے کیونکہ عرب میں بادشاہی اور کشور کشائی کا وجود ہی نہ تھا، وہ رسوم سپاہیان کو جاننے ہی
 نہ تھے اور کسریے قیصر کے مقابلہ کا ان کے دلوں میں خیال..... گزرنے کا
 بھی کیا احتمال تھا۔ حضرت فاروقؓ نے گھوڑے سواری کا فن
 لوگوں کو سکھایا اور بہت سے لشکر مرتب کئے اور جو خوف کہ اُن کے
 دلوں میں بیٹھا ہوا تھا اس کو نکال پھینکا۔ اور جن جماعتوں
 نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد فوج کشی کی وہ اُس فرج
 سے کی جو آمادہ اور کام پر مستعد بنائی جا چکی تھی اور اُنھوں نے
 اس چیز کو اتمام کو پہنچایا جس کے رسوم معلوم اور قواعد مفصل
 ہو چکے تھے۔ دونوں میں یعنی عمرؓ کی مساعی اور بعد کے
 لوگوں کی مساعی میں، بڑا فرق ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ
 فاروقؓ کے عہد میں تائید الہی اور نصرت غیبی گویا بارش
 کی مانند آسمان سے برستی تھی۔ حاکم نے روایت کیا حدیث یہ
 کہ اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ کے زمانہ میں اسلام اُس شخص کی مانند
 تھا جو دور سے، چلا آ رہا ہو کہ دم بدم اُس کا قرب بڑھتا ہی رہتا
 ہے پھر جب عمرؓ قتل ہو گئے تو اُس شخص کی مانند ہو گیا جو

پشت پھیر کر جارہا ہو کہ دمدم دور ہی ہوتا چلا جائے گا۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ ہر اُس شہر میں جو کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوا اُس میں اسلامی شہر تیار ہوئے اور عرصہ میں ہی شائع ہو گئے اور بشارت اسلام نے اُس قوم کے ظاہر و باطن کو گرفت میں لے لیا۔ آج تک ان شہروں کے رہنے والے سب مسلمان نور ایمان سے متصف ہیں اور جو شہر کہ بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مفتوح ہوئے ان میں اسلام کبھی قوت پکڑتا ہے اور کبھی ضعف قبول کرتا ہے۔ اور جغرافیہ اہل اہل کے باپ دادا ہندوستان میں داخل ہوئے اس دیار کے چیدہ اہل اسلام میں سے وہی لوگ ہیں اور ان کے علاوہ ہندوستان کے رہنے والے دوسرے لوگوں کا اکثر حصہ اپنے کفر پر بدستور چل رہا ہے اور جس جماعت نے شرف اسلام حاصل کیا ہے وہ نہایت ضعیف الاسلام ہے۔ اسی طرح ترکستان اور حبشہ اور افریقہ وغیرہ کا حال ہے کہ ان کا اسلام ضعیف ہے۔ یہ حقیقت کتب تاریخ کا پورا مطالعہ کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ گویا عنایت الہی نے فاروق کی سعی کو دین محمدی کی اشاعت کے لئے بہانہ بنایا تھا داراں حالیکہ فاروق اعظم کے خاص و بہترین کمالات میں سے یہی وصف ہے یعنی فیض الہی کے لئے اُن کا جارحہ (یعنی آلہ اور واسطہ) بنا اور کوئی فضیلت اس سے بالاتر نہیں ہو سکتی کہ ارادۃ الہی پورے غلبہ کے ساتھ عالم کو محیط ہو جائے اور بندے کی سعی کو اس احاطہ کا نقاب بنالے ایسے طریقہ سے کہ دیکھنے والے تعجب کریں کہ کیا ایسے اسباب سے اس طرح کا مسبب (یعنی نتیجہ) ظہور میں آیا ہے کرتا ہے۔ پھر جو شخص کہ سیاست شہریہ کا علم رکھتا ہو گا اور بادشاہوں کے احوال سے جو کشورستانی میں رہے ہیں باخبر ہو گا وہ جانتا ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ان واقعات

کا لرحل المدبر لایزداد والا بعد قرینہ دیگر آنکہ ہر شہر کے در زمان حضرت فاروق رضی اللہ عنہ مفتوح شد شہر اسلام در انجا باندک فرصتہ شیوع یافت و بشارت اسلام ظاہر و باطن آن قوم را در گرفت تا الیوم سکنان آن بلاد ہمہ مسلمان و متصف بہ نور ایمان اند و بلائے کہ بعد از فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسلمانان مفتوح ساختند اسلام در انجا گاہی قوت می گیرد و گاہی ضعف می پذیرد فرقہ کہ آبائی ایشان در ہندوستان داخل شدند عمدۃ اہل اسلام دین دیار ایشان اند و غیر ایشان از متوطنان ہندوستان اکثرے مستمر بر کفر خود اند ملائکہ کہ شرف اسلام حاصل کردہ اند بغایت ضعیف الاسلام و ہمچنین ترکستان و حبشہ و افریقہ وغیرہ اسلام آہنہا ضعیف است این معنی بر متبعان کتب تاریخ مستور نیست گویا عنایت الہی سعی فاروق رضی اللہ عنہ را بہاء شیوع دین محمدی ساختہ بود در مقامیکہ عمدۃ کمالات فاروق اعظم رضی اللہ عنہ است یعنی جارحہ فیض الہی بودن فضیلتہ بالاتر از ان نمی تواند بود کہ ارادۃ الہی بقلبتہ تمام محیط عالم کرد سعی بندہ را در پوش آن احاطہ سازد بوجہ کہ ناظران تعجب کنند کہ آیا از مثل این اسباب مثل مسبب ظہوری آید باز شخصے کہ علم سیاست مدن را شناختہ باشد و بر احوال ملوک در کشورستانی مطلع شدہ میدانند کہ مسیح دقتیہ از دست فاروق رضی اللہ عنہ دین واقعات

میں کوئی دقیقہ بھی ایسا نہیں جو رعایت کے بغیر چھوٹ گیا ہو اور یہ اُن کے نفس کا کمال ہے کہ جس کے معیار سے اُس فیض الہی نے ظہور فرمایا کہ التجلی لایکون الخ یعنی تجلی کبھی نہیں ہوتی مگر بقدر (طرف) تجلے کے یعنی جس پر تجلی کی جا رہی ہے اس کے ظرف کے مناسب) اس بیت میں فقیر نے اس معنی کی طرف ایک لطیف اشارہ کیا ہے ۛ کَانُیُوبُ لِرَحْمَتِهِ لَمْ تَرْجَمْ ۛ۔ وہ مثل ٹوٹی کے ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت (کے ذخیرے) کے لئے ۔ اور ٹوٹی نہیں ہوتی مگر پانی کے اندازے کے مطابق۔ اور نیز (تایید) پر نظر رکھنے والا) جانتا ہے کہ دشمنوں نے فوج کشی کے خاص اصولوں میں اور بہادری میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ اور مقدماتِ محاربہ میں کوئی غلطی نہیں کی، کہ کوئی شخص فتوحاتِ اسلام کو اس پر محمول کرے۔ لیکن (بنیادی بات صرف یہ ہے کہ) ارادہ حق جلّ و علا نے اُن کفار کی مساعی کو برہم کر دیا اور ان کی تمام کوششوں کو بیکار کر دیا جب اللہ کی نہر آگئی تو عیسیٰ کی نہر بیکار ہوئی۔ اور اگر کوئی جاہل ان واقعات کو اوضاعِ فلکیہ (یعنی گردشِ سیارگان) کی طرف منسوب کرے تو ہم کہتے ہیں کہ پھر ایسا ہر نبی اور ولی کے حق میں کہا جاسکتا ہے۔ انبیاء اور اولیاء کے احوالِ عجیبہ اس قائل کے زعم کے مطابق وہی اوضاعِ فلکیہ ہوئے ہیں اس کے باوجود اُن کے فضائل کے تحقق میں کوئی نقصان نہیں ہوتا

نامرعی نماند و این کمال نفس اوست کہ بمعیار آن فیض الہی ظہور فرمود التجلی لایکون ابداً الا بقدر التجلی لہ فقیر اشارتے لطیفہ باین معنی کردہ است درین بیت ۛ کَانُیُوبُ لِرَحْمَتِهِ تَعَالٰی ۛ وَاَلَا تُیُوبُ اِلَّا قَبْلُ مَا ۛ و نیز می دانند کہ اعلا در صنعتِ فوج کشی و مردانگی بیچ دقیقہ فرو نگذاشته و در مقدماتِ مبارزت تقصیر نے نمودہ اند تا فتوح اسلام را کہے بران حل کنند لیکن ارادہ حق جلّ و علا مساعی ایشان را برہم زد و تمام ایشان را باطل ساخت اذا جاز نہر اللہ بطل نہر عیسیٰ و اگر جاہلے این واقعات را باوضاعِ فلکیہ منسوب سازد گوئیم فلکذک کل نبی و ولی ہمیشہ احوالِ عجیبہ انبیاء و اولیاء بزعم این قائل موافق ہمان اوضاعِ فلکیہ بودہ است باوجود این تحقیق فضائل ایشان را نقصانے نیست

ۛ یہ اس اشکال کا جواب ہے جو کسی کوتاہ فہم کو پیش آسکتا ہے کہ آپ کے بیان کے مطابق عمرہ فیض الہی کا ایک آلہ و چارہ تھے تو اس میں ان کی تفصیل کی کیا صورت ہے جب کہ جو کچھ کام کیا وہ فیض و نصرت الہی نے کیا۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ عمرہ کا کمال ان کی وسیع النظر ہونا ہے کہ جس نے اس عظیم الشان فیض کا تحمل کیا جو اُن کے ذریعہ سے تمام عالم پر پھیلنے والا تھا۔ اگر کوئی ایسا بندہ (دیم) بنایا جائے جس میں پانی کا آنا بلا ذخیرہ محفوظ رکھا جائے جو سیکڑوں میل کے رقبہ کو سیراب کر سکے تو اس کو کوڑوں روپیہ صرف کر کے اعلیٰ و مستحکم بنایا جائے جو پانی کے زور ٹوٹ نہ جائے جب وہ حسبِ نشان بن جائیگا اور عہد کام دیکھا تو اس کو پسندیدہ اور اعلیٰ مانا جائیگا ۛ مترجم

وَمَنْتِ اِثْنَانِ بَرَّكَ دُونَ مَرْدَانِ ثَابِتٌ اَسْتِ
 اَحَالٌ حَكِيْمَتِهِ چَند اَز سِيَا سَتِ دِ جِهَانِ بَانِي
 حَضْرَتِ فَارُوقِ رَضِ تَقْرِيرِ كَيْسَمِ اَز اَنْجَلِ
 اَنْسَتِ كِه چُون خَلِيفَه شَد غَايَتِ نَادُبِ
 بَسْبِتِ صَدِيقِ بَجَا اُور دِ مَرْدَمِ اَز وَ
 مِي تَر سِيْدِنْدِ وَ مِيْتِي عَظِيْمِ دِر دِلِ مَرْدَمَانِ
 اِنْقَادِ بِجِيْتِ تَدَارُكِ اِيْن خَلَلِ خُطْبَهٗ بَلِيغَه
 مُتَضَمِّنِ مَلَاطَفَهٗ عَامَهٗ بَر خَوَانِدِ عَن جَامِعِ بِنِ
 شَدَادِ عَن اَبِيَهٗ قَالِ اَوَّلُ كَلَامِ تَكْلَمِ
 بِهٖ عُمَرُ اَنْ قَالِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ضَعِيْفٌ فَغَوِّنِيْ
 وَ اِنِّيْ شَدِيْدٌ فَخَفِّنِيْ وَ اِنِّيْ بَخِيْلٌ
 فَفَتِّنِيْ اُخْرَجَهٗ اِبْنُ اَبِي شَيْبَهٗ فِي الرِّيَاضِ
 قَالِ اِبْنُ شَهَابٍ وَ غَيْرُهُ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ
 اَوَّلُ مَا اَبْتَدَا بِهِ عُمَرُ حِيْنَ جَلَسَ
 عَلَ الْمَنْبَرِ اَنَّهُ جَلَسَ حَيْثُ كَانَ الْوَكِيْلُ
 يَضَعُ قَدْحِيَّهٗ وَ هُوَ اَوَّلُ دَرَجَةٍ وَ وَضَحَ
 قَدْحِيَّهٗ عَلَ الْاَرْضِ فَقَالُوا لَوْ جَلَسَتْ حَيْثُ
 كَانَ الْوَكِيْلُ لَجَلَسَ قَالِ حَسْبِيَ اَنْ يَكُوْنَ
 مَجْلِسِيْ حَيْثُ كَانَتْ يَتَكُوْنَ قَدْحِيْ اِلَى
 بَكْرِهٖ قَالُوا وَلَمْ يَلَمْبِ النَّاسُ عُمَرَ مِيْسَبَةً
 عَظِيْمَةً تَحْتِ تَرْكِ النَّاسِ الْمَجَالِسِ بِالْاَفْنِيَّةِ
 قَالُوا نَتَنَقَّرُ مَا رَأَيْ عُمَرُو قَالُوا بَلَّغْ مِنْ اَبِي بَكْرٍ
 اِنَّ السَّبِيْحَانَ كَانُوا اِذَا رَاوْهُ يَتَوَنَّ
 اَلَيْسَ وَ يَقُوْلُوْنَ يَا اَبَتِ فَيَسْمَعُ
 رَدُّ سَهْمِ

اور ان کا احسان لوگوں کی گردنوں پر ثابت ہے۔ اب ہم حضرت
 فاروقؓ کی سیاست اور جہان بینی کی چند حکایات
 بیان کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب خلیفہ ہوتے تو حضرت
 صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت انتہائی ادب بجالایا کرتے تھے اور
 اور لوگ اُن سے ڈرتے تھے اور لوگوں کے دلوں میں ایک عظیم
 ہیبت واقع ہو گئی تھی، آپؓ نے اس خلل کے تدارک کے لئے ایک
 خطبہ بلیغہ پڑھا جس میں دلداری اور ملاطفت عامہ پر مشتمل کلمات
 فرمائے۔ جامع بن شداد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے
 کہا کہ (خلیفہ بننے کے بعد) عمرؓ نے پہلا کلمہ جو بولا تھا وہ یہ تھا کہ انھوں
 نے کہا یا اللہ میں ضعیف ہوں مجھے طاقتور بنانے اور میں سخت مزاج
 ہوں مجھے نرم مزاج بنانے اور میں بخل ہوں مجھے سخی بنانے، اس کو
 اخذ کیا ہے ابن ابی شیبہ نے ریاض میں۔ ابن شہابؒ وغیرہ اہل علم
 لوگوں نے بیان کیا کہ سب سے پہلی چیز جس سے عمرؓ نے ابتداء کی جب
 آپ (خلیفہ بننے کے بعد) منبر پر بیٹھے تو وہ اس جگہ بیٹھے جہاں ابوبکرؓ
 اپنے قدم رکھتے تھے اور وہ (منبر کا) پہلا درجہ تھا اور اپنے دونوں
 قدموں کو زمین پر رکھا۔ لوگوں نے کہا کہ اس میں کیا مضائقہ تھا
 اگر آپ وہیں بیٹھ جاتے جہاں ابوبکرؓ بیٹھا کرتے تھے، فرمایا کہ میرے
 لئے (یہ شرف) کافی ہے کہ میرے بیٹھنے کی جگہ وہاں ہو جہاں ابوبکرؓ
 کے قدم ہوتے تھے۔ (ابن شہابؒ وغیرہ علماء نے یہ بھی) بیان کیا
 کہ لوگوں پر عمرؓ کی بہت بڑی ہیبت طاری ہو گئی یہاں تک کہ
 لوگوں نے عام نشست گاہوں میں بیٹھنا چھوڑ دیا کہنے لگے کہ ہم
 انتظار کرتے ہیں کہ عمرؓ کی رلے (یعنی طرز عمل) کیا ہوتا ہے اور
 (علماء نے) ذکر کیا کہ ابوبکرؓ کا حال اس حد تک پہنچا ہوا تھا کہ لڑکے
 جب اُن کو دیکھتے تھے تو اُن کے پاس اے میرے ابا جان کہتے ہو
 دوڑ کر آتے تھے اور ابوبکرؓ اُن کے سروں پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔

و بلغ من هيبة عمر أن الرجال تفرقوا
من المجالس هيبة حتى ينظروا ما
يكون من أمره قالوا فلما بلغ عمر
هيبة الناس رآهم فيصيحون في
الناس الصلوة جامعة فخصروا ثم
جلس من المنبر حيث كان أبو بكر
يفصح قدسهم فلما اجتمعوا قام قائماً
فحمد الله وأثنى عليه بما هو أهله
وصلّى على النبي صلّى الله عليه وسلم
ثم قال بلغني أن الناس قد ملوا
شدتي وغافوا غلظتي وقالوا قد
كان عمر يشهد علينا ورسول الله
صلّى الله عليه وسلم بين أظهرنا ثم اتد
علينا وأبو بكر والبراءة ^{عليهم السلام} فكيف إذا صارت
الأمور اليه من قال ذلك فقد صدق
قد كنت مع رسول الله صلّى الله عليه وسلم
فكنت عبده وخادمه وكان من لا يبلغ
أحد صفته من المؤمنين والرحمة صلّى الله عليه
وسلم وقد سماه الله بذلك وهب لاسمين
من أسمائه رَوْفٌ رَجِيمٌ فقلت سُبْحًا
مَسْلُوبًا حتى يُعْمَدَ في أدبٍ غَنَى فأمضت
حتى تفض رسول الله صلّى الله عليه وسلم
الله عليه وسلم وهو عني
راضٍ والحمد لله و أمانه
بذلك

اور عمرؓ کی ہیبت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ بڑے آدمی نشست گاہوں
سے تیزتر ہونگے تاکہ یہ دیکھ لیں کہ ان کا طرز عمل کیا ہوگا اور
وہ اس مجالست پر ناراض تو نہیں ہو جائیں گے، کہا کہ جب عمرؓ
کو لوگوں کے اُن سے خائف ہونے کی اطلاع پہنچی تو لوگوں میں
ان کے حکم سے الصلوة جامعۃ (نماز تیار ہے) کی بلند آواز
لگائی گئی۔ اس پر لوگ حاضر ہو گئے تو آپؐ منبر پر اس جگہ
بیٹھے جہاں ابو بکرؓ اپنے پاؤں رکھا کرتے تھے۔ جب پورا اجتماع
ہو گیا تو سیدے کھڑے ہوئے تو اللہ کی حمد و ثنا ان کلمات
سے کی جو اُس کے مناسب ہیں اور نبی صلّى اللہ علیہ وسلم پر
درو پر تھا۔ پھر فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع پہنچی کہ لوگوں کو میری
تیز مزاجی سے ہیبت ہو رہی ہے اور وہ میری تند خوئی سے خوف
ہو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ عمرؓ ہم پر سخت گیری اُس زمانہ میں
بھی کیا کرتا تھا جب کہ رسول اللہ صلّى اللہ علیہ وسلم ہمارے
درمیان میں موجود تھے۔ پھر ہم پر سختی کرتا رہا جب کہ ابو بکرؓ
ہم پر حاکم تھے نہ کہ وہ۔ تو اب کیا حال ہو گا جب کہ امور کا پورا
اختیار اُسی کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ جس نے یہ کہا اُس نے سچ کہا
بیٹھک میں رسول اللہ صلّى اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپؐ
کا فلام اور آپؐ کا خادم تھا اور آپؐ ایسے تھے کہ کوئی شخص
آپؐ کی نرمی اور رحمدلی کی صفت تک نہیں پہنچ سکتا صلّى
اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اُس سے موسوم کیا اور
آپؐ کو اپنے اسماء میں سے دو نام رُحُوفٌ و رَجِيمٌ عطا کئے۔ اور
میں ایک سچھی ہوتی تلوار تھا کہ رسول اللہ صلّى اللہ علیہ وسلم
اگر چاہیں تو مجھے پیام میں کر لیں یا مجھے چھوڑ دیں تو میں کٹ
ڈالوں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلّى اللہ علیہ وسلم وفات پائے
اور وہ مجھ سے خوش تھے اور اللہ کا شکر ہے۔ میں اس نیا پر مسعود

ثُمَّ وَلِيَّ أَمْرَ النَّاسِ الْبَوَكِرُ فَيَكُن مَمَّنْ
لَا تُشْكِرُونَ رِقَّتَهُ وَكَرَمَهُ وَلَيْتَ
فَكَنتُ خَادِمَهُ وَعَوْنَهُ اخْلُطْ سِدْقِي
بِلَيْسِنِهِ فَالْكَوْنُ سَيْفًا مَسْلُوكًا حَتَّى يُغَيِّرَنِي
أَوْ يَدْعَنِي فَأَمُضِي فَلَمْ أَزَلْ مَعَهُ كَذَلِكَ
حَتَّى قَبِضَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَنِّي
رَاضٍ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَأَنَا أَسْعَدُ بَذَلِكَ
ثُمَّ تَدَّ وَلَيْتُ أَمُورَكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ وَ
أَعْلَمُوا أَنَّ تِلْكَ الشَّدَّةَ قَدْ أَسْعَفَتْ كُلَّهَا
إِنَّمَا تَكُونُ عَلَى أَهْلِ الظُّلْمِ وَالتَّعَدَّى
عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَأَمَّا أَهْلُ السَّلَامَةِ وَ
الدِّينِ وَالْفَضْلِ فَأَنَا الْبَيْنُ لَكُمْ
مِنْ بَعْضٍ لِبَعْضٍ وَلَسْتُ أَحَدًا أَحَدًا
يُظْلِمُ أَحَدًا يَنْتَقِدُ عَلَيْهِ
حَتَّى أَضْعُفُ خَدَّهُ الْأَرْضُ وَأَضْعُفُ
قَدَمِي عَلَى الْخَدِّ الْآخِرِ حَتَّى
يُذْ عَنِ بِالْحَقِّ وَكَلَّمَ عَلَى أَيُّهَا
النَّاسُ خُصَالًا أَذْكَرُ لَكُمْ فَخُذُوا نِيَّ
بِهَذَا لَكُمْ عَلَى أَنْ لَا أَجْبَأَنَّ بِكُمْ شَيْئًا مِنْ
خِزَابِكُمْ وَلَا بِهَا أَفَاءَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ
إِلَّا مِنْ وَجْهِهِ وَكَلَّمَ عَلَى
أِذَا وَقَعَ عِنْدِي أَنْ لَا
يَخْرُجَ إِلَّا بِحَقِّهِ وَ
كَلَّمَ عَلَى أَنْ أَرُدَّ
عَطَايَاكُمْ وَ

پھر لوگوں کے والی امر یعنی حاکم البوکر بن ہوئے تو وہ ایسے لوگوں
میں سے تھے کہ تم میں سے کوئی شکر نہیں ہے اُن کی رقیق القلبی
اور کرم اور نرم مزاجی کا اور میں اُن کا خادم اور اُن کا مددگار
تھا اپنی سختی کو اُن کی نرمی کے ساتھ مخلوط کرتا تھا اور کبھی
ہوئی تلوار بن جاتا تھا اور اُن کے ہاتھ میں ہوتا تھا کہ وہ
مجھے نیام میں بند کر دیں یا (اگر چاہیں تو) مجھے چھوڑ دیں اور میں
کاٹ ڈالوں۔ تو میں اُن کے ساتھ اسی طرح رہا یہاں تک کہ
اللہ عزوجل نے ان کو اس حال میں وفات دی کہ وہ مجھ سے
خوش تھے۔ الحمد للہ میں اس بنا پر سعادت مند رہا۔ پھر اے
لوگو! میں تمہارے امور کا والی بن گیا ہوں (یعنی امیر) اب
سمجھ لو کہ وہ تیزی کمزور کر دی گئی۔ لیکن وہ ظاہر ہوگی مسلمانوں
پر ظلم و دراز دستی کرنے والوں پر۔ ہے وہ لوگ جو نیک خو
اور دیندار اور صاحب فضیلت ہیں ان کے ساتھ اس سے بھی
زیادہ نرم ثابت ہوں گا جو نرمی وہ ایک دوسرے کے ساتھ
کرتے ہیں اور میں کسی ایسے شخص کو جو دوسرے پر ظلم و دراز دستی
کرتا ہو گا نہیں پاؤں گا مگر میں اُس کے رخسار کو زمین پر ڈال کر
اپنا پاؤں اُس کے دوسرے رخسار پر رکھ دوں گا یہاں تک کہ
وہ حق کو اچھی طرح سمجھ لے اور اے لوگو! تمہارے مجھ پر
بہت سے حقوق ہیں جو میں تم سے ذکر کرتا ہوں تم اُن پر میری
گرفت کر سکتے ہو۔ تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں اس مال میں
سے جو تم پر خرچ کرنا ہے کوئی شے تم سے چھپا کر نہ رکھوں اور
نہ اُس میں سے جو اللہ تعالیٰ نبیوں میں سے تمہارے لئے بھیجے
بخز اس کے جو اللہ کے کام کے لئے روکوں اور تمہارا مجھ پر یہ
حق ہے کہ وہ (روکا ہوا مال) کہیں خرچ نہ ہو مگر اپنے حق کے
موقعہ پر اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں تمہارے وظائف اور

روزیئے انشاء اللہ تم کو دیتا رہوں۔ اور تمہارا مجھ پر یہ حق بھی ہے کہ میں تم کو ہلاکت کے مقامات میں نہ ڈالوں اور جب تم لشکر میں شامل ہو کر گھر سے غائب رہو تو میں تمہارے بال بچوں کا باپ بنارہوں یہاں تک کہ تم اُن کے پاس واپس آؤ۔ میں اپنی یہ بات کہہ رہا ہوں اور اللہ سے اپنے اور تمہارے لئے مغفرت چاہتا ہوں۔ سعید بن المسیبؓ اور ابو سلمہ بن عبد الرحمنؓ نے کہا کہ واللہ عمرؓ نے جو کچھ کہا اس کو پورا کر دیا۔ سختی کرنے کے مواقع پر سختی میں اور نرمی کے مواقع پر نرمی میں بڑھ گئے اور وہ لوگوں کے بال بچوں کے باپ بن گئے تھے یہاں تک کہ ان عورتوں کے پاس جلتے جن کے شوہر باہر گئے ہوئے ہوتے تھے۔ اُن کے دروازوں پر پہنچ کر ان کو سلام کرتے پھر کہتے کیا تمہیں کوئی حاجت ہے جب تم کوئی ضرورت کی چیز منگنا چاہو تو میں وہ چیز تمہیں بازار سے خرید کر ادوں گا۔ مجھے یہ ناگوار ہے کہ خرید و فروخت میں تمہیں دھوکا دیا جائے تو وہ عورتیں آپ کے ساتھ اپنی لڑکیوں کو بھیج دیتی تھیں تو آپ بازار میں اس طرح جاتے کہ آپ کے پیچھے لوگوں کی لڑکیاں اور لڑکے اتنے ہوتے کہ ان کا شمار شکل ہوتا پھر ہر ایک کے لئے اُن کی ضرورت کی چیز خریدتے اور جو عورت ایسی ہوتی کہ اس کے پاس کوئی بال بچہ نہ ہوتا تو اس کے لئے خود خریدتے اور جب کسی شکر میں سے کوئی ایچی آتا تو اس سے اُن عورتوں کے شوہروں کے خطوط لے کر خود اُن کو پہنچاتے اور اُن سے فرماتے کہ تمہارے شوہر اللہ کی راہ میں گئے ہوئے ہیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں ہو اگر تمہارے پاس کوئی ایسا شخص موجود ہے جو یہ خط پڑھوے تو فہما در نہ دروازے کے قریب کھڑی ہو جاؤ تاکہ میں پڑھ کر سنا دوں۔ پھر فرماتے کہ ہمارا ایچی یہاں سے فلاں

آرزا علم ان شاء اللہ وکم علی ان لا اتیکم المہلک اذا رغبتم فی البعوث فاننا ابو العیال حتی ترجعوا الیہم اقول قولی ہذا واستغفر اللہ لی وکم قال سعید بن المسیب وابو سلمہ ابن عبد الرحمن فوقی واللہ عمر وزادنی شدۃ فی مواضعہا والیین فی مواضعہا وکان ابا العیال حتی ان کان لیشی الی المغنیات فیسلم علی ابوابہن ثم یقول اکلن حاجۃ اذا کتن ترڈن حاجۃ اشتری لکن شیئا من السوق فانی اکرہ ان شخذ عن فی البیع والشراء فیمرسلن معہ یجوابہن فیدخل السوق وان ورائہ من جوارئ الناس وغلامہم مالا یحصہ فیشتری لہم حواجیہم و من کانت لیس عندہ منہن شیئ اشتر ہا من عنده واذا قدم الرسول من بعض البعوث یبلغن ہو بنفسہ لکتاب ازواجہن ویقول لہن ان ازواجکم فی سبیل اللہ وانتم فی بلدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کان عندکم من یقرأ والا فاذین من الباب حتی اقرأ لکن ثم یقول رسولنا ینخرج

اور قلاں وقت جاتے گا تم خط لکھ دینا تاکہ ہم تمہارے خطوط بھیجیں
پھر سب عورتوں کے یہاں خطوط کے لئے کاغذ اور دواتیں
بھیجتے۔ پھر ان میں سے جو خط لکھتی اس کا خط لیتے اور جو نہ
لکھ سکتی تو فرماتے کہ یہ کاغذ ہے اور دوات (بھی) موجود ہے
تم دروازے کے قریب آجاؤ اور مجھے بتاتی رہو اس طرح ہر ایک
دروازے پر جاتے اور ان کے شوہروں کو دُن کی طرف سے خطوط
لکھتے۔ پھر ان خطوط کو بھیجتے۔ اور جب آپ کسی سفر میں ہوتے
تو منزل (یعنی پڑاؤ کی جگہ) میں کوچ کرنے کے وقت ندا کرتے
”اے لوگو! کوچ کرو“ پھر ایک کہنے والا پکارتا اے لوگو! یہ امیر
المومنین میں انھوں نے تم کو پکار کر کہا ہے پس اٹھو اور آؤ
پر پانی رکھ لو اور کوچ کرو۔ پھر آپ دوبارہ آواز لگاتے ”ارحل“
(یعنی کوچ کرو) تو لوگ (آپس میں) کہتے سوار ہو جاؤ امیر المومنین
نے دوبارہ ندا کی ہے۔ پھر جب کہ سب لوگ اپنا سامان باندھ لیتے
تو کھڑے ہو کر اپنا اونٹ منکاتے اور اُس کے اوپر دو شیلے ہوتے
اُن میں سے ایک میں سٹو ہوتا اور دوسرے میں کھجوریں ہوتیں۔
اور سامنے ایک مشکیزہ ہوتا جس میں پانی ہوتا اور ایک بڑا کونڈا۔
جب کہیں پڑاؤ کرتے تو کونڈے میں سٹو ڈال کر اس پر پانی ڈالتے
اور اپنا شمار (دستر خوان) بچھاتے۔ سعیدؓ نے کہا کہ شمار چمچے
کے چھوٹے دسترخوان کی طرح ہوتا تھا۔ جو شخص آپ کے پاس
آتا کوئی جھگڑالے کر یا کوئی مسئلہ پوچھتا یا اپنی ضرورت کی
چیز مانگتا اُس سے فرماتے اس سٹو اور کھجوروں میں سے
کھاؤ پھر چلے جانا۔ پھر (قافلہ کو چلتا کر کے) آپ اُس جگہ
پہنچتے جہاں سے لوگوں نے کوچ کیا تھا تو اگر کوئی چیز بڑی ہوتی
دیکھتے تو اُس کو اٹھاتے اور اگر کسی شخص کو دیکھتے کہ اُس کے
گھٹنے لگ گئے ہیں یا اس کے چوپایہ یا اونٹ میں تھکن کی وجہ

یوم کذا فاکتب عن حتی نبعث
بکتبک عن ثم یدور علیہن بالقرطیس و
الدوات ^{۱۱} فمن کتبت منہن اخذ
کتابہا و من لم یکتب قال ہذا
قرطاس و دواہ اودنی من الباب
فأُملی علی فیر علی کذا و کذا
باباً فیکتب لاہ ثم یبعث بکتبہن و
اذا کان فی سفر نادى الناس فی
المنزل عند الرّحیل ارحلوا ایہا
الناس فیقول القائل ایہا الناس
ہذا امیر المؤمنین قد ناداکم فقوموا
فاستقوا و ارحلوا ثم ینادی الثانیۃ
الرّحیل فیقول الناس اربکوا فقد
نادی امیر المؤمنین الثانیۃ فاذا استقوا
قام فَرَحَلَ بعیہ و علیہ غارِمان ^{۱۲}
احدہما فیہا سویق والاخری فیہا تمرین یدیر
قریۃ فیہا ماء و جفۃ کما نزل جمل فی
الجفۃ من السویق و صب علیہ الماء و
بسط شمارہ قال و الشمار مثل النطع
الضغیر من جادہ یخامم ^{۱۳} او یختم
او یطلب حاجۃ قال لہ کل من ہذا السویق و
التمر ثم ترحل فیأتی المکان الذی رحل
الناس منہ فان وجد متاعاً ساقطاً
اخذہ وان وجد احدابہ عرجۃ او
عرض لدابۃ او بعیہ

بِكَارِ اَزَاكٍ و سَاقٍ بِه فَيْتَجُ اَثَارُ النَّاسِ
 كَذَلِكَ فَاسْقُطْ مِنْ مَنَاحِرِ اخْذِهِ
 وَمِنْ اَصَابِتِهِ عَرِيضَةً تَتَلَفَّ عَلَيْهِ
 فَاِذَا اَبْصَحَ النَّاسُ فِي الْمَسَاءِ مِنْ
 الْعَدُوِّ لَمْ يَفْقِدْ اَحَدًا مَتَاعًا لَهُ
 اِلَّا قَالِ حَتَّى يَأْتِيَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ
 فَيُطْلِعُ عُمُرًا اِنَّ جَمَلَهُ شَلِّ الشَّجَبِ
 مَا اَنْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْمَنَاحِرِ فَيَأْتِي
 هَذَا فَيَقُولُ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
 اِذَا دَوَّيْتَنِي فَيَقُولُ هَلْ يَنْفُلُ الرَّجُلُ
 الْحَكِيمُ عَنْ اِدَاوَتِهِ الَّتِي يَشْرِبُ
 فِيهَا وَيَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ مِنْهَا
 اَوْ كُلَّ سَاعَةٍ اُبْهَرُ مَا يَسْقُطُ اَوْ كُلَّ
 اللَّيْلِ اَكْلًا عَيْنِي مِنَ النَّوْمِ ثُمَّ يَدْفَعُ
 اِلَيْهِ اِدَاوَتَهُ وَيَقُولُ اِنْ لَيْتَنِي تَوَسَّيْتُ وَهَذَا
 رِشَانِي اَوْ مَا دَفَعُ مِنْهُمْ فَيُعْنِقُهُمْ ثُمَّ يَنْفَخُ
 ذِكْرَ اِلَيْهِمْ وَلَمَّا بَلَغَ الشَّامَ تَلَفَّوْهُ
 بَرَزُوْنَ وَاثْيَابُ بَيْضٍ فَكَلَّمُوْهُ اِنْ يَرْكَبُ
 الْبَرَزُوْنَ لِيَرَاهُ الْعَدُوُّ وَلَيْكُنْ ذِكْرُ
 اَرْثِيَّتٍ لَهُ عِنْدَهُمْ وَ يَلْبَسُ
 الْبِيَاضَ وَ يَطْرَحُ الْفَرْدَ
 الَّذِي عَلَيْهِ فَاَلْبَسَ ثُمَّ اَلْحَمَّا عَلَيْهِ
 فَرَكَبَ الْبَرَزُوْنَ بِفَرْدِهِ وَشِيَابِهِ
 فَتَمَجَّجَ بِهِ الْبَرَزُوْنَ وَخَطَامُ نَاقَتِهِ
 بَعْدَ فِي يَدِهِ فَنَزَلَ

دشمنوں میں) گرفتار پیدا ہو گئی ہے تو اس کو دالیش کے زائل
 کرتے اور اُس کو ہنکالتے۔ پھر قافلہ کے نشانِ راہ کو دیکھتے ہوئے
 چلتے تو جو چیز کسی کی گر گئی ہو تو اس کو اٹھاتے اور جس کو
 تنگ عارض ہو جاتا اُس کے پیچھے لگے رہتے پھر جب لوگوں کو
 شام سے چلتے ہوئے صبح ہو جاتی تو جس کی کوئی چیز کھوئی
 گئی ہو تو وہ کہتا کہ امیر المؤمنین کو آنے دو تو جب عمرؓ دیکھا
 دینے لگتے اور آپ کا اونٹ (رگرا پڑا) سامان رکھتے رکھتے میل
 گھر و بخی کے بنا ہوا ہوتا تھا جب آپ قافلہ سے آتے
 تو ایک شخص آتا اور کہتا کہ اے امیر المؤمنین! میرا لوٹا رہ
 گیا تھا (یا گر گیا تھا) تو آپؓ کہتے کہ کیا دانشمند آدمی اپنے
 لوٹے سے غافل ہوا کرتا ہے جس سے وہ پیٹا ہے اور نماز کے
 لئے اُس سے وضو کرتا ہے کیا میں ہر ساعت دیکھتا ہی رہوں
 کہ کیا چیز گرتی ہے؟ کیا تمام رات میں نیند سے اپنی آنکھ کو بچاتا
 ہی رہوں؟ پھر اس کا لوٹا اُسے دیتے۔ پھر دوسرا آتا اور
 کہتا کہ یہ میری کمان ہے اور یہ میری رسی ہے یا جو چیز ان کی
 گرتی آپ ہر ایک کو کچھ سزائش کرتے اور دیتے جاتے تھے۔ اور
 جب آپ شام میں پہنچے تو لوگ اُن سے گھوڑا اور سفید کپڑوں کا
 جوڑا لے کر ملے اور انھوں نے آپ سے اس میں گفتگو کی کہ آپ
 گھوڑے پر سوار ہوں تاکہ دشمن آپ کو اس حالت میں دیکھیں
 تاکہ ان کے نزدیک ایسا کرنے سے دشمنوں پر آپ کا رعب پڑے
 اور سفید کپڑے پہنیں اور جو پوستیں آپ کے بدن پر تھیں اُس
 کو اتار دیں تو آپؓ نے انکار کر دیا پھر لوگوں نے اس درخواست
 پر زیادہ اصرار کیا تو آپ گھوڑے پر اپنے پوستیں اور کپڑوں کے
 ساتھ سوار ہو گئے اور گھوڑا آپ کو لے کر قدم مارتا ہوا دوڑا اور
 ابھی تک اونٹنی کی ہمارا آپ کے ماتھے میں ہی تھی تو آپؓ اتر گئے

اور اپنی اسی سواری پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اس نے مجھ کو بدل دیا ہے
 تک کہ مجھے اندیشہ ہو گیا کہ میرا نفس بگڑ جائے گا، ان سب کو
 بیان کیا ابو خلیفہ اسحق بن بشر نے فتوح شام کے بیان میں -
 اور ابن بشر نے اخذ کیا صرف ان کے خطبہ کو آخر تک اور ان کے
 منبر پر بیٹھنے کو۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ اپنے خلیفہ
 بننے کے بعد اپنی ایک بی بی کو طلاق دیدی کہ جس کے ساتھ
 محبت رکھتے تھے۔ احیاء میں ہے کہ جب عمر وائی خلافت ہوئے
 تو ان کی ایک ایسی بیوی موجود تھی جس سے محبت کرتے تھے
 تو اس خوف کے پیش نظر کہ یہ کسی باطل میں شفاعت پر زور
 دے گی تو میں اس کی اطاعت و رضا جوئی میں لگ سکوں گا
 اس کو طلاق دیدی۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے
 خطبہ دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ان کے مالوں کو کیا کام سپرد
 ہیں۔ معدان بن ابی طلحہ سے خطبہ عمر میں اس کا ایک حصہ اس طرح
 مروی ہے کہ اے اللہ! میں آپ کو گواہ بنانا ہوں شہروں کے
 اُمراء پر کہ میں نے ان کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو ان
 کے دین کی تعلیم دیں اور ان کے نبی کا طریقہ سکھائیں اور
 ان کا حصہ تقسیم کریں اور ان پر عدل کریں اور جس امر کا فیصلہ
 ان کو مشکل ہو جائے اس کو میرے پاس بھیج دیا کریں، اس کو
 مسلم اور احمد نے روایت کیا۔ اور ابو فراس سے خطبہ عمر
 کا ایک حصہ مروی ہے کہ یاد رکھو خدا کی قسم میں اپنے مالوں
 کو تمھارے پاس اس لئے نہیں بھیجتا کہ وہ تمھاری جلد کو پیٹا
 کریں اور نہ اس لئے کہ وہ تمھارے اموال چھین لیں، لیکن
 میں ان کو اس غرض سے تمھارے پاس بھیجتا ہوں کہ وہ تم کو
 تمھارے دین کی تعلیم دیں اور تم کو سنت نبویؐ سکھائیں تو
 جس شخص کے ساتھ اس کے سوا کچھ کیا گیا تو چاہیے کہ

ورکب را حلتہ و قال لقد غیرنی ہذا
 حتی خفت ان امکر نفسی ذکر ذلک
 کلہ ابو خلیفہ اسحق بن بشر فی فتوح الشام
 و فرج ابن بشر خطبہ الی آخرہ و
 جلوسہ علی المنبر فقط و از انجملہ
 آنست کہ طلاق دادنے را کہ باوے
 محبت داشت فی الاحیاء۔ لما ولی عمر
 الخلافۃ کانت لہ زوجۃ یحبہا فطلعتہا
 خیفۃ ان تشر علیہ بشفاعتہ فی
 باطل فیطیعہا و یطلب رضاہا۔
 و از انجملہ آنست کہ خطبہ خواند مختصر
 آنکہ و ذلیفہ عمال او چیت عن معدان بن
 ابی طلحہ من جملہ خطبہ عمر اللہم لے
 اشدک علی اُمراء الامصار فانی ابغیتم
 یعلون الناس دینکم و سنتہم و یقسمون
 فیہم و یعدون علیہم و ما اشدک
 علیہم یرفعونہ الی اخر جہ
 مسلم و احمد و عن ابی فراس
 من جملہ خطبہ عمر الا و اللہ
 لے ما ارسل عمالی الیک لیغربوا
 ابشارکم و لا لیسأخذوا اموالکم و
 لیکن بل لعلکم یعلوکم
 دینکم و سنتکم فمن فیصل
 بہ یسولے ذلک

مجھے اس کی اطلاع دیں تو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس صورت میں میں اُس سے قصاص لوں گا، تو کھڑے ہوئے عمرو بن العاص اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین کیا آپ نے اس پر غور کیا ہے کہ وہ شخص مسلمانوں میں سے ہوگا جو اپنی رعیت کی طرف جاتے گا اور رعیت میں سے کسی کی اس نے تادیب بھی کی تو کیا آپ اس سے ضرور قصاص لیں گے؟ فرمایا ہاں قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرہ کی جان ہے میں اُس سے ضرور قصاص لوں گا۔ میں اُس سے قصاص نہ لوں؟ حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اپنی ذات سے قصاص لیتے تھے۔ یاد رکھو مسلمانوں کو نہ مارو کہ تم ان کو ذلیل کرو اور نہ اُن کی تجمیر کرنا کہ تم ان کو فتنوں میں ڈالو اور نہ اُن سے اُن کے حقوق روکو کہ تم اُن کو (اپنے سامنے) جھکاؤ اور نہ اُن کو غیاض میں اتارو کہ تم ان کو ضائع کر ڈالو۔ اس کو روایت کیا احمد نے (تفسیر) یہ ارشاد ولا تجمروہم تجمیر الجیش کے معنی ہیں یعنی ان کو سرحدوں پر جمع رکھنا اور ان کو اپنی بیوی بچوں کے پاس لوٹنے سے روک رکھنا۔ اور اس ارشاد ولا تنزلوہم الغیاض میں غیاض جمع ہے غیضہ کی اور اس کے معنی گھنے درخت اور جھاڑیاں یعنی جب تم لشکر کو ایسی جگہ اتارو گے تو وہ اُس میں متفرق ہو جائیں گے اور ان کے ایک حصہ پر دشمن قابو پالے گا۔ فقیر کہتا ہے کہ یہ کنایہ ہے ایسے امر کے ارتکاب سے کہ جس میں مصلحت کی صورت قوم پر مشتبہ ہو اور اس کنایہ کی مناسبت یہ ہے کہ غیضہ (یعنی جھاڑیوں والا بن) چھپ جانے اور مخفی ہو جانے کا مقام ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے تمام خطبے اس مدعا کی تصریح کرتے ہیں، واللہ اعلم۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ

فلیرفع الیّ فوالذی نفسی بیدہ اذا لا تقتصم منہ فوثب عمرو بن العاص فقال یا امیر المؤمنین اور آیت ان کان رجلاً من المسلمین غدا علی رعیتہ فاذا بعض رعیتہ اکت لمقتصم قال ای والذی نفس عمر بیدہ اذا لا تقتصم منہ انا لا اقتص منہ وقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتص من نفسه الا لا تضرہوا المسلمین فتذلوہم ولا تجمروہم فتقتلوہم ولا تمنعوہم حقوقہم فیکفروہم ولا تنزلوہم الغیاض فتضیعوہم اخرجه احمد قوله ولا تجمروہم تجمیر الجیش جمعہم الثغور وحبسہم عن العود الی اہلہم قوله ولا تنزلوہم الغیاض فتضیعوہم الغیاض جمع غیضہ وہی الشجر الملتف یعنی اذا نزلوہا تفرقوا فیہا فتکون منہم العدو فقیر گوید این کنایت است از ارتکاب امری کہ وجہ مصلحت دران بر قوم مشتبہ باشد و علاقہ کنایت آنکہ غیضہ محل تشدد و اختفا است سائر خطب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ صریح این مدعاست واللہ اعلم واز انجملہ آنکہ در روضۃ الاحباب مذکور است کہ در زمان خلافت عمر رضی اللہ عنہ

ہزار و سی و شش شہر با توابع و لواحق آن مفتوح شد و چار ہزار مسجد ساختہ گشت و چار ہزار کنیسہ خراب گردید و نہ صد منبر بر جنوب^{میں} محاریب جو جامع بجہت خطبہ جمعہ بنا کرند و از انجملہ بنا کردن شہر بصرہ بر ساحل بحر و آباد خان جامعہ از غزات در انجا بجہت آنکہ چون آن موضع محل ورود مراکب عجم و ہند است بناید کہ نگاہ جمعہ از فارس و ہند در انجا برسند و براہل اسلام مصیبتے ریزند و از انجملہ بنا کردن شہر کوفہ چون اتفاق اقامت عرب در شہر مدائن واقع شد ہوائی آن موضع با مزاج ایشان نہ است اکثرے گرفتار مرض شدند سعد بن ابی وقاص کیفیت حال برائے حضرت فاروقؓ نوشتہ فرستاد دی رضی اللہ عنہ فرمود کہ برائی اتفاق عرب ہیج مکانے اصلاح ازان نیست کہ ہم بڑی باشد وہم بھری جائی و سبعی بدین صفت اختیار باید نمود و باید کہ در میان من و آن موضع پلے و دریائے حامل نباشد سعدؓ برای تفحص این چنین سرزمینے مژمان را منتشر ساخت و برین موضع کہ الحال مسمی بکوفہ است اتفاق آرا واقع شد اول حال امر کرد کہ بنا را از قصب و خشت خام کند یعنی تا میل ساکنان آن موضع بعمارات رفیعہ پیدا نشود و خود را مہیا برای جہاد داشتہ مانند مسافران بسر برد بالآخرہ چون حریق افتاد رخصت با حکام عمارات فرمود^{است}

کے زمانہ خلافت میں ایک ہزار چھتیس شہر مع اپنے ماتحت اور لمحہ دیہات کے فتح ہوئے ہیں اور چار ہزار مسجد بنائی گئیں اور چار ہزار گرجے توڑے گئے اور نو سو منبر جامع مسجدوں کی محرابوں کے پہلوؤں میں بنائے گئے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ شہر بصرہ کی بنیاد ڈالنا ساحل دریا پر اور غازیوں کی ایک جماعت کو وہاں آباد کرنا چونکہ یہ موقع ایسا تھا جو عجم اور ہند و ستا کی کشتیوں کے وارد ہونے کا مقام تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اچانک کوئی جماعت فارس اور ہند و ستان سے یہاں پہنچ جاتے اور اہل اسلام پر کوئی مصیبت ڈالیں۔ اور ان میں سے ایک شہر کوفہ کی بنیاد ڈالنا۔ جب عرب کو شہر مدائن میں اقامت گزینے کے موقع پڑا تو اس مقام کی ہوائ ان کے مزاجوں کے موافق نہ آئی اور بہت سے لوگ امراض میں گرفتار ہو گئے تو سعد بن ابی وقاصؓ نے یہ کیفیت حال حضرت فاروقؓ کو لکھ کر بھیجی۔ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عربوں کی اقامت کے لئے کوئی مقام اس سے زیادہ بہتر نہ ہو گا کہ وہ بڑی بھی ہو اور بھری بھی اس لئے کوئی مقام جس میں یہ وصف ہو انجا کر لیا جائے اور چاہیے کہ میرے اور اس مقام کے درمیان کوئی پل اور دریا حامل نہ ہو۔ سعدؓ نے ایسی سرزمین کی جستجو میں لوگوں کو اطراف میں بھیجا اور اس سرزمین پر کہ اب جس کا نام کوفہ ہے سب کی رائے متفق ہو گئی۔ ابتداء حال میں حکم دیا کہ بانو اور کچی اینٹوں کے مکان بنالیں یعنی جب تک اس مقام پر رہنے والوں میں بلند عمارات کی رغبت نہ پیدا ہو اور یہ مصلحت بھی پیش نظر تھی کہ اپنے کو جہاد کے لئے تیار رکھتے ہوتے مسافروں کی مانند بسر اوقات کریں۔ آخر کار جب (ایک مرتبہ) آگ لگی تو مضبوط اور پختہ عمارتیں بنانے کی اجازت مل گئی۔

بالجملہ چون مسلمانان در اینجا اختیار اقامت نمودند
 الوان دقوے ایشان بحال اصلی عود کرد و
 از انجملہ وضع تاریخ زیر کہ پیش از وضع تاریخ
 تعیین شہور در سیلابت می نمودند نہ تعیین سنین
 این معنی موجب اشتباہ می شد حضرت فاروقؓ
 ابتداء حساب تاریخ از ہجرت مقرر فرمود و الے
 الیوم ہمان دستور جاری است و از انجملہ آنکہ
 چون خالد بن ولید ابو عبیدہ را طوفا و کرما
 بران باعث شد کہ از حصار محصیرون
 برآمدہ با کفار مقاتلہ کند و انتظار وصول فوج
 ملک از ہر جانب نکشد حضرت فاروقؓ آن را
 از وی نہ پسندید بہمت آنکہ وجہش با عجب
 نفس است بشجاعت و پہلوانی خود یا بخل
 است بنفائیم یا استہانت امر خلیفہ برحق است
 و کیف ماکان از خصال ذمیمہ اعتبار نمود و غالباً
 این چنین جرأت در عادت موجب ہزیمت
 می شد ہر چند اینجا شمول فضل حق و تائید
 الہی کار خود فرمودہ باشد دیگر آنکہ خالد بن
 ولید شاعرے را بر مزج خوددہ ہزار درہم صلہ
 داد چون رسم فاسد بود گوارا می طبیعت حضرت
 فاروقؓ نیفتاد خالدؓ را از حکومت قفسرین
 معزول ساختہ در مدینہ نشانہ والے آضر العمر اورا
 بکھومتے نامزد نہ کرد و براتے ابو عبیدہ
 نوشتہ فرستاد کہ اورا از قفسرین
 بنزد خود خواند و در محضر

المختصر جب مسلمانوں نے وطن اقامت اختیار کر لی تو ان کے رنگ
 اور ان کے قوے اعلیٰ حالت پر عود کر آئے۔ اور ان میں سے
 ایک ہے تاریخ کا وضع کرنا۔ کیونکہ تاریخ کے وضع کرنے سے
 پہلے مہر شدہ مکاتیب میں صرف ہینوں کا تعین کرے تھے سنوں
 کا تعین نہیں اور یہ صورت موجب اشتباہ ہوتی تھی۔ حضرت
 فاروقؓ نے تاریخ کے حساب کی ابتدا ہجرت سے مقرر فرمادی اور
 آج کے دن تک وہی دستور جاری ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے
 کہ جب حضرت خالد بن الولیدؓ نے ابو عبیدہؓ کو طوفا و کرما اس پر
 آمادہ کیا کہ محص کے حصار سے باہر آکر کفار کے ساتھ جنگ کریں
 اور ہر جانب سے جو حضرت عمرؓ کے احکام کے ماتحت، ملک کی
 فوجیں پہنچ رہی تھیں ان کا انتظار نہ کریں تو حضرت فاروقؓ
 کو ان کی بات پسند نہ آئی کیونکہ اس کی وجہ یا نفس کا اپنی
 بہادری اور پہلوانی پر عجب ہے یا غنیمتوں پر بخل ہے کہ
 اموال غنیمت میں حصہ دار وہ لشکر بھی ہو جائیں گے جو مختلف
 مقامات سے آنے والے تھے، یا خلیفہ برحق کے حکم سے لا پرواہی
 برتنا اور جو کچھ بھی ہو آپ نے اس کو خصال ذمیمہ میں اعتبار
 کیا اور بسا اوقات عادۃً اس طرح کی جرأت موجب ہزیمت
 ہوا کرتی ہے ہر چند کہ اس موقع پر حق تعالیٰ کے فضل اور
 تائید الہی نے شامل ہو کر اپنا کام فرمادیا۔ دوسری بات یہ
 پیش آئی کہ خالد بن الولیدؓ نے ایک شاعر کو اپنی مدح پر
 دس ہزار درہم انعام دیدیا۔ چونکہ یہ رسم فاسد تھی اس لئے
 حضرت فاروقؓ کی طبیعت کو گوارا نہ ہوئی۔ آپؓ نے خالدؓ
 کو قفسرین کی حکومت سے معزول کر کے ان کو مدینہ میں بٹھادیا
 اور آفر عمرؓ تک ان کو کسی حکومت پر نامزد نہ کیا اور ابو عبیدہؓ
 کو لکھا کہ ان کو قفسرین سے اپنے پاس میلائیں اور اعیان لشکر کی

اُتھان لشکر استادہ نماید و بفراید کہ عامہ را از
سکس پرورانند و بہمان عامہ مقید سازند بعد از ان
استفسار کنند کہ این دہ ہزار از چہ مکان صرف
کردہ است اگر از بیت المال یا از دین جاہلیت
برآمد خیانت کردہ باشد و اگر از مال خود عطا
نمود باسراف کار فرمود بالجملہ ہیجان بعل آوردند
کہ مامور شدہ بودند متحذہ تر آنکہ خالد بن ابان ہمہ
جلا جتے کہ داشت برین ماجرا بچون و چرا مجاہد
دم زدن ندید و دیگر لشکریان و اُمراء از دید
این معاملہ نیز بد دل نشدند و این خصائص
صورت حضرت فاروقؓ بودہ است بعد اللہ
و التي باُمراء امصار نوشت کہ عزل خالد نہ
بجہت خیانت ازوے بودہ است بلکہ برآئے
آنکہ بخاطر او چنان خفور کردہ بود کہ این فتوح
بدستاری او و قوت او ظہور نمود و این
الامر کلمہ اللہ و ہمچنین چون سعدؓ را از عراق
معزول فرمود بجہت خوف اختلاف قوم برد
بیچ فتنہ برخواست و در آخر عمر تصریح نمود
بأنکہ عزل سعد نہ بنا بر عجز او بود یا بسبب صدور
خیانتی ازوے بل بجہت از مظان اختلاف و
وجہ این تصریح آن بود کہ عدالت او از
نظر مردم شاقط نشود و از انجملہ آنکہ
سالے بقصد عمرہ بمکہ محترمہ توجہ فرمود و
توسیع و تفسیح مسجد حرام بتقدیم رسانید و
نزدیک مراجعت امر نمود تا در منزلے

موجودگی میں کھڑا کر کے کسی کو حکم دیں کہ عامہ اُن کے سر سے
اتار لے اور اُسی عامہ سے اُن کو باندھ کر استفسار کریں کہ تم
نے ان دس ہزار روپیہ کو کہاں سے صرف کیا ہے؟ اگر بیت
سے یا کسی جاہلیت کے دینے سے برآمد کیا تو یہ خیانت ہوگی
اور اگر اپنے مال سے عطا کیا تو اسراف (یعنی فضول خرچی)
پر عمل کیا۔ الغرض جس طرح مامور ہوتے تھے عمل میں لایا گیا۔
عجیب بات یہ ہے کہ خالدؓ نے باوجود اس دلیری کے جو وہ رکھتے
تھے اس ماجرا پر چون و چرا کے ساتھ دم مارنے کی مجال نہ
دیکھی اور دوسرے لشکر والے اور اُمراء بھی اس معاملہ کے
دیکھنے سے بد دل نہیں ہوتے اور یہ حضرت فاروقؓ کے دہ
کی خصوصیتوں میں سے ہے۔ آپؓ نے کچھ چٹاں و چٹیں کے
بعد اُمراء بلاد کو لکھا کہ خالدؓ کا عزل اُس سے کسی خیانت کے
صادر ہونے کی بنا پر نہیں ہوا بلکہ اس وجہ سے ہوا ہے
کہ اُس کے دل میں یہ بات پیدا ہو گئی تھی کہ یہ فتوحات اُس
کے زور اور قوت سے ظہور میں آتی ہیں حالانکہ تمام امر اللہ
کی طرف سے ہے۔ اور اسی طرح جب سعدؓ کو عراق سے معزول
فرمایا تھا اس وجہ سے کہ قوم میں ان کی نسبت اختلاف پیدا
ہو گیا تھا تو کوئی فتنہ نہ اُٹھا اور آخر عمر میں اس بات کی تصریح
کر دی کہ سعدؓ کا عزل اُن کے عجز کی بنا پر نہیں ہوا تھا،
نہ اُن سے کسی خیانت کے صادر ہونے کی وجہ سے بلکہ منطقتہ
اختلاف سے محتاط رہنے کی بنا پر۔ اور اس تصریح کی وجہ یہ
تھی کہ ان کی عدالت لوگوں کی نظر سے ساقط نہ ہو جائے۔
اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک سال بقصد عمرہ آپؓ نے
مکہ مکرمہ کی طرف توجہ کی تو مسجد حرام کو وسیع کرنے اور کثافت
کرنے کا اہتمام فرمایا اور لوٹتے وقت حکم دیا کہ اُن تمام منزلیوں

کہ مابین حرمین واقع اند سایہا و پناہا سازند و ہر چاہے کہ انباشتہ شدہ باشد آن را پاک کنند و صاف نمایند و در منازل کم آب چاہ ہر اکند تا بر حجاج با ستراحت تمام قطع مراحل میسر شود فی الاستیعاب لما وُلی عمر بن الخطاب بعث اربعۃ من قریش فقصوا اعلام الحرم مخزمتہ بن نوفل و از ہر بن عوف و سعید بن یربوع و خو یطب ابن عبد العزائے و از انجملہ آنکہ توسیع مسجد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحوب خرماء و جردان و خشت خام فرمود مانند صنیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بنا مسجد خود از حرج الخمار بعد از ان فرمود کہ حصیر در مسجد فرش کنند عن عبد اللہ بن ابراہیم قال اذل من اقلع الحصیر فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن الخطاب کان الناس اذا رفعوا راسہم من السجود یقصوا ایدیہم فامر بالحصیر فجاء بہ من العقیق فبسط فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخر ابن ابی شیبۃ و از انجملہ آنکہ سال رامادہ چون قحط شدید طاری شد حضرت فاروق با نواجہ تدبیر حل این مشکل فرمود اولاً ہر چہ در بیت المال بود برقرار و مساکین تقسیم نمود ثانیاً جمعہ کہ احتکار پیشہ بودند ایشان را از ان احتکار بشدت تمام بازداشت ثالثاً بامرأتہ امصار احکام فرستاد کہ

جو کہ حرمین کے درمیان واقع ہیں سایہ گاہیں اور پناہ گاہیں بنائیں اور ہر وہ کنواں جو پاٹ دیا گیا ہو اس کو کھولا جائے اور صاف کیا اور پانی والی منزلوں میں کنویں کھودے جائیں تاکہ عازمین حج پوری راحت کے ساتھ قطع مراحل کر سکیں۔ استیعاب میں ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ الخطاب خلیفہ ہوئے تو انھوں نے قریش کے چار آدمیوں کو بھیجا جنھوں نے حرم کی علامتیں نصب کیں۔ مخزمتہ بن نوفل اور از ہر بن عوف اور سعید بن یربوع اور خو یطب بن عبد العزائی۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں توسیع آپ نے کھجور کی لکڑیوں اور شاخوں اور کچی اینٹوں سے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق جو آپ نے اپنی مسجد کی بنا میں استعمال کیا تھا، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ مسجد میں بوری سے بچھائیں مروی ہے عبد اللہ بن ابراہیم سے فرمایا کہ سب سے پہلے جس نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بوری سے بچھاتے عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب تھے۔ (پہلے) جب لوگ اپنا سر سجد سے اٹھایا کرتے تھے تو اپنے ہاتھ جھاڑا کرتے تھے تو انھوں نے بوری سے لانے کا حکم دیا جو عقیق سے لاتے گئے پھر وہ مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بچھاتے گئے، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ سال رامادہ میں جب شدید قحط پھیل گیا حضرت فاروق نے مختلف قسم کی تدابیر سے اس مشکل کو حل فرمایا۔ اولاً جو کچھ بیت المال میں تھا وہ سب فقراء اور مساکین پر تقسیم کر دیا۔ دوم جو لوگ کہ احتکار پیشہ تھے ان کو اس احتکار سے پوری سختی کے ساتھ روک دیا۔ سوم شہروں کے اُمراء کو احکام بھیجے کہ

۱۵ رامادہ کا ستر کو کہتے ہیں اور اس سال قحط کو اس وجہ سے رامادہ کہتے ہیں کہ لوگوں کا رنگ اس سال میں خاکستری ہو گیا تھا ۱۱۲ احتکار کے معنی ہیں گرائی کے وقت غلہ خرید کر رکھ لینا اور اس کو بند کر کے رکھ چھوڑنا اس امید پر کہ اور گراں ہو جائے ۱۱۳

ہر ایک کے ازل محل حکومت خود طعام بھینہ منورہ روان
کند ابو عبیدہ چار ہزار راجلہ از شام بھینہ فرستاد
و عمرو بن العاص صد سفینہ از راه دریا روان نمود در
انک فرستے نضر مدینہ بانورخ مصردم مساوات
می زد و در ایام قحط و قحط بر خود لازم گرفت تا ہنگام
رفع این حادثہ گوشت و روغن را نادل نفراید
و شیر را نیشامد و از انجملہ آنکہ در کوفہ و بصرہ وغیرہ
من البلاد حاکی جدا معین فرمود و قاضی جدا
تحویلدار بیت المال ملحدہ و این امریست کہ تا
زبان حضرت فاروق واقع نشدہ بود و یکے از حکمتہا
آن تفریق آنست کہ اگر بالفرض از یکے خیانتے ظاہر
شود دیگرے بنکار برخیزد اجتماع جماعہ از مسلمین کہ
موجب الصدق باشند برخیاقت بعید است و از انجملہ
آنکہ دفتر مسلمین وضع فرمود و در انجا رعایت حکمت
دقیقہ نمود و آن جمع است در اعتبار سوابق اسلام
و اعتبار مراتب قرب با شخصت صلے اللہ علیہ وسلم
و قاعدہ الرجل و سابقۃ الرجل و بلائہ و الرجل و
عیالہ رعایت فرمود اگر بکسے خود خوردین باشد
بداند کہ اختراع این امر و وفا باین
التزام چیز نیست کہ عقول حکماء دران
عاجزے شوند آخروج البیہقۃ
عن الشافعی انہ قال اخبرنی
غیر واحد من اہل العلم و
الصدق من اہل المدینۃ و
کتہ من قبائل قریش و من

ہر ایک اپنے زیر حکومت شہروں سے مدینہ منورہ میں غلہ روانہ کرے۔
ابو عبیدہؓ نے چار ہزار اونٹ شام سے مدینہ بھیجے اور عمرو بن
العاص نے ایک تلوکشتیاں دریا کے راستہ سے روانہ کیں۔ تھوڑے
عرصہ میں مدینہ کا نرخ مہر کے نرخ کی برابری میں آگیا اور گرانی
و قحط کے زمانہ میں آپؐ نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ اس حادثہ کے
رفع ہونے تک گوشت اور گھی تناول نہ فرمائیں گے اور نہ دودھ
پینگے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ کوفہ و بصرہ وغیرہ شہروں
میں حاکم جدا معین کئے اور قاضی جدا اور بیت المال کا تحویلدار
جدا اور یہ ایک ایسا نظم ہے جو حضرت فاروقؓ کے زمانہ تک واقع
نہیں ہوا تھا اور اس تفریق کی حکمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اگر
بالفرض کسی ایک سے کوئی خیانت ظاہر ہو تو دوسرا اس سے مقابلہ
کے لئے کھڑا ہو جائے اور خیانت پر مسلمانوں کی ایسی جماعت کا
اجتماع جن کا صدق تجربہ شدہ ہو بعید ہے۔ اور ان میں سے ایک
یہ ہے کہ (سلسلہ عطیات وغیرہ) دفتر مسلمین کو وضع فرمایا جس میں
دقیق حکمتوں کی رعایت رکھی یعنی سوابق اسلامیہ کے اعتبار کرنے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مراتب قرب کے اعتبار
کرنے کا پورا لحاظ رکھا اور قاعدہ الرجل و سابقۃ الرجل یعنی ہر
آدمی کے ساتھ اس کی سابقہ خدمات اور ہر شخص کے ساتھ اس کے
شہر کو ملحوظ رکھا جائے اور ہر ایک کے ساتھ اس کے عیال کو مدنظر
رکھا جائے، پوری رعایت فرمائی۔ جس شخص کو چھوٹی چھوٹی
جزئیات پر عبور کرنے والی سمجھ میسر ہے وہ جان لے گا کہ اس امر کا
اختراع اور اس التزام کو نباء دینا ایسا کام ہے کہ دانشمندوں کی
عقلیں اس میں عاجز ہو جاتی ہیں۔ بیہقیؒ نے روایت کیا شافعیؒ
سے اُنھوں نے کہا کہ مجھے خبر دی ایک سے زیادہ اہل علم و اہل صدق
نے جو اہل مدینہ و مکہ میں سے تھے قبائل قریش میں سے اور دوسرے

لوگوں میں سے اور ان میں سے بعض بہ نسبت بعض کے حدیث کے قصوں کو عمر کی سے بیان کرنے والے تھے اور بعض نے ان میں سے بعض کی روایت سے کچھ زیادہ باتیں بیان کیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب جبر تیار کر لئے تو فرمایا کہ میں شروع کرتا ہوں بنی ہاشم سے پھر فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا آپ اُن کو اور بنی المطلب کو عطا فرما رہے تھے تو جب کوئی بڑی عمر والا ہاشمی جماعت میں ہوتا تھا تو اس کو مطلبی پر مقدم کر دیتے تھے اور اگر مطلبی میں ہوتا تھا تو اس کو ہاشمی پر مقدم کر دیتے تھے۔ تو آپ نے دیوان (رجسٹر اسماء) کی ترتیب قائم کی اسی بیج پر اُن کو عطا کیا قبیلہ واحدہ کی طرح۔ پھر ان کے سامنے عبد شمس اور نوفل اصل نسب میں برابر معلوم ہوئے تو فرمایا کہ عبد شمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں باپ کی طرف سے اور ماں کی طرف سے ذکونوفل، تو ان کو مقدم کیا پھر اُن کے متصل آپ نے پکارا بنی نوفل کو پھر اس کے سامنے برابر ہوئے عبد العزیٰ اور عبد الدار تو فرمایا کہ بنی اسد بن عبد العزیٰ میں داماد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان میں یہ خصوصیت بھی ہے کہ وہ مطہیین میں سے ہیں اور بعضوں نے کہا (یعنی بعض راویوں نے) کہ حُلف الفضول میں سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں میں سے تھے اور کہا گیا کہ

غیر ہم وکان بعضهم احسن اقتصا صا للحدیث من بعض و قد زاد بعضهم علی بعض فی الحدیث ان عمر رضی اللہ عنہ لما دَوَّن الدواوین قال اَبْدَأُ بِبَنِي هَاشِمٍ ثُمَّ قَالَ حَضَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيهِمْ وَبَنِي الْمَطْلَبِ فَاِذَا كَانَتْ السَّيِّئَةُ الْهَاشِمِيَّةُ قَدَّمَہُ عَلَى الْمَطْلَبِي وَاِذَا كَانَتْ فِي الْمَطْلَبِي قَدَّمَہُ عَلَى الْهَاشِمِي فَوَضَعَ الدِّوَانَ عَلَى ذَلِكَ اَعْطَاهُمْ عَطَاءَ الْقَبِيلَةِ الْوَاحِدَةِ ثُمَّ اسْتَوْت لَهُ عَبْدُ شَمْسٍ وَنُوفَلُ بْنُ حِزْمٍ فِي النِّسْبِ فَقَالَ عَبْدُ شَمْسٍ اِخْوَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّیَّةٍ وَأُمِّیَّةٌ دَوَّنَ نُوفَلٌ فَقَدَّمَ ثُمَّ دَعَا بَنِي نُوفَلٍ بَلَّوْهُمُ ثُمَّ اسْتَوْت لَهُ عَبْدُ الْعِزَّى وَعَبْدُ الدَّارِ فَقَالَ فِي بَنِي اسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعِزَّى اَصْبَہَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِمُ اَہْمٌ مِنَ الْمَطْلَبِيْنَ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ ہُمْ مِنْ حُلَفِ الْفُضُولِ وَفِيہِمَا کَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قِيلَ

عہ جب عبد مناف کی اولاد نے عبد الدار کی اولاد سے بیت اللہ کی دربان اور زادہ درفادہ اُس چند کو کہتے تھے جو قریش میں حج سے کچھ پہلے کیا جاتا تھا جس میں بڑا حج آتیوالوں کی آسائش اور تواضع کا انتظام کیا جاتا تھا اور سقایت کا مطالبہ کیا اور عبد الدار کی اولاد نے اس سے انکار کیا تو دونوں میں سے ہر فرق نے اپنے اپنے دوست قبائل سے عبد لیا کہ وہ بہر حال ان کے ساتھی رہیں گے اولاد عبد مناف نے ایک بڑے پیالہ میں کچھ خوشبو میں حل کر کے لائے ان کے مددگاروں اُس سال میں ہاتھ ڈلو کر عبد امانت کیا تھا اس بناء پر ان کو مطہیین کہا گیا دان کے ساتھ تین قبیلے شریک ہوتے اسد اور زہرہ اور تیمم۔ ابو بکر صدیق ان میں سے تھے یعنی بنی تیمم سے اور عبد الدار نے دوسرے طور پر عبد لیا ان کو احلاف کہا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق مطہیین میں سے تھے اور حضرت عمرؓ احلاف میں سے (عبد الدار کے ساتھ یہ پانچ قبائل تھے حج، مخزوم، مدعی، کعبہ و سہم۔ یہ چھ قبیلے احلاف بولے جاتے تھے) ۱۲

ذکر کیا اُن کے اسلام پر سبقت کرنے کا۔ تو اُن کو مقدم کیا بنی عبدالدار
 پر پھر بنی عبدالدار کو اُن کے متصل بلایا۔ پھر منفرد ہوتے اُن کے
 سامنے بنو زہرہ تو اُن کو بلایا عبدالدار کے ساتھ۔ پھر برابر ہوتے
 اُن کے سامنے تیم اور مخزوم تو بنی تیم کے بارے میں کہا کہ وہ حلف
 الفضول اور مطہیین میں سے ہیں اور ان دونوں میں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ نے ان کے سوا بنی
 اسلام کا ذکر کیا اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ نے تعلق دامادی کا ذکر کیا تو
 اُن کو مخزوم پر مقدم کیا۔ پھر مخزوم کو ان کے متصل بلایا۔ پھر ان کے
 سامنے سہم اور مجح اور عدی بن کعب برابر آتے تو آپ سے کہا گیا
 کہ عدی سے شروع کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنے نفس کو وہیں
 رکھتا ہوں جہاں میں تھا کیونکہ اسلام داخل ہو گیا تھا اور ہمارا
 اور بنی سہم کا ایک ہی معاملہ تھا، لیکن غور کرو بنی مجح اور بنی سہم
 میں تو کہا گیا کہ بنی مجح کو مقدم کیجئے تو آپ نے پکارا بنی سہم کو
 اور عدی اور سہم کا رستہ غلط تھا مثل دعوت واحدہ کے۔ پھر
 جب اُن کی دعوت یہاں تک پہنچ گئی تو انھوں نے ایک بلند کبیر
 کہی پھر فرمایا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے حصہ کو اپنے رسول
 سے ملا دیا۔ پھر آپ نے بنی عامر کوئی کو بلایا۔ شافعی نے کہا کہ
 بعض رواۃ نے یہ ذکر کیا کہ ابو عبیدہ بن الجراح فہری نے جب
 ان لوگوں کو دیکھا جو اُن پر مقدم ہو رہے تھے تو کہا کہ کیا ان
 سب لوگوں کو میرے سامنے بلا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ لے
 ابو عبیدہ مبر کرو جیسا میں نے صبر کیا یا دروایت بعض یہ فرمایا
 کہ (اپنی قوم سے بات کر لیجئے تو جو اُن میں سے آپ کو اپنی ذات
 پر مقدم کرے میں اس کو نہیں روکوں گا۔ یہ ہے میں اور بنو عدی تو

ذکر سابقہ فقد ہم علی بنی عبدالدار ثم دعا
 بنی عبدالدار تلوا ثم ثم انفرادت له بنو زہرہ
 فدعا ما بیلو عبدالدار ثم استوت له تیم و
 مخزوم فقال فی بنی تیم انهم من حلف الفضول
 و المطہیین و فیہما کان رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم وقیل ذکر سابقہ وقیل ذکر
 مہراً فقد ہم علی مخزوم ثم دعا مخزوما
 تلوا ثم استوت له سہم و مجح و
 عدی بن کعب فقیل ابداء بعدی
 فقال بل اقر نفسی حیث کنت فان الاسلام
 دخل و امرنا و امر بنی سہم واحد و لکن
 النظر و بنی مجح و سہم افضیل قدیم
 بنی مجح ثم دعا بنی سہم و کان دیوان عدی
 و سہم مختلطاً کالدعوة الواحدة فلما
 خلصت الیہ دعوتہ کبر تبکیرۃ مالئ
 تم قال الحمد للہ الذی اوصل ظلی
 من رسولہ ثم دعا من بنی عامر بن کوئی
 قال الشافعی فقال بعضہم ان اباعبیدہ
 ابن عبد اللہ بن الجراح الفہری لما رآہ
 من یقدم علیہ قال اکل ہولاء تدعوا
 انما ی فقال یا ابا عبیدہ امیر کما صبر
 او کلمہ تو یک فمن قد یک منہم علی نفسہ
 لم امنتہ فاما انا و بنو عدی

فَقَضَّكَ اِنْ اَحْبَبْتَ عَلٰى اَنْفُسِنَا قَالَ الشَّافِعِيُّ
عَنْ ذَلِكَ النَّاسِ عِبَادُ اللَّهِ فَأَوْهَمَ اِنْ
يَكُونُ مُقَدَّمًا اَقْرَبَهُمْ بِخَيْرِ اللَّهِ لِرِسَالَتِهِ وَ
مُسْتَوْدَعِ اَمَانَتِهِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَخَيْرِ خَلْقِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ الْقَاضِي أَبُو يُونُسَ فِي كِتَابِ الْحَرَجِ
حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي يَنْحُحٍ قَالَ قَدِمَ عَلَيَّ ابْنُ بَكْرِ
الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَالًا فَقَالَ مَنْ
كَانَ لِي عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عِدَّةٌ فَلَيَّاتِ فَجَاهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ
قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَوْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أُعْطِيكَ هَكَذَا وَهَكَذَا
هَكَذَا يُشِيرُ بِكَفِيَّتِهِ فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرٍ خُذْ فَاخْذْ
بِكَفِيَّتِهِ ثُمَّ عَدَّهُ فَوَجَدَ خَمْسًا فَقَالَ خُذْ يَا هَذَا
الْفَأْ فَاخْذِ الْفَأْ ثُمَّ آخُذْ كُلَّ إِنْسَانٍ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَدَهُ
شَيْئًا وَبَقِيَ بَقِيَّةٌ مِنَ الْمَالِ فَقَسَمَهُ بَيْنَ
النَّاسِ بِالسُّوِّيَّةِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَ
الْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ وَالْأَنْثَى فَخَرَجَ عَلَى السَّعَةِ
دِرَاهِمٌ وَثَلَاثٌ لِكُلِّ إِنْسَانٍ فَلَمَّا كَانَ
الْعَامُ الْمُتَقْبِلُ جَاءَ مَالٌ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَقَسَمَهُ
بَيْنَ النَّاسِ فَأَصَابَ كُلَّ إِنْسَانٍ عَشْرِينَ
دِرْهَمًا قَالَ فَجَاءَ نَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَقَالُوا يَا خَلِيفَةُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا
قَسَمْتَ هَذَا فَسُوِّيَتْ بَيْنَ النَّاسِ

اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو اپنی ذات سے مقدم کر دیں گے۔ اس موقع پر شافعیؒ نے کہا کہ سب لوگ اللہ کے بندے ہیں بس مقدم ہونے میں سب سے اولیٰ وہی ہے جو ان میں سب سے زیادہ قریب ہو اُس ذات سے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے پیغامات کے لئے برگزیدہ کیا اور جو ودیعت گاہ بنا اُس کی امانت کا، خاتم النبیین، رب العالمین کی مخلوق میں سب سے بہتر یعنی حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ قاضی ابو یوسفؒ نے کتاب الحج میں کہا ہے کہ مجھ سے بیان کیا ابن ابی یحییٰ نے۔ کہا کہ ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ کے پاس مال آیا تو انہوں نے کہا کہ جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو تو چاہیے کہ وہ آئے تو ان کے پاس جابر بن عبد اللہؓ پہنچے اور کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر بحرین کا مال آگیا تو میں تجھے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح دوں گا اپنی دونوں ہتھیلیوں کے سوا (دو ہتھ پنا کر) اشارہ کر رہے تھے۔ تو ان سے ابو بکرؓ نے کہا کہ لے لے تو انہوں نے ایک دو ہتھ بھری۔ پھر اس کو شمار کیا تو وہ پانچ سو درہم نکلے تو فرمایا کہ اس کے ساتھ ایک ہزار اور لے لے۔ تاکہ تین دو ہتھ کی مقدار پوری ہو جائے جو وعدہ تھا تو انہوں نے ایک ہزار لے لے۔ پھر انہوں نے ہر اس شخص کو دیا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ وعدہ فرمایا تھا۔ پھر جو مال باقی بچا تو اس کو سب لوگوں پر چھوٹے اور بڑے، آزاد اور مملوک اور عورتوں پر برابر تقسیم کیا تو ہر انسان کے حصہ میں نو درہم اور ایک تہائی درہم آئے۔ پھر جب آئندہ سال آیا تو اس میں اس سے زیادہ مال آیا پھر اس کو سب لوگوں میں تقسیم کیا تو ہر شخص کے حصہ میں بیس درہم آئے کہا کہ پھر مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں نے آپ سے مل کر کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس مال کو تقسیم کیا اور سب لوگوں میں برابری کر دی حالانکہ

ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو صاحبِ فضیلت و صاحبِ سوابق ہیں اور قدیم الاسلام ہیں تو اگر آپ اہل سوابق اور اہل قدامت اور صاحبِ فضیلت لوگوں کو فضیلت دیتے ان کے افضل ہونے کی وجہ سے تو بہتر ہوتا۔ کہا کہ ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ تم نے جو سوابق اور قدم کا ذکر کیا ہے تو مجھ سے زیادہ اس کو کون جاننے والا ہے اور یہ مرثیہ ایسی شے ہے جس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور یہ معاش کا معاملہ ہے اس میں برابری رکھنا ترجیح دینے سے بہتر ہے۔ پھر جب خلیفہ ہوئے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے پاس فتوحات آئیں تو انہوں نے فضیلت دی اور فرمایا کہ میں اس شخص کو جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قتال کیا اس شخص کے برابر نہیں کروں گا جس نے آپ کے ساتھ بل کر ان سے قتال کیا۔ تو آپ نے حصہ قائم کیا مہاجرین و انصاریں سے اہل سوابق اور اہل قدامت کے لئے جو لوگ بدر میں حاضر ہوتے پانچ پانچ ہزار۔ اور جن لوگوں کا اسلام مثل اسلام اہل بدر کے تھا ان لوگوں کا حصہ ان سے کم رکھا۔ ان کو ان کی سوابق کی منزلوں کے بقدر زیریں مرتبہ میں رکھا۔ فقیر کہتا ہے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بندہ ضعیف یہ سمجھتا ہے کہ یہ اختلاف حکم شرعی میں نہیں ہے بلکہ اختلاف حکم سبب اختلاف حال کے ہوا ہے واللہ اعلم۔ آخذ کیا ہے قاضی ابویوسف نے کتاب الخراج میں مروی ہے ابو جعفر سے کہ عمرؓ نے جب ارادہ کیا کہ لوگوں کے حصے مقرر کر دیں اور ان کی راتے سب لوگوں کی راتے سے بہتر تھی۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اپنی ذات سے شروع کیجئے۔ فرمایا نہیں۔ پھر آپؓ نے شروع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب رشتہ دار سے تو حصہ مقرر کیا عباسؓ کا پھر علیؓ کا یہاں تک کہ ترتیب قائم کی پانچ قبائل کے درمیان یہاں تک کہ پہنچے بنی عادی بن کعب پر۔ اور نیز روایت کی شعبی سے

ومن الناس أناس لهم فضل وسوابق وقدم فلو فصلت أهل السوابق والقدم والفضل لفضلهم قال فقال أما ذكرهم من السوابق والقدم فما لي عن ذلك شي ثواب على الله بما معاش فلا أسوة فيه خير من الأثرة فلما كان عمر بن الخطاب رضي الله عنه وجارته الفتوة فصل وقال لا اجعل من قاتل رسول الله صلى الله عليه وسلم ممن قاتل معه ففرض لأهل السوابق والقدم من المهاجرين والانصار ممن شهد بدرًا خمسة الف و الف وفرض لمن كان له اسلام كاسلام اهل بدر دون ذلك أنزلكم على قدر منازلهم فقير گوید سابق بیان کر دیم کہ فہم بندہ ضعیف آنست کہ این اختلاف در حکم شرعی نیست بلکہ اختلاف حکم سبب اختلاف حال است واللہ اعلم۔ آخرج القاضي ابویوسف فی کتاب الخراج عن ابی جعفر ان عمر لما اراد ان یفرض للناس وکان رأیہ اخییر من رأیہم قالوا ابدأ بنفسک قال لا فبدأ بالاقرب من رسول الله صلى الله عليه وسلم ففرض للعباس ثم لعلي حتى و الي بن خمس قبائل حتى انتهی الى بنی عدی بن کعب و اخرج ایضاً عن الشعبي

اس شخص سے روایت کرتے ہیں جو عمر بن خطاب کے پاس حاضر تھے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اُن پر کشائش کر دی اور فتح کر دیا فارسی اور روم کو تو آپ نے جھجھکیا بہت سے لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے پھر فرمایا کہ تمہاری کیا رات ہے میں خیال کر رہا ہوں کہ لوگوں کے سالانہ وظائف مقرر کردوں اور مال کو جمع کروں تو یہ بات بڑی ہوگی برکت کے لئے۔ لوگوں نے کہا جو کچھ آپ کی رات ہے اُس کے مطابق کیجئے۔ آپ کو انشاء اللہ اس کی توفیق دی گئی ہے۔ کہا کہ پھر آپ نے وظائف مقرر کئے اور لوگوں کو بلایا تو عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ اپنی ذات سے (شرع کیجئے) تو فرمایا کہ واللہ نہیں لیکن میں شرع کرتا ہوں بنی ہاشم سے جو خاندان ہے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو آپ نے اُن لوگوں کو لکھا جو بنی ہاشم میں سے بدر میں حاضر تھے مولے یا عربی ان میں سے ہر شخص کے لئے پانچ پانچ ہزار اور عباسی ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے لئے مقرر کئے بارہ ہزار پھر آپ نے حصہ مقرر کیا اُن لوگوں کا جو بدر میں حاضر ہوئے بنی امیہ ابن عبدشمس میں سے۔ پھر درجہ بدرجہ بنی ہاشم سے قریب تر لوگوں کے حصے مقرر کئے۔ پھر آپ نے وظائف مقرر کئے دیگر تمام بدریین کے خواہ وہ خالص عربی ہوں یا اُن کے آزاد کردہ ہوں پانچ پانچ ہزار اور انصار کے لئے وظیفہ مقرر کیا چار چار ہزار تو پہلے انصاری جن کا وظیفہ مقرر کیا گیا محمد بن مسلمہ تھے۔ اور آپ نے مقرر کیا بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے دس دس ہزار اور مقرر کیا اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے بارہ ہزار اور مقرر کیا ہاجرین حبشہ کے لئے ان میں سے ہر شخص کے لئے چار چار ہزار۔ اور آپ نے مقرر کیا عمر بن ابی سلمہ کے لئے بوجہ اُم سلمہ کے مرتبہ و احترام کے چار ہزار تو

عن من شہد عمر بن الخطاب قال لما فتح الله عليه وفتح فارس و الروم جمعنا من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فقال ما ترون فاني اري ان اجعل عطائ الناس في كل سنة و اجمع المال فانه اعظم للمركبة قالوا اصنع ما ريت فانك ان شاء الله موفق فقال ففرض الاعطيات فذاع الناس فقال عبدالرحمن بن عوف بنفك فقال لا والله ولكن ابدأ ببنی ہاشم ربط النبي صلى الله عليه وسلم فكتب من شہد بدرًا من بنی ہاشم من مولی او عربی لكل رجل منهم خمسة آلاف خمسة آلاف وفرض للعباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اثنی عشر الف الف فرض لمن شہد بدرًا من بنی امیہ بن عبدشمس ثم الاقرب فالاقرب الی بنی ہاشم ففرض للبدریین اجمعین عربیہم ومولاهم خمسة آلاف تحت الآلاف وفرض للانصار اربعة آلاف اربعة آلاف وكان اول انصاری فرض له محمد بن مسلمة وفرض لاولج النبي صلى الله عليه وسلم عشرة آلاف عشرة آلاف وفرض لعائشة ام المؤمنين رضي الله عنها اثنا عشر الف الف وفرض لهما عشرة الف الف اربعة آلاف اربعة آلاف اربعة آلاف لكل رجل منهم وفرض لعمر بن الخطاب ابي سلمة لكان يومئذ اربعة آلاف

فقال محمد بن عبد الله بن جحش ر لم تفصل
علينا عمر لجمرة آبيه فقد باجر آباؤنا
وشهدوا فقال عمر أفيقله لكانه من
رسول الله صلى الله عليه وسلم فليات الذي
يَسْتَفِيثُ بِأَيِّ مِثْلِ أُمِّ سَلَمَةَ أَعْيِثُ
وَفَرَضَ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ خَمْسَةَ آلَافٍ
خَمْسَةَ آلَافٍ لَكَانَهُمَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَّ فَرَضَ لِلنَّاسِ ثَلَاثَةَ وَ
أَرْبَعَ مِائَةٍ لِلْعَرَبِ وَالْمَوَالِ وَفَرَضَ لِلنَّبَا
الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ سِتِّينَ سِتِّينَ
وَأَرْبَعَ مِائَةٍ أَرْبَعَ مِائَةٍ وَثَلَاثَ مِائَةٍ ثَلَاثَةَ
وَمِائَتَيْنِ وَفَرَضَ لِلنَّاسِ مِنْ
الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فِي الْفَيْنِ الْفَيْنِ
وَإِغْرَجَ الْيُضَا عَنْ السَّابِ بْنِ يَزِيدَ
قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ
عَنْهُ يَقُولُ وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا
هُوَ مَا أَحَدٌ الْآوَلُ فِي هَذَا الْمَالِ
حَقٌّ أُعْطِيَهِ أَوْ مِثْلَهُ وَمَا أَحَدٌ أَحَقُّ
بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا عَبْدٌ مُلْكٌ
وَمَا أَنَا فِيهِ

محمد بن عبد الله بن جحش نے کہا کہ آپ عمرؓ کو ہم پر کیوں فضیلت
دے رہے ہیں اُس کے باپ کی ہجرت کی وجہ سے جب کہ ہمارے آبا
نے ہجرت کی اور شہید بھی ہوئے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں اُس کو
فضیلت دے رہا ہوں اُس کے اس مرتبہ کی وجہ سے جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کو حاصل ہے۔ (اگر کوئی ایسا
شخص ہے تو) آئے جو مدعی بنے کسی ایسی ماں کی بنا پر جو اُمّ سلمہ
کے مرتبہ کی ہو کہ میں اُس کے اس دعوے کو درست قرار دوں۔
اور آپؓ نے وظیفہ قرار دیا حسنؓ اور حسینؓ کے لئے پانچ پانچ
ہزار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ان دونوں کے مقام
پر نظر کرتے ہوئے۔ پھر عام لوگوں کے حصے مقرر کئے تین سو اور
چار سو عربی کے لئے بھی اور موئی کے لئے بھی۔ اور وظیفہ قرار
دیئے ہاجرین اور انصار کی عورتوں کے لئے چھ چھ سو اور
چار چار سو اور تین تین سو اور دو سو۔ اور آپؓ نے ہاجرین
و انصار کے عام لوگوں کے وظیفے قرار دیئے دو دو ہزار کے اندر
اور نیز سائب بن یزید سے مروی ہے کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ قسم ہے اُس ذات کی
جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے
جس کا اس مال میں حق نہ ہو جو اُس کو عطا کر دیا جائے یا اس
روک دیا جائے اور کوئی اُس کا دوسرے سے زیادہ حقدار نہیں
بجز عبد مملوک کے اور اس بارے میں میں بھی ایسا ہی ہوں

عمر بن ابی سلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بپالک تھے ان کی والدہ ام المؤمنین ام سلمہؓ میں یہ سلسلہ میں حبشہ میں پیدا ہوئے تھے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر نو سال کی تھی حضرت اُمّ سلمہؓ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳۳ھ میں ہوا تھا۔ یہ گود میں تھے
اور یہ معترض محمد بن عبد اللہ بن جحش ام المؤمنین حضرت زینبؓ کے بھتیجے تھے۔ اُن کے باپ عبد اللہ بن جحش ہیں جو حضرت زینبؓ کے بھائی تھے جنھوں نے ہجرت حبشہ
اور ہجرت مدینہ دونوں کی تھیں اور یہ جنگ اُمد میں شہید ہوئے تھے ان کو اور حضرت حمزہؓ کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا تھا۔ اسی ہجرت و شہادت کی طرف اُن کے بیٹے نے
اشارہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے یہ جواب دیا کہ ام سلمہؓ کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو قرب عمر بن سلمہؓ کا حال ہے وہ تم سے زیادہ ہے ۱۱ شیبانی احمدی

جیسا تم میں کا کوئی ایک شخص، لیکن ہم اپنی ان منزلوں (یعنی مروتوں) پر عمل پیرا ہیں جو کتاب اللہ تعالیٰ میں ہیں اور ہم نے دلچسپی قائم کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقرب کے معیار سے۔ پھر ایک شخص پر نظر کی اور اس کی اس مصیبت پر جو اسلام لانے کی وجہ سے اس پر پڑی اور ایک شخص پر نظر کی اور اس کے اسلام کی قدامت کو دیکھا اور ایک شخص پر نظر کی اور اس کی اسلام پر پوری مراعات کو دیکھا اور ایک شخص پر نظر کی اور اسلام میں اس کی حاجت پر نظر کی۔ خدا کی قسم اگر میں زندہ رہ گیا تو اس پر دلہے کے پاس بھی جو جیل صنعاء میں رہتا ہو گا ضرور مال میں سے اس کا حصہ اس طرح پہنچے گا کہ وہ اپنی جگہ پر ہو گا قبل اس کے کہ اس کا منہ سرخڑ ہونے پائے یعنی اس کی طلب میں سفر کی صعوبت میں پڑے اور حمیر کا جیٹر ملحدہ تھا اور آپ شکر دوں اور بستیوں کے امراء کے لئے عطیات کی تعداد نو ہزار اور آٹھ ہزار اور سات ہزار کے درمیان قائم کیا کرتے تھے جس قدر بھی ان کے کھانے پینے کی ضروریات کے لئے مناسب معلوم ہوتا تھا اور جس سے وہ امور ضروریہ پورے کر سکیں۔ اور کہا کہ آپ بچوں کا وظیفہ ایک سو لگا دیتے تھے جب کہ اس کی ماں اس کو (گود سے) اُتار دے۔ پھر جب وہ بڑھ جاتا تو بڑھا دو سو کر دیتے پھر جب اور بڑھتا تو اور اضافہ کر دیتے تھے۔ کہا کہ جب آپ نے مال کو دیکھا کہ بہت ہو گیا ہے تو فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال کی اس رات تک زندہ رہا تو میں بعد کے لوگوں کو اوپر کے لوگوں کے ساتھ ملحق کر دوں گا تاکہ سب کے وظائف برابر ہو جائیں مگر آپ اس سے پہلے ہی وفات پا گئے، آپ کے اوپر اللہ کی رحمت نازل ہو۔ کہا اور بیان کیا مجھ سے ابو معشر نے کہا مجھ سے عمر مولیٰ غفرہ وغیرہ نے کہا کہ جب عمر بن الخطاب کو فتوحات ہوئیں اور ان کے پاس اموال آئے تو فرمایا کہ

اللہ کا حد کم و کثرت علیٰ منازلنا من کتاب اللہ تعلیٰ و قسینا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارجل و بلائہ فی الاسلام والرجل و عناءہ فی الاسلام والرجل و حاجتہ فی الاسلام واللہ لئن بقیث لیا تین الرا بجبل صنعاء خطہ من المال و ہو مکانہ قبل ان یکھمر و وجہہ یعنہ فی طلبہ و کان دیوان حمیر علی حدۃ و کان یفرض لأمیر الجیوش والقری فی العطاء مابین تسعة آلاف و ثمانیۃ آلاف و سبعة آلاف علی قدر ما یصلحہم من الطعام و ما یقومون بہ من الامور قال و کان یفرض للنفوس اذا طرحتہ امۃ ماتہ فاذا ترعرع بلغ بہ مائتین فاذا بلغ زادہ قال و لما رأی المال قد کثر قال لئن عشت الی هذه اللیلۃ من قابل لا لیحقق اخری الناس باؤلہم حتی یکونوا فی العطاء سواء فتوفی قبل ذلک رحمۃ اللہ علیہ قال و حدثنی ابو معشر قال حدثنی عمر مولیٰ غفرۃ وغیرہ قال لما جاء عمر بن الخطاب الفتوح و جات الاموال قال

ان ابابکر رضی اللہ عنہ رآے فی ہذا المال رآیا
ولی فیہ رآی آخر لا جعل من قاتل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمن قاتل معہ فرض
للمہاجرین والانصار ممن شہد بدرًا خمسة
آلاف خمسة آلاف وفرض لمن کان
اسلامہ کاسلام اہل بدر ولم یشہد بدرًا اربعة
آلاف اربعة آلاف وفرض لآزواج النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اثنتی عشرة الفاً اثنتی عشر
الفاً الا صفیة وجویریة فانه فرض لہما
ستمۃ آلاف ستمۃ آلاف فابتا ان
تقبلا فقال لہما انما فرضت لہن
للہجرۃ فقالتا انما قرصت لہن
لما ہن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اثنتی عشرة الفاً وفرض للعباس عم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنتی عشرة الفاً و
فرض لاسامة بن زید اربعة آلاف و
فرض لعبد اللہ بن عمر ابنہ ثلثۃ
آلاف فقال یا ابی لم زدنا
علی الفاً ما کان لابیہ

اُس مال میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک رات تھی اور میری راتے دوسری
ہے۔ میں نہیں بناؤں گا اُس شخص کو جس نے قتال کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس شخص کے برابر جس نے آپ کے ساتھ
ہو کر ان سے قتال کیا تو آپ نے وظيفہ مقرر کیا ہاجرین کے لئے
اور انصار کے لئے ان لوگوں میں سے جو بدر میں حاضر تھے پانچ پانچ
ہزار اور حصہ مقرر کیا اُس شخص کا جس کا اسلام اہل بدر کے
اسلام جیسا تھا اور وہ بدر میں حاضر نہیں تھے چار چار ہزار اور
ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وظيفہ مقرر کیا بارہ بارہ ہزار
بجز صفیہؓ اور جویریہؓ کے کہ آپ نے ان دونوں کے لئے چھ
چھ ہزار مقرر کئے تو ان دونوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا
تو آپ نے ان سے فرمایا کہ میں نے ان (ازواج) کا وظيفہ
(بارہ ہزار) ہجرت کی وجہ سے مقرر کیا ہے تو انھوں نے کہا کہ
تم نے ان کا وظيفہ بارہ ہزار ان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ تعلق کی وجہ سے مقرر کیا ہے (اور آپ کا وہی
تعلق ہم سے بھی تھا) اور آپ نے وظيفہ مقرر کیا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے لئے بارہ ہزار اور وظيفہ
مقرر کیا اسامہ بن زید کا چار ہزار اور وظيفہ مقرر کیا اپنے بیٹے
عبد اللہ بن عمرؓ کا تین ہزار تو انھوں نے کہا کہ اے ابابکر
آپ نے مجھ سے اسامہ کے ایک ہزار کیوں بڑھائے اُسکے باپ میں

عہ صفیہ پہلے کناد بن ابی الحقیق کی بیوی تھیں جو جنگ خیبر میں موم سہ میں قتل کر دیا گیا اور یہ قید ہو گئیں تو ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے لئے پسند فرمایا۔ بعض نے یہ روایت کی ہے کہ یہ حبیبہ کی وجہ سے کہی کہ حضرت نے ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات غلاموں کے عوض میں
خرید لیا اس کے بعد یہ اسلام لے آئیں تو آپ نے ان کو آزاد کر دیا اور نکاح کر لیا اور ان کا مہر ان کے عتق کو قرار دیا ۱۲ مترحم عفی عنہ از کمال عہ جویریہؓ
حارث کی بیٹی تھیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ مریضہ میں قید کیا تھا سہ میں۔ یہ ثابت نہیں قیس کے حصہ میں آگئی تھیں ثابت نہیں
قیس نے ان کو مکاتب بنادیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کتابت ادا کر کے آزاد کر دیا۔ پھر اپنی زوجیت سے ان کو مشرف کیا ان کا نام برہ تھا آپ
نے جویریہ رکھ دیا تھا ۱۲ مترحم از کمال

من الفضل الملم یکن لأبے و ما کان له الملم یکن
لے فقال ان ابا اسامة کان احب الے
رسول الله صلی الله علیہ وسلم من ایک و کان
اسامة احب الے رسول الله صلی الله علیہ وسلم
منک و فرض الحسن والحسین خمسة آلاف خمسة
آلاف الحقیما بایہما لکانہما من رسول الله صلی الله
علیہ وسلم و فرض لابنہ المہاجرین والانصار
الفین فمر بہ عمر بن ابی سلمة فقال زیدوہ الف
فقال له محمد بن عبد الله بن جحش ما کان لابیہ
ابی سلمة الملم یکن لأبائنا و ما کان له الملم یکن
لنا فقال عمر انی قد فرضت له بابیہ ابے
سلمة الفین و زدتہ بأمة أم سلمة الف
فان کانت لک أم مثل أم سلمة زدیک
الف و فرض لاہل مکة و الناس ثمان مائے
فجاءہ طلحة بن عبید الله ففرض لہ ثمان
مائے فمر بہ النضر بن انس فقال عمر
افرضوا لہ الفین فقال طلحة
جئتک بمثلہ ففرضت لہ ثمان
مائے و فرضت لہذا الفین
فقال ان ابا اسامة افضل
یوم احد فقال ما فعل
رسول الله صلی الله علیہ
وسلم قد قتلنا
الله حی لا
یوت

کوئی ایسی فضیلت نہیں تھی جو میرے باپ میں نہیں ہے اور نہ اس
میں کوئی ایسی فضیلت ہے جو مجھ میں نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اس
کا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا تیرے باپ
سے اور اسامہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا مجھ
سے۔ اور آپؐ نے حسنؓ اور حسینؓ کے پانچ پانچ ہزار مقرر کئے
ان دونوں کو ان کے باپ (علی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ملحق کیا،
ان کے خاص مرتبہ کی وجہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت
سے ان کو حاصل تھا اور آپؐ نے مقرر کئے مہاجرین و انصار کے بیٹوں کے
لئے دو دو ہزار تو ان کے سامنے آتے عمر بن ابی سلمہؓ تو فرمایا کہ
اس کے ایک ہزار بڑھادو تو ان سے کہا محمد بن عبد اللہ بن جحش
نے کہ اس کے باپ ابو سلمہ کو کوئی ایسی فضیلت حاصل نہ تھی جو
ہمارے آباؤ کو نہ تھی اور اس میں کوئی ایسی فضیلت نہیں جو ہم میں
نہیں ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کے باپ ابو سلمہؓ
کی وجہ سے دو ہزار مقرر کئے اور ایک ہزار بڑھاتے ہیں اس
کی ماں ام سلمہؓ کی وجہ سے تو اگر تیری ماں مثل ام سلمہؓ کے
ہوتی تو تیرے ذلیفہ میں بھی ایک ہزار بڑھادیتا۔ اور مقرر کئے
آپؐ نے اہل مکہ اور سب لوگوں کے لئے آٹھ آٹھ سو۔ پھر ان کے
پاس لے کر آئے طلحہ بن عبید اللہ اپنے بھائی عثمان بن عبید اللہ کو تو
آپؐ نے ان کے آٹھ سو مقرر کئے۔ پھر ان کے سامنے آیا نضر بن انس
تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ اس کے دو ہزار مقرر کرو تو طلحہؓ نے کہا کہ
میں آپ کے پاس اسی جیسے کو لے کر آیا تو آپؐ نے اس کے آٹھ سو
مقرر کئے اور اس کے لئے دو ہزار۔ تو فرمایا کہ اس کا باپ مجھ سے
ملا یوم احد میں جب کہ کفار نے یہ شور مچا دیا تھا کہ محمدؐ کو قتل
کر دیا گیا، تو اس نے کہا کہ کیا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل
ہو چکے ہیں تو اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہ مرے گا۔ اس کے بعد اس نے

فقاتل حتى قيل وذاير عى الشاء فى مكان كذا و
 كذا فضل عمر بهذا خلافة فقير كوير ميتا بود كه
 فاروق اعظم در بعض سنين قدس تعيين كرده
 باشد برائے بعض مردم و در بعضين آخرے قدر آخر
 و اين وجه جمع است در محل اختلاف روايات و
 الله اعلم و از انجمله آنكه عثمان بن حنيف و خليفه
 ابن اليمان را بر مساحت سواد عراق فرستاد و
 بر سواد خرابے مقرر فرمود و تا حال بهمان دستور
 خراج از انجا گرفته مى شود قال ابو يوسف حد
 السرى بن اسماعيل عن عامر الشجعي ان عمر بن
 الخطاب مسح السواد فبلغ ستة وثلاثين الف
 الف جريب و ان وضع على جريب الازرق درهما و
 قفيزا و على الكرم عشرة دراهم و على الرطبة خمسة
 دراهم و على الرجل اثني عشر درهما او اربعة و عشرين
 او ثمانية و اربعين درهما زاد ابو
 يوسف عن بعض مشايخه ايضا و على
 جريب النخل ثمانية و على جريب
 القصب ستة و خمسين ابو يوسف در حال شام
 و جزيره و سائر بلدان ذكر احكام حضرت فاروق
 نموده است و تعداد آن طوله دارد
 انجا نكته را بايد فهم كرد كه

قال شروع كر ديا يهاں تك كه شهيد ہو گیا۔ اور یہ اُس وقت بگريں چرا
 رہا تھا فلاں فلاں جگہ پر۔ پھر عمرؓ اپنی خلافت میں اس پر کار بند رہے
 فقير كتا ہے كه ہو سكتا ہے كه فاروق اعظمؓ نے بعض سالوں میں
 ايك مقدار متعين كى ہو۔ بعض لوگوں كے لئے اور بعد كے بعض
 سالوں میں دوسرى مقدار مقرر كى ہو۔ محل اختلاف روايات میں
 جمع كرنے كى یہ ايك ضرور ہے، والله اعلم۔ اور ان میں سے
 ايك یہ ہے كه آپ نے عثمان بن حنيف اور خليفه بن اليمان كو
 عراق كے سواد (يعنى شاداب علاقه) كى پيمايش كے لئے بھيجا۔
 اور ہر علاقه پر ايك خراج مقرر كيا۔ اب تك اسی دستور كے مطابق
 دہاں سے خراج ليا جاتا ہے۔ ابو يوسفؒ نے کہا كه مجھ سے بيان
 كيا سرى بن اسماعيل نے وہ روايت كرتے ہیں عامر شجعي سے كه
 عمرؓ النخطاب نے سواد عراق كى پيمايش كى تو وہ تين كروڑ ساٹھ
 لاکھ جريب ہوئى اور ہر جريب زراعت پر ايك درہم اور ايك قفيز
 (بورى تقريباً بیس سیرى) اور انگور پر دس درہم اور كھجوروں پر
 پانچ درہم لگان مقرر كيا۔ اور ايك مرد پر بارہ درہم يا چوبیس يا
 اڑتالیس درہم مقرر كئے۔ اور ابو يوسفؒ نے اپنے بعض مشايخ
 سے زيادہ بھى روايت كيا ہے۔ اور ايك جريب نخل (يعنى كھجور)
 پر آٹھ درہم اور ايك جريب گنے پر چھ درہم۔ اور اسی طرح
 ابو يوسفؒ نے شام اور جزيره اور دوسرے شہروں كے حال میں
 حضرت فاروق رضی اللہ عنہ كے احكام كا ذكر كيا ہے اور اُس كى
 تفصيل طول ركھتى ہے۔ يہاں ايك نكته سمجھ لینا چاہیے كه

ع جريب ايك محدود قلعہ زمین كو کہتے ہیں جس كى مقدار ساٹھ ہاتھ لمبى اور ساٹھ ہاتھ چوڑى ہے اس كو ہندى میں بيگہ کہتے ہیں۔ كتاب المسحت
 میں ہے كه چھ بؤ كے عرض كو اكل اور چار اكل كو مٹھى اور چار مٹھى كو ہاتھ اور دس ہاتھ كو قصبہ اور دس قصبہ كو امثل اور ايك امثل كو ايك
 امثل میں ضرب دیں تو حاصل ضرب جريب ہے۔ اس كا حاصل ستو ہاتھ لمبى اور سو ہاتھ چوڑى ركھتا ہے۔ یہ بيگہ پختہ ہے اور سابق پيمايش
 بيگہ عام ۱۲ امثيان احمد زلفات الحديث وغيره۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ہر شہر میں اس شہر کے حال کے موافق خراج اور
 جزیرہ مقرر کیا تھا۔ دروایات میں اس وجہ سے اختلاف پایا جاتا
 ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب کفار کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 فرماتے تھے تو جو شرطیں کہ ہونی چاہئیں مقرر کیا کرتے تھے۔
 ہر قوم کے ساتھ خاص شرط ہوتی تھی اور اسی وجہ سے آثار میں
 اختلاف پایا جاتا ہے۔ کہا ابو یوسف نے مجھ سے روایت کیا عبد
 ابن سعید نے بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
 سے صلح کیا کرتے تھے تو ان پر یہ شرط لگایا کرتے تھے کہ تم کو
 اتنا اور اتنا خراج ادا کرنا ہوگا اور (جب مسلمان شہر سے گزریں
 تو) تین دن تم کو ان کی مہمانی کرنا ہوگی۔ اور راستہ بتانا
 پڑے گا اور ہمارے خلاف ہمارے دشمنوں سے سازش نہ کرو گے
 اور ہمارے کسی مجرم کو پناہ نہیں دو گے تو جب وہ اس پر کاربند
 رہے تو آسمان میں ہیں اپنے خون کی طرف سے اور عورتوں کی طرف
 سے اور اپنی اولاد اور اموال کی طرف سے اور ان کے اس پر ذمہ
 ہے اللہ کی اور ذمہ داری ہے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 کی اور شکر کی طرف سے کچھ ضرر پہنچ جانے کے ہم ذمہ دار نہ ہوں
 (مثلاً لشکر کے عبور اور گزرنے سے کچھ نقصان زراعت میں پیدا
 ہو جائے)۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ اسباب مجاہدین کی
 تیاری کا بل طور پر کرتے تھے۔ کہا ابو یوسف نے اور روایت کیا
 مجھ سے ہمارے ایک بڑی عمر کے بوڑھے نے کہا کہ مجھ سے روایت
 کیا ہمارے بڑوں نے کہ عمر بن الخطاب کے پاس چار ہزار نشان
 لگے ہوئے گھوڑے موجود تھے اللہ کی راہ میں استعمال کے لئے۔
 تو اگر کسی شخص کے وظیفہ میں کمی دیکھتے، یا وہ ضرور تمند ہوتا
 تو اس کو گھوڑا عطا کرتے اور فرماتے کہ اگر تو نے اس کو غائب
 کر دیا یا اس کو ضائع کر دیا گھاس پانی سے بے پرواہی کر کے
 فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ہر شہر سے خراج و جزیرہ معین
 کردہ موافق حال ان شہروں و از انجملہ آنکہ چون
 با کفار مصالحت می فرمود شرطیکہ می بایست
 مقرر می نمود با هر قومی شرطی و لهذا آثار مختلف
 افتاده اند قال ابو یوسف حدیثی عبد اللہ بن
 سعید عن حذیفۃ ان عمر بن الخطاب کان اذا
 صالح قومًا اشترط علیہم ان یؤدوا من الخراج
 کذا وکذا و ان یقرؤا ثلاثۃ آیات و ان یدوا
 الطريق و لا یشتا یلوا علینا عدونا و لا یؤدوا
 لنا محرماتنا فاذا فعلوا ذلک فہم آمنون علی
 دماہم و دناہم و ابناءہم و اموالہم و ہم
 بذلک ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ صلی
 اللہ علیہ وسلم و نحن برآء من
 مخرقہ فی ہمیش و اذا نجمہ آنکہ
 تہیۃ اسباب مجاہدین بالغ وجہ سے
 نمود قال ابو یوسف و حدیثی شیخ
 لنا قدیم قال حدیثی اشیاخی قالوا
 کان لعمر بن الخطاب اربعۃ آلاف
 فرس مسومۃ فی سبیل
 اللہ فاذا کان فی عطاء
 الرّجل خفۃ او کمان
 محتاجا اعطاه الفرس
 و قال ان غلبتہ او
 قصبتہ من ملف
 و شرب

فاروق اعظم نے ہر شہر میں اس شہر کے حال کے موافق خراج اور
 جزیرہ مقرر کیا تھا۔ دروایات میں اس وجہ سے اختلاف پایا جاتا
 ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب کفار کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 فرماتے تھے تو جو شرطیں کہ ہونی چاہئیں مقرر کیا کرتے تھے۔
 ہر قوم کے ساتھ خاص شرط ہوتی تھی اور اسی وجہ سے آثار میں
 اختلاف پایا جاتا ہے۔ کہا ابو یوسف نے مجھ سے روایت کیا عبد
 ابن سعید نے بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
 سے صلح کیا کرتے تھے تو ان پر یہ شرط لگایا کرتے تھے کہ تم کو
 اتنا اور اتنا خراج ادا کرنا ہوگا اور (جب مسلمان شہر سے گزریں
 تو) تین دن تم کو ان کی مہمانی کرنا ہوگی۔ اور راستہ بتانا
 پڑے گا اور ہمارے خلاف ہمارے دشمنوں سے سازش نہ کرو گے
 اور ہمارے کسی مجرم کو پناہ نہیں دو گے تو جب وہ اس پر کاربند
 رہے تو آسمان میں ہیں اپنے خون کی طرف سے اور عورتوں کی طرف
 سے اور اپنی اولاد اور اموال کی طرف سے اور ان کے اس پر ذمہ
 ہے اللہ کی اور ذمہ داری ہے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 کی اور شکر کی طرف سے کچھ ضرر پہنچ جانے کے ہم ذمہ دار نہ ہوں
 (مثلاً لشکر کے عبور اور گزرنے سے کچھ نقصان زراعت میں پیدا
 ہو جائے)۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ اسباب مجاہدین کی
 تیاری کا بل طور پر کرتے تھے۔ کہا ابو یوسف نے اور روایت کیا
 مجھ سے ہمارے ایک بڑی عمر کے بوڑھے نے کہا کہ مجھ سے روایت
 کیا ہمارے بڑوں نے کہ عمر بن الخطاب کے پاس چار ہزار نشان
 لگے ہوئے گھوڑے موجود تھے اللہ کی راہ میں استعمال کے لئے۔
 تو اگر کسی شخص کے وظیفہ میں کمی دیکھتے، یا وہ ضرور تمند ہوتا
 تو اس کو گھوڑا عطا کرتے اور فرماتے کہ اگر تو نے اس کو غائب
 کر دیا یا اس کو ضائع کر دیا گھاس پانی سے بے پرواہی کر کے

فَانْتِ مَنَامٌ فَاِنْ قَاتَلَتْ عَلَيْهِ فَاَصِيبُ او
 اُصِيبَتْ فَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ وَاَخْرَجَ
 مَالِكٌ عَنْ تَحِيٍّ بْنِ سَعِيدٍ اَنْ عَمْرُو بْنُ الْخَطَّابِ كَانَ
 يَحْمِلُ فِي الْعَامِ الْوَاحِدِ عَلَى اَرْبَعِينَ الْفَلْبَعِيرَ
 الْحَدِيثَ وَاَزَايَجُهُ اَنَّهُ خَالِعَةٌ بِأَدْنَاءِ
 جَاهِلِيَّةٍ رَا دَرَبِيتَ الْمَالِ دَاخِلَ نَمُوذَمَا هَكَرَا
 مَحْتَاجٌ يَابِدُ اَزَايَجًا اِطْبَاقُ نَمَائِدِ قَاتَلِ
 اَبُو يُوْسُفَ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ اَهْلِ الْمَدِينَةِ
 مِنَ الْمُشَيْخَةِ الْقَدَمَاءِ قَالَ وَجَدَ فِي
 الدِّيَّوَانِ اَنْ عَمْرًا صَطَفَى اَمْوَالَ
 كَسْرَى وَآلِ كَسْرَى وَكُلَّ مَنْ
 فَرَّ عَنْ اَرْضِهِ وَقَتِلَ فِي الْمَعْرَكَةِ وَكُلَّ مَنْ
 مَاتَ اَوْ اُجْبِتَ فَكَانَ يَقْلَعُ مِنْ مَنَافِئِهِ
 اَقْلَعُ وَاَزَايَجُهُ اَنَّهُ بَرَحَ عَامِلَانِ رَا نَشَانِدَا
 تَحْصِيلَ مَخْسٍ نَمَائِدِ قَاتَلِ اَبُو يُوْسُفَ حَدَّثَنِي
 الْحَسَنُ بْنُ عِمَارَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ
 طَاوَسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ
 عَمْرًا الْخَطَّابَ اسْتَعْلَى لَيْلَةً بَنَ اُمِّيَّةٍ
 عَلَى الْبَحْرِ فَكَتَبَ اِلَيْهِ فِي خَوْفٍ
 وَجَدَ بَارِطِلًا عَلَى السَّاحِلِ يَسْأَلُهُ عَنْهَا وَ
 عَايَنَهَا فَكَتَبَ اِلَيْهَا سَبَبَ سَبَبِ اللَّهِ
 فِيهَا وَفِيهَا اَخْرَجَ اللَّهُ مِنَ الْبَحْرِ الْحَسَنَ قَاتَلِ
 ابْنُ عَبَّاسٍ وَذَلِكَ رَايَ فَقِيرٌ كَوَيْدِ فَقِيرٍ دَرِينِ
 مَسَدٌ مُخْتَلَفٌ اِنْ وَاگر پادشاهي محتاج
 شود بکثرت بیت المال و

تو تو ذمہ دار ہوگا۔ پھر اگر تو نے سپہ سوار ہو کر قاتل کیا اور
 کوئی حادثہ اس پر پڑا یا تجھ پر پڑا تو پھر تیرے اوپر کوئی مواخذہ
 نہیں۔ اور روایت کی مالک نے یحییٰ بن سعید سے کہ عمر بن الخطاب
 ایک سال میں چالیس ہزار اونٹوں پر لوگوں کو سوار کیا کرتے
 تھے، آخر حدیث تک۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ بادشاہان
 جاہلیت کے ذاتی اموال کو آپ نے بیت المال میں داخل کیا تاکہ
 جس کو ضرورت مند پائیں اس میں سے بطور جاگیر عطا فرمادیں بہا
 ابو یوسف نے اور مجھ سے روایت کیا بعض بڑے بڑے عمری
 عمر کے اہل مدینہ نے کہ رجسٹر میں یہ پایا گیا کہ عمر نے علیحدہ رکھا
 کسرے اور اس کے خاندان کے اموال کو اور ہر اس شخص
 کے اموال کو جو اپنی زمین سے بھاگ گیا یا معرکہ میں قتل ہو گیا
 اور پانی کے تالابوں کو اور بنوں کو تو جس کو کچھ جاگیر کے طور
 پر دینا چاہتے تھے اس میں سے دیتے تھے۔ اور ان میں سے ایک یہ
 ہے کہ دریا پر عاملوں کو بٹھایا تاکہ خمس (یعنی پانچواں حصہ)
 وصول کریں۔ ابو یوسف نے کہا کہ مجھ سے روایت کیا حسن بن عمارہ
 نے انھوں نے عمرو بن دینار سے انھوں نے طاووس سے انھوں
 نے عبد اللہ بن عباس سے کہ عمر بن الخطاب نے عامل بنایا یعلیٰ
 ابن اُمیہ کو دریا پر تو انھوں نے ان کو لکھا عنبر کے بارے میں
 جس کو ایک شخص نے دریا کے کنارے پر پڑا ہوا پایا۔ اس کے
 بارے میں سوال کیا کہ کس کی ملک ہوگا، اور اس میں کیا (محمول)
 ہوگا؟ تو آپ نے جواب میں لکھا کہ یہ ایک عطیہ ہے جو اللہ نے اس
 دیا۔ اس میں اور جو چیز ایسی ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو دریا میں سے
 نکلے اس میں خمس (دہ) ہے۔ ابن عباس نے کہا اور میری
 راتے بھی یہی ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ فقہاء اس مسئلہ میں مختلف ہیں۔
 اور اگر کوئی بادشاہ کثرت مال کا بیت المال میں ضرورت مند ہو اور

برین روایت عمل کند درست باشد و ذلک
مختار ابی یوسف و یحییٰ در غسل و کوز و
جوز و فسق و زیتون و غیر آن و اگر بر ذات
اخذ عشر عمل کند جائز است و آن بہتر است
از وقوع در مظالم و از انجملہ آنکہ عدول
اُمنا را عامل می ساخت و ایشان را بالغ
و جہ موعظت می فرمود و تعہد حال ایشان
می نمود اینبار روایتی چند ایراد کنیم قال ابویوسف
حدثنی مجالد بن سعید عن عامر عن
محرر بن ابی ہریرۃ عن آبہ ان
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ دعا
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال اذا لم یعیوننی فمن یشیئ ففعلوا
نحن ینکف فقال یا ابا ہریرۃ انت
البحرین و ہجر انت العام فکل فذہبت
فجئت فی آخر السنۃ یغزئ من فیہا
نسماتہ الف فقال عمر ما رأیت الا مجتعا
قط اکثر من ہذا فیہ دعویٰ مظلوم او مال
یتیم او ارملۃ قال قلت لا واللہ بس
واللہ الرجل انا اذا ان ذہبت انت
بالمختار وانا بالمؤنۃ قال وحدثنی محمد بن
ابی حمید قال حدثنا اشیخان ان
ابا عبیدۃ بن الجراح قال لعمربن
الخطاب رضی اللہ عنہما دلت اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اس روایت پر عمل کرے تو درست ہوگا اور یہی مسلک ابویوسف
نے اختیار کیا اور یہی حکم ہے شہد اور بادام اور اخروٹ اور پستہ
اور زیتون وغیرہ کے بارے میں اور اگر عشر (یعنی دسواں حصہ)
لینے کی روایت پر عمل کرے تو جائز ہے اور یہ بہتر ہے مظالم میں
مبتلا ہونے سے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو
عامل بناتے تھے جو عدول (یعنی فسق کے دھبہ سے پاک) اور
صاحب امانت ہوں اور ان کو بہت بلیغ صورتوں کے ساتھ
نصیحت فرمایا کرتے تھے اور ان کے حال کی خبر گیری بھی کرتے
رہتے تھے۔ اس موقع پر ہم چند روایتیں درج کرتے ہیں۔ ابو
یوسف نے کہا کہ مجھ سے روایت کی مجالد بن سعید نے اور انھوں
نے عامر سے انھوں نے محرر بن ابی ہریرہ سے انھوں نے اپنے
باپ ابو ہریرہ سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بلایا اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر کہا کہ جب تم مجھے مد نہیں
دو گے تو کون ہے جو مجھے مد دے گا تو انھوں نے کہا کہ
ہم آپ کی مدد کریں گے تو فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! بحرین اور ہجر
جاؤ اسی سال میں پہنچو۔ ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ میں گیا اور
آپ کے پاس آخر سال میں واپس لوٹ کر آیا۔ ان دونوں میں پانچ
لاکھ درہم تھے۔ تو عمر نے کہا کہ میں نے کبھی جمع شدہ دیکھا ہی
نہیں دیکھا، کیا اس میں کسی مظلوم کی بددعا
یا یتیم اور یتیم کا مال ہے؟ میں نے کہا نہیں واللہ، اس صورت
میں تو واللہ میں بدترین شخص ہوں گا اگر آپ تو لے کر جائیں
مبارک اور خوشگوار چیز اور میں لے کر جاؤں بربادی۔ کہا
(ابویوسف نے) اور مجھ سے روایت کیا محمد بن ابی حمید نے
کہا ہم سے روایت کیا ہمارے بزرگوں نے کہ ابو عبیدہ بن الجراح
نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم فقال له عمر يا عبدة اذالم استعین
 باهل الدین علی دینی فَمِنْ كُتْبِیْنِ
 قَالَ اَمَا اِنْ فَعَلْتَ فَاغْنِهِمْ بِالْعَمَلِ عَنْ
 الْحَيَاةِ يَقُولُ اِذَا اسْتَعْلَيْتُمْ فَاجْزِلْ
 لَمْ فِي الْعَطَاءِ وَالرِّزْقِ لَا يَحْتَاجُونَ وَ
 حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سَلَمَانَ عَنْ
 عَطَاءٍ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَـ
 عُمَاةِ اَنْ يُوَاوُوا بِهِ بِالْمَدِينَةِ فَوَاوَهُ
 فَقَامَ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي
 بَعَثْتُ عُمَاةً لِيُؤَدَّوْا عَلَيْكُمْ وَلَمْ
 اسْتَعْلَيْكُمْ لِيُصِيبُوا مِنْ اَبْشَارِكُمْ وَلَا مِنْ
 دِمَائِكُمْ وَلَا مِنْ اَمْوَالِكُمْ فَمِنْ كُنْتُمْ لِي
 مُظْلَمَةً عِنْدَ احَدٍ مِنْهُمْ فَلْيَقُمْ قَالَ فَنَاقَمَ مِنْ
 النَّاسِ يَوْمَئِذٍ غَيْرُ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَقَالَ يَا
 امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَامِلِي ضَرَبْتَنِي مَاتَ سَوِيْطٌ قَالَ
 فَقَالَ عُمَرُ اَقْبُرِي مَاتَ سَوِيْطٌ ثُمَّ فَاَسْتَقْبَدَ
 مِنْهُ فَقَامَ اِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْعَاصِ
 فَقَالَ لِي يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اِنِّكَ
 اِنْ تَفْتَحْ هَذَا عَلَيَّ عُمَاةً كَثَرَتْ عَلَيْهِمْ
 وَكَانَتْ سُنَّةٌ يَأْخُذُ بِهَا مِنْ
 بَدَنِكَ فَقَالَ عُمَرُ لَا اُفْتِي
 مِنْهُ وَتَدْرَأُ رَأْيَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّ
 اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْبَدُ مِنْ نَفْسِهِ
 ثُمَّ فَاَسْتَقْبَدَ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنَا
 اِذَا قَلَّ مَخْضُ

وسلم کو میل کھیل میں ڈال دیا۔ تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ اے ابو
 عبیدہؓ! اگر میں اپنے دین کے کام میں اہل دین سے مدد نہ لوں
 تو کس سے لوں؟ انھوں نے کہا کہ اچھا اگر آپ کو یہی کہنا ہے
 تو ان کو معاوضہ عمل دے کر خیانت سے بچائیے یعنی یہ کہتے تھے
 کہ جب آپ اُن کو عامل بنائیں تو اُن کے وظائف اور روزیوں
 میں اضافہ کریں کہ وہ ذی احتیاج نہ رہیں۔ اور مجھ سے
 روایت کیا عبد الملک بن ابی سلیمان نے عطاءؓ سے کہ عمرؓ بن
 الخطاب نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ بزمانہ حج مجھ سے آکر ملیں۔
 جب سب آپ کے پاس جمع ہو گئے تو کھڑے ہوئے اور فرمایا
 کہ اے لوگو! میں نے اپنے ان عامل کو تمہارے یہاں بھیجاؤ
 میں نے اُن کو اس لئے عامل نہیں بنایا کہ وہ تمہارے کھال
 اُدھیریں اور تمہیں لہو لہان کر دیں اور تمہارے اموال چھین
 لیں تو جس شخص کا اُن میں سے کسی پر انتقام کا حق ہو تو
 چاہیے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ تو اس دن لوگوں میں سے کوئی
 کھڑا نہ ہوا بجز ایک شخص کے کہ اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ
 میرے یہاں کے عامل نے میرے تن کو کوڑے مارے۔ درودی
 نے کہا کہ اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تو اس کے تن کو کوڑے
 مارے گا، اٹھ اور اپنا قصاص اُس سے لے۔ تو عمرؓ بن العاص
 کھڑے ہوئے اور عمرؓ سے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ اگر آپ
 اپنے عامل پر یہ راستہ کھولیں گے تو لوگ ان پر لوٹ پڑیں گے
 اور یہ ایک سنت بن جائے گی جس پر وہ بھی عمل کرے گا
 جو آپ کے بعد ہوگا تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں اُس سے قصاص
 نہ لوں حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
 اپنی ذات سے قصاص لیتے ہوئے۔ اٹھ قصاص لے! تو عمرؓ
 نے کہا کہ اس صورت میں آپ ہم کو چھوڑیں کہ ہم اسکو راضی کریں۔

کہا کہ اس پر عمرؓ نے کہا کہ ایسا کرلو۔ کہا کہ انھوں نے اس کو اس پر راضی کر لیا کہ اس سے حق انتقام خرید لیا گیا دو سو دینار میں ہر کوٹے پر دو دینار کے حساب سے۔ اور مجھ سے روایت کیا عبد اللہ بن الولیدؓ نے انھوں نے عاصم بن ابی النجود سے انھوں نے ابن ابی بکر خمر بن ثابت سے انھوں نے کہا کہ عمرؓ جب کسی شخص کو عامل بنایا کرتے تھے تو انصار وغیرہ کی ایک جماعت کو اس پر گواہ بنایا کرتے تھے اور اس پر چار شرط لازم کیا کرتے تھے کہ گھوڑے پر سوار نہ ہو اور نہ باریک کپڑے پہنے اور نہ عمدہ کھانا کھاتے اور نہ دروازہ بند رکھے کہ لوگ اپنی حاجتوں کے لئے نہ آسکیں اور نہ کوئی دربان رکھے۔ کہا کہ پھر (ایسا ہوا کہ) مدینہ کے ایک راستہ پر جا ہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کو پکار کر کہا کہ کیا آپ نے یہ خیال کر لیا ہے کہ بس یہ شرطیں (جو آپؐ عاملوں پر لگایا کرتے ہیں) آپ کو اللہ سے بچالیں گی، حالانکہ مصر پر جو آپ کا عامل عیاض بن غنم ہے اُس نے باریک کپڑے پہنے ہیں اور دربان بھی رکھ لیا ہے۔ تو آپؐ نے محمد بن مسلمہ کو بلایا اور وہ عاملوں پر ان کے ایچی ہو کر گئے تھے اور ان کو بھیجا اور فرمایا کہ میرے پاس عیاض بن غنم کو لے کر آؤ اُسی حال سے جس پر تم اُس کو پاؤ۔ راوی نے کہا کہ محمد بن مسلمہ عیاض کے پاس پہنچے تو ان کے دروازے پر دربان دیکھا۔ جب اندر داخل ہوئے تو ان کے بدن پر باریک کپڑے کا کرتہ دیکھا۔ تو انھوں نے کہا کہ چلو امیر المؤمنینؓ کے پاس تو عیاض نے کہا کہ ذرا میں اپنے کپڑے بدل لوں تو انھوں نے کہا کہ نہیں بس اسی حال سے چلنا ہوگا تو وہ ان کو لے کر عمرؓ کے پاس آئے۔ جب ان کو عمرؓ نے دیکھا تو کہا کہ اپنا کرتہ اتار اور ایک بالوں کا بنا ہوا کرتہ منگایا اور ایک بکریوں کا ریوٹ منگایا اور ایک لاشی۔ پھر کہا کہ یہ کرتا پہن اور یہ لاشی لے اور ان بکریوں کو چرا اور ان کا دوسرا

قال فقال دو غنم قال فأرضوه بان اشترى منہ بمانتے دینار کل سوط بدینارین وحدثني عبد الله بن الوليد عن عاصم بن النجود بن ابی بکر خمر بن ثابت قال كان عمر اذا استعمل رجلاً اشهد عليه رباطاً من الانصار وغيرهم واشترط عليه اربعاً ألا يركب بروداً ولا يلبس ثوباً رقيقاً ولا ياكل نقيماً ولا يعلق باباً دون حوائج الناس ولا يتخذ حاجباً قال فبينما هو يمشي في بعض طرق المدينة اذ مضى به رجل اترى هذه الشروط فيجيبك من الله وعالمك عياض بن غنم على مصر قد لبس الرقيق واتخذ الحاجب فدعا محمد بن مسلمة و كان رسولاً على العمال فبعثه و قال اتقن به على الحال التي تتجده عليها قال فاتاه فوجد على باب حاجباً فدخل و عليه قميص رقيق قال اجب امير المؤمنين فقال اطرح عني ثيابي فقال لا الا على حالك هذه فقدم به عليه فلما رآه عمر قال انزع قميصك ودع بدمرتك صوف و مربيته من غنم و عصا فقال لبس هذه المدرعة و خذ هذا العصا و اذع هذه الغنم و

پی اور جو تیرے پاس سے گزرے اُسے بھی پلا اور چونچ جاتے وہ ہلکے لئے محفوظ رکھ۔ کہا کیا تو نے سُن لیا۔ عیاض نے کہا ہاں اور موت اس سے بہتر ہے۔ تو اُنھوں نے عیاض پر پھر اپنا حکم دہرایا اور عیاض نے اپنے جواب کو کہ موت اس سے بہتر ہے دہرایا تو عمرؓ نے کہا اور کیوں تو اس کو بُرا سمجھ رہا ہے۔ جب کہ تیرے باپ کا نام رکھا گیا غام کیونکہ وہ بکریاں چلا کرتا تھا۔ کیا تو چاہتا ہے کہ تجھے خیر حاصل ہو۔ عیاض نے کہا ہاں اے امیر المؤمنینؓ، فرمایا کہ اُتار اس (قمیص) کو اور ان کو ان کے عہدے پر واپس کر دیا۔ کہا کہ پھر ان کا کوئی عامل ایسا نہیں ہو جو ان کی وضع کے مشابہ ہو۔ (یعنی لباس فاخرہ سے سب بچتے رہے) اور مجھ سے روایت کیا اعمشؓ نے اور اُن سے ابراہیمؓ نے، کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کو جب یہ خبر پہنچی کہ ان کا عامل مریض کی عیادت نہیں کرتا اور کمزور آدمی اُس تک نہیں پہنچتا تو اس کو الگ کر دیا کرتے تھے۔ اور مجھ سے روایت کیا عبید اللہؓ بن الحمید نے اور اُن سے ابی الملیحؓ نے، کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ اپنی مجلس میں اپنے روبرو لوگوں کی دلداری کرو تاکہ تمھارے بدل سے کمزور آدمی مایوس نہ ہو جائے اور کوئی شریف تمھارے ظلم پر نظر نہ جمائے۔ اور مجھ سے روایت کیا ایک شیخ نے اہل شام کے علماء میں سے جس نے بہت سے لوگوں کو پایا۔ اُس نے روایت کیا عروہ بن ریمؓ سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو لکھا جب کہ وہ شام میں تھے۔ بعد حمد و صلوة میں نے آپ کو ایک خط لکھا جس میں آپ کے اور اپنے نفس کے لئے خیر کی بات نہیں چھوڑی بائیں حوصلوں کو اپنے اوپر لازم کر لو تو تمھارا دین سالم رہے گا اور تم کو اجر کا افضل حصہ دیا جائے گا۔ جب تمھارے سامنے مدعی

اشرب و اُسق من مرَّ بک و احفظ الفضل علینا قال اَسمعت قال نعم و الموت خیر من ہذا فجعل یردُّ علیہ و یردُّ الموت خیر من ہذا فقال عمر و لم تکرہ ہذا و اتنا سنتے ابوک غلانا لانہ کان یرے الغنم اترے یكون عندک خیر قال نعم یا امیر المؤمنین قال انزع و ردہ الی عملہ قال فلم یکن لہ عامل یُشیہ بہ و حدثنی الاعمش عن ابراہیم قال کان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اذا بلغہ ان عاملہ لا یعود المریض و لا یدخل علیہ الضعیف ثم یردہ و حدثنی عبید اللہ بن ابی حمید عن ابی الملیح قال کتب عمر ابن الخطاب الی ابی موسیٰ الاشعری ان آتتک الناس فی مجلسک و ما بک حتی لا یتأس ضعیف من عدلک و لا ینفک شریف فی حیفک و حدثنی شیخ من علماء اہل الشام قد ادرك الناس عن عروہ بن ریم قال کتب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ الی ابی عبیدہ ابن الجراح و ہوا بک اما بعد فاتی کتب الیک بکتاب لم آتک و نفسی خیرا اَلِزِمْ خَسْ خصال یَلْمُکَ دیک و یَحْتَلِ بِافضل حَقِّکَ اذا حفرک

و مدعی علیہ حاضر ہوں تو تم کو عدول (یعنی معتبر لوگوں کی) گواہیوں پر اور قطعی قسموں پر دھیان رکھنا ضروری ہے۔ پھر ضعیف کو اپنے قریب بٹھاؤ یہاں تک کہ اس کی زبان کھل جائے اور اس کے قلب میں حرات پیدا ہو جائے۔ اور غریب کا خیال رکھتے جب وہ دیر تک مجبوس رہیگا تو جس حاجت کی وجہ سے وہ تھکے یہاں تھکے متوجہ ہونے کے انتظار میں مجبوس رہا۔ وہ اپنی اس حاجت کو چھوڑ کر اپنے اہل عیال کی طرف واپس ہو جائے گا۔ اور جس نے باطل کر دیا (نفسانی خواہشوں) حُب جاہ، حُب مال وغیرہ کو، وہ ان کی طرف سے سزا ٹھاکر نہیں دیکھا اور صلح کی حرص کرو (یعنی متخاصمین میں مصالحت کی کوشش کرو) جب تک تم پر فیصلہ عیان نہ ہو جائے، والسلام۔ اور مجھ سے روایت کیا محمد بن اسحق نے، کہا مجھ سے اُس نے روایت کیا جس نے طلحہ بن معدان لیمری سے سنا۔ کہا کہ ہم کو عمر بن الخطاب نے خطبہ دیا پھر اللہ کی حمد و ثنا کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور اُن کے لئے دعائے مغفرت کی۔ پھر فرمایا اے لوگو! کوئی صاحب حق اپنے حق کو نہیں پہنچے گا اس بات سے کہ اُس کی اطاعت کیجاتے اللہ کی نافرمانی میں اور میں نے اس مال میں بہترین طریق عمل بجز ان تین خصال پر کاربند ہونے کے اور کوئی نہیں پایا یعنی یہ کہ لیا جلتے حق کے ساتھ اور دیا جائے حق کے ساتھ اور باطل سے روکا جائے۔ اور میری اور تھکے مال کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی یتیم کا والی ہو اگر میں اس سے مستغنی رہا تو بچارہوں کا اور اگر حاجت مند رہا تو بقدر حاجت کھالیا۔ اور میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا کہ وہ کسی پر ظلم کرے اور اس پر دست درازی نہ کرے حتیٰ کہ میں اُس کے رخسار کو زمین پر ڈال کر اپنا قدم اُس کے دوسرے رخسار پر رکھ دوں گا یہاں تک کہ وہ حق پر عمل پیرا ہو جائے۔ اور اے لوگو! تھکے مجھ پر کچھ حقوق ہیں جن کو میں تم سے

المحصان فلیک بالبیّنات العدول والایمان
القاطعۃ ثم اذن الضیف حتی یبسط
یسانہ و یمتد قلبہ و تعہد الغریب
فانہ اذا طال حبسہ ترک حاجتہ و
انصرف الی اہلہ و ان الذی ابطل
لم یرفعہ راساً و امر من علی
الصلح کالم یستین کک القضا و
السلام و مدنی محمد بن اسحق قال
حدثنی من سمع طلحہ بن معدان الیمری
قال خطبنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
فحمد اللہ و اشہ علیہ ثم صلی علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر ابابکر الصدیق
فاستغفر ثم قال ایہا الناس انہ
لم یصلح ذوق فی حقہ ان یطاع
فی معصیۃ اللہ و انہ لم یجد فی
ہذا المال مصلحہ الا خلا لثلاث ان یؤخذ
بالحق و یعطى بالحق و یمنع من
الباطل و اتما انا و ما کم کو الی
الیتیم ان استغنیتم بہ استغنی
وان افقرت اکتب بالمعروف و لست
ادع احداً یظلم احداً ولا یتک علیہ
حتی اضحیٰ خذہ الارض و اھجر
قدے علی الخد الآخر حتی
یذعن بالحق و لکم علی ایہا
الناس خصال

اذکر باکم فخذونی بہا لکم علیٰ ان
لا اختبی شیئاً من ہراجکم ولا
لم آفأ اللہ علیکم الا من وجہہ و لکم
علیٰ اذا وقع فی یدی الایحرج منی
الا فی حقہ و لکم علیٰ ان ازیلعظائم
و آرزاکم انشاء اللہ وعدہ و اسدکم
ثغورکم و لکم علیٰ ان لا ائتیکم فی
المہالک ولا اخرجکم فی ثغورکم و
قد اقرب منکم زمان ^{کرم} قلیل الانباء
کیثر القراء قلیل الفقہاء کثیر
الاکل یعمل فیہ اقوام للآخرۃ
یطلبون بہ دنیا عریضۃ تأسل دین
صاحبہا کما تأسل النار الخطب الا
من ادرک ذکم منکم فلیثق اللہ ربه
لیصبر یا ایہا الناس ان اللہ
عظم حقہ فوق حق خلقہ فقال فیما علم
حقہ ولا یأمرکم ان تھنوا والملئکہ
والنبیین امر باباء آیامہم کہ بالکھن
بعداذ انتم مسلمون۔ الا و
انے لم ائتیکم امرآ و لا
جبارین و لکن بعثکم امۃ
اللہ یستدے بکم فادروا
علی المسلمین حقوقہم و
لا تضربوہم
قتلہم

ذکر کرتا ہوں تو تم ان پر میری گرفت کرو۔ تمہارا مجھ پر یہ حق ہے
کہ میں تمہارے خراج میں سے (یعنی اس مال میں سے جو تمہارے
لئے ہے) کوئی چیز چھپا کر نہ رکھوں اور نہ اس چیز میں سے جو اللہ
بغیر جنگ کے تم کو عطا کرے بجز اس کے جو میں اس کی ذات کے لئے
رکھوں (یعنی مصالح و ضروریات جہاد کے لئے) اور تمہارا مجھ پر یہ
حق ہے کہ جب وہ مال میرے ہاتھ میں آجائے تو موضع حق کے ملاؤ
اور کہیں خرچ نہ ہو اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ تمہارے وظائف
اور درزیفوں میں اضافہ کر دوں اگر اللہ واحد نے چاہا اور ملک کی
حدود کو تمہارے لئے مضبوط کر دوں اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ
میں تم کو ہلاکت کے مقام میں نہ ڈالوں اور نہ تم کو سرحدوں پر بند
کئے رکھوں اور تم پر عنقریب وہ وقت بھی آنے والا ہے کہ (حکام)
امانتدار کم ہوں گے اقرار بہت ہوں گے، فقہاء (یعنی قرآن کو سمجھنے
والے) کم ہوں گے، لمبی آرزوئیں رکھنے والے بہت ہوں گے، اس زمانہ
میں لوگ اعمال آخرت کو طلب دنیا کے لئے کریں گے جو ناپائیدار ہے
اور اپنے ساتھی کے دین کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے آگ سوکھی کو
کو کھا جاتی ہے تو یاد رکھو تم میں سے جو شخص اس زمانہ کو پائے
تو چاہیے کہ اللہ سے جو اس کا رب ہے ڈرتا ہے اور چاہیے کہ صبر کرے
لے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کو زیادہ عظمت اور فوقیت دی ہے
اپنی مخلوق کے حق سے۔ اپنے حق کی عظمت کے بارے میں فرمایا ہے
وَلَا يَأْمُرُكُمْ كُفْرًا (اللہ) نہ یہ بات بتائے گا کہ تم فرشتوں
کو اور نبیوں کو رب قرار دے لو کیا وہ تم کو کفر کی بات بتاتے گا
بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔ یاد رکھو کہ میں نے تم کو امر اور
لوگوں پر دراز دستی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجا لیکن میں نے تم کو
ائمہ ہدایت بنا کر بھیجا ہے کہ تم سے ہدایت حاصل کیجئے تو مسلمانوں
پر ان کے حقوق کا ابراء کرو اور نہ ان کو مارو اور نہ ذلیل کرو

وَلَا تَجْرِدُوهُمْ فَنَقُضُوهُمْ وَلَا تَقْلَقُوا الْأَبْوَابَ دُونَهُمْ
فِي كُلِّ تَوْبَةٍ لَهُمْ ضَعِيفَةٌ وَلَا تَسْأَلُوا عَلَيْهِمْ
فَنَقْضُكُمْ وَلَا تَهْمِلُوا عَلَيْهِمْ وَتَاتِلُوا بِهِمْ
الْكَفَّارَ طَائِفَتَهُمْ فَإِذَا رَأَيْتُمُ بِهِمْ كَلَامًا
يُكَلِّفُوا عَنْ ذَلِكَ فَإِنَّ ذَلِكَ لَمُنْكَرٌ فِي جِهَادِهِمْ
إِنَّمَا النَّاسُ إِنِّي أَشْهَدُكُمْ عَلَى أَمْرٍ الْأَمْرُ
أَنْ لَمْ أَعْلَمُ إِلَّا لِيَقْعُوهَا النَّاسُ فِي
دِينِهِمْ وَيَقْسِمُوا عَلَيْهِمْ فَنَقُضُكُمْ وَتَكْفُرُوا بَيْنَهُمْ
فَإِنَّ أَشْكَلَ شَيْءٍ رَفَعُوهُ إِلَى قَالٍ
وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ يَقُولُ لَا يَصِلُ هَذَا الْأَمْرُ
إِلَّا بِشِدَّةٍ فِي غَيْرِ تَجَرُّ وَرَيْثٍ
فِي غَيْرِ دَوْبٍ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ
ابْنُ أَبِي حَمِيدٍ عَنْ أَبِي الْمَلِجِ بْنِ أَسَمَةَ
الْبَذَلِيِّ قَالَ خُطِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّمَا اللَّهُ عَالِمُ
عَلَيْكُمْ حَقِّ النِّصْبَةِ بِالْغَيْبِ
الْمَعُونَةِ عَلَى الْخَيْرِ إِنَّمَا الرَّعَاءُ
لَيْسَ مِنْ حِلْمٍ أَحَبَّ إِلَيَّ اللَّهُ وَلَا
أَعَزَّ نَفْعًا مِنْ حِلْمِ إِمَامٍ وَرَفَقَةٍ
وَلَيْسَ مِنْ جَهْلٍ أَلْفَضُ إِلَيَّ اللَّهُ
وَلَا أَعَزَّ ضَرًّا مِنْ جَهْلِ إِمَامٍ وَ
خُرْقَةٍ وَأَنْتَ مِنْ يَأْخُذُ بِالْعَافِيَةِ
فِي مَا بَيْنَ ظَهْرَانِيهِ يُعْطَى الْعَافِيَةُ
مِنْ قُوَّةٍ فِي الْأَسْتِيَابِ

اور نہ اُن کو (سرحدات پر یا میدان جنگ میں) روکے رکھو کہ تم ان
کو فتنہ میں ڈالو اور نہ اُن پر اپنے دروازے بند کرو کہ اُن میں کا
طاق تو رکمزور کو کھا جائے اور نہ اُن (غرباں) پر دوسروں کو مقہم
کرو (ایسا کر کے) تم ان پر ظلم کرو گے اور ان کے ساتھ جہالت کی
بات نہ کرو اور بقدر اُن کی طاقت کے ان سے قتال کفار کا کام لو۔
پھر جب تم ان میں تھکاوٹ پاؤ تو اُن سے کام لینے سے رک
جاؤ کہ درحقیقت یہ اصول اپنے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنے میں
تم کو دُور رس ثابت ہو گا۔ اے لوگو! میں تم کو اُمراءِ بلاد کے مقابل
پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو نہیں بھیجا مگر صرف اس لئے
کہ وہ لوگوں کو اُن کے دین کی باتیں سمجھائیں اور اُن پر اُن کے
مالی حصے تقسیم کر دیں اور اُن کے درمیان فیصلہ کریں پھر اُن کو
کسی بات میں اشکال پڑے تو اس کو میرے پاس بھیجیں درودی
نے کہا اور عمر بن الخطابؓ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ امر درست نہیں
ہوتا بغیر ایسی سختی کے جس میں دراز دستی نہ ہو اور بغیر ایسی
نرمی کے جس میں فروگزاشت نہ ہو۔ اور مجھ سے روایت کیا
عبید اللہ بن ابی حمیضؓ انھوں نے سنا ابو الملیح بن اُسامہ ہذلی
سے انھوں نے کہا کہ خطبہ دیا عمر بن الخطابؓ رضی اللہ عنہ نے
اور فرمایا کہ اے امیرو ہمارا تم پر یہ حق ہے کہ تم پیٹھے پیچھے خیر خواہ
کرو اور نیک کاموں میں امانت کرو۔ اے امیرو یقیناً کوئی بردبار
اللہ کے نزدیک نہایت پسندیدہ اور عام نفع رکھنے والی امام کی
بردباری اور نرمی سے نہیں اور کوئی جہل اللہ کے نزدیک ناگوار
اور نہ عام نقصان پہنچانے والا امام کے جہل اور اس کے حق
سے زیادہ نہیں ہے۔ اور جو شخص اپنے سامنے کھڑے ہوتے
قصور واروں کو معاف کرنے کا طریق اختیار کرے گا اُس کو اُس کے
اوپر سے (یعنی اللہ کی طرف سے) معافی دی جائے گی۔ استیعاب میں

تُوْنِ یزید بن ابی سفیان و استخلف
 اخاه معاویہ علی عملہ فکتب الیک
 عمر بَعْدَہ علی ماکان یزید علیہ
 من عمل الشام ویرزق الف دینار فی
 کل شہر قال عمر اذا دخل الشام وراے
 معاویہ ہذا کسرے العرب وکان قد
 -لما معاویہ فی مویک عظیم فلما
 ونامسہ قال لہ انت صاحب المویک
 العظیم قال نعم یا امیر المؤمنین قال
 معہ ما یبلغنی عنک من وقوف ذوی
 الحجابات بایک قال معہ ما یبلغک من
 ذلک قال و لہم فصل ہذا قال
 نحن بارض جواسیم العدو بہا
 کثیر فنجبت ان نظہر من عہد
 السلطان سائرہم بہ فان امرتہ
 فعلت و ان نہیتہ انتہیت فقام
 عمر یا معاویہ نساک عن شی
 الا ترکنتہ فی مثل رواجب
 الفرس ان کان حقاً ماتلت اذکرائی
 اریب ماقلہ و ان کان باطلا انتہا
 لحدۃ مہ اریب قال فمر فی
 یا امیر المؤمنین قال لا امرک
 و لا آہناک فقال عمر و
 یا امیر المؤمنین ما حسن
 ما اصدرا لفتی عما

کہ یزید بن ابی سفیان کا انتقال ہوا تو ان کے عمل پر ان کی جگہ مقرر
 ہونا چاہا ان کے بھائی معاویہ نے تو ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے
 تقریر نامہ لکھ کر بھیج دیا کہ ان ہی شرائط پر منظور ہے جن شرائط
 پر یزید شام میں عامل کا فرض انجام دیتا تھا اور ان کا الاؤنس
 ایک ہزار دینار ماہوار مقرر کیا۔ جب عمر شام میں داخل ہوئے
 اور انھوں نے معاویہ کو دیکھا تو کہا کہ یہ عرب کا کسرے ہے اور
 معاویہ ان سے ملنے کے لئے ایک شاندار سواری پر بیٹھ کر آئے تھے
 تو ان سے فرمایا کہ تو بڑی شاندار سواری والا ہے، معاویہ نے کہا
 ہاں اے امیر المؤمنین! فرمایا کہ اس کے ساتھ تیرے متعلق مجھ
 یہ اطلاع بھی پہنچی ہے کہ صاحب حاجات کو تیرے دروازے پر
 کھڑا رہنا بھی پڑتا ہے۔ معاویہ نے کہا کہ اس اطلاع کے ساتھ
 اور کیا چیز (یعنی اس کی وجہ) آپ کے پاس پہنچی۔ آپ نے
 فرمایا کہ تو ایسا کیوں کرتا ہے؟ تو معاویہ نے کہا کہ ہم ایسی سرزمین
 میں ہیں جہاں دشمنوں کے جاسوس بکثرت ہیں اس لئے ہم اس
 کو پسند کرتے ہیں کہ شوکت حکومت کے لئے ہم ایسی چیزوں کا
 اظہار کریں جن سے ہم ان کو مرعوب کر سکیں۔ تو اگر آپ مجھے حکم
 (یعنی اجازت) دینگے تو ایسا کرتا رہوں گا اور اگر آپ نے منع کیا
 تو ترک جاؤں گا تو عمر نے کہا اے معاویہ میں تجھ سے جس
 چیز کے بارے میں بھی سوال کرتا ہوں تو مجھے ایسا کر ڈالتا ہے جیسے
 کوئی طاقتور پنجرہ میں پکڑا گیا ہو۔ اگر تو نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے
 تو یہ ایک اریب (یعنی صاحب عقل) کی رائے ہے اور اگر جھوٹ
 ہے تو ایک اریب (باتونی) کا دھوکا ہے۔ معاویہ نے کہا اے
 امیر المؤمنین میرے لئے حکم دیجئے فرمایا کہ نہ تجھے حکم دوں گا اور نہ
 منع کروں گا۔ اس کے بعد عمرو بن العاص نے کہا اے امیر المؤمنین
 یہ جوان کس خوبصورتی سے کو دیا اس موقع سے جس میں آپ نے

اُسے گرایا تھا۔ فرمایا کہ اس کے پھنسنے اور خوبصورتی سے نکل جانے کی وجہ سے ہی ہم نے اس پر اس ذمہ داری کا بار ڈالا ہے جو ڈالا ہے۔ اور استیعاب میں ہے کہ یعلیٰ بن اُمیہ کو عامل بنایا تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے شہروں پر ردّت کے زمانہ میں پھر وہ عمر رضی اللہ عنہ کے عامل رہے ہیں کے ایک علاقہ میں تو انھوں نے اپنے لئے ایک شکار گاہ مخصوص کر لی۔ اس کی اطلاع عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی اور انھوں نے حکم بھیجا کہ پیدل چل کر مدینہ تک آئے تو وہ پانچ یا چھ دن پیدل چل کر سعدہ تک پہنچے۔ وہ ان کو عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پہنچی تو سوار ہو گئے۔ اور استیعاب میں ہے کہ نعمان بن عدی عدوی کو عمر رضی اللہ عنہ نے یمان کا والی بنایا اور عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم میں سے کسی عدوی (یعنی بنی عدی کے شخص کو) اس کے سوا والی نہیں بنایا اور اس نے اپنی بیوی سے بھی یہ چاہا تھا کہ وہ اس کے ساتھ یمان کی طرف چلے مگر اس نے انکار کر دیا تھا تو نعمان نے چند آیات کہے اور ان کو لکھ کر اُس کے پاس بھیجے اور وہ یہ ہیں ۱۰ فَمَنْ مَّبْلُغٌ لِّلْحَسَنَةِ (ترجمہ) اُس حسینہ کو یہ خبر پہنچانے والا کوئی ہے کہ اس کا شوہر یمان میں خوب پی رہا ہے شیشہ کے جام اور حنم میں (یعنی ایسے کوڑے شراب میں جس پر تیز روغن ہوتا ہے) جب میں چاہتا ہوں تو مجھے گاؤں کی لڑکیاں گانا سناتی ہیں، اور ایسی چنگ بجانے والی عورتیں جو گاتی ہیں اپنی پوری خوبصورتی کے اظہار کے ساتھ۔ (اے ساتی) جب تو میرا ہمیشہ ہے تو مجھے سب سے بڑا جام بلا۔ اور مجھے چھوٹا اور چوتھا پلٹکا جام نہ بلا۔ شاید امیر المؤمنین کو بڑے لگے ہمارا ایک دوسرے کا ہمیشہ بننا ایسے قصر میں جو شکستہ ہو ا جا رہا ہے۔ یہ اشعار حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئے تو ان کو خط لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۱۰ حُوۡہ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ الْخ (۲۰-۱۰-۲-۳) تم۔ یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا

اُور دتہ فیہ قال لیس مصادره و موارده
جشمناہ باجشناہ و فی الاستیعاب یلع
ابن امیہ استمل ابو بکر علی بلاد حلوان
فی الردۃ ثم عمل لعمر علی بعض الیمین
فحی لنفسه حجۃ فبلغ ذلک عمر
و امرہ ان یمشی علی رجلہ الی
المدینۃ ففی خمسۃ اَیّام او شتہ
الی سعدۃ و بلغ موت عمر فرب
و فی الاستیعاب النعمان بن عدی
العدوی ولّاه عمر یمان و لم یول
عمر رجلًا من قومہ عدویًا غیرہ
و اراد امرأتہ علی الخروج معہ الی
یمان فابّت علیہ فانشد النعمان
ایاتنا و کتب ہا الیہا وہی ۱۰ فمن مبلّغ
الحسنۃ ان حبلہا بیمان کینۃ فی
زجاج و حنم ۱۰ اذا شئت فتنن
دماقین قریرۃ و صناعۃ ۱۰ تحدو
علی کلّ میثم ۱۰ اذا کنت ندانی
فیا لاکبر استقۃ ۱۰ ولا تسق بالامیر
المستکم ۱۰ لعل امیر المؤمنین کیسورہ ۱۰
تتادمتا فی الجوسق المتہدم ۱۰
فبلغ ذلک عمر فکتب الیہ بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۱۰ حُوۡہ تَنْزِیْلُ
الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ
الْعَلِیْمِ ۱۰

عَاذِرُ الدِّينِ وَقَابِلُ التَّوْبِ شَدِيدُ
 الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ الْآيَةُ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَلَغَنِي
 قَوْلُكَ لَعَلَّ امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَسُوءُهُ تَنَادُّنَا فِي
 الْجُوسُقِ الْمُتَبَدِّمِ وَاتِّمَّ اللَّهُ لِقَدَسَاتِنِي ذِكْرُ
 مَعْرُوفٍ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيَّ سَاكَ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا كَانَ
 مِنْ بَدَاشِي وَمَا كَانَ الْاَفْضَلُ شِعْرًا وَجَدْتُ
 مَا شَرِّهَا قَطُّ فَقَالَ عَمْرُؤُنْ ذَكَرَكَ لَا تَعْلَلْ لِي
 عَمَلًا اَبَدًا وَاَزَا بَجَلَهُ اَنَّهُ بِرَشَوَارِطِ طُرُقِ
 عَاشِرَانِ رَا نَشَانِدَ زَكَاةٍ اِزْ مَسْلُومِيْنَ وَعَشُورَازِ
 حَرِيَّانِ تَحْصِيْلُ نُمُوذِ قَالِ الْبُيُوسُفُ حَتَّى اَسْمِعِلَ
 ابْنَ اِبْرَاهِيْمَ بِنِ الْمَهْأَجَرِ قَالِ سَمِعْتُ اَبِي يَذْكُرُ
 قَالِ سَمِعْتُ زِيَادَ بْنَ جَدْرِ قَالِ اِنْ اَوَّلُ مَنْ
 بَعَثَ عَمْرُؤُنَ الْخَطَابُ عَلَى الْعَشُورِ مَهْنَانًا قَالِ
 فَأَمَرَنِي اَنْ لَا أُفْتِشَ اَحَدًا وَاَمَرْتُ عَلَى بَنِي
 شَتَّى اخَذْتُ مِنْ حَسَابِ اَرْبَعِيْنَ دَرْهَمًا دَرْهَمًا
 مِنْ الْمُسْلِمِيْنَ وَاخَذْتُ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ مِنْ عَشْرِيْنَ
 وَاَحَدًا وَمِنْ لَازِمَتِهِ الْعَشْرَ قَالِ وَاَمَرَنِي
 اَنْ اَنْظُرَ عَلَى نَصَارَى بَنِي تَغْلِبَ قَالِ اَنَّهُمْ
 قَوْمٌ مِنَ الْغَرْبِ وَلَيْسُوا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ
 فَلَعَنَهُمُ يَهُودُ قَالِ كَانَ عَمْرُؤُكَ اشْتَرَطَ
 عَلَى نَصَارَى بَنِي تَغْلِبَ اَنْ لَا يُيَقْرَوا
 اَوْلَادَهُمْ وَحَدَّثَنَا سُرَّيُّ بْنُ اَسْمَعِيلَ عَنْ
 عَامِرِ الشَّعْبِيِّ عَنْ زِيَادِ بْنِ جَدْرِ الْاَسَدِيِّ
 اَنْ عَمْرُؤُنَ الْخَطَابُ رَمَى اللَّهَ عَنْهُ بَعَثَ عَلَى
 عَشُورِ الْعِرَاقِ وَ الشَّامِ وَ

گناہ کا بخشنے والا ہے، سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے۔
 آخر تک، اما بعد مجھ تک تمہارا قول لعل امیر المؤمنین یسوءہ۔
 تناوڈنا فی الجوسق المتبدم۔ پہنچ گیا۔ اور خدا کی قسم یہ مجھے بہت بُرا
 لگا۔ اور ان کو معزول کر دیا۔ پھر جب وہ اگر ان سے ملے تو ان سے
 پوچھا تو انھوں نے کہا خدا کی قسم اس میں کچھ بھی واقعیت نہیں تھی
 اور بجز فضول اشارے جو میرے خیال میں آگے اور کچھ بھی نہیں
 اور میں نے شراب کبھی نہیں پی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں بھی ایسا ہی
 گمان کرتا ہوں۔ لیکن اب تم کبھی میرے قابل نہ بن سکو گے۔ اور
 ان میں سے ایک یہ ہے کہ سرطکوں کے ناکوں پر عاشروں دیعنی
 محصول لینے والوں کو بٹھایا اور مسلمانوں سے زکوٰۃ اور حرہوں سے
 عشر (دسواں حصہ) حاصل کیا۔ ابو یوسفؒ نے کہا ہم سے روایت
 کیا اسماعیل بن ابراہیم بن المہاجرؒ نے۔ کہا کہ میں نے اپنے باپ سے
 سنا جو بیان کرتے تھے کہ میں نے سنا زیاد بن جدیرؒ سے انھوں نے
 کہا کہ سب پہلا شخص جس کو عمرؓ بن الخطاب نے عشروں کے وصول
 کرنے کے لئے یہاں بھیجا میں ہوں تو مجھے حکم دیا کہ میں کسی کی
 تلاشی نہ لوں اور جو چیز میرے سامنے سے گزرے میں چالیس درہم
 پر ایک درہم کے حساب سے مسلمانوں سے لوں اور اہل ذمہ سے
 بیس درہم میں سے ایک درہم اور اس شخص سے جس کا ذمہ نہیں
 ہے دسواں حصہ۔ اور مجھے حکم دیا کہ میں بنی تغلب کے نصاریٰ سے
 گفتگو میں گھڑا بن رکھوں۔ کہا کہ وہ عرب ہیں کی ایک قوم ہیں
 اور وہ اہل کتاب میں سے نہیں ہیں تو شاید وہ اسلام لے آئیں۔
 کہا کہ عمرؓ نے بنی تغلب کے نصاریٰ پر یہ شرط عائد کر رکھی تھی کہ
 وہ اپنی اولاد کو نصاریٰ نہ بنائیں گے۔ اور ہم سے روایت کیا سُرَّی
 ابن اسماعیل نے ان سے عامر شعبیؒ نے ان سے زیاد بن جدیرؒ اسدی نے
 کہ عمر بن الخطابؓ نے ان کو شام اور عراق کے عشروں پر بھیجا اور

أَمْرُهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رُبْعَ الْعَشْرِ
وَمِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ نِصْفَ الْعَشْرِ وَمِنْ
أَهْلِ الْحَرْبِ الْعَشْرَ فَمَرَّ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي
تَغْلِبَ مِنْ نَصَارَى الْعَرَبِ وَمَعَهُ فَرَسٌ
فَقَوَّ بِهَا عَشْرِينَ الْفَا فَقَالَ أَعْطِنِي الْفَرَسَ
وَأَخُذْ مِنِّي تِسْعَةَ عَشْرِ الْفَا قَالَ فَأَعْطَاهُ
الْفَا وَأَمْسَكَ الْفَرَسَ قَالَ ثُمَّ مَرَّ عَلَيْهِ
رَاجِعًا فِي سَبْتٍ فَقَالَ لَهُ أَعْطِنِي الْفَا
فَقَالَ لَهُ التَّغْلِبِيُّ كَلَّمَا مَرَرْتُ بِكَ تَأْخُذُ
مِنِّي الْفَا قَالَ نَعَمْ فَرَجَّ التَّغْلِبِيُّ إِلَى عَمْرِ
ابْنِ الْخَطَّابِ فَوَافَاهُ بِمَكَّةَ وَهُوَ فِي بَيْتٍ
فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ قَالَ
رَجُلٌ مِنْ نَصَارَى الْعَرَبِ وَقَصَّ عَلَيْهِ قِصَّتَهُ
فَقَالَ لَهُ عَمْرٌ كَفَيْتَ لَمْ يَزِدْهُ عَلَى
ذَلِكَ قَالَ فَرَجَّ الرَّجُلُ إِلَى زِيَادِ بْنِ
جَدِيرٍ وَقَدْ وَفَّقَنَ نَفْسَهُ عَلَى أَنْ يُعْطِيَهُ
الْفَا فَوَجَدَ كِتَابَ عَمْرِ قَدْ سَبَقَ إِلَيْهِ
مَنْ مَرَّ عَلَيْكَ فَاخْذَتْ مِنْهُ صَدَقَةً فَلَا تَأْخُذْ
مِنْهُ شَيْئًا إِلَى مِثْلِ ذَلِكَ الْيَوْمِ
مِنْ قَارِبِلِ إِلَّا أَنْ تَجِدَهُ فَضْلًا
قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ تَقْدَرُ وَاللَّهِ كَانَتْ
نَفْسِي لِحَبِيبٍ أَنْ أُعْطِيكَ الْفَا

ان کو حکم دیا کہ مسلمانوں سے عشر کا چوتھائی (یعنی چالیسواں حصہ)
لیں اور اہل ذمہ سے عشر کا آدھا (یعنی بیسواں) اور اہل حرب سے
دسواں حصہ۔ تو اُن پر بنی تغلب میں کا جو عرب کے نصاریٰ میں
سے تھے ایک شخص گزرا اور اُس کے ساتھ ایک گھوڑا تھا جس
کی قیمت کا اندازہ اُس نے بیس ہزار لگایا تو اُنھوں نے کہا کہ تو
مجھے گھوڑا دیدے اور مجھ سے آئیس ہزار لے لے یا گھوڑا اپنے پاس
رکھ اور مجھے ہزار دیدے کہا کہ اُس نے ایک ہزار دیدیے اور گھوڑا
روک لیا۔ بیان کیا کہ وہ شخص اسی سال لوٹے ہوئے پھر زیاد کی
طرف گزرا۔ اُنھوں نے اس سے کہا کہ ایک ہزار اور دے تو اُن
سے تغلبی نے کہا کہ جب میں تیری طرف گزروں گا تو مجھ سے ایک
ہزار لے سکا؟ کہا کہ ہاں! تو وہ لوٹ کر عمر بن الخطاب کی طرف
پہنچا اور اُن سے مکہ میں جا کر بلا جب کہ وہ گھر میں تھے اور اُن سے
بہنے کی اجازت چاہی تو آپ نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اُس نے
کہا کہ میں عرب کے نصاریٰ میں کا ایک شخص ہوں اور اُس نے
اپنا قصہ آپ کو سنایا تو آپ نے فرمایا کَفَيْتَ (یعنی تجھے کوٹا دیا
گیا ہٹا دیا گیا) اس پر اور کوئی لفظ نہیں بڑھایا۔ کہا کہ وہ نصرانی
پھر زیاد بن جدیر کے پاس لوٹ کر آیا اور اُس نے اپنے دل میں یہ
ٹھان لیا تھا کہ اُس کو ایک ہزار دیدے تو یہاں آکر اُس نے یہ
دیکھا کہ عمر رضی کا یہ ہدایت نامہ اس سے پہلے پہنچ چکا ہے کہ
جو شخص تم سے گزے اور تم نے اُس سے محصول لے لیا ہے تو اگلے
سال کے اسی دن تک اس سے اور کچھ نہ لو والا یہ کہ تم اس کے
پاس زائد مال دیکھو۔ تو اُس شخص نے کہا حقیقت یہ ہے کہ مجھ کو
میرا نفس تو اس پر راضی ہو گیا تھا کہ میں تم کو ایک ہزار دیدوں

عہ اس لفظ کے معنی میں کئی احتمالات تھے۔ ایک یہ کہ ہم تیرے لئے کافی ہو گئے اس لئے تجھے واپس ہونا چاہیے۔ دوسرا یہ کہ تجھے کوٹا دیا گیا جو کچھ
محصول کہتا ہے اس میں تغیر نہیں کیا جاسکتا گا۔ وہ نصرانی اس کا یہی مطلب سمجھا۔ مترجم

اور میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نصرانیت سے بیزار ہو گیا ہوں اور اب میں اُس شخص کے دین پر آگیا ہوں جس نے تمھارے پاس یہ تحریر لکھ کر بھیجی ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے دارالحرب کے تاجروں کو مستأمن بنایا اور اجازت دی کہ وہ دارالاسلام میں آئیں اور مسلمانوں کے ساتھ خرید و فروخت کریں۔ ابو یوسفؒ نے کہا کہ ہم سے روایت کیا عبد الملک بن جریج نے عمرو بن شعیب سے کہ اہل یمنیج (مقام کانام) نے جو دریا پار اہل حرب کی ایک قوم ہیں عمرو بن الخطاب کو لکھا کہ ہم کو اجازت دو کہ ہم تمھاری سرزمین میں تجارت کے لئے داخل ہوں۔ آپ ہم سے عشر لے لیں۔ کہا کہ پھر عمروؓ نے اصحاب بنی صلیہ اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ تو انھوں نے اس کی منظوری کا مشورہ دیا۔ اہل حرب میں سے یہ لوگ اُن سب سے پہلے ہیں جن سے عشر لیا گیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے اہل ذمہ کے ساتھ نیک برتاؤ کی تاکید فرمائی۔ ابو یوسفؒ نے کہا مجھ سے روایت کیا حصین بن عمرو بن میمون نے عمروؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد کے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں اہل ذمہ کے بارے میں کہ اُن سے جو عہد کیا گیا ہے اُس کو پورا کیا جائے اگرچہ اُن کے سوار (اُن کے دوسرے لوگوں) سے قتال کر رہے ہوں اور اُن کو اُن کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔ کہا اور ہم سے روایت کیا ہشام بن عمروؓ نے اپنے باپ سے کہ عمرو بن الخطاب کا گزر شام کے ایک راستے سے جب کہ وہ اپنے شام کے سفر سے واپس آ رہے تھے ایک ایسی قوم پر ہوا جن کو دسویں میں کھڑا کیا گیا اور اُن کے سر پر تیل ڈالا گیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا یہ حال کیوں ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ ان لوگوں کے ذمہ جزیہ ہے جس کو ان لوگوں نے ادا نہیں کیا اس لئے ان کو تکلیف دی جا رہی ہے تاکہ

وَاللّٰهُ اشْهَدُ اللّٰهُ اَنّٰی بَرِّئٌ مِّنَ النَّصْرَانِيَّةِ
وَ اَنّٰی عَلٰی دِيْنِ الرَّجُلِ الَّذِي كَتَبَ اَيْكٍ
هٰذَا الْكِتَابَ وَ اَزَا نَجْمَلُ اَنَّهُ تَجَارَ حَرِيَّانَ رَا
مُسْتَأْمِنَ سَاخَتْ وَ اَذِنَ دَادُكَ دَر دَارِ
الاسلام در آيند و با مسلمانان بيع و شراء
كنند قال ابو يوسفؒ حدثنا عبد الملک
ابن جریج عن عمرو بن شعيب ان اهل
يمنیج قوم من اهل الحرب و راء البحر
كتبوا الى عمر بن الخطاب دعنا
ندخل ارضك تجاراً او نعشرنا قال فتشاور
اصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم في
ذلك فاشاروا عليه به و كانوا اول من
عشر من اهل الحرب و ازا نجمله اَنَّهُ باحاً
اهل ذمہ تاکید فرمود۔ قال ابو يوسفؒ حدثنا
حصین بن عمرو بن میمون عن عمر ان قال
اوصی الخلیفۃ من بعدی باهل الذمۃ ان
یؤتے ہم بعدہم و ان یقاتل و راء ہم
ولا یكلفوا فوق طاقتہم قال و حدثنا
ہشام بن عمرو عن ابیہ ان عمر بن
الخطاب مر بطریق الشام و ہو
راجع فی مسیرہ من الشام علی قوم قد اقبوا
فی الشمس یصبت علی رؤسہم الزیت
فقال ما بال ہؤلاء فقالوا علیہم
الجزیۃ لم یؤدوها ہؤلاء یعدون
حتی

یہ اس کو ادا کریں۔ تو عمرؓ نے کہا تو یہ لوگ کیا کہتے ہیں، جزیہ ادا نہ کرنے کا کیا عذر بیان کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ فرمایا کہ تو ان کو چھوڑ دو اور ان کو ایسی تکلیف نہ دو جس کی یہ طاقت نہیں رکھتے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ لوگوں کو عذاب نہ دو کیونکہ جو لوگ دنیا میں لوگوں کو مذاب دیتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عذاب دے گا۔ پھر ان کے لئے حکم دیا تو ان کو رہا کر دیا گیا۔ اور مجھ سے روایت کیا عمرؓ بن نا فع نے ابو بکرؓ سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کا گزر ایک قوم کے دروازے پر ہوا اور اس پر ایک سائل بیٹھا ہوا سوال کر رہا تھا جو بڑی عمر کا بوڑھا تھا اور اندھا تھا تو آپ نے اُس کے پیچھے سے اُس کے بازو پر ہاتھ مار کر پوچھا کہ تو کون سے اہل کتاب میں سے ہے؟ اُس نے کہا یہودی ہوں۔ فرمایا کہ کس چیز نے تجھے اس حال میں ڈالا جس میں کہ میں تجھے دیکھ رہا ہوں۔ اُس نے کہا جزیہ نے اور ضرورت نے اور بڑے بچے نے۔ تو عمرؓ اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس کے گھر تک لائے اور گھر پر پہنچا کر اُسے کچھ دیا۔ پھر بیت المال کے خزانچی کو بلوایا اور فرمایا کہ اس کی خبر گیری کرو اور اس جیسے سب لوگوں کی۔ واللہ ہم نے ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا جب کہ ہم نے کھالیا ان کی جوانی کی کمائی کو پھر ان کو رسوا کریں بڑے بڑے کے وقت اِثْمًا الصَّدَقَاتِ یعنی صدقات فقراء اور مساکین کے لئے ہیں۔ اور ”فقراء“ یہ لوگ مسلمان ہیں۔ اور یہ شخص اہل کتاب کے مساکین میں سے ہے اس لئے ”والمسکین“ کے عموم میں یہ بھی داخل ہے اور آپ نے اُس شخص سے اور اس کی مانند سب لوگوں سے جزیہ معاف کر دیا ابو بکرؓ نے کہا کہ عمرؓ کی اس کارروائی کے وقت میں موجود تھا اور میں نے

یوذا و انقال عمرؓ فما يقولون ما يعذبون به في الجزية قال يقولون لا نجد قال فدعهم لا تكلفهم الا يطيقون فالتفت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تعذبوا الناس فان الذين يعذبون الناس في الدنيا يعذبهم الله تعالى يوم القيمة فامرهم فجلسوا سبلهم وحدثني عمر بن نا فع عن ابي بكر اقال مر عمر بن الخطاب باب قوم وعليه سائل يسأل شيخ كبير ضريب البصر ف ضرب عضده من خلفه وقال من اذى اهل الكتاب انت قال يهودي قال فما ائجابك الى ما ارأى قال الجزية والحاجة و اسس قال فاخذ عمر بيده الى منزله فخرج له بشي من المنزل ثم ارسل الى خازن بيت المال فقال انظر هذا وضربا به فوالله ما انصفتاه اذ اكلنا شبيبته ثم شغل عند الهرم ائتما الصدقات للفقراء والمساكين و الفقراء هم المسلمون وهذا من مساكين اصل الكتاب و وضع عنه الجزية و عن ضرباته قال ابو بكر انا شهدت ذلك من عمر و رأيت

الشيخَ وَاذا انْجَلَدَ آنَكَ تَحْصُصُ مَجَارِحَ نَاسٍ
مِى فَرَمُود تَا فِتْنَه بِرَنه خِيَزَد قَالِ الْبُيُوتُ
حَدَّثَنِ اسْرَائِيلَ عَنْ سَمَكِ بْنِ حَرْبٍ
عَنْ اَبِي سَلَامَةَ قَالَ ضَرَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
رَجُلًا وَنِسَاءً اَزْدَحَمُوا عَلَى حَوْضٍ قَالِ
فَلْتَقِيَهُ مَلِكٌ فَسَأَلَهُ فَقَالَ اِنِّى اَخَافُ
اِنْ اَكُوْنَ قَدْ هَلَكْتُ فَقَالَ عَلَى اِنْ
كُنْتُ ضَرَبْتَهُمْ عَلَى غِيْشٍ وَعِدَاوَةٍ فَقَدْ
هَلَكْتُ وَ اِنْ اَكُنْتُ ضَرَبْتَهُمْ عَلَى رِيْحٍ
وَاِخْلَاصٍ فَلَا بَأْسَ اِثْمَانَتُ دَارِجٌ
وَ اِنْمَانَتُ مُوَدَّبٌ اَزْ اِنْجَلَدَ آنَكَ
شَعْرًا رَا هُنِى شَدِيْدٌ فَرَمُود اَزْ هَجْمِى
فِى الْاِسْتِيْعَابِ هَجْمِى شَاعِرُ الزُّبُرِ قَالِ
يَقُوْلُ ^{فَرَمُود} دَعِ الْمَكَارِمَ لَا تَرْحَلْ
لِيَفِيْتَهَا واقْعُدْ فَانْكَرْتَ اَنْتَ
الطَّاعِمُ الْكَاسِي فِيْ فِشْكَاهِ الزُّبُرِ قَالِ
اَلِىْ عُمَرُ فَسَالَ عُمَرُ حَسَّانُ بْنُ
ثَابِتٍ عَنْ قَوْلِهِ اِنْفَضَ لَ اِنَّ
هَجْمُوكَ وَمُصِيْبَتُكَ مِنْهُ فَالْقَاهُ عُمَرُ
فِي الْمَطْبُوْرَةِ ^{فَرَمُود} حَتَّى شَفَعَهُ
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَ الزُّبَيْرُ
فَاُطْلِقَهُ بَعْدَ اَنْ اَخَذَ عَلَيْهِ الْعَهْدَ وَ
اَوْعَدَهُ اَنْ لَا يَعُوْدَ لِهَجَايَةِ اَحَدٍ اَبَدًا
وَ اَزْ اِنْجَلَدَ آنَكَ فَاَرُوْقِ اعْظَمَ رَدُّ
مَعْرِفَتِ اَخْلَاقِ زَجَالٍ وَ مَبْلَغِ هِمَّتِ

حد کی پہچان اور ہر شخص کے مرتبہ کی تشخیص کا کہ اس کو جس درجہ میں رکھنا چاہیے بڑا ملکہ رکھتے تھے اور اس کو آنجناب رضی اللہ عنہ کے خوارقِ عادت میں شمار کر سکتے ہیں اور دراصل خلا کارکنِ اعظم یہی خصلت ہے اور جس شخص کے حق میں آپ نے کوئی کلمہ فرمادیا ہے بالآخر ظہور میں آگیا ہے کہ وہ اس کلمہ کا مصداق ہے۔ استیعاب میں ہے کہ آپ نے نفعان بن مقرن کو لکھا کہ اپنی جنگ کے امور میں مشورہ اور مدد لیتے رہو بطریقہ اور عمرو بن معدیکرب سے اور ان دونوں کو اس امر میں کسی چیز کا اختیار نہ دینا۔ کیونکہ ہر ایک اپنی ہی کاریگری کو بخوبی جانتا ہے۔ اور استیعاب میں ہے کہ کعب بن سور عمر بن کعب کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک عورت آکر کہنے لگی کہ اپنے شوہر سے زیادہ صاحبِ فضیلت میں نے کبھی کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ وہ تمام رات جاگتا ہے نماز میں کھڑا رہ کر اور گرم دلوں میں بھی کچھ نہیں کھاتا ہمیشہ روزے رکھتا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو دعا دی اور اُس کی تعریف کی اور کہا کہ تجھ جیسی ہی کو یہ زیبا ہے کہ بھلائی کے ساتھ تعریف کرے اور اس کی خیر کا ذکر کرے۔ وہ عورت جھینپ گئی اور اُلٹ چلی گئی۔ تو کعب بن سور نے کہا اے امیر المؤمنین آپ نے اس عورت کی اُس کے شوہر کے مقابلہ پر مدد نہ فرمائی کیونکہ وہ آپ سے مدد مانگنے آئی تھی۔ آپ نے فرمایا کیا اُس کی یہ مراد تھی؟ اُنھوں نے کہا کہ ہاں تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اُس عورت کو کوٹاؤ تو وہ واپس لائی گئی۔ آپ نے

ایشان و دانستن مرتبہ ہر یکے کہ اورا درکن می باید داشت خلقتی عجیب داشته و آن یکے از خوارقِ عادت اور غیہ اللہ عنہ میتوان شمرد و در اصل رکنِ اعظم خلافت ہمین خصلت است و در حق ہر شخصے ہر کلمہ کہ گفتہ است بالآخر مصداق بہان کلمہ از مے بظہور آمد فی الاستیعاب کتب الی النعمان بن مقرن استخبر و استعن فی حربک بطریقہ و عمرو بن معدیکرب ولا تروہما من الامر شیئاً فان کل صانع اعلم بصناعۃ و فی الاستیعاب کعب بن سور کان جاریاً عند عمر فجات امراة فقالت ما رأیت قط رجلاً افضل من زوجی انہ لیبتیت لیکتہ قائماً ویظل ہناراً صائماً فی الیوم الحار ما یفطر فاستغفر ہاعمر و اثنے علیہا وقال یشکب اثنے بالخیر و قال فاعلم ہم عمر تراودہا راجعۃ فقال کعب بن سور یا امیر المؤمنین ہذا امراة المراة علی زوجہا اذ جا ربک رسولک فقال کذکب ارادت قال نعم قال ردوا علی المراة فردت

عینی دونوں لڑائی کے فنون سے تو خوب واقف ہیں مگر سیاسی سوچ بوجھ نہیں رکھتے۔ یہ وہی کلیو اسدی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدعی نبوت بھی بن چکے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تلوار نے ان سے توبہ کرائی تھی اور عمرو بن معدیکرب بھی ان کے ہمنوا بن کر مرتد ہو گئے تھے اور آخر کار نائبِ ہوکر دوبارہ اسلام میں داخل ہوتے تھے۔ دونوں شجاعت میں اور پناہ دہر رکھتے تھے۔ اسلام میں داخل ہونے کے بعد پھر پیش رہا مجاہدانہ خدمات کرتے رہے اور اسلام پر قائم ہے ۱۲ مترجم

قال لها لا بأس بالحق ان تقولي ان هذا
زعم انك جنت تشكين انه يجتنب
فرائك قالت اجل لاني امرأة شابة
والتي اجتنب ما يستغني النساء فارسل
الي زوجها فجاء وقال لكعب اقص
بينهما فقال امير المؤمنين احمي بان
يقضي بينهما فقال عزمت عليك
لتقضي بينهما فانك فحمت من
امرهما الم اقم قال فاني ارى
هنا يومنا من اربعة ايام كان زوجهما
اربعة نسوة فاذا لم يكن غير ما فاني
اقضي له بثلاثة ايام وليا بها
يتعبد فيهن وهما يوم ولية فقال
عمر والله ما رايت الا اول ما عجب الي
من الآخر اذ هرب فانت قاض على
البصرة وفي الاستيعاب النعمان بن مقرن
قدم المدينة من عند سعد بن قنادة
وورد حينئذ على عمر اجتماع
اهل اصبهان وهمدان والرعي و
اذربيجان و نهاوند فالتفت و
شاور اصحاب النبي صلى الله عليه
وسلم فقال له علي بن
ابي طالب ابعت الي اهل
الكونة فيسير ثلث ايام و
يغتني ثلثهم

اس سے فرمایا کہ سچی بات میں کوئی ڈر نہیں اگر تو اس کو کہہ دے۔
اس شخص نے یہ سمجھا ہے کہ تو یہ شکایت لے کر آئی تھی کہ تیرا
شوہر تیرے بستر سے الگ رہتا ہے۔ اُس نے کہا کہ ماں میں ایک جوان
عورت ہوں اور مجھے بھی اس امر کی خواہش ہوتی ہے جس کی سب
عورتوں کو ہوتی ہے۔ تو آپ نے اُس کے شوہر کو بلوایا۔ وہ آگیا۔
اور کعب سے فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ تو انھوں
نے کہا کہ ان کے درمیان فیصلہ کرنے کا بڑا حق امیر المؤمنین کا
ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے طے کر لیا ہے کہ اس کا فیصلہ تم
ہی کرو کیونکہ تم ہی سمجھے ہو ان دونوں کے امر کو جسے میں نہیں
سمجھا تھا۔ انھوں نے کہا کہ پھر میری رائے تو یہ ہے کہ اس عورت
کے لئے ہر چار دنوں میں سے ایک دن ہونا چاہیے گویا اس کے
شوہر کے پاس چار بیویاں ہیں تو جب کہ اس کے سوا اور کوئی بیوی
نہیں تو اس کے لئے میں تین دن اور تین راتوں کا حق تجویز
کرتا ہوں کہ وہ ان میں عبادت کرتا ہے اور اس عورت کے لئے
ایک دن اور ایک رات۔ تو عمر نے فرمایا خدا کی قسم تمہاری پہلی
رائے میرے نزدیک اس دوسری رائے سے زیادہ عجیب نہیں (یعنی
یہ اُس نے بھی بڑھ گئی) جاؤ۔ اب تم بصرہ پر قاضی بنادیے گئے۔
اور استیعاب میں ہے کہ نعمان بن مقرن سعد کے پاس سے فتح
قادسیہ کی خبر لے کر مدینہ میں آئے اور اسی زمانہ میں حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل اصبهان و ہمدان و اہل رے و
اذربيجان و نهاوند کے اجتماع کی اطلاع پہنچی جس نے آپ کو
بے چین کر دیا اور آپ نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ
کیا تو آپ سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اہل
کوفہ کے پاس حکم بھیجیں (وہاں جس قدر مجاہدین ہیں) ان کے
دو تہائی مقابلہ کے لئے روانہ ہو جائیں اور ایک تہائی بال بچوں

کی حفاظت کے لئے وہیں باقی رہیں۔ اور اہل بصرہ کے پاس حکم بھیجیں (کہ وہ بھی جنگ کے لئے روانہ ہو جائیں) آپؐ نے فرمایا کہ یہ بھی مشورہ دو کہ ان سب پر سپہ سالار کس کو بناؤں؟ تو علیؑ نے کہا کہ آپؐ راتے اور معلومات میں ہم سے افضل ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کو ان پر سردار بنانا چاہتا ہوں جو اس کام کا اہل ہو۔ پھر آپؐ مسجد کی طرف گئے تو آپؐ نے نعمان بن مقرن کو نماز پڑھتے ہوئے پایا تو آپؐ نے اُن کو روانہ کیا اور اُن ہی کو امیر بنایا اور اہل کوفہ کو دہی (دو ٹکٹ فوج کی روانگی کا) حکم لکھا۔ اور مرومی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر نعمانؓ قتل ہو جائیں تو حذیفہؓ امیر شکر ہوں پھر اگر حذیفہؓ بھی قتل ہو جائیں تو جریرؓ پھر اللہ تعالیٰ نے نعمانؓ کے ہاتھ پر اصہبان فتح کر دیا۔ جب نہاد پر حملہ کیا تو پہلے مقتول ہی ہوئے اور جھنڈا حذیفہؓ نے سنبھالا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا فرمائی اور جب نعمانؓ کی موت کی خبر پہنچی تو عمرؓ پہل کر منبر پر آئے اور اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور روتے ہوئے اُن کی موت کی خبر لوگوں کو سنائی، اور یہ خبر زیادہ صحیح روایات میں سے ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ نعمانؓ کو ذ کے حامل تھے حضرت فاروقؓ نے اُسی جگہ سے اُن کو شکر کی امارت پر مامور فرما دیا تھا۔ اور استیعاب میں ہے عبداللہ بن ارقم (کا حال)

علیؑ ذراریہم و ابث الی اہل البصرہ قال فمن استعمل علیہم اشتر علیؑ فقال انت افضلنا رأیاً و اعلمنا فقال لا استعملن علیہم رجلاً یكون له فخر جاز الی المسجد فوجد الثعلبان بن مقرن یصل فی سترۃ و آخرہ و کتب الی اہل الکوفۃ بذلک و قدر و یرسلہ الیہ قال ان قتل نعمان فخذینہ فان قتل حذیفہ فجزیر ففتح اللہ علیہ اصہبان فلما آتے نہاد کان اول صریح و اخذ الرایۃ حذیفہ ففتح اللہ علیہم فلما جاء نعیب خرج عمر یغیاہ الی الناس علی المنبر و وضع یدہ علی رأسہ یبکی و این روایت از اصح روایات است و روایت دیگر آنکہ نعمان در اعمال کوفہ بود حضرت فاروقؓ از ہان موضع اورا بر امارت شکر مامور فرمود و فی الاستیعاب عبد اللہ بن الارقم

عراق کی جنگ کے ذکر میں یہ بات پہلے بیان کی جا چکی ہے کہ آپؐ سعد بن ابی وقاصؓ کو سپہ سالاری سے ہٹا کر مدینہ بلایا تھا اس لئے کہ ایک جماعت کو ان سے اختلاف ہو گیا تھا۔ جب یہ خبر آپؐ کو پہنچی تو موقع کو غنیمت سمجھ کر کچھ حیلوں سے اصہبان و رے و دغسان اور ہمدان و نہاد وغیرہ کے لوگوں سے امداد کے لئے کڑھ لاکھ کا لشکر تیار کر کے فر وزان کی سرکردگی میں عراق کی جانب روانہ کر دیا، اس اطلاع سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پریشانی ہوئی تو صحابہؓ کو جمع کر کے آپؐ مشورہ کیا۔ یہ بھی لکھا جا چکا ہے کہ مدائن کی آب و ہوا کے عربوں کے مزاج کے ناموافق ہونے کی اطلاع جب حضرت سعدؓ نے آپؐ کو دی تھی تو آپؐ نے کو ذ کو پھاڑنی قرار دے کر افواج کو واپس بھیج دیا تھا اور کچھ حصہ کو بصرہ بھیج دیا تھا اس لئے حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے یہ مشورہ دیا کہ ان مقامات سے دو ٹکٹ افواج کو مقابلہ کے لئے روانگی کا حکم بھیج دیا جائے۔ آپؐ نے ایسا ہی کیا اور بجائے سعدؓ کے نعمانؓ بن مقرن کو سپہ سالار بنایا ۱۲ مرتبم

قال ما لك بلغني انه ورد علي رسول الله
صلى الله عليه وسلم كتاب فقال من يحب
عني فقال عبد الله بن الارقم انا
فاجاب عنه واتي به اليه فاعجب
والتفتد و كان عمر حاضرًا فاعجب
ذلك من عبد الله بن الارقم فلم يزل
له ذلك في نفسه يقول اصاب ما اراده
رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما
دلت عمر استعمل على بيت المال و
كان عمر يقول ما رأيت احدا اخشى
الله من عبد الله بن الارقم و قال
عمر لو كان لك مثل سابقه القوم
ما قدمت عليك احدا و في الاستيعاب
بعث عمر بن الخطاب عبد الله بن مسعود
الى الكوفة مع عمار بن ياسر و كتب اليهم
ان قد بعثت اليكم عمار بن ياسر اميرا و
عبد الله بن مسعود معلما و وزيرا و هما
من النجباء من اصحاب رسول الله صلى
الله عليه وسلم من اهل بدر فاقتردا
بهما و اسمعوا من قولهما و قد اثر بكم
بعيد الله على نفسي قال عمر
في عبد الله بن مسعود كيف ملئ
علما و في الاستيعاب عن ابن عباس
قال بنا انا امشي مع عمر يوما اذ تنفس
نفسا فقلت اذ قد فطنت اذ صلا

کہا مالک نے مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پاس ایک خط پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ میری طرف سے اس کا جواب
کون لکھے گا تو عبد اللہ بن الارقم نے کہا کہ میں۔ پھر آپ کی
طرف سے جواب لکھ کر لاتے تو آپ نے اس کو بہت پسند کیا۔
اور اسی کو روانہ کر دیا۔ اور عمرؓ حاضر تھے تو ان کو عبد اللہ بن
الارقمؓ کا یہ کام عجیب معلوم ہوا تھا اور وہ اپنے دل میں یہ
خیال کرتے تھے کہ کس خوبی کے ساتھ انھوں نے صحیح راستے
قائم کر لی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا جواب دینے
کا ارادہ کیا ہے تو جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے ان کو
بیت المال پر عامل بنایا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے عبد اللہ
ابن الارقمؓ سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا کسی کو نہیں دیکھا
اور عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ اگر تمھاری سبقت اسلام دوسرے
لوگوں جیسی ہوتی تو میں تم پر کسی کو مقدم نہ کرتا (عبد اللہ ابن
الارقمؓ زہری قریشی فتح مکہ کے سال میں اسلام لائے تھے)۔ اور
استیعاب میں ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے عبد اللہ بن مسعودؓ کو عمار
ابن یاسرؓ کے ساتھ کو ذبیحہ اور کو ذوالوں کو لکھا کہ میں تمھارے
پاس بھیج رہا ہوں عمار بن یاسرؓ کو امیر بنا کر اور عبد اللہ بن مسعودؓ
کو معلم اور وزیر بنا کر اور وہ دونوں شرفاء اصحاب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم میں سے اور اہل بدر میں سے ہیں تو تم ان دونوں
کی اقتدار کرو اور ان دونوں کی بات مانو اور عبد اللہؓ کو تو
میں تمھارے لئے اپنی ذات پر ترجیح دیتا ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ کا
قول ہے عبد اللہ بن مسعودؓ کے بارے میں کہ وہ علم سے بھرا ہوا
تھیلہ ہے۔ اور استیعاب میں ہے مروی ہے ابن عباسؓ سے کہا کہ
میں ایک دن عمرؓ کے ساتھ ٹہل رہا تھا اس دوران میں انھوں نے
اتنا لمبا سانس لیا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ بس ان کی پیلیاں ٹوٹ گئیں

فَعَلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ مَا أَرْجُ
 هَذَا مِنْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِلَّا أَمْرٌ
 عَظِيمٌ قَالَ وَيْحَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ
 مَا أَدْرِي مَا أَصْنَعُ بِأَمْرٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ وَلِمَ وَأَنْتَ سَجِدَ
 اللَّهُ قَادِرٌ أَنْ تَضَعَهُ فِي ذَلِكَ مَكَانٍ
 الثَّغِيرَةِ قَالَ لَنْ أَرَاكَ تَقُولُ إِنْ
 صَاحَبَكَ أَوَّلَ النَّاسِ بِهَآئِنِ
 عَلِيًّا قُلْتُ أَجَلُ وَاللَّهِ لَنْ أَقُولُ
 ذَلِكَ فِي سَابِقَتِهِ وَ عَلَيْهِ وَ
 قُرَابَتِهِ وَصَّهْرِهِ قَالَ إِنَّ كَمَا ذَكَرْتَ
 وَلَكِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَقَتَانُ قَالَ
 وَاللَّهِ لَوْ فَعَلْتُ لَجَعَلَ بَيْنِي وَابْنِ أَبِي مُعِيْطٍ
 عَلَى رِقَابِ النَّاسِ يَعْمَلُونَ نَيْبِهِمْ
 بِمَعْصِيَةِ اللَّهِ وَاللَّهِ لَوْ فَعَلْتُ
 لَفَعَلَ وَ لَوْ فَعَلَ لَفَعَلُوا
 فَوُثِّبَ النَّاسُ إِلَيْهِ فَقَتَلُوهُ
 قُلْتُ طَلُوهُ بَنُ عَبِيدِ اللَّهِ قَالَ
 أَلَا كَيْفَ هُوَ أَرْسَلَهُ مِنْ ذَلِكَ
 مَكَانِ اللَّهِ

تو میں نے کہا سبحان اللہ اے امیر المؤمنین واللہ آپ کے اندر سے
 ایسا سانس نہیں نکالے گا مگر کسی امر عظیم نے۔ فرمایا کیا کہوں اے
 ابن عباس میں نہیں سمجھ سکا ہوں کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے لئے کیا کام کروں۔ میں نے کہا اور یہ کیسے۔ آپ اللہ کا
 شکر ہے اس پر قادر ہیں کہ ایک ثقہ مقام پر اس ذمہ داری کو
 رکھ دیں۔ کہا کہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تم اپنے صاحب کو اس کے
 لئے سب سے زیادہ مستحق سمجھتے ہو آپ حضرت علیؓ کو مراد لے
 رہے تھے، میں نے کہا کہ ہاں واللہ میں ان کے سابقہ اعمال اور
 ان کے علم اور ان کی قربات اور ان کے داماد ہونے کی وجہ سے
 ان ہی کے لئے یہ کہہ رہا ہوں۔ فرمایا کہ وہ ایسے ہی ہیں جیسا تم نے
 ذکر کیا، لیکن وہ بکثرت ہنسی مذاق کی باتیں کہنے والے ہیں۔
 (ایسا شخص بے رعب ہوتا ہے اور خلافت کے لئے رعب ضروری
 ہے) میں نے کہا تو عثمانؓ موجود ہیں تو بولے کہ واللہ اگر میں
 نے ایسا کیا تو وہ ابو معیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار
 کر دے گا اور وہ لوگوں پر اللہ کی معصیت کے ساتھ حکمرانی کرنے
 لگیں گے۔ واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ضرور وہی کرے گا اور
 جب وہ یہ کرے گا تو وہ لوگ بھی وہی کرینگے نتیجہ یہ ہوگا کہ
 لوگ عثمانؓ پر ٹوٹ پڑیں گے اور اس کو قتل کر دیں گے۔ میں نے
 کہا کہ طلحہ بن عبید اللہ۔ تو فرمایا کہ اَلْکَيْسَعِ (چھوٹا کسعی) یعنی
 غلط کار بلکہ وہ اس سے بھی بڑھا ہوا خود پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ

عہ کسعی ایک شخص تھا کسعی بن الکسح کا عرب کے لوگ شرمندگی اور مذمت میں اس کی مثال لاتے ہیں۔ اس کا قہر یہ ہے کہ اس نے ایک
 عمدہ مکان تیار کی تھی اور وہ بڑا تیر انداز تھا۔ رات کو تاریکی میں بیٹھ کر اس نے گدھوں کو تیر مارے اور ہر ایک تیر گدھے میں سے پارہو کر ہاڑ کے پتھر پر
 لگاؤں میں سے آگ نکالتی رہی۔ وہ یہ سمجھا کہ میرے تیروں نے خطا کی اور نشتلے پر نہ لگے اور غصہ میں آکر مکان توڑ ڈالی یا اپنی آنکھ کی کاٹ لی۔ جب
 صبح کی روشنی ہوتی تو دیکھتا ہے کہ تمام گدھے خون آلودہ پڑے ہوئے ہیں اور تیر ان کے پارہو کر خون میں تھڑے ہوئے ہیں اس وقت اس کو سخت ہنسا
 ہوئی۔ اس روز سے یہ مثل ہو گئی۔ لطیفہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے قصہ میں طلحہ نے خود بھی اپنے حق میں ہی لفظ استعمال کیا تھا یعنی نِدَامَتُ
 نِدَامَةُ الْكُسَعِيِّ یعنی میں عثمانؓ کے مقدمہ میں کسعی کی طرح شرمندہ ہوں ۱۲ مترجم از لغات حدیث

یُرِیْنِیْ اَوْ لَیْسَ اَمْرٌ اَمْرٌ مُحَمَّدٍ صَلَّی
 اللہ علیہ وسلم وہو علی ما فیہ من الزینہ
 قُلْتُ الزبیر بن العوّام قال اذا
 یُطْلَمُ الشَّاسُ فی الصَّاحِ
 و المذہبُ کُلُّ سعد بن ابی وقاص
 قال لیس بصاحب ذک ذاک
 صاحبٌ مَقْنِبٌ یقاتلُ فیہ قُلْتُ
 عبد الرحمن بن عوف قال نعم الرَّجُلُ
 ذکرت و لکنہ ضعیفٌ عن ذک و اللہ
 یا ابن عباس یا یصلح لہذا الامر الا القوی
 فی غیر عَنَفٍ و اللین فی غیر ضعف
 الجواد فی غیر سرف المہیک فی غیر
 بخل قال ابن عباس کان عمر کذلک
 و اللہ و فی الاستیعاب دُمٌ معاویہ
 عند عمر یوما فقال دعونا من دُمٍ
 فتی قریش من یفیک فی النغب و
 لا ینال ما عند الّا علی الرضی و
 لا یؤخذ ما فوق رأسہ الا من تحت
 قدمیہ و فی الاستیعاب استشار
 عمر النعمان فی رجل یؤہمہ الہ
 العراق فاجموا جمیعاً علی
 عثمان بن عفیف و قالوا لہ
 تبعہ الہ اہم من ذلک

ایسا نہ کرے گا کہ میری یہ رائے کر دے کہ میں اُمت محمدی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی تولیت اُس کے سپرد کر دوں اور وہ اپنی اُسی صفت
 خود پسندی پر ہو۔ میں نے کہا کہ زبیر بن العوّام۔ تو کہا کہ اگر وہ
 ہوتا تو ہمیشہ لوگوں کے (چھوٹی چھوٹی باتوں) صاغر اور مُد
 کے بارے میں طمانچہ مارتا پھرنے کا (یعنی امورِ جہمہ پر توجہ نہ
 دے گا) میں نے کہا سعد بن ابی وقاص۔ تو کہا کہ وہ اس کا اہل
 نہیں وہ جنگی سواروں میں کا شخص ہے۔ میں نے کہا عبد الرحمن
 ابن عوف۔ فرمایا کہ بہت اچھا آدمی ہے جس کا تو نے ذکر کیا
 لیکن وہ اس ذمہ داری سے ضعیف ہے اے ابن عباس اس
 امر کے لئے کوئی صالح نہیں مگر ایسا طاقتور شخص جس میں سخت
 مزاجی نہ ہو اور ایسا نرم مزاج جس میں ضعف نہ ہو اور ایسا
 جواد (یعنی سخی) جس میں فضول خرچی نہ ہو اور ایسا مہیک (بابتہ
 روک کر خرچ کرنے والا) جس میں بخل نہ ہو۔ ابن عباس نے کہا
 کہ واللہ عمرؓ ایسے ہی تھے۔ اور استیعاب میں ہے کہ ایک دن
 معاویہؓ کی بُرائی کی گئی عمرؓ کے سامنے تو فرمایا کہ ہمارے سامنے
 ایسے قریشی جوان کی نہایت نہ کرو جو غصہ کی حالت میں ہنسا کر تلے۔
 اوجو چیز بھی اُس کو دی جاتی ہے (یا جو حالت اس پر پہنچاتی جاتی
 ہے) وہ اس پر راضی اور خوش ہوتا ہے۔ اور کوئی ایسی چیز اُس
 سے نہیں لی جاتی جو اُس کے سر کے اوپر ہو مگر وہ اُس کے قدموں
 کے نیچے کی ہو گی۔ اور استیعاب میں ہے کہ عمرؓ نے صحابہؓ سے
 ایسے شخص کے بارے میں مشورہ طلب کیا جس کو عراق کی طرف روانہ
 کیا جائے۔ تو سب اتفاق کیا عثمان بن عفیف پر اور کہا کہ آپ
 ان کو کبھی نہیں بھیجیں گے کسی ایسے کام پر جو اس سے بھی زیادہ اہم

عہ حضرت معاویہؓ کی سریشی اور سخاوت کی تعریف ہے کہ اگر اس سے اُس کی ایسی عزیز چیز مانگی جائے جس کو وہ سر پر رکھے ہوئے ہو تو اس طرح بیز
 رکاوٹ بخش دے گا جیسے کوئی پیش افادہ شے کو اٹھا کر کسی کو دیدے ۱۲ مترجم

فَانْ لَّهٗ بَصْرًا وَّعَقْلًا وَّمَعْرِفَةً وَّتَجَرِبَةً فَامْرُؤٌ
عَمَّرَ اِلَيْهِ فَوَلَّاهُ مَسَاحَةَ الْاَرْضِ فَضَرَبَ
عُثْمَانُ عَلَى كُلِّ جَرِيْبٍ مِّنَ الْاَرْضِ يَنَاقُ
الْمَاءَ عَامِرًا وَّوْفَايِرَ دَرَبًا وَّقَفِيْرًا فَبَلَغَتْ
جَبَابِيَةُ سَوَادِ الْعِرَاقِ قَبْلَ اَنْ يَمُوْتَ
عُمَرُ مَقَامَ مَاتَةِ الْاَلْفِ الْاَلْفِ وَتَبَيَّنَا وَتَبَيَّنَا
الْاَسْتِعَابُ اَيْضًا كَانَ عُمَةُ بْنُ
غَزَّوَانَ اَوَّلَ مَنْ نَزَلَ الْبَصْرَةَ مِنْ
الْمُسْلِمِيْنَ وَهُوَ الَّذِي اخْتَلَفَا وَ قَالَ
لَهُ عُمَرُ لَمَّا بَعَثَهُ اِلَيْهَا يَاعُمَةُ
اِنِّي اُرِيْدُ اَنْ اُوْتِحَكَ لِقَاعِلُ
بَلَدِ الْحِيْرَةِ لَعَلَّ اللّٰهَ يَفْتَحَا
عَلَيْكُمْ فَيُرِيْكُمْ عَلٰى بَرَكَۃِ اللّٰهِ
وَيُمَيِّنَ اَتَقِنَ اللّٰهُ مَا اسْتَطَعَتْ
وَ اَعْلَمُ اَنْتَ تَاْتِيْ حَوْمَتَهُ الْعَدُوْ
وَ اَرْجُوْ اَنْ يُعَيِّنَكَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ
وَ يَكْفِيْكُمْ وَ تَدَكَّبْتُ اِلَى الْعِلَاقِ
الْحَضَرَمِيِّ اَنْ يُّؤَدَّكَ بَعْرِجَةُ بْنُ
خَزِيْمَةَ وَ هُوَ ذُوْ مُجَاهِدَةٍ
لِّلْعَدُوِّ وَ مُمَكِّيْدَةٍ

مگر آپ کو ثابت ہو جائے گا، کہ بیشک وہ اہل بصیرت اور صاحب عقل و معرفت اور تجربہ کار ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً ان کو بلایا اور ان کو زمین کی پیمائش کا عہدہ سپرد کر دیا۔ (یعنی ہمت مند و بے است بنایا) تو عثمان نے لگان مقرر کیا ہر جریب (۲۴۴ اکر) پر جس کو بانی پہنچتا ہے خواہ وہ زمین مزروعہ ہو (آباد) یا غیر آباد (مگر قابل زراعت) ہو اس پر مال گزاری ایک درہم اور ایک قفیز (ناپ کا پیمانہ) غلہ قائم کیا۔ تو سواد (سرسبز علاقہ) عراق کی مالگزاری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال سے پہلے دس کروڑ سے اوپر پہنچ گئی تھی۔ اور استیعاب میں یہ بھی ہے کہ عتبہ بن غزوہ ان مسلمانوں میں کے پہلے شخص ہیں جو بصرہ میں آئے اور یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے اس کی مدد کی اور ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا جب ان کو ادھر بھیجا کہ لے عتبہ! میں تم کو بھیجنے کا ارادہ کر رہا ہوں تاکہ تم اہل حیرہ سے قتال کرو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے ہاتھ پر فتح کرے گا اب تم اللہ کی برکت و خیر کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اپنے مقدور بھر اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ خوب سمجھ لو کہ تم دشمن کے وسط میں پہنچ رہے ہو اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ ان کے مقابلہ پر تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے کافی ہو جائے گا اور میں نے علاء الحفیر کو لکھ دیا ہے کہ وہ تمہاری مدد کرے عرفجہ بن خزیمہ کے ساتھ (یعنی اس کو تمہارے پاس بھیج دے) اور وہ دشمنوں کے ساتھ خوب جہاد کرنے والا اور تن دہی کے ساتھ لڑنے والا شخص ہے تو اس سے

۵۰ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اگرچہ نہایت نرمی سے خراج مقرر کیا تھا لیکن جس قدر مالگزاری ان کے عہد میں موصول ہوتی رہا بعد میں کبھی وصول نہیں ہوتی۔ حضرت عمر بن عبد العزیز فرمایا کرتے تھے کہ حجاج پر خدا لعنت کرے کبھی تو دین کی یاقت تھی نہ دنیا کی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے خط لکھا ہے عراق کی مالگزاری دس کروڑ اٹھائیس لاکھ درہم وصول کی۔ زیاد نے دس کروڑ پندرہ لاکھ اور حجاج نے باوجود جبر اور ظلم کے صرف دو کروڑ اٹھ لاکھ درہم وصول کئے۔ ہامون رشید کا زمانہ عدل و انصاف کے لئے مشہور ہے لیکن اس عہد میں بھی عراق کے خراج کی مقدار ۵ کروڑ ۴۸ لاکھ درہم تھی۔ کبھی نہیں بڑھی۔ مترجم از الفاروق

مشورہ کرتے رہو اور لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتے رہو جو اجابت کرے تم اس سے قبول کرو اور جو انکار کرے تو وہ ذلیل اور حقیر ہو کہ جزیہ دے ورنہ تلوار ہے بغیر کسی ہمدردی کے۔ اور عرب کے جس قبیلہ پر بھی تمہارا گزر ہو اس کے لوگوں کو جمع کرو اور ان کو جہاد کے لئے اور دشمنوں کو بے غوصلہ کرنے کے لئے آمادہ کرو اور اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو۔ تو عقبہ بن غزوہ ان نے اہلہ کو فوج کر لیا۔ پھر بصرہ کی حدود متعین کیں۔ اور استیاب میں شعبی کی حدیث میں سے ہے کہ جب عدی بن حاتم حضرت عمرؓ سے آکر ملے تو انھوں نے کہا کہ میرا گمان نہیں ہے کہ آپ مجھے پہچان رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں تم کو کیسے نہ پہچانوں گا حالانکہ پہلا صدقہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمکادیا تھا طے کا صدقہ تھا۔ میں تم کو پہچانتا ہوں کہ تم ایمان لاتے جب کہ وہ (قبیلہ طے والے) کافر تھے اور تم ہماری طرف آتے جب انھوں نے (مردہ ہو کر) پیٹھ پھیر لی تھی اور آپ وفادار رہے جب ان لوگوں نے غدار کی تھی۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ شدت کے ساتھ روکا کرتے تھے کفار سے اعتماد کے کام لینے سے مسلمانوں کے معاملات میں۔ ریاض النضرہ میں ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آتے اور ان کے ساتھ ان کا نصرانی کاتب تھا۔ تو اُس نے اپنا کھانا ہوتا حساب پیش کیا جس کو عمرؓ نے پسند کیا اور یہ نہ سمجھے کہ وہ نصرانی ہے۔ پھر آپ نے ابو موسیٰؓ سے کہا کہ تمہارا یہ کاتب کہاں ہے؟ کہ لوگوں کو یہ تحریر پڑھ کر سنا۔ تو ابو موسیٰؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ وہ مسجد میں داخل نہ ہو سکے گا تو آپ نے فرمایا کیوں؟ کیا وہ جہنی ہے۔ ابو موسیٰؓ نے کہا نہیں لیکن وہ نصرانی ہے تو انکو عمرؓ نے جھڑکا اور فرمایا کہ ان کو اپنے سے قریب نہ کرو جب کہ اللہ نے دور کر دیا اور ان کا اکرام نہ کرو جب ان کو اللہ نے

نشاوہ و اذھل الی اللہ فمن اجابک فاقبل منه ومن ابى فالجزية عن یدہ ذلہ و ضعیفہ و الا فالشیف فی غیر موادہ و استیغفر من مرت بہ من العرب و مجتہم علی الجہاد و کاتبة العدو و اتق اللہ ربک فانتم عتبتہ بن غزوہ ان الابلہ ثم اختط البعرة و فی الاستیاب من حدیث الشیبی ان عدی بن حاتم قال لعمر اذ قدیم علیہ ما اظنک تقرقنی قال و کیف لا اعرک و اول صدقۃ بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقۃ طی اعرک امنت اذ کفروا و اقبلت اذ ادبروا و اوقیت اذ غدروا و ازانجلہ آنت کہ نہی می فرمود نہی شدید از استعمال کفار بر اعمال مسلمین فی ریاض النضرہ ان اباموس سے قدم علی عمرؓ و منہ کاتب نصرانی فر فرغ کتابہ فاعجب عمر و لم یعلم انه نصرانی فقال لابی موسیٰ این کاتب کذا حتی یقرأ الکتاب علی الناس فقال ابو موسیٰ یا امیر المؤمنین ان لا یدخل المسجد قال لم اجنب ہو قال لا و لکن نصرانی فانہرہ عمر و قال لا تدنوسہم و قد اقصیہم اللہ و لا تکرہوہم و قد اہانہم

ذیل کر دیا اور ان کو امین نہ بناؤ جب کہ اللہ نے ان کو خائن قرار دیا۔ میں تم کو روک چکا ہوں اہل کتاب کو معتبر کار بنانے سے کہ یہ لوگ رشوتوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور ایک رذائے میں یہ ہے کہ عمر بن نے ابو موسیٰ رضی سے کہا کہ ہمارے پاس ایسا شخص لے کر آؤ جو ہمارے حساب کی پڑتال کرے تو وہ ان کے پاس ایک نصرانی کو لے گئے تو فرمایا کہ اگر میں تجھ پر پیش قدمی کرتا تو ایک کوتا اور ایسا کرتا۔ میں نے تجھ سے ایسے شخص کا سوال کیا تھا جس کو اپنی امانت میں شریک کر سکوں تو میرے پاس ایسے شخص کو لے آیا جس کا دین میرے دین کے خلاف ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بذات خود گشت کیا کرتے تھے اور اس کام کو دو فائدوں کے لئے اختیار کیا تھا۔ پہلا فائدہ رعیت کے حالات پر مطلع رہنا تاکہ جہاں بھی کوئی رخنہ واقع ہو تو اس کا تدارک عمل میں آجائے اور شاہانِ عادل نے اس مفاد کے لئے نخبین اور سواخ نگاروں کو مقرر کیا ہے۔ اور دوسرا فائدہ ہے ضعفاء کی حفاظت چوروں کی دست برد سے اور بادشاہانِ عادل نے اس مصلحت کے لئے کو قوال اور سپاہی مقرر کئے ہیں اور اسی طرح جن مصلحتوں کے لئے بادشاہوں نے ایک شخص کو معین کیا ہے حضرت فاروق رضی نے خود بنفس نفیس ان کاموں کے کرنے کا التزام کیا ہے تاکہ ان مصالح کی ہر طرح کی چھوٹی چھوٹی جزئیات پر بھی مطلع ہو جائیں اور ان کے پیش نظر ضابطے مقرر کر دیں اور اسی قسم میں سے ہیں فازیوں کی بیویوں کی خبر گیری فرمانے کے قصے اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے قافلہ کے پیچھے چلنے کی حکایتیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گشت کے اوقات میں عجیب اتفاقات پیش آتے ہیں۔ دو تین حکایتوں کے ضمن میں ہم ان عجائبات کا بیان کرتے ہیں۔

اللہ و لا تأمنونہم وقد خذہم اللہ قدیسکم
عن استعمال اہل الکتاب فانہم یستحلون
الریشا و نے روایت ان عمر قال للابی موسیٰ
استنہ برجل ینظر فی حسابنا فاتاہ بنصرہ
فقال لو کنت تقدمتُ ایک لفعلت
وفعلت سالتک رجلاً اشکر فی الامانی
فاتیتہ بمن یخالف دینہ دینی۔
و از انجلہ آنکہ بنفس خود عیسے
فرمود و اختیار این امر بجهت دو فائدہ بود
اولی اطلاع بر احوال رعیت تا ہر جا
خللے یافتہ شود تدارک آن بعمل آید
و ملوک عدالت پیشہ براتے ظہور این فائدہ
مُنشیان و سواخ نگاران مقرر کردہ اند و فائدہ
ثانیہ محافظت ضعفاء از دست برد سراق و
بادشاہانِ عادل براتے رعایت این مصلحت
عسس و شرط قرار دادہ اند و معین ہر مصلحت
کہ ملوک براتے آن شخصے را معین ساختہ اند حضرت
فاروق بنفس نفیس خود تادمۃ التزام باشر
آن سے فرمود تا بر نفیر و قطیر آن مصالح
مطلع شود و ضابطہ براتے آن قرار دہ و اذین
قبیل است حکایت تہد نساء غزاة و خلف
قافلہ گشتن او رضی اللہ عنہ و اورا
رضی اللہ عنہ در اوقات عسس اتفاقات
عجیبہ روتے دادہ است در ضمن دو
سہ حکایت تقریر آن عجائب کنیم۔

روایت ہے زید بن اسلم سے انھوں نے روایت کیا اپنے باپ سے کہا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار گیا تو ان سے اگر بلی ایک جوان عورت اور اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! میرا شوہر ہلاک ہو گیا اور اس نے چھوٹی چھوٹی لڑکیاں چھوڑیں واللہ نہ انھیں گوشت کا ٹکڑا میسر ہے اور نہ ان کے پاس دودھ پینے والا کوئی جانور ہے اور نہ کھیتی ہے اور مجھے ان کے مرجانے کا اندیشہ ہے۔ اور میں خُفاف بن ایاء الغفاری کی بیٹی ہوں اور وہ حدیبیہ میں حاضر تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ تو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرے اور آگے نہیں گئے۔ اور فرمایا کہ بہت اچھا نسب ہے قریب کا یعنی جس کو ہم جلد پہچان گئے) پھر ایک بار برداری کے اونٹ کی طرف لوٹے جو گھریں بندھا ہوا تھا ان کے اوپر دو دلوں سے لادے۔ دونوں کھانے کی چیزوں سے بھرے ہوئے تھے اور ان کے درمیان نقدی بھی تھی اور کپڑے بھی تھے پھر اس عورت کو اونٹ کی مہار پکڑوا دی اور فرمایا کہ اس کو ہنکا لیجا۔ یہ ختم نہ ہو گا کہ تیرے پاس اور مال پہنچ جاتے گا۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ نے اس کو بہت دیدیا۔ آپ نے فرمایا مجھے تیری ماں روئے واللہ میں دیکھ رہا ہوں اس عورت کے باپ کو اور بھائی کو اور ان دونوں نے ایک قلعہ کا ایک زمانہ سے محاصرہ کر رکھا تھا پھر انھوں نے اُسے فتح کر لیا پھر ہم صبح کو ان دونوں کے حقے لوٹا ہے تھے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ریاض میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا کہ تاجروں کا ایک قافلہ آیا اور وہ لوگ عید گاہ پر ٹھہرے تو عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا آپ ہمارا ساتھ دینگے اس میں کہ آج رات ہم ان لوگوں کی چوروں سے حفاظت کریں تو یہ دونوں تمام رات جاگتے اور ان لوگوں کی حفاظت کرتے رہے اور نماز پڑھتے رہے جو اللہ نے ان دونوں کے لئے

عن زید بن اسلم عن ابیہ قال خرجت مع عمر فی السوق فلیحقتہ امراۃ شائبۃ فقالت یا امیر المؤمنین ہلک زوجی و ترک صبیۃ صغیرا واللہ یمضیون کراۃ و لا لہم ضرر و لا زرع و خثیث علیہم الضیعۃ و انا ابنۃ خفاف بن ایاء الغفاری و قد شہد بالہ الحدیبیۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوقف معہا و لم یمض و قال مرحبا بنسب قریب ثم انصرف الی یحیر فلیس کان مربوطا فی الدار فحمل علیہ غزارتین کلاہما طعما و جعل بینہما نفقۃ و ثیابا ثم ناداہا خطامہ فقال اقتادیہ فلن یفنی ہذا حتی یأتیکم بخیر فقال الرجل یا امیر المؤمنین اکثرت لہا فقال شکلتک انک واللہ لانی لارے ابا بذہ و اعالہ و قد حاصر احصنا زمانا فافتتہا ثم اصبنائتین سہما تمہما اخرجه الخاء و فی الریاض عن ابن عمر قال قد مت رفقة من التجار فزکوا البصل فقال عمر لعبد الرحمن ہل لک ان یخرجہم اللیلۃ من الشرق فباتا یخرجہم و یصلیان ما کتب اللہ

لہا فسمع عمر بکاء صبی فتوجہ نحوہ
 فقال لأمّہ اتقی اللہ و أحسنی الی
 صبیک ثم عاد الی مکانہ فسمع بکاءہ
 فعاد الی أمّہ فقال لہا مثل ذلک
 ثم عاد الی مکانہ فلما کان من آخر
 اللیل سمع بکاءہ فأتی أمّہ و
 قال ویحک الی لاراک اُمّ سوہ
 مائی آرے ابنک لا یقر منہ اللیلۃ
 قالت یا عبد اللہ قد ابرئ منی منذ
 اللیلۃ الیّ اَرَبِعَ عَشَرَ عَاصِیً
 ایضاً فیما فیہ قال ولیمّ قالت لان
 عمر لا یغرض الاللفظ قال فکم لہ
 قالت کذا کذا کذا شہراً قال لا تجلیہ فصل
 الفجر و ما یتبین الناس ثم
 غلب البکاء فلما سلم قال
 یا بوسا لعمر کم قتل من اولاد
 المسلمین ثم امر مناد یا ناد
 ان لا تعجلوا صبیاً نکم علی
 اللفظ و انا نغرض لکل مولود فی
 الاسلام و کتب بذلک الی
 الافاق ان یغرض لکل مولود
 فی الاسلام آخر جہ صاحب
 الصفوہ و نبی عن عروہ بن
 زویم قال بیئنا عمر بن
 الخطاب

مقدور کردی تھی۔ تو عمر نے دگشت پر جاتے ہوئے، ایک بچے کے
 رونے کی آواز سنی تو اُس کی طرف توجہ کی۔ پھر اس کی ماں سے
 کہا کہ اللہ سے ڈر اور اپنے بچے کے ساتھ نیک برتاؤ کر پھر اپنے
 مقام کی طرف واپس ہوتے تو پھر بچے کے رونے کی آواز سنی
 پھر اُس کی ماں کی طرف پہنچے اور پھر اُس سے وہی کہا جو پہلے کہا
 تھا۔ پھر دگشت کرتے ہوئے، اپنی جگہ کی طرف لوٹے۔ پھر جب
 آخر شب کا وقت آیا تو پھر آپ نے اُس بچے کی رونے کی آواز سنی
 تو اس کی ماں کے پاس پہنچے اور فرمایا افسوس ہے تجھ پر میں تجھے
 دیکھتا ہوں کہ تو بہت بُری ماں ہے۔ کیا ہو کہ میں تیرے بچے کو
 دیکھ رہا ہوں کہ وہ آج کی رات اتنا بے قرار ہے۔ اُس نے کہا اے
 اللہ کے بندے تو نے بھی مجھے آج رات تنگ کر دیا۔ میں اس کو دودھ
 چھوڑانے کی عادت ڈال رہی ہوں اور یہ مانتا نہیں۔ آپ نے کہا
 اور کیوں؟ اُس نے کہا اس لئے کہ عمر وظیفہ نہیں دیتا مگر اس
 بچہ کو جس کا دودھ چھوٹ گیا ہو۔ آپ نے کہا کہ اس کی کیا عمر
 ہے؟ اس نے کہا اتنے اور اتنے مہینے کی۔ فرمایا کہ اس کے ساتھ
 جلدی نہ کر۔ پھر آپ نے صبح کی نماز پڑھی (یعنی شروع کی) درال
 حالیکہ لوگ واضح طور پر نظر نہیں آتے تھے (یعنی اوّل وقت) پھر
 اُن پر گریہ غالب آگیا تو جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ کس قدر بربادی
 ہے عمرؓ کی۔ مسلمانوں کے بچوں میں سے اس نے کتنوں کو ہلاک
 کر دیا۔ پھر منادی کو حکم دیا کہ یہ اعلان کرے کہ اپنے بچوں کا دودھ
 چھوڑانے میں جلدی نہ کرو (اب) مسلمانوں کے ہر بچے کا وظیفہ
 مقرر کر دیئے۔ اور جملہ اطراف ملک میں احکام بھیج دیئے کہ ہر
 میں کے ہر بچے کا سیدائش کے ساتھ ہی وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔
 اس کو صاحب الصفوہ نے روایت کیا۔ اور اسی میں ہے کہ عروہ بن
 زویم سے مروی ہے کہ ایسے وقت جب کہ عمر بن الخطاب لوگوں کو

يَتَقَرَّعُ النَّاسُ بِأَهْمٍ عَنْ أَمْرٍ أَجَادِهِمْ أَذْمَرُ
 بِأَهْلِ حِمصٍ فَقَالَ كَيْفَ أُنْتُمْ وَكَيْفَ أَمِيرُكُمْ
 قَالُوا خَيْرُ أَمِيرٍ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ بَنَى
 عَلَيْهِتُ يَكُونُ فِيهَا مَكْتَبٌ كَتَبًا وَارْسَلُ
 بَرِيدًا وَأَمْرُهُ إِذَا جِئْتَ بَابَ عَلَيْهِ فَاَجْمَعْ
 حُطْبًا وَاحِرْقْ بَابَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَدِمَ جَمْعُ حُطْبًا
 وَاحِرْقْ بَابَ عَلَيْهِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ النَّاسُ
 ذَكَرُوا أَنَّ بَهْنًا رَجُلًا يُحْرِقُ بَابَ عَلَيْهِتِكَ
 فَقَالَ دَعُوهُ فَإِنَّ رَسُولَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
 ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ فَنَادَاهُ الْكِتَابُ مِنْ
 يَدِهِ فَلَمْ يَفْطَحْ الْكِتَابَ مِنْ يَدِهِ حَتَّى
 رَكِبَ فَلَمَّا رَأَاهُ عُمَرُ قَالَ احْبِسُوهُ
 عَنِّي فِي الشَّمْسِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَجَبَسَ عَنْهُ
 ثَلَاثًا حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْدَ ثَلَاثِ قَالِ يَا ابْنَ
 فِرْطَ الْحَقْنَةَ إِلَى الْحِجْرَةِ وَفِيهَا أَهْلُ الصَّدَقَةِ
 وَغَنَمُهَا حَتَّى إِذَا جَاءَهُ الْحِمْرَةُ الْقَتْلَى
 عَلَيْهِ نَهْرَةٌ وَقَالَ انْزِعْ شَيْبَاكَ
 وَانْزِرْ بَهْنَكَ ثُمَّ نَادَاهُ الدَّلْوُ
 فَقَالَ اسْقِ أَهْلَهُ الْإِبِلَ فَلَمْ يَفِرْطْ
 حَتَّى تَبَتْ فَقَالَ يَا ابْنَ فِرْطَ مَنْ
 كَانَ عَهْدُكَ بِهَذَا قَالُوا لِيْلِي يَا أَمِيرَ
 الْمُؤْمِنِينَ قَالَ فَلِهَذَا بَنَيْتُ عَلَيْهِتِي وَ
 أَشْرَفْتُ بِهَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَالْأَزْوَاجِ
 وَالْيَتَامَى أَرْجِعْ إِلَى عَمَلِكَ
 وَلَا تَعُدْ وَفِيهِ

غور کے ساتھ دیکھ رہے اور ان سے ان کے لشکروں کے امراء کے
 بارے میں پوچھ گچھ کر رہے تھے کہ ان کا گزراہل حمص پر ہوا آپ
 نے ان سے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے اور تمہارا امیر کیسا ہے؟
 انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین وہ اچھا امیر ہے مگر اس نے ایک
 بالاخانہ بنالیا ہے جس میں وہ رہتا ہے تو آپ نے ایک خط لکھا اور
 قاصد کو بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ جب تو بالاخانہ کے دروازے پر
 پہنچے تو ٹکڑیاں جمع کر کے اُس کو پھونک دینا تو جب وہ وہاں
 پہنچا تو اُس نے ٹکڑیاں جمع کر کے بالاخانہ کے دروازے کو آگ
 لگا دی، اس پر امیر کے پاس لوگوں نے جا کر کہا کہ ایک شخص ہے
 جو آپ کے بالاخانہ کا دروازہ پھونک رہا ہے۔ امیر نے کہا کہ اُسے
 چھوڑ دو کہ وہ امیر المؤمنین کا قاصد ہے پھر قاصد امیر کے پاس
 پہنچا تو امیر نے خط اس کے ہاتھ سے لے لیا اور اُس کو اپنے ہاتھ
 سے چھوڑا انہیں کہ سوار ہو گیا۔ جب اس کو عمر نے دیکھا تو کہا کہ میری
 جانب سے اس کو تین دن دھوپ میں روکے رکھو تو اس کو تین دن
 دھوپ میں روکا گیا۔ جب تین دن گزر گئے تو کہا اے ابن فرط!
 مجھ سے حرہ میں آکر بل دحرہ مدینہ کی آبادی سے باہر ایک شہر ہے
 (مقام ہے) اور اس میں صدقہ کے اونٹ اور بکریاں موجود تھیں۔
 تو جب وہ حرہ پہنچا تو اس کے اوپر ایک چادر پھینک دی اور
 کہا کہ اپنے کپڑے اتار اور اس کی لنگی بنا کر باندھ پھر اُس کو ڈول
 دیا اور کہا کہ ان اونٹوں کو پانی پلا تو وہ چند ڈول کھینچ کر تھک
 گیا۔ تو آپ نے کہا کہ اے ابن فرط! اس عہدہ پر تجھے کتنا زمانہ
 گزرا۔ اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین زمانہ دراز سے ہوں۔ فرمایا
 تو اسی وجہ سے تم نے بالاخانہ بنایا۔ اور اُس پر چڑھ کر بیٹھے۔
 سب مسلمانوں سے اور مصیبت زدوں سے، یتیموں سے اونچے
 ہو کر اپنے عہدہ پر واپس جاؤ اور آئندہ ایسا نہ ہو۔ اور اسی میں ہے

عن انس بن مالک بنما امیر المؤمنین
عمر یعش ذات لیلۃ اذ مرّ بأهل
جالس بفناء خیمۃ فجلس الیہ
محدث ویأله ویقول له ما اقدمت
ہذہ البلاد فینما ہو کذلک اذ
سمع اینما من الخیمۃ فقال من
ہذا الذی اسمع اینئہ فقال عمر
لیس من شایک امرأۃ ^{محدثہ} فخص
فرجھ عمر الی منزلہ وقال یا کرم
کلثوم شدے علیک ثیابک و
اتبعینی قال ثم اطلق حتی
انتہی الی الرجل فقال لہ ہل
لک ان تأذن لہذہ المرأۃ
ان تدخل علیہا فتونسبا فاذن
لہا فدخلت فلم یلبث ان قالت
یا امیر المؤمنین بشر صاحبک بغلام فلما
سمع توکھا امیر المؤمنین وثب من جنبہ
فجلس بین یدئہ وجعل یعتذر الیہ
فقال لا علیک اذا اصحت فأتنا فلما
اصبح اتاہ ففرض لابنہ فی الذریۃ
و اعطاه و فیہ عن ابن عمر ان
عمر لما رجع من الشام الی المدینۃ
انفرد عن الناس لیعرف اخبارہم
فمرّ بجوز فی خباہا ففقدھا
فقال

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایسے وقت میں کہ امیر المؤمنین رضی
ایک رات میں گشت کر رہے تھے کہ آپ کا گزر ایک اعرابی پر ہوا
جو اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا تو اس کے پاس جا بیٹھے اور
اس سے باتیں کرنے لگے اور سوالات کرنے لگے اور اس سے یہ پوچھ
رہے تھے کہ ان شہروں میں تیرا آنا کس وجہ سے ہوا، ابھی وہ
اسی گفتگو میں تھے کہ خیمہ کے اندر سے آہستہ آہستہ رونے کی
آواز سنی۔ تو آپ نے کہا کہ یہ آواز کیسی ہے جو میں سن رہا ہوں
تو اُس نے کہا کہ یہ ایسی بات ہے جو تم سے متعلق نہیں۔ ایک
عورت ہے جس کے پیدائش کا درد ہو رہا ہے۔ تو عمر اپنے
مکان پر لوٹ کر آئے اور زوجہ محترمہ سے فرمایا کہ اے ام کلثوم
اپنے کپڑے کس کمر پر باندھ لو اور میرے ساتھ چلو۔ کہا کہ روانہ
ہوتے اور اسی شخص کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ کیا تم اجازت
دو گے اس عورت کو یہ اُس کے پاس جا کر اُس کی تکمیل اور
تشفی کرے تو اُس نے اجازت دیدی اور یہ اس کے پاس اندر
پہنچ گئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ام کلثوم نے کہا کہ اے امیر
المؤمنین رضی اپنے ساتھی کو لڑکے کی بشارت دیدیتے۔ جب اُس
اعرابی نے اُن کا قول امیر المؤمنین سنا تو وہ کود کر آپ کے
پہلو سے اٹھا اور سامنے آ بیٹھا اور آپ سے معذرت کرنے لگا۔
تو آپ نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں جب صبح ہو جائے تو ہمارے
پاس آ جانا تو جب صبح ہوئی تو وہ آپ کے پاس پہنچا تو آپ
نے اُس کے بچے کے لئے بچوں کا وظیفہ مقرر کر دیا اور اُس کو
عطا کر دیا۔ اور اسی میں ہے کہ ابن عمر رضی سے مروی ہے کہ جب
عمر رضی شام سے مدینہ لوٹ کر آئے تو لوگوں سے الگ ہو گئے تا
اُن کے احوال معلوم کریں تو آپ کا گزر ایک بڑھیا پر ہوا جو
اپنے خیمہ میں تھی تو اس سے پوچھ گچھ کرنے لگے تو اس نے کہا کہ

جلد سوم

يَا أَيُّهَا مَافِلَ عَمْرٍ قَالِ هُوَ ذَا قَدْ أَقْبَلَ مِنْ
الشَّامِ قَالَتْ لَا جَزَاءَ لِلَّهِ عَنِّي خَيْرًا قَالِ
وَيَحْيَى وَلَمْ قَالَتْ لَا وَاللَّهِ مَا نَأْتِي مِنْ
عَطَاةٍ مِّنْ ذِي الْيَمَنِ هَذَا دِينُ رَأْيِ
لَا دَرِيهِمْ قَالِ وَيَحْيَى وَيَا دَرِيهِمْ عَمْرٍ
وَأَنْتِ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ فَقَالَتْ سُبْحَانَ
اللَّهِ مَا ظَنَنْتُ أَنْ أَحْدَايِلِي عَلَى النَّاسِ
وَلَا دَرِيهِمْ مَا بَيْنَ مَشْرِقٍ وَمَغْرِبٍ
فَاقْبَلِ عَمْرٍ وَهُوَ يَتَكَبَّرُ وَيَقُولُ وَأَعْمَرُ
وَإِخْوَانُهُ كُلُّ أَحَدٍ أَفْقَمُ مِنْكَ يَا عَمْرُ
ثُمَّ قَالِ لِبَايَكُمُ يَسِينِي فَلَا مَتَكِبَ مِنْهُ
قَالَتْ أَرْجَمُ مِنَ النَّارِ قَالَتْ
لَا تَهْزَأُ يَسِينَا رَحِمَكَ اللَّهُ فَقَالَ لَهَا
عَمْرٍ بَيْسَ بَهْزَاءِ فَلَمْ يَزَلْ يَهَاجِتُ اشْتَرَا
ظِلَامَتَهَا بِخَمْسَةِ وَعَشْرِينَ دِينَارًا فَبَيَّنَا هُوَ
كَذَلِكَ إِذَا أَقْبَلَ عَلَى بَنِي أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ
مَسْعُودٍ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ
الْمُؤْمِنِينَ فَوَضَعَتِ الْمَرْأَةُ يَدَهَا عَلَى
رَأْسِهَا وَقَالَتْ وَأَسْوَأُ أَتَاهَا شَتَمْتُ
أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ
لَهَا عَمْرٍ لَا عَلَيْكَ يَرْحَمَكَ اللَّهُ
قَالَ ثُمَّ طَلَبَ عَمْرٍ قِطْعَةً جَلْدٍ
يَكْتَبُ فِيهِ فَلَمْ يَجِدْ فَقَطَّعَ قِطْعَةً
مِنْ فُرُودِ كَانِ لَبْسُهَا وَكَتَبَ بِسْمِ اللَّهِ
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا مَا اشْتَرَا

اے شخص عمرؓ نے کیا کیا؟ تو آپ نے کہا کہ وہ ادھر ہی تو ہے
اور شام سے آگیا ہے تو اُس عورت نے کہا کہ خدا اُس کو میری
طرف سے جزاء خیر نہ دے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے
اور تو ایسا کیوں کہتی ہے۔ اُس نے کہا کہ جب سے وہ خلیفہ ہوا
ہے آج تک مجھے اس کا کوئی عطیہ نہیں ملا نہ کوئی دینار اور نہ
درہم۔ آپ نے کہا تجھ پر افسوس، اور عمرؓ کو تیرے حال کی خبر
کیا ہے اور جب کہ تو ایسی جگہ بیٹھی ہوتی ہے۔ تو اُس نے کہا
کہ سبحان اللہ میں گمان نہیں کرتی کہ کوئی لوگوں پر والی بن
جائے اور اس کو یہ خبر نہ ہو کہ اس کے آگے مشرق اور مغرب
میں کیلئے تو عمرؓ روتے ہوئے اُس کی محتوجہ ہوتے اور یہ کہ
رہے تھے کہ ہائے عمرؓ، ہائے کتنے دعویدار ہوں گے تجھ پر
ہر ایک تجھ سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والا ہے اے عمرؓ
پھر اُس سے فرمایا کہ تو اپنی مطلوبیت کے حق کو اس کے ہاتھ
کتنے میں بیچتی ہے کہ میں اس کو جہنم سے بچانا چاہتا ہوں اُس
نے کہا کہ مجھ سے مخول نہ کر۔ خدا تجھ پر رحمت کرے تو اس سے
عمرؓ نے کہا کہ یہ مخول نہیں ہے تو اس سے اصرار کرتے ہی ہے
یہاں تک کہ اس کے حق مطلوبیت کو پچیس دینار میں خرید لیا۔
ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ علی بن ابی طالب اور ابن مسعودؓ
آپہنچے اور ان دونوں نے کہا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
تو عورت اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر کہنے لگی کہ ہائے بُرائی میں
نے امیر المؤمنینؓ کو اُس کے منہ پر برا بھلا کہہ دیا۔ تو اُس سے
امیر المؤمنینؓ نے فرمایا کہ تجھ پر کوئی جرم نہیں خدا تجھ پر رحم
کرے تو عمرؓ نے ایک جلد کا ٹکڑا مانگا جس پر لکھیں مگر نہ ملا
پھر اپنی چادر میں سے جس کو اوڑھ رہے تھے ایک ٹکڑا کاٹا
اور لکھا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ یہ دستاویز ہے اس کی جو عمرؓ

عمر بن خطابؓ غلامتھا منہ دلی الے
یومئذ بنی بختیہ و عشرین دیناراً
فما تدعی عندی و توئی فی المحشر
بین یدے اللہ عز و جل فمر منہ
برئ شہد علی ذلک علی بن ابیطالب
و عبد اللہ بن مسعود ثم دفع الکتاب
الے علی و قال اذا انا تقدیمک
فاجعلها فی کفنی و فیہ عن الأوزاع
ان عمر بن الخطاب خرج فی سواد
اللیل قرآہ طلحہ فذهب عمر
فدخل بیتاً ثم خرج و دخل بیتاً آخر
فلما أصبح طلحہ ذهب الے ذلک
البیت فاذا بعوز عیاء متعبہ فقال
لہا ما بال ہذا الرجل یاتیک قالت
ان معاہدی منہ کذا و کذا بما
یصلین و یخرج عنی الا ذے فقال
طلحہ لئن شکلتک امک اعرات عمر
تشیخ اخرجه صاحب الصفوة و
الفضائل و فیہ روی ان کان
یطوف لیلۃ فی المدینۃ فسمی
امراً تقول شعر الاطال ہذا اللیل
و ازدر جانبہ و یس الے جبنی
خلیل الایعبہ فواللہ لولا اللہ
لاشی غیرہ لزعزعت من ہذا السریہ
جوانبہ مخافۃ ربی و الحیاء

فلاں عورت سے اُس کا حق مظلومیت خرید ہے جب سے وہ والی
بنایے آج کے دن تک پچیس دینار میں تو وہ اب اللہ کے سامنے
محشر میں کھڑی ہو کر اگر دعوی کرے تو عمرؓ اس سے بری ہے۔
اس پر گواہ ہیں علی بن ابی طالبؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ۔ پھر وہ
تحریر علیؓ کو دیدی اور فرمایا کہ جب میں تم سے پہلے دنیا سے
گزر جاؤں تو اس کو میرے کفن میں رکھ دینا۔ اور اسی میں ہے
کہ اوزاعیؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب رات کے اندھیر
میں نکلے تو اُن کو طلحہؓ نے دیکھا کہ عمرؓ جاتے ہوئے ایک گھر
میں داخل ہوتے پھر نکلے اور دوسرے گھر میں داخل ہوتے۔
جب صبح ہوتی تو طلحہؓ اُس گھر میں پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ اس
میں ایک بوڑھیلے اندھی جس کی ٹانگیں ماری ہوتی ہیں تو
انہوں نے کہا کہ وہ شخص کیا کرتا ہے جو تیرے پاس آتا ہے۔
اُس نے کہا کہ وہ میری خبر گیری کرنے والے اتنے اور اتنے
زمانہ سے جس چیز کی بھی مجھے ضرورت ہوتی ہے اور میرے
پاس سے گندگی کو ہٹاتا ہے تو طلحہؓ نے اپنے نفس سے کہا کہ مجھے
روئے تیری ماں کیا تو عمرؓ کی لغزشیں معلوم کرنے کے لیے
ہوا تھا۔ اس کو اندھ کیا صاحب الصفوہ اور فضائل نے۔ اور اسی
میں ہے کہ ایک رات عمر رضی اللہ عنہ مدینہ میں گشت کر رہے
تھے تو آپ نے سنا کہ ایک عورت کہہ رہی ہے اشعار الا
طال ہذا اللیل و ازدر جانبہ الخ (ترجمہ) دیکھو یہ رات لمبی
ہو گئی اور اس کا گوشہ خوب تاریک ہو گیا۔ اور میرے پہلو میں
کوئی دوست نہیں جس کے ساتھ دل لگی کر لوں + تو خدا کی
قسم اگر اللہ (روکنے والا) نہ ہوتا جس کے سوا مجھے کوئی شے
(روکنے والی) نہیں۔ تو اس چار پائی کی تمام طرفیں (یعنی
پٹیاں) ضرور کانپنے لگتیں + اپنے پروردگار کا خوف اور حیا

تو نے؟ وَاَكْرَمُ بَعْلِي اَنْ يُتَاوَلَ مَرَّ كَبْرٍ
 دے روایت و اَلْكُنْزُ اخْشَاءُ رَقِيبًا مَوْطَلًا
 بَا نَفْسِي لِيَقْفُرَ الدَّهْرَ كَاتِبُهُ فَقَالَ
 عَمْرُو اَكْرَمُ قَبْرِ الْمَرْأَةِ عَنْ اَهْلِ
 فَقُلْنَ شَهْرِيْنَ وَفِي الثَّالِثِ يَقُلْنَ
 الْقَبْرِ وَفِي الرَّابِعِ يَنْقُدُ الْقَبْرُ
 فَكَلَّتْ اِلَى اِمْرَاءِ الْاَجْبَادِ اَنْ
 لَا تَحْبُسُوا رُجُلًا عَنْ امْرَأَةٍ اَكْثَرَ
 مِنْ اَرْبَعَةِ اشْهُرٍ وَفِيهِ عَنِ الشَّجْعَانِ
 سَمِعَ عَمْرُو امْرَأَةً تَقُولُ شَعْرٌ وَكُنْتُ
 النِّفْسُ بَعْدَ خُرُوجِ عَمْرُو اِلَى
 اَللَّذَاتِ تَطْلُبُ اَطْلَاعًا فَقُلْتُ
 بَا عَجَلْتِ فَلَا تُطَاعِي دُو
 طَلْتُ اَقَامَتُهُ رِبَاغًا اَحَاذِرُ
 اِنْ اَلَمْتُكَ سَبَّ نَفْسِي وَ
 مُحَرَّاةٌ تَجَلَّلَتْ قِنَا مَاءٍ فَقَالَ
 لِمَا عَمْرُو مَا الَّذِي يَمْنَعُكَ مِنْ
 ذَاكَ قَالَتْ الْحَيَاءُ وَ اِكْرَامُ
 زَوْجِي قَالَ عَمْرُو اِنْ
 الْحَيَاءُ لِبَنَاتِ ذَاتِ الْاَوَانِ مِنْ
 اسْتِحْشَانِ اسْتَحْشَانٍ وَ مَنْ اسْتَحْشَا اَتَقَى
 وَ مَنْ لَقِيَ وَ قَدْ اُخْرِجَهُ ابْنُ اَبِي
 الدُّنْيَا وَفِي الْاَحْيَاءِ رَوَى اَنْ عَمْرُو
 يُعْشَى فِي الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَرَأَى
 رَجُلًا وَ امْرَأَةً عَلَى

مجھے اس کام سے ہٹا دیتی ہے اور (نیز) میں اپنے شوہر کی عزت کرتی
 ہوں کہ اس کے سواری کے مقامات کو دوسرے شخص کو دیدیتے
 جاتیں۔ اور ایک روایت میں یہ ہے وَاَلْكُنْزُ اخْشَاءُ لِمَا يَعْنِي
 لیکن میں ڈرتی ہوں ایک ایسے نگہبان سے جو ہمارے نفسوں پر
 موقوف ہے جو کبھی سستی نہیں کرتا ہمیشہ ہر ایک حال لکھتا ہی
 رہتا ہے۔ تو عمر نے عورتوں سے پوچھا کہ کتنے عرصہ تک عورت
 مرد سے صبر کر لیتی ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ دو مہینے اور تیس
 مہینے میں صبر کم ہونے لگے گا اور چوتھے مہینے میں ختم ہو جائے گا
 تو آپ نے فوجوں کے اُمراء کو لکھا کہ کسی شخص کو اپنی بیوی
 کے پاس جانے سے چار مہینے سے زیادہ نہ روکا جائے۔ اور تیس
 میں ہے کہ مردی ہے شبی سے کہ عمر نے سنا کہ ایک عورت کہہ
 رہی ہے اسْتَحْشَا النِّفْسُ بَعْدَ خُرُوجِ عَمْرُو لِمَا (ترجمہ)
 عمر کو جانے کے بعد مجھے نفس نے لذات کی طرف بلایا (اور ان
 کے حاصل کرنے کی) بہت سی صورتیں دیکھ رہا ہے ہوتی ہیں
 اُس سے کہا کہ تو نے جلدی کی تیری بات نہیں مانی جائے گی
 اگرچہ عمر کو قیام منازل میں طویل ہو جائے + اگر میں نے
 تیری بات مان لی تو میں اپنی ذات پر گالیاں پڑنے سے ڈرتی
 ہوں اور ایسی رسوائی سے جو میرے چہرے پر برقع بن کر چھا
 جائے گی۔ تو عمر نے کہا کہ اس (بیوی) سے تجھے کیا چیز
 روکتی ہے؟ تو اُس نے کہا کہ حیا اور اپنے شوہر کا اِکرام۔ تو
 عمر نے فرمایا کہ بیشک حیا میں بہت سی خصلتیں مختلف الوان
 کی شامل ہو جاتی ہیں۔ جو حیا کے گادہ چھپا رہے گا اور جو چھپا
 رہے گا وہ متقی ہو گا اور جو متقی ہو گا وہ بچا رہے گا، اس کو ابن
 ابی الدنیا نے روایت کیا اور احیاء میں ہے کہ ایک رات عمر
 مدینہ میں گشت کر رہے تھے تو آپ نے ایک مرد اور ایک عورت کو

فحش حال میں دیکھا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں سے کہا کہ تمہاری
کیا رات ہے کہ اگر ایک امام نے ایک مرد اور عورت کو فحش
حالت پر دیکھا اور پھر ان دونوں پر حد کو قائم کر دیا تو تم کیا
کر دو گے۔ تو لوگوں نے کہا کہ آپ امام ہیں (آپ کو اختیار ہے)
مگر علی رضی نے کہا کہ اس کا اختیار نہیں۔ اگر آپ ایسا کرینگے تو آپ
کے اوپر حد قائم کی جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نہیں
لمنتے اس امر میں چار گواہوں سے کم کی شہادت کو۔ پھر عمر رضی نے
ان سے اس پر کلام) کو چھوڑے رکھا جب تک اللہ نے چاہا
کہ چھوڑے رکھیں۔ پھر ان سے پوچھا تو قوم نے اسی طرح جیسے
پہلے کہا تھا جواب دیا اور علی رضی نے بھی وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔
غزالی نے کہا کہ یہ (تکرار سوال) اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ عمر
اس مسئلہ میں متردد تھے۔ اور اسی میں ہے کہ عبدالرحمن بن
عوف سے مروی ہے کہ میں نے ایک رات عمر رضی کے ساتھ مل کر
مدینہ کا گشت کیا تو ایسے وقت کہ ہم چلے جا رہے تھے ہم کو ایک
چراغ نظر آیا تو ہم اسی کے قصد سے آگے چلے۔ جب ہم قریب
پہنچ گئے تو دیکھا کہ ایک قوم نے (یعنی چند ہم مشرب لوگوں نے)
دروازہ بند کر رکھا ہے اور ان کی آوازیں اور طے طے الفاظ
بلند ہو رہے ہیں۔ تو عمر رضی نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ کیا تم
جانتے ہو کہ یہ کس کا گھر ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا کہ یہ گھر ہے
ربیعہ بن اُمیہ بن خلف کا اور وہ اس وقت شراب پیتے ہوئے
ہیں تو تمہاری کیا رات ہے؟ میں نے کہا کہ میری رات تو یہ
ہے کہ ہم اب اس حد پر آگئے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں
منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَجْسَسُوا (اور جس
نہ کرو) تو عمر رضی واپس ہوئے اور ان کو چھوڑ دیا۔ اور اسی میں
ہے کہ عمر رضی ایک رات مدینہ میں گشت کر رہے تھے تو ایک شخص کی آواز

فا حشۃ فلما أصبح قال للناس ارايت
لو ان امارا رآ رجلًا و امرأۃ علی
فا حشۃ فاقام علیہما الحد ما کنتم فاعلین
قالوا انما انت امام فقال علی لیس لک
ذلک اذ اقام الحد علیک ان اللہ
تعالیٰ لم یامن علی ہذا الامر اقل من
اربعۃ شہداء ثم ترکم ما شاء اللہ ان
یترکم ثم سألہم فقال القوم مثل
مقاتلہم الاولی و قال علی مثل
مقاتلہ قال الغزالی و ہذا مشیر
الی ان عمر کان مترددًا فی
ہذہ المسالۃ و فیہ عن عبدالرحمن
ابن عوف قال حست مع عمر لیلۃ
بالمدینۃ فبینا نحن نمشی اذ ظہر لنا
سراج فانطلقنا نؤمّیہ فلما دلونا اذا
باب مغلق علی قوم ہم اصوات و لغف
فاخذ عمر سیک و قال اترى بیت من
ہذا قلت لا قال ہذا بیت ربیعۃ بن
امیۃ بن خلف و ہم الان شراب
فارتے قلت ارے انا قد اتینا
ما نہانا اللہ تعالیٰ عنہ قال اللہ تعالیٰ
وَلَا تَجْسَسُوا فرجع عمر و ترکم و
فیہ روے ان عمر کان
یعس بالمدینۃ اللیل فسمع
صوت

رجل نے بیتِ یثغیٰ قَتَّسَ عَلَیْہِ فوجہ
رجلاً عنده امرأۃ و خمر فقال یا
مُدَّ اللہ اَطْلَعْتَ ان اللہ تعالیٰ
یسترک وانت علی معصیتہ
فقال وانت یا امیر المؤمنین فلا
تُجمل ان اک عصیت اللہ فی
واحدة فانت عصیتہ فی ثلاث قال
اللہ تعالیٰ وَلَا تَجَسَّسُوا و قد تَجَسَّسْتَ
و قال تعالیٰ وَ لَیْسَ الْبِرُّ بِالْآنَاؤِ
الْبِیَّوْتِ مِنْ ظُھُورِهَا و قد تَسَوَّرْتُ
عَلَّی و قال تعالیٰ لَا تَدْخُلُوا
بِیَّوْتَا غَیْرِ بَیَّوْتِکُمْ و قد دخلت
بیتی بغیر اذن و لا سلام فقال عمر ہل
عندکم من خیر ان عفوت عنک قال
نعم یا امیر المؤمنین لئن عفوت
عنہ لا اعود لمثلہا ابدا ففعا
عنہ در روضۃ الاحباب مرویست
از اسلم مولائے فاروق رضی اللہ عنہ
از مشبہا یا امیر المؤمنین در اطراف
مدینہ می گشتم ساعتے براتے استراحت
بر جانب دیوارے تکبیر فرمود
شنید کہ ضعیفہ با صبیبتہ خود
مے گفت برخیز شیر را باب بیامیز دختہ
گفت نمی دانی کہ منادی امیر المؤمنین
نہ در دادہ لَا یُشَابُ اللہ

میں سے سنی جو گارہ تھا تو اس کو دیوار کے اوپر سے جھانک کر دیکھا
تو پایا کہ اس کے سامنے ایک عورت ہے اور شراب رکھی ہے تو انھوں
نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن کیا تو نے یہ گمان کر لیا تھا کہ اللہ
تعالیٰ تجھے چھپاتے رکھے گا اور تو اس کی نافرمانی پر قائم رہیگا۔
تو اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ بھی (نا فرمان ہیں)
تو جلدی نہ کیجئے اگر میں نے اللہ کی نافرمانی کی ایک بات میں تو
آپ نے اس کی نافرمانی کی تین باتوں میں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
وَلَا تَجَسَّسُوا۔ اور آپ نے تجسس کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا
وَلَیْسَ الْبِرُّ بِالْآنَاؤِ (۱۸۹: ۲) اور یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ گھروں
میں اُن کی پشت کی طرف سے آیا کرو۔ اور آپ دیوار پھلانگ کر
میرے پاس آئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا تَدْخُلُوا بَیَّوْتَا
الْمُؤْمِنِ (۱۸۹: ۲۴) تم اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں
داخل مت ہونا جب تک کہ (ان سے) اجازت حاصل نہ کر لو اور
گھروالوں کو سلام نہ کر لو۔ اور آپ میرے گھر میں داخل ہوتے
بغیر اذن کے اور بغیر سلام کے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم سے خیر
کی امید کیجاتے اگر میں تجھ کو معاف کر دوں؟ اس نے کہا کہ ہاں
اے امیر المؤمنین اگر آپ نے مجھ کو معاف کر دیا تو میں کبھی ایسی
شے کی طرف نہ کوٹوں گا تو آپ نے اس کو معاف کر دیا۔ اور
روضۃ الاحباب میں مروی ہے اسلم رضی اللہ عنہ سے جو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے
آزاد کردہ تھے کہ بعض راتوں میں سے ایک رات میں میں امیر المؤمنین
کے ساتھ مدینہ کے اطراف میں پھر رہا تھا آپ نے ایک گھڑی
کے لئے استراحت کی غرض سے ایک دیوار کی جانب سہارا لیا۔ آپ
نے سنا کہ ایک بڑا احیا اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے کہ اٹھ دو وہ
میں۔ پانی۔۔۔ ملا دے۔ لڑکی نے کہا کہ آپ نہیں جانتیں کہ امیر
المؤمنین رضی اللہ عنہ کے منادی نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ دودھ میں پانی

الہامہ مادر گفت نہ درین ساعت امیر المؤمنین
حاضر است و نہ منادی او دختر گفت و اللہ
سزاوار نیست مارا کہ در بلا^{۱۲} اطاعت کنیم و در
خلوت عصیان و وزیم فاروق اعظم^{۱۳} بغایت
خوش وقت شد و گفت لے اسلم این ستر را
نشان کنی روز دیگر آجنا کس فرستاد و آن دختر
را بر لے پسر خویش عاصم خطبہ کرد و عاصم راز و
دخترے پیدا شد عمر^{۱۴} بن عبدالعزیز از نسل
آن دختر بود و نیز مرویست از عبداللہ بن برہ
اسلمی کہ فاروق اعظم^{۱۵} شبے در بازار مدینہ سیری
نمود ناگاہ شنید کہ نے این بیت می خواند بیت
الاسبیل الی خمیر^{۱۶} فاشتر بها ام لاسبیل الی
نضر بن حجاج^{۱۷} با مدادان پرسید کہ نضر بن حجاج کیست
گفتند جو است از بنی سلیم رشتی القدری^{۱۸} و بعد
حسن الشعر اورا خواند و حلالی را فرمود کہ سر اورا
بتراشد دید کہ جمال او چنانکہ بود بہت از بہت
المال چیزے برداد و از مدینہ اورا اخراج نمود آخر
از وی خیانتی بطور رسید و فراست عمر^{۱۹} کار خود کرد و
از عبدالرحمن بن عوف مرویست کہ فاروق^{۲۰}
بخانہ من آمد گفتم چرا مرا نہ طلبیدی فرمود
من خبر رسیدہ است کہ درین وقت قافلہ در ظاہر مدینہ
فرود آمدہ است و اہل قافلہ از کلال سفر بخواب
غریق رفتہ اند بیا تا محافظت ایشان نمایم بر ستر
رستم و تا صبح بیدار بودیم و از ابوہریرہ^{۲۱}
مروی است کہ مے گفت

نہ بلایا جلتے۔ ماں نے کہا کہ نہ اس وقت امیر المؤمنین موجود ہے
اور نہ اس کا منادی۔ لڑکی نے کہا کہ خدا کی قسم یہ بات تو ہمارے
لے شایان نہیں ہے کہ سامنے تو ہم اُن کی اطاعت کریں اور خلوت
میں نافرمانی کرنے لگیں۔ فاروق اعظم^{۱۳} یہ سنکر بہت خوش ہوئے
اور فرمایا لے اسلم اس مکان پر نشان لگا دے۔ دوسرے دن آپ
نے کسی کو بھیجا اور اس لڑکی کا رشتہ اپنے بیٹے عاصم سے کر لیا۔
اُس سے عاصم کی ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ عمر بن عبدالعزیز اسی
لڑکی کی اولاد میں سے تھے۔ اور نیز عبداللہ بن بریدہ اسلمی سے
مروی ہے کہ ایک رات فاروق اعظم^{۱۵} مدینہ کے بازار میں پھر رہے
تھے کہ آپ نے سنا کہ ایک عورت یہ بیت پڑھ رہی ہے بیت
الاسبیل الی خمیر^{۱۶} (ترجمہ) کیا کوئی راہ شراب حاصل کرنے
کی نہیں کہ میں اُس کو پی لوں۔ یا کوئی راہ نہیں نضر بن حجاج سے
ملنے کی۔“ صبح کو آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ نضر بن حجاج کون
ہے؟ انھوں نے کہا کہ بنی سلیم میں کا ایک جوان ہے موزوں
قد اور سفید رخسار اور خوب صورت بالوں والا۔ آپ نے اُس کو بلایا
اور نائی کو حکم دیا کہ اس کا سر مونڈ دے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ اس کا
جمال جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہے۔ تو آپ نے اس کو بیت المال
میں سے کچھ دیدیا اور اس کو مدینہ سے نکال دیا۔ انجام کار اس سے
ایک خیانت ظہور میں آئی اور عمر^{۱۹} کی فراست نے اپنا کام کیا۔
اور عبدالرحمن بن عوف^{۲۰} سے مروی ہے کہ فاروق^{۲۰} میرے گھر میں
آئے۔ میں نے کہا کہ آپ نے مجھے کیوں نہیں بلایا فساد مایاکہ
مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس وقت قافلہ مدینہ کے باہر اتر رہے اور
قافلہ والے سفر کے تھکان سے گہری نیند سو گئے ہیں۔ چلو
تاکہ اُن کی حفاظت کریں۔ تو ہم ایک ٹیلے پر پہنچ گئے اور صبح
ایک جاگتے رہے۔ اور ابوہریرہ^{۲۱} سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ

رحمت خدا تہ بر قبر فاروقؓ نازل باد در عام رادہ دیدم کہ دو آنبان نام بر پشت خود برداشته و یکدیگر از زیت بدست گرفته میرفت و اسلم رفیق او بود در محل آن من نیز با او رفتم تا آنکہ رسیدیم بچشمہ صہر اُرد دیدم کہ میت خانہ دار از بنی محارب در انجا فرود آمدند پیرسید کہ سبب قدیم شہادت اظہار جوع نمودند فی الحال بار بار بر زمین انگشت و از برا لبانی ایشان در ایستاد تا طعام جہتا کرد و ایشان را اطعام نمود انگاہ اسلم را بدینہ فرستاد تا برائے ایشان شترے چند از اطعمہ و کسوت آورد و بر ایشان قسمت فرمود و مرقہ الحال متفقہ الاوطار باوطار خود باز گشتند و از انجلہ آنکہ در محافظت بیت المال دقیقہ فرو نہ گذاشت در روضہ الاجاب مذکور است کہ اخف بن قیس باجمع از وجوہ عرب از جانب عراق بجانب فاروق اعظمؓ آمدندے میند کہ وے عباہ خود را بمیان زدہ در طلب شترے گم شدہ از شتران صدقہ در حال کمال حرارت ہوا برآوردی گند چون اخف را دید فرمود یا اخف ساعته با من رفاقت کن در طلب این شتر چہ حق یسینا و مساکین و آراہل در ان ہست مرے از قوم گفت یا امیر المؤمنینؓ چرانے فرمائی کہ بندہ از بندگان صدقہ درین امر قیام نماید

خدا کی رحمت نازل ہو فاروقؓ کی قبر پر میں نے عام رادہ ایک قحط کے سال کا نام میں دیکھا کہ دو گھڑیاں روٹیوں کے سامان کو اپنی پیٹھ پر اٹھاتے ہوئے اور روغن کا گٹا ہاتھ میں لئے ہوئے جا رہے تھے اور اسلم آپ کا ساتھی تھا اُس کے اٹھانے میں میں بھی اُن کے ساتھ گیا، یہاں تک کہ ہم چشمہ صہر پر پہنچے۔ میں نے دیکھا کہ بنو محارب کے بیس گھر والے وہاں اُترے ہیں اُن سے پوچھا کہ تمہارے لئے کیا سبب ہے؟ تو انھوں نے بھوک کا اظہار کیا۔ آپؓ نے جہی اُن بوجھوں کو زمین پر... ڈال دیا اور روٹیوں کی تیاری کے لئے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ کھانا تیار کر کے اُن کو کھلا دیا۔ پھر اُسی وقت اسلم کو مدینہ بھیجا یہاں تک کہ وہ اُن کے لئے چند اونٹ کھانے کے سامان اور کپڑے سے لدے ہوئے لایا اور آپؓ نے یہ سب اُن پر تقسیم فرما دیا اور یہ سب لوگ خوش حال اور حاجت روائی کے ساتھ اپنے وطنوں کو واپس ہوئے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بیت المال کی محافظت میں آپؓ نے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ روضہ الاجاب میں مذکور ہے کہ اخف بن قیس سرداران عرب کی ایک جماعت کے ساتھ عراق کی جانب سے فاروق اعظمؓ کی خدمت میں آئے۔ دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی عباہ کو کمر پہنا کر باندھے ہوئے صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک گم شدہ اونٹ کی تلاش میں اس حالت میں کہ سخت گرم ہوا (یعنی ٹو) چل رہی تھی پھر رہے تھے۔ جب آپؓ نے اخف کو دیکھا تو فرمایا کہ لے اخف! تمھوڑی دیر اس اونٹ کی تلاش میں میرا ساتھ دو کیونکہ اس میں یتیموں کا اور مسکینوں اور بیواؤں کا حق ہے۔ قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ لے امیر المؤمنینؓ! آپ صدقہ کے غلاموں میں سے کسی غلام کو اس کام کے انجام دینے کا حکم کیوں نہیں دیتے؟

آپ نے فرمایا کہ اور (اللہ کے) غلاموں میں سے مجھ سے اور اخف سے زیادہ غلام کو نسا ہے۔ جو شخص کہ امیر مسلمین کا والی ہو گیا اُس پر وہ سب کچھ واجب ہے جو کسی آقا کے غلام پر آقا کے لئے واجب ہوتا ہے۔ اور ریاض میں سے کہ مروی ہے ابو بکر رضی سے کہا کہ میں عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کے ساتھ صدقے کے مکان میں پہنچا تو عثمانؓ سایہ میں بیٹھ کر کھنے لگے اور علیؓ ان کے سر پہنے کھڑے ہو کر جو کچھ عمرؓ بولتے تھے اُس کو کھولتے جاتے تھے اور عمرؓ دھوپ میں کھڑے ہوئے تھے ایسے دن میں جو سخت گرمی کا تھا ان کے بدن پر دو سیاہ چادریں تھیں ایک کو لنگی بنا رکھا تھا اور دوسری کو سر پر اوڑھ رکھا تھا اور وہ صدقے کے اونٹوں پر غور کرتے جاتے تھے اور اُن کے رنگ اور دانت لکھواڑے تھے تو علیؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ کیا تم نے شعیبؓ کی بیٹی کا قول نہیں سنا کتاب اللہ عز وجل میں یَا بْتَ اسْتَأْجِرْکَ الْاَمِیْنُ (۲۸: ۲۶) اتا جان آپ ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر وہ شخص ہے جو مضبوط ہو اور امانت دار ہو اور اشارہ کیا عمرؓ کی طرف اور کہا یہ ہے قوی امین اس کو اخذ کیا مخلص نے ابو ابن السمان نے موافقہ میں۔ اور اسی میں ہے کہ روایت ہے محمد بن علی بن حسین سے وہ روایت کرتے ہیں عثمان بن عفان کے ایک آزاد کردہ سے اُس نے کہا ایسے وقت کہ میں عثمانؓ کے ساتھ ان کی اس جائداد میں تھا جو عالیہ (یعنی مدینہ کی بلند جانب) میں تھی سخت گرم دن میں کہ دفعۃً اُنھوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دو جوان اونٹوں کو ہنکار رہے اور زمین پر پیش کی وجہ سے پٹکے اڑتے ہوئے محسوس ہوتے تھے۔ تو عثمانؓ نے کہا کہ اس شخص کا کیا مرج ہوتا اگر یہ شہر میں ٹھہر جاتا یہاں تک کہ ٹھنڈ ہو جاتی پھر شام کو آ جاتا۔ پھر وہ شخص قریب آیا

فرمود ائى عبد اعبد منى ومن الاحف ہر کسے کہ والی امیر مسلمانان شد واجب است بروے آنچه واجب است بر بندہ برائے خواجہ دے فی ریاض عن ابی بکر العنسی قال دخلت مع عمر و عثمان و علی مکان الصدقة فجلس عثمان فی الظل یکتب و قام علی علی راسہ یبلی علیہ ما یقول عمر و عمر قائم فی الشمس فی یوم شدید الحر علیہ بردان سوداوان مؤثر بواحدة و قد صنع الاضراء علی راسہ و هو یتفقہ ابل الصدقة و یکتب آوانہا و اسنانہا فقال علی لثمان ما سمعت قول ابنت شعیب فی کتاب اللہ عز وجل یَا بْتَ اسْتَأْجِرْکَ اِنْ خِیرَ مِنْ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِی الْاَمِیْنُ و اشار الی عمر و قال ہذا القوی الامین اخرجه المخلص وابن السمان فی موافقة و فیہ عن محمد بن علی بن حسین عن مولی عثمان بن عفان قال بنا انام مع عثمان فی ایل لبالعالیة فی یوم صائف اذ رآہ رجلاً یسوق بکمرین و علی الارض مثل الفرائش من الحر فقال عثمان ما علی ہذا لو اقام بالمدینة حتی یتبرد ثم یروح ثم دے الرجل

فَقَالَ أَنْظِرْ مِنْ هَذَا فَتَنْظُرْتُ فَقُلْتُ ارْأَسَ
رَجُلًا مَعَكُمْ بِرَدَائِهِ لِيُوقَ بَكْرَيْنِ ثُمَّ دَنَى
الرَّجُلُ فَقَالَ انْظُرْ فَتَنْظُرْتُ فَإِذَا هُوَ عَمْرُ بْنُ
الْخَطَّابِ فَقُلْتُ هَذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَقَامَ
عُثْمَانُ فَأَخْرَجَ رَأْسَهُ مِنَ الْبَابِ فَإِذَا
لَقِيَهُ السُّيُومُ فَأَعَادَ رَأْسَهُ حَتَّى إِذَا مَا ذَاهُ
قَالَ مَا أَخْرَجْتُكَ هَذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ
بِكْرَانِ مِنَ ابْلِ الصَّدَقَةِ تَخْلُفَا وَتَدْفَعُ
بِأَبْلِ الصَّدَقَةِ فَارْدُثْ أَنْ أُلْحِقَ بِهَا
بِأَبْلِ الْخَيْلِ وَفِيهِ صَدَقَةٌ خَشِيتُ أَنْ يُضَيِّعَا فَيَسْأَلَنِي
اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ عُثْمَانُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
صَلِّمْ أَلَيْسَ الْهَامِ وَالْظِّلُّ وَتَنْفِيكَ
قَالَ مُدُّ أَلَيْسَ بِكَ وَتَضَعُ فَقَالَ
عُثْمَانُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ أَلَيْسَ
الْقَوِيُّ الْآمِنُ فَلْيَنْظُرْ أَلَيْسَ هَذَا خَرِبَهُ
الشَّافِعِيُّ فِي مَنْدِهِ وَفِي الْأَحْيَارِ رُوِيَ
أَنْ عَمْرُو وَصَلَهُ مِسْكٌ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ
وَدِدْتُ لَوْ أَنَّ امْرَأَةً وَزَنَنَتْهُ حَتَّى
أَقْسَمَ بَيْنَ الْمَلِكَيْنِ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ
عَاتِكُهُ أَنَا أَجْبَدُ الْوِزْنَ فَسَكَتَ عَنْهَا
ثُمَّ أَعَادَ الْقَوْلَ فَأَعَادَتْ الْجَوَابَ
فَقَالَ لَا أَحْبَبْتُ أَنْ تَضَعِيهِ فِي
الْكُفْرِ ثُمَّ تَقُولِينَ بِكَذَا يَعْنِي تَوَثَّرَ
فِيهَا اثْرُ الْغَبَارِ فَتَمْسَعِينَ بِهَا
عَنْكَبٍ فَأَصِيبُ

تو مجھ سے کہا کہ دیکھ یہ کون شخص ہے تو میں نے نظر ڈالی اور کہا
کہ میں ایک ایسے شخص کو دیکھ رہا ہوں جو اپنی چادر
سر کو لپیٹے ہوئے ہے اور دُڈ لوز جو ان اونٹوں کو ہتھکا کر لار رہا
ہے۔ پھر وہ شخص کچھ اور نزدیک ہوا پھر کہا کہ اب دیکھ (شاید
پہچانا جاسکے) میں نے نظر ڈالی تو وہ عمر بن الخطاب بنکے۔ میں نے
کہا کہ یہ تو امیر المؤمنین ہیں تو عثمان نے کھڑے ہوئے اور انھوں
نے اپنا سر دروازے سے باہر نکالا تو ایک لُو کا جھونکا ان کو لگا
تو انھوں نے پھر اپنا سر اندر کو ٹوٹا لیا۔ اتنے میں وہ اُن کے
سامنے آگئے۔ عثمان نے کہا کہ ایسے وقت میں نکلنے کی کیا ضرورت
پیش آتی تو انھوں نے کہا کہ صدقہ کے اونٹوں میں کے دو لوز جو ان
اونٹ پیچھے رہ گئے اور تمام اونٹ گزر چکے تو میں نے ارادہ کیا کہ
ان کو بھی چراگاہ تک پہنچا دوں اور مجھے ان کے ضائع ہونے کا
اندیشہ ہو گیا تو یہ فکر ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے باز پرس کرے گا
ان دونوں کے بارے میں۔ پھر عثمان نے کہا کہ اے امیر المؤمنین
پانی اور ساتے کی طرف آ جاتیے اور یہ کام ہم کر لیں گے تو کہا کہ تم
اپنے سایہ کی طرف لوٹ جاؤ اور چل دیئے تو عثمان نے کہا کہ جو قوی
ایں کی طرف دیکھنا چاہے تو اس شخص کو دیکھ لے۔ اس کو شافعیؒ
نے اپنی مسند میں لیا ہے۔ اور احیاء میں ہے کہ روایت ہے کہ عمر بن
کے پاس بکرین سے مُشک پہنچی تو کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی عورت
اس کو تول دیتی تاکہ میں اس کو مسلاؤں میں تقسیم کر دوں۔ تو
اُن کی بی بی عاتکہ نے کہا کہ میں عہدگی کے ساتھ تول دوں گی تو
ان کو جواب نہ دیا۔ پھر وہی بات دوبارہ فرمائی تو انھوں نے بھی
وہی جواب لکھ دیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ تو اُس کو
ہتھیلی پر رکھے، پھر تو ایسا کر لے۔ آپؐ یہ مراد لے رہے تھے کہ ہتھیلی
پر جو غبار لگا رہ جاتے گا وہ تو اپنی گردن پر مل لے تو اس صورت سے

میں اور مسلمانوں سے زیادہ حصہ پاؤں گا۔ اور اسی میں ہے کہ عمرؓ کے دونوں بیٹوں عبداللہؓ اور عبید اللہؓ نے ایک اونٹنی خریدی اور اس کو چراگاہ بھیج دیا جس میں وہ چرتی رہی یہاں تک کہ مرنے لگی۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کو چراگاہ میں چرایا؟ انھوں نے کہا کہ ہاں۔ تو ان سے ادھی قیمت وصول کی۔ اور اسی میں ہے کہ عمرؓ بیت المال کا مال تقسیم کر رہے تھے تو ان کی ایک بیٹی آگئی اور اس نے مال میں سے ایک درہم اٹھالیا تو عمرؓ اُس سے لینے کے لئے اُٹھے (اور وہ بھاگی) تو اُس کے ایک کندھے پر سے اور پھنی گر گئی اور وہ لڑکی روتی ہوئی اپنے رشتہ دار کے گھر میں داخل ہو گئی اور اس نے درہم اپنے منہ میں ڈال لیا تھا تو عمرؓ نے اُس کے منہ میں اُٹھائی ڈال کر وہ درہم نکالا اور اُس کو مال میں لا کر ڈالا اور کہا اے لوگو! عمر کا اور اس کی اولاد کا کوئی حق نہیں مگر اتنا جس قدر عام مسلمانوں کا ہے قریب کے اور دُور کے۔ اور اُسی میں ہے کہ ابو موسیٰؓ نے بیت المال میں جھاڑ دی تو انھوں نے ایک درہم پایا۔ پھر عمرؓ کا ایک چھوٹا لڑکا آگیا تو وہ اُس کو دے دیا۔ اس کے بعد عمرؓ نے وہ درہم اس لڑکے کے ہاتھ میں دیکھ لیا تو اُس سے اُس کے باپ کے منہ میں پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ مجھے ابو موسیٰؓ نے دیا ہے تو دیہ معلوم کر لینے کے بعد کہ یہ درہم بیت المال کا ہے، آپ نے فرمایا کہ اے ابو موسیٰ اہل مدینہ میں سے آل عمرؓ کے گھر سے زیادہ حقیر تیرے نزدیک کوئی گھر نہیں تھا۔ تو نے یہ ارادہ کیا کہ اُمّت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے مگر وہ ہم سے مطالبہ کرے اپنے حق پر دراز دستی کا۔ اور آپ نے وہ درہم بیت المال میں کوٹا دیا۔ کتاب تنبیہ الغافلین میں ہے کہ علیؓ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ اونٹ کا ساز و پالان کندھے پر رکھے ہوئے ابلح کی طرف چھپٹے

بذلک فضلا علی المسلمین وفیہ رُوی ان عبد اللہ وعبید اللہ ابنے عمرؓ اشتریا ابلاً فبعثا مالہ الی الحجۃ فرغت فیہ حتی سمعت فقال عمر رعیتما فی الحجۃ فقالا نعم فنشأطربا وقبہ کان عمر یقسم بیت المال فدخلت ابنتہ لہ فاخذت درہما من المال فنہض عمر فی طلبہا فسقطت الی الخفۃ عن احد منکبہ ودخلت الصبیۃ بیت اہلہا تبکی وجعلت الدرہم فی فیہا فادخل عمر اصبعہ فاخرجہ من فیہا وطرہ علی الخراج وقال ایہا الناس لیس لعمر ولا لآل عمر الا ما للمسلمین قرئہم وبعیدہم وفیہ کتب ابو موسیٰ بیت المال فوجدہ درہما فمرّ بہ لیس فاعطاه ایّاہ فراہ عمر فی ید الغلام فسالہ عنہ فقال اعطانیہ ابو موسیٰ فقال یا ابو موسیٰ ما کان فی اہل المدینہ بیت اہل عمرؓ علیک من آل عمرؓ اُردت ان لا یبقی احد من اُمتی محمد صلی اللہ علیہ وسلم الا طلبنا بمنظلیہ ورد الدرہم فی بیت المال من کتاب تنبیہ الغافلین عن علیؓ قال رأیت عمرؓ علی کتفہ تکتب لیلۃ سائرہ

بِالْبَلَدِ فَقُلْتُ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ امِينِ تَسِير
 قَالَ بَعِيرٌ تَجَلَّشَ مِنَ الْقُدْرَةِ اُطْلُبْ
 فَقُلْتُ لَمْ لَقَدْ اَذُلْتُ الْخُلَفَاءَ مِنْ
 بَعْدِكَ قَالَ لَا تَكُنْ يَا اَبَا الْحَسَنِ
 فَوَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْبَيِّنَاتِ لَوْ اَنْ
 ذَهَبَتْ بِشَايَةِ الْفَرَاتِ لَأَخَذَ بِهَا
 عَمْرِيَوْمَ الْقَيْمَةِ اِنَّ لَاحِرْمَةَ رِوَالِ
 ضَيْغِ الْمُسْلِمِينَ وَ لَا لِمَفَاسِقِ رَدِّهِ
 الْمُؤْمِنِينَ دَفْنِهِ عَنْ عُمَرَاءِ اُسْتِ
 بَزِيَّتٍ مِنَ الشَّامِ وَ كَانَ الزَّيْتُ
 فِي الْجَفَانِ يَعْنِي فِي الْقَصَائِدِ وَ عَمْرٍ
 يَقْتَسِمُهُ بَيْنَ النَّاسِ بِالْأَقْبَارِ وَ عِنْدَهُ
 ابْنٌ لَمْ شَعَرَانِي قَاعِدٌ فَلَمَّا فَرَضَ جَفَنَةً مَسْحَ
 بَقِيَّتَهَا بِرَأْسِهِ فَظَرَ اِلَيْهِ عَمْرٍ فَقَالَ اِلَيْهِ
 شَعْرٌ شَدِيدُ الرِّغْبَةِ عَلَى زَيْتِ الْمُسْلِمِينَ
 ثُمَّ اخَذَ بِيَدِهِ فَاَنْطَلَقَ بِهِ اِلَى الْحَجَّامِ
 فَبَزَّ شَعْرُهُ فَقَالَ هَذَا اَهْوَنُ عَلَيْكَ
 وَ اَزَا تَجْمَلُ اَنْتَ تَخْصُ خَانِهَاتِ مُسْلِمَانِ
 مَعَكَ اِنْ دَرْتُمْ بِيَرِ خَلَّةٍ مَعَهُ دِيدِ
 اصْلَاحِ اَنْ مَعَهُ فَرَمُودُ فِي الرِّيَاضِ النَّضْفَةِ
 اَنْ رَجُلًا مِنْ الْمُوَالِي خُطِبَ اِلَى رَجُلٍ
 مِنْ قُرَيْشٍ اخْتَهَ وَ اَعْطَاهَا
 مَالًا جَزِيلًا فَأَبَى الْقُرَشِيُّ مِنْ
 تَزَوُّجِهَا فَقَالَ عَمْرٍ
 مَنَعَكَ اَنْ تَزَوَّجَ

جاری ہے تو میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ کہاں جا رہے
 ہیں؛ تو کہا کہ صدقہ کا ایک اونٹ جدا ہو گیا اس کو پکڑنے کے لئے
 جا رہا ہوں تو میں نے اُن سے کہا کہ آپ نے اپنے بعد ہونے والے
 خلفاء کو ذلت میں ڈال دیا تو فرمایا کہ اے ابوالحسن مجھے ملامت
 نہ کر قسم ہے اُس ذات کی جس نے محمد کو نبوت کے ساتھ مبعوث
 کیا اگر ایک بکری کا بچہ بھی کنارہ فرات پر ضائع ہو گیا تو قیامت
 کے دن اُس پر عمر پکڑا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے والی کی
 کوئی حرمت نہیں جو مسلمانوں کو ضائع کر دے اور نہ ایسے فاسق
 کی جو مسلمانوں کو خوف زدہ کرے۔ اور اسی میں ہے کہ مردی ہے
 کہ عمر کے پاس زیتون کا تیل لایا گیا شام سے اور (آپ کے سامنے)
 وہ تیل چٹان یعنی کونڈوں میں رکھا ہوا تھا اور عمرؓ اس کو پیالوں
 کے ذریعہ لوگوں کو تقسیم کر رہے تھے اور اُن کے پاس اُن کا
 ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا جس کے سر پر لمبے بال تھے۔ جب تیل
 کا کونڈا خالی ہو گیا تو جو تیل اس کو لگا رہا تھا اس نے پونچھ
 وہ اپنے سر کو مل لیا تو اُس کو عمرؓ نے دیکھا اور کہا کہ میں تیرے
 بالوں کو دیکھتا ہوں کہ ان کو بڑی رغبت ہے مسلمانوں کے تیل کی
 طرف پھر اُس کا ہاتھ پکڑا اور حجّام کے پاس لے کر گئے اور اُس
 کے بال کٹوا دیئے۔ پھر فرمایا کہ یہ تیرے لئے آسان ہے دج
 بال ہی نہ ہوں گے تو تیل کی ضرورت نہیں پڑے گی) اور اُن
 میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمانوں کے گھریلو حالات معلوم کرتے اگر
 کوئی پہلو رخنہ کا نظر آتا تو اُس کی اصلاح فرماتے۔ ریاض نضرہ
 میں ہے کہ موالی میں سے ایک شخص نے ایک قریشی شخص کے
 یہاں اُس کی بہن سے اپنا رشتہ بھیجا اور اُس لڑکی کو بہت سا
 مال دیا تو قریشی نے اُس سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تو عمرؓ
 نے اُس سے کہا کہ اس کے ساتھ شادی کرنے سے تجھ کو کیا بامانع ہوئی

وہ تو نیک شخص ہے اور اس نے تیری بہن کو اچھا عطیہ بھی دیا تو قرشی نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ہمارا عمدہ حسب ہے اور وہ شخص اس کا کنو (یعنی برابر کا) نہیں ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ درحقیقت میرے پاس دنیا کا حسب بھی آگیا اور آخرت کا بھی۔ دنیا کا حسب تو مال ہے، رہا آخرت کا حسب تو وہ تقویٰ ہے۔ اُس شخص کے ساتھ نکاح کر دے اگر عورت راضی ہو۔ تو اُس کے بھائی نے اپنی بہن سے مراجعت کی (یعنی دریافت کیا) تو وہ راضی ہو گئی تو اُس کا نکاح اُس شخص سے کر دیا۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ رضی سے کہا کہ لکھا عمر رضی بن الخطابؓ نے (امرا کو) اہل مدینہ میں سے ان لوگوں کے بارے میں لکھلکھ اپنی بیویوں سے ثابت تھے کہ وہ اُن کو کوٹائیں اور ان لوگوں کو چاہتے کہ وہ اپنی بیویوں کے پاس آئیں یا اُن کو طلاق دیں یا ان کے پاس اُن کا خرچ بھیجیں۔ تو جس نے طلاق دی تو اُس نے جب سے چھوڑا تھا اس وقت تک کا نفقہ بھیجا۔ اس روایت کو اخذ کیا ابہری نے۔ اور روایت کیا مالکؓ نے کہ عمرؓ ہر سنیچر کے دن عوالی کی طرف جایا کرتے تھے (یعنی نجد سے اوپر تہامہ تک) تو جب کسی غلام کو ایسے کام پر لگا ہوا پاتے جس کی اُس میں طاقت نہ ہوتی تو اس کام سے اُس کو ہٹا دیتے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقارب کے ساتھ نیک برتاؤ کا بہت اچھی طرح لحاظ رکھتے تھے۔ ریاض میں ہے کہ مروی ہے زہری سے کہا کہ عمرؓ کے پاس جب عراق کا مال آتا تھا یا عراق کا غنم آتا تھا تو بنی ہاشم میں سے کسی شخص کو مجروح نہیں پہنے دیتے تھے۔ اُس کا نکاح کر دیتے تھے اور جو شخص ایسا نہ ہوتا تھا کہ اُس کے پاس خادم نہ ہوتا تو اُس کو خادم عطا فرماتے۔ اور اسی میں ہے کہ محمد بن علی سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ

فَانَّ لَّهِ صَلَاحًا وَتَدَاحِسًا عَطِيَّةُ اَنْتِكَ
فَقَالَ الْقُرَشِيُّ يَا اميرَ الْمُؤْمِنِينَ اِنَّ لَنَا
حَسَبًا وَاَنْتَ لَيْسَ لَهَا بَكْفُو فَقَالَ عُمَرُ
لَقَدْ جَاءَكَ بِحَسْبِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اَمَّا
حَسْبُ الدُّنْيَا فَاَلْمَالُ وَاَمَّا حَسْبُ الْآخِرَةِ
التَّقْوَى زَوْجُ الرَّجُلِ اِنْ كَانَتْ الْمَرْأَةُ
رَاضِيَةً فَرَجَّحَهَا اِخْوَلُ فَرَضِيَتْ
فَزَوْجَهَا مِنْهُ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ
كُتِبَ عُمَرُ مِنَ الْخُطَابِ فَيَمُنْ غَابَ
مِنَ الرِّجَالِ مِنْ اَهْلِ الْمَدِينَةِ عَنْ
نَسَائِهِمْ يَرُدُّوهُمْ فَلْيَرْجِعُوا اِلَيْهِمْ اَوْ
يُطْلَقُوا مِنْهُمْ اَوْ لِيَبْعُوْا اِلَيْهِمْ بِالْثَّقَةِ
فَمَنْ طَلَّقَ بَعَثَ بِنَفَقَةٍ مَا تَرَكَ اِخْرَجَ
الابْهَرِي وَاَخْرَجَ مَالِكُ ابْنُ عُمَرَ كَانَ
يُذِيبُ اِلَى الْعَوَالِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْتًا فَاِذَا
وَجَدَ عَبْدًا فَنَ عَمَلٍ لَا يُطِيقُهُ وَضَعَهُ
عَلَيْهِ مِنْهُ وَاِذَا انْجَلَمَ اَنَّهُ رَعَايَتِ
صَلَاةٍ اَقَارِبِ اَنْخَضَرَتْ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعَهُ وَجُوهٌ مِّنْ فَرَمُودٍ
فَقَالَ الرِّيَاضُ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ
كَانَ عُمَرُ اِذَا تَأَمَّلَ مَالُ الْعِرَاقِ اَوْ
خَسُ الْعِرَاقُ لَمْ يَدْعُ رَجُلًا
مِّنْ بَنِي هَاشِمٍ عَزَّ بَا اَلَا زَوْجُهُ
وَلَا رَجُلًا لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ اَلَّا اَخَذَهُ
وَفِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ

عمرؓ کے پاس میں سے کپڑوں کے جوڑے آئے تو اُن کو ہاجرین اور انصار میں تقسیم کر دیا اور ان میں کوئی چیز ایسی نہ نکلی جو حسنؓ اور حسینؓ پر موزوں ہو تو صاحبِ یمن کو لکھا کہ ان دونوں کے لئے اُن کی قدر کے مطابق بنوائیں چنانچہ اُس نے بنوا کر عمرؓ کے پاس بھیجے پھر انھوں نے اُن کو پہنا تو عمرؓ نے کہا کہ مجھے ان کو کپڑے پہنا کر دکھاتے جا ہے تھے مگر مجھے پسند نہیں آرہے تھے یہاں تک کہ میں نے ان پر ایسے کپڑے دیکھ لئے۔ اور اسی میں ہے کہ مروی ہے حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچا جب کہ وہ منبر پر تھے تو میں اُس پر چڑھ گیا اور میں نے اُن سے کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے اُتر دو اور اپنے باپ کے منبر کی طرف جاؤ تو عمرؓ نے کہا کہ میرے باپ کے پاس کوئی منبر نہیں تھا اور مجھے کپڑے اپنے پاس بٹھالیا۔ میرے ہاتھ میں کچھ کنکریاں تھیں میں اُن کو اُلٹے پلٹے لگا۔ پھر جب اُتر گئے تو مجھے اپنے ساتھ اپنے مکان پر لے گئے۔ پھر مجھ سے کہا کہ تجھے یہ کس نے سمجھایا تھا تو میں نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے کبھی نے نہیں سمجھایا۔ پھر مجھ سے کہا کہ بیٹا اچھا ہوتا کہ تو ہمارے پاس آیا کرتا۔ کہا کہ پھر میں اُن کے پاس ایک دن گیا اور وہ خلوت میں تھے معاویہؓ کے ساتھ اور ابن عمرؓ دروازے پر تھے۔ پھر ابن عمرؓ کو لے گئے تو میں بھی اُن کے ہمراہ کوٹ آیا۔ پھر اس کے بعد مجھ سے ملے تو کہا کہ میں نے تجھے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا کہ امیر المؤمنینؓ میں آیا تھا جب کہ آپ معاویہؓ کے ساتھ تنہا تھے میں تھے اور ابن عمرؓ دروازے پر تھے پھر ابن عمرؓ واپس ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ کوٹ آیا تو کہا کہ تو اجازت ملنے کا زیادہ حقدار ہے ابن عمرؓ سے۔ ہمارے سروں میں جو کچھ اُگایا یعنی نور اسلام وہ اللہ عز و جل نے اُگایا پھر تم نے۔ اور مروی ہے

قَدِمْتُ عَلَى عُمَرَ حُلَّاءٍ مِنَ الْيَمَنِ فَقَسَمَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَلَمْ يَكُنْ فِيهَا شَيْءٌ يَصْلُحُ عَلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فَكَتَبَ إِلَى صَاحِبِ الْيَمَنِ أَنْ يَعْلِلَ لَهُمَا عَلَى قَدَرِ مَا فَعَلَ وَبَعَثَ بِهِمَا عَلَى عُمَرَ فَلَبَّاهُ فَقَالَ عُمَرُ لَقَدْ كُنْتُ أُرَاكُمْ عَلَيْهِمُ فَمَا يَهْتَنِي حَتَّى رَأَيْتُ عَلَيْهِمَا مِثْلَهَا وَفِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَيْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَلَى الْمَنْبَرِ فَصَعِدْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ ائْزِلْ عَنِ الْمَنْبَرِ لِي وَادْعِ إِلَى الْمَنْبَرِ أَيْكَ فَقَالَ عُمَرُ لَمْ يَكُنْ لِي مَنْبَرٌ وَأَخَذَنِي فَأَجْلَسَنِي مَعَهُ فَجَعَلْتُ أَتْلُو حَصَابِيكَ فَلَمْ أَزَلْ الْفُلُوكَ بِي إِلَى الْمَنْزِلَةِ فَقَالَ لِي مَنْ عَمَلْتَ فَقُلْتُ وَاللَّهِ مَا عَمَلْتُ أَحَدٌ فَقَالَ يَا بَنِي لَوْ جَعَلْتَ تَبْتَغِيَانَا قَالَ فَأَمِيسُ يَوْمًا وَهُوَ خَالٍ بِمَعَاوِيَةَ وَابْنِ عُمَرَ بِالْبَابِ فَرَجَعَ ابْنُ عُمَرَ فَرَجَعْتُ مَعَهُ فَلَقِينِي بَعْدُ قَالَ لَمْ أَرَكَ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَنِي جَنَّتْ دَانَتْ خَالٍ بِمَعَاوِيَةَ وَابْنِ عُمَرَ بِالْبَابِ فَرَجَعَ ابْنُ عُمَرَ فَرَجَعْتُ مَعَهُ قَالَ أَنْتَ أَتَيْتَ بِالْإِذْنِ مِنْ ابْنِ عُمَرَ إِنَّمَا أَنْبَتَ مَا فِي رُؤْسِنَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ أَنْتُمْ وَفِيهِ

عن عبید بن حنین قال جاز الحسن او
الحسین استاذن طے عمر وجاء عبد اللہ
ابن عمر فلم یؤذن لعبد اللہ فرجع فقال
الحسن او الحسین اذالم یؤذن لعبد اللہ
لا یؤذن لنا فبلغ عمر فارسل الیہ فقال
یا ابن اے مارو کہ قال قلت اذا
لم یؤذن لعبد اللہ بن عمر لا یؤذن لے
فقال یا ابن اے قبل اُتبت لشعر
على الرأس غیر کم ونب عن النذ
ابن سعد ان ازواج النبی صلی اللہ
علیہ وسلم استاذن عمر فی الحج
فالبے ان یاذن لہن حتی اکثرکن
علیہ فقال استاذن لکن بعد
العام ویس هذا من رایے
فقال زینب بنت جحش سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم یقول عام حجة
الوداع اثنا ہو طہہ الحجۃ ثم
ظہور الحصر فخرجن غیہا
فارسل معہن عثمان بن
عقان و عبد الرحمن بن عوف

عبید بن حنین سے کہا کہ حسن آئے یا حسینؑ حضرت عمرؓ سے ملنے کی اجازت
چاہتے تھے اور عبد اللہ بن عمرؓ آئے ہوئے تھے تو عبد اللہ کو لے
نے کی اجازت نہ ملی۔ وہ واپس ہو گئے۔ تو حسنؓ یا حسینؓ نے خیال
کیا کہ جب عبد اللہؓ کو اجازت نہیں ملی تو ہم کو بھی نہیں ملے گی
(یہ بھی واپس ہو گئے) اس کی اطلاع عمرؓ کو ہوئی تو ان کو
بلوایا اور فرمایا کہ اے بھتیجے تم کیوں واپس چلے گئے؟ وہ کہتے
ہیں کہ میں نے کہا کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ جب عبد اللہ بن عمرؓ
کو اجازت نہیں ملی تو مجھے بھی نہ ملے گی تو فرمایا کہ اے بھتیجے!
تو کیا (ہمارے) سر پر بال تمھارے سوا کسی اور نے اُگاتے
ہیں (یعنی تمھارے نانا سے ہی ہمیں یہ مرتبہ ملا) اور اسی میں ہے
کہ منذر بن سعد سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج
نے حج کے لئے عمرؓ سے اجازت چاہی تو انھوں نے ان کو اجازت
دینے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ انھوں نے اُن سے بہت
کہا سنی کی تو کہا کہ میں تم کو اس سال کے بعد اجازت دوں گا
(تاکہ پہلے سے کا حق انتظام کر لیا جاتے) اور یہ میری رائے
نہیں (یعنی اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں) تو زینب بنت
جحش نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا آپ حجۃ الوداع کے سال میں (عورتوں سے) یہ فرمایا ہے تھے
کہ بس حج تو یہی حج ہے پھر ظہور حصر ہو گا (یعنی بوریوں پر گھروں
میں بیٹھے رہنے کا زمانہ آجائے گا کہ قلوب پر برے وساوس کثرت
سے آنے لگیں گے) پھر یہ سب (حج کے لئے) نکلیں بجز زینب کے
تو عمرؓ نے ان کے ساتھ عثمان بن عفانؓ اور عبد الرحمن بن عوفؓ

عہ حصر جمع ہے حصر کی معنی پورا یا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد ایسے وقت کا ظہور ہو گا کہ تمھارے لئے بوریوں پر جانا اللہ کی عبادت کے لئے بہتر ہو گا
دوسری حدیث میں ہے افضل الجہاد و اجلہ حج مبرور ثم زوم الحضر عورتوں کے لئے بہتر اور عمدہ جہاد حج مبرور ہے جس میں کوئی خطایا نفرض نہ ہو جسکے
بعد پھر آدمی لگا ہوں سے باز رہے) اس کے بعد بوریوں پر رہے رہنا (یعنی اپنے گھروں میں رہے رہنا اللہ کی یاد کرنا) ۱۲ مترجم

د امرہا اَنْ لیسر احدہما بین ایدہن
 و الآخر خلفہن و لایسیر بہن احد فاذا
 نزلن فاذن لہن شیعلا ثم کوناعل
 باب الشعب لایدخلن علیہن احد ثم
 امرہا اذا طلقن بالبيت لایطوف معہن
 احد الا النساء فلما ہلک عمر علیہن
 بعدہ و فیہ عن ابن ابی یحییٰ ان البثی
 صلی اللہ علیہ وسلم قال الذی یحافظ
 علی ازواجی من بعدک فهو
 الصادق البار فقال عمر من
 یتحج مع اہبات المؤمنین فقال
 عبدالرحمن انا فکان یتحج بہن و
 ینزلہن الشعب الذی لیس لہ
 منقذ و یجعل علی ہواجرن الطیار
 و فیہ عن ابی وائل ان رجلا
 کتب الی ام سلمۃ سلمۃ بن
 علیہا فی حق لہ فامر عمر بن الخطاب
 بجلدہ ثلاثین جلدۃ اخرجہ سفیان
 ابن عیینۃ و فیہ عن اسم
 ان عمر ففصل اسامۃ بن زید علی
 ابنہ عبد اللہ بن عمر فلم یزل
 الناس بمید اللہ حتی کفم اباہ
 فی ذلک فقال تفضل علی
 من لیس افضل منی و فرضت
 لہ فی الفین و فرضت لی فی

کو روانہ کیا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ اس طرح چلیں
 کہ ان میں سے ایک اُن کے آگے رہے اور ایک پیچھے رہے اور
 ان کے برابر کوئی نہ چل سکے۔ پھر جب وہ اُن کو پہا
 کی گھاٹی میں اتارواور تم دونوں گھاٹی کے دروازے پر رہو
 کوئی شخص اُن کے پاس نہ جانے پاتے۔ پھر اُن دونوں کو حکم
 دیا کہ جب وہ بیت اللہ کا طواف کریں تو ان کے ساتھ کوئی
 طواف نہ کرے بجز عورتوں کے۔ پھر جب عمر رضہ شہید ہو گئے
 تو یہ غالب ہو گئیں اُن (خلفاء) پر جو اُن کے بعد ہوئے۔ اور
 اسی میں ہے کہ ابو نجیح سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ میرے بعد جو میری ازواج کی حفاظت کرے گا وہ
 صادق اور نیک عمل والا ہو گا۔ تو عمر رضہ نے کہا کہ کون حج کر گا
 اہبات المؤمنین کو؟ عبدالرحمن رضہ نے کہا کہ میں، تو وہ ان کو
 حج کر رہے تھے اور ان کو ایسی گھاٹی میں ٹھہراتے تھے
 جس سے گزرنے کا راستہ ہوتا تھا اور ان کے ہودجوں کے
 اوپر چادر ڈال دیا کرتے تھے۔ اور اسی میں ہے کہ مروی ہے
 ابو وائل سے کہ ایک شخص نے ام سلمہ رضہ کو لکھا جو اپنے کسی حق
 کے بارے میں اُن کو تنگ کر رہا تھا تو عمر رضہ بن الخطاب نے اُس
 کے تیس کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اس کو روایت کیا سفیان
 ابن عیینہ نے۔ اور اسی میں ہے کہ روایت ہے اسلم سے کہ عمر
 نے اسامہ رضہ کو اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضہ پر فضیلت دی کہ
 اسامہ رضہ کا وظیفہ پانچ سو درہم زیادہ تجویز فرمایا، تو لوگ اس
 کے بارے میں عبداللہ بن عمر رضہ سے کہتے رہے یہاں تک کہ انھوں
 نے اس کے بارے میں اپنے باپ سے گفتگو کی اور کہا کہ آپ
 مجھ پر ایسے شخص کو فضیلت دے رہے ہیں جو مجھ سے افضل نہیں
 آپ نے اس کو قائم کیا ہے دو ہزار دلوں میں اور مجھے رکھا ہے

ڈیڑھ ہزار والوں میں اور وہ کسی چیز میں مجھ سے سبقت لے کر ہوئے
 نہیں ہے تو عمرؓ نے کہا کہ میں نے ایسا کیا اس لئے کہ زیدؓ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا عمرؓ سے اور اسامہؓ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا عبد اللہؓ سے۔ اور اسی
 میں ہے کہ مروی ہے ابن عباسؓ سے کہا کہ جب عمرؓ کے زمانہ میں
 اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے مدائن
 کو فتح کر دیا تو ان کو حکم دیا چری فرش بچھانے کا جو مسجد میں
 بچھایا گیا اور اموال (غنیمت) کے بے میں حکم دیا جو اس پر
 انڈیل دیتے گئے پھر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع
 ہوئے تو سب پہلے جس نے آپ سے لینے کی ابتداء کی وہ سن
 ابن علیؓ تھے۔ انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ اس مال میں
 سے جو اللہ نے مسلمانوں کو مرحمت فرمایا میرا حق عطا فرمائیے
 تو ان سے عمرؓ نے کہا کہ بڑی خوشی اور عزت کے ساتھ اور حکم دیا
 ان کو ایک ہزار درہم دینے کا۔ پھر وہ ہٹ گئے تو آگے بڑھے
 ان کی طرف حسین بن علیؓ انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ
 مسلمانوں کو اللہ کے عطا کئے ہوئے مال میں سے میرا حق عنایت
 فرمائیے تو آپ نے فرمایا بڑی خوشی اور عزت کے ساتھ اور ان کو
 ایک ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ پھر ان کی طرف آگے بڑھے عبد اللہ
 ابن عمرؓ اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ میرا حق عطا
 کیجئے اس مال میں سے جو اللہ نے مسلمانوں کو بخش فرمایا ہے تو
 اُن سے فرمایا بڑی خوشی اور عزت کے ساتھ اور ان کے لئے حکم
 دیا پانچ سو درہم دینے کا۔ اس پر انھوں نے کہا اے امیر المؤمنینؓ
 میں ایک طاقتور مرد ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 تلوار چلا رہا تھا اور حسنؓ اور حسینؓ لڑ کے تھے مدینہ کی گلیوں
 میں پھر اترتے تھے ان دونوں کو آپ ایک ایک ہزار دے رہے ہیں

الف وخمسائۃ ولم یبقنی الی شئ فقال عمر
 فعلت ذلک لان زیداً کان احب الی رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عمر وکان اسامۃ
 احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
 عبد اللہ ونسبہ عن ابن عباس قال لما فتح
 اللہ المدائن علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فی یام عمر امرہم بالانطاطاع
 فبسط فی المسجد و امر بالاموال فانفرت علیہا
 ثم اجتمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فاول من بدأ الیہ الحسن بن علی
 فقال یا امیر المؤمنین اعطنی حقہ مما افاء
 اللہ علی المسلمین فقال لہ بالرحب و
 الکرامۃ و امر لہ بالف درہم ثم انصرف
 فبدا الحسن بن علی فقال یا امیر
 المؤمنین اعطنی حقہ مما افاء اللہ علی
 المسلمین فقال لہ بالرحب و الکرامۃ و
 امر لہ بالف درہم فبدأ الیہ ابنہ
 عبد اللہ بن عمر فقال یا امیر المؤمنین
 اعطنی حقہ مما افاء اللہ علی المسلمین
 فقال لہ بالرحب و الکرامۃ و امر لہ بخمسائۃ
 درہم فقال یا امیر المؤمنین انارجل
 مؤتہد اضرب بالسیف بن یدے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و الحسن
 و الحسن طفلان یدرجان فی سبک
 الدینۃ و یعطیہم ألف الف

اور مجھے پانچسو۔ فرمایا کہ ہاں! جا میرے پاس ایسا باپ لے کر آجیسا
ان دونوں کا باپ ہے اور ماں لے کر آجوان دونوں کی ماں کی مانند
ہو اور نانا جو ان دونوں کے نانے کی مانند ہو اور نانی جو ان دونوں
کی نانی جیسی ہو اور چچا جو ان کے چچا جیسا ہو اور ماموں جو ان کے
ماموں جیسا ہو اور خالہ جو ان کی خالہ جیسی ہو۔ تو یقیناً میرے پاس
نہیں لاسکے گا۔ رہے ان دونوں کے باپ تو وہ علی مرتضیٰ تھے۔
اور ان دونوں کی ماں تو وہ فاطمہ زہرا تھیں اور ان کے نانا
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ان کی نانی خدیجۃ الکبریٰ
تھیں اور ان کے چچا جعفر بن ابی طالب تھے اور ان کے ماموں
ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ان کی خالہ زقیہ
اور اُمّ کلثوم تھیں دونوں بیٹیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی۔ اور استیعاب میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ سے بچلے اور ان کے ساتھ
جارود تھے تو راستہ میں ایک پردہ نہ کرنے والی بڑی بی سار
آگئی تو عمر رضی اللہ عنہ اس کو سلام کیا۔ اس نے ان کے سلام کا جواب
دیا پھر بولی بات سن لے عمر رضی اللہ عنہ! تیرا ایک زمانہ تھا جب کہ تجھے
بازارِ عکاظ میں عمیر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ پھر کچھ زیادہ دن
اور راتیں نگزریں کہ تیرا نام عمر رضی اللہ عنہ لیا جانے لگا۔ پھر زیادہ دن
گزریں کہ اب تجھے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے خطاب سے پکارا جاتا ہے تو
تجھے رعیت کے امور میں اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے اور جان لے
کہ جو اللہ کے ڈراوے سے ڈرے گا اس کو دور کی چیز (یعنی موت)
نزدیک معلوم ہوگی اور جو موت سے خائف ہوگا یعنی اس کو
نہ بھولے گا) وہ (اعمالِ خیر کے) فوت ہونے سے ڈرے گا۔ تو
جارود نے کہا کہ اے عورت! تو امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ سے بہت کچھ
زبان درازی کر چکی۔ تو عمر رضی اللہ عنہ (جارود سے) کہا کہ اس کو چھوڑو
کیا تم اس کو پہچانتے نہیں ہو۔ یہ خولہ بنت حکیم ہے جس کی بات

و تخطینہ خمساً قال نعم اذہب فأتینی
بآب کایہما و اُمّ کلثوم و جدّ کجہما
و جدّہ کجہما و عمّ کعمّہما و خال کخالہما
و خالّہ کخالّہما فاکمل لا تأتنی
اما ابوہما فعلی المرتضیٰ و اما اُمّہما فاطمہ
الزہراء و جدّہما محمد المصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم و جدّہما خدیجۃ الکبریٰ
و عمّہما جعفر بن ابی طالب و خالّہما
ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و
خالّتہا رقیہ و اُمّ کلثوم ابنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و فی الاستیعاب
نزع عمر من المسجد معہ الجارود فاذا
بامرأة بکرّة علی الطریق فسلم علیہا عمر رضی
علیہ السلام فقالت ینہا یا عمر عہد ینہا
وانت لست عمیر فی سوق عکاظ فلم ینہب
الاّ یام و الیالے حتّٰی سمّیت عمر ثم لم
ینہب الاّ یام حتّٰی سمّیت امیر المؤمنین
فالتق اللہ فی الرعیة و اعلم انّ
من خاف الوعد قرب علیہ البعد
ومن خاف الموت تحشّی الفوت فقال
الجارود قد اکثرت ایتہا المرأۃ
علی امیر المؤمنین فقال
عمر دُعیا اما تعرفیا ہذہ خولہ
بنت حکیم الّتی سمع
اللہ قولہا

اللہ نے سنا سنا آسمانوں کے اوپر سے تو واللہ عمرؓ کو زیادہ تر اور
 ہے کہ اس کی بات سُنئے۔ اور اُسی میں ہے کہ صفیہ بنتِ حُجّیہ
 (اُمّ المؤمنین) کی ایک باندی عمرؓ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ
 صفیہ یوم السبت (یعنی سنیچر کے دن) کو پسند کرتی ہے اور
 یہودیوں کے ساتھ سلوک کرتی ہے۔ تو ان کو عمرؓ نے بلایا اور
 ان امور کے بارے میں اُن سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ سبت
 کے بارے میں یہ حقیقت ہے کہ میں اس کو پسند نہیں کرتی جب سے
 اللہ تعالیٰ نے اُس کو میرے لئے یوم جمعہ سے بدل دیا ہے۔ رہے
 یہودیوں میری اُن سے قرابت ہے تو میں اُن کے ساتھ نیک برتاؤ
 کرتی ہوں۔ پھر انھوں نے اس لونڈی سے کہا کہ جو حرکت تو نے
 کی اس پر تجھے کس نے اُبھارا؟ اُس نے کہا کہ شیطان نے۔ تو سُنئے
 نے کہا کہ جا میں تجھے آزاد کرتی ہوں۔ اور اُسی میں ہے کہ عمرؓ نے
 سفیانہ بنتِ عبداللہ العدویہ کو بلوایا کہ وہ صبح کے وقت میرے پاس
 آئیں۔ سفیانہ نے کہا کہ میں صبح کو اُن کے پاس پہنچی تو میں نے اُن
 دروازے پر عاتکہ بنتِ اُسید بن ابی الفیض کو پایا تو ہم دونوں اُن
 پاس پہنچیں۔ تھوڑی دیر ہم نے باتیں کیں تو انھوں نے ایک
 سوزنی منگائی وہ عاتکہ کو دی اور دوسری سوزنی منگائی جو
 اُس سے چھوٹی تھی وہ مجھے دی تو میں نے کہا اے عمرؓ خاک پر
 تیرے ہاتھوں پر میں اس سے پہلے اسلام لانے والی ہوں
 اور میں تیرے چچا کی بیٹی بھی ہوں نہ کہ وہ پھر تو نے مجھے خود
 بلایا اور وہ تیرے پاس از خود آئی (لیکن ان سب کے باوجود
 بڑی سوزنی اُس کو دی اور چھوٹی مجھے) تو کہا کہ میں نے وہ تو تیر
 ہی لئے اُٹھا کر رکھی تھی لیکن جب تم دونوں جمع ہو گئیں تو مجھے
 یہ یاد آ گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے
 بہ نسبت تیرے۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ آپ تحریف و تبدیلی

من فوق سبع سموات فعمّر واللہ احق
 اَنْ یسمع لہا و فیہ رومی ان جاریۃ لصفیۃ
 بنت حُجّیہ ائت عمر فقالت ان صفیۃ
 تحب السبت و تصلّ الیہود فبعث الیہا
 عمر فسأہا فقالت انا السبت فالت لم
 احب منذ ابد للہ یوم الجمعۃ و
 انا الیہود فان لے فیہا رجلاً فانما اصیلتہا
 ثم قالت للجارۃ ما حکک علی ما صنعت قال
 الشیطان قالت اذہبی فانیت حرۃ و
 فیہ ارسل عمر الی السفیانہ بنت عبداللہ
 العدویۃ ان اغدی علی قال
 فعدوت علیہ فوجدت عاتکہ بنت اسید
 ابن ابی الفیض بابہ فدخلنا فحدثنا ساعۃ
 فدعا بنمط فاعطانا آیاء و دعا بنمط و دعا
 فاعطانیہ فقلت تریبت یداک یا
 عمر انا قبلہا اسلاً وانا بنت
 عمک وونہا و ارسلت الی
 و جاہیک بنفیہا قال ما
 کنت رفعت ذلک الا لک
 فلما اجتمعا ذکرنا انہا اقرب
 الی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم منک وازا بجمہ
 آنت کہ حفظ ملت از
 مظان تحریف و تبدیل

بالخ وجہ سے نمود آفرج الدار سے عن
 سلیمان بن یسار ان رجلاً یقال
 له صُبَّغ قدم المدینة فجعل یأل
 عن مشابه القرآن فأرسل الیه عمر
 وقد اعد له عَراجین الخُل فقال من
 انت فقال انا عبد الله صُبَّغ فاخذ
 عمر عُرْجوتا من تلک العراجین فصرَّ
 وقال انا عبد الله عمر فجعل
 له ضرباً حته وَاَسَّه فقال
 یا امیر المؤمنین حسبک قد ذهب
 الذی کنْتَ اجد فی رأسی و عن
 نافع مولی عبد الله ان صُبَّغ
 العراق جعل یأل عن اشیاء
 من القرآن فی اجناد المسلمین حته قدّم
 مصر فبعث به عمرو بن العاص الی عمر
 ابن الخطاب فلما آتاه الرسول بالكتاب
 فقرأ فقال این الرجل فقال
 فی الرجل فقال عمر ابصر ان
 یكون ذنب فصببتک منی به العقوبة الموت
 فأتاه به فقال عمر قال فخذ فأسل
 عمر الی رطاب من جرید فصرَّ
 به حته ترک ظهراً و برقاً
 ثم ترک حته برقی ثم عاد له
 ثم ترک حته برقی فدا ما به
 ليعود الخفاء

کے متعلّق مواقع سے ملت کا تحفظ دُور رس طریقوں کے ساتھ کیا
 کرتے تھے۔ دُوری نے روایت کیا سلیمان بن یسار سے کہ ایک شخص
 مدینہ میں آیا جس کو صُبَّغ کہا جاتا تھا اُس نے لوگوں سے قرآن
 کے تشابہات کے بارے میں سوال کرنے (یعنی اعتراضات کرنے)
 شروع کئے تو اس کو عمرؓ نے بلایا بھیجا اور پہلے سے اُس کے لئے
 کھجور کی چھٹیاں تیار کر کے رکھ چھوڑی تھیں (جب وہ آیا) تو کہا
 کہ تو کون ہے؟ اُس نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ صُبَّغ ہوں۔ تو
 عمرؓ نے اُن چھٹیوں میں سے ایک چھٹی لے کر اُس کو مارا اور کہا کہ
 میں اللہ کا بندہ عمرؓ ہوں تو اُس کو مارتے رہے یہاں تک کہ اُس
 کے سر کو خون آلود کر دیا۔ تو کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ بس کافی
 ہو گیا جو کچھ میں اپنے سر میں پاتا تھا وہ سب نکل گیا۔ اور نافع مولیٰ
 عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ صُبَّغ عراقی نے قرآن مجید کی
 کچھ چیزوں کے بارے میں مسلمانوں کی جماعتوں سے سوالات (یعنی
 اعتراضات) کرنا شروع کر دیے حتنے کہ یہ مصر پہنچا تو عمرو بن
 العاص نے اس کو (دیکر) عمرؓ بن الخطاب کے پاس بھیجا۔ جب
 اُن کے پاس ایچی خط لے کر آیا تو اُنھوں نے اُس کو پڑھ کر کہا کہ وہ
 شخص کہاں ہے؟ تو اُس نے کہا کہ کجائے میں۔ تو عمرؓ نے اُس
 کہا کہ دیکھ اگر وہ بھاگ گیا ہو گا تو میری طرف سے تجھے سخت سزا
 ملے گی (تو اُسے تنہا چھوڑ کر یہاں آگیا) پھر وہ اُس کو آپ کے
 پاس لایا تو عمرؓ نے اُس سے کہا کہ تو لوگوں سے (قرآن پر) سوالات
 (اعتراضات) کیا کرتا ہے تو اس نے آپ سے ان کا ذکر کیا۔ تو عمرؓ نے
 ایک گدھی منگائی کھجور کی چھٹیوں کی تو اس کو اُن سے اتنا مارا کہ
 اس کی کمر کو زخمی کر دیا۔ پھر اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ اچھا ہو گیا
 پھر اس کو واپس بلایا (اور اسی طرح مارا پٹیا) اور چھوڑ دیا یہاں
 تک کہ وہ ٹھیک ہو گیا۔ پھر اُس کو بلایا تاکہ اسی کام کا اعادہ کریں۔

قال فقال صبيغ ان كنت تريد قتله
فاقتله قتلاً جميلاً وان كنت تريد ان
تدأويني فقد والله برئت فاذن له
الى ارضه وكتب الى ابي موسى الاشعر
ان لا يجالس احد من المسلمين فاشتد
ذلك على الرجل فكتب ابو موسى الى
عمران قد حسنت ميتة فكتب عمران
ياذن للناس بمجالسة آيين است نموذج
از سياست فاروق اعظم رضی اللہ عنہ و
القليل نموذج الكثير والغرفة تبنى عن
البحر الكبير اگر منصف در ہر کلمہ ازین کلمات
و اشباہ آن نظر کند دریابد کہ حلاوت
ایمان و صدق نیت و احسان بر خلق اللہ
و خشیت از مدبر السموات و الارض
و عقل وافر و کفایت کامل از ہر کلمہ چنان
چکہ کہ از پنیہ مبتول قطرات آب می چکد
شعر و علی تفنن و اصفیہ بوصفہ یقین
الزمان و فیہ عالم یوصف اما توسع فاروق
اعظم رضی اللہ عنہ در علم احکام کہ مستقیم
سے شود پس اکثر از انست کہ بضبط
تقریر در آید آفقیہ امت علی
الاطلاق اوست و آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم در مسائل فقہیہ باو اشارت فرمود
تا از وی اخذ کنند و صحابہ
و تابعین بان

(نافع رضی اللہ عنہ) کہا کہ صبیغ نے کہا کہ اگر آپ نے میرے قتل کا ارادہ
کیا ہے تو مجھے خوبی کے ساتھ قتل کر دیجئے اور اگر آپ نے یہ
ارادہ کیا تھا کہ میرا علاج کریں (یعنی اصلاح) تو خدا کی قسم میں
ٹھیک ہو چکا ہوں۔ تو آپ نے اس کو اپنی سرزمین پر جانے کی
اجازت دیدی اور ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ مسلمانوں میں سے
کوئی اس کے ساتھ مجالست نہ کرے یہ بات اُس شخص کے لئے
بہت گراں ہوئی۔ پھر ابو موسیٰؓ نے عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اُس کا حال
بہتر ہو چکا ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ اُس کے ساتھ مجالست کی
لوگوں کو اجازت دیدیں۔ یہ نمونہ ہے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
کی سیاست کا اور قلیل نمونہ ہوتا ہے کثیر کا اور ایک چلو بھر
پانی حال بنا دیتا ہے بحر کبیر کا۔ اگر کوئی صاحب انصاف ان
کلمات میں سے کسی کلمہ پر یا ان کے اشارات پر نظر کرے تو وہ
محسوس کرے گا کہ حلاوت ایمان اور صدق نیت اور خلق خدا
کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا اور مدبر السموات و الارض کا خوف اور
عقل وافر اور کفایت کامل (یعنی اس ذات جامع الصفات کا
امور ہمہ کے لئے خود کافی ہو جانا) ہر کلمہ سے اس طرح ٹپک رہی
ہے جیسے کہ بھگی ہوتی روتی سے پانی کے قطرات ٹپکتے ہیں۔
شعر و علی تفنن و اصفیہ الخ (ترجمہ) اور اس کے وصف کی
شرح کرنے والے و اصفین کی عمر میں ختم ہو جائیں گی پھر بھی
ایسے اوصاف باقی رہ جائیں گے جو بیان نہ ہوتے ہوں گے۔

رہا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وسیع النظر ہونا علم احکام میں جس کو فقہ
کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے تو اس کا ضبط کرنا احاطہ تقریر
سے باہر ہے۔ علی الاطلاق امت کے سب سے بڑے فقیہ وہی ہیں۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسائل فقہیہ میں اُن کی طرف
اشارہ فرمایا کہ اُن سے اخذ کریں اور صحابہ و تابعین نے اس کی

لقہرتح کی ہے اور خارج میں واقع بھی اسی طرح ہوگا کہ ان کے
نسبت فقہ اور بافقہ سائر فقہاء صحابہؓ مانند
نسبت مصحف اوست با مصحف سائر صحابہؓ
ہرچہ در مصحف او یافتہ شود قرارۃ متواترہ است
و آنچه مخالف مصحف او باشد قرارۃ شاذہ و
ہرچہ در فقرہ او یافتہ شود جادہ قویۃ از دین
محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ و التسلیمات و
ظاہر دین و سواد اعظم اوست و ہرچہ مخالف
او باشد شاذ است اگر حدیث قوی یا قیاس
جلی شاہد او باشد میتوان اخذ کرد و الا نہ و
نسبت فقہ او بافقہ سائر مجتہدین اہل سنت
مانند نسبت متن است با شروح و این سخنی
است بمجمل تا شرح آن بگوش اہل عصر نہ
رسد بحتم کہ بکذا ف نسبت کنند اما شہادت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعلییت او و
تفویض نواصی اُمت باو پس متواتر بالمعنی است
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ
تعالیٰ جعل الحق علی لسان عمر و قلیہ
اخرجہ الترمذی بروایت ابن عمر و ابو داؤد
بروایت ابی ذر و قال لقد کان فیما کان قبلكم
من الامم ناسٌ محدثون من غیر ان یکونوا
اَئِمَّاءَ فَاِنْ کُنْ فِی اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَانَّ عمر
اخرجہ الشیخان من حدیث ابی ہریرۃ و
مسلم و الترمذی من حدیث
عائشۃ و قال

لقہرتح کی ہے اور خارج میں واقع بھی اسی طرح ہوگا کہ ان کے
فقہ کی نسبت تمام فقہاء صحابہؓ کے فقہ کے ساتھ ایسی ہے
جیسی نسبت آپ کے مصحف (یعنی قرآن) کو تمام دوسرے اصحاب
کے مصحف سے ہے کہ جو کچھ آپ کے مصحف میں پایا جاتا ہے وہ
قرارۃ متواترہ ہے اور جو کچھ آپ کے مصحف کے مخالف ہوگا
وہ قرارۃ شاذہ ہے۔ اور جو کچھ ان کے فقہ میں پایا جاتا ہے دین
اسلام علی صاحبہ الصلوٰۃ و التسلیمات کی ایک مضبوط پگڈنڈی
اور ظاہر دین ہے اور سواد اعظم وہی ہے کہ اسی راہ پر سب اہل
حق کا مزن ہوتے رہے ہیں) اور جو کچھ اس کے مخالف ہے وہ
بحکم شاذ ہے کہ اگر کوئی حدیث قوی یا قیاس جلی اس کی شاہد ہوگی
تو اس کو اخذ کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ اور ان کے فقہ کی نسبت
تمام مجتہدین اہل سنت کے فقہ کے ساتھ ایسی ہے جیسی متن
کو نسبت ہوتی ہے تشریح کے ساتھ اور یہ ایک مجمل کلام ہے
جب تک اس کی شرح اہل عصر کے کان تک نہ پہنچے گی یہ احتمال
ہوگا کہ اس کو مبالغہ آرائی کی طرف نسبت کریں۔ اب لیجئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت ان کے بڑے عالم ہونے
اور اُمت کی پیشانیوں ان کے سپرو کرنے پر۔ تو یہ متواتر بالمعنی
ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ
تعالیٰ نے حق کو عمرؓ کی زبان اور اس کے قلب پر پیدا کر دیا ہے۔
اس کو ترمذی نے اخذ کیا بروایت ابن عمرؓ اور ابو داؤد نے بروایت
ابو ذرؓ اور فرمایا تم سے پہلے جو اُمتیں گزریں ان میں محدث
لوگ نہ ہو کرتے تھے (یعنی جن کے قلوب پر منجانب اللہ القاب نہ ہوتا
تھا) بغیر اس کے کہ وہ انبیاء ہوں تو میری اُمت میں اگر کوئی
ایسا ہے تو عمرؓ ہے۔ اس کو شیخین نے ابو ہریرہؓ سے اور مسلم اور
ترمذی نے حدیث عائشہؓ سے روایت کیا۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ

ایسے وقت کہ میں سورہاتھیں لے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں اور اُن کے اوپر قمیصیں ہیں تو اُن میں سے بعض کی صرف چھاتی تک ہی پہنچتی ہے اور بعض کی اس سے آگے تک پہنچتی ہے اور میرے سامنے عمر بن الخطاب کو پیش کیا گیا اس حال میں کہ اُس کے بدن پر ایسی (لمبی) قمیص تھی جس کو وہ کھینچ رہا تھا۔ صحابہ نے کہا کہ آپ نے اس کی کیا تاویل کی یا رسول اللہ فرمایا کہ دین، اس کو روایت کیا بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے ابوسعید کی روایت سے۔ اور آپ نے فرمایا کہ جب میں سورہاتھیں لے کر میرے سامنے ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ تو میں نے اس میں سے پیا یہاں تک کہ میں سیرابی کا اثر دیکھ رہا ہوں کہ میرے ناخنوں میں سے نکل رہا ہے۔ پھر میں نے اپنا پس خوردہ عمر بن الخطاب کو دیدیا۔ اصحاب نے کہا کہ آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ فرمایا کہ علم، اس کو روایت کیا بخاری اور مسلم نے اور ترمذی نے حدیث ابن عمر سے۔ اور فرمایا کہ اقتدار کو ان دونوں کی جو میسر بعد ہوں گے یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ کی، اس کو ترمذی نے روایت کیا اور ایک جماعت نے حدیث ابوسعید اور حدیث سے۔ اب لیتے شہادت صحابہؓ اور تابعین کی۔ داری نے روایت کیا حدیث سے انھوں نے کہا کہ فتوے تین قسم کے آدمی دیتے ہیں (پہلا) وہ آدمی جو امام ہو اور (دوسرا) وہ جو قرآن کے ناسخ کو منسوخ سے ممتاز کر لے۔ لوگوں نے کہا کہ اے حدیث اور وہ کون ہے کہا کہ عمر بن الخطاب (اور تیسرا) احمق تکلف کرنے والا۔ اور روایت کیا داری نے عمرو بن مہمون سے کہ انھوں نے کہا کہ عمرؓ دو تہائی علم لے گئے۔ اس کا ذکر ابراہیمؓ کے سامنے کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ عمرؓ دس میں سے نو حصہ علم لے گئے۔ رہی یہ بات کہ ان کے فقہ کی نسبت تمام صحابہؓ

بنا انا ناتم رأیت النکس یرضون علیہ
و علیہم قمیص فہنا ما یبلغ الشدۃ و منہا
ما یبلغ دون ذلک و عرض علی عمر بن
الخطاب و علیہ قمیص یجرہ قالوا فما أولتہ
یا رسول اللہ قال الدین اخرجہ البخاری و مسلم
و الترمذی و النسائی بروایۃ ابی سعید و قال
بنا انا ناتم رأیت بقدر من لبن فشربت
منہ حتی اتی لاری الری یخرج من
اکفاری ثم اعطیت فضیلتی عمر
ابن الخطاب قالوا فما أولتہ قال
اعلم اخرجہ الشیخان و الترمذی من حدیث
ابن عمر و قال اقتدوا بالذین من بعدی
ابی بکر و عمر اخرجہ الترمذی و جماعۃ من
حدیث ابن مسعود و حدیث و اما شہادت
صحابہ و تابعین اخرج الدارمی عن
حدیث قال انا یفیت النکس ثلثۃ رجل
امام و رجل یعلم ناسخ القرآن من المنسوخ
قالوا یا حدیث و من ذلک قال عمر
ابن الخطاب او احمق متکلف و اخرج
الدارمی عن عمرو بن مہمون ان قال
ذہب عمر بثلث العلم فذكر لا یزیم
فقال ذہب عمر بثلث العلم
اعشار العلم اما انک نسبت
فقہ او بافقہ سائر
صحابہ

بمنزلہ مصحفِ اوست بامصحفِ سائر صحابہؓ اخرج الحاكم عن الشعبي انه قال يقضاه في سنة نفر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثه بالمدينة وثلثه بالكوفة بالمدينة عمرو ابني وزيد بن ثابت وابلوكوفه علي وعبد الله بن مسعود و ابو موسي و اخرج الحاكم عن الشعبي عن مروق قال انته علم اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم الى هؤلاء النفر عمر بن الخطاب و علي بن ابی طالب و عبد الله بن مسعود و ابی بن كعب و معاذ بن جبل و زيد بن ثابت و ابی موسي الاشعري و اخرج الحاكم عن الشعبي قال يؤخذ العلم عن سنة من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فكان عمر و عبد الله و زيد و شبعة علم بعضهم بعضا فكان يفتيس بعضهم من بعض و اخرج محمد بن الحسن في كتاب الآثار عن ابی حنيفة عن الهيثم عن الشعبي قال كان سنة من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يذكرون الفقه بينهم علي بن ابی طالب ابني و ابو موسي طلحة و عمرو و زيد و ابن مسعود رضي الله تعالى عنهم اجمعين شرح ابن اجمال آنكه علم فاروق اعظم در بلاد اسلام منتشر شد و جميع مسلمين بوي اخذ كردند و علم علي مرتضى رضى جز در كوفه مشهور شد و چون حاضران مجلس ادرضه الله عنه غالباً شكران بودند علم او منقح نه گشت

کے فقہ کے مقابلہ پر بمنزلہ اُن کے مصحف کے ہے بمقابلہ تمام صحابہؓ کے مصحف کے۔ روایت کیا حاکم نے شعبی سے کہ انھوں نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے قضاء چھ آدمیوں میں ہے (یعنی ان کا حصہ ہے) تین تو مدینہ میں ہیں اور تین کوفہ میں۔ مدینہ میں تو عمرؓ اور ابیؓ اور زید بن ثابتؓ ہیں اور کوفہ میں علیؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ اور ابو موسیٰؓ ہیں۔ اور روایت کیا حاکم نے شعبی سے انھوں نے مسروقؓ سے انھوں نے کہا کہ منہی ہوتا ہے اصحاب بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ان حضرات پر عمرؓ بن الخطاب اور علی بن ابی طالبؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ اور ابی بن کعبؓ اور معاذ بن جبلؓ اور زید بن ثابتؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ۔ اور حاکم نے روایت کیا شعبیؓ سے انھوں نے کہا کہ اصحاب بنی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے چھ سے علم اخذ کیا جاتا ہے۔ تو (اُن میں سے) عمرؓ اور عبد اللہؓ اور زیدؓ ایسے ہیں کہ ان میں سے بعض کا علم دوسرے کے علم سے مشابہ ہے ان میں سے ایک دوسرے سے علم اخذ کرتا تھا۔ اور محمد بن الحسنؓ نے کتاب الآثار میں ابو حنیفہؓ سے روایت کیا ہے انھوں نے ہیثمؓ سے انھوں نے شعبیؓ سے انھوں نے کہا کہ اصحاب بنی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے چھ اصحاب تھے جو آپس میں فقہ کے مذاکرات کرتے رہتے تھے، علی بن ابی طالبؓ اور ابیؓ اور ابو موسیٰؓ طلحہؓ اور عمرؓ اور زید بن ثابتؓ اور ابن مسعودؓ رضي الله عنهم اجمعين۔ اس اجمال کی شرح یہ ہے کہ فاروق اعظمؓ کا علم اسلامی شہروں میں منتشر ہو گیا اور تمام مسلمانوں نے آپ سے حاصل کیا اور علی مرتضیٰؓ کا علم بجز کوفہ کے کہیں مشہور نہ ہوا۔ چونکہ آپؓ کی مجلس کے حاضرین زیادہ تر لشکری لوگ ہوتے تھے اس لئے ان کا علم منقح نہ ہوا یعنی

نکھر کر لوگوں تک نہ پہنچا، مسلم نے روایت کیا طاؤس سے کہ ابن عباسؓ کو ایک مکتوب دیا گیا جس میں علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے لکھے ہوئے تھے تو انھوں نے اس کو مٹا دیا بجز اتنے کے اور اشارہ کیا سفیان بن عیینہ نے اپنے ہاتھ سے۔ اور روایت کیا مسلم نے ابن ابی ملیکہ سے کہ میں نے ابن عباسؓ کو لکھا ان سے یہ درخواست کر رہا تھا کہ وہ میرے لئے ایک مکتوب لکھ دیں اور مجھے خفیہ طور پر دیدیں تو فرمایا کہ (دین کا) خیر خواہ بیٹا ہے میں اُس کے لئے ایک انتخاب کر لوں گا اور خفیہ طور پر اس کو دیدوں گا۔ کہا کہ پھر انھوں نے مکتبے علیؓ کے فیصلے۔ تو ان سے کچھ چیزیں لکھتے جاتے تھے اور بعض چیزیں جب آپ کی نظر سے گزرتیں تو کہتے کہ واللہ علیؓ ایسا فیصلہ نہیں کر سکتے بجز اس کے کہ گمراہ ہو گئے ہوں۔ اور روایت کیا مسلم نے ابو اسحقؓ سے کہا کہ جب لوگوں نے بعد علیؓ کے نئی باتیں نکالیں تو اصحاب علیؓ میں سے ایک شخص نے کہا کہ اللہ ان کو قتل کرے کیسے علم کو انھوں نے فاسد کیا۔ اور مسلم نے روایت کیا مغیرہؓ سے کہ ایسی حدیث کی جو علیؓ سے روایت کی جاتی تھی تصدیق نہیں کی جاتی تھی مگر عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب کی طرف سے۔ اور معاذ بن جبلؓ حضرت فاروقؓ کے آخر زمانہ میں بیٹے گئے اور ان کی حدیثیں (اتنی مدت حیات کے باوجود) اتنی باقی نہیں رہیں کہ ان کو معتد بہ شمار کہہ سکیں) اور ابی کی کوئی قرأت و تفسیر کے علاوہ لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں ہے۔ اور ابو موسیٰ اشعریؓ نے اس کمال کے باوجود جو ان کو حاصل تھا بہت سے مسائل میں عاجز ہو کر عبداللہ بن مسعودؓ کے حق میں فرمایا کہ مجھ سے مت پوچھو جب تک تم میں یہ جزیرہ (یعنی جید عالم) موجود ہے۔ اور ابن عباسؓ اپنے کمالِ علم کے باوجود

آخر ج مسلم عن طاؤس اُتے ابن عباسؓ بکناپ فیہ تفضائے علیؓ فحماہ الا قدرد اشار سفیان بن عیینہ بذراعیہ و آخر ج عن ابن ابی ملیکہ کتبت الی ابن عباسؓ انا ان یتب لی کتابا و یخفی عنی فقال ولدناصح انا اختار له الامور اختیاراً و اُخفی عنہ قال فدعا بقضائے علیؓ فجعل یتب منہ اشیاء و میر بہ الشی فیقول واللہ ما قضی بہذا علیؓ الا ان یكون منہ و آخر ج مسلم عن ابن اسحاق قال لما اُخذ ثوابک الاشیاء بعد علیؓ قال رجل من اصحاب علیؓ قاتلہم اللہ ائی علم اُفدوا و آخر ج مسلم عن المغیرة قال لم یمکن یصدق علیؓ فی الحدیث عنہ الا من اصحاب عبد اللہ بن مسعود و معاذ بن جبلؓ و آخر زمان فاروقؓ از عالم رفت و حدیث ابو چندان باقی نہ ماند و از ابی بن کعب در غیر قراءۃ و تفسیر روایت و دست مردمان نیست و ابو موسیٰ اشعریؓ با کمالی کہ داشت در بیارے از مسائل عاجز شد و در حق عبداللہ ابن مسعودؓ لا تاتو فی مادام هذا الجزیر فیکم و ابن عباسؓ با کمال علم خود

نزدیک بر پنجہ مسئلہ مخالف جمیع مجتہدین
شد اخرج الدرر عن ابراہیم قال خالف
ابن عباس اہل القبۃ فی امرأۃ و
ابوین قال للام الثلث من جمیع المال
وہمچنین در مسئلہ عودل و مسئلہ متعہ
الحج و متعہ النساء و بیع صرف و غیر ما
چنانکہ بر مستبعین فن حدیث مخفی نیست
و در بسیار از مسائل شک پیدا کردند
غسل قدین و بلاق ثلاث دفعۃً واحدۃً
باز اقوال او مشتبہ شد و رجوع از اکثر روایات
کرده اند و عبد اللہ بن مسعود اکثر موافقت
دہشت با فاروق اعظم رضی عنہ خود باین تصریح کرده
است کان عمر اذا سکت طریقاً وجدناہ
سہلاً و نیز گفت لو ان الناس سلکوا
وادیا او شعباً و سلک عمر و ادا و شعباً و سلکوا
و زید بن ثابت رضی عنہ نیز در اکثر مستبع او است
و عبد اللہ بن عمر رضی عنہ از غرض در اجتہاد در
محل اشتباہ تقاعد می نمود و عائشہ صدیقہ مسائل
او در جمیع ابواب فقہ نیست اما آنکہ نسبت
او با مجتہدین امت مانند نسبت مجتہدین مستقل
است با مجتہدین امت منسوب پس نزدیک توسع
در تتبع آثار صحابہ نظر می شود چنانکہ
مجتہد مستقل ترتیب ادلہ و

تقریباً پچاس مسئلوں میں تمام مجتہدین کے خلاف تھے۔ روایت
کیا دارمی نے ابراہیم سے کہا کہ مخالفت کی با بن عباس نے اہل قبلہ کی
(د متوفی کے) بیوی اور ماں باپ (کی میراث کے حصص) کے
بائے میں کہ کہا کہ ماں کے لئے تمام مال کا ایک تہائی حصہ ہے
اور اسی طرح عودل کے مسئلہ میں اور مسئلہ متعہ الحج اور متعہ
النساء اور بیع صرف وغیرہ میں جیسا کہ فن حدیث کا تتبع کرنے
والوں سے مخفی نہیں ہے اور بہت سے مسائل میں انھوں نے
شک کا اظہار کیا جیسے دونوں پاؤں کا دھونا اور ایک ہی دفعہ
تین طلاقیں کے بائے میں۔ پھر ان کے اقوال مشتبہ ہو گئے
اور اکثر روایات سے انھوں نے رجوع کر لیا۔ اور عبد اللہ بن مسعود
نے اکثر موافقت کی ہے فاروق اعظم رضی عنہ کے ساتھ اور انھوں
نے خود اس کی تصریح کی ہے کہ عمر رضی عنہ جب کسی طریق پر چلے
ہیں تو ہم نے اُس کو سہل پایا۔ اور نیز فرمایا کہ اگر سب لوگ
راہ چلیں کسی وادی یا گھاٹی میں اور عمر رضی عنہ راستہ چلیں دوسری
وادی یا گھاٹی میں تو میں عمر رضی عنہ کی وادی اور ان ہی کی گھاٹی
میں چلوں گا۔ اور زید بن ثابت رضی عنہ بھی اکثر مسائل میں اُن ہی
کی پیروی کرتے ہیں۔ اور عبد اللہ بن عمر رضی عنہ اشتباہ کے موقع
پر اجتہاد میں غور و غوض سے پہلو بچا کرتے تھے۔ اور عائشہ
صدیقہ رضی عنہا سے تمام ابواب فقہ میں ان کے مسائل مروی نہیں ہیں
رہی یہ بات کہ ان کی نسبت مجتہدین امت کے ساتھ ایسی ہے
جیسی مجتہد مستقل کی نسبت ہوتی ہے مجتہدین منتسب کے ساتھ۔
تو یہ بات اگر آثار صحابہ رضی عنہم کے تتبع میں توسع سے کام لیا جائے
تو عیاں ہو جائے گی۔ جیسا کہ مجتہد مستقل دلائل کی ترتیب اور

عہ بلد ثانی میں اس کا مفصل بیان تحریر کیا جا چکا ہے ۱۱ مترجم عہ بیع صرف اس کو کہتے ہیں جس میں دونوں طرف نقد ہوں جیسے
روپیوں کے بدلے میں اشرفیاں لیجائیں ۱۲ مترجم

قواعد استنباط و جمع بین الدلیلین المتعارضین
مقرر فرماید و مجتہد منتسب ازوے این
ہمہ مسائل را فرامیگرد و ہچنان فاروق اعظم
قاعدہ چندین درین امور مقرر فرمودہ مجتہدان
مذہب آن ہمہ قواعد را ازوے اخذ نمودہ اند و
بر منوال آن قواعد نسج کردہ و چنانکہ مجتہد
مستقل مسائل را در ہر باب بمسوط میسازد
و جملہ صالحہ از مسائل ہمتہ محرری نماید بعد
از ان مجتہدان منتسب حصہ از تفسیر قرآن عظیم
و حصہ از سنت سننہ و آثار سلف لغت
عرب و قواعد استنباط یاد گرفتہ در مسائل
مفروضہ مجتہد مستقل غرض می نمایند اگر در
مسئلہ از مسائل نص کتاب و سنت با مفهوم
موافق یا مخالف آیت یا حدیث موافق آن
یافتند فہو المراد و اگر نیافتند و وجہ
مسئلہ ظاہر یافتند بان اخذ نمودند و اگر
مخالف آن دلیل قوی بہم رسید از
کتاب و سنت و قیاس جلی و
اجماع امت ترک اتباع می کنند زیرا کہ
حالتہذا لازم شد اخذ بدلیل
قوی و اگر مخالف موجود نشد و
وجہ مسئلہ نیز ظاہر نیست توقف
می نمایند یا اعتماد بر قول مجتہد مستقل
کنند علی اختلاف فی ذلک بناء علی
اختلافہم فی مسئلہ آخرے

استنباط احکام کے قواعد اور دو متعارض دلیلوں کے جمع کی صورتیں
مقرر کرتا ہے اور مجتہد منتسب اس سے ان تمام مسائل کو اچھی طرح
حاصل کرتا ہے، اسی طرح فاروق اعظم نے چند قاعدے ان
امور میں مقرر فرمائے اور مجتہدین مذہب نے ان سب قواعد کو
ان سے اخذ کیا ہے اور اسی نسخ پر انھوں نے (دوسرے) قواعد
کی تدوین کی اور جس طرح مجتہد مستقل مسائل کو ہر باب میں
مفصل کر دیتا ہے اور مسائل ہمتہ کے متعلق ایک جملہ صالحہ تحریر
کر دیتا ہے (جس سے ان بمسوط مسائل کی علت حکم پر روشنی ڈال
دیتا ہے) اس کے بعد مجتہدین منتسب قرآن عظیم کی تفسیر کے ایک
حصہ کو اور سنت سننہ کے ایک حصہ کو اور آثار سلف اور لغت
عرب اور قواعد استنباط کو سامنے رکھتے ہوتے ان مسائل میں
غور و فکر کرتے ہیں جن کو مجتہد مستقل نے مفصل کر دیا تھا، تو
اگر ان مسائل میں سے کسی مسئلہ میں کتاب و سنت میں سے
کوئی نص مفہوم موافق یا مخالف کے ساتھ کوئی آیت یا حدیث
اس مسئلہ کے موافق پائیں گے تو فہو المراد اور اگر نہ پائیں گے
اور وجہ مسئلہ کی (جو مجتہد نے جملہ صالحہ میں ذکر کر دی تھی)
ظاہر پائیں گے تو اسی کو اخذ و قبول کر لیں گے اور اگر کوئی
(نص) نہ پائیں گے اور مسئلہ کی وجہ (مذکورہ) ظاہر دیکھیں گے
تو اس سے ہی اخذ کر لیں گے۔ اور اگر کوئی دلیل قوی کتاب
و سنت اور قیاس جلی اور اجماع امت میں سے اس کے خلاف
ملے گی تو اتباع ترک کر دیں گے کیونکہ اس حالت میں دلیل
قوی کے ساتھ اخذ کرنا لازم ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی مخالف
موجود نہیں مگر وجہ مسئلہ بھی ظاہر نہیں ہے تو توقف کرتے
ہیں یا مجتہد مستقل کے قول پر اعتماد کر لیتے ہیں، اس میں کچھ
اختلاف بھی ہے جس کی بنیاد ان کے دوسرے مسئلہ میں خلاف پر

اور وہ یہ ہے کہ کیا کسی مجتہد کے لئے دوسرے مجتہد کی تقلید جائز ہے جب کہ وہ اُس سے افضل اور اعلم ہو۔ اس میں دو قول ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ جائز نہیں۔ اور قول صواب ایسا کہ جس کے خلاف جائز نہیں ابتدائی دور کے مجتہدین کے طریق کار پر تفصیلی نظر کے بعد یہ ہے کہ جائز ہے۔ شافعیؒ نے فرمایا ہے ائمۃ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور اُن کے قدیم قول میں "اور علیؓ" بھی مذکور ہے، کے مل جانے کے بعد ہم کو پسند ہے کہ ہم تقلید اختیار کر لیں۔ جو شخص امام مالکؒ کے طرز عمل کا ان کے اپنے اجتہادی مسائل میں اور امام ابو حنیفہؒ کے طریق کار کا ان کے اپنے اجتہادی مسائل میں متبع کرے گا وہ اس امر میں توقف نہ کرے گا پھر جب دوسرے ایسے مسائل وارد ہو جائیں جو مجتہد مستقل کے کلام میں صراحت کے ساتھ مذکور نہیں ہوتے تو کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو اثبات حکمِ ادلّٰہ شرع سے کرتے ہیں مجتہد مستقل کے طریق استدلال کے مطابق ایسے لوگوں کا نام ہے "مجتہد منتسب مطلق" اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو استنباط حکم کرتے ہیں مجتہد مستقل کے کسی قول سے (کسی مسئلہ میں) اُس کی تقریر کے انداز سے یا (کسی مسئلہ کے حکم کی) علت کا استخراج کر کے وغیر ذلک اور ایسے لوگوں کا نام ہے "مجتہد منتسب مقید" اسی طرح مجتہدین مذاہب نے اُن فقہی اصولوں کو محکم کرنے کے بعد جو کتاب و سنت سے متعلق ہیں اور علم عربیت اور دو مختلف چیزوں کے جمع کرنے کے قواعد میں پختگی حاصل کرنے کے بعد اُن مسائل میں غور و فکر کیا جو فاروق اعظمؓ مفصل ذکر کر چکے ہیں تو ان میں کے اکثر مسائل کو قبول کیا اور بعض کا انکار کیا اور بعض سے اختلاف کیا۔ پھر دوسرے مسائل میں جو اُن پر وارد ہوئے بعض مواقع میں تو (کتاب سنت سے) استنباط کا طریق اختیار کیا

وہی ان المجتہد بل يجوز له تقليد المجتہد الآخر اذا كان افضل منه و اعلم قولان المشہور لای يجوز و الصواب الذی لای يجوز غیرہ عند استقرار صنیع اللہ و اہل یحوز قال الشافعی قول الائمة ابی بکر و عمر و عثمان و قال فی القديم و علی اذا مرنا الی التقليد احب الینا و ہر کہ صنیع امام مالکؒ در مجتہدات خود و صنیع امام ابی حنیفہؒ در مجتہدات خود متبع کنند درین امر توقف نخواہد کرد باز چون مسائل دیگر وارد شود کہ در کلام مجتہد مستقل منصوص نیست جمع استنباط کنند از ادلّٰہ شرع بر مہاج استدلال مجتہد مستقل و نام این جمع مجتہد منتسب مطلق است و طائفہ تخریج کنند بر قول مجتہد مستقل از فتوای خطاب یا طرد علت و غیر آن و نام این طائفہ مجتہد منتسب مقید است ہچنان مجتہدان مذاہب بعد احکام ایتعلق بالفقہ من الکتاب و السنۃ و اتقان علم عربیہ و قواعد جمع بین المختلفین در مسائل مفروشتہ فاروق اعظمؓ غرض نموده اند اکثرے را قبول کردہ و پارہ را منکر شدہ و در پارہ دیگر مختلف گشتہ باز در مسائل دیگر کہ بر ایشان وارد شدہ در بعض مواضع استنباط را کار فرما شدہ اند

دور طائفہ عمل بخریج نمودہ اند لیکن فہم این
معنی بغایت دقیق است جمعی کہ سرمایہ علم ایشان
شرح وقایہ و ہدایہ باشد گہا ادراک این سِرّ دقیق
نہ اند کردہ کسی در ضمن کاپی قلیہ جویدہ اَصْلُوح
العمر فی طلب الحمال : این نیست کہ فاروق اعظم
را در شرط واسطہ گرفتہ باشند و بغیر توسل او
در آئہ شرعیہ غرض کنند لیکن توسل کو مجتہد
منتسب را می باشد با مجتہد مستقل نہ توسل کہ
مقلد صرف را باشد با مجتہد متبوع خویش این
را قرآن بسیارست کہ منصف نزدیک ملاحظہ
آن بتصدیق این معنی مضطر شود یکی مطہر از ان
قرآن آنکہ چنانکہ مجتہدان شافعیہ مثلاً با یک
دیگر اختلاف پیدا نہ اند الا در حلّ مسائل تابع شیخ
خوہند و بہمین اعتبار ہمہ ایشان را اصحاب
شافعی گفتہ میشود ہمچنین مجتہدین در روس مسائل
فقط تابع مذہب فاروق اعظم اند و این قریب ہزار
مسئد باشد تخمیناً و بہین سبب نام ایشان مجتہد اصحاب
حدیث مقرر شد نہ ظاہریہ و نہ باطنیہ و نہ اصحاب
رائے باز سبب اختلاف ایشان در مسائل جزئیہ
یا آنست کہ حضرت فاروق بن خرقہ واحد باشد کہ
بہ یکے رسید و بہ دیگرے نہ رسید یا آنکہ رواست
فاروق اعظم نہ مختلف شدند کی تصحیح رواست
کرد و دیگرے تصحیح رواست

اور بہت سے مسائل میں (مجتہد مستقل کے قول سے) تخریج پر عمل
کیا۔ لیکن اس حقیقت کو سمجھنا بہت دقیق ہے۔ وہ جماعت جن
کا سرمایہ علم شرح وقایہ اور ہدایہ ہوگا اس سِرّ دقیق کا ادراک
کہاں کر سکے گی۔ کسے در ضمن کاپی الخ (ترجمہ) اگر کوئی کاچھی
کے پیالے میں قلیہ تلاش کرے گا۔ تو اپنی عمر محال چیز کی طلب
میں ضائع کرے گا۔ یہ نہیں ہو سکا ہے کہ فاروق اعظم نہ کو
شرع میں واسطہ نہ بنائیں اور بغیر ان کے توسل کے آئہ شرعیہ
میں غور و خوض کریں لیکن وہ توسل ایسا ہوگا جیسا کہ مجتہد متبوع
کو مجتہد مستقل کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ وہ توسل جو کہ مقلد محض کو
ہوتا ہے اس مجتہد کے ساتھ جس کا وہ اتباع کرتا ہے۔ اس کے
لئے بہت سے قرآن ہیں کہ ایک منصف مزاج ان کے ملاحظہ کے
بعد اس حقیقت کی تصدیق پر مجبور ہو جائے گا۔ آن قرآن میں
سے ایک یہ ہے کہ جیسا کہ مثلاً مجتہدین شافعیہ ایک دوسرے کے
ساتھ بہت سے اختلافات رکھتے ہیں مگر حلّ مسائل میں تابع اپنے شیخ
ہی کے ہوتے ہیں اور اسی اعتبار سے ان سب کو اصحاب شافعی
کہا جاتا ہے، اسی طرح مجتہدین اہم مسائل فقہیں فاروق اعظم
کے مذہب کے تابع ہیں اور یہ تخمیناً ایک ہزار کے قریب مسائل ہیں
اور اسی سبب ان کا نام مجتہد اصحاب حدیث ہوا، نہ ظاہریہ ہوا
نہ باطنیہ اور نہ اصحاب رائے۔ پھر مسائل جزئیہ میں ان کے اختلاف
کا سبب یا تو یہ ہوا ہے کہ حضرت فاروق بن خرقہ کی اثر خبر واحد
ہوئی کہ ایک کو پہنچی اور دوسرے کو نہ پہنچی اور یا یہ ہوا کہ
فاروق اعظم نہ سے روایت کرنے والے باہم مختلف ہوئے ایک
نے ایک روایت کی تصحیح کی اور دوسرے نے دوسری روایت کی

۵ ہندوستان میں... ہندو سبزی فروشوں یعنی ہندو گھڑوں کی ایک قوم ہے جس کو کاچھی کہتے ہیں یہ گوشت خور نہیں ہوتے۔ اسی لفظ میں سے
ہندو لفظ نکال کر کاچھی کہا گیا ۱۱ اشتیاق احمد

تصحیح کی۔ یا یہ کہ فاروق اعظمؓ کا کلام ہی دو وجہوں کا محتمل ہوا۔ ایک کے نزدیک اُس کا محمل ایک ہے اور دوسرے کے نزدیک اس کا محمل دوسرا ہے۔ یا یہ کہ ایک مجتہد کی نظر میں حضرت فاروقؓ کا قول کسی حدیث صحیحہ یا قیاس جلی کے معارض ہوا تو اُس نے اس قول کو ترک کر دیا اور مجتہد منتسب کا طریق کار یہی ہے۔ اور دوسرا مجتہد تعارض کے اٹھانے اور دلائل کی تطبیق پر قادر ہوا تو اُس نے آپؐ کے قول کو ترک نہ کیا اور یہ (بیان کردہ) وجوہ مجتہدین کی نصوص میں تصریحاً مذکور ہیں چنانچہ ان میں سے بعض کو ہم ذکر کریں گے۔ یا یہ کہ مسئلہ حضرت فاروقؓ کی طرف سے منصوص نہیں ہے تو ہر ایک (اس کا مفہوم) قرار دینے میں، اپنی رائے پر چل پڑا یا یہ کہ فاروق اعظمؓ کے قول سے تخریج میں ایک دوسرے سے مختلف ہو گئے۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اگر ان کے طریق کار کو ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے مدعا کے مطابق مسائل میں سے ایسے بہت ہیں کہ جن کے بارے میں حدیث مرفوعہ صریحہ جن کو ایک جماعت دوسری جماعت سے روایت کرتی ہے، موافق مذہب حضرت فاروقؓ پائی جاتی ہے اور یہ اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا احصاء مشکل ہے۔ اور بہت سے ایسے مسائل ہیں کہ (ان کے بارے میں) حدیث صریحہ نہیں پائی جاتی بلکہ کتاب و سنت کے اشارات حضرت فاروقؓ کے موافق پاتے جاتے ہیں یا خبر واحد پائی جاتی ہے بغیر اس کے کہ اس کو ایک جماعت نے جماعت سے روایت کیا ہو، تمام مجتہدین اس صورت میں بھی فاروق اعظمؓ کا اتباع کرتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے مسائل ہیں کہ احادیث سے ان کا حکم ایک دوسری سے مختلف نکلتا ہے اور حضرت فاروقؓ نے ایک تطبیق کی صورت نکال دی اور سب مجتہدین اسی تطبیق کے تابع ہو جاتے ہیں جیسا کہ عمرہ کے ساتھ فیخ

دیگر یا آنکہ کلام فاروق اعظمؓ محتمل چہین باشد پیش کی محملے دارد و پیش دیگر محملے دیگر یا آنکہ در نظر یک مجتہد قول حضرت فاروقؓ معارض شد بعد پیش صحیح یا قیاس جلی پس ترک آن کرد و بہین است صنیع مجتہد منتسب مجتہد دیگر قادر شد بر دفع معارضہ و تطبیق بین الدلائل پس ترک نہ کرد و این وجوہ در نصوص مجتہدین تصریحاً مذکور است چنانکہ بعض ازان مذکور خواہیم کرد یا آنکہ مسئلہ منصوص حضرت فاروقؓ نیست ہر یک بر آئی سلوک نمود یا آنکہ در تخریج از قول فاروق اعظمؓ مختلف شد نہ قرینہ دیگر آنکہ اگر صنیع ایشان ملاحظہ کردہ شود بسیار از مسائل ہست کہ حدیث مرفوعہ صریحہ روایت جامعہ عن جماعتہ موافق مذہب حضرت فاروقؓ در مدعا یافتہ شود و ہذا اکثر من ان یُحفظ و یکبارہ از مسائل ہست کہ حدیث صریحہ یافتہ نشود بلکہ ایما از کتاب و سنت موافق حضرت فاروقؓ یافتہ شود یا خبر واحد بغیر آنکہ بروایت جامعہ عن جامعہ باشد یافتہ شود ہمہ مجتہدین دین صورت نیز اتباع فاروق اعظمؓ میکنند و بسیار از مسائل ہست کہ احادیث مختلف می شود و حضرت فاروقؓ تطبیق مقرر کردہ البتہ تابع ہست تطبیق می شوند چنانکہ در مسئلہ فیخ حج

بعضہ و مسئلہ غسل قدم و مسئلہ متعہ و مسئلہ صرف و بسیار از مسائل ہست کہ حدیثی در باب یافتہ نشد و مخالفت قول فاروق بن ابی نعیم کتاب نص حدیث و قیاس جلی نیز ظاہر نشد و طریق قیاس و رائے در استجماع مسدود نیست و اینجا البتہ تقلید قول او میکنند و مجتمعے شود بران چنانکہ شاعر بخدس ادراک مینماید کہ فلان قصیدہ تتبع فلان قصیدہ است ہر چند صاحب قصیدہ آن تصریح نکرده باشد درین صورت حدس کو متبع آثار اہم می رسد کہ اگر ہمت خود را بر تقلید فاروق اعظم جمع نہ کردہ اند این معاملہ چو اے کند قرینہ سوم آنکہ اصل ثالث از اصول شریعت اجماع است باز اجماع کہ تخیل اہل زبان ما است بمنعہ اتفاق جمیع اُمت مرحومہ بحیث لا یشک منہم فرد و واحد نقض من کل واحد منہم خیال محال است ہرگز واقع نشدہ مسئلہ نیست از انجہ اورا اجماعیات می نامند مگر فی الجملہ خلافہ دران نقل کردہ می شود اجماع کثیر الوقوع اتفاق اہل حل و عقد است از متفقین امصار این معنی در مسائل مضمومہ فاروق اعظم یافتہ می شود کہ اہل حل و عقد بران اتفاق کردہ اند و تلو آن فسکو جمعہ غیر و سکوت باقین و تلو آن اختلاف علی قولین کہ در حکم اتفاق بر نفی قول ثالث است و تلو آن اتفاق اہل حریم

ج کے مسئلہ میں اور پاؤں کے دھونے کا مسئلہ اور متعہ کا مسئلہ اور جمع صرف کا اور بہت سے ایسے مسائل ہیں کہ اس باب میں کوئی حدیث نہیں پائی گئی مگر نص کتاب اور نص حدیث اور قیاس جلی کے ساتھ قول فاروق بن ابی نعیم کی کوئی مخالفت بھی ظاہر نہیں ہوتی اور وہاں قیاس و رائے کی راہ مسدود نہیں ہوتی البتہ ان کے قول کی تقلید کرتے اور اس پر مجتمع ہو جاتے ہیں جیسا کہ ایک شاعر فراست سے یہ ادراک کر لیتا ہے کہ فلاں قصیدے میں فلاں قصیدہ کا متبع کیا گیا ہے اگرچہ صاحب قصیدہ نے اس بات کی تصریح نہ کی ہو اس صورت میں ایک فراست قویہ آثار کے متبع کرنے والے کو حاصل ہو جاتی ہے کہ اگر ان حضرات مجتہدین نے اپنی ہمت کو فاروق بن ابی نعیم پر پورے طور پر نہیں لگا دیا ہے تو یہ معاملہ کیسے کر رہے ہیں۔ تیسرا قرینہ یہ ہے کہ اصول شریعت میں کی تیسری اصل اجماع ہے۔ پھر ایسا اجماع جو کہ ہمارے زمانہ والوں کے تخیل میں ہے تمام اُمت مرحومہ کے ایسے اتفاق کے معنی میں کہ ایک فرد واحد بھی اس سے جدا نہ ہو اور اُمت کے ہر ایک شخص کی طرف سے اس پر نص ہو جائے خیال محال ہے ایسا کبھی واقع نہیں ہوا۔ جن کو اجماعیات کہتے ہیں ان میں کوئی مسئلہ نہیں مگر اس میں فی الجملہ ایک خلاف نقل کیا جاتا ہے اجماع کثیر الوقوع حضرات حل و عقد کا اجماع ہے جو شہروں کے مفتی ہیں۔ یہ معنی فاروق اعظم کے تصریح کئے ہوئے ان مسائل میں پاتے جاتے ہیں کہ صاحبان حل و عقد نے ان پر اتفاق کیا ہے۔ اور اس سے ملحق ہے ایک بڑی جماعت کا فتوہ اور باقی لوگوں کا سکوت اور اس سے ملحق ہے دونوں پر اختلاف ذکر۔ فلاں مسئلہ کا یہ حکم ہے یا یہ ہے، جو کہ نفی قول ثالث پر اتفاق کے حکم میں ہے۔ اور اسی سے ملحق ہے اتفاق اہل حریم

اور خلفاء کہ حکم حدیث ان الذین یأمرون بالحق و یمنعون منکرہ ^۱ لے
 الحجاز کا تارڑ ^۲ الحیۃ لے ^۳ صحیح ^۴ و حدیث ^۵ علیکم
 بستے و ستہ الخلفاء الراشدین من بعدی ^۶
 عیضوا علیہا بالنواذی ^۷ متبع است این اجامیات
 کہ واقع شدہ اند بدوین اہتمام حضرت فاروق ^۸
 و بعض فتوے وی صورت نہ بستہ چنانکہ درستہ
 غسل ^۹ باکسال و چارہ تبحر در جنازہ نقل کردہ اند
 فقیر اعمی عنہ ^{۱۰} شاہنا ^{۱۱} بخاطر میگذشت کہ مذہب حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ ^{۱۲} مذکور سازد و تعجب میکرد
 از علماء سلف کہ چرا باین امر عظیم اہتمام نہ
 نمودہ اند حالانکہ فوائد عظیمہ در حق خواص مسلمین
 و عوام ایشان در تدوین مذہب مے رضی
 اللہ عنہ ^{۱۳} مروج است اما خواص مسلمین یا فقہاء
 اند یا محدثین اتفاق سلف و توارث ایشان
 اصل عظیم است در فقہ و اصل دران باب
 نصوص فاروق ^{۱۴} و مناظرات اوست مجلد
 ضخیم ^{۱۵} مستوعب اکثر ابواب فقہ ازان
 توان جمع کرد و عمدہ در فن حدیث معرفت
 طرق متعاضدہ حدیث است اگر احادیث
 کہ بظاہر موقوفہ فاروق اعظم ^{۱۶} است
 بمعنی مرفوعہ است و سننے درستی
 ازین باب مے توان پرداخت و از
 شواہد احادیث و متابعات شئی کثیر
 مے توان ازان بر آورد اما فائدہ آن
 در حق عوام مسلمین

اور خلفاء کا جو حکم حدیث ان الذین یأمرون بالحق و یمنعون منکرہ ^۱ یعنی دین سمٹ آتے گا
 مجازیں جس طرح کہ سانپ اپنے سوراخ میں سمٹ آتا ہے۔ اور
 حکم حدیث کہ تم پر لازم ہے میرا طریقہ اور میرے بعد کے خلفاء راشدین
 کا طریقہ اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا قابل اتباع ہے۔ یہ
 اجامیات جو واقع ہوئے ہیں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے اہتمام اور
 نص فتویٰ کے بغیر نہیں ظہور پذیر ہوتے جیسا کہ اکسال پر یعنی
 ازال سے پہلے ذکر کو باہر نکال لینے پر غسل اور جنازے کی
 نمازیں چارہ تبحر نقل کی ہیں۔ فقیر عفی عنہ کے دل میں برسوں سے
 یہ خیال آتا رہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مذہب کو رد
 کرے اور تعجب کرتا رہا ہے علماء سلف پر کہ انھوں نے اس امر
 عظیم کا اہتمام کیوں نہیں کیا حالانکہ خواص و عوام سب اہل
 اسلام کے لئے آپ کے مذہب کی تدوین میں فوائد عظیمہ کی امید
 ہے۔ خواص مسلمین پر غور کیجئے تو وہ فقہاء ہیں یا محدثین۔
 سلف کا اتفاق اور ان کا توارث (یعنی ایک شخص نے کسی
 امر کو اپنے اکابر سے سنا یا دیکھا اور انھوں نے اپنے اکابر
 سے) فقہ میں اصل عظیم ہے اور اس باب میں اصل میں حضرت
 فاروق رضی اللہ عنہ کی نصوص اور ان کے مناظرات، ان سے ایک ضخیم کتاب
 جو اکثر ابواب فقہ پر مشتمل ہو مرتب کی جاسکتی ہے۔ اور یہ
 فائدہ تو فقہاء سے متعلق ہے، محدثین کو یہ فائدہ حاصل ہوتا کہ
 فن حدیث میں خاص چیز ہے ایسے طرق (یعنی روایات) حدیث کی
 معرفت جو ایک دوسرے کی مؤید ہوں۔ اگر ایسی احادیث جو
 بظاہر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی موقوفہ ہیں اور بمعنی مرفوعہ ہیں جمع
 کی جائیں تو اس باب میں ایک کامل سنن مرتب ہو سکتی تھی
 اور احادیث اور متابعات کے شواہد سے اس سے بہت سی چیزیں
 نکالی جاسکتی تھیں۔ اب اس فائدہ کو لیجئے جو عوام مسلمین کو پہنچتا

وہ یہ ہے کہ وہ یہ بات جان لیتے کہ مجتہدین کے مذاہب ایک ہی شریعت کے شعبے ہیں اور وہ ہر مذہب کو علیحدہ دین اور جداگانہ ملت نہ خیال کرتے اور اختلاف اُمت احکام ملت کے بارے میں ان کے یقین کو تشویش میں نہ ڈالتا۔ وہ ظاہر دین اور سواد اعظم کو روایات شاذہ سے جدا تصور کرتے اور شریعت کی حجت اپنے اوپر قائم سمجھتے رہتے اور شریعت غزالی کی اشاعت اور دین متین کی تبلیغ کے بارے میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس مرتبہ و مقام کو سمجھ لیتے جو ان کا حقیقہ ہے اور وہ ہر ذمی حق کو اس کا حق دینے جانے کے اصول کو عمل میں لاتے۔ پھر اس وقت یہ داعیہ وجود میں نہیں آیا۔ جب بات یہاں تک پہنچی تو وہ داعیہ پھر ابھر آیا اور قلب کے رک جاتے کی اس داعیہ سے کوئی وجہ نہیں ہے۔ اب ہم اس کو شروع کرتے ہیں باوجود قلت اسباب پریشان خیالی کے اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہر تشریف کا مستحق اللہ ہے اپنی وحدانیت کے ساتھ اور درود و سلام اللہ کے اُس نبی پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اما بعد کہتا ہے عبد ضعیف اللہ کریم کی رحمت کا امیدوار ولی اللہ ابن عبد الرحیم اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے، یہ وہ بیان ہے جس کی اللہ عز وجل نے مجھ کو توفیق عطا فرمائی جو خلیفہ او اب ناطق بالصدق والصواب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه کے مذہب کی تدوین کے بارے میں ہے اور چاروں مذہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) اس کے مقابلہ پر متون کی شرح کے مرتبہ میں ہیں اور جملہ مجتہدین آپ کے سامنے بمنزلہ مجتہدین منتسبین کے ہیں بمقابلہ مجتہد مستقل کے۔ اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے۔

آنست کہ مذاہب مجتہدین را شیب یک شریعت دانند ہر مذہب را دینے علیحدہ ملتے جداگانہ خیال کنند و اختلاف امت مشوش یقین ایشان با حکام ملت نشود ظاہر دین و سواد اعظم را از روایات شاذہ جدا تصور نمایند و حجت شرع بر خود قائم شناسند و بر مرتبہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ در نشر دین متین تبلیغ شریعت غزالی چنانکہ مست مطلع شوند و اعطائے کُل ذی حق حقہ بعل آرد باز تا این وقت این داعیہ بوجود نیامد چون سخن تا اینجا رسید آن داعیہ باز گل کرد و مجلس خاطر ازان داعیہ و جہے نہاشت ہذا منع قلّیہ الاسباب و تشتت البال واللہ ہو الموفق والمعين ؟

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على نبيه الذي لا نبي بعده اما بعد فيقول العبد الضعيف الرب رحمة الله الكريم ولي الله بن عبد الرحيم تغمد الله تعالى برحمته هذا ما وقفني الله عز وجل لي من تدوين مذہب الخليفة الاواب الناطق بالصدق والصواب امير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه وارضاه والمذاهب الاربعة منه بمنزلة الشروح من المتون والمجتهدون من صاحب بمنزلة المجتهدين المنتسبين من المجتهد المستقل واللہ هو الموفق والمعين ؟

ادلة الشرع اربعة اخرج الدارم
عن شريح ان عمر بن الخطاب كتب
اليه ان جازك شئ في كتاب الله
فاقص به ولا يفتك عنه الرجال فان
جازك ما ليس في كتاب الله فانظر سنة
رسول الله صلى الله عليه وسلم فاقتض
بها فان جازك ما ليس في كتاب الله و
لم يكن فيه سنة من رسول الله صلى الله
عليه وسلم فانظر ما اجمع عليه الناس
فخذ به فان جازك ما ليس في كتاب الله
ولم يكن فيه سنة رسول الله ولم يجمع فيه
احد قبلك فاختر اي الامرين شئت ان
شئت ان تتجهد برايك خم تقدم تقدم
وان شئت ان تتأخر فتأخر ولا ارا
التأخر الا خيرا الاك تخصيص عام
الكتاب بالسنة وتفسير مجمل الكتاب بالسنة
اخرج الدارم عن عمر بن الاشجع ان
عمر بن الخطاب قال انه سياتي ناش
يحدوكم بشبهات القرآن فخذوهم بشئ
فان اصحاب السنن اعلم بكتاب
الله لا يؤخذ الحديث الا عن
ثقة اخرج مسلم عن اب
عثمان النهدي قال عمر
ابن الخطاب يحسب المرء
من الكذب

شریعت کی چار دلیلیں ہیں دارمی نے روایت کیا شریح سے کہ
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ اگر تمہارے سامنے
کوئی چیز کتاب اللہ میں سے آجائے تو اس کے ساتھ فیصلہ کر دو
اور لوگوں کے کہنے سے اس سے ہرگز روگرداں نہ ہونا اور اگر تمہارے
پاس کوئی ایسا قضیہ آجائے جس کا حکم کتاب اللہ میں نہ ہو تو سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرو اور اس کے مطابق
فیصلہ کر دو۔ پھر اگر تمہارے پاس کوئی ایسا قضیہ آجائے جس کا
حکم کتاب اللہ میں نہ ہو اور نہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی سنت (یعنی آپ کا کوئی قول یا فعل) موجود ہو تو اس
چیز کو دیکھو جس پر لوگوں کا اجتماع ہو گیا ہو تو اس کو اختیار
کر لو۔ پھر اگر تمہارے پاس کوئی ایسا قضیہ آجائے کہ نہ اس کا حکم
کتاب اللہ میں ہے اور نہ سنت رسول اللہ میں ہے اور نہ تم سے
پہلے اس پر کسی نے کلام کیا ہے (یعنی تمہارے اہل مشورہ میں سے)
تو دونوں امر میں سے جو چاہو اختیار کر لو یعنی یہ کہ تم اپنی رائے
سے اجتہاد کرو اور (اس کو بیان کرنے میں) پہل کرو تو پہل کر لو
اور اگر تم چاہو کہ موخر رہو کہ پہلے دوسرے لوگ اپنا مشورہ
بیان کریں) تو موخر ہو اور میں موخر رہنے ہی کو تمہارے لئے
بہتر خیال کرتا ہوں۔ کتاب اللہ کے عام کی تخصیص سنت
کے ساتھ اور کتاب اللہ کے مجمل کی تفسیر سنت کے ساتھ۔ دارمی
نے روایت کیا عمر بن الاشجع سے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ
عنقریب تمہارے پاس کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو تم سے جھگڑیں گے
متشابهات قرآن کے ذریعہ سے تو تم اٹائی گرفت کرنا سنن کے ساتھ
کیونکہ اصحاب سنن زیادہ جانتے ہیں کتاب اللہ کو حدیث
نہ لیجائے مگر ثقہ سے مسلم نے روایت کیا ابو عثمان ہندی
سے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ کسی شخص کے بھڑا ہونے کے لئے

أَنْ يُجِدَّ ثَبَلَّ مَسْمُوعٌ وَأَخْرَجَ الْبَيْهَقِ
 عَنْ ابْنِ عَمْرِو قَالَ كَانَ عَمْرٍاءُ مَرْنَا أَنْ لَا
 نَأْخُذَ إِلَّا عَنْ ثَقِيَّةٍ أَجَازَةٍ خَيْرِ الْوَاحِدِ
 الصَّدُوقِ وَأَنْ كَانَ خِلَافَ الْقِيَّاسِ
 ذَكَرَ الشَّافِعِيُّ عَنْ عَمْرٍاءُ قَصَصًا مَبْنِيًّا
 أَنَّ رَأْيَهُ كَانَ أَنَّ يَحْكُمُ فِي الْأَمْرِ
 بِدِيَّاتٍ مُخْتَلِفَةٍ لِاخْتِلَافِهَا فِي الْمَنَافِعِ
 وَالْجَمَالِ فَلَمْ يَشْجَعْ رَأْيَهُ حِينَ وَجَدَ فِي كِتَابِ
 عَمْرٍاءُ بْنُ جَوْزَمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَفِي كُلِّ رَاضٍ مِمَّا
 مِثْلُكَ عَشْرٌ مِنَ الْأَبْلِ وَمِنْهَا أَنَّ رَأْيَهُ
 كَانَ أَنَّ الدِّيَّةَ لِلْعَاقِلَةِ وَلَا تَرْتِثُ الْمَرْأَةُ
 مِنْ دِيَّةِ زَوْجِهَا شَيْئًا فَلَمْ يَشْجَعْ رَأْيَهُ
 حِينَ أَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ سَفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنْ
 يُورِثَ امْرَأَةً أَشْثِيمَ الضُّبَابِ مِنْ دِيَّةِ
 وَمِنْهَا حَدِيثٌ عَمْرٍاءُ فِي الْجَنِينِ وَقَوْلُهُ خَيْرُ جَمِيلٍ
 ابْنُ مَالِكٍ بْنُ النَّابِغَةِ وَقَوْلُهُ لَوْلَمْ نَسْمَعْ
 هَذَا الْقَصَصَ لَبَدْنَا وَآخِذَ بِخَبَرِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 ابْنِ عَوْفٍ فِي الرَّجُلِ مِنْ أَرْضِ الْوَبَاءِ ثُمَّ
 أَوْرَدَ الشَّافِعِيُّ فِي الْمَسْئَلَةِ اشْكَالًا وَقَالَ لَمْ كُنْ
 يَكْفِ عَمْرٍاءُ فِي الْخُطَابِ عَلَى خَيْرِ الْوَاحِدِ فِي
 غَيْرِ مِثْلِهِ حَتَّى طَلَبَ رَجُلًا

یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر ایسی بات جو کسی سے سنے اس کو نقل
 کرے اور یہی نے روایت کیا ابن عمرؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ
 ہم کو عمرؓ یہ حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اخذ نہ کریں (کوئی حدیث)
 مگر ثقہ سے۔ واحد صدوق کی خبر کو جائز رکھنا اگرچہ خلاف
 قیاس ہو۔ شافعیؒ نے عمرؓ کے چند قصے بیان کئے۔ ان میں سے
 ایک یہ ہے کہ ان کی رات یہ تھی کہ انگلیوں کے بارے میں مختلف
 دیتوں کا حکم کریں کیونکہ وہ منافع اور جمال میں اختلاف رکھتی
 ہیں تو انھوں نے اپنی رات کا اتباع نہ کیا جب عمرو بن حزمؓ
 کی تحریر میں انھوں نے یہ پایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ ہر ایک انگلی میں جو ضابطہ کی جاتے گی دش اوٹ
 ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی رات یہ تھی کہ دیت
 مقتول کے داد صیالی رشتہ داروں کے لئے ہے اور بیوی کو
 اپنے شوہر کی دیت میں سے کچھ وراثت نہ ملے گی تو انھوں
 نے اپنی رات کا اتباع نہیں کیا جب کہ ان کو ضحاک بن سفیانؓ
 نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھا کہ
 اشیم الضبابی کی بیوی کو اس کی دیت میں وارث قرار دیں۔ اور
 ان میں سے ہے حدیث عمرؓ کی جنین کے بارے میں اور ان کا
 قبول کرنا جمیل بن مالک بن النابغہ کی خبر کو اور یہ فرمانا کہ
 اگر ہم یہ نہ سنتے تو ہم اس کے خلاف فیصلہ کر دیتے۔ اور آپؐ نے
 قبول کر لیا عبد الرحمن بن عوفؓ کی خبر کو ارض و با سے کوٹنے
 کے بارے میں۔ پھر شافعیؒ نے مسئلہ میں اشکال وارد کیا کہ
 کیوں نہیں اکتفاء کیا عمرؓ بن الخطابؓ نے خبر واحد پر اس کے
 علاوہ چند مسئلوں میں یہاں تک کہ ایک اور شخص کو طلب کیا

عہ یہ قیاس حضرت عمرؓ کا اس ضابطہ کی بنا پر تھا کہ الدیۃ علی العاقلۃ کی دیت قاتل کے داد صیالی رشتہ داروں کے ذمہ ہے۔ جب ان سے دیت وصول کیجاتی
 ہے تو دیت میں وراثت کا حق بھی داد صیالی رشتہ داروں ہی کا ہونا چاہیے ۱۱

اور انھوں نے پھر اس کا جواب دیا کہ انھوں نے بعض مواضع میں دوسرا خبر دینے والا اس لئے طلب کیا کہ راوی پر غلطی اور قلت ضبط کی وجہ سے مطمئن نہیں ہوتے اور بعض مواضع میں دوسرے شخص کو طلب کیا مزید توثیق کے لئے اگرچہ خبر واحد موجب حکم تھی تو دو کی خبر دل کو زیادہ تشفی دے گی اور شبہ کو اکھاڑ دے گی جیسا کہ انھوں نے خود اس کی تصریح کی ہے ابو موسیٰ نے اس کے قصہ میں اجماع روایت کیا شافعیؒ نے عمرؓ سے اُن کا خطبہ جو انھوں نے بابیہ میں دیا تھا اور اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا کہ جس شخص کو اس بات سے خوشی ہو کہ وہ وسط جنت میں داخل ہو اُس کو چاہیے کہ جماعت کو لازم کر لے اور اس سے انھوں نے احتجاج کیلئے قول بالا اجماع پر شرط قیاس اخذ کیا دارقطنی نے ایک جملہ سے کہ لکھا تھا عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو ادب قصار کے بارے میں انعم یعنی فہم سے کام لے اس چیز کے بارے میں جو تیرے سینہ میں کھلے ایسے امر کے بارے میں جس کے متعلق کتاب و سنت میں سے کوئی بات تیرے پاس نہیں پہنچی اور جو چیزیں اُس کی مثل اور اس کی شبیہ ہیں اُن کو پہچان پھر اس پر امور کو قیاس کر لے اور اس صورت کو اختیار کر لے جو تیری رائے میں اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور حق سے زیادہ مشابہ ہو۔ اُن کا یہ کہنا کہ مالم یبلغک (ان چیزوں میں سے جو تیرے پاس نہیں پہنچیں) اشارہ ہے محل قیاس کی شرط کی طرف۔ یہ قول کہ امثال اور اشباہ کو پہچان بیان ہے مقیس علیہ کا۔ اور یہ قول کہ جو صورت اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور حق کے ساتھ زیادہ مشابہ ہو بیان ہے علت کا اور اس کے موثر ہونے کا ثریت کی شہادت کے ساتھ۔ ایسے سوال کی کراہیت جو ایسی بلا کے بارے میں ہو جو ابھی نازل نہیں ہوئی داری نے روایت کیا

وَأَجَابَ بَازٍ فِي بَعْضِ الْمَوَاضِعِ طَلَبَ نَحْوِ
آخِرَ لَانَّهُ لَمْ يَأْمَنْ غَلَطَ الرَّادِي وَقَلَّةَ ضَبْطِ
وَفِي بَعْضِ الْمَوَاضِعِ طَلَبَ اسْتِظْهَارًا
وَأِنْ كَانَ خَبَرُ الْوَاحِدِ مُوجِبًا لِلْحُكْمِ فَخَبَرُ
الْأَشْيَيْنِ أَشْفَى لِلْخَاطِرِ وَاتِّمَعَ لِلشَّيْبَةِ
كَامُ مَرَّطٍ هُوَ بِنَفْسِهِ فِي قِصَّةِ أَبِي مُوسَى
الْأَجْمَاعِ أَخْرَجَ الشَّافِعِيُّ عَنْ عُمَرَ خُطْبَةً
بِالْبَابِيَةِ وَفِيهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ بِمُحَمَّدٍ الْجَنَّةُ فَلْيَزِمِ
الْجَمَاعَةَ وَاجْتِنِ بِهَذَا عَلَى الْقَوْلِ بِالْأَجْمَاعِ
شَرْطُ الْقِيَاسِ أَخْرَجَ الدَّارِقُطْنِيُّ فِي جُمْلَةٍ
كُتِبَ عُمَرَا لِي أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ فِي
أَدَبِ الْقَضَاءِ أَلْفُ عِمَامَةٍ الْفَهْمُ فِيمَا يَخْتَلِجُ
فِي صَدْرِكَ مَا لَمْ يَبْلُغْكَ فِي الْكِتَابِ
وَالسُّنَّةِ وَاعْرِفِ الْأَمْثَالَ وَالْأَشْبَاهَ
ثُمَّ قَسِ الْأُمُورَ عِنْدَ ذَلِكَ فَأَعْمِدْ لِي
أَجْتَهَالِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَاشْتَبِهَا
بِالْحَقِّ فَيَمَاتُ قَوْلُهُ مَالَمْ يَبْلُغْكَ
إِشَارَةُ لِي شَرْطُ مَحَلِّ الْقِيَاسِ قَوْلُهُ
اعْرِفِ الْأَمْثَالَ وَالْأَشْبَاهَ بَيَانُ
الْمُقَيْسِ عَلَيْهِ قَوْلُهُ أَجْتَهَالِي اللَّهُ وَ
اشْتَبِهَا بِالْحَقِّ بَيَانُ الْعِلَّةِ وَكُونُهَا
مَوْثُورَةٌ بِشَهَادَةِ الشَّرْطِ كَرَاهِيَةِ
السُّوَالِ فِيمَا لَمْ يَنْزَلْ
أَخْرَجَ الدَّارِقُطْنِيُّ

عن ابن عمر انہ سئل عن شئ فقال
لا تسأل عالم یکن فالتی سمعت عمر بن
الخطاب یلعن من سأل عالم ین و آخرج
الدار عن طائوس قال عمر علی
المبر اخرج بالیة فی رجل سأل
عالم ین فان الله قد بین
ما هو لکائن قوله بین ما هو کائن
یعنی تکفل ان یلهم الصواب
فی النزلة و هذا مرفوع فی
الحقیقة اخرج الدار عن
دوب بن عمرو النجفی ان النبی
صلی الله علیه وسلم قال
لا تعجلوا بالبیة قبل نزولها فانکم
ان لا تعجلوا قبل نزولها لا
ینفک المسلمون وفیهم اذ یرى
نزکت من اذا قال موثق و
سدد و انکم ان تعجلوا یختلف
بکم الا هو آفتا خذوا بهذا و
بكذا و اشار بن یدیه و
عن یسینه و عن شماله
یفهم من الحدیث المرفوع

ابن عمر سے کہ ان سے کوئی بات پوچھی گئی تو انھوں نے کہا کہ اس
مصیبت کے بارے میں سوال نہ کرو جو واقعہ نہیں ہوئی۔ کیونکہ
میں نے عمر بن الخطاب سے سنا کہ وہ لعنت کر رہے تھے اس
شخص پر جو اس بلا کے بارے میں سوال کرے جو ابھی واقعہ نہیں
ہوئی۔ اور روایت کیا دارمی نے طاؤس سے کہ عمر بن مبریر فرمایا
کہ میں اللہ کے واسطے سے اس شخص کو روکتا ہوں جو ایسی بلا
کے بارے میں سوال کرے جو نہیں واقعہ ہوئی کیونکہ اللہ نے جو
ہونے والی باتیں ہیں ان کو بیان کر دیا۔ یہ ارشاد کہ جو ہونے
والی باتیں ہیں ان کو بیان کر دیا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ متطفل
ہوئے اس بات کا کہ بھلائی کا اہام کر دے وجود میں آنے
والی چیز کے متعلق۔ اور درحقیقت یہ حدیث مرفوعہ ہے۔ روایت
کیا دارمی نے۔ وہب بن عمرو النجفی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ بلا کی جلدی نہ کرو اس کے نازل ہونے سے پہلے
کیونکہ تم اگر (سوالات میں) جلدی نہ کرو گے اس کے نزول
سے پہلے (تو یہ بہتر ہے اور تمہیں اس کی ضرورت بھی نہیں)
مسلمان ہمیشہ اس حال میں رہیں گے کہ ان میں کوئی ایسا شخص
موجود ہو گا کہ جب وہ دعا کرے گا تو بلا سے نکلنے کی توفیق
دیدي جاتے گی اور سب کام بن جائیں گے عیب اور اگر تم نے اس
میں عجلت کی (اور تمہیں بتا دیا گیا کہ فلاں تاریخ میں یہ مصیبت
واقعہ ہوگی) تو تم میں اختلافات ہو جائیں گے اور (تم گھبر کر)
مختلف راہیں اختیار کرو گے ایسے اور ایسے اور آپ نے اپنے
سامنے اور دایں بائیں اشارہ کیا۔ اس حدیث مرفوعہ سے

عہ یعنی فلاں عام مصیبت جس کے آنے کی آپ نے خبر دی ہے کتنے سال کے بعد آئیگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر بہت سے کئے
والے حوادث سے مطلع فرمادیا تھا۔ اب لوگوں نے آپ سے ان کا خاص وقت پوچھنا شروع کر دیا کہ فلاں مصیبت کب آئے گی اور فلاں مصیبت کب
مترجم عہ یہ اشارہ ہے ان ادبیاء کی طرف جن سے تکوینی کام متعلق ہوتے ہیں قطب و ابدال و اوقات وغیرہ ۱۲ مترجم

معنی قولہ بین الم یکن کا ذکر ناو یحتمل معنی
آخر وہو ان الکتاب والسنۃ اشتلا علی
جميع الاحکام اجمالاً اشار الشافعی الی ہذا
فی بعض کلامہ و آخرج الدارمی عن
ابن محرز المصنف بالمسائل انه لا یدہب
العلم باقرئی القرآن کراہیۃ الجہال
فی العلم آخرج الدارمی عن مجاہد
قال عمر ایک والمکایۃ یعنی فی الکلام
و یحتمل وجہاً آخر وہو ذم القیاس اذا
لم یکن جامعاً لشرط کتاب الصلوۃ

الطہارۃ بشرط الصلوۃ رفا ابو بکر عن المستورد
قال عمر لا تقبل صلوۃ بغير طہور ہو
مرفوع من طریق شے صفۃ الوضوء
ابو حنیفہ عن حاد عن ابراہیم عن الاسود بن
یزید عن عمر بن الخطاب انه توضعاً فقل
یدہ منہ واستنشق منہ وغسل وجهہ
منہ وغسل ذراعیه منہ ومسح
راسہ منہ مقبلاً ومذبراً وغسل رجلیه
منہ ابو بکر عن الاسود بن یزید
ان عمر بن الخطاب توضعاً فادخل
اصبعیه فی باطن اذنیہ

ان کے متعلق قول بین الم یکن کے معنی سمجھ میں آجاتے ہیں جیسا
کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور ایک دوسرے معنی کا احتمال بھی ہے
اور وہ یہ ہے کہ کتاب اور سنت تمام احکام پر مشتمل ہیں اجمالاً
دو ہر مصیبت کا حل اسی میں سے نکل آتے گا، امام شافعی نے
نے اپنے بعض کلام میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔ اور دارمی
نے روایت کیا ابن محرز سے کہ ہم کیا سوالات کریں حقیقت یہ
ہے کہ علم نہیں جلتے گا جب تک قرآن پڑھا جائے گا۔ علم
میں لڑائی جھگڑے کی برائی داری نے روایت کیا مجاہد
سے کہ عمر نے فرمایا کہ مکایہ سے بچو یعنی کلام میں اور ایک اور
صورت کا بھی احتمال ہے اور وہ ہے ایسے قیاس کی برائی جس
میں قیاس کی شرطیں نہ پائی جائیں۔ کتاب الصلوۃ۔
طہارت نماز کے لئے شرط ہے۔ ابو بکر مستورد سے روایت
کرتے ہیں کہ عمر نے فرمایا کہ نماز قبول نہیں کی جاتی بغیر پاکیزگی
کے اور یہ کئی طرق سے مرفوع ہے۔ صفۃ وضو ابو حنیفہ نے
حادث سے وہ ابراہیم سے وہ اسود بن یزید سے وہ عمر بن الخطاب
سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے وضو (اس طرح) کیا کہ
اپنے ہاتھ دھوئے دو دو مرتبہ اور ناک میں پانی دیا دو مرتبہ
اور اپنا منہ دھویا دو مرتبہ اور اپنی بائیں دو مرتبہ
اور اپنے سر کا مسح کیا دو مرتبہ پیچھے سے آگے کو اور آگے سے پیچھے
کو اور اپنے دونوں پاؤں کو دھویا دو مرتبہ۔ ابو بکر اسود بن
یزید سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب نے وضو کیا اور
داخل کیا اپنی دونوں انگلیوں کو دونوں کانوں کے اندر

یعنی برابر کے جواب دینے سے منع کیا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی سخت بات کہے تو یہی سخت جواب نہ دیا کسی نے برائی کی تو اس کے ساتھ
وہی ہی برائی نہ کرو اگرچہ گناہ نہ ہو گا مگر افضلیت کے خلاف ہے بعضوں نے کہا کہ مکایہ سے یہ مراد ہے کہ مسائل شرعی میں قیاس اور عقلی ڈھکوسلے
پر جلیں اس سے منع کیا گیا ہے اگلے جملے میں اسی کا بیان کرتے ہیں ۱۲ مترجم

و ظاہر ہما فمسخہما ابو بکر عن قرظہ سمعت
 عمر یقول الوضوء ثلث ثلث وثبتان
 کنایت ثانی ابو بکر عن الحسن عن
 عمر بنی المضمضۃ والاستنشاق
 وغسل السدین والرجلین ثنتان
 شجریان و ثلث افضل ابو بکر
 عن المصعب بن سعد مر عمر علی
 قوم یتوضؤون فقال خللوا
 ابو بکر عن زیاد بن علاقۃ ان عمر
 ابن الخطاب راے رجلًا غسل
 ظاہر قدمیه وترك باطنهما فقال لم
 ترکتهما للنار ابو بکر عن ابی قلابہ
 ان عمر راے رجلًا یصلی قد ترک
 علی ظہر قدمیه مثل الظفر فأمر ان
 یسید وضوءہ وصلوۃ و عن عبد اللہ
 ابن عمر مشد الا ان قال فأمرہ
 ان یغسل اللعۃ ویسید الصلوۃ
 قلت اختلفوا فی الولاء لاجل
 الروایتین والصیح ان الاول مبہم
 و انشائی مفسر الشافعی عن عمر
 عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 الاعمال بالنیات الحدیث اجمع بہ
 علی ان النیۃ فرض قال البویطی
 قال الشافعی یدخل فی حدیث
 الاعمال بالنیات ثلث العلم بالیوجب

اور ان کے ظاہر پاؤں دونوں کا مسح کیا۔ ابو بکر روایت کرتے ہیں قرظہ
 سے کہ میں نے سنا عمرؓ سے کہ فرماتے تھے کہ وضو تین تین مرتبہ
 ہے اور دو مرتبہ بھی کافی ہو جاتے ہیں۔ ابو بکرؓ حسنؓ سے وہ
 عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ کھلی کرنے اور ناک میں پانی دینے
 اور دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے دھونے میں دو مرتبہ
 کافی ہو جاتے ہیں اور تین افضل ہیں۔ ابو بکرؓ مصعب بن سعدؓ سے
 روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ گزرے ایسے لوگوں پر جو وضو کر رہے
 تھے تو فرمایا کہ خلال کرو۔ ابو بکرؓ زیاد بن علاقہ سے روایت کرتے
 ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس نے ظاہر قدمین
 کو دھویا اور باطن قدمین (یعنی تلووں) کو چھوڑ دیا تو فرمایا
 کہ تو نے ان دونوں کو آگ کے لئے کیوں چھوڑ دیا۔ ابو بکرؓ
 ابو قلابہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا جو
 نماز پڑھ رہا تھا، اُس نے اپنے قدموں کے اوپر ناخن کے برابر
 جگہ (دھونے سے) چھوڑ دی تھی تو اُس کو حکم دیا کہ اپنی وضو
 اور نماز کو ٹوٹائے۔ اور عبد اللہ بن عمرؓ سے بھی ایسی ہی روایت
 ہے مگر یہ کہ انھوں نے کہا کہ عمرؓ نے اس کو حکم دیا کہ اس نشان
 کو (سوکھی ہوئی جگہ کو جو دھبہ کی طرح ممتاز تھی) دھوئے
 اور نماز کو ٹوٹائے۔ میں کہتا ہوں کہ فقہاء میں اختلاف ہوا
 پے درپے دھونے کے بارے میں ان دونوں روایتوں کی وجہ
 سے اور صحیح یہ ہے کہ پہلی روایت مبہم ہے اور دوسری مفسر
 ہے۔ امام شافعیؒ بر روایت عمرؓ بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے
 روایت کرتے ہیں کہ اعمال نیات پر موقوف ہیں، آخر حدیث
 تک۔ انھوں نے اس سے حجت قائم کی اس پر کہ نیت فرض ہے
 بویطی نے کہا کہ امام شافعیؒ کا قول ہے کہ حدیث الاعمال
 بالنیات میں ایک تہائی علم داخل ہے۔ وضو کو واجب

کرنے والی چیزیں مالک اور شافعیؒ اور دوسرے حضرات روا کرتے ہیں زید بن اسلم سے کہ عمر بن الخطابؓ نے فرمایا کہ جب کوئی تم سے کوئی کروٹ پر لیٹ کر سوجائے تو چاہیے کہ وضو کرے وضو ٹوٹنے کی علت شافعیؒ کے نزدیک نیند ایسے شخص کی ہے جسکی مقعد زمین پر قرار پکڑے ہوئے نہیں اور خفیہ کے نزدیک نیند ایسے شخص کی ہے جو سہارا لینے والا یا تکیہ لگانے والا ہے کسی شے پر اس حیثیت کے ساتھ کہ اگر وہ چیز ہٹادی جائے تو وہ گر جائے۔ ابو بکر جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے روٹی اور گوشت کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ تو سب نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ شافعیؒ نے نکالا عمرؓ اور ابن مسعودؓ کے مذہب سے کہ جنبی تیمم نہ کرے یہ دونوں بوسہ اور اس کے مشابہ یعنی عورت کے چھونے کو ناقض وضو قرار دیتے ہیں۔ اور انھوں نے اس حدیث کو روایت کیا کہ عمرؓ نے نماز کی ایک رکعت پڑھی پھر ان کا ہاتھ ان کے ذکر پر جا پڑا تو انھوں نے (جماعت کو) اشارہ کیا کہ ٹھہرے رہو پھر نیکے اور وضو کیا اور نماز کا جو حصہ باقی رہ گیا تھا اُس کو پورا کرایا۔ اور دونوں مسئلوں میں طویل بحث ہے۔ مالکؒ اور شافعیؒ زید بن اسلمؓ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ میں (کبھی) محسوس کرتا ہوں کہ مجھ سے (یعنی شافعیؒ سے) ایک چیز اتر رہی ہے مثل ڈلی کے وہ مذی کو مراد لے رہے تھے۔ جب تم میں سے کوئی ایسا محسوس کرے تو چاہیے کہ اپنی شرمگاہ کو صاف کرے اور چاہیے کہ وضو کرے جس طرح نماز کے لئے کیا جاتا ہے۔ ابو بکر طلق بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی بغل کو کھجایا یا اُس کو چھوا تو اُس کو فرمایا کہ کھڑا ہو اور اپنے ہاتھوں کو

الوضوء مالک و الشافعی و غیرہما عن زید بن اسلم ان عمر بن الخطاب قال اذا نام احدکم مضطجعا فليتوضأ قبله عند الشافعی نوم من لم يتمكن مقعدته من الارض وعند الحنفية نوم مستند او مستكبر على شئ بحيث لو ازيل سقط ابو بکر عن جابر بن عبد اللہ قال اكلت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مع ابی بکر و عمر و عثمان خبزاً و لحماً فصموا و لم يتوضؤوا آخراً الشافعی من مذہب عمر و ابن مسعود لا يتيمم الجنب انهما يريان القبلة و شبهها من الملازمة الناقصة للوضوء و روى حديثاً ان عمر صلي ركعة ثم زكت يداه على ذكره فأشار أن اكثوا ثم فزع فتوضأ فاتم لهم بالبقية من الصلوة و في المسلتين انظر طویل مالک و الشافعی عن زید بن اسلم عن ابیه ان عمر قال انی لأجدہ يتوضأ منی یعنی الذی مثل المیزرة فاذا وجد ذلك احدکم فليتمتع فرجه و ليتوضأ وضوءه للصلوة ابو بکر عن طلق بن حبيب رآه عمر بن الخطاب رجلاً حکت ابلمه او مسه فقال لا تم فاعسل يدیک

یاد رہے فرمایا کہ) پاک کر۔ کہا محمد یعنی ابن سیرین نے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا بات ہے۔ میں کہتا ہوں اس کے معنی میں صفاتی ستھرائی کا استحباب پیشاب پانخانہ کے آداب بتغویٰ وغیرہ نے روایت کیا عمرؓ سے اور یہ مشہور حدیثوں میں سے ہے کہ ایک مجھے بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا ہوں تو فرمایا کہ اے عمرؓ کھڑا ہو کر پیشاب نہ کر۔ ابوبکر یسار بن نیر سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جب پیشاب کرتے تو اپنے ذکر کو دیوار یا پتھر سے صاف کرتے اس حال میں کہ اس کو پانی نہ لگا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اس پر (یعنی ڈھیلے سے استنجار پر) علماء اہل سنت نے اجماع کیا ہے اور اس کے بارے میں کوئی حدیث مرفوعہ نہیں ہے اور وہ صرف عمرؓ کا مذہب ہے دیوار سے استنجار کرنے پر قیاس کرتے ہوئے اس کی تقلید پر علماء نے (ڈھیلے سے) مطلقہ کی ہے۔ خفین پر مسح کرنا ابو حنیفہؒ نے حماد سے انھوں نے سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ میں خفین پر مسح کے بارے میں اختلاف ہوا تو سعدؓ نے کہا کہ میں مسح کرتا ہوں اور عبد اللہؓ نے کہا کہ مجھے یہ ناپسند ہے پھر دونوں عمرؓ بن الخطاب کے پاس گئے اور اپنی اپنی بات اُن سے کہی تو عمرؓ نے (عبد اللہؓ سے) کہا کہ تیرے چچا (یعنی سعدؓ) تجھ سے اُفقہ در زیادہ سمجھدار ہیں مالکؒ اور شافعیؒ وغیرہ جہاں بھی اسی طرح کی روایتیں کی ہیں اور وہ مشہور روایات میں سے ہے۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ حنظلہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ خفین پر مسح مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن اُن کی راتوں سمیت کی میعاد ہے جب کہ تم اُن کو با وضو ہو کر پہنو۔ ابوبکرؓ زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں

او نظرت قال محمد یعنی ابن سیرین لا ادرے ماہذا قلت معناه استحباب التنطيف۔ آداب الخلاء افرج البغوي وغيره وهو من مشاهير الحديث عن عمر قال رآني النبي صلى الله عليه وسلم ابول قائماً فقال يا عمر لا تسبل قائماً ابوبكر عن يasar بن نير كان عمر اذا بال مسح ذكره بحائط او حجر ولم يمسه ما قلت اجمع على ذلك علماء اهل السنة وليس فيها حديث مرفوع وانما هو مذنب عمر قياساً على الاستنجاء من الحائط اطبق على تقليده العلماء المسح على الخفين ابو حنيفة عن حماد عن سالم بن عبد الله ابن عمر قال اختلف عبد الله بن عمرو سعد بن ابى وقاص في المسح على الخفين فقال سعد امسح وقال عبد الله لا يمسي فأتيا عمر بن الخطاب فقصبا عليه القصة فقال عمر عيب افقه منك مالک و الشافعي وغيرهما نحو ا من ذلك وهو من المشاهير ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم عن حنظل ان عمر بن الخطاب قال المسح على الخفين للمقيم يوماً وسيلةً للمسافر ثلثة ايام بلبا ليهن اذا لبستهما وانت طاهر ابوبكر عن زيد بن وهب

کتب الینا عمر بن الخطاب فی المسح علی الخفین ثلثۃ ایام ویالیہن للمسافر و یوماً و لیلۃً للمقیم الشافعی فی مذہبہ القديم عن زید بن الصلت ان عمر بن الخطاب قال اذا دخلت رجلیک فی الخفین و انت طاهر فامسح علیہما مابداک و الیہ ذہب الشافعی فی القديم ثم رجع وقال بالتوقیت قال الیہ آراء عن عمر جاره الثبت فی التوقیت فرجع الیہ صفة الغسل ابو بکر عن عکرمہ بن خالد کان عمر اذا اجنب غسل سفلیہ ثم وضوءاً و وضوءاً للصلوۃ ثم افطر علیہ الماء ابو بکر عن ماسم سئل عمر عن غسل الجنابة فقال توضأ و وضوءک للصلوۃ ابو بکر عن فضیل بن عمر و قال عمر اذا انقضت من الجنابة فتمضمض ثلثا فاذ المی ما یوجب الغسل مالک و الشافعی بطرق متعدده ان عمر وجد فی ثوبہ احتلاماً فاعقل و اعاد الصلوۃ ابو بکر عن رفاعۃ بن رافع قال بینا انا عند عمر بن الخطاب اذ دخل علیہ رجل فقال یا امیر المؤمنین ہذا زید ابن ثابت یفتی الناس فی المسجد برآیہ فی الغسل من الجنابة فقال عمر علیہ فہ فجاہ زید

مسح علی الخفین کے بارے میں ہم کو عمر بن الخطاب نے کہا کہ تین دن میں ان کی راتوں کے مسافر کے لئے اور ایک دن اور ایک رات مقیم کے لئے۔ شافعیؒ اپنے مذہب قدیم پر یہ روایت لاتے تھے زید بن الصلت سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ جب تو نے اپنے دونوں پاؤں کو خفین میں داخل کر دیا اور تو با وضو تھا تو جب تک بھی تو چاہے ان پر مسح کرتا رہ اور اسی کی طرف گئے تھے امام شافعیؒ اپنے قدیم قول میں پھر رجوع کیا اور تحدید وقت کے قائل ہوئے۔ یہ بھی نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ عمرؓ کے پاس جب توقیت (تحدید وقت) کے بارے میں کوئی مضبوط وجہ آگئی تو انھوں نے اس کی طرف رجوع کر لیا۔ صنفہ غسل ابو بکر عن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جب جنبی ہوتے تو اپنے نیچے کے دونوں جسم دھوتے پھر وضو کرتے جیسے نماز کے لئے کی جاتی ہے پھر اپنے اوپر پانی ڈالتے۔ ابو بکر عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ سے سوال کیا گیا غسل جنابت کے بلے میں تو فرمایا کہ وضو کر جیسے نماز کے لئے وضو کی جاتی ہے۔ ابو بکر فضیل بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جب تو جنابت کا غسل کرے تو تین مرتبہ کلی کر یہ زیادہ پاکی تک پہنچانے والی بات ہے۔ جو چیز غسل کو واجب کرتی ہے۔ مالکؒ اور شافعیؒ متعدد روایات سے بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ نے اپنے کپڑے میں احتلام کا نشان پایا تو غسل کیا اور نماز کو ٹھایا۔ ابو بکر رفاعہ بن رافع سے روایت کرتے ہیں کہ میں عمرؓ ابن الخطاب کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص نے آپ کے پاس آکر کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ یہ زید بن ثابتؓ مسجد میں لوگوں کو اپنی رائے سے فتوے دیتا ہے جنابت سے غسل کے بارے میں تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ تو زیدؓ ان کے پاس آئے۔

فلما راه عمر قال ای عدو نفسه قد بلغت ان
 تُفْتَحَ النَّاسُ بِرَأْيِكَ فَقَالَ يَا امِيرَ
 الْمُؤْمِنِينَ بِاللّٰهِ مَا فَعَلْتُ لَكُنَّ سَمْعَتِ مِنْ
 اَعْمَامِي حَتَّى ثَابَتْ خِدْشَتِي بِهِ مِنْ اَبِي اَيُّوبَ
 وَمِنْ اَبِي بَن كَعْبٍ وَمِنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ
 فَاقْبَلْ عَمْرُ عَلَى رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ فَقَالَ وَ
 قَدْ كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ ذٰلِكَ اِذَا اَصَابَ احَدُكُمْ
 مِنَ الْمَرْأَةِ فَارْتَحِلْ لَمْ يَفْعَلْ فَقَالَ قَدْ
 كُنَّا نَفْعَلُ ذٰلِكَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّ
 اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَأْتِنَا مِنَ اللّٰهِ تَحْرِيمٌ وَ
 لَمْ يَكُنْ مِنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فِيهِ نَهْيٌ قَالَ اَوْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ يَعْلَمُ ذٰلِكَ قَالَ لَا اَدْرِي فَاَمْرٌ عَزَّيْجُ
 الْمُهَاجِرِينَ وَالْاَنْصَارِ فَمَجَّوْا لَهُ فَنَادَوْهُمْ
 فَاشَارَ النَّاسُ اَنْ لَا غَسْلَ فِي
 ذٰلِكَ اِلَّا مَا كَانَ مِنْ مُعَاذٍ وَعَلَيْ فَاثْمَا
 قَالَا اِذَا جَاوَزَا الْخَيْتَانِ الْخَيْتَانِ فَقَدْ
 وَجَبَ الْغَسْلُ فَقَالَ عُمَرُ اِنْ اَوْتَمَّ
 اصْحَابُ بَدْرٍ وَقَدْ اخْتَلَفْتُمْ فَمَنْ بَعْدَكُمْ
 اَشَدُّ اخْتِلَافًا قَالَ فَقَالَ عَلَيْهِ
 يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اِنَّ لِي سَأَلَ اَعْلَمَ
 بِهَذَا مِنْ شَايِنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّ
 اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَزْوَاجِهِ فَاَرْسَلَ
 اِلَى حَفْصَةَ رَضِيَ فَقَالَتْ لَا يَعْلَمُ لِي
 بِهَذَا فَارْسَلَ اِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ

تو جب عمرؓ نے دیکھا تو کہا کہ اے اپنے نفس کے دشمن مجھے
 یہ بات پہنچی کہ تو لوگوں کو اپنی رائے سے فتوے دے رہا ہے تو
 انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ واللہ میں نے ایسا نہیں
 کیا لیکن میں نے اپنے اعمام (یعنی چچاؤں) سے ایک بات
 سنی۔ مجھے بات پہنچی ابو ایوبؓ سے اور ابی بن کعبؓ سے
 اور رفاعہ بن رافعؓ سے۔ تو عمرؓ متوجہ ہوئے رفاعہ بن رافع
 کی طرف اور کہا کہ کیا تم ایسا کرتے تھے کہ جب تم میں کوئی اپنی
 عورت کے پاس جائے اور انزال کے بغیر اپنا عضو باہر نکال
 لے تو وہ غسل نہیں کرتا تھا تو انھوں نے کہا کہ ہاں ہم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا کرتے تھے تو
 ہمارے پاس اللہ کی طرف سے اس کے حرام ہونے کا حکم نہیں
 آیا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس
 میں کوئی ممانعت ہوتی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم اس کو جانتے بھی تھے۔ تو انھوں نے کہا کہ میں
 نہیں جانتا۔ تو عمرؓ نے ہاجرین و انصار کو جمع کرنے کا حکم دیا تو
 سب ان کے پاس جمع ہو گئے تو ان سے مشورہ کیا تو لوگوں
 نے یہ اشارہ کیا کہ اس صورت میں غسل نہیں ہے۔ مگر معاذؓ
 اور علیؓ کی جانب سے یہ نہیں۔ ان دونوں نے یہ کہا کہ جب
 ختنہ کی جگہ ختنہ کی جگہ سے گزر جائے گی تو غسل واجب ہو گیا
 تو عمرؓ نے کہا کہ یہ اہم بات ہے تم اصحاب بدر ہوتے ہوئے
 باہم مختلف ہوتے تو جو تمھارے بعد ہیں ان میں تو سخت اختلاف
 ہو گا (راوی نے) کہا کہ پھر علیؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ
 کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو ان کی
 ازواج سے زیادہ نہیں جانتا تو انھوں نے حنفہؓ سے پوچھو یا
 تو انھوں نے کہا کہ اس کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں۔ پھر عائشہؓ

فَقَالَتْ إِذَا جَاوَزَ النَّتَانَ مُنِجَتَانِ
فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ فَقَالَ لَا أَسْمَعُ بِرَجُلٍ
فَعَلَ ذَلِكَ إِلَّا أَوْجَعَتْهُ ضَرْبًا الْبُكَرِ
عَنْ سَعِيدِ بْنِ السَّيِّبِ قَالَ قَالَ عُمَرُ
لَا أَوْتِي بِرَجُلٍ فَعَلَهُ يَعْنِي جَامِعَ
وَلَمْ يَنْزِلْ وَلَمْ يَغْتَسِلْ إِلَّا نَبْكَتُهُ
عُقُوبَةُ الْبُكَرِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ اجْتَمَعَ
الْمُهَاجِرُونَ الْبُكَرُ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَ
عَلِيٌّ ^{عَلَيْهِ السَّلَامُ} إِنْ مَا وَجِبَ الْحَدِيثُ الْجَلْدُ
وَالرَّجْمُ أَوْجِبَ الْغُسْلُ حُكْمُ الْجَنْبِ
الْبُكَرِ عَنْ عُبَيْدَةَ قَالَ عُمَرُ لَا يَقْرَأُ الْجَنْبُ
الْقُرْآنَ الْبُكَرُ عَنْ قَتَادَةَ خَرَجَ عُمَرُ
مِنَ الْخَلَاءِ فَقَرَأَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ
فَقِيلَ لَهُ أَتَقْرَأُ وَقَدْ أَحْدَثْتَ قَالَ
أَفَقْرَأَ ذَلِكَ مَسِيلَةً وَفِي رِوَايَةٍ
مَسِيلَةً أَفَّاكَ ذَلِكَ الْبُكَرُ عَنْ
سُلَيْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ سَلِمَةُ
إِذَا آتَيْتَ الْهَلَكَ ثُمَّ أَرَدْتَ
أَنْ تَعُودَ كَيْفَ تَضَعُ ثَلَاثَ كَيْفَ
أَصْحَرْتَ قَالَ تَوَشَّأْ بَيْنَهُمَا وَضَوْءُ مَالِكٍ
وَالشَّافِعِيُّ وَغَيْرُهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
ذَكَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهُ تَصَيَّبَهُ الْجَنَابُ مِنْ اللَّيْلِ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ تَوَشَّأْ وَاعْمِلْ ذَكَرَكَ
ثُمَّ نَزَلَ دَخَلَ الْحَمَامُ الْبُكَرُ عَنْ حَفْصِ

سے پوچھوایا تو انھوں نے کہا کہ جب ختنہ کی جگہ ختنہ کی جگہ سے
گزر جائے گی تو غسل واجب ہو جائے گا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں
آئندہ کسی شخص کو نہیں سنوں گا کہ اس نے ایسا کیا مگر میں
اس کو بہت ماروں گا۔ ابو بکر سعید بن السیبؓ روایت کرتے ہیں
کہ عمرؓ نے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسا شخص نہیں لایا جاتے گا
جس نے ایسا کیا ہو یعنی جامع کیا اور انزال نہ کیا اور غسل نہ
کیا مگر میں اس کو سخت سزا دوں گا۔ ابو بکر جعفر سے روایت کرتے
ہیں کہا کہ سب مہاجرین ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ
اس پر متفق ہو گئے ہیں کہ جو چیز دونوں حدوں یعنی کوڑے
مانے اور سنگسار کرنے کو واجب کرتی ہے وہ غسل کو واجب
کرتی ہے۔ جُنُبِی کا حکم ابو بکر عہدہ سے روایت کرتے ہیں کہ
عمرؓ نے کہا کہ جُنُبِی قرآن کی قرات نہ کرے۔ ابو بکر قتادہ سے
روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بیت الخلاء سے نکلے پھر کتاب اللہ کی
ایک آیت پڑھی اس پر ان سے کہا گیا کہ آپ قرات کر رہے
ہیں باوجود محدث ہونے کے تو آپ نے کہا کہ تو کیا اس کی قرات
مُسْلِمہ کر رہے ہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ کیا تجھے یہ فتوہ
مُسْلِمہ نے دیا ہے۔ ابو بکر سلمان بن ربیعہ سے روایت کرتے
ہیں کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا کہ جب تو اپنی بیوی کے پاس جاتے اور
پھر ارادہ کرے دوبارہ جانے کا تو کیا کرے گا۔ میں نے کہا آپ
بتائیں کہ کیا کروں، فرمایا کہ دونوں کے درمیان ایک مرتبہ
وضو کرے۔ مالکؓ اور شافعیؓ وغیرہما سے مروی ہے کہ عمرؓ
ابن الخطابؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ انکو
رات میں جنابت واقع ہو جاتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کر لے اور اپنے ذکر کو دھولے اور
پھر سو جا۔ حاکم میں داخل ہونا ابو بکرؓ نے روایت کی حفصہ سے

کہ عمر رضی فرمایا کہ کوئی مرد کسی مرد کا پردے کا حصہ جسم نہ دیکھے
 ابو بکر نے روایت کیا قتادہؓ سے کہ عمر رضی نے لکھا کہ کوئی شخص حمام
 میں نہ داخل ہو مگر تہہ بند باندھ کر۔ ابو بکر نے علی بن ابی عائشہ
 سے روایت کیا کہ عمر رضی بہت گھنے بالوں والے شخص تھے تو
 آپ بالوں کو منڈوا دیا کرتے تھے اور آپ کے سامنے ذکر کیا گیا
 نورے کا تو فرمایا کہ نورہ عیش پسندی میں سے ہے۔ پانیوں کا
 بیان ابو بکر نے عکرمہ سے روایت کیا کہ عمر رضی سے دریا کے پانی
 کے بائے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ کونسا پانی اس سے زیادہ
 پاکیزہ ہے۔ شافعیؒ عمر بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی
 ابن الخطاب مجنہ کے حوض پر وارد ہوئے تو آپ سے کہا گیا کہ
 اس میں سے گتے نے ابھی پانی پیا ہے تو فرمایا کہ اس نے اپنی
 زبان سے ہی چپڑچپڑ کر کے پیا ہے تو آپ نے پیا اور وضو بھی
 کیا۔ مالکؒ نے بھی اسی قسم کی روایت کی۔ حنفیہ کے نزدیک یہ
 محمول ہے بڑے تالاب پر اور شافعیؒ کے نزدیک قلتین پر اس
 بائے میں ایک حدیث مرفوعہ کی وجہ سے ابو بکر زید بن اسلم
 وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی کے پاس ایک کتلی تھی
 جس میں ان کے لئے پانی گرم کیا جاتا تھا۔ ابو بکر قتادہ سے
 روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی نے فرمایا کہ اُس کا حیض اُس کے منہ
 میں نہیں ہے آپ نے فرمایا حائضہ عورت کے جھوٹے پانی کے
 متعلق۔ شافعیؒ اور بخاریؒ وغیرہ نے روایت کیا کہ عمر رضی
 ایسے پانی سے وضو کی جو ان کے پاس ایک نصرانی عورت کے
 پاس بے لایا گیا تھا۔ نجاستوں کو پاک کرنا ابو بکر روایت کرتے
 ہیں ابن سیرینؒ سے کہ عمر رضی پشاپ کو دو مرتبہ دھویا کرتے تھے
 ابو بکر زید بن الصلت سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی جو نشان جناب
 کا دیکھتے اُس کو دھویا کرتے تھے اور جو نظر نہیں آتا تھا

قَالَ عُمَرُ لَا يَرَى الرَّجُلُ عَوْرَةَ الرَّجُلِ
 أَبُو بَكْرٍ عَنْ قَتَادَةَ كَتَبَ عُمَرُ لَا يَدْخُلُ
 أَحَدُ الْحَمَامِ إِلَّا بِمِزْرٍ أَبُو بَكْرٍ عَنْ
 عَلِيِّ بْنِ أَبِي مَالِئَةَ كَانَ عُمَرُ رَجُلًا
 أَهْلَبَ فَكَانَ يَحْلِقُ الشَّعْرَ وَذَكَرْتُ
 النُّورَةَ فَقَالَ النُّورَةُ مِنَ التَّيْمِ
 الْمِيَاهِ أَبُو بَكْرٍ عَنْ عِكْرَمَةَ أَنَّ عُمَرَ سَبَلَ
 عَنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ أَيُّ مَاءٍ انْظَفُ مِنْهُ
 الشَّافِعِيُّ عَنْ عُمَرَ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ
 الْخَطَّابِ وَرَدَ حَوْضَ مَجْنَهَ فَقِيلَ إِنَّهُ
 وَكَّعَ الْكَلْبُ آتِنَا فَقَالَ إِنَّمَا وَلَّعَ
 بِلِسَانِهِ فَشَرِبَ وَتَوَضَّأَ مَالِكٌ نَحْوًا
 مِنْ ذَلِكَ مَحْمُولٌ عِنْدَ الْحَنْفِيَّةِ عَلَى الْغَدِيرِ
 الْكَبِيرِ وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ عَلَى الْقَلْتَيْنِ لِحَدِيثِ
 مَرْفُوعٍ فِي ذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَمٍ
 عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْتَرِفُ لِحَدِيثِ
 لَافِيهِ الْمَاءُ أَبُو بَكْرٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ
 عُمَرُ لَيْسَ حَيْضُهَا فِي فِيهَا يَعْنِي سُورَ
 الْحَائِضِ أَتَشْفَعُ وَالْبَخَارُ وَغَيْرُهَا
 أَنَّ عُمَرَ تَوَضَّأَ مِنْ مَاءٍ يَجْتَنِي بِهِ مِنْ
 عِنْدِ نَصْرَانِيَّةٍ تَطْلِيهِ الْأَنْجَاسُ
 أَبُو بَكْرٍ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عُمَرَ
 يُغْسِلُ الْبَوْلَ مَرَّتَيْنِ أَبُو بَكْرٍ عَنْ
 زَيْدِ بْنِ الصَّلْتِ أَنَّ عُمَرَ غَسَلَ
 مَاءَ آسَ مِنَ الْجَنَابَةِ وَنَفَّحَ

اُس پر پانی تر وادیتے تھے۔ مالک اور شافعی نے بھی ایسی ہی روایت کی۔ ابو بکر خالد بن ابی عزہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عمر بن الخطاب سے سوال کیا اس نے کہا کہ مجھے کھلی دھاشیہ (دار) پر احتلام ہو گیا تو فرمایا کہ اگر پتلا ہے تو اس کو دھو دے اور اگر خشک (گٹھا) ہے تو اس کو چھیل دے اور اگر تجھ سے چھپ گیلے تو اس پر پانی ڈال۔ مالک نے اپنے مذہب کی بنا پر پہلے پر رکھی اور شافعی نے اس کو استنجاب پر محمول کیا اور ابو حنیفہ نے رقیق کو دھونے اور گارٹھے کو چھیلنے کا حکم نکالا۔ ابو حنیفہ نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے روایت کیا کہ عمر نے فرمایا کہ چمڑے کی پاکی اُس کی دباغت ہے۔ مالک نے روا کیا کہ عمر نے کو ہوشیار کیا گیا صبح کی نماز کے لئے جب آپ کے خنجر مارا گیا تو آپ نے نماز پڑھی اور اُن کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ ابو بکر نے انس بن مالک سے روایت کیا کہ عمر بن الخطاب نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور اُس کے سر پر ایسی ٹوپی تھی جس کا بطنہ نو مڑیوں کی کھال کا تھا۔ کہا کہ عمر نے اُس کو اُس کے سر سے گرادیا اور فرمایا کہ کیا خبر ہے شاید یہ مذہب یحییٰ پاک نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں دلیل ہے شافعی کے لئے کہ بال قابل دباغت نہیں۔ تیمم ابو بکر نے روایت کیا اسود سے کہ عمر نے فرمایا کہ جنبی تیمم نہ کرے گا اگرچہ مہینہ بھر تک پانی نہ پلے۔ اور روایت کیا گیا ہے چند وجہ سے کہ عمار نے عمر کے سامنے خاک میں لوٹنے کا قصد ذکر کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا کہ تیرے لئے کافی تھا کہ ایسا کر لیتا

المیرہ مالک و الشافعی نحواً من ذلک
ابو بکر عن خالد بن ابی عزہ۔ سَأَلَ رَجُلٌ
عمر بن الخطاب فقال لَئِنْ احْتَلَمْتُ عَلَى
طِينَتِي فَقَالَ اِنْ كَانَ رَطْبًا فَاغْسِلْهُ وَ
اِنْ كَانَ يَابِسًا فَاَحْكُمْهُ وَ اِنْ خَفِيَ عَلَيْكَ
فَارْتَبِشْهُ ^{بِطِينَتِهِ} تَبَيَّنَ مَالِكٌ مَذْهَبَهُ عَلَى الْاَوَّلِ
وَحَلَّ الشَّافِعِيُّ عَلَى الذَّنْبِ وَ ابُو حَنِيفَةَ
عَلَى غَسْلِ رَطْبِهِ وَ حَكَّ يَابِسَهُ ابُو حَنِيفَةَ
عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ اَنْ عُمَرُ قَالَ ظَهَرَ
الْمُسْكُ دُبَاغُهُ مَالِكٌ اَوْ قَطَعَ عُمَرُ لَصْلُوهُ
الصَّبْحَ حِينَ طُبِعَ فَصَلَّ وَ جُرْمُهُ يَتَبَيَّنُ
وَمَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ انس بن مالک اَنْ عُمَرُ
ابن الخطاب رَأَى رَجُلًا يَصَلِّي وَعَلَيْهِ
قَلَنْسُوءٌ يَطَاثُبُهَا مِنْ جُلُودِ الثَّغَالِبِ
قَالَ فَالْقَالِمُ عَنْ رَأْسِهِ وَقَالَ مَیْدَرُ
لَعَلَّ لَيْسَ ^{بِمَذْهَبِهِ} قُلْتُ فِیْهِ حِجَّةٌ
لِلشَّافِعِيِّ اَنْ الشَّعْرَ لَا يَقْبَلُ الدُّبَاغُ
السَّيِّئُ عَنْ ابُو بَكْرٍ عَنْ الاسود قَالَ عُمَرُ
لَا تَتِمُّ الْجَنْبُ وَ اِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا
وَرَوَى مِنْ وَجْهِ اَنْ عَمَارًا ذَكَرَ عَنْهُ
قِصَّةَ التَّمَكِّ وَقَوْلُ التَّبَّ صَلَّ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا كَيْفَ اَنْ تَفْعَلَ كَذَا

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص پر جنابت کی حالت آئی اور اُس نے پانی نہ پایا تو اس نے وضو پر قیاس کر کے یہ خیال کیا کہ یہ تیمم تمام بدن پر خاک کے چپچپے سے ہو گا اس لئے وہ مٹی میں لوٹ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ تجھے جنابت کے لئے یہی تیمم کافی تھا۔

الحديث فلم يفتح بقوله قلت ترك الفقهاء
الاربعة قول عمر لانهم وجدوه مخالفاً
لما صح عن النبي صلى الله عليه وسلم
من مسند عمران بن حصين و ابى ذر
وعمر و بن العاص وغيرهم امره لتجنب
بالتيمم اذالم يجد الماء وتبعث انا
فوجدت ان النبي صلى الله عليه
وسلم رأهم اختلفوا في تاويل
الآيتين آية المائدة وآية النساء
فصوّت بكلام السائلين وترك كل
ما وُل على تاويله وعمر بن الخطاب
أجل من أن يخفى عليه هذا الحديث
وأنفق الله من أن يبلغه هذا الحديث
ثم لا يقول به إلا لمعني فيه عن النبي
صلى الله عليه وسلم آخر النساء
عن طارق ان رجلاً اجنب فلم يصلي
فأتى النبي صلى الله عليه وسلم
فذكر ذلك له فقال اصبت فأجنب
رجل آخر فتيّم وصلى فاتاه فقال
لنحو ما قال للآخر يعني اصبت وأشار
الشافعي الى ان عمر و ابن مسعود كانا
يحملان الملامسة على المس باليد فكان
الآيتان ساكنتين عندهما من التيمم

الحديث تو عمار کے قول پر عمر رضی اللہ عنہ نے ہوتے۔ میں کہتا ہوں کہ
چاروں فقہاء نے عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو ترک کر دیا کیونکہ انھوں نے
اس کو اس روایت کے خلاف پایا جو مسند عمران بن حصین و
ابو ذر و عمر و بن العاص و غیر ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا جنبی کو تیمم کا حکم دینا جب کہ وہ پانی نہ پاتے صحت کے ساتھ
ثابت ہے۔ اور میں نے متبع کیا تو یہ پایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کو دیکھا کہ وہ دونوں آیتوں آیت سورہ مائدہ و آیت سورہ
نساء کی تاویل میں مختلف ہو رہے ہیں تو آپ نے دونوں تاویلوں
کی تصویب کی اور ہر ایک تاویل کرنے والے کو اس کی تاویل
پر چھوڑ دیا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کی شان اس سے بلند ہے کہ ان
پر یہ حدیث مخفی رہی ہو اور اللہ سے آپ کا تقویٰ اس سے
بلند تھا کہ آپ کو یہ حدیث پہنچے اور آپ اس کے قائل نہ ہوں گے۔
کوئی ایسے معنی میں جن کو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
سمجھا تھا۔ نساائی نے طارق سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص
جنبی ہو گیا تو اس نے نماز نہ پڑھی اور اس نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آکر اس کا حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ
تو نے ٹھیک کیا۔ پھر ایک اور شخص جنبی ہو گیا تو اس نے تیمم
کیا اور نماز پڑھ لی پھر وہ آپ کے پاس آیا تو اس سے بھی آپ
نے وہی فرمایا جو دوسرے سے فرمایا تھا یعنی تو نے ٹھیک کیا۔
اور اشارہ کیا شافعی نے عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود کی طرف کہ وہ
دونوں مجہول کرتے تھے "لامسة" کو جو سورہ نساء میں مذکور
ہے یعنی لمسة النساء (لمس باليد) یعنی ہاتھ سے چھونے پر تو
دونوں آیتیں ان دونوں کے نزدیک جنابت تیمم کے بارے میں

عہ یعنی وان كنتم جنباً فاطهروا الخ رائدہ (۶) اور وان كنتم مراهقاً او على سفح او جاء احد منكم من الغائط او

لمسه النساء فلو تحنوا ماء فيتموا صعيداً طيباً الخ (النساء ۴۳: ۱۲ مترجم

عن ابن جبابہ موافقت الصلوة مالک عن
نافع ان عمر بن الخطاب کتب الی عمالہ
ان اہم امرکم عند الصلوة فمن
حفظها وحافظ علیها حفظ دینہ و
من ضیعا فهو لما سواہ اضمح ^{ثم} کتب
ان صلوا الظہر اذا کان الفجر ذراعا
الے ان یکون ظل احدکم مشد
والعصر والشمس مرتفعۃ بیضاء
نقیۃ قدر الیسیر الراكب فرسخین او
ثلثۃ ^{مذین} قبل غروب الشمس والمغرب
اذا غربت الشمس والعشاء اذا غاب
الشفق الے ثلث اللیل فمن نام فلانامت
عینہ فمن نام فلانامت عینہ فمن نام
فلانامت عینہ والصبح والنجوم
بادیۃ مشبکہ مالک عن عثم الے
سہیل بن مالک عن ابیہ ان عمر بن
الخطاب کتب الے ابی موسی الاشعر
ان صل الظہر اذا زاغت الشمس و
العصر والشمس بیضاء نقیۃ قبل
ان تدخلها صفرۃ والمغرب اذا
غربت الشمس و آخر العشاء الم
ثم وصل الصبح والنجوم بادیۃ مشبکہ
واقرأ فیہا بسورتین طویلتین من
المفصل وفی روایۃ عن ہشام
ابن عروۃ عن اَبیہ

ساکت ہیں۔ اوقات نماز مالک نافع سے روایت کرتے ہیں
کہ عمر بن الخطاب نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ میرے نزدیک تمہارا
سب سے اہم کام نماز ہے جس نے اس کی حفاظت کی اور اس پر پیشہ
کار بند رہا (شرائط و آداب کے ساتھ بروقت ادا کرتا رہا) تو
اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے اُس کو ضائع کیا تو
اس کے سوا دیگر ضروریات دین کو تو بہت ہی ضائع کرنے
والا ہو گا۔ پھر لکھا کہ ظہر کی نماز پڑھو جب کہ سایہ ایک ہاتھ ہو
یہاں تک کہ تم میں سے کسی کا سایہ اُس کے برابر ہو جائے اور
عصر کی نماز پڑھو ایسے وقت کہ سورج بلند ہو سفید اور صاف
(کہ اس میں زردی پیدا نہ ہوتی ہو) اتنی مقدار تک کہ ایک تر
سوار دو یا تین کو س غروب آفتاب سے پہلے سفر کر سکے۔ اور
مغرب کی نماز پڑھو جب آفتاب غروب ہو جائے اور عشاء کی
جب شفق غائب ہو جائے ایک تہائی رات تک تو جو سو جائے
تو اُس کی آنکھ کبھی نہ سوتے۔ جو سو جائے اُس کی آنکھ کبھی نہ
سوتے۔ جو سو جائے اُس کی آنکھ کبھی نہ سوتے (یہ بدعا فرمائی)
اور صبح کی اُس وقت جب (بعد صبح صادق) تارے نمایاں
اور گہنے ہوتے ہوں (یعنی شب کی تاریکی باقی ہو) مالک
اپنے چچا ابو سہیل بن مالک سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے
ہیں کہ عمر بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ ظہر کی
نماز پڑھو جب سورج ڈھل جاتے اور عصر کی جب سورج سفید
اور صاف ہو قبل اس کے کہ اس میں زردی داخل ہو اور مغرب
کی جب سورج غروب ہو جائے اور موخر کر عشاء کو جب تک
تو نہ سوتے اور صبح کی نماز پڑھ ایسے وقت میں کہ تارے صاف
اور گہنے ظاہر ہوں اور اس میں دو لمبی سورتیں پڑھ مفصل
میں سے۔ اور ایک روایت میں ہشام بن عروہ سے اُن کے باپ

وصل العشاء بیک و بین ثلث الليل
 فان آخرت فالے شطر اللیل مالک
 عن عمه لای سہیل بن مالک عن ابیہ
 انه قال کنت ارے بنفسی لعقیل بن
 ابی طالب یوم الجمعة تطرح الی
 جدار المسجد الغربی فاذا غشی المنفستہ
 کلما نزل البدر فزع عمر بن الخطاب
 فصلی الجمعة قال ثم یرجع بعد صلوة
 الجمعة فیتقل قایلة الفصحی مالک والشافعی
 عن عبد اللہ بن عامر صلینا وراۃ عمر بن الخطاب
 البصر فقرأ فیہا سورة یوسف وسورة الحج
 فقرأ قرأۃ بطیة فقلت واللہ لقد کان
 اذا یتقوم حین یطلع الفجر قال أجل ابو بکر
 عن ابی البختری کان عمر ینصرف من
 البجہ فی الحر ثم ینطلق المنطلق الی
 قبا فیمدہم یصلون ابو بکر عن عبد اللہ بن
 ابن سابط ان عمر قال لای مخذرة انک
 بارض شدید الحر فأبرد بالصلوة ثم ابرد
 بہا ابو بکر عن منذر قال عمر ابردوا بالنظر
 فان شدة الحر من فیح جہنم ابو حنیفہ
 عن حماد عن ابراہیم عن عمر بن الخطاب
 ابردوا بالنظر عن فیح جہنم الشافعی
 عن رجل من الصحابة قال لیقینہ
 عمر بن الخطاب بانہ یقرأ فی الصلوة
 این تذهب فقلت للصلوة قال

یہ ہے کہ عشاء کی نماز پڑھ لینے اور ثلث رات کے درمیان پھر اگر تو
 مؤخر کرے تو اسی رات تک۔ مالک اپنے چچا ابو سہیل بن مالک سے
 وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ میں ایک فرس
 دیکھا کرتا تھا عقیل بن ابی طالب کا جو جمعہ کے دن ڈال دیا جاتا
 مسجد کی دیوار غربی کے نیچے۔ تو جب دیوار کا سایہ پورے فرش پر
 چھا جاتا تھا تو عمر بن الخطاب نکلا کرتے اور نماز جمعہ پڑھا کرتے
 تھے کہا کہ پھر جمعہ کی نماز کے بعد ٹوٹ جاتے اور دوسرے کے
 قیلولے کے طور پر آرام کرتے۔ مالک اور شافعی عبد اللہ بن
 عامر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے نماز پڑھی عمر بن الخطاب کے
 پیچھے مسجد کی تو اس میں پڑھی سورة یوسف اور سورة حج اور
 قرأت کی لمبی یعنی تیزی سے نہیں پڑھا، تو میں نے کہا کہ واللہ
 اس صورت میں تو طلوع فجر کے وقت کھڑے ہوئے ہوں گے۔
 کہا کہ ہاں! ابو بکر نے روایت کیا ابو البختری سے کہ عمر نماز نظر
 پڑھ کر گرمی میں ایسے وقت ٹوٹتے تھے کہ پھر ایک چلنے والا قبا
 میں چل کر جاتے تو وہاں والوں کو نماز پڑھتے ہوتے پاتے۔
 ابو بکر روایت کرتے ہیں عبد الرحمن بن سابط سے کہ عمر نے فرمایا
 ابو محذورہ سے کہ تم شدید الحرات سرزمین میں ہو تو نماز کو
 ٹھنڈے وقت پڑھو پھر (تاکید ہے کہ) ٹھنڈی کر کے پڑھو۔
 ابو بکر روایت کرتے ہیں منذر سے کہ عمر نے فرمایا کہ ظہر کو ٹھنڈا
 کر دو کیونکہ گرمی شدت جہنم کے سانس سے ہے۔ ابو حنیفہ نے
 حماد سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے عمر بن الخطاب سے
 روایت کی کہ ظہر کو ٹھنڈا کر دو جہنم کے سانس سے۔ شافعی ایک
 صحابی مرد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ مجھ سے عمر بن
 الخطاب زور آریں مے دو مدینہ کا ایک بازار ہے، انھوں نے
 مجھ سے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو تو میں نے کہا کہ نماز کے لئے تو فرمایا

خَلَفْتِ فَاذْهَبْ اِلَى الْمَسْجِدِ
فَصَلِّتِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَوَجَدْتُ جَارِيَتِي
اَحْسَنَتْ مِنْ اِلِسْتَقَاءِ فَذَهَبْتُ اِلَى
بِرُودَةِ نَجْتِ بِهَادِ الشَّمْسِ صَالِحَةٍ
ابوبکر عن سعید بن المسیب قال عمر
لا تنتظروا بصلا تکم اشتباک النجوم
ابوبکر عن سوید بن غفلة قال عمر
عجل العشاء قبل ان یکسل العارل
وینام المریض ابوبکر عن الاسود
عن عمر قال اذا کان یوم الغیم فعجلوا
العصر وَاخْزُوا الظُّهْرَ الْحَدِیثُ بَعْدَ
العشاء ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم
عن عمر بن الخطاب ان قال ان اجبت
الجذب الحدیث بعد العشاء الا فی
صلوة او قرارة القرآن ابوبکر عن
سلمان یعنی ابن ربیعہ قال لے
عمر یا سلمان ان اذم لک الحدیث
بعد العشاء ابوبکر عن ابی بکر بن موسی
ان اباموسے آتے عمر بن الخطاب
فقال لے عمر ماجاء تک قال جئت
اتحدث ایک قال انہ ابی بکر بن موسی قال
ان لفقہ فجلس عمر فتحدثا لیل طویلاً
حضور الجماعۃ ابوبکر عن عبدالرحمن
قال عمر لان اصلہما فی جماعۃ احب
الے من ان اخی مابینہما

تو نے دیر کر دی جلدی مسجد میں پہنچ۔ تو میں نے نماز پڑھی پھر واپس
آیا تو اپنی لونڈی کو پایا کہ اُس نے پانی لانے میں دیر کر دی پھر
میں بیرومہ کی طرف گیا اور اس کو لے کر آیا اور ابھی آفتاب درست
تھا (بحالت سابقہ) ابوبکر سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ
عمرؓ نے فرمایا کہ اپنی نماز کے لئے انتظار نہ کرو ستاروں کے خوب
روشن ہونے کا۔ ابوبکر سوید بن غفلة سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ
نے فرمایا کہ عشاء میں عجلت کرو قبل اس کے کہ مزدوری کرنے
والے کسکند ہوں اور بیمار سو جائیں۔ ابوبکر اسود سے وہ عمرؓ سے
روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جس دن گھٹا چھنائی ہوتی
ہو تو عصر میں جلدی کرو اور ظہر میں تاخیر کرو۔ عشاء کے بعد
بات کرنا ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ عمر بن الخطاب
سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ تمام قحطوں سے بڑا
قحط دینی سب نقصانوں سے بڑا نقصان (عشاء کے بعد باتیں
کرنا ہے مگر نماز میں یا قرأت قرآن میں۔ ابوبکر نے سلمانؓ سے
سے روایت کی ہے کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا کہ اے سلمان! میں
بڑا سمجھتا ہوں تمھارے لئے عشاء کے بعد باتیں کرنا۔ ابوبکر
ابن ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ ابو موسیٰؓ آتے عمرؓ بن
الخطاب کے پاس تو ان سے عمرؓ نے کہا کہ کیسے آتے و انھوں
نے کہا کہ میں آپؐ سے باتیں کرنے آیا ہوں۔ فرمایا کہ ایسے وقت؟
(یعنی عشاء کے بعد) تو انھوں نے کہا کہ وہ فقہ کی دینی دین
کی بات ہے۔ پھر عمرؓ بیٹھ گئے۔ تو ہم نے بہت رات گئے
تک باتیں کیں۔ جماعت میں حاضر ہونا ابوبکر عبدالرحمن سے
روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ یہ بات کہ میں ان دونوں کو
جماعت کے ساتھ پڑھ لوں مجھے ان دونوں کے درمیان کو
زندہ رکھنے دینی جاگتے اور عبادت کرتے رہنے سے زیادہ پسند

یعنی صبح اور عشاء کی نماز۔ ابو بکر ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب جب کسی لڑکے کو صف میں دیکھتے تو اس کو نکال دیتے۔ ابو بکر ابو جحز سے روایت کرتے ہیں کہ نماز تیار ہوگئی اور صفیں درست ہو گئیں تو ایک شخص جھپٹ کر عمر بن عمر کے پاس پہنچا اور اُن سے گفتگو کرنے لگا اور قیام کو طویل کر دیا اور قوم صف بستہ تھی۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن عمر نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دو رکعت نماز پڑھنے لگا حالانکہ مؤذن اقامت کہہ رہا ہے تو آپ نے اُس کو جھڑکا اور فرمایا کہ کوئی نماز نہیں جب مؤذن اقامت کہنے لگے بجز اس نماز کے جس کے لئے اقامت کہی جا رہی ہے۔ ابو بکر عثمان ہندی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص آتا ہے اور عمر بن الخطاب نماز فجر میں ہیں پھر وہ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھتا ہے (یعنی فجر کی سنتیں) پھر وہ قوم کے ساتھ نماز میں داخل ہو جاتا ہے۔ ابو بکر نعیم سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ جب اس کے (یعنی مقتدی کے) اور امام کے درمیان راستہ ہو یا نہر ہو یا دیوار ہو تو وہ امام کے ساتھ نہیں ہے (یعنی اُس کی اقتداء صحیح نہیں ہے)۔ ابو بکر ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن عمر کی ایک عورت تھیں جو مسجد میں پہنچ کر صبح اور عشاء کی نماز پڑھا کرتی تھیں تو اُن سے کہا گیا کہ تم کیوں نکلتی ہو حالانکہ تم جانتی ہو کہ عمر بن عمر اس کو برا سمجھتے ہیں اور غیرت کرتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ پھر عمر بن عمر کو کونسی بات اس سے روکتی ہے کہ وہ اس سے مجھے منع کریں انھوں نے کہا کہ اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول روکتا ہے جو آپ نے فرمایا کہ اللہ کی بندوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔ شافعی سے مروی ہے کہ ایک عجمی شخص

یعنی الصبح والعشاء ابو بکر عن ابراہیم ان عمر بن الخطاب کان اذا راے غلاماً فی الصف آخرہ ابو بکر عن ابے مجلز اُقيمت الصلوة وصفت الصفوف فاستدّر رجل لعمر فكلّمه فاطال القيام والقوم صفوف ابو بکر عن سعید بن المسیب أنّ عمر راے رجلاً يصلي ركعتين والمؤذن يقيم فانهتہ فقال لا صلوة والمؤذن يقيم الا الصلوة التي يُقام بها ابو بکر عن ابے عثمان النهدي رأيت الرجل يحثي وعمر بن الخطاب في صلوة الفجر فيصلي في جانب المسجد ثم يدخل مع القوم في صلواتهم ابو بکر عن نعیم قال اذا كان بينه وبين الامام طريق اور نہر او حائط فليس معہ ابو بکر عن ابن عمر كانت امرأة من عمر تشبه صلوة الصبح والعشاء في جماعة في المسجد فقبل بها لم تحرجين وقد تعلين أنّ عمر يكره ذلك ويغار قالت فاما يمنعني أنّ ينهاني فانا لو يمنعني قول رسول الله صلي الله عليه وسلم لا تمنعوا إمام الله مساجد الله الشانف انّ تقدّم ابعم

فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ بْنُ مَرْثَمَةَ فَسَالَ عُمَرُ فَقَالَ
 إِنَّ الرَّجُلَ كَانَ الْأَجْعَى اللِّسَانِ فَخَشِيتُ
 أَنْ يَسْمَعَ بَعْضُ الْحَاجِّ قِرَاءَتَهُ فَيَأْخُذُ
 بِعَجْمَتِهِ فَقَالَ هُنَاكَ ذِمَّةٌ فَقَالَ
 نَعَمْ فَقَالَ قَدْ أَحْسَنْتَ مَا لَكَ الشَّافِعِ
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَتَةَ دَخَلْتُ عَلَى
 عُمَرَ بِالْحَاجَةِ فَوَجَدْتُهُ يَسْبُحُ فَقُمْتُ
 دِرَّارَهُ فَقَرَّبَنِي حَتَّى جَلَسْتُ حِذَاءَهُ
 عَلَى يَمِينِهِ فَلَمَّا جَارَ يَرْفَأُ تَأَخَّرْتُ
 فَصَفَفْنَا وَرَّارَهُ أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ
 عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
 جَعَلَهَا خَلْفَهُ فَصَلَّى بَيْنَ يَدَيْهَا
 يَعْنِي الْمَأْمُومِينَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ
 أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُولُ أَبَدَا
 بَطْعَاكُمْ ثُمَّ أَمْرُوا لَصَلُّوا كَلِمَةً مَالِكٌ
 عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمٍ قَالَ عُمَرُ لَا يُصَلِّيَنَّ
 أَحَدُكُمْ دُخَانًا بَيْنَ وَرَكَيْهِ يَعْنِي
 الْحَاقِبَ سُنَّةَ الْأَذَانِ أَخْرَجَ
 الْبُخَارِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ كَانَ
 الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ
 فَيَتَخَيَّمُونَ الصَّلَاةَ لَيْسَ يُنَادِي
 بِهَا فَقَالَ عُمَرُ أَوْ لَا تَتَّبِعُونَهُ رَجُلًا
 يَنَادِي بِالصَّلَاةِ وَفِي حَدِيثٍ
 رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ فِيهِمَا رَوَاهُ
 الدَّرَّارِيُّ وَغَيْرُهُ قَالَ عُمَرُ

(یعنی امت کے لئے) تو اُس کو مسور بن مخرمہ نے پیچھے ہٹا دیا۔ تو
 ان سے عمرؓ نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ شخص عجمی زبان کا
 تھا تو مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اس کی قرأت کو بعض حج میں آنے
 والے سنیں گے اور وہ اس کے عجمی لہجہ کو نہ لے لیں۔ تو عمرؓ
 نے کہا کہ تمہارا خیال اُس طرف گیا۔ انہوں نے کہا جی ہاں!
 تو عمرؓ نے کہا تم نے اچھا کیا۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے عبد اللہ بن
 عتبہ سے روایت کیا کہ میں عمرؓ کے پاس ہاجرہ (یعنی بعد زوال)
 میں پہنچا تو میں نے اُن کو پایا تسبیح پڑھتے ہوئے (یعنی نماز
 پڑھتے ہوئے) تو میں اُن کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو انہوں نے
 مجھے قریب کیا یہاں تک کہ اپنے برابر کر لیا اپنی دائیں جانب میں۔
 پھر جب حضرت (عمرؓ کا غلام) یرنار آگیا تو میں پیچھے ہٹ گیا
 اور ہم دونوں نے اُن کے پیچھے صف بنالی۔ ابو حنیفہؒ نے حماد
 سے انہوں نے ابراہیم سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے
 ان دونوں کو اپنے پیچھے کر دیا اور ان کے آگے نماز پڑھی یعنی ان
 دونوں مقتدیوں کے آگے۔ ابو بکرؓ سے روایت کرتے
 ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب فرمایا کرتے تھے کہ پہلے کھانا کھا لو اور
 نماز کے لئے فارغ ہو جاؤ۔ مالکؒ زید بن اسلم سے روایت کرتے
 ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ تم میں ہرگز کوئی اس طرح نماز نہ پڑھے
 کہ وہ بھیچ رہا ہو اپنے کو لھوں کے درمیان کو یعنی پاخانہ دھونے
 والا ہو۔ سنن اذان بخاری وغیرہ نے ابن عمرؓ سے روایت
 کیا ہے کہ جب مسلمان مدینہ میں آتے تو جمع ہو جاتے اور وقت
 نماز کا اندازہ کر لیتے تھے۔ نماز کے لئے اذان نہیں دی جاتی تھی۔
 تو عمرؓ نے کہا کہ کیا تم لوگ کسی شخص کو نہیں بھیجتے جو نماز کے
 لئے اذان دے۔ اور عبد اللہ بن زید کے خواب کے قصہ میں
 ہے جس کو دارمی وغیرہ نے روایت کیا کہ عمرؓ نے عرض کیا کہ

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے بھی وہی خواب دیکھا جو اس نے دیکھا ہے۔ ابو بکر عبداللہ بن ہزبل سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ (یعنی اذان دینا خلفاء کے لئے) سنت بن جائے گی تو میں ضرور اذان دیکر تباہ شافعیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ صبح کی اذان دینے میں جلدی کرو کہ آخر شب میں روانہ ہوتے ہیں سفر کرنے والے۔ ابو داؤد نے عمرؓ کے ایک مؤذن سے روایت کیا جس کو مسرورؒ کہا جاتا تھا اور اس نے صبح سے پہلے ہی اذان دیدی تھی تو اس کو عمرؓ نے حکم دیا کہ ٹوٹے اور تباہ کرے کہ لوگوں کو بندہ سو گیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ مسئلہ میں دو قول ہیں شافعیؒ گئے ہیں اول کی طرف (یعنی عدم اعادہ) اور ابو حنیفہؒ دوسرے (یعنی اعادہ) کی طرف اور دونوں قولوں میں باختلاف احوال جمع ممکن ہے اس طرح کہ جب امام نے پہلے لوگوں کو یہ اطلاع دیدی ہو کہ فلاں شخص رات میں ہی اذان دیدیتا ہے تو وہ صبح سے قبل جاتے ہوگی ورنہ نہیں کیونکہ دوسری صورت میں التباس موجود ہے اور پہلی صورت میں التباس نہیں ہے۔ مالکؒ نے روایت کیا کہ عمرؓ نے اپنے مؤذن کو تعلیم کیا کہ وہ یہ کہا کرے الصلوٰۃ خیر النماز سونے سے بہتر ہے، نماز سونے سے بہتر ہے۔ (ابو بکر مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ ابو مخذومہ (مؤذن) نے کہا الصلوٰۃ الصلوٰۃ تو عمرؓ نے فرمایا کہ ناس گئے تو باؤلا ہے کیا؛ کیا تیرے بلائے میں جس نے تو نے ہم کو بلایا ہے وہ چیز نہیں ہے جس (سُکّر) ہم تیرے پاس آئیں کہ تو (پھر بھی) ہمارے پاس آنا ہے۔

والذی بعثک بالحقّ لقد رأیت مثل ما رآے ابو بکر عن عبد اللہ بن ہزبل قال عمر لولا ان یكون سنة لا دنت الشافعی ان عمر قال عجلوا الاذان بالصبح یخرج المذبح ابو داؤد عن مؤذن لعمریقال لہ مسرور اذن قبل الصبح فأمره عمر ان یرجع فینادے الا ان العبد قد نام قلت فی المسئلة قولاً ذہب الشافعی الی الاول والوحیفة الی الثانیة ویکن الجمع باختلاف الاحوال فاذا کان الامام قد تقدّم الی الناس ان فلانا یؤذن بلیل جاز قبل الصبح والا لا لوجود التباس فی الثانیة وعدمہ فی الاول تاک ان عمر علم مؤذنه ان یقول الصلوٰۃ خیر من النوم ابو بکر عن مجاہد ان ابا مخذوم قال الصلوٰۃ الصلوٰۃ فقال عمر ویکم آ مجنون انت اما کان فی دعاتک الذی وعوتنا ماتا تیک حتی ماتینا

عہ مجمع البحار میں ہے کہ جہاں شفقت اور رحم کے ساتھ کسی فعل پر انکار کیا جاتا ہے تو وہ یکجہاں بولتے ہیں اور جب غصہ اور ناراضگی کے ساتھ انکار ہو تو وہ ایک کہتے ہیں ۱۱ مترجم

ابوبکر عن ابی الزبیر موزن بیت المقدس
 جاءنا عمر بن الخطاب فقال اذا اذنت
 فترين ^{جلد بکر} و اذا اقلت فاحذر و في
 رواية البغوي فاحذر و معناه الحد
 ايضاً هو قطع التحويل المساجد
 البغوي عن سالم بن عبد الله بن
 عمر بن الخطاب رجلاً ^{جلد بکر} الى
 جنب المسجد سماها البطيحاء و قال من
 اراد ان يلفظ او يثبث شعراً او يرفع
 صوتاً فليخرج الى هذه الرحبة ^{جلد بکر} ملك
 نحواً من ذلك البغوي عن سعيد
 ابن المسيب مر عمر في المسجد و
 حسان يثبث الشعر فلفظ ^{جلد بکر} النبي يثبث
 فقال كنت اشد فيه و فيه من
 هو خير منك ثم التفت الى ابي هريرة
 فقال انشدك الله اسمعت رسول
 الله صلى الله عليه وسلم يقول
 اجب عني اللهم ايده بروح القدس
 قال نعم ابوبكر عن ابراهيم بن
 سعد عن ابي سعيد سمع عمر بن الخطاب
 رجلاً رافعاً صوته في المسجد فقال
 اتدرى اين انت ابوبكر عن ابن
 عمر ان عمر نهى عن اللغو في
 المسجد و قال ان مسجدنا هذا
 لا ترفع فيه الاصوات

ابوبکر روایت کرتے ہیں ابو زبیر سے جو بیت المقدس کے موزن
 تھے کہ ہمارے پاس عمر بن الخطاب آتے اور کہا کہ جب اذان
 دیا کرو تو (الفاظ کو) کھینچ کر دو اور جب تکبیر کہو تو جلدی
 کہ دو (یعنی کھینچنے کی ضرورت نہیں) اور بغوی کی روایت میں
 ہے فاحذر اور اس کے معنی بھی ”حذر“ ہی کے ہیں یعنی
 تطویل قطع کرنے کے۔ مساجد بغوی سالم بن عبد اللہ بن
 عمر رضی سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی بن الخطاب نے مسجد کے
 پہلو میں ایک کشادہ صحن احاطہ بنوایا جس کا نام بطیحاء رکھا
 اور فرمایا کہ جو باتیں کرنا چاہے یا کوئی شعر سنانا چاہے یا آواز
 اُدغی کرنا چاہے تو چاہتے کہ اس احاطہ میں چلا جائے تاکہ
 نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔ بغوی سعید بن المسیب سے
 روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی مسجد میں گزرے اور حسان شعر
 پڑھ رہے تھے تو آپ نے ان کی طرف تیز نظر ڈالی تو حسان
 نے کہا کہ میں یہاں شعر پڑھتا تھا اور یہاں وہ موجود دہوتے
 تھے جو تم سے بہتر تھے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پھر
 ملتفت ہوئے ابو ہریرہ کی طرف اور کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم
 دیتا ہوں تاکہ کیا تو نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے کہ آپ (مجھ سے) فرمایا ہے تھے کہ میری طرف سے جواب
 دے۔ یا اللہ اس کو مدد پہنچا روح القدس۔ ابو ہریرہ نے
 کہا ہاں۔ ابوبکر نے ابراہیم بن سعد سے انھوں نے اپنے باپ سے
 روایت کی کہ انھوں نے عمر رضی بن الخطاب سے سنا کہ ایسے
 شخص سے جو مسجد میں آواز بلند کر رہا تھا فرماتے تھے کہ کیا
 تو جانتا ہے کہ تو کہاں ہے۔ ابوبکر نے ابن عمر رضی سے روایت
 کیا کہ عمر رضی نے مسجد میں شور و شغب سے روکا اور کہا کہ یہ
 ہماری مسجد وہ جگہ ہے جہاں آوازیں بلند نہ ہونی چاہئیں

ابو بکر عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب
كان يجمع بين المسجد كل جمعة ابو بکر عن
المطلب بن عبد الله بن حنبل ان
عمر بن الخطاب اتى مسجد قبا على
فرس له فصل به ثم قال يا ايرفا
اتنن بجرید قال فانه بجرید فاجتبر
عمر بثوب ثم كسسه ابو بکر عن سيار
ابن معمر رآه عمر قوفا يصلي على
الطرق فقال صلوا في المسجد
ابو بکر عن انس رآه عمر وانا
اصلي فقال القبر امانك ابو بکر
عن معمر بن سوید انه رجع مع عمر
في حجة فرآه عمر الناس يتدرون
فقال ما هذا فقالوا مسجد فيه صل رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال هكذا بلک
اهل الكتاب اتخذوا آثار انبيائهم
يبيعوا من عرضت له منكم فيه الصلوة
فليصل ومن لم تعرض له منكم الصلوة
فلا يصل ابو بکر عن نافع بن بلع عمر بن
الخطاب ان ناسا يأتون في الشجرة التي
بويح تحتها فامر بها فقطعت ابو بکر و
مسلم عن معدان بن طليحة اليمري ان عمر
ابن الخطاب قال ايها الناس انكم تاكلون
شجرتين لا اراهما الا خيشين الثوم و
البصل لقد كنت اري الرجل على عهد

ابو بکر روایت کرتے ہیں ابن عمر سے کہ عمر بن الخطاب ہر جمعہ کو
مسجد میں خوشبو کی دعوتی دیا کرتے تھے۔ ابو بکر مطلب بن
عبد اللہ بن حنبل سے روایت کرتے ہیں کہ عمر نے اپنے گھوڑے
پر سوار ہو کر مسجد قبا پہنچے وہاں نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا کہ اے
یرفا میرے پاس (کھجور کی) ایک شاخ لے کر آد آپ کا غلام،
یرفا جا کر لے آیا۔ پھر انھوں نے اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر کمر
سے لپیٹا اور مسجد میں جھاڑ دی۔ ابو بکر سيار بن معمر سے روایت
کرتے ہیں کہ عمر نے ایک قوم کو راستوں پر نماز پڑھتے دیکھا
تو فرمایا کہ مسجد میں نماز پڑھو۔ ابو بکر نے انس سے روایت کیا
کہ مجھے عمر نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ قبر ہے تیرے
ساتھ۔ ابو بکر نے معمر بن سوید سے روایت کیا کہ وہ عمر سے
ساتھ حج سے واپس آ رہے تھے کہ عمر نے لوگوں کو دیکھا کہ جھپٹے
جا رہے ہیں تو فرمایا کہ یہ کیا ہے تو لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک
مسجد ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی
ہے تو فرمایا کہ اسی طرح ہلاک ہوتے اہل کتاب کہ انھوں نے
اپنے انبیاء کے آثار کو عبادت خانے بنایا۔ تم میں سے جس پر
ایسے موقع پر نماز کا وقت آجائے تو چاہیے کہ نماز پڑھ لے اور
جس کو تم میں سے نماز کی ضرورت داعی نہ ہو وہ نہ پڑھے۔
ابو بکر نافع سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب کو یہ اطلاع
پہنچی کہ لوگ اُس درخت کی زیارت کے لئے آتے ہیں جس کے
نیچے بیعت کی گئی تھی تو آپ کے حکم سے اُس کو کاٹ دیا گیا۔
ابو بکر اور مسلم معدان بن طلیحہ الیمری سے روایت کرتے ہیں کہ
عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ اے لوگو تم ایسے دو درختوں کو کھاتے
ہو جن کو میں کچھ نہیں سمجھتا سوائے اس کے کہ وہ گندے ہیں
یعنی لہسن اور پیاز۔ میں دیکھتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانہ میں کہ جس شخص کے بھی منہ سے اُس کی بُو پانی جاتی تھی اُس کا ہاتھ پکڑا جاتا تھا اور اس کو بقیع تک پہنچا کر چھوڑا جاتا تھا تو جو اُن کو کھانا چاہے تو اُس کو چاہیے کہ اُن کو پکار اُن (کی بُو) کو مار دے۔ ابو بکر نے روایت کی کہ عمرؓ کو لکھا گیا خبر ان سے کہ ہم نے کوئی جگہ صاف اور سُتھری کنیسہ (گر جا) سے بہتر نہیں پائی تو آپ نے لکھا کہ اس کو پانی اور بیزی کے پتوں سے دھو ڈالو اور اس میں نماز پڑھو۔ ابو بکر معاویہ بن قُرّہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے مجھے دیکھا جب کہ میں دوستوں کے بیچ میں نماز پڑھ رہا تھا تو میری گدی پکڑ لی اور مجھے سترہ یعنی آٹھ کے قریب لے گئے اور کہا کہ اس کی طرف نماز پڑھ۔ ابو بکر یمن والوں میں کے ایک شخص سے جس کو ہذاب کہا جاتا تھا روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ نماز پڑھنے والے ستونوں کی طرف بیٹھنے کے زیادہ حقدار ہیں بے وضو لوگوں کی بہ نسبت۔ ابو بکر ابن الزبیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس مسجد کی نماز افضل ہے دوسری جگہ کی ستونوں سے بجز مسجد حرام کے۔ ابو بکر اسمعیل بن عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایسی جگہ نماز پڑھی جہاں مینگنیاں پڑھی تھیں یعنی بکریوں کی چراگاہ میں۔ نماز پڑھنے والا کیا پہنے۔ بخاری نے روا کی ابو ہریرہؓ سے کہا کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے آپ سے سوال کیا ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوجِد منہ ریحۃ فیوخذ بیدہ حتی یمخرج الی البقیع فمن کان انکھا فلیتہب طیناً ابو بکر کتب الی عمر من خبر ان لم نجد النطف ولا آجود من کنیسۃ فکتب النصف لہما وسدر وصلوا فیہا ابو بکر عن معاویہ بن قُرّہ عن اُبیہ رآہ عمر وانا اُصلّ بین الاسطوانتین فاخذ بقفّاتہ فاذا نال الی شترۃ فقال صلّ الیہا ابو بکر عن رجل من اہل الیمین یقال لہ ہذاب قال عمر المصلّون احق بالسوارتھما من المحدثین الیہا ابو بکر عن ابن الزبیر سمعت عمر یقول صلّو فی ہذا المسجد فضل من ماتہ صلّو فیہا سواہ الا المسجد الحرام ابو بکر عن اسمعیل بن عبد الرحمن ان عمر صلی فی مکان فیہ ومن یعنی مرا بضع الغنیم ما یلبسہ المصلّ اخرج البخاری عن ابی ہریرۃ قال قائم رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسأله عن الصلوۃ فی الثوب الواحد فقال او کلکم

۷۷ چونکہ میسائی شراب پیتے ہیں اور اس کو ناپاک نہیں سمجھتے فرش پر بھی پھینک دیتے ہیں اور نماز کے لئے جگہ کا پاک جونا شرط ہے اس لئے آپؐ فرش کو مبالغہ کے ساتھ دھوئے کا حکم دیا تاکہ شراب کا اثر باقی نہ رہے۔ ظاہری نطافت اور صفائی کو آپؐ کافی نہیں قرار دیا ۱۲ مترجم

ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں۔ پھر ایک شخص نے سوال کیا عمرؓ سے تو آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے وسعت بخش دی تو تم بھی وسعت پر عمل کرو۔ آدمی اپنے بدن پر اپنے کپڑے پہنے کوئی شخص نماز پڑھے اپنی لنگی اور چادر میں، لنگی اور قمیص میں، لنگی اور قبا میں، پاجامہ اور چادر میں، پاجامہ اور قمیص میں، پاجامہ اور قبا میں، جابجھے اور قمیص میں۔ کہا اور مجھے گمان ہے کہ جانتے اور چادر میں بھی فرمایا۔ ابوبکر معوذ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم کو عمرؓ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھائی۔ اس کے سوا ان کے بدن پر اور کپڑا نہیں تھا۔ ابوبکر ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو (ایک کپڑے میں) لیٹا ہوا تھا تو فرمایا کہ یہودی کے مشابہ نہ بنو۔ تم میں سے جسکے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہو وہ اُس کی لنگی بنالے۔ ابوبکر نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ عورت تین کپڑوں میں نماز پڑھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنی ہیں تمام بدن کا چھپانا۔ بہت ہی عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنھوں نے ایک باندی کو دیکھا کہ اوڑھنی کو چہرہ کا نقاب بناتے ہوئے ہے تو فرمایا کہ باندیاں آزاد عورتوں کی مانند بنے لگیں۔ ابوبکر انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک باندی کو دیکھا اوڑھنی منہ پر ڈالے ہوئے تو آپ نے اُس کو مارا اور کہا کہ تو آزاد عورتوں کی مشابہت اختیار کر رہی ہے۔ ابوبکر عبداللہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو عبقری (ایک عمدہ فرش چاندنی) پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ابوبکر نے روایت کیا کہ عمرؓ نے بوریۃ خریدے ان کو مسجد میں بچھلانا شروع کئے۔ استقبال قبلہ ابوبکر ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں

یجد ثوبین ثم سأل رجل عمر فقال اذا وسع الله فأوسعوا جمع رجل عليه ثيابہ صلے رجل نے ازار و رداء نے ازار و قمیص نے ازار و قبا۔ نے سراویل و رداء نے سراویل و قمیص نے سراویل و قبا۔ نے تباں و قمیص قال واحسب قال في تباں و رداء ابوبكر عن معوذ صلے بنا عمر في ثوب واحد ليس عليه غيره ابوبكر عن ابن عمر ان عمر رآه رجلاً يمشي ملتفًا فقال لا تشبهوا باليهود من لم يجد منكم الا ثوباً واحداً فليزربه ابوبكر عن ابی ہریرہ قال عمر قصص المرأة في ثلثة الاواب قلت معناه تتر جمع البدن البسمة عن عمر انه رآه امة متمحرة متجلبة فقال تشبه الاماء بالمحصات ابوبكر عن انس رآه عمر امة متقينة فضر بها و قال تشبهين بالحرارة ابوبكر عن عبد الله بن عامر رآيت عمر يمشي على عبقری ابوبكر ان عمر اشترى الخضر ليز شها في المسجد استقبال القبلة ابوبكر عن ابن عمر

قال عمر ما بين المشرق والمغرب قيلة زادني رواية استقبلت البيت مالک نحوًا من ذلک أبو بکر عن الاسود رأيت عمر يركز عِزَّةً و صلّا اليها و الظعن يمر بين يدیه السبيحة عن غصيف سألت عمر ابن الخطاب قلت انما نبت و ان فنكون في الأبنية فان خرجت قررت و ان خرجت قررت فقال عمر اجعل بينك و بيننا ثوباً ثم ليصل كل واحد منكما قلت تمسك به الخفيف في قولهم بفساد صلوٰة الرجل اذا حاذت امرأة في صلوٰة مشتركة تحريم و اداء و اجاب الشافعي فقال ليس بمعروف عن عمر و ليس فيه اثنا في صلوٰة واحدة لكن استحب ذلک قطعاً لمادة الفتنه صفة الصلوٰة مالک و الشافعي ان عمر كان يأمر رجلاً بتسوية الصفوف فاذا جازوا فاخبروه ان الصفوف قد استوت كثر أبو بکر عن الاسود سمعت عمر انتح الصلوٰة و كبر فقال سبحانك اللهم و بحمدك و تبارک اسمك و تقال جَدُّكَ و

عمر نے فرمایا کہ مشرق اور مغرب کے درمیان قیلہ ہے (یعنی مدینہ کا قیلہ) ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب تو سیدھا رخ کرے گا بیت کی طرف تاکہ نے بھی اسی طرح روایت کی۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ اپنے نیزے کو گاڑ دیتے تھے اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور مسافر آپ کے سامنے سے گزرتے تھے۔ یہی روایت کرتے ہیں غصیف سے کہا کہ میں نے ایک سوال کیا عمرؓ بن الخطاب سے میں نے کہا کہ ہم مکہ میدان میں ہستے ہیں ڈیروں میں۔ اگر میں ردیرے سے باہر نماز پڑھنے کے لئے، باہر نکلوں تو میں (سردی سے) ٹھٹھ جاؤں اور اگر وہ نکلے تو وہ ٹھٹھ جاتے گی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اپنے اور اس کے درمیان ایک کپڑا پردے کے لئے، ڈال لو۔ پھر تم دونوں میں سے ہر ایک نماز پڑھ لے۔ میں کہتا ہوں کہ حقیقہ نے اس قول میں کہ مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے جب اس کے محاذات میں عورت آ جاتی ہے ایسی نمازیں جو مشترک ہو تو تحریم اور اداء کے اعتبار سے اسی سے دلیل پکڑی ہے اور شافعی نے یہ جواب دیا ہے کہ عمرؓ سے یہ روایت معروف نہیں اور اس میں یہ بھی مذکور نہیں کہ وہ صلوٰۃ واحدہ میں شریک تھی۔ لیکن یہ مستحب ہے مادۃ فتنہ کو قطع کرنے کے لئے۔ طریق نماز مالک اور شافعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کچھ لوگوں کو مامور کیا کرتے تھے صفیں سیدھی کرنے کے لئے۔ پھر جب وہ آکر آپ کو خبر دیتے کہ صفیں سیدھی ہو گئیں تو تکبیر کہتے۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ سے سنا انھوں نے نماز شروع کی اور تکبیر کہی پھر کہا سبحانک اللهم و بحمدك الخ و ہم آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں یا اللہ اور آپ کی تعریف، اور آپ کا نام بڑی برکت والا ہے اور آپ کی عظمت بہت بلند ہے اور

آپ کے سوا کوئی معبود“ پھر آپ اعوذ الخ پڑھتے۔ ابو حنیفہؒ
 حاد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ اہل بصرہ میں سے چند
 لوگ عمر بن الخطاب کے پاس آئے اور ان کے آنے کی کوئی وجہ
 نہیں تھی بجز اس کے کہ آپ سے پوچھیں کہ نماز مشروع کرنے کا
 کیا طریقہ ہے۔ تو عمرؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے نماز کو مشروع
 کیا اور وہ لوگ اُن کے پیچھے تھے پھر انھوں نے آواز کے ساتھ
 کہا سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جَدک و
 لا الہ غیک محمد بن الحسنؒ نے کہا کہ عمر بن الخطاب نے اس کو
 جہر کے ساتھ صرف اس لئے پڑھا تا کہ جس بات کا انھوں نے سوال
 کیا تھا اس کی اُن کو تعلیم کر دیں۔ ابوبکر اور بیہقی نے اسود سے
 روایت کیا کہ عمرؓ اپنے دونوں ہاتھ نماز میں اٹھایا کرتے تھے
 اپنے دونوں نمونڈھوں کے برابر۔ ابوبکر نے روایت کیا عباہ
 ابن ربیع سے کہ فرمایا عمرؓ نے کہ نماز پوری نہ ہوگی جس میں فاتحہ
 الکتاب اور دو آیتیں نہ پڑھی جائیں گی۔ شافعیؒ کو قدیم قول
 میں ہے کہ عمر بن الخطاب نے نماز پڑھی اور اس میں قرأت
 نہ کی پھر ان لوگوں سے کہا کہ رکوع اور سجدے کیسے تھے انھوں
 نے کہا کہ اچھے تھے فرمایا پھر کوئی اندیشہ نہیں۔ ابو حنیفہؒ حاد
 سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے مغرب کی نماز
 پڑھی اور اس میں قرأت نہ کی تو نماز کا اعادہ کیا۔ میں کہتا ہوں
 کہ شافعیؒ کا قدیم قول یہ ہے کہ قرأت سنت ہے پھر اس
 سے رجوع کر لیا اور کہا کہ فرض ہے اور ترک اعادہ کے قصہ کو
 انھوں نے اس پر منقول کیا کہ انھوں نے سورۃ کو ترک کیا
 تھا۔ مالکؒ اور شافعیؒ انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ
 اور عمرؓ اور عثمانؓ قرأت کا افتتاح کرتے تھے الحمد للہ رب
 العالمین سے۔ ایک روایت میں یہ زیادہ کیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ غیرک ثم یتقوۃ ابو حنیفہ عن حماد
 عن ابراہیم ان ناساً من اہل البصرۃ
 اتوا عمر بن الخطاب لم یأتوہ الا لیسألوہ
 عن افتتاح الصلوۃ فقام عمر
 فافتح الصلوۃ وہم خلفہ ثم جہر
 فقال سبحانک اللہم وبحمدک و
 تبارک اسمک وتعالی جَدک و
 لا الہ غیرک قال محمد بن حسن اثنا جہر
 بذلک عمر لعلہم ماسألوا عنہ ابوبکر و
 البیہقی عن الاسود ان عمر کان یرفع یدہ
 فی الصلوۃ حدو منکبہ ابوبکر عن عباہ
 ابن ربیع قال عمر لا تجزئی صلوۃ لا یقرأ
 فیہا بفاتحۃ الکتاب و آیتین الشافعی
 فی القدیم ان عمر بن الخطاب صلی
 فلم یقرأ فقال لہم کیف کان رکوعک و
 السجود قالوا حسناً قال فلا بأس ابو حنیفہ
 عن حماد عن ابراہیم ان عمر صلی المغرب
 فلم یقرأ فاعاد الصلوۃ قلت کان
 الشافعی یقول فی القدیم ان القراءة
 سنۃ ثم رجحہ و قال فریضہ و
 حل قصۃ ترک الاعادۃ علی انہ ترک السوۃ
 مالک والشافعی عن انس کان ابوبکر وعمر و
 عثمان یفتحن القراءة بالحمد للہ رب العالمین
 زاد فی روایۃ وکان لا یقرأ
 بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابوبکر و اصحاب السنن عن عبد اللہ بن
مغفل عن ابیہ قال صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر
و عمر و عثمان فلم أسمع احدا منهم یقول
ذَکَکَ اِذَا قَرَأْتَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِیْنَ " ابوبکر عن الاسود صَلَّیْتُ خَلْفَ
عمر سبعین صَلَوةً فلم یجہر فیہا
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ابوبکر عن
عبد اللہ بن ابی بکر ان عمر جہر بِسْمِ
اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْتُ رَوَّی عَنْهُ
اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ و اَهْلُ الْکُوفَةِ و البَصْرَةِ
تَرَکَ الْجَهْرَ بِالْبِسْمَةِ و رَوَّی عَنْهُ اَهْلُ مَكَّةَ
الْجَهْرَ فَوَقَّحَ الْفُقَهَاءُ فِی التَّرْجِیْحِ فَذَهَبَ
الشَّافِعِیُّ اِلَى تَرْجِیْحِ الْجَهْرِ بِهَا و عَلِیُّ
قِیَاسِیْنَ قَوْلَ مُحَمَّدٍ فِی دِمَازِ الْاِفْتِتَاحِ
انہ جہر فی بعض الَاَدَاتِ لَیَعْلَمُہُمْ
ان الْبِسْمَةَ سُنَّةٌ و الْاَدْوَابُ عَنِ
ان عمر کان تَعْلَمُ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہ
علیہ وسلم فی قصۃ مَحْجَرِ مِشَاطِ بْنِ
حَکِیْمٍ ان الْقُرْآنَ نَزَلَ عَلَی سَبْعَةِ اَحْرَافٍ
کُلُّهَا کَافٍ شَافٍ و کان یُرَی اَنَّ
الْاِبْتِدَاءَ بِالْبِسْمِ عَلَی اَتْبَاقِ جُزْءٍ مِنْ
الْفَاتِحَةِ حَرْفٌ صَحِیحٌ و تَرَکَہَا عَلَی اَنْہَا اَتَمَّا
یَسُّوُ الْبَدِیَّةَ بِہَا فِی کِتَابَةِ الْقُرْآنِ
وَالْتِمَازِ خَارِجَ الصَّلَوةِ

نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکر اور اصحابِ سنن عبد اللہ بن مغفل سے
وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ
علیہ وسلم کے اور ابوبکرؓ کے اور عمرؓ کے اور عثمانؓ کے پیچھے
نماز پڑھی ہے میں نے ان میں سے کسی کو یہ (یعنی تسمیہ) کہتے
نہیں سنا۔ جب تو قرأت کرے تو کہہ الحمد للہ رب العالمین۔
ابوبکر روایت کرتے ہیں اسود سے کہ میں نے عمرؓ کے پیچھے ستر
نمازیں پڑھی ہیں جن میں سے کسی میں بھی انھوں نے جہر
کے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نہیں کہا۔ ابوبکر روایت کرتے
ہیں عبد اللہ بن ابی بکر سے کہ انھوں نے جہر کیا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ کے ساتھ۔ میں کہتا ہوں کہ اہل مدینہ اور اہل کوفہ و بصرہ
نے آپ سے بِسْمِ اللّٰهِ میں جہر کو ترک کرنے کی روایتیں کی ہیں
اور اہل مکہ نے جہر کی۔ تو فقہاء میں اختلاف ہوا ترجیح کے
بالے میں تو شافعی بِسْمِ اللّٰهِ میں جہر کی ترجیح کی طرف گئے۔
اور دماز افتتاح کے بالے میں بخود قول محمد بن کاہے کہ حضرت
عمرؓ نے بعض اوقات اس میں جہر کیا ہے) اس پر قیاس کرتے
ہوتے (کہتے ہیں کہ) انھوں نے بعض اوقات میں بِسْمِ اللّٰهِ کو
جہر کے ساتھ پڑھ دیا تاکہ لوگوں کو سکھا دیں کہ بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا
سنت ہے۔ اور میرے نزدیک قوی وجہ یہ ہے کہ عمرؓ نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے سکھا تھا اُس قصہ میں جو ان کا ہشام
ابن حکیم کے ساتھ ہو چکا تھا کہ قرآن سات حرفوں (یعنی طریقوں)
پر نازل ہوا ہے ہر ایک ان میں سے کافی اور شافی ہے اور
آپ یہ راتے رکھتے تھے کہ بِسْمِ اللّٰهِ سے ابتداء کرنا اس بنا پر کہ
وہ فاتحہ کا ایک جزو ہے ایک حرف (طریقہ) صحیح ہے۔ اور
اس کا ترک بھی اس بنا پر کہ اس سے ابتداء کرنا کتابت قرآن
میں اور خارج صلوٰۃ تلاوت قرآن میں صرف مسنون ہی ہے

ایک حرف صحیح ہے۔ اور اس سے ابتداء کرنا اس خیال کے ہوتے ہوئے کہ وہ فاتحہ کا جزو نہیں ہے یہ بھی ایک حرف صحیح ہے تو حضرت عمرؓ نے ان احرف پر مختلف اوقات میں عمل کیا ہے۔ بیہقی نے یزید بن شریک سے روایت کی ہے کہ انھوں نے عمرؓ سے سوال.... کیا امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بلے میں۔ تو انھوں نے کہا کہ فاتحہ الکتاب پڑھو تو میں نے کہا کہ اگرچہ آپ (امام) ہوں کہا کہ اگرچہ میں (امام) ہوں۔ میں نے کہا کہ اگرچہ آپ جہر کے ساتھ پڑھ رہے ہوں کہا کہ اگرچہ میں جہر کر رہا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ اہل کوفہ نے اصحاب عمر کو فین سے یہ روایت کی ہے کہ مقتدی کچھ نہیں پڑھے گا۔ اور جمع کی صورت یہ ہے کہ اصل قباحت کی بات یہ ہے کہ امام کی قرأت قرآن اور ماموم (یعنی مقتدی) کی قرأت ٹکرائے لگیں اور کبھی اس حد تک تو بت آجاتی ہے۔ پھر ماموم کا اپنے رب کے ساتھ عجز و نیاز میں مشغول ہونا مطلوب ہے (جو قرأت فاتحہ کا حاصل ہے) تو ایک مصلحت اور ایک مفیدے کا تقابل ہونا ہے تو جو شخص یہ استطاعت رکھتا ہو کہ مصلحت کو اس طرح عمل میں لے آئے کہ اس کو مفیدہ ضرر نہ پہنچا سکے تو وہ عمل کرے اور جس کو مفیدہ کا خوف ہو وہ چھوڑے واللہ اعلم۔ ابوبکر احنف سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے پیچھے صحیح کی نماز پڑھی تو انھوں نے سورۃ یونس اور سورۃ ہود پڑھی۔ اور یزید بن وہب سے مروی ہے کہ انھوں نے سورۃ کہف پڑھی۔ اور عبد اللہ ابن عامر سے مروی ہے کہ آپ نے سورۃ یوسف پڑھی قرأت بطلیۃ کے ساتھ (یعنی ٹھہر ٹھہر کر)۔ ابوبکر عبد اللہ بن شداد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے صبح کی نماز میں عمرؓ کی گریہ آمیز آواز سنی جب کہ وہ یہ پڑھ رہے تھے انا اشکو ابی وحزن الی اللہ۔

حرف صحیح الیفاء والابتداء بہا علی اٹھا لیست من الفاتحہ حرف صحیح الیفاء فعل بہذہ الاحرف فی الادوات البینۃ عن یزید بن شریک انہ سأل عمر عن القراءة خلف الامام فقال اقرأ بفاتحة الكتاب فقلت وان كنت انت قال وان كنت انا قلت وان جهرت قال وان جهرت قلت روے اہل الکوفۃ عن اصحاب عمر الکوفیین ان للماموم لایقرأ شیئاً و المجتہ ان الیقین فی الاصل ان میازع الامام فی القرآن و قرأتہ الماموم قد یفنی الی ذلک ثم ان اشتغال الماموم بمناجات ربہ مطلوب فصار مصلحتہ و مفیدہ فمن استطاع ان یأتی بالمصلحتہ بیکث لاخذ شہا مفیدہ فلیفعل ومن خاف المفیدہ ترک واللہ اعلم ابوبکر عن الاحنف صلیت خلف عمر الغدۃ فقرأ یونس و الہود وعن یزید بن وہب انہ قرأ الکہف وعن عبد اللہ بن عامر انہ قرأ یوسف قرأتہ بطلیۃ ابوبکر عن عبد اللہ ابن شداد سمعت شیخ عمرؓ یصلو البصر و یو یقرأ انا اشکو ابی و حزن الی اللہ

ماکت والشافعی نے روایت کیا کہ عمرؓ نے ابو موسیٰ کو کھاک
صبح کی نماز پڑھو جب کہ ستارے ظاہر اور چمکلاتے ہوئے
ہوں اور اس میں دو لمبی سورتیں پڑھو مفصل میں سے۔ اور
علقہ بن وقاص سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ
اس میں دلیل ہے اس امر پر کہ گریہ جب کہ آخرت کے لئے ہو تو
وہ نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ ابوبکر الممتوکل سے روایت کرتے ہیں
کہ عمرؓ نے ظہر کی نماز میں سورۃ قاف اور سورۃ ذاریات پڑھیں
ابوبکر زرارہ بن ادنیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابو موسیٰ نے
سنایا خط عمر رضی اللہ عنہ کا کہ لوگوں کو نماز مغرب آخر مفصل
کے ساتھ پڑھاؤ۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں عمرو بن میمون سے کہ
عمرؓ نے مغرب میں پڑھی والتین والتین اور الم ترکیف فعل
ربک۔ ابوبکر زرارہ بن ادنیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابو موسیٰ
نے عمرؓ کا خط سنایا جو ان کے پاس پہنچا تھا کہ عشاء کی نماز
لوگوں کو وسط مفصل سے پڑھاؤ۔ ابوبکر بزاز سے روایت کرتے
ہیں کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو انھوں نے
اذا السامۃ انشقت پڑھی۔ ابوبکر معرو بن سدید سے روایت کرتے
ہیں کہ ہم عمرؓ کے ساتھ حج کے لئے نکلے تو انھوں نے نماز فجر
میں پڑھی الم ترکیف اور لایلاف۔ اور عمرو بن میمون سے مروی
ہے کہ سفر میں انھوں نے فجر میں پڑھی قل یا ایہا الکفرون اور
قل ہو اللہ احد۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے
ہیں کہ عمر بن الخطاب نے صبح کی نماز میں اپنے اصحاب کی امامت
کی تو پہلی رکعت ان کو پڑھا قل یا ایہا الکفرون سے اور
دوسری میں پڑھی لایلاف قریش۔ مجتہد نے کہا کہ اس قدر کو
ہم بقدر کفایت سمجھتے ہیں لیکن امام کے لئے مستحب یہ ہے کہ
جب صبح کی نماز پڑھے اور وہ مقیم ہو تو قرأت میں طویل کرے۔

ماکت والشافعی ان عمر کتب الی ابی موسیٰ
صلی الصبح والنجوم بادیۃ مشتیۃ و
اقر فیہا بسورتین طویلتین من المفصل
وعن علقمہ بن وقاص مثله قلت فیہ
دلیل علی ان البکاء اذا کان للآخرۃ لا
یفسد الصلوۃ ابوبکر عن ابی المتوکل
ان عمر قرآن صلوۃ الظہر بقاف و
الذاریات ابوبکر عن زرارۃ بن ادنیٰ
اقرآنی ابو موسیٰ کتاب عمر ان اقر بالناکس
فی المغرب بآخر المفصل ابوبکر عن عمر بن میمون
ان عمر قرآن المغرب بالتین والتین و
الم ترکیف فعل ربک ابوبکر عن زرارۃ بن
ادنیٰ اقرآنی ابو موسیٰ کتاب عمر الیہ ان
اقر بالناکس فی العشاء بوسط المفصل ابوبکر
عن ابی رافع صلیت مع عمر العشاء فقرأ اذا
السماء انشقت ابوبکر عن معرو بن سدید
مع عمر حجاباً فصلى فی الفجر فقرأ بالم تر
کیف ولا یلاف وعن عمرو بن میمون قرأ
فی الفجر فی السفر قل یا ایہا الکافرون و
قل ہو اللہ احد ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم
ان عمر بن الخطاب ام اصحابہ فی الصبح
فقرأ بہم فی الرکۃ الاولیٰ بقل یا ایہا
الکافرون و فی الثانیۃ لایلاف قریش قال
محمد ذراہ مجزیاً و لکن یتحب للامام اذا
الصبح و ہو مقیم یطیل فی القراءة

ابوبکر عیسیٰ بن عبد الرحمن بن حاطب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے
عشار کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ آل عمران پڑھی۔ سورۃ کے ٹکڑے
کر دیئے دو تینوں رکعتوں میں۔ شافعیؒ ابو عثمان ہندی سے روایت کرتے
ہیں کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے ظہر کی نماز میں سنی ہلکی آواز
سورۃ قاف کی۔ میں کہتا ہوں اس سے شافعیؒ نے اس پر احتجاج
کیا ہے کہ اخفاء موضع اخفاء میں اور ہر موضع ہر میں واجب نہیں
ہے اور حنفیہ کو (جواب میں) یہ کہنے کا حق ہے کہ ایک یا دو کلموں
کا سنا دینا اخفاء سے خارج نہیں کر دیتا۔ ابوبکر ابو رافع سے روایت
کرتے ہیں کہ عمرؓ صبح کی نماز میں پڑھتے تھے شواہد سورۃ بقرہ
کی اور اس کے بعد (دوسری رکعت میں) پڑھتے مثنائی میں کی
کوئی سورت یا کسی مفصل کے شروع کا حصہ اور پڑھتے ایک شواہد
آیات سورۃ آل عمران کی اور ان کے بعد (دوسری رکعت میں)
پڑھتے مثنائی میں کی کوئی سورۃ یا کسی مفصل کے شروع میں سے
(مثنائی سے وہ سورتیں مراد ہیں جو ذات المیتین سے کم ہیں) میں
کہتا ہوں کہ اس میں اس بات پر حجت ہے کہ صبح کی پہلی رکعت
زیادہ لمبی ہے دوسری رکعت سے۔ ابوبکر اور بخاری جابر بن سمور
سے روایت کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے سعد بن ابی وقاصؓ کی
شکایت کی تو ان کو عمرؓ نے بلایا تو سعدؓ نے کہا کہ میں ان کو
رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم کی نماز پڑھتا ہوں میں
پہلی دو رکعتوں میں سکون کرتا رہا ہوں یعنی قرأت طویل
پڑھتا رہا ہوں (اور بعد کی دو رکعتیں ہلکی پڑھتا رہا ہوں تو
عمرؓ نے کہا اے ابواسحقؒ ہم کو تم سے یہی گمان تھا۔ ابوبکر
ابو عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ زوال شمس کے قریب نماز
پڑھا کرتے تھے اور پہلی رکعت کو لمبی پڑھتے تھے۔ میں کہتا ہوں
کہ اس میں حجت ہے شافعیؒ کے لئے ہر نماز میں پہلی رکعت کے طویل

ابوبکر عن یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب
ان عمر قرأ آل عمران في الركعتين الاولين
من العشاء قطعها یعنی فیہا اشافع
عن ابی عثمان الہندی سمعت عمر بن
الخطاب نفي من قاف في الظهر قلت
احتج به الشافعي على ان الاخفاء
في موضع والجهر في موضع ليس
بواجب وللحنفية ان يقولوا اسامع
كلمة او كلمتين لا يخرج من الاخفاء
ابوبکر عن ابی رافع كان عمر يقرأ في
الصبح بمائة من البقرة ويتبها بسورة
من المثنائين او من صدور المفصل
قلت فيه حجة على ان الركعة الاولى
من الصبح أطول من الثانية
ابوبکر و البخاری عن جابر بن سمرة حين
شكوا سعدا فدعا عمر قال سعد اني
لا أصلي بهم صلاة رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم اني لا أركع
في الاولين و أخفت بهم في
الاخرين قال عمر ذاك الظن يك
يا اباسحق ابوبکر عن ابی عثمان
ان عمر كان يصلي عند زوال
الشمس و يطيل اول ركعة قلت
فيه حجة للشافعي في استحباب
اطالة الركعة الاولى

فے کل صلوة مالک و الشافعی عن عروۃ
ان عمر بن الخطاب قرأ سجدة و ہو
على المنبر فنزل وسجد وسجداً معه
ثم قرأ الجمعة الاخری فتهیأ الناس
للسجود فقال ایہا الناس علی مثلکم
ان اللہ لم یکتبہا علینا الا ان نشاء
فقرأ لم یسلم یسجد و منع الناس ان
یسجدوا ابوبکر من الی قلابہ و الحسن
قالا قال عمر یس فی المغفل سجدة
قلت کانه یثقی تاکد سکتہا ابوبکر
عن حصین بن سبرة صلیت خلف
عمر فقرأ فی الرکة الاولی بسورة
یوسف ثم قرأ فی الثانیة بانجم
فسجد ثم قام فقرأ اذا زلزلت
الارض فرکع ابوبکر عن الی رافع
الصالح صلی بنا عمر صلوة
العشاء فقرأ اذا السماء انشقت فسجد
وسجدنا مع ابوبکر عن ابن عمر عن عمر
انہ سجد فی الحج سجدتین ابوبکر عن ابن
عباس انہ رآه عمر بن الخطاب
یسجد فیہا یعنی فی صا و ابوبکر
عن عروۃ قال عمر انی لاجیب
جزیة البحرین و انا فی الصلوة
ابوبکر عن الی عثمان النہدی قال
عمر لا تجزئ حیوشی و انا فی الصلوة

پڑھنے کے بارے میں۔ مالک اور شافعی عروہ سے روایت کرتے
ہیں کہ عمر بن الخطاب نے آیت سجدہ کی قرأت کی جب کہ وہ منبر
پر تھے پھر نیچے اترے اور سجدہ کیا اور سب لوگوں نے آپ کے
ساتھ سجدہ کیا۔ پھر دوسرے جمعہ کو (آیت سجدہ کی) قرأت کی
تو لوگوں نے سجدے کی تیاری کی تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو!
اپنے حال پر توقف کرو اللہ تعالیٰ نے اس کو ہم پر (فوراً کرنا)
فرض نہیں کیا مگر ہم جب چاہیں کریں تو آپ نے قرأت کی
اور سجدہ نہ کیا اور لوگوں کو سجدہ کرنے سے منع کر دیا (کہ بعد میں
جب چاہیں کر لیں)۔ ابوبکر ابو قلابہ سے اور حسن سے روایت
کرتے ہیں کہ عمر نے کہا کہ مغفل نے کوئی سجدہ نہیں ہے جس
کہتا ہوں کہ گویا وہ نفی کر رہے ہیں اس کے سنت متوکل ہونے
کی۔ ابوبکر حصین بن سبرہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نماز
پڑھی عمر کے پیچھے، انھوں نے پہلی رکعت میں سورۃ یوسف
پڑھی پھر دوسری میں سورۃ نجم پڑھی پھر سجدہ کیا پھر اٹھے
اور پڑھی اذا زلزلت الارض پھر رکوع کیا۔ ابوبکر ابو رافع (صالح)
سے روایت کرتے ہیں کہ ہم کو عمر نے نماز پڑھائی تو آپ نے
پڑھی اذا السماء انشقت پھر سجدہ کیا اور ہم نے ان کے ساتھ
سجدہ کیا۔ ابوبکر ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے
سورۃ حج میں دو سجدے کئے۔ ابوبکر ابن عباس سے روایت کرتے
ہیں کہ انھوں نے عمر بن الخطاب کو دیکھا کہ انھوں نے اس میں
یعنی سورۃ صا میں سجدہ کیا۔ ابوبکر عروہ سے روایت کرتے ہیں
کہ انھوں نے عمر بن الخطاب نے کہا کہ میں جب نماز میں ہوتا ہوں
تو بحرین کے جزیرہ کا حساب کیا کرتا ہوں۔ ابوبکر ابو عثمان ہندی
سے روایت کرتے ہیں کہ عمر نے فرمایا کہ میں شکروں کے سامان
کی تیاری میں لگا ہوا ہوتا ہوں جب میں نماز میں ہوتا ہوں۔

ابو بکر و الترمذی و الشافعی عن علقمہ و الاسود
عن عبد اللہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یکبر فی کل رفع و وضع و قیام و قعود
و ابوبکر و عمر البغوی و الیہی عن ان عمرو
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین
فی الركوع والقومۃ منہ ابوبکر عن
الاسود صلیت مع عمر فلم یرفع یدیه فی
شیء من صلوۃ الا حین افتتح الصلوۃ
قلت تکلم الشافعیۃ و الجندیۃ فی
ترجمہ الروایات کل علی حسب مذہبہ
و الادب عند ان عمر رآہ رفع الیدین
عند الركوع والقومۃ منہ مستحباً
فکان یفعل تارۃ و ترک اخری کما
بین ہو بنفسہ فی سجود السلاوۃ الشافعی
عن ابی عبد الرحمن السلی قال عمر قد سنت
لکم الرکب فخذوا بالرکب ابو حنیفہ عن
حامد عن ابراہیم ان عمر کان یجعل کفیه علی
رکبتہ قلت و احتج بہ ابراہیم و ابو حنیفہ
من بعدہ علی ترک التطبیق ابوبکر عن ابراہیم
ابن میسرہ یلنے ان عمر کان یقول فی
الركوع والسجود قدر خمس تسبیحات سبحان
اللہ و بحمہ ابوبکر عن الاسود کان عمر
اذا رفع رأسہ فی الركوع قال
سمع اللہ لمن حمدہ قبل ان یتیم ظہرہ ابوبکر
عن الاسود ان عمر کان یقع علی رکبتہ

ابوبکر اور ترمذی اور شافعی نے علقمہ اور اسود سے وہ روایت کرتے
ہیں عبد اللہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہا کرتے تھے ہر مرتبہ
سر اٹھانے میں اور رکھنے میں اور قیام میں اور قعود میں اور ابوبکر
و عمرؓ اور بغوی اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے روایت کی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین (یعنی دونوں ہاتھ اٹھانے)
کی رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھنے پر۔ ابوبکر اسود
سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی تو انھوں
نے نماز میں کسی چیز میں بھی ہاتھ نہیں اٹھاتے بجز اس وقت
کے جب نماز شروع کی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ شافعیہ اور حنفیہ نے
کلام کیا ہے ترجیح روایات کے بارے میں ہر ایک نے اپنے مذہب
کے مطابق اور میرے نزدیک اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ عمرؓ
رکوع میں جانے اور اُس سے اٹھنے کے وقت رفع یدین کو
مستحب سمجھتے تھے تو کبھی کرتے تھے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے
جیسا کہ سجدہ تلاوت کے بارے میں آپ نے خود بیان کیا ہے۔
شافعیؒ عبد الرحمن سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا
کہ مسنون کیا گیا ہے تھامے لئے گھٹنے پکڑنا تو (رکوع میں)
گھٹنے پکڑا کرو۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے
ہیں کہ عمرؓ نے اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھا کرتے تھے۔ میں کتابوں
ابو حنیفہؒ اور ابراہیمؒ نے اس سے محبت پکڑی ہے بعد اسکے
تطبیق کے ترک پر۔ ابوبکر ابراہیم بن میسرہ سے روایت کرتے
ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ عمرؓ رکوع و سجدے میں بقدر
پانچ تسبیحات کے کہا کرتے تھے سبحان اللہ و بحمہ۔ ابوبکر اسود
سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جب رکوع سے سر اٹھایا کرتے تھے
تو اپنی کمر کھڑی کرنے سے پہلے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے۔ ابوبکر
اسود سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نیچے گرتے تھے اپنے دونوں گھٹنوں پر

ابو بکر عن الحسن عن عمرو بن ابی اؤم
 للسجود على سبعة اعضاء البهيمة والراحتين
 والركبتين والقدين ابو بكر عن ابی
 مند الشامي قال عمر اذا سجد احدكم فليثب
 بكفيه الارض ابو بكر عن زيد بن وهب
 عن عمر اذا لم يستطع احدكم ان يسجد
 على الارض من الحر والبرد فليسجد
 على ثوبه الشامي عن الحسن كان
 النبي صلى الله عليه وسلم وابو بكر وعمر
 يقفون في الصبح بعد الركعة ابو بكر عن
 ابی مالك الاشجعي قلت لابي يا ابي
 صليت خلف النبي صلى الله عليه وسلم
 وخلف ابی بكر وعمر وعثمان فرأيت احدا
 منهم يقف فقال يا بني محدث ابو بكر
 عن الاسود وعمر بن ميمون ان عمر بن
 الخطاب لم يقف في الفجر ابو بكر عن
 زيد بن وهب ربا قنت عمر في صلوة
 الفجر ابو بكر عن الشعبي قال عبيد الله
 لو ان الناس سلكوا واديا او شعبا و
 سلك عمر واديا او شعبا سلكت وادي
 عمر وشعبه ولو قنت عمر قنت عبيد الله
 ابو بكر عن ابی عثمان كان عمر يقف بنا
 بعد الركوع ويرفع يديه حتى
 يرد ضباهه وسمع صوت من
 وراء المسجد ابو بكر

یعنی سجدے میں جاتے ہوئے) ابو بکر حسن سے وہ عمر سے روایت کرتے
 ہیں کہ ابن آدم کو سجدے میں سر رکھنے کا حکم دیا گیا سات اعضاء پر
 پیشانی اور دونوں ہتھیلیاں اور دونوں گھٹنے اور دونوں قدم۔
 ابو بکر ابو ہند شامی سے روایت کرتے ہیں کہ عمر نے فرمایا کہ تم میں
 سے کوئی جب سجدہ کرے تو چاہیے کہ دونوں ہتھیلیوں کو زمین
 سے ملا دے۔ ابو بکر زید بن وہب سے وہ عمر سے روایت کرتے ہیں کہ
 جب گرمی اور سردی کی (شدت کی) وجہ سے تم میں سے کسی کو زمین
 پر سجدہ کرنے کی استطاعت نہ ہو تو چاہیے کہ اپنے کپڑے پر سجدہ
 کرے۔ شامی حسن سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم اور ابو بکر و عمر قنوت پڑھا کرتے تھے نماز فجر میں بعد
 رکوع کے۔ ابو بکر ابو مالک الاشجعی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے
 اپنے باپ سے کہا کہ اباجان آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور
 ابو بکر و عمر و عثمان کے پیچھے نماز پڑھی ہے کیا آپ نے
 ان میں سے کسی کو قنوت پڑھتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو انھوں نے
 کہا کہ بیٹا! یہ نئی بات ہے۔ ابو بکر اسود اور عمر بن ميمون سے روا
 کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب نے فجر میں قنوت نہیں پڑھی۔
 ابو بکر زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ کبھی کبھی عمر نے
 نماز فجر میں قنوت پڑھی ہے۔ ابو بکر شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ
 عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ اگر سب لوگ ایک وادی یا گھاٹی
 پر چلیں اور عمر و دوسری وادی یا گھاٹی پر چلے تو میں عمر کی
 وادی اور اس کی گھاٹی پر چلوں گا اور اگر عمر قنوت پڑھا کرتے
 تو عبد اللہ بھی قنوت پڑھتا۔ ابو بکر عثمان سے روایت کرتے ہیں
 کہ عمر ہم کو قنوت کرایا کرتے تھے بعد رکوع کے اور اپنے دونوں
 ہاتھ اتنے اوپر اٹھایا کرتے تھے کہ ان کے دونوں بازو ظاہر ہو جایا
 کرتے تھے اور مسجد کے باہر سے ان کی آواز سنی جاتی تھی۔ ابو بکر

زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے قنوت پڑھی ہے صبح کی نماز میں رکوع سے پہلے۔ ابو بکر ابو عثمان ہندی اور عبید بن عمیر سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ضبط رواۃ (یعنی راویوں کی پختگی) اور ان کی کثرت کے اعتبار سے قوم ترجیح میں جا پڑی اور مختلف الرواۃ ہو گئی۔ اور ان کے مذاہب قنوت کے پڑھنے اور نہ پڑھنے اور اس بات میں کہ وہ رکوع سے پہلے ہے یا بعد میں ہے مشہور ہیں اور میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ اختلاف حکایات کو اختلاف احوال پر محمول کیا جائے۔ جب کہ بنی صلۃ اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو کوئی بات اندر ہناک کرتی تھی تو قنوت پڑھا کرتے تھے ورنہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔ تو جس نے کبھی قنوت پڑھا اور کبھی چھوڑا تو اس نے بھی ٹھیک کیا۔ اور جس نے ہمیشہ قنوت پڑھا اور اس بات پر نظر کی کہ تثنیٰ امور تو ہمیشہ ہی پیش آتے رہتے ہیں اُس نے بھی ٹھیک کیا اور جس نے کبھی نہ پڑھا اُس نے بھی ٹھیک کیا کیونکہ وہ کوئی سنت راتبہ نہیں ہے (یعنی ایسی سنت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ پڑھی ہو فرضوں کے ساتھ) اور وہ صرف بڑے اہم امور کے لئے ہے۔ کہا سفیان ثوریؒ نے کہ اگر صبح میں قنوت پڑھے تو اچھا ہے اور انھوں نے اختیار کیا ہے ترک قنوت کو۔ اور احمد اور اسحقؒ کا قول یہ ہے کہ نماز فجر میں قنوت نہ پڑھیں مگر کسی مصیبت کے موقع پر جو مسلمانوں پر آپڑے جس میں خلیفہ مسلمانوں کے لشکروں کیلئے دعا کہے۔ ابو بکر اور محمد بن الحسن حمید بن عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ نماز نہیں ہوتی مگر تشہد کے ساتھ اور محمد بن الحسن کے لفظ یہ ہیں کہ میں نے سنا عمرؓ ابن الخطاب سے کہتے تھے کہ نماز جائز نہیں ہوتی مگر تشہد کے ساتھ۔ تاکہ اور شافعیؒ عبد الرحمن بن القاری سے روایت کرتے ہیں

عن زید بن وہب ان عمر بن الخطاب قنوت فی صلوۃ الصبح قبل الركوع ابو بکر عن ابی عثمان النہدی و عبید بن عمیر مشکۃ قلت وقہ القوم فی الترجیح بعبط الرواۃ و کثرتم فاختلفوا و ما بہم فی القنوت و ترکہ و انہ قبل الركوع و بعدہ مشہورۃ و الادب عند ان یحکم اختلاف حکایات علی اختلاف الاحوال فکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ اذ اخرجہم امر قنوتاً و الا ترکوا فمن قنوت انما و لم یقنوت اخرے فقد اصاب و من قنوت دائماً و رآے ان الامور دائمة تترے فقد اصاب و من لم یقنوت ابداً فقد اصاب لانه لیس بستمۃ راتبۃ و انما ہو للامور العظام قال سفیان الثوری ان قنوت فی الصبح حسن و اخار ہو ترک القنوت و قال احمد و اسحق لا یقنوت فی صلوۃ الفجر الا عند نازلۃ بالمسلمین فی دعوالامام یجوش المسلمین ابو بکر و محمد بن الحسن عن حمید بن عبد الرحمن قال عمر لا صلوۃ الا بتشہد و لفظ محمد بن الحسن سمعت عمر بن الخطاب لا یجوز الصلوۃ الا بتشہد تاکہ و الشافعی عن عبد الرحمن ابن عبد القاری

ان سمع عمر بن الخطاب وهو على المنبر يعلم الناس
التشهد قولوا التحیات لله الزکیات لله الطیبات
الصّلوات لله السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ
الله وبرکاتہ السلام ملینا وعلی عباد الله الصالحین
اشہد ان لا اله الا الله واشہد ان محمدا
عبدہ ورسولہ ولفظ البغوی الطیبات لله
والصلوات لله قال الشافعی ہذا الذی علنا
من سبقنا بالعلم من فقہائنا صغارا ثم
سمناہ باسنادہ وسمنا ما خالفہ فلم نسمع
اسنادا اثبت عندنا منہ و ہذا مذہبہ فی
القديم ثم قال فی المجریۃ انتہی الینا من حدیث
اصحابنا حدیث نشبت عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فیعزنا الیہ الترمذی والبغوی قال عمر
الدعا موقوف بین السماء والارض لا یصعد
منہا شیء حتی یصل علی نیک ابوبکر عن عمرو
ابن میمون عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کان یتعوذ باللہ من الجبن والبخل و
عذاب القبر وفتنۃ الصدر قلت جاء
فی بعض الاحادیث ان کان یتعوذ بہو لآ
الکلمات قبل التسلیم ابوبکر عن الحسن ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابابکر وعمر
کانوا یسلمون بتسلیمۃ واحدة الشافعی
من ابن مسعود رأیت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سلم
عن میمنہ

انھوں نے عمر بن الخطاب سے مناجات سے مناجات وہ منبر پر تھے اور لوگوں
کو تشہد سکھایے تھے کہ کہو التحیات لله الزکیات لله الطیبات
الصّلوات لله السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام
علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا اله الا الله و
اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور بغوی کے لفظ میں الطیبات
لہ والصلوات لہ شافعی نے کہا کہ یہ (تشہد) جو میرے
پاس ہے مجھے یحییٰ کے زمانہ میں اُس نے سکھایا جو علم میں ہمارا
فقہاء سے سبقت لے ہوئے تھا۔ پھر ہم نے اس کو اس کی سند
کے ساتھ سنا اور جو اس کے خلاف ہے اس کو بھی سنا تو ہم نے
ایسی اسناد نہیں سنی جو ہمارے نزدیک اُس کی اسناد سے زیادہ
مضبوط ہوں اور یہ اُن کا مذہب ہے جو پہلے تھا۔ پھر بعد کے دور
میں انھوں نے یہ کہا کہ ہمارے اصحاب کی حدیث میں سے ہم تک
ایسی حدیث پہنچی جس کو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت سمجھتے
ہیں تو ہم نے اُس کی طرف رجوع کر لیا۔ ترمذی اور بغوی نے روا
کیا کہ عمر نے فرمایا کہ دعا ٹھہری رہتی ہے آسمان و زمین کے
درمیان اُس میں کا کوئی حصہ بھی آسا، پر نہیں چڑھتا جب تک
تو اپنے نبی پر درود نہ پڑھے۔ ابوبکر بن میمون سے وہ عمر
سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت لے ہیں کہ آپ اللہ
سے پناہ مانگا کرتے تھے نامردی سے اور بخل سے اور عذاب قبر
سے اور فتنہ صدر سے (سینہ سے ابھرنے والے فتنہ سے)۔ میں کہتا ہوں
کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ آپ ان کلمات سے تعوذ کیا کرتے
تھے سلام پھیرنے سے پہلے۔ ابوبکر حسن سے روایت کرتے ہیں کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر سلام پھیرا کرتے تھے ایک
ہی سلام کے ساتھ۔ شافعی ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ دائیں طرف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ عن سيارہ السلام علیکم
 ورحمۃ اللہ ورايت ابابکر وعمر یفعلان ذلک
 قلت اختلفوا فی ذلک والاوجه عندہ ان
 الخروج من الصلوۃ بتسليمۃ واحدة جائز
 من غیر کراہیۃ والتسليمتان احب واکمل
 وکان عمر یفعل ہذا مرۃ وذاک اخری
 کفعلہ فی سجدۃ التلاوة السبعۃ عن ابن
 عباس ان عمر سألہ فقال عبد الرحمن بن
 عوف سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم یقول اذا شکت فی الاثنین و
 الثلث فلیجعلہما اثنین و اذا شکت فی
 الثلث والاربع فلیجعلہما ثلاثاً حتی یکون
 الوہم فی الزیادۃ فاخذ بہ عمر الشافعی و
 مسلم عن یعلی بن امیۃ قلت لعمر بن الخطاب
 انما قال اللہ تعالیٰ اَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ
 اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَفْتِنَکُمُ الْاَیۃُ فَقَدِ اٰمَنَ النَّاسُ
 فقال عجبت مما عجبت منه فسالت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
 صدق تصدیق اللہ بہا علیکم
 فاقبلوا صدقۃ مالک و الشافعی ان
 ابن السیب قال من اجمع اقامۃ
 اربع لیل و ہو منافق اتمۃ
 الصلوۃ

سلام پھیرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر اور باتیں طرف سلام پھیرا
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر اور میں نے ابوبکر و عمرؓ کو بھی ایسا ہی
 کرتے دیکھا۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں فقہاء مختلف ہوتے ہیں اور
 میرے نزدیک رائج یہ بات ہے کہ نماز سے باہر آنا ایک سلام کے ساتھ
 جائز ہے بغیر کراہیت کے اور دو سلام پسندیدہ اور اکمل ہیں اور عمرؓ
 کبھی ایسا کرتے تھے اور کبھی دوسری طرح مثلاً اپنے فعل کے سجدۃ
 تلاوت کے بارے میں۔ بیہقی ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ
 عمرؓ نے صحابہؓ سے سوال کیا تو عبد الرحمن بن عوفؓ نے کہا کہ میں
 نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ جب
 نماز پڑھنے والا شک کرے دو اور تین (رکعات) میں تو چاہیے
 کہ ان کو قرار دے دو رکعتیں اور جب شک کرے تین اور چار میں
 تو چاہیے کہ ان کو قرار دے تین رکعتیں یہاں تک کہ وہ ہم رہ جائے
 زیادتی کی جانب میں تو عمرؓ نے اس کو اختیار کر لیا۔ شافعیؒ اور
 مسلمؒ یعلی بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا عمرؓ بن
 الخطابؓ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ
 (۱۱:۴۱) اور جب تم زمین میں سفر کرو سو تم کو اس میں کوئی گناہ
 نہ ہو گا کہ تم نماز کو کم کر دو اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر لوگ
 پریشان کرینگے الخ۔ اور اب لوگ مامون ہو گئے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ
 تعجب مجھے بھی ہوتا تھا جس سے تم کو ہورہا ہے تو میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ انعام
 ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا تو تم اس کے انعام کو قبول کرو۔ مالکؒ اور
 شافعیؒ نے روایت کیا کہ ابن السیبؒ کہلے کہ جس نے فیصلہ کیا چار رکعتوں
 کے مقیم رہنے کا جب کہ وہ سفر کر رہا ہے تو نماز پوری پڑھے دیکو نہ اب وہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ عن سيارہ السلام علیکم
 ورحمۃ اللہ ورايت ابابکر وعمر یفعلان ذلک
 قلت اختلفوا فی ذلک والاوجه عندہ ان
 الخروج من الصلوۃ بتسليمۃ واحدة جائز
 من غیر کراہیۃ والتسليمتان احب واکمل
 وکان عمر یفعل ہذا مرۃ وذاک اخری
 کفعلہ فی سجدۃ التلاوة السبعۃ عن ابن
 عباس ان عمر سألہ فقال عبد الرحمن بن
 عوف سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم یقول اذا شکت فی الاثنین و
 الثلث فلیجعلہما اثنین و اذا شکت فی
 الثلث والاربع فلیجعلہما ثلاثاً حتی یکون
 الوہم فی الزیادۃ فاخذ بہ عمر الشافعی و
 مسلم عن یعلی بن امیۃ قلت لعمر بن الخطاب
 انما قال اللہ تعالیٰ اَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ
 اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَفْتِنَکُمُ الْاَیۃُ فَقَدِ اٰمَنَ النَّاسُ
 فقال عجبت مما عجبت منه فسالت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
 صدق تصدیق اللہ بہا علیکم
 فاقبلوا صدقۃ مالک و الشافعی ان
 ابن السیب قال من اجمع اقامۃ
 اربع لیل و ہو منافق اتمۃ
 الصلوۃ

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر تین دن سے زیادہ قیام کی نیت ہو جائے تو سفر کا حکم ختم ہو جاتا ہے ابن السیبؒ کا یہ قول ان کی دلیل ہے۔ اور
 امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر مدت سفر پندرہ دن ہیں ۱۲ مترجم

ثم خرج الشافعي وجه المسألة من حديث
عمران لم يرخص للجوس واليهود والنصارا
ان يقيموا بالمدينة اكثر من ثلث ليال
السبعة عن سالم ان عمر بن الخطاب
كان اذا قدم مكة صلى ركعتين ثم يقول
يا اهل مكة اتيتكم فانا قوم سفي
ما لك نخو من ذلك ابو بكر عن الاسود
ان عمر صلى بمكة ركعتين ثم قال انا
قوم سفر فارتموا الصلوة ابو بكر
عن عبد الرحمن بن ابى ليلى عن
عمر صلوة السفر ركعتان والجمعة
ركعتان والعيدين ركعتان تمام غير
قصر على سائر رسول الله صلى الله عليه
وسلم ابو بكر عن الجراح كذا سافر مع
عمر بن الخطاب فميسر ثلثة اميال فيتجوز
في الصلوة قلت مناه اذا خرج من
المصر يريد مسافة بعيدة فثلثة
اميال يقصر الشافعي يذكر عن عمران
كتب ان الجمع بين صلواتين من
الكبار قلت اجماع به الخفيفة على ان
لا يجمع بين صلواتين في السفر واما في الشا
بان مرسلا ولو صح فالسفر والمطر فكيف
لا وقد صح ان النبي صلى الله عليه وسلم
جمع في تبوك وعمر اعلم بالله ورسوله من
ان يمنع ذلك ابو بكر عن عمرو بن الحارث

مسافر نہیں رہا) پھر شافعی نے حدیث عمر سے صورت مسئلہ کا استخراج
کیا کہ عمر نے مجوس کو اور یہود و نصاریٰ کو تین راتوں سے زیادہ
مدینہ میں قیام کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ (کیونکہ تین دن سے
زیادہ قیام پر وہ مقیم کے حکم میں آجاتے اور ان کی مدینہ میں آپ
اقامت پسند نہیں کرتے تھے)۔ بیہقی سالم سے روایت کرتے ہیں کہ
عمر بن الخطاب جب مکہ معظمہ میں آیا کرتے تھے تو دو رکعت پڑھا
کرتے تھے پھر (سلام پھر) کہہ دیا کرتے تھے کہ اے اہل مکہ تم اپنی
نماز پوری کرو ہم لوگ مسافر ہیں۔ مالک نے بھی ایسی ہی روایت
کی۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ عمر نے مکہ معظمہ میں دو
رکعت پڑھیں پھر کہا کہ ہم لوگ مسافر ہیں تم اپنی نماز پوری کر لو۔
ابو بکر عبد الرحمن بن ابی لیلى سے روایت کرتے ہیں کہ عمر نے فرمایا
کہ صلوٰۃ سفر دو رکعتیں ہیں اور جمعہ کی دو رکعتیں ہیں اور عیدین
کی دو رکعتیں ہیں پوری بغیر قصر کے حسب ارشاد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم۔ ابو بکر نے بجلال سے روایت کیا کہ ہم عمر بن الخطاب
کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے آپ تین میل چلنے کے بعد نماز میں قصر کیا
کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ جب مسافت بعیدہ کے ارادے سے
شہر سے نکل گئے اور تین میل چلے تو قصر کرینگے۔ شافعی نے
کہا کہ ذکر کیا جاتا ہے عمر سے کہ انھوں نے لکھا کہ دو نمازوں کو جمع
کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے دلیل قائم
کی حنفیہ نے اس بات پر کہ سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنے کی اجازت
نہیں ہے۔ اور شافعی نے جواب دیا کہ یہ مرسل ہے اور اگر صحیح ثابت
ہو جائے تو سفر اور بارش غدر ہیں۔ یہ بات کیسے نہیں مانی جائیگی
جب کہ صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک
میں دو نمازوں کو جمع کیا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ اور رسول کے احکام کو
بہت جانتے تھے کیسے اس سے منع کر سکتے تھے۔ ابو بکر عمرو بن الحارث

جلد سوم

عن عمر بن الخطاب في الرجل اذا رُفِعَ في
الصلوة قال يغفل فيتوقفا ثم يرج فيصلي
ويعتد بما مضى قلت عند الحنفية محمول على
ان الرماح ناقض للوضوء ومن سبقه
الحديث توقفاً وبني وعند الشافعية في
القديم على ان الرماح ليس بناقض و
الوضوء هو غسل الدم ومن اصابه من
غير اختياره نجس في بدنه او ثوبه وفسح
عنه النجس وبني ثم شك في ذلك في
مذهب الجديد ابو بكر عن ابراهيم صلي عمر
صلوة عند البيت فقرأ لايلاف قرين فجعل
يومي الى البيت ويقول فليعبدوا رب هذا
البيت قلت فيه حجة على جواز الاشارة
المفهمة في الصلوة النوافل ابو بكر عن
الرحمن بن رافع ان عمر بن الخطاب كان يكبر
في العيد ثنتي عشرة سبعا في الاول
وخمسة في الاخرة اشافني عن جعفر بن محمد ان
النبي صلي الله عليه وسلم وابا بكر وعمر كبروا
في العيدين والاستسقاء سبعا وخمسة و
صلوا قبل الخطبة وجرؤا بالصلوة قلت
ذميت اهل الكوفة الى ان تكبيرات العيد
اربع كسبورات البحتان روي ذلك
عن ابي موسى وغيره و الاوجه
عند ان مراد بشرط اكثر
التكبير

وہ عمر بن الخطاب سے نقل کرتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جس
کی تکبیر جاری ہو جائے نماز میں آپ نے فرمایا کہ وہ کوٹ جاتے اور
وضو کر کے واپس آتے اور نماز پڑھے اُس کا پچھلا پڑھا ہوا حصہ
شار کیا جاتے گا۔ میں کہتا ہوں کہ حنفیہ کے نزدیک یہ اعادہ وضو
اس پر محمول ہے کہ تکبیر وضو کو توڑنے والی ہے اور جس کو حدیث
پیش آجائے وہ وضو کرنے کے شریک ہوتا ہے اور شافعی کے نزدیک
اُن کے قدیم قول میں اس پر محمول ہے کہ تکبیر ناقض وضو نہیں
یہاں وضو سے مراد خون کا دھونا ہے اور جس شخص کے بدن
پر یا کپڑے پر اس کے اختیار کے بغیر لگ گیا ہے وہ نجس ہے اُس
نماز کا دفع کرنا بھی ضروری ہے (وضو سے مراد جسم اور کپڑے
کا دھونا ہے) پھر (حسب سابق) نماز میں شامل ہو جائے۔ پھر شافعی
نے اپنے جدید مسلک میں اس میں شک کیا ہے۔ ابو بکر ابراہیم سے
روایت کرتے ہیں کہ عمر نے بیت اللہ کے قریب اپنی نماز پڑھی جس
میں سورۃ لایلاف کی قرات کی اور یہ کہتے ہوئے کہ فلیعبدوا
دَبَّ هَذَا الْبَيْتِ کی طرف اشارہ کرنے لگے۔ میں کہتا ہوں کہ
اس میں بحالت نماز کسی ایسے اشارے کی جواز کی دلیل ہے جو سمجھانے والا ہو۔
نوافل ابو بکر نے عبد الرحمن بن رافع سے روایت کیا کہ عمر بن
الخطاب عیدین میں بارہ تکبیر کہا کرتے تھے، سات پہلی رکعت میں
اور پانچ دوسری میں۔ شافعی جعفر بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر و عمر نے عیدین اور استسقاء
میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں اور انھوں نے خطبہ سے پہلے
نماز پڑھی اور جہر کیا نماز میں۔ میں کہتا ہوں کہ اہل کوفہ اس
طرف گئے کہ عیدین کی تکبیرات چار ہیں مثل تکبیرات نماز جنازہ
کے، یہ مروی ہے ابو موسیٰ وغیرہ سے اور میرے نزدیک قوی بات
یہ ہے کہ ان دونوں دنوں میں جو مطلوب شرط ہے وہ تکبیر کا بجز

کہنا ہے حسب ارشاد حق تعالیٰ شانہ وَلَيَسْجُدُوا لِلَّهِ (۱۸۵:۲) اور تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی (وشہ) بیان کیا کرو اس پر کہ تم کو ہدایت کی اور تاکہ تم شکر کیا کرو اور جیسا کہ سورۃ حج میں ارشاد فرمایا ہے لَيَسْجُدُوا لِلَّهِ (۳۷:۲۲) اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو اس پر کہ تم کو ہدایت کی اور آپ اخلاص والوں کو خوش خبری سنا دیجئے تو جو مقرر کرتے ہر رکعت میں تین تکبیرات وہ مُصِیْب ہے کیونکہ (عدد) تین حد کثرت کا اقل عدد ہے اور جس نے سات اور پانچ مرتبہ تکبیر کہی وہ بھی راستی پر ہے کہ اس نے اللہ کا ذکر کثیر کیا۔ ابوبکر عبد الملک بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق کہ وہ عید میں پڑھا کرتے تھے سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی اور هَلْ اَتٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ میں کہتا ہوں کہ وہ حدیث مرفوعہ ہے جس کو ابن عباسؓ نے روایت کیا۔ مالکؓ اور شافعیؒ نے روایت کیا کہ عمرؓ نے سوال کیا ابو واقد اللیثی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر و عید الاضحیٰ (کی نماز) میں کیا پڑھا کرتے تھے؟ تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ قاف اور اقربت السامۃ (یعنی سورۃ قمر) پڑھا کرتے تھے۔ شافعیؒ ابن عمرؓ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ شافعیؒ عبد اللہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے عید کی نماز بارش کے دن مسجد میں پڑھی۔ شافعیؒ ابن المسیبؓ روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نماز استسقاء پڑھی تو ان کی دعا کا بڑا حصہ استغفار تھا۔ شافعیؒ فرماتے ہیں کہ زمین میں زلزلہ آیا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (راوی کا بیان ہے کہ) جب ہم نے انکو بتایا تو انھوں نے نماز پڑھی اور خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے

فَیْهِذِیْنَ الْیَوْمِیْنَ بِقَوْلِیْ تَعَالٰی وَلَیَسْجُدُوا لِلَّهِ عَلٰی مَا هَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ و لقوله فی سورۃ الحج لَیَسْجُدُوا لِلَّهِ عَلٰی مَا هَدٰکُمْ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ فَمِنْ اَتٰ فِی کُلِّ رَکْعَةٍ ثَلَاثَ تَبْکِیْرَاتٍ فَقَدْ اَصَابَ لَانِ الثَّلَاثَ اَقْلُ حَدِّ الْاِکْثَارِ وَ مَنْ کَبَّرَ سَبْعًا وَ خَمْسًا فَقَدْ اَصَابَ وَ ذَکَرِ اللّٰهُ الْاَکْثَرُ اَبُو بَکْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ عَمْرِو حَدَّثْتُ عَنْ عُمَرَ اَنْ كَانَ یَقْرَأُ فِی الْعِیدِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَ هَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ ثَلَاثَ یَوْمٍ مَرْفُوعٌ رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ مَالِکٌ وَ الشَّافِعِیُّ اَنَّ عُمَرَ سَأَلَ اَبَا وَاقِدٍ اللَّیْثِیَّ مَا كَانَ یَقْرَأُ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْفِطْرِ وَ الْاَضْحٰی قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ بِقَافٍ وَ اقْرَبَتْ السَّامَةُ الشَّافِعِیُّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ غَیْرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ اَبَا بَکْرٍ وَ عُمَرُ کَانَا یُصَلُّوْنَ فِی الْعِیدِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ الشَّافِعِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ صَلَّی عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِی الْمَسْجِدِ فِی یَوْمِیْ مَطِیْرٍ الشَّافِعِیُّ عَنْ ابْنِ الْمُسَیْبِ اسْتَسْقٰی عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَكَانَ اَکْثَرُ دَعَاةِ الْاِسْتِغْفَارِ الشَّافِعِیُّ زَلَزَلَتْ الْاَرْضُ فِی عَیْدِ عُمَرَ فَلَمَّا عَلَّمْنَاهُ صَلَّی وَ قَدْ قَامَ خُطْبًا

جس میں آپ نے لوگوں کو صدقہ کی طرف رغبت دلائی اور توبہ کرنے کا حکم دیا۔ ابو بکر شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی بن الخطاب طلب باران کے لئے نکلے پھر منبر پر چڑھے اور یہ آیت پڑھی استغفر وارثکم الایہ ثم نزل فقالوا یا امیر المؤمنین لو استسقیْتَ قال قد طلبتہ بمجادتِ السماء الّتی یُنزل بہا القطر قلت قال ابو حنیفہ لا یسن الصلوٰۃ فی الاستسقاء وقال الشافعی ثبت من حدیث عبد اللہ بن زید و ابن عباس انہ صلی اللہ علیہ وسلم رُوئے ذلک من حدیث جعفر بن محمد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والی بکر و عمر و آلہ و عنہ ان من دعا ولم یُکمل فقد اصاب اصل الاستسقاء وقد فعل ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم و عمر و من صلی و دعا فقد اصاب الاکمل الا فضل فان الدماء اُزجی فی حرمة الصلوٰۃ و قد ثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و عمر و مالک عن عبد الرحمن بن عبد القاری خرجت مع عمر بن الخطاب لیلۃ فی رمضان الی المسجد فاذا انکس اذکار منفرکون یصلی الرجل لنفسه و یصلی الرجل فیصلی

جس میں آپ نے لوگوں کو صدقہ کی طرف رغبت دلائی اور توبہ کرنے کا حکم دیا۔ ابو بکر شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی بن الخطاب طلب باران کے لئے نکلے پھر منبر پر چڑھے اور یہ آیت پڑھی استغفر وارثکم الایہ ثم نزل فقالوا یا امیر المؤمنین لو استسقیْتَ قال قد طلبتہ بمجادتِ السماء الّتی یُنزل بہا القطر قلت قال ابو حنیفہ لا یسن الصلوٰۃ فی الاستسقاء وقال الشافعی ثبت من حدیث عبد اللہ بن زید و ابن عباس انہ صلی اللہ علیہ وسلم رُوئے ذلک من حدیث جعفر بن محمد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والی بکر و عمر و آلہ و عنہ ان من دعا ولم یُکمل فقد اصاب اصل الاستسقاء وقد فعل ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم و عمر و من صلی و دعا فقد اصاب الاکمل الا فضل فان الدماء اُزجی فی حرمة الصلوٰۃ و قد ثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و عمر و مالک عن عبد الرحمن بن عبد القاری خرجت مع عمر بن الخطاب لیلۃ فی رمضان الی المسجد فاذا انکس اذکار منفرکون یصلی الرجل لنفسه و یصلی الرجل فیصلی

عہ "بخاری" بخاری کبیریم کی جمع ہے اور یہ ایک ستارے کا نام ہے کہ عرب کے نزدیک بارش پر دلالت کرنے والی علامات میں سے ہے۔ فاروقی رحمہ استغفار کو اس سے تشبیہ کے کرتے ہیں کہ میں نے طلب باران اُس چیز سے کیلئے جو بقول مجتہدین عرب بخوار کی طرح بارش کی علامت ہے ۱۲ آپ نے سارا استغفار کو قرار دیا اس آیت سے اخذ فرماتے ہوئے فقلت استغفر وارثکم ان کان غفارا یرسل السماء علیکم مدارا الخ (سورۃ نوح) ۱۲ مترجم

بصلوۃ الربط فقال لے اراکے
لوجعت ہولاء علی قاری واحد کان
امثل ثم عزم فجمعہم علی اُبَی
ابن کعب قال خرجت معہ لیلۃ
اخری والناس یصلون بصلوۃ
قاریہ فقال عمر نعمت البدۃ ہذہ
ولیت ینامون عنہا افضل من
التي یقومون یرید آخر اللیل وکان
الناس یقومون اولہ قلت معناه انہ
بدۃ مستحبۃ من بہتہ اجتماع الناس
علیہا و ان کانت سُنۃ فی الاصل
ماکت والشافعی عن السائب امر عمر
ابن الخطاب اُبَی بن کعب و تیمم
الداری آن یقوموا للناس باحدی
عشرۃ رکعۃ ماکت عن یزید بن رومان
کان الناس یقومون فی زمان عمر ثلاث
وعشرین رکعۃ ابوبکر عن ابن عباس
قال عمر لقد علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال فی لیلۃ القدر اطلبوا فی العشر الاواخر
وقرأ ابوبکر عن حبیب قال عمر ما بقی من
اللیل خیر من ما ذہب و مثله عن السائب
وعن ابن عباس کلہما عن عمر ابوبکر عن ابی
عثمان ان دعا عمر القرآۃ فی رمضان
فامر اشعرہم قرآۃ ان یقرأ ثلاثین آیۃ و
الوسط خمسۃ و عشرين آیۃ والبیۃ عشرين آیۃ

پڑھ رہی ہے تو آپ نے فرمایا کہ میری رات تو یہ ہے کہ اگر میں ان سب
کو ایک قاری پر جمع کر دوں تو یہ بہت اچھا ہوگا پھر آپ نے اس کا
پختہ ارادہ کر لیا اور سب لوگوں کو جمع کیا ابی بن کعب پر۔ کہا کہ
پھر میں دوسری رات آپ کی ہمراہ (مسجد میں) پہنچا اور سب لوگ
اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو عمر نے کہا کہ یہ نئی بات
بہت اچھی ہے اور جن ساعات کو لوگ سو کر گزار دیتے ہیں افضل
وہی ہیں ان ساعات سے جن میں کھڑے ہوتے ہیں۔ عمر نے آخر شب
کو مراد لے رہے تھے اور لوگ کھڑے ہوتے تھے اول شب میں۔
میں کہتا ہوں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ بدعت مستحبہ ہے اس
لوگوں کے مجتمع ہونے کی حیثیت سے اگرچہ باعتبار اصل کے سنت
ہے۔ مالک اور شافعی سائب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ
نے ابی بن کعب اور تیمم الداری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ
رکعتیں پڑھائیں۔ مالک نے یزید بن رومان سے روایت کیا کہ
لوگ عمر کے زمانہ میں تیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکر نے
ابن عباس سے روایت کیا کہ عمر نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کے بارے میں
فرمایا تھا کہ اس کو تلاش کرو آخری دس دنوں کی طاق
تاریخوں میں۔ ابوبکر حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر نے
فرمایا کہ رات میں سے جو حصہ باقی رہ گیا ہے وہ افضل ہے اس
حصہ سے جو جا چکا ہے اور ایسی ہی روایت ہے سائب اور ابن
عباس سے، دونوں نے روایت کی عمر سے۔ ابوبکر نے ابوعثمان
سے روایت کی کہ عمر نے رمضان میں قاریوں کو بلایا۔ پھر حکم
دیا ان کو جو جلدی جلدی پڑھنے والے تھے کہ وہ پڑھا کریں
تیس رکعتیں (ایک رکعت میں) اور درمیانی درجہ والوں کو
پچیس آیتوں کا حکم دیا اور سست رفتار والوں کو بیس آیتوں کا۔

ابوبکر سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ سے کہا گیا کہ آپ نماز چاشت پڑھتے ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں۔ کہا گیا کہ کیا اس کو عمرؓ نے پڑھا ہے؟ کہا کہ نہیں۔ کہا گیا کہ کیا اس کو ابوبکرؓ نے پڑھا ہے؟ کہا کہ نہیں۔ کہا گیا کہ کیا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ہے؟ کہا کہ مجھے خیال نہیں۔ بقویٰ سے مروی ہے کہ جب ابن عمرؓ سے سوال کیا گیا چاشت کے نفلوں کے بارے میں تو انھوں نے کہا کہ نہ میں ان کا حکم دیتا ہوں اور نہ اُن سے منع کرتا ہوں اور عثمانؓ بھی شہید ہو چکے ہیں اور میں (اکابر میں سے) کسی کو نہیں جانتا کہ اس نے اُس کو پڑھا ہو اور یہ ضرور ہے کہ یہ اُن چیزوں میں سے جو لوگوں نے از خود نکالی ہیں مجھے پسند ہے۔ ابوبکر جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے پوچھا کہ تم وتر کس وقت پڑھتے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ اولِ شب میں بعد نمازِ عشاء کے قبل اس کے کہ سوؤں۔ اور پوچھا عمرؓ سے کہ تم کب وتر پڑھتے ہو تو انھوں نے کہا کہ آخر رات میں۔ تو آپؐ نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تم نے احتیاط پر عمل کیا اور عمرؓ سے فرمایا کہ تم نے قوت پر عمل کیا۔ ابوبکرؓ حسنؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ درحقیقت مجھے رات میں وتر پڑھ لینا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں اپنی تمام رات کو (عبادت سے) زندہ رکھوں پھر وتر پڑھوں صبح ہو جانے کے بعد۔ ابوبکرؓ کمحول سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطابؓ نے وتر پڑھتین رکعات کے ساتھ اُن کے درمیان سلام کے ساتھ فصل نہیں کیا۔ ابوبکرؓ انس بن سیرین سے روایت کرتے ہیں عمرؓ کے بارے میں کہ وہ وتر میں معوذتین پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکرؓ قاسم سے روایت کرتے ہیں لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ عمرؓ زمین (یعنی اپنے فرش) پر وتر پڑھا کرتے ہیں

ابوبکر قیل لابن عمر قصیۃ الغنۃ قال لا قیل صلاً لہ عمر قال لا قیل صلاً لہ ابوبکر قال لا قیل صلاً لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا راخاۃ البغوی کان ابن عمر اذا سئل عن سبۃ الغنۃ فقال لا امر بہا ولا انہی عنہا ولقد اصاب عثمان و ما ادری احد ائمتہا وانہا لمن احب ما احدث الناس الی ابوبکر عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابوبکر ممتے تو تر قال من اول اللیل بعد العتمۃ قبل ان اناہم وقال لعمر ممتے تو تر قال من آخر اللیل قال لابی بکر اخذت بالحنزم قال لعمر اخذت بالقوۃ ابوبکر عن الحسن قال عمر لان اوتر بلیل احب الی من ان اُحیی لیلۃ ثم اوتر بعد ما اصبح ابوبکر عن کمحول ان عمر بن الخطاب اوتر ثلاث رکعات لم یفصل بینہن بسلام ابوبکر عن انس ابن سیرین عن عمر کان یقرأ بالمعوذتین فی الوتر ابوبکر عن القاسم زعموا ان عمر کان یوتر فی الارض

ابو بکر عن الاسود ان عمر قنّت في الوتر
 قبل الركوع ابو بکر عن عطاء - عمر
 اَوَّل من قنّت قلت النصف الآخر
 اجمع قال نعم قلت اختلفوا في ذلك
 والوجه ان القنوت في الوتر دُعا من
 قنّت دائماً فقد اصاب ومن قنّت
 النصف الآخر من رمضان فقد
 اخذ بالمهم فان الدعاء في تلك الايام
 اربى للاجابة ابو بکر عن عمر بن محمد
 ابن حبيب ان عمر لقي عظيم من
 غلام العجم فاراد ان يسجد له فقال
 لا عمر ارفع رأسك السجدة للواجد
 القبار ابو بکر عن ابن عمر عن عمر
 اذ بار النجوم ركتان قبل الفجر واذ بار
 السجود ركتان بعد المغرب ابو بکر عن
 سعيد بن جبیر قال عمر في الركتين قبل الفجر
 هما احب الی من عمر التعم ابو بکر
 عن ابن المسيب راے عمر رجلاً
 اضلج بعد الركتين فقال احميه
 قلت يعني ما كان النبي صلى الله عليه
 وسلم يفعل على وجه العبادة بل على
 وجه العادة ودفع اللال ابو بکر
 عن عبد الله بن مسعود رايت عمر
 يصلي اربعاً قبل الظهر ابو بکر عن رسل

یعنی مسجد میں اگر نہیں پڑھتے، ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ
 عمرؓ نے وتر میں رکوع سے پہلے دُعا قنوت پڑھی۔ ابو بکر نے عطاء
 سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ عمرؓ پہلے شخص ہیں جس نے
 قنوت پڑھائیں نے کہا یعنی رمضان کے پورے نصف آخر میں؟
 کہا کہ ہاں! میں کہتا ہوں اس میں فقہاء کا اختلاف ہے اور اصل
 بات یہ ہے کہ وتر میں قنوت ایک دُعا ہے تو جس نے ہمیشہ قنوت
 پڑھی اُس نے ٹھیک کیا اور جس نے رمضان کے نصف آخر
 میں نماز پڑھی اس نے اہمیت والی صورت کو اختیار کیا کیونکہ ان
 ایام میں دُعا کے مقبول ہونے کی زیادہ امید ہے۔ ابو بکر نے
 عمر بن حبيب سے روایت کی کہ عمرؓ سے ملاقات کی ایک سردار نے
 سردار ابن عجم میں سے اور اس نے ارادہ کیا کہ آپ کو سجدہ کرے تو
 اُس سے عمرؓ نے کہا کہ اپنا سر اُپر اٹھا۔ سجدہ اُس ذات کے لئے
 ہے جو واحد تھا ہے۔ ابو بکر ابن عمرؓ سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے
 ہیں کہ اذ بار النجوم (سے مراد) قبل فجر کی دو رکعت ہیں اور
 اذ بار السجود (سے مراد) بعد مغرب کی دو رکعتیں ہیں۔ ابو بکر سعید
 ابن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے قبل فجر کی دو رکعتوں کے
 بارے میں فرمایا کہ یہ دونوں مجھے سرخ رنگ کے اونٹوں سے
 زیادہ عزیز ہیں۔ ابو بکر ابن المسيب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے
 ایک شخص کو دیکھا وہ دو رکعت پڑھنے کے بعد لیٹ گیا تو فرمایا کہ اس کے
 کسکریاں مارو۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم ایسا عبادت کی حیثیت سے نہیں کرتے تھے بلکہ بنا
 برعات اور تھکان رفع کرنے کے لئے آپ نے ایسا کیا۔ ابو بکر
 عبد اللہ بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو ظہر سے
 پہلے چار رکعات پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ابو بکر نے ایک شخص سے روایت کی

یعنی وین الیل فسجد و اذ بار النجوم (۵۲: ۲۹) اور وین الیل فسجد و اذ بار السجود (۵۰: ۲۰) کی تفسیر میں حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا ۱۲ مترجم

ان عمر قرآن فی الاربع قبل الظهر بقاف
 ابوبکر عن عون بن عبد اللہ صلیت
 معہ عمر اربعاً قبل الظهر قلت یحتمل
 انہا صلوٰۃ صلوٰۃ الزوال وہوالاقلب
 علی الظن و یحتمل انہا راتبۃ الظهر
 ابوبکر عن ابی تیممۃ عن ابن عمر
 صلیت معہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 و معہ ابی بکر و عمر و عثمان فلا صلوٰۃ
 بعد النیافۃ حتی یتطلع الشمس ابوبکر
 عن ابن عباس رأیت عمر یضرب علی
 الرکتین بعد العصر مالک عن السائب
 انہ رأے عمر بن الخطاب یضرب المنکدر
 علی الصلوٰۃ بعد العصر الوحیفۃ عن حماد
 عن ابراہیم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 و ابابکر و عمر لم یصلوا یعنی الصلوٰۃ
 قبل المغرب ابوبکر عن زید بن وہب
 ان عمر بن الخطاب رأے رجلاً صلی
 رکتین بعد غروب الشمس قبل الصلوٰۃ
 ففعل یمتی فضر بہ بالذرة حین قضی
 الصلوٰۃ و قال لا تلتفت و لم یلتفت
 الرکتین ابوبکر عن ابن عمر صلیت معہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان
 فلا صلوٰۃ قبلہا ولا بعدہا فی السفر
 و لو تطوعت لا تمت۔ ابوبکر عن سالم
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کہ عمر نے ظہر سے پہلے چار رکعتوں میں سورۃ قاف پڑھی۔ ابوبکر
 عون بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ
 ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھی۔ میں کہتا ہوں کہ اس بات کا احتمال
 ہے کہ یہ نماز صلوٰۃ الزوال ہو اور غالب گمان یہی ہوتا ہے
 اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ ظہر کی سنتیں ہوں۔ ابوبکر ابوتیممہ
 سے وہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ
 نمازیں پڑھی ہیں تو نماز فجر کے بعد آفتاب کے طلوع ہونے
 تک کوئی نماز نہیں۔ ابوبکر ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں
 کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ مار رہے تھے بعد عصر ڈور رکعت
 پڑھنے پر۔ مالکؓ سائبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے عمرؓ
 ابن الخطابؓ کو دیکھا کہ وہ منکدر کو مار رہے تھے عصر کے بعد نماز
 پڑھنے پر۔ ابوحنیفہؒ حمادؒ سے وہ ابراہیمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے یہ نماز نہیں پڑھی
 یعنی مغرب سے پہلے کوئی نماز۔ ابوبکر زید بن وہبؒ سے روایت
 کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطابؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس نے
 دو رکعت نماز پڑھی غروب آفتاب کے بعد نماز (مغرب) سے
 پہلے اور اُس نے (بحالت نماز) ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا تو
 آپؐ نے اُس کے ذرہ مارا جب وہ نماز پوری کر چکا اور فرمایا کہ
 (نماز میں) ادھر ادھر مت دیکھنا اور آپؐ نے دو رکعتیں پڑھنے
 پر اعتراض نہیں کیا۔ ابوبکر ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابوبکرؓ و
 عمرؓ و عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی تو کوئی نماز نہیں ہے نہ اُس
 سے پہلے اور نہ اُس کے بعد سفر میں اور اگر میں نفل پڑھتا تو پوری
 پڑھتا۔ ابوبکر سالمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور عمرؓ سفر میں نوافل پڑھا کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ دونوں روایتوں کے رفع تعارض یعنی جمع کی یہ صورت ہے کہ پہلی روایت فرائض سے پہلے اور بعد میں پڑھی جانے والی سنتوں سے متعلق ہے اور دوسری تہجد کے بارے میں ہے۔ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ کے پاس نسخہ کی خبر آئی یا آپ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ جس کی ٹانگیں ماری ہوتی تھیں تو سجدہ کیا۔ ابوبکر منصور سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں نے سجدہ شکر کیا ہے۔ ابوبکر عباد بن منصور سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے احتیاج کی حالت میں نماز پڑھی ہے۔ شافعی نے روایت کیا کہ عمرؓ بن الخطاب مسجد میں داخل ہوتے اور انھوں نے ایک رکعت پڑھی اس پر ان سے کہا گیا کہ آپ نے ایک رکعت پڑھی فرمایا کہ یہ صرف نفل تھی (نفل میں) جو شخص چاہے زیادتی کر دے اور جو چاہے کمی کر دے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے احتجاج کیا ہے شافعی نے کہ نوافل کے حکم میں وسعت ہے۔ ابوبکر حمید بن عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جس کی قرأت (معمولہ) کا کچھ حصہ رات میں فوت ہو گیا تو پھر اس کو اس نے رات اور ظہر کے درمیان میں پڑھ لیا تو گویا اس نے رات میں ہی پڑھا ہے۔ ابوبکر نے ابراہیم سے روایت کی کہ عمرؓ اس سے کراہت کرتے تھے کہ کسی نماز کے پیچھے اسی کی مثل نماز پڑھیں۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب جتنی اللہ چاہتا رات میں نماز پڑھتے یہاں تک کہ جب آخر شب آجاتا تو اپنی بی بی بچوں کو نماز کے لئے جگاتے اور ان سے فرماتے الصلوة الصلوة۔ پھر اس آیت کی تلاوت کرتے

و عمر کانایتو مان فی السفر قلت وجہ الجمع ان الاول فی الرواتب والثانی فی التہجد البقیۃ ان عمر آتاه نسخہ ابصر رجلاً بہ زبانیۃ فوجد ابوبکر عن منصور بلغنی ان ابوبکر و عمر سجدة سجدة الشکر ابوبکر عن عباد بن منصور ان عمر صلی محتباً الشافعی ان عمر بن الخطاب دخل المسجد فصلى رکعة فقیل له رکعة قال انما هو تطوع فمن شاء زاد و من شاء نقص قلت اخرج به الشافعی علی ان الامر فی التطوع واسع ابوبکر عن حمید بن عبد الرحمن قال عمر من فات شئ من قرأته باللیل فصل ما بینہ و بین الظہر فکانتا صلی باللیل ابوبکر عن ابراہیم کان عمر یرکعہ ان یصلی خلف صلوة مثلها مالک عن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر بن الخطاب کان یصلی من اللیل ماشاء اللہ حتی اذا کان من آخر اللیل ایقف الیہ للصلوة و یقول لهم الصلوة الصلوة ثم یتلو ہذہ الآیۃ

عہ احتیاج اس طرح بیٹھے کہ کہتے ہیں کہ دونوں گھٹنے کھڑے ہوں اور دونوں پاؤں کے تلوے زمین سے ملے جیسے میں اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے ہوں ۱۱

وَأَمْرُ أَهْلِكَ بِالصَّلَاةِ الْحَمْدُ (۱۳۲۰۲۰) اور اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہتے اور خود بھی اس کے پابند رہتے ہم آپ سے معاش (کھانا) نہیں چاہتے معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کہے تاکہ کہتے ہیں کہ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمر بن الخطاب فرمایا کرتے تھے کہ رات کی نماز (نفلیں) اور دن کی دو دو رکعتیں ہیں آپ ہر دو رکعت پر سلام پھیرا کرتے تھے۔ ابوبکر راوی ہیں کہ چند لوگ عراق والوں میں سے عمرؓ کے پاس آئے اور آپ سے سوال کیا کسی شخص کے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کے متعلق تو عمرؓ نے کہا کہ مجھ سے اب تک کسی نے اس کے بارے میں سوال نہیں کیا جب سے میں نے سوال کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس پر آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا نور ہے تو اپنے گھر کو منور کرو۔ جمعہ بیہقی نے روایت کیا کہ ابوہریرہؓ نے عمرؓ کو خط بھیجا جس میں اُن سے دریافت کیا جمعہ کے بارے میں جب کہ وہ بحرین میں تھے تو عمرؓ نے ان کو لکھا کہ جمعہ پڑھو جہاں تم ٹھہرے ہوئے ہو۔ شافعیؒ نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس قریہ میں ٹھہرو عمرؓ کی مراد میدان نہیں ہے۔ ابوبکرؓ نے یحییٰ بن کثیر سے روایت کیا کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ خطبہ کو دو رکعتوں کے بجائے رکھا گیا ہے تو اگر کوئی خطبہ نہ پاتے تو چاہتے کہ وہ چار رکعت پڑھے۔ میں کہتا ہوں کہ میرا گمان یہ ہے کہ یہ آخر جملہ یحییٰ بن کثیر کے کلام میں سے ہے جس کا استنباط انھوں نے عمرؓ کے قول سے کیا ہے اور اس پر عمل نہیں ہے۔ لیکن ان کے

وَأَمْرُ أَهْلِكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا تَسْأَلُكَ رِزْقًا وَخَيْرٌ تَزِدُّكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى ۝ مَا لَكَ أَنْ بُلِغَ ان عمر بن الخطاب کان يقول صلوة الليل والنهار مثنى مثنى يسلم من كل ركعتين ابوبکر ان نفراً من اهل العراق قد مروا عمر فسالوه عن صلوة الرجل في بيته فقال عمر ما سألني عنها أحد منذ سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال صلوة الرجل في بيته نوراً فيؤروا بيوكم الجمعة البيهقي ان ابوهريرة كتب الى عمر يسأله عن الجمعة وهو بالبحرين فكتب اليهم ان اجمعوا حيث ما كنتم قال الشافعي معناه في اي قرية كنتم لا يزيد البد ابوبكر عن يحيى بن ابي كثير حدث ان عمر بن الخطاب قال انما جعلت الخطبة مكان الركعتين فان لم يدرك الخطبة فليصل اربعا قلت انن اذا الحرف الاخير من كلام يحيى بن ابي كثير خرج من قول عمر ليس عليه العمل ولكن

معنی کلامہ ان الخطبة شرط الجمعة لا تقبل
بدونها مالک و ابو بکر نے قرأت تعالیٰ
فاسعوا الی ذکر اللہ قرأ لم عمر فامضوا
الی ذکر اللہ قلت معناه فسر بالکذلک
اشافعی عن ابی ہریرۃ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم و ابابکر و عمر
کانوا یخطبون علی المنبر تیاراً یفصلون
بینہما بجلوس مالک و الشافعی عن
السائب کان الاذان الاول حین
یخرج الامام فیجلس علی المنبر فی
عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابابکر
و عمر مالک و الشافعی اتهم کاوا فی
زمان عمر بن الخطاب یوم الجمعة یصلون
حتی یمخرج عمر بن الخطاب فاذا خرج عمرو
جلس علی المنبر و اذن المؤذنون جلسوا
یتحدثون حتّی اذا سکت المؤذنون وقام
عمر سکتوا فلم ینکلم احد الشافعی ان عمر
رآہ رجلاً علیہ ہبتۃ السّفر یقول لولا
ان الیوم یوم الجمعة لخرجت فقال
عمر اخرج فان الجمعة لا یجس عن
سفر مالک عن ابن شہاب عن سالم
ابن عبد اللہ قال دخل رجل من اصحاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسجد یوم الجمعة و عمر بن
الخطاب یخطب فقال عمر انی سامعہ ہذہ فقال

کلام کے معنی یہ ہیں کہ خطبہ شرط ہے جمعہ کی بغیر اس کے جمعہ
صحیح نہ ہوگا۔ مالک و ابو بکر دربارہ آیت (سورۃ جمعہ) فاسعوا
الی ذکر اللہ اس کو عمر نے پڑھا فامضوا الی ذکر اللہ۔
میں کہتا ہوں کہ یہ فاسعوا کا مفہوم ہے اس طرح آپ نے
اس کی تفسیر کی ہے۔ شافعی، ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ منبر پر کھڑے
ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے اور یہ سب درمیان میں بیٹھ کر فصل
دیا کرتے تھے۔ مالک اور شافعی سائب سے پہلی اذان اس
وقت مؤثر کرتی تھی جب امام ٹھکاتا تھا اور منبر پر بیٹھتا تھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کے زمانہ
میں۔ مالک اور شافعی، عمر بن الخطاب کے زمانہ میں جمعہ
دن (مسجد میں) لوگ نمازیں پڑھتے رہتے تھے عمر بن
الخطاب کے نکلنے تک پھر جب عمرؓ نکل آتے اور منبر پر بیٹھ
جاتے اور مؤذن لوگ اذان دیتے تو لوگ بیٹھے ہوتے باتیں
کرتے رہتے یہاں تک کہ جب مؤذن خاموش ہوجاتے اور
عمرؓ کھڑے ہوتے تو سب خاموش ہوجاتے پھر کوئی بات
نہ کرتا۔ شافعی، عمرؓ نے ایک شخص کو سفر کی ہمت پر دیکھا
جو یہ کہہ رہا تھا کہ اگر آج کا دن جمعہ نہ ہوتا تو میں روانہ
ہو جاتا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ روانہ ہو جا کیونکہ جمعہ تو سفر سے
نہیں روکتا۔ مالک ابن شہاب سے سالم بن عبد اللہ سے،
انھوں نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں سے ایک شخص (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) جمعہ کے دن
مسجد میں داخل ہوتے جب کہ عمر بن الخطاب خطبہ پڑھ رہے
تھے تو عمرؓ نے کہا کہ یہ کون سا وقت ہے (آئے کا) تو انھوں نے کہا

۵ حضرت عمرؓ نے اس غرض کا اظہار کیا کہ سنی سے مراد مسجد کی طرف بلا تاخیر روانہ ہو جانا ہے بھاگنا دوڑنا مراد نہیں ہے ۱۲

اے امیر المؤمنینؑ میں بازار سے کوٹا پھر میں نے اذان کی آواز
سنی تو میں نے وضو کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کیا۔
تو عمرؓ نے کہا کہ اچھا اور پھر کہ عرف وضو ہی کیا جب کہ تم کو معلوم
ہے کہ رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم غسل کا حکم دیا کرتے تھے
جنازہ۔ ابوبکر حسن سے، کہا عمرؓ نے کہ اپنے مرنے والوں کے
پاس موجود رہو اور ان کو یاد دلاؤ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کیونکہ وہ
دیکھتے ہیں جب کہ ان سے کہا جاتا ہے۔ ابوبکر از عطاء وغیرہ، فرمایا
عمرؓ نے کہ اپنے مرنے والوں کو تلقین کرو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
اور ان کی آنکھیں بند کر دو جب وہ مر جائیں۔ بیہقی ابن عمرؓ
سے کہ کہا کہ مسلمان کو لے تو ان کا گزر ہو ایسا بان میں ایک
عورت مُردہ پر جب کہ اس کو ایک شخص نے جس کو کُلیب
کہا جاتا تھا دفن کر دیا۔ تو عمرؓ منبر پر کھڑے ہوئے اور کہا
کہ اگر میں یہ جان لوں کہ کوئی شخص اس پر سے گزرا اور اس نے
اس کو دفن نہیں کیا تو میں اس کے ساتھ ایسا اور ایسا کروں
اور ابن عمرؓ سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ میں نے اس دعوت
مُردہ کو نہیں دیکھا۔ اور (عمرؓ نے) فرمایا کہ اُمید ہے کہ اللہ
کُلیب پر رحمت فرمائے گا۔ تو عمرؓ کے ساتھ کُلیب کو بھی
مجدوح کیا گیا جس صبح کو انھیں مجروح کیا گیا تھا۔ ابوبکر
تیمیمہ الجعفی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعریؓ
کو لکھا کہ اپنے مُردوں کو غسل دو پیری (کے پتوں) اور
آبِ ریحان کے ساتھ۔ ابوبکر مسروق سے، عمر رضی اللہ عنہ کی
ایک بیوی کا انتقال ہوا تو انھوں نے کہا کہ میں اس سے قریب
تھا جب کہ وہ زندہ تھی راجا اب، سو تم اس سے قریب تر ہو۔

يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ انْقَلَبْتُ مِنَ الشَّوْقِ ضَمَعْتُ
النِّدَاءَ فَمَزِدْتُ عَلَىٰ اَنْ تَوْضَّأْتُ فَقَالَ
عمرُ الرَضِيَّوْهُ اَيْضًا قَدْ عَلِمْتُ اَنْ رَسُوْلَ
اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ
الْجَنَازَةِ ابُو بَكْرٍ عَنْ اَحْسَنَ قَالَ عُمَرُ خُضُّوْا
مَوْتَكُمْ وَذَكِّرُوْهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاهْتَمُّ
يَرَوْنَ وَيَقَالُ لَهُمْ ابُو بَكْرٍ عَنْ عَطَاءٍ اَوْ
غَيْرِهِ قَالَ عُمَرُ لَقَدْ اَمَرْتُكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَاَعْمَضُوْا اَعْيُنَهُمْ اِذَا مَا تَوَا السَّبِيْعَةَ
عَنْ ابْنِ عَمْرِو قَالَ صَدِّقُ الْمَسْلُوْنِ فَمَرَّ
بِامْرَاَةٍ بِالْبَيْدَاءِ مَسِيَّةً وَاَوْفَعَا حَا
رَجُلًا يُقَالُ لَهُ كَلْبٌ فَقَامَ عُمَرُ
عَلَى الْمَنْبَرِ فَقَالَ لَوْ اَعْلَمُ اَنْ اَحَدًا
مَّرَّ بِهَا وَلَمْ يُغْنِهَا لَفَعَلْتُ بِهِ وَفَعَلْتُ
وَسَاَلُ ابْنَ عَمْرِو فَقَالَ لَمْ اَرَهُ وَقَالَ
لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَرَحِمَ كَلْبِيًّا فَطُفِينِ
مَعَهُ غَدَاةً طُفِينِ ابُو بَكْرٍ عَنْ تَيْمِيَّةَ
الْجَعْفِيَّةِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ
اِلَى ابْنِ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنْ غَسِلَ
مَوْتَاكَ بِالْبُسْدِ وَمَاءِ الرِّيحَانِ ابُو بَكْرٍ
عَنْ مَسْرُوْقٍ مَا تَرَى امْرَاَةً لَعْمَرُ فَقَالَ
اَنَا كُنْتُ اَوَّلَ بِهَا اِذَا كَانَتْ حَيَّةً
فَاَنَا الْاَنَ فَاَنْتُمْ اَوَّلَ بِهَا

۵۵ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عمرؓ غسل جمعہ کو واجب سمجھتے تھے بلکہ اس پر تنبیہ کا نشانہ یہ ہے کہ آپ یسینی عثمانؓ جیسے
شخص کے لئے یہ زیبا نہیں کہ مستحب فعل کو نظر انداز کر دے ۱۳ مترجم

ابو حنیفہؒ، مجھے ایک شخص نے خبر دی حسنؒ سے انھوں نے روایت کی عمر بن الخطابؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ باپ میت کی نماز پڑھانے کا زیادہ حق رکھتا ہے بہ نسبت شوہر کے۔ میں کہتا ہوں کہ اس قول سے ابو حنیفہؒ نے حجت پکڑ لی ہے اور خلاف کیا ہے ابراہیم اور شعبی کے اس قول کا کہ شوہر زیادہ حقدار ہے باپ ابو بکرؓ نافعؒ سے ابن عمرؓ سے، عمرؓ کو کفن پہنایا گیا اور خوشبو لگائی گئی اور غسل دیا گیا۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے مگر یہ کہ وہ افضل شہداء میں سے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ حنیفہ کے نزدیک حضرت عمرؓ کو غسل دینے کی علت ارتثا (دخون سے لت پت ہونا تھا اور شافعیؒ کے نزدیک یہ تھی کہ وہ معرکہ میں قتل نہیں کئے گئے۔ ابو بکرؓ ابن مغلؓ سے، عمرؓ نے وصیت کی کہ مجھے مشک نہ ملنا۔ کہا گیا کہ مشک سے آپ نے اس لئے کراہت کی کہ وہ میت سے نکالی جاتی ہے اور جمہور کے نزدیک اس پر عمل نہیں ہے کیونکہ شریعت نے مرنے والے اجسام میں سے مشک کو مستثنیٰ کیا ہے اور اس کو اچھی چیز قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بڑی وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ مشک نفیس اور پاک ہے مگر عمرؓ نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا بقولے کی بناء پر کہ خوشبو کے لئے اس کا استعمال کیا جاتے کیونکہ اس میں دو دلیلیں اباحت اور تحریم کی جمع ہو رہی ہیں اگرچہ اباحت کی دلیل زیادہ قوی ہے جب کہ خوشبو میں مشک کے سوا اور بھی بہت سی ہوتی ہیں۔ ابو بکرؓ راشد بن سعدؒ سے، عمرؓ نے فرمایا کہ مرو کو تین کپڑوں میں لگنا یا جاتے۔ اس میں زیادتی نہ کرو لیتنا اللہ تعالیٰ کی زیادتی کرنا ہوں گے۔

عہ ارتثا: کسی کو ختہ اور مجروحہ اٹھانا کہ ابھی زندہ ہو اور فقہاء کی اصطلاح میں اس کے یہ معنی ہیں کہ مجروحہ زخمی ہونے کے بعد کچھ خورد و نوش اور ملاج وغیرہ بھی کرے یا مجروحہ ہونے کے بعد سے موت کے وقت تک اس پر ایک نماز کا وقت اس صورت سے گزرے کہ اس کا ہوش قائم ہو اور نماز ادا کرنے پر قادر ہو یا معرکہ جہاد سے اس کو زندہ ہوش دھوا اس کے ساتھ اٹھایا گیا ہو ۱۲

لَا يُحِبُّ الْمُتَعَدِّينَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ
عَنْ عُمَرَ قَالَ تَكُنُّ الْمَرْأَةُ فِي خَمْسَةِ أَثَوَابٍ
الِدَّرْطُ وَالنَّحَارُ وَالْيَدَاوُ وَالْأَزَارُ وَالْخِرْقَةُ
أَبُو بَكْرٍ عَنْ ابْنِ مَغْفَلٍ قَالَ عَمْرٍ لَا تَتَّبِعْنِي بِمَجْمَرٍ
أَبُو بَكْرٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمَشُونَ
أَمَامَ الْجَنَازَةِ أَبُو بَكْرٍ عَنْ يَمِينِهِ بَن
رَاشِدٍ قَالَ عَمْرٍ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ
لَا بَسْرَةَ إِذَا خَرَجْتُمْ بَعِي فَاسْتَرْعُوا بَعِي
الشَّيْءَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ ابْنِ مَغْفَلٍ قَالَ
عَمْرٍ لَا تَتَّبِعْنِي امْرَأَةً أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يُصَلُّونَ
عَلَى الْجَنَازَةِ خَمْسًا وَسِتًّا وَارْبَعًا
حَتَّى قَبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ كَبَّرُوا بَعْدَ ذَلِكَ فِي وَلايَةِ بَلَاءِ
بَكْرٍ حَتَّى قَبِضَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ وَلايَةِ
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَفَعَلُوا ذَلِكَ فِي
وَلايَتِهِ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
قَالَ أَلَمْ تَعْرِضْ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَتَى مَا تَخْتَلِفُونَ يَخْتَلِفُ مَنْ بَعْدَكُمْ
وَالنَّاسُ حَدِيثُ عُمَرَ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَجْمَعُوا
عَلَى شَيْءٍ يَجْمَعُونَ بِهِ عَلَيْهِ مَنْ بَعْدَكُمْ

پسند نہیں کرتا۔ ابو بکر راشد بن سعد سے، عمرؓ نے فرمایا کہ
عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنا یا جاتے دَرْدَر اور خمار اور ردا
اور ازار اور خرقہ۔ ابو بکر از ابن مغفل، عمرؓ نے فرمایا کہ میرے
پیچھے انگلیٹھی (خوشبودار دھونی کے لئے) لے کر نہ چلنا۔ ابو بکر
از ابن عمرؓ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابو بکرؓ و
عمرؓ کو دیکھا کہ جنازے کے آگے چلتے تھے۔ ابو بکر از یحییٰ بن
راشد حضرت عمرؓ نے جب اُن کی وفات کا وقت قریب آیا
تو اپنے بیٹے سے فرمایا کہ جب تم مجھے لے کر چلو تو تیز رفتار کے
ساتھ چلنا۔ ابو بکر ابن مغفل سے، عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی عورت
میرے پیچھے نہ چلے۔ ابو حنیفہؓ حماد سے وہ ابراہیم سے، کہ لوگ
جنازوں کی نمازوں پر پڑھا کرتے تھے پانچ اور چھ اور چار
(یعنی تکبیرات۔ کوئی پانچ کہتا، کوئی چھ، کوئی چار) یہاں تک
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔ پھر اس کے
بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں بھی یونہی تکبیر
ہوتی رہیں یہاں تک کہ ابو بکرؓ کی وفات ہو گئی۔ پھر خلیفہ
ہوتے عمرؓ بن الخطاب تو لوگوں نے اُن کی خلافت کے زمانہ
میں بھی اُسی طرح کیا۔ جب یہ (اختلاف) عمرؓ بن الخطاب نے
دیکھا تو اُنھوں نے (اصحاب کو جمع کر کے فرمایا) کہ تم لوگ اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گروہ ہو جب تم ہی مختلف رہو گے تو جو
تمھارے بعد والے ہیں وہ بھی مختلف رہیں گے اور لوگوں کو زمانہ
جاہلیت سے توڑے ہوئے زیادہ زمانہ نہیں گزرا تو تم کو ایک چیز
پر متفق ہو جانا چاہیے جس پر تمھارے بعد کے لوگ متفق رہیں

۵ در خط یعنی کرتے۔ جو گلے سے لے کر پاؤں تک ہوتا ہے، لیکن داس میں کلیاں ہوں اور نہ آستین۔ غلہ یہ تین ہاتھ لبا کپڑا ہوتا ہے جو بالوں
کو چھپالے اس کو سر بند کہتے ہیں ردا یعنی چادر۔ ازار سر سے پاؤں تک ایک کپڑا ہوتا ہے۔ ردا اس سے ایک ہاتھ لبا ہی ہوتی ہے۔ خرقہ سینہ
بند کو کہتے ہیں جو چھاتیوں سے لیکر لائوں تک اتنا لبا چڑھا ہوتا ہے کہ بندہ جاسے اگر کوئی تین کپڑوں ازار اور چادر اور سر بند پر کفار کرے تو یہ بھی درست ہے

فَاجْمَعْ رَأْيَ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ أَنْ يَنْظُرُوا آخِرَ جَنَازَةٍ كَبَّرَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قَبِضَ فَيَاغْزُلُ
بِهِ وَيَرْفُضُونَ مَا سَوَّاهُ ذَكَرَ فَوَجِدُوا
آخِرَ جَنَازَةٍ كَبَّرَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعًا أَلْبَيْتَهُ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عُمَرَ أَنْ قَالَ كُلُّ ذَكَرَ
قَدْ كَانَ أَرْبَعًا وَخَمْسًا فَاجْتَمَعْنَا عَلَى أَرْبَعٍ
أَبُو بَكْرٍ عَنْ بَالٍ وَآلٍ جَمَعَ عُمَرُ النَّاسَ
فَأَشْتَارَهُمْ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ
بَعْضُهُمْ كَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ خَمْسًا وَقَالَ بَعْضُهُمْ كَبَّرَ سَبْعًا
وَقَالَ بَعْضُهُمْ كَبَّرَ أَرْبَعًا فَجَمَعَهُمْ عَلَى
أَرْبَعٍ تَكْبِيرَاتٍ أَكْثَلَ طَوْلَ صَلَوةِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
اختلف أصحاب رسول الله صلى الله عليه
عليه وسلم في التكبير على الجنازة ثم
اتفقوا بعد على اربع تكبيرات أبو بكر
عن سعيد بن المسيب كان عمر يقول
في الصلوة على الميت إن كان متراً
قال اللهم آتني عبدك وانك
صباحاً قال اللهم اصبر عبدك
قد تخلف من الدنيا وتركها
لا لها واستغنيت منه وافقر
أنت كان يشهد أن لا إله إلا أنت
وأن محمداً عبدك و

بالآخر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے اس پر متفق ہو گئی
کہ وہ اُس آخری جنازہ پر نظر کریں جس پر اپنی وفات سے پہلے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر پڑھی تھی پھر سب لوگ اسی کو
اختیار کر لیں اور اس کے سوا دوسرے طریقہ سے ہٹ جائیں تو
انہوں نے اس آخری جنازے پر جس پر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے تکبیر پڑھی چار تکبیریں پائیں۔ بیہقی از سعید بن
المسیب از عمر، انہوں نے کہا کہ وہ سب (روایات) چار اور
پانچ (تکبیرات) کی تھیں پھر ہم نے اجماع کر لیا چار پر۔ ابو بکر
ابو دآئل سے، عمر نے لوگوں کو جمع کیا پھر ان سے مشورہ
کیا جنازے پر تکبیر پڑھنے کے بارے میں تو بعض لوگوں نے کہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ تکبیریں پڑھی ہیں
اور ان میں سے بعض نے کہا کہ سات تکبیریں پڑھیں اور بعض
نے کہا کہ چار تکبیرات پڑھیں پھر سب کا اجماع ہو گیا چار تکبیرات
پر مانند سب لمبی نماز کے (کہ اس میں چار رکعات ہوتی ہیں)۔
ابو بکر ابراہیم سے، مختلف ہوتے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جنازے پر تکبیر کے بارے میں پھر بعد میں متفق ہو گئے
چار تکبیرات پر۔ ابو بکر سعید بن المسيب، عمر نے کہا کرتے تھے...
میت کی نماز میں اگر شام کا وقت ہوتا تو یوں کہتے اللهم امسني
عبدك (یعنی یا اللہ آپ کے بندے پر شام کا وقت اس طرح آیا
کہ) اور اگر صبح کا وقت ہوتا تو کہتے اللهم اصبر عبدك (یعنی
یا اللہ آپ کے بندے پر صبح کا وقت اس طرح آیا کہ) قد تخلف
من الدنيا وتركها الخ (ترجمہ) وہ دنیا سے یکسو ہوا اور اس کو
اہل دنیا کے لئے چھوڑ گیا اس حال میں کہ آپ اُس سے مستغنی ہیں
اور وہ آپ کا محتاج ہے اور وہ اس بات کی شہادت دیکر تاملتا
کہ کوئی معبود نہیں بجز آپ کے اور یہ کہ محمد آپ کے بندے اور

رسولک فاغفرلہ ذنبہ ابو بکر عن جابر بن عبد اللہ قال لما باح لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا ابو بکر ولا عمر فی الصلوٰۃ علی المیت بشتی قلت یعنی لم یؤتوا بشتی من الدعاء ابو بکر عن عروۃ ما صلے علی ابی بکر الا فی المسجد مالک ان عمر بن الخطاب صلے علیہ فی المسجد ابو بکر عن عبد الرحمن بن ابی بکر ماتت زینب بنت جحش فکبر علیہا عمر اربعاً ثم سال ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یدخل قبرکم فقلن من کان یدخل علیہا فی حیاتها ابو بکر ان عمر انتظر ابن اُمّ عبد اللہ بن مسعود فی القبوۃ علی عقبہ بن مسعود ابو بکر عن ابن عمر رحمہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا ابی بکر ولا عمر ابو بکر عن حسن اوطی عمر ان یجیل عن قبرہ فامتہ ولسلۃ ابو بکر عن ابی مالک الاشجعی عن عمر انه کان یقول اذا دخل المیت قبرہ اللهم استکم الیک الامل والمال والعشیرۃ والذنب عظیم فاغفر لہ ابو بکر عن اسمعیل بن محمد بن ابی ان عمر دفن ابابکر لیلاً ثم دخل المسجد فاوتر بثلاث ابو بکر عن ابی وائل ماتت اُمی وہی نصرانیۃ فانیت عمر فذكر ذلک له قال اڑکب وایۃ و سر آماہا ابو بکر عن عمرو ہو ابن دینار

آپ کے رسول ہیں تو آپ اس کے گناہ بخش دیجئے؟ ابو بکر جابر بن عبد اللہ سے، کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابو بکر نے اور عمر نے میت پر نماز کے بارے میں کسی دعا کی صحت نہیں کی۔ میں کہتا ہوں کہ مراد یہ ہے کہ انھوں نے کسی چیز کی از قبیل دعا۔ پابندی عائد نہیں کی۔ ابو بکر عروہ سے، نہیں نماز پڑھی گئی ابو بکر نے پر مگر مسجد میں۔ مالک، عمر بن الخطاب پر مسجد میں نماز پڑھی گئی۔ ابو بکر عبد الرحمن بن ابی بکر سے، زینب بنت جحش کا انتقال ہوا تو ان پر عمر نے چار تجکیریں پڑھیں۔ پھر ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ان کی قبر میں کون اترے گا۔ تو انھوں نے کہا کہ جو ان کی زندگی میں ان کے پاس آتے تھے۔ ابو بکر، عمر رضی اللہ عنہ نے عقبہ بن مسعود پر نماز پڑھنے میں ابن اُمّ عبد (یعنی عبد اللہ بن مسعود) کا انتظار کیا۔ ابو بکر ابن عمر سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر نے عمر رضی اللہ عنہ کی قبروں کے لئے لحد بنائی گئی۔ ابو بکر حسن سے، عمر نے وصیت کی کہ ان کی قبر کی گہرائی قد کے برابر اور گشادہ رکھی جائے۔ ابو بکر ابو مالک الاشجعی سے وہ عمر رضی اللہ عنہ سے کہ جب کسی میت کو اس کی قبر میں داخل کیا جاتا تھا تو وہ یہ کہا کرتے تھے، یا اللہ اس کے اہل اور مال اور رشتہ دار سب اس کو آپ کے سپرد کر رہے ہیں (اس کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں) اور گناہ بہت بڑے ہیں تو آپ اس کی مغفرت کر دیجئے۔ ابو بکر اسمعیل بن محمد بن ابی بکر سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر کو رات میں دفن کیا پھر داخل ہوئے مسجد میں اور تین و تر پڑھے۔ ابو بکر ابو دائل سے، میری ماں کا انتقال ہو گیا اور وہ نصرانیہ تھی تو میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو کہا کہ کسی چوبایہ پر سوار ہو کر اس کے جنازے کے گنگے چلنا۔ ابو بکر عروہ سے اور وہ ابن دینار ہیں،

مات امراً بالثام وفي بطنها ولد من
سليم وهي نصرانية فامر عمران يدفن
مع المسلمين من اجل ولد ابوبكر عن
عامر بن شعيب ان عمر صلي عليه السلام
بالثام ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم
ابن خزيمة من رآه قبر النبي صلي
الله عليه وسلم وقبر لبي بكر وقبر عمر
مستتباً باربعة من الارض عليها فلق
من مدينتين ابوعبدي الله بن هلال بن
يساف خطب عمر بمنى على جبل فقال
لا تسبوا الاموات فان مايسب به الميت
يؤذي به الحي ابوبكر والنجاشي وغيرهما عن
ابن الاسود الدلسي قد رثت المدينة و
قد وقع بها مرض فمات الى عمر بن
الخطاب فمات بهم جنازة فاشي عليها
خير فقال عمر وجبت ثم ممر بأخرى
فأشيت عليها ثم قال عمر وجبت فقلت
ما وجبت يا امير المؤمنين قال قلت
كما قال رسول الله صلي الله عليه و
سلم ايها مسلم شهيدك اربعة
بخير ادخله الله الجنة فقلنا وثلاثة
قال وثلاثة فقلنا واثان قال
و اثنان ثم لم نسأله عن الواحد
ابوبكر عن عمرو بن ميمون عن عمران
النسبي صلي الله عليه وسلم

ایک عورت کا شام میں انتقال ہوا جس کے پیٹ میں ایک مسلمان
کا بچہ تھا اور یہ عورت نصرانیہ تھی تو عمرؓ نے بوجہ اس کے بچہ
کے حکم دیا کہ اس کو مسلمانوں کے ساتھ دفن کیا جائے۔ ابوبکر
عامر شعبی سے کہ عمرؓ نے شام میں بڑیوں پر نماز پڑھی۔ ابو حنیفہ
حماد سے اور وہ ابراہیم سے، خبر دی مجھ کو اُس نے جس نے دیکھا
کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور ابوبکرؓ کی قبر اور عمرؓ کی
قبر سب درمیان سے کوہان کی طرح زمین سے اٹھی ہوتی ہیں اور
لمبی ہیں۔ ان پر سفید مٹی کے باریک ڈھیلے تھے۔ ابوبکر ہلال
ابن یساف سے، عمرؓ نے اونٹ پر بیٹھے ہوئے منیٰ میں خطبہ دیا
فرمایا کہ مردوں کو گالیاں مت دو کیونکہ ان گالیوں کے الفاظ
زندوں کو اذیت پہنچتی ہے۔ ابوبکر اور بخاری وغیرہ ابوالاسود دلی
سے، میں مدینہ میں آیا جب کہ وہاں بیماری پھیل رہی تھی تو
میں عمر بن الخطاب کے پاس بیٹھ گیا تو ان پر ایک جنازے کا
گزر ہوا اور اس کے حق میں کلمات خیر کے گئے تو عمرؓ نے کہا
کہ واجب ہوگئی۔ پھر ان پر ایک اور جنازہ گزرا تو اُس کا ذکر
برائی سے کیا گیا پھر عمرؓ نے کہا کہ واجب ہوگئی۔ تو میں نے کہا
کیا واجب ہوگئی اے امیر المؤمنینؓ۔ فرمایا کہ میں نے اسی طرح
کہا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس
مسلمان پر چار آدمی نے خیر کی گو اہی دیدی اللہ تعالیٰ اس کو
جنت میں داخل کر دے گا۔ ہم نے کہا اور تین تو فرمایا کہ تین
بھی۔ پھر ہم نے کہا اور دو تو فرمایا کہ اور دو بھی۔ پھر ہم نے
ایک کے بارے میں سوال نہیں کیا۔ اور نہ اس کی ضرورت تھی
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا واضح ہو گیا کہ چار
سے مراد عدد خاص نہیں بلکہ مطلقاً زبانِ خلق ہے ۱۲ مترجم
ابوبکر از عمرو بن ميمون از عمرؓ، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے

پناہ انگا کرتے تھے بزدلی سے اور بخل سے اور عذاب قبر سے اور سینے کے فتنہ سے۔ ابوبکر ابن عمرؓ سے وہ عمرؓ سے وہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میت کو اس کی قبر میں عذاب دیا جاتا ہے نوحہ کرنے سے۔ یہی تھی از ابن عباسؓ از عمر رضی اللہ عنہ مثل روایت مذکور۔ ابوبکر از نا فح کہ حفصہؓ روئیں حضرت عمرؓ پر تو آپؐ نے فرمایا کہ میری بیٹی تھل کر کیا تو نہیں جانتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کو عذاب دیا جاتا ہے اُس پر اُس کے متعلقین کے رونے سے۔ ابوبکر ابو عثمان سے کہا کہ میں عمرؓ کے پاس آیا۔ نعمان بن مقرن کی موت کی خبر لیکر تو اٹھو نے اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور نواسٹرو دھ کر دیا۔ ابوبکر شقیق سے، جمع ہو گئیں عورتیں جو بیکار کر رہی تھیں خالد بن الولیدؓ پر تو عمرؓ نے فرمایا کہ ان پر کوئی گناہ نہیں اس سے کہ وہ ابو سلیمانؓ پر آنسو بہاتیں جب تک سرور پر خاک ڈالنا اور چھینا چلانا نہ ہو۔ کتاب الزکوٰۃ مالکؓ انھوں نے پڑھا مکتوب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا صدقہ کے بارے میں۔ کہا کہ میں نے اس میں یہ دیکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ مکتوب ہے صدقہ کے بیان میں۔ چوبیس اونٹوں میں اور اس سے کم میں بکریاں ہیں۔ ہر پانچ اونٹ میں ایک بکری۔ اور اس سے زیادہ پینتیس تک بنت مخاض ہے۔ اگر بنت مخاض نہ ہو تو ابن لبون نر اور اس سے اوپر پینتالیس تک بنت لبون ہے۔ اور اس سے اوپر ساٹھ تک حقہ ہے (یعنی تین برس کی اونٹنی جو چوتھے میں

کان یتعوذ باللہ من الجبن والبخل وعذاب القبر وفتنة الصدور ابوبکر عن ابن عمر عن عمر عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال الميت یُعَذَّبُ فی قبره بالینافۃ الیہنۃ عن ابن عباس عن عمر نحو امن ذلک ابوبکر عن نافع ان حفصۃ بکت علی عمر فقال لها اهللاً یا بنیۃ العلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الميت یُعَذَّبُ ببکار اہلہ علیہ ابوبکر عن ابی عثمان اتیت عمر بنی علی النعمان بن مقرن فوضعت یدہ علی راسہ وجعل یکب ابوبکر عن شقیق اجتمع نسوة ۱۰۰۰۰ بکین علی خالد بن الولید فقال عمر اعلیہن ان یمرن من دموعہن علی ابی سلیمان الم یمرن نفع او لقلۃ کتاب الزکوٰۃ مالک اذ قرأ کتاب عمر بن الخطاب فی الصدقة قال فوجدت فیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا کتاب الصدقة فی اربع وعشرون من الابل فدونہا الغنم فی کل خمس شاة و فیما فوق ذلک الی خمس ثلثین بنت مخاض فان لم یکن بنت مخاض فابن لبون ذکر و فیما فوق ذلک الی خمس واربعین ابنتہ لبون و فیما فوق ذلک الی ستین حقہ

عہ فتنۃ الصدور یعنی سینہ کے فتنہ سے اخلاق مذمومہ اور عقاید باطلہ مراد ہیں جو سینہ سے متعلق ہیں ۱۲ عہ نفع کے معنی ہیں بلند ہونا آواز کا اور غبار کا اور فریاد۔ قلعة اضطراب و شدت ملی ہوئی آواز کو کہتے ہیں ۱۳ عہ بنت مخاض بچہ ناتھ جو دوسرے سال میں ہوا اور ابن لبون وہ بچہ جو تیسرے سال میں ہوا اور بنت لبون بچہ ماہ جو تیسرے سال میں ہوا اور حقہ وہ ناتھ جو چوتھے سال میں ہوا مردۃ الفحل کے معنی ہیں کہ وہ زنی جفتی کے قابل ہو جائے اور جڑم وہ ہے جو پانچویں سال میں ہو ۱۲

لگی ہو کہ اس قابل ہو کہ نر اُس سے جفت ہو سکے۔ اور اس سے
اوپر پچھتر تک ایک جدم ہے اور اس سے اوپر نوٹے تک دو بنت
لبون ہیں اور اس سے اوپر ایک سو بیس تک ڈر حقه ہیں جو اس
قابل ہوں کہ نر اُن سے جفت ہو سکے۔ اور جب اونٹ اس سے
زیادہ ہو جائیں تو ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس
میں ایک حقه۔ اور جنگل عین چرنے والی بکریوں میں جب وہ
چالیس ہو جائیں ایک سو بیس تک ایک بکری ہے اور اس
سے اوپر تین سو تک تین بکریاں اور جو اس سے زیادہ ہوں تو
ہر ستوا میں ایک بکری۔ اور صدقہ میں تیس نہ نکالا جاتے یعنی
وہ بکرا جو جفتی کے لئے ہو اور نہ بوڑھی بکری اور نہ عیب دار
بجز اس کے جو صدقہ دینے والا چاہے۔ اور بچہ نہ کیا جائے جدا
جدا کو اور جدا جدا نہ کیا جائے مجتمع کو صدقہ کے اندیشہ سے۔
اور جو (ریوڑ) دوسا حصیوں کا ہو گا تو وہ دونوں آپس میں
برابر برابر کا حساب کر لیں۔ اور چاندی میں جب پانچ اوقیہ
یعنی دوسو درہم تک پہنچ جاتے دسویں حصہ کا چوتھا تا یعنی
چالیسواں حصہ ہے۔ شافعیؒ انس بن عیاض سے وہ موسیٰ
ابن عقبہ سے وہ نافع سے وہ ابن عمرؓ سے یہ کتاب (مکتوب)
صدقہ ہے اور اونٹوں میں سے چوبیس میں، حسب روایت امام
مالکؒ۔ میں کہتا ہوں کہ ہم نے المستوی شریح موطا میں اس
مکتوب کی شرح کر دی ہے مذہب ابو حنیفہؒ اور مذہب شافعیؒ
دونوں کے اعتبار سے۔ ابو بکر حسنؓ سے، عمرؓ نے ابو موسیٰؓ کو لکھا۔

عہ گھر میں بلی ہوتی بکریوں پر جن کو مولے کے چارہ کھلایا جاتا ہے زکوٰۃ نہیں ہے ۱۲ مزمع **عہ** اس میں صدقہ دینے والے مالک اور لینے والے دونوں کے حق میں نہیں کا احتمال ہے۔ مالک کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس چالیس بکریاں ہیں اس نے زکوٰۃ کے خوف سے ان کو حراجہ کر دیا یا دوسرے شخص کے اسی قدر مال کے ساتھ اپنے مال کو مخلوط کر دیا تاکہ اس کے ذمہ آدمی بکری واجب ہو۔ اور لینے والے کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک سو بیس بکریاں ہیں۔ محض زکوٰۃ ان کو چالیس چالیس کے تین حصوں میں تقسیم کر دے تاکہ تین بکریاں واجب ہو جائیں۔ یا یہ صورت تھی کہ چالیس متفرق بکریاں دو آدمیوں کی تھیں وہ ان کو بھیج کرے تاکہ نصاب کامل ہو جائے ۱۲

فما زاد على المائتين ففے كل أربعين درهما
 درهم قلت مغناہ عند بے حنیفۃ لایؤخذ
 فے اقل من الاربعین اذ ازاو علی المائین
 وعند الشافعی ہذا بیان الکسیر بیان مخیر
 مالک و الشافعی عن سفیان بن عبد اللہ
 الثقفی ان عمر بن الخطاب بعث مصدقا
 فكان یعد علی الناس بالسفل فقالوا
 اعد علینا بالسفل ولا تأخذ منه
 شیئا فلما قدم علی عمر بن الخطاب
 ذکر ذلک لہ فقال عمر نعم فعد علیہم
 بالسفل یتکلم الراعی ولا تأخذ
 ولا تأخذ الاکولۃ ولا الربا ولا
 الماخص ولا فحل الغنم وتأخذ
 البجعة والثنیۃ و ذلک عدل
 بین غدار الغنم وخیارہ والسفلة
 الصغیرۃ حین یتبع والربا الی
 قد وضعت فہ ترے
 ولدھا و الماخص ہی
 الحامل و الاکولۃ ہی شاة
 اللحم الی تسمی لئلا کل البکر
 قال عمر اذا وقف
 الرجل علیکم فتمتہ

تو جو کچھ دو سو (درہم) سے زیادہ ہو اس میں ہر چالیس درہم
 پر ایک درہم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنی ابو حنیفہ کے نزدیک
 یہ ہیں کہ جب دس سو سے بڑھے تو چالیس سے کم نہیں کیا جاتے اور
 شافعی کے نزدیک بیان مخیر کے ساتھ یہ کسر بیان ہے۔
 مالک اور شافعی سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے کہ ان کو عمر بن
 الخطاب نے مصدق (دھول کنندہ صدقات) بنا کر بھیجا، تو وہ
 لوگوں کے پاس جو بکری کے بچے تھے ان کو (نصاب میں) شمار
 کرتے تھے۔ انھوں نے کہا کہ تم ہمارے بکری کے بچوں کو (نصاب
 میں) شمار تو کر لیتے ہو اور ان میں سے کچھ لیتے نہیں ہو۔ تو
 جب سفیان عمر بن الخطاب کے پاس آتے تو ان سے اس کا
 ذکر کیا تو عمر نے کہا ہاں ہم ایسے بکری کے بچوں کو بھی شمار
 کرتے ہیں جن کو چرواہا اپنے اوپر اٹھاتا ہے اور ہم اس کو نہیں
 لیتے اور اس کو بھی نہیں لیتے جو اکولہ ہوتی اور نہ ربا کو لیتے
 ہیں اور نہ ماخص کو لیتے ہیں اور نہ بکریوں کو گاہن کرنے والی
 نر کو لیتے ہیں (دیکھا تھوڑی رعایت ہے؟) ہم جذعہ (یعنی چھ
 ماہ سے زیادہ کی بھیل) اور ثنیۃ (یعنی ایک سال سے زیادہ کی
 بکری) کو لیتے ہیں اور یہ درمیانی درجہ ہے بکری کے چھوٹے
 بچوں اور ان کے بہترین درجہ کی بکریوں کے مابین۔ سفلة
 چھوٹا سا بچہ جو حال میں پیدا ہوا ہو دباء جس نے بچے دیے
 ہوں اور وہ اپنے بچوں کو پال رہی ہو ماخص جو گیا بھن ہو۔
 اکولہ گوشت والی بکری جس کو کھانے کے لئے موٹا کیا گیا ہو
 البکر عمر نے فرمایا کہ جب کوئی شخص تمھارے سامنے بکریاں

عذرا جمع ہے غزی بروزن غنی کی جس کے معنی ہیں بکری کا بچہ۔ لوگوں نے یہ شکایت کی تھی کہ زکوٰۃ میں جب کہ بکری کے چھوٹے سے بچہ کو بھی
 تم گنتی میں لے لیتے ہو تو بچوں کو زکوٰۃ میں لینا بھی چاہیے۔ اس پر فرمایا کہ ہم بچہ کو شمار میں لیتے ہیں اور زکوٰۃ میں نہیں لیتے تو جو تمھارا بہترین مال یعنی عمدہ بکریاں
 ہوتی ہیں وہ بھی تو نہیں لیتے تو ہم نے زکوٰۃ میں اوسط درجہ کو اختیار کر لیا جو گھٹیا اور عمدہ کا درمیانی مرتبہ ہے۔ یہ بقضائے عدل کیا گیا ہے ۱۱

فَأَمَّا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَهُوَ الَّذِي أَخْتَارُوا مِنْ
النَّصِيفِ الْأَخْرَجَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ مَجَاهِدٍ عَنْ عُمَرَ
فِي الْخُفَرِ وَأَوَاتِ زَكَاةٍ أَشَافَعِي عَنْ عُمَرَ بْنِ
دِينَارٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ ابْتِغُوا فِي
أَمْوَالِ الْيَتَامَى لَا تَسْتَهْلِكُهَا الزَّكَاةُ أَبُو بَكْرٍ
عَنِ الزُّهْرِيِّ وَكُمُولٍ عَنْ عُمَرَ نَحْوًا مِنْ ذَلِكَ
السَّيِّئَةِ سُسِّلَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَعْلَى
الْمَلُوكِ زَكَاةً قَالَ لِأَقِيلَ عَلَيَّ مَنْ هِيَ
فَقَالَ عَلَيَّ مَا لَكُمْ أَشَافَعِي عَنْ ابْنِ شَهَابٍ
إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمْ يَكُنَا يَأْخُذَانِ بِالْمَصَدَقَةِ
بِسَيِّئَةٍ وَلَكِنْ يَبْتَاعَانِ عَلَيْهَا فِي الْحَرْبِ
وَالْخَيْبِ وَالسَّيْمِ وَالْجَنْفِ لِأَنَّ اخْذًا
فِي كُلِّ عَامٍ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ سِتَّةً أَشَافَعِي رَوَى عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ أَخْرَجَ
الْمَصَدَقَةَ عَامَ الرَّمَادَةِ ثُمَّ بَعَثَ مَصَدَقًا
فَأَخَذَ عَقَالَيْنِ عَقَالَيْنِ وَلَيْسَ بِأَثَابَتِ
أَشَافَعِي قَدْ كَانَتْ التَّوَابِعُ عَلَى عُمَرَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَلَفَاتِهِ فَلَمْ
أَعْلَمْ أَحَدًا رَوَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْذَ مِنْهَا مَصَدَقَةً وَلَا أَحَدًا مِنْ
خَلَفَاتِهِ وَلَا شَيْءَ أَشَافَعِي أَنَّ كَانَ يَكُونُ
لِلرَّجُلِ الْيَمْسُ وَكَثْرُ مَالِكٍ وَالْأَشَافَعِي
عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بَسَارٍ أَنَّ أَهْلَ الشَّامِ
وَالْأَنْدَلُسِ لَبَّيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَوْهَرِ
خُذْ مِنْ خَيْلِنَا مَصَدَقَةً فَالْبُ

لے کہ کھڑا ہو تو ان کو دو کھڑکیوں میں کر دو نصف آخر میں سے تم
زکوٰۃ کے لئے منتخب کر لو۔ ابو بکر از مجاہد از عمر رضی فرمایا کہ سبزیوں
یعنی ترکاریوں، میوؤں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ شافعی عمر بن دینار
سے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ یتامی کے اموال کو تجارت
میں لگاتے رہو، ایسا نہ ہو کہ ان کو زکوٰۃ ختم کر دے۔ ابو بکر
زہری و کُمُول سے، عمر رضی سے حسب روایت مذکورہ۔ بیہقی
ابن الخطاب سے پوچھا گیا کیا مملوک پر زکوٰۃ ہے؟ کہا کہ نہیں
کہا گیا کہ کس پر ہے؟ تو فرمایا کہ اس کے مالک پر۔ شافعی ابن
شہاب سے کہ ابو بکر رضی اور عمر رضی صدقہ میں ادھار قبول نہیں کیا
کرتے تھے یہ دونوں حضرات (وصول صدقات کے لئے) بھیجا
کرتے تھے تحطیں اور ارزانی میں اور فرہی کے زمانہ میں اور
لاغری کے زمانہ میں کیونکہ اس کا وصول کرنا ہر سال میں سنت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ شافعی نے
روایت کیا عمر رضی سے کہ انھوں نے (ایک تحط کے سال) عام الزادہ
میں صدقہ کو موخر کر دیا تھا پھر بھیجا صدقات لینے والوں کو
اور (دو سال کی زکوٰۃ) دو دو ہار شتر وصول کی۔ اور یہ ثابت
نہیں۔ شافعی کہتے ہیں پانی لانے والے اونٹ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء رضی کے عہد میں موجود تھے مگر میں
نہیں جانتا کہ کسی نے یہ روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یا آپ کے خلفاء رضی میں سے کسی نے ان میں سے
صدقہ وصول کیا ہو اور کوئی شک نہیں اگر اللہ چاہتا تو ایسا
ہوتا۔ بیشک ایک (پانی ڈھونڈنے والے) آدمی کے پاس پانچ
اور اس سے زیادہ اونٹ ہوتے تھے۔ مالک اور شافعی سلیمان
ابن یسار سے، کہ اہل شام نے ابو عبیدہ بن الجراح سے کہا کہ ہمارے
گھوڑوں میں سے صدقہ لے لیجئے تو انھوں نے انکار کر دیا

پھر ابو عبیدہؓ نے عمرؓ بن الخطاب کو لکھا تو عمرؓ نے بھی انکار کر دیا۔ پھر لوگوں نے اُن سے وہی گفتگو کی تو عمرؓ نے لکھا کہ اگر یہ لوگ اس کی خواہش رکھتے ہیں تو اس کو ان لوگوں سے لے لو اور اس کو ان پر کوٹا دو اور اُن کے لونڈی غلاموں کو بے حد (کہ وہ اُن سے منتفع ہوں) مالک کے قول کہ "اس کو ان پر کوٹا دو" کا یہ مطلب ہے کہ اُن کے فقر پر کوٹا دو۔ ابو بکرؓ شبل سے وہ عمرؓ سے ایسی ہی روایت کرتے ہیں۔ شافعیؒ سائب بن یزید سے، کہ عمرؓ نے حکم دیا کہ گھوڑے سے (صدقہ میں) دو بکریاں لے لیجائیں یا دس یا بیس درہم لے لے جائیں۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ عمرؓ کے پاس گھوڑوں کا صدقہ لایا جاتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ جمع روایات کی یہ صورت ہے کہ اُنھوں نے اپنے گھوڑوں اور لونڈی غلاموں کا صدقہ اپنی خوشی سے نکالا بغیر اس کے کہ ان کے اوپر واجب ہو اور عمرؓ نے اس کو قبول کر لیا۔ اسی طرح جمع کیا شافعیؒ وغیرہ نے۔ آور کہا شافعیؒ نے کہ میں نے بعض ایسے لوگوں سے جو پانچ اوساق کے نصاب کے قائل نہیں ہیں سنا کہ وہ یہ کہتے تھے کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوتے ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور انھوں نے عام طور پر اور زمانہ طویل تک شہروں میں صدقات وصول کئے اور ان میں سے کسی سے یہ روایت نہیں کیا گیا کہ انھوں نے یہ کہا ہو کہ پانچ و سق سے کم میں صدقہ نہیں ہے۔ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بجز ابو سعید خدریؓ کے کسی نے بھی روایت نہ کیا۔ پھر شافعیؒ نے جواب دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ حدیث صحیحہ ہے ابو سعیدؓ اور جابرؓ کی روایت سے جو عمرو

ثم كتب الى عمر بن الخطاب فابى عمر ثم كلموه ايضا فكتب اليه عمر ان اجبوا فخذلهم منهم واددوا عليهم وارزقوا فيهم قال مالك واددوا عليهم بقول علي فقرأهم ابو بكر عن شبل عن عمر نحو من ذلك الشافعي عن السائب بن يزيد ان عمر امر ان يؤخذ من الفرس شاتين او عشرة او عشرين درهما ابو بكر ان عمر كان يؤت بصدقة الخيل قلت وجب الجمع انهم بذلوا صدقة خيلهم وريقهم طوعا من غير ان تكون واجبا عليهم فقيل عمر ذلك كذاك جمع الشافعي وغيره وقال الشافعي سمعت بعض من لا يقول بنصاب خمسة اوساق يقول قد قام بالامر بعد النبي صلي الله عليه وسلم ابو بكر وعمر وعثمان وعلي واخذوا الصدقات في البلدان اخذ ائاما زمانا طويلا فماروئ عنهم انهم قالوا ليس فيما دون خمسة اوسق صدقة بارواه عن النبي صلي الله عليه وسلم الا ابو سعيد الخدري ثم اجاب الشافعي بما حاصله ان الحديث صحيح من رواية ابي سعيد و جابر موجود في كتاب عمرو

۷۷ ایک دست ساٹھ ساٹھ کا ہوتا ہے یعنی تین سو بیس ملل کا ملک مجاز میں۔ اور ملک عراق میں چار سو اسی ملل کا ۱۲ مترم

ابن حزم کی کتاب میں موجود ہے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے اور ائمہ میں سے کسی سے بھی یہ منقول نہیں ہے کہ یہ حدیث ان کے زمانہ میں ظاہر ہوئی پھر انھوں نے اس میں کلام کیا ہونہ میں کہتا ہوں بلکہ مالک نے بر بنار روایت ابو سعید اس کو اہل مدینہ کی سنت ذکر کیا ہے۔ بیہقی مطر الانصار سے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرایا پر کن (اندازہ) نہیں کرایا کرتے تھے اور نہ ابو بکرؓ اور نہ عمرؓ میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ عرایا سے مراد ہے وہ کہ جو پانچ وسق سے کم ہو۔ اور تمھارے سامنے مالک اور شافعیؒ کی حدیث عنقریب یوحی کے باب میں آئے گی جو اس کی شہادت دیگی۔ شافعیؒ مسلک قدیم میں، بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب ابو عیثمہ کو اندازہ کرنے والا بنا کر بھیجا کرتے تھے جو کھجوروں کا اندازہ کرتے تھے اور ان کو حکم دیتے تھے کہ اگر وہ کچھ لوگوں کو ان کے باغ میں پاتیں تو اتنی مقدار چھوڑ دیں جو ان کے کھانے کے لئے کافی ہو۔ بیہقی عثمان ابن عطاء خراسانی سے کہ عمر بن الخطاب نے کہا کہ اس میں دسواں حصہ ہے یعنی زیتون میں جب اس کا شیرہ (یعنی تیل) پانچ وسق تک پہنچ جاتے تو اس کے تیل کا دسواں حصہ لے لیا جائے۔ بیہقی عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے شہد کا عشر لایا اور آپ سے درخواست کی کہ اس وادی کو جس کو سنبہ کہا جاتا تھا اس کے ٹھیکہ میں دیدیں تو آپ نے اس کو ٹھیکہ میں دیدیا۔ پھر جب عمر بن خلیفہ ہوتے تو سفیان بن وہب نے عمر بن خطاب کو خط لکھا جس میں اس کے بارے میں دریافت کیا تو عمر نے جواب میں لکھا کہ اگر وہ تم کو شہد کا

ابن حزم فوجب العلل بہ ولم یذکر عن الأئمة ان الحدیث ظہر فی زمانہم فکتوا فیہ قلت بل ذکر مالک سنۃ اہل المدینۃ علی ما روینا عن ابی سعید البیہقی عن مطر الانصار ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یمکن یخرج من العرایا ولا ابو بکر ولا عمر قلت الا وہ عسک ان المراد بالعرایا ما دون خمسۃ اوسق و سیاتیک من حدیث مالک والشافعی فی البیوع ما یشہد لذلک الشافعی فی القدیم عن بشیر بن یسار ان عمر بن الخطاب کان یبعث ابانثمة خارجا یمحص النخل فیامرہ اذا وجد القوم فی ما تلہم ان یدعہم قدر ما یا کلون البیہقی عن عثمان بن عطاء الخراسانی ان عمر بن الخطاب قال فیہ البشیر یعنی الزیتون اذا بلغ خمسۃ اوسق من عجمیرہ اخذ عشر زیتہ البیہقی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رجلاً جاء لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثیر من النخل کہ وسأکہ ان یمحی وادیاً یقال لہ سلبۃ فہاء لہ فلما دلت عمر کتب سفیان بن وہب الے عمر بن الخطاب یسأکہ عن ذلک فکتب عمر ان اؤتے الیک ما کان یؤتے

عرایا جمع ہے عربہ کی جگہ سے اس درخت خراکے ہیں جو ماریہ کسی محتاج کو دیا جاتے کہ وہ اس کا پھل اپنے اوپر صرف کرے ۱۷

الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
عَشْرٍ نَحْلَهُ فَأَخْبَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَالْأَقَامَا
ہو دُوبَابٌ غَيْثٌ يَأْكُلُ مَنْ شَاءَ تَمَلَّتْ
بِذَا مَقْشَرِ لَيْسَ بَعْدَهُ اشْتَبَاهُ فِي السَّلِ
الشَّافِعِ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو بْنِ حَمَّاسٍ أَنَّ أَبَاهُ
قَالَ مَرَرْتُ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَلِيٍّ عَنَيْ
أَوْ مَعَهُمَا فَقَالَ عُمَرُ أَلَا تَوَدُّ
زَكَاةً يَأْكُلُ حَمَّاسٌ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
مَا لِي غَيْرَ بِمَا الَّذِي عَلَى بَطْنِي وَأَهْبَتِي فِي
الْقَرْطُ قَالَ ذَاكَ مَا لِي فَضَعْتُ فَوْضَتِيهَا
بَيْنَ يَدَيْهِ فَجَثَّهَا فَوَجَدَ لَهَا قَدَ وَجَبَتْ فِيهَا
الزَّكَاةُ فَأَخَذَ مِنْهَا الزَّكَاةَ مَالِكُ وَالشَّافِعِيُّ
عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ مَرَّ عَلَى عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ بَغْنَمٌ مِنَ الصَّدَقَةِ فَأَرَادَ
فِيهَا شَاةً حَافِلًا ذَاتَ خِزْفٍ
عَلِيمٌ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَا هَذِهِ الشَّاةُ
فَقَالُوا شَاةٌ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ عُمَرُ
مَا عَلَى أَهْلِ أَهْلِهَا وَهَمَّ طَاعُونَ لَا تَفْتِنُوا
النَّاسَ لَا تَأْخُذُوا أَعْرَاضَ الْمُسْلِمِينَ
يَكْبُوكُمُ عَنِ الطَّعَامِ مَالِكُ عَنْ زَيْدِ بْنِ
إِسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ
الْخَطَّابِ يَقُولُ تَمَلَّتْ عَلَى
فَرَسٍ عَتِيقٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
كَانَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي عِنْدَهُ

دسواں حصہ ادا کرتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
ادا کرتا رہے تو سب سے پہلے اس کے ٹھیکہ میں رہنے دو ورنہ
وہ بارش کی مکھیاں ہیں جو شخص ان میں سے کھانا چاہے کھا
تیں کہتا ہوں کہ یہ تفسیر شدہ ہے اس کے بعد شہد میں کوئی اشتباہ
نہیں ہے۔ شافعیؒ ابی عمرو بن حاس سے کہ ان کے باپ نے کہا کہ
میں عمر بن الخطاب کے پاس سے گزرا اور میری گردن پر چند
کھالیں تھیں جن کو میں اٹھاتے ہوتے تھا۔ تو عمرؓ نے فرمایا
کہ اے حاس تو اپنی زکوٰۃ نہیں ادا کرتا تو میں نے کہا کہ اے
امیر المؤمنینؓ! میرے پاس بجز اس کے جو میری پیٹھ پر ہے اور
ان چند کھالوں کے جو قرط (پتوں) میں رکھی ہوئی ہیں اور
کچھ نہیں۔ فرمایا کہ یہ بھی مال ہے۔ نیچے رکھ۔ تو میں نے ان کو
آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپ نے ان کو ٹٹولا اور اس قابل
پایا کہ ان میں زکوٰۃ واجب ہے تو ان میں سے زکوٰۃ وصول
کی۔ ماکہ اور شافعیؒ نے عائشہؓ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ انہوں نے بیان کیا کہ عمر بن الخطاب کا صدقہ
کی بکریوں پر گزر ہوا ان میں انہوں نے ایک دو وسیل بکری
دیکھی جس کے بڑے بڑے تھن تھے تو عمر بن الخطاب نے
کہا کہ یہ بکری کیسی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ صدقہ کی بکری ہے
تو عمرؓ نے کہا کہ جن لوگوں نے یہ بکری دی وہ خوشی سے
نہیں دی ہوگی۔ تم لوگوں کو تکلیف میں نہ ڈالتا اور
مسلمانوں کا بہترین مال نہ لے لینا۔ کھانے پینے کی چیزیں لینے
سے اعراض کرو۔ ماکہؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے،
کہا کہ میں نے سنا عمر بن الخطاب سے کہ کہتے تھے کہ میں نے
(ایک شخص کو) فی سبیل اللہ ایک اعلیٰ نسل کا گھوڑا دیا اور
وہ شخص بھی ان کے پاس موجود تھا اور اس نے اس گھوڑے

قَدْ أَضَاءَ فَارُوتُ أَنْ أُشْتَرِيَ مِنْهُ
وَلَقَدْ نَسِيتُ إِذْ بَايَعَهُ بِرُخْصٍ قَالَ
فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَ
إِنْ أَعْطَاكَ بِدَرْهَمٍ وَاحِدٍ فَإِنَّ
الْعَادَةَ فِي صَدَقَتِهِ كَمَا كَلَبَ يَعُودُ
فِي قَيْتِهِ أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بِلَالٍ
قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
بِهِ عَمْرٌ مَنْ آذَى الزَّكَاةَ إِلَى غَيْرِ
وَلَا رَهْبًا لَمْ يَقْبَلْ مِنْهُ صَدَقَةٌ وَلَوْ
تَصَدَّقَ بِالْمُنْيَا جَمِيعًا أَبُو بَكْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ
بِعْنِ ابْنِ سِيرِينَ كَانَتْ الصَّدَقَةُ
تُفْعَلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ وَمَنْ أَمْرِيهِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَ
مَنْ أَمْرِيهِ إِلَى عُمَرَ وَمَنْ أَمْرِيهِ وَ
إِلَى عَثْمَانَ وَمَنْ أَمْرِيهِ فَلْيَا قَتِيلَ عَثْمَانَ
اِخْتَلَفُوا مِنْهُمْ مَنْ رَأَى أَنْ
يَرْفَعُ إِلَيْهِمْ وَمَنْ رَأَى يُقَسِّمُهَا
هُوَ الْحَدِيثُ أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ
أَبِي بَكْرٍ أَنَّ عُمَرَ قَالَ أَحْسِبْ دِينَكَ
وَمَا عِنْدَكَ فَاجْمَعْ ذَلِكَ جَمِيعًا
ثُمَّ تَزَكَّ أَبُو بَكْرٍ عَنْ عُمَرَ فِي
قَوْلِهِ قَالَ إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ
لِلْفُقَرَاءِ فَقَالَ هُمْ زَمَنَانِ
أَهْلُ الْكِتَابِ

کی خدمت ذکر کے، اُس کو خراب کر دیا تھا۔ تو میں نے ارادہ کیا کہ
میں اُس سے اُس گھوڑے کو خرید لوں اور میں نے گمان کیا تھا کہ
وہ اُس کو سستا بیچنے والا ہے۔ عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کے
باپ میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ تو آپ
نے فرمایا کہ اس کو نہ خریدنا اگرچہ وہ تجھ کو ایک درہم کو دینے لگے
کیونکہ اپنے صدقہ کو لوٹانے والا مثل اُس گتے کے ہے جو اپنی
کو چاٹنے لگتا ہے۔ ابو بکر عبدالرحمنؓ سے، کہا کہ ابو بکر صدیقؓ
نے اُن وصیتوں میں سے جو عمرؓ کو کی تھیں یہ بھی فرمایا کہ
جو زکوٰۃ کو والی زکوٰۃ کو چھوڑ کر (جو منجانب خلیفہ مقرر ہوا
ہے) دوسرے کو دے گا اُس کا کوئی صدقہ قبول (یعنی تسلیم)
نہ کیا جائے گا چاہے ساری دنیا صدقہ میں دیدے۔ ابو بکر محمد
یعنی ابن سیرین سے، صدقہ دیا جاتا تھا نبی ﷺ کو یا جس کو آپ نے اس پر مامور کیا اور ابو بکرؓ کو دیا جاتا تھا
اور جس کو انھوں نے اس پر مامور کیا اور عمرؓ کو اور جس کو
انھوں نے اس پر مامور کیا اور عثمانؓ کو اور جس کو انھوں نے
اس پر مامور کیا۔ پھر جب عثمانؓ قتل کر دیئے گئے تو لوگ
مختلف الرائے ہو گئے۔ بعض کی رائے یہ ہوئی کہ ان ہی کو (یعنی
خلفائے اور ان کے مامورین ہی کو) دیا جائے۔ اور بعض کی
یہ رائے ہوئی کہ وہ خود اس کو تقسیم کر دے، الحدیث۔ ابو بکر
عبدالملک بن ابی بکر سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اپنے قرض کا حساب
کر اور جو تیرے پاس ہے ان سب کو جمع کر (یعنی لمحوطہ کر لے کہ
تیرے پاس کیا بچے گا) پھر اس کی زکوٰۃ دے۔ ابو بکر عمرؓ سے
بابت ارشاد الہی اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ (یعنی صدقات
فقراء کے لئے ہیں الخ) آپ نے فرمایا وہ فقراء اہل کتاب میں
کے زمناء ہیں (یعنی وہ معذورین جن کے ہاتھ پاؤں مائے گتے

ابوبکر عطا سے، کہ عمرؓ زکوٰۃ میں سامان اور پونجی ورق نقرہ وغیرہ لیتے تھے۔ اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے اور اس کو ان ہی کو دیا کرتے تھے جو اس ایک صنف میں داخل ہیں جن کو اللہ نے ستین کر دیا ہے۔ ابوبکر عبدالرحمن بن عبدالقاری سے اور یہ عمرؓ کے زمانہ میں بیت المال پر متعین تھے۔ معمول یہ تھا کہ جب عطا کا حساب ہوتا تو عمرؓ تجار کے اموال کو جمع کرتے پھر حساب کرتے ان کے جلد حاصل ہونے والے (قرض) کا اور دیر میں حاصل ہونے والے کا، پھر زکوٰۃ لیتے حاضر اور غائب (مال) سے۔ ابوبکر طارق سے، کہ عمرؓ بن الخطاب لوگوں کو وظائف دیتے تھے اور اس سے زکوٰۃ نہیں لیتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ عطا (یعنی وظیفہ) میں سے زکوٰۃ نہیں لیتے تھے کیونکہ اس پر سال نہیں گزرا ہوتا تھا جب سے وہ اُس پر قابض ہوتے اور پچھلی حدیث عبدالرحمن بن عبدالقاری میں، اس قول کا کہ ثم یاخذ الزکوٰۃ (یعنی پھر زکوٰۃ لیتے) یہ مطلب ہے کہ ان اموال تجارت کی زکوٰۃ لیتے جو مال عطا میں سے ان کے قبضہ میں ہوتا اور اس پر سال گزر چکا ہوتا اور قول فیحب عاجلہا و آجلہا کا یہ مطلب ہے کہ جو ان کا قرض کسی پر ہوتا دیر میں وصول ہونے والا یا جلد وصول ہونے والا اس کا اور جو ان کے قبضہ میں ہوتا ان سب کا حساب کرتے۔ ابوبکر حسن سے، عمرؓ نے فرمایا کہ جب صدقہ جس کو دیا گیا تھا اس سے بکل کر دوسرے شخص کی ملک میں چلا جاتے تو اُس کے خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابوبکر زیاد بن جدیر سے، مجھے لوگوں سے عشر کے وصول کرنے پر عمرؓ نے بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں کسی کی تلاشی نہ لوں۔ ابوبکر زیاد بن جدیر سے، مجھے عمرؓ نے سواد عراق کے زرعی علاقہ پر بھیجا اور مجھے اس سے منع کیا کہ میں کسی مسلمان سے

ابوبکر عن عطا ان عمر کان یاخذ الصدقات فی الصدقات من الوریق وغیرہ ازادہ فی روایتہ و یعطیہا فی صنف واحد ما سئمت اللہ ابوبکر عن عبدالرحمن بن عبدالقاری و کان علی بیت المال فی زمن عمر فكان اذا خرج العطاء جمع عمر اموال التجار فیحب عاجلہا و آجلہا ثم یاخذ الزکوٰۃ من الشاہد والغائب ابوبکر عن طارق ان عمر بن الخطاب کان یعطیہم العطاء ولا یزکیہ قلت اما قولہ لا یزکیہ فمعناه لا یاخذ من العطاء زکوٰۃ لانه لم یحکم علیہ الحول من حین قبضہ و اما قولہ ثم یاخذ الزکوٰۃ فمعناه یاخذ زکوٰۃ اموال التجار التي حال علیہا الحول فی ایدیہم من مال العطاء قوله فیحب عاجلہا و آجلہا یعنی ما کان لہ دینا مؤجلا او مؤجلا علی احد او موجودا فی یدہ ابوبکر عن الحسن قال عمر اذا تحولت الصدقة الی غیر الذی تصدق علیہ فلا بأس ان یشتریہا ابوبکر عن زیاد بن جدیر بعثنی عمر علی العشر و امرنی ان لا افتش احدًا ابوبکر عن زیاد ابن جدیر بعثنی عمر علی السواد و تہارنی ان العشر

مُسْلِمًا قَلَّتِ الْعَشُورُ عَلَى أَهْلِ الْحَرْبِ وَ
نِصْفِ الْعَشْرِ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ وَ
رُبْعِ الْعَشْرِ زَكَاةُ الْمُسْلِمِينَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ
جَامِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَاحِبَ
نِصَارَى بَنِي تَغْلِبَ عَلَى أَنَّ يُضَعَّفَ
عَلَيْهِمُ الزَّكَاةُ مَرَّتَيْنِ أَبُو بَكْرٍ عَنْ حَسَنِ
صَاحِبِ عُمَرُ ثَمَانِيَةَ ارطالٍ السَّبِيحَةِ
وغيره ان صاعاً ابْنِ صِلَةَ اللّٰہ
علیہ و آلہ وسلم و خلفائہ خمسۃ
ارطالٍ و ثلث رطلٍ قَلَّتْ اہل
البلد اَعْرِفْ بِصَاعِهِمْ أَبُو بَكْرٍ عَنْ
الشَّعْبِيِّ أَنَّ غُلَامًا مِنَ الْعَرَبِ وَجَدَ
سِتْوَةَ فِیْہَا عَشْرَةُ آلَافٍ
قَالَتْ بِہَا عُمَرُ فَأَخَذَ مِنْہَا خَمْسَہَا
الْفِئْنَ وَأَعْطَاهُ ثَمَانِيَةَ آلَافٍ
کِتَابُ الصَّیَامِ السَّبِيحَةُ عَنْ ابْنِ
أَبِي لَیْلَةَ كَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَفْطَرَ
فَنَامَتْ امْرَأَتُهُ لَمْ يَأْتِہَا وَإِذَا
نَامَ لَمْ یَطْعَمْ لَمْ یَطْعَمْ اِلَّا مِثْلَہَا
مِنَ الْقَبَالَةِ حَتَّى جَاءَ عُمَرُ بْنُ
الْخَطَّابِ یُرِیدُ امْرَأَتَهُ قَالَتْ
اِنَّی لَمْ یَطْعَمْ اِلَّا مِثْلَہَا
تَعَبْتَنِی فَوَقَّعَ بِہَا وَجَاءَ
رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَاَرَادَ اَنْ یَطْعَمْ فَقَالُوا
حَتَّى نَمُوتَ لَکَ شَیْءًا فَاَمَّا فَرَزْتُ اَجَلَ کَلْمٍ

عشر وصول کروں۔ میں کہتا ہوں کہ عشر ہوتے ہیں (یعنی دسواں حصہ) اہل حرب پر اور نصف عشر (دیسواں حصہ) اہل ذمہ پر اور رُبْعِ الْعَشْرِ (چالیسواں حصہ) مسلمانوں کی زکوٰۃ ہے۔ ابو بکر ایک جماعت سے کہ عمر بن الخطاب نے نصاریٰ بنی تغلب سے اس امر پر مصالحت کی کہ ان پر زکوٰۃ لگاتی جاتے دوسرے کی تضعیف سے (یعنی زکوٰۃ کا دوگنا لگایا جاتے جو دیسواں حصہ ہوگا) ابو بکر حسن سے، عمر رض کا صاع آٹھ رطل کا تھا۔ بیہقی وغیرہ کا قول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفائہ کا صاع پانچ اور ایک تھا۔ بیہقی کا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اہل شہر اپنے صاع کو سب سے زیادہ پہنچاتے ہیں۔ ابو بکر شعبی سے کہ عرب میں کے ایک غلام نے ایک تھیلا یا جاس میں دس ہزار تھے وہ اس کو عمر رض کے پاس لایا تو اس میں سے انھوں نے اس کا پانچواں حصہ دو ہزار لے اور آٹھ ہزار اس کو دیدیے۔ کتاب الصیام بیہقی ابو لیلۃ سے (ابتداء میں معمول یہ تھا کہ جب کوئی شخص افطار کر لیتا پھر اس کی بیوی سو جاتی تو پھر وہ اس کے پاس نہیں جاتا تھا یعنی جامع نہیں کرتا تھا۔) اور جب کوئی سو گیا اور اس نے کھانا نہ کھایا تو وہ آئندہ رات کے اسی کے مثل (یعنی سونے کے وقت) تک کھانا نہ کھاتے گا یہاں تک کہ وہ واقعہ پیش آیا کہ عمر بن الخطاب نے اپنی بی بی کے پاس آنے کا ارادہ کیا اس نے کہا کہ میں تو سو گئی تھی تو عمر رض نے کہا کہ تو محض بہانہ کر رہی ہے اور اس سے ہم بستر ہو گئے۔ اور ایک شخص انصار میں کا آیا اور اس نے کھانے کا ارادہ کیا۔ گھر والوں نے کہا کہ (ذرا ٹھہر جاؤ) ہم کچھ گرم کر دیں۔ وہ شخص سو گیا تو یہ آیت نازل ہوئی اَجَلٌ لَّکُمُ الصَّیَامِ مَرَّتًا اِلَى الْاَجْلِ (۲: ۱۸۷) ہم لوگوں کے واسطے

لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفِيقُ إِلَى رَتِّ كَمْ إِلَى
 قَوْلِهِ أَرْتَمُوا الصِّيَامَ إِلَى الْكَيْلِ قَالَ
 أَبُو بَكْرٍ مَشِيمٌ عَنْ مَجَالِدٍ عَنْ الشَّعْبِيِّ
 عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يُخْطَبُ إِذَا حَضَرَ
 رَمَضَانَ فَيَقُولُ أَلَا لَا تَقْدَرُوا الشَّهْرَ
 إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُ
 الْهَلَالَ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ أُغْنِيَ عَنْكُمْ
 فَاتَمُّوا الْعِدَّةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَشِيمٌ
 عَنْ مَجَالِدٍ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ
 عَنْ عُمَرَ مِثْلَ ذَلِكَ أَلَا لَا تَقْدَرُوا
 الشَّهْرَ أَلَيْسَتْ رُؤْيَا مَجَالِدٍ عَنْ
 الشَّعْبِيِّ أَنَّ عُمَرَ وَعَلِيًّا كَانَا يَنْهَيَانِ
 عَنْ صَوْمِ الذَّيْ شَكَّ فِيهِ مِنْ
 رَمَضَانَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ
 سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ شَهْرٌ
 ثَلَاثُونَ وَشَهْرٌ ثَلَاثُونَ
 أَبُو بَكْرٍ وَابْنُ أَبِي وَائِلٍ أَنَا
 كِتَابُ عُمَرَ أَنَّ الْأَبَّةَ بَعْضُهَا
 أَكْبَرُ مِنْ بَعْضٍ فَذَا رَأَيْتُمُ
 الْهَلَالَ نَهَارًا فَلَا تُفْطِرُوا
 حَتَّى يَشْهَدَ رَجُلَانِ مُسْلِمَانِ
 أَنَّهُمَا أَبْلَاهَا أَحْسَنُ أَبُو بَكْرٍ عَنْ
 أَبِي لَيْلَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ
 الْخَطَّابِ أَجَازَ شَهَادَةَ
 رَجُلٍ

روزے کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کر دیا گیا کیونکہ
 وہ تمھارے (بجائے) اوڑھنے بچھونے کے ہیں اور تم ان کے
 (بجائے) اوڑھنے بچھونے کے ہو۔ خدا تعالیٰ کو اس کی خبر تھی
 کہ تم خیانت (کر) کے گناہ میں اپنے کو مبتلا کر رہے تھے (مگر غیر
 اللہ تعالیٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دھو دیا)
 اب ان سے بلو ملاؤ اور جو (قانون اجازت) تمھارے لئے تجویز
 کر دیے (بلا تکلف) اُس کا سامان کرو اور رکھاؤ اور پو (بھی)
 اس وقت تک کہ تم کو سفید خط (کہ عبارت ہے نورے) صبح
 (صادق) کا متمیز ہو جاوے سیاہ خط سے۔ پھر (صبح صادق سے)
 رات تک روزہ کو پورا کر لیا کرو۔ ابو بکر نے کہا مَشِيمٌ از مجالد از
 شعبی از علی رضی کہ وہ خطبہ دیا کرتے تھے جب رمضان آتا تھا اور
 فرماتے کہ خبردار ہمینے کو مقدم نہ کرو جب تم ہلال کو دیکھو تو
 روزہ رکھو اور جب تم ہلال کو دیکھو تو افطار کرو۔ پھر اگر چاند
 تم سے چھپ جائے (گرد و غبار یا بار کی وجہ سے نظر نہ آئے) تو
 شمار پوری کرو۔ ابو بکر مَشِيمٌ از مجالد از شعبی از مسروق از عمر رضی
 مثل حدیث مذکور یعنی خبردار ہمینے کو مقدم نہ کرو۔ جہتی، مجالد
 نے روایت کیا شعبی سے کہ عمر رضی دو نوزں منع کیا کرتے
 تھے اُس دن کے روزے جس میں شک کیا جاتے کہ یہ رمضان
 کا ہے۔ ابو بکر سُؤید بن غفلہ سے کہ میں نے عمر رضی سے سنا کہ کہتے تھے
 کہ کوئی ہمینہ تیس (دن) کا اور کوئی ہمینہ اُنٹیس دن کا ہوتا
 ہے۔ ابو بکر اور یہ جہتی ابو وائل سے کہ ہمارے پاس عمر رضی کا مکتوب
 آیا کہ بعض ہلال بعض سے بڑے ہوتے ہیں تو جب تم ہلال کو
 دن میں دیکھ لو تو (رمضان کو ختم سمجھ کر) افطار نہ کرو جب
 تک دو مسلمان مرد یہ شہادت نہ دیں کہ اُن دونوں نے کل شام
 چاند دیکھا تھا۔ ابو بکر ابو لیلہ سے کہ عمر رضی بن الخطاب نے جائز رکھا

لقد نے لیلہ ذات علیہ

فی الہلال الشافعی عن عاصم بن عمر
عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا اذبر النہار
واقبل اللیل وغربت الشمس فقد
افطر العیام ابو بکر و البخاری و مسلم
نحو امن ذلك مالک و الشافعی عن
زید بن اسلم عن اخیه خالد بن اسلم
ان عمر بن الخطاب افطر من رمضان
فی یوم ذی غیم و رآه ان قد اتمی
و غابت الشمس فجاءه رجل فقال
یا امیر المؤمنین قد طلعت الشمس
فقال عمر بن الخطاب لیس فیہ کذب
اجتهدنا قال مالک و الشافعی قضاء
یوم مکاتہ ابو بکر عن حفظہ شہدت عمر
ابن الخطاب فی رمضان و قرب الیہ
شراب فشرب بعض القوم و ثم یرون
ان الشمس قد غربت ثم ارتفعت المؤمنون
فقال یا امیر المؤمنین واللہ لشمس
طالعة لم تغرب فقال عمر مننا اللہ من
شرب مرتین اولئذا یا هؤلاء من کان افطر فلیضم
یوما مکان یوم و من لم ین افطر فلیتم حتم
تغرب الشمس و اخرج البیہقی ذلک من طریق
ثم قال من قال فی ہذا الحدیث لا یصح قوله
لان العید اذ فی بالحفظ من الواحد ابو بکر عن ابن
قال عمر اذا شک الرجلان فلیأ کلا

ایک مرد کی شہادت کو ہلال کے بائے میں۔ شافعی رحمہ اللہ بن عمر
سے وہ عمر بن الخطاب سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ جب دن جانے لگے اور رات آنے لگے اور آفتاب
غروب ہو جاتے تو روزے دار افطار کرے۔ ابو بکر اور بخاری اور
مسلم نے بھی ایسی ہی روایت کی۔ مالک اور شافعی رحمہ اللہ بن عمر
سے وہ اپنے بھائی خالد بن اسلم سے کہ ایک ابو الدود بن میں
عمر بن الخطاب نے روزہ افطار کیا اور سمجھے کہ شام ہو گئی اور سورج
غروب ہو گیا۔ پھر ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا
کہ اے امیر المؤمنین سورج ظاہر ہو گیا ہے۔ تو عمر بن الخطاب
نے کہا کہ (اس کا تارک) آسان ہے اور ہم تو کوشش کر چکے
ہیں۔ مالک اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ (آسان کے معنی ہیں) اس
کے بجائے ایک دن کی قضاء۔ ابو بکر نے حفظہ سے کہ میں عمر
ابن الخطاب کے پاس موجود تھا رمضان میں اور ان کے پاس
پینے کے لئے پانی رکھ دیا گیا تھا تو بعض لوگوں نے پی لیا اور
وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ پھر مؤذن اذین
چڑھا اور اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین واللہ سورج تو
بیکل رہا ہے غروب نہیں ہوا۔ تو عمر بن الخطاب نے کہ اللہ نے دو
یا تین مرتبہ تو ہمیں تیرے شر سے بچایا ہے۔ اے لوگو جس نے
افطار کر لیا تھا اس کو چاہیے کہ اس دن کے بدلے میں ایک
دن کا روزہ رکھے اور جس نے نہیں افطار کیا تھا وہ پورا
کرے آفتاب کے غروب ہونے تک۔ اور یہی بتی نے اس کو
چند طریقوں سے روایت کیا پھر کہا کہ جس نے اس حدیث میں
یہ کہا کہ قضا نہیں کیا جاتے گا اس کا قول صحیح نہیں ہے کیونکہ
متعدد لوگوں کے حفظ کا زیادہ اعتبار ہے بہ نسبت ایک کے۔
ابو بکر حسن سے کہ عمر بن الخطاب نے کہا کہ جب دو آدمی شک کریں تو کھالیں

حَتَّى يَسْتَقِيمَا قُلْتُ وَذَلِكَ لِقَوْلِ تَعَالَى
 حَتَّى يَسْتَسْبِغَ لَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ
 الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ أَبُو بَكْرٍ عَنْ جَابِرٍ
 ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ
 سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ مَالٍ الْمَرْأَةَ فَقَبَّلَتْهَا وَأَنَا
 صَاحِبُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ لَوْ تَمَضَضْتَ بِمَاءِ وَائْتِ
 صَاحِبُكَ قُلْتُ لَا بَأْسَ قَالَ فَغِيمَ أَشَافِي
 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ نَحْوًا مِنْ ذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ
 عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ
 الْقُبَّةِ لِلصَّامِ قُلْتُ فَلَاوُلْ يَدُلُّ عَلَى
 جَوَازِ الصَّوْمِ مَعَ الْقُبَّةِ وَالثَّانِي عَلَى
 الْكِرَامِيَةِ التَّزْيِيهِيةِ أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَطَاءٍ
 قَالَ عَمْرٍَا تَزَالُ هَذِهِ الْأُمَّةُ بَخِيرٌ مَا عَجَلُوا
 الْفَطْرَ أَشَافِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 أَنَّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانَا يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ
 حِينَ يَنْظُرَانِ إِلَى اللَّيْلِ ابْتِهِيمَ ثُمَّ يَفْطِرَانِ
 بَعْدَ الصَّلَاةِ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ
 أَبُو بَكْرٍ عَنْ حَمِيدِ نَحْوًا مِنْ ذَلِكَ إِلَّا
 أَنَّهُ قَالَ وَيَفْطِرَانِ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَا
 أَبُو بَكْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ كَانَ عُمَرُ
 يَكْتُبُ إِلَى أَمْرَأَتِهِ لَا تَكُونُوا مِنَ السَّوْقَاتِ
 لِفَطْرِكُمْ وَلَا تَنْتَظِرُوا لِصَلَاةِكُمْ

عہدہ تو نسیق یہ ہے کہ غروب شمس ہوتے ہی پانی سے یا کھجور وغیرہ سے افطار کر کے نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے بعد فراغت کھانا کھاتے ۱۲ مترجم

اشْتَبَاكَ النُّجُومُ أَبُو بَكْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ
عُمَرُ لَيْسَ الصَّيَامُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَ
وَالْكُذِبِ وَالْبَاطِلِ وَالْفُغُو وَ
الْحِلْفِ أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ
كَانَ عُمَرُ لَا يَصُومُ يَعْنِي يَوْمَ عَاشُورَاءَ أَبُو بَكْرٍ
عَنِ ابْنِ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ
إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ لَيْلَةَ عَاشُورَاءَ
أَنْ تَسْخَرُوا صَبْحَ صَاكَمَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ
أُطْلِبُوا فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلَةِ أَبُو بَكْرٍ عَنْ زَيْدٍ
كَانَ عُمَرُ وَحْدَيْفَةً وَ أُبَيُّ لَا يَشْكُونُ فِيهَا
لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ قَيْسٍ
عَنِ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ لَا بَأْسَ بِقَضَاءِ رَمَضَانَ
فِي الْعَشْرِ يَعْنِي عَشْرَ ذِي الْحِجَّةِ أَبُو بَكْرٍ عَنْ ابْنِ
عُمَرَ وَالشَّيْبَانِيِّ بَلَغَ عُمَرُ أَنَّ رَجُلًا يَصُومُ الدَّهْرَ
فَعَلَّاهُ بِالْبَرَّةِ أَبُو بَكْرٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ
يَسْرُدُ الصَّوْمَ قَبْلَ مَوْتِهِ بَسْتَيْنِ أَبُو بَكْرٍ
عَنِ نَافِعٍ قَالَ عُمَرُ كُوِّدَ كُنَى الْبَرَّةِ
وَ أَنَا بَيْنَ رَجُلَيْنِ لَصُمْتُ أَوْ
قَالَ مَا أَقْطَرْتُ

جگمگاہٹ کا انتظار کرو۔ ابو بکر شعبی سے، عمر رضی فرمایا کہ روزہ
تنہا کھانے پینے کا ہی نہیں ہوتا بلکہ چھوٹ... اور بیکار ہونا
اور یادہ گوئی اور (بات بات پر) قسمیں کھانے کا بھی ہوتا
ہے۔ ابو بکر عبد الرحمن بن القاسم سے کہ عمر رضی اس کا روزہ نہیں
رکھتے تھے یعنی یوم عاشوراء کا۔ ابو بکر ابو بکر بن عبد الرحمن
سے کہ عمر رضی نے عبد الرحمن بن الحارث کے پاس عاشوراء (یعنی
دس) محرم کی رات میں یہ پیغام بھیجا کہ سحری کھاؤ اور صبح
کو روزہ رکھو۔ ابو بکر ابن عباس رضی سے وہ کہتے ہیں کہ عمر رضی نے
فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
لیلة القدر کے بارے میں فرمایا کہ اس کو آخری دس دنوں میں
تلاش کرو۔ ابو بکر زید (بن حبیش) سے کہ عمر رضی اور حفصہ
اور ابی رحمہ اس میں شک نہیں کرتے تھے کہ لیلة القدر
ستائیسویں رات ہے۔ ابو بکر قیس سے وہ اپنے باپ سے وہ عمر رضی
سے، کہ کوئی حرج نہیں عشر میں یعنی ذی الحجہ کے دس دنوں
میں اگر قضا رمضان کی جاتے۔ ابو بکر ابو عمرو الشیبانی سے
کہ عمر رضی کو یہ اطلاع پہنچی کہ ایک شخص ہمیشہ (مسلل)
روزے رکھتا ہے تو انھوں نے (بلا کر) اُس کے دروازہ مارا۔
ابو بکر ابن عمر رضی سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی موت سے دو
سال پہلے لگاتار روزے رکھے۔ ابو بکر نافع رضی سے کہ عمر رضی نے فرمایا
کہ اگر تیرہ اپنے پاؤں چلتی ہوتی میرے پاس پہنچ جاتے تو میں
روزہ رکھ لوں گا یا یہ کہا کہ پھر میں کھانا نہ کھاؤں گا۔

عمر رضی نے کا ظاہر تو تبیہ ہے ترک سنت پر اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے نفس میں صائم الذہر ہونے کا عجب موجود ہو جس کا آپ نے اس طرح
علاج کیا ہو۔ اہل نظر ہی اس راز کو سمجھتے ہیں کہ یہ اس کے باطن پر ایک نقہ صرف تھا جس سے اس کو وہ فرائض پہنچے ہوں جو مدتہ العمر کے روزوں سے نصیب نہیں ہو سکتے
اشتیاق احمد رضی عنہ سے کہ اپنے تئوں کی آواز سنتے ہی کھانا بند کر دیتا اور روزہ رکھ لیتا ہوں جب کوئی خبر براہ راست اعلان کر نیوالے کی آواز سن کر معلوم ہوتا کہ
جاتا ہے تو اپنے پاؤں چل کر ہم تک پہنچی۔ اگر دوسرے کے توسط سے پہنچی تو گو یادہ دوسرے کے پاؤں سے چلتی ہوتی آئی۔ و انہیں یہ حکم بھی ایسی میں بلند آواز کی راہ میں ہوں جو

ابوبکر قطبہ بن مالک سے کہ عمرؓ نے چند لوگوں کو دیکھا جنہوں نے مسجد میں اعتکاف کیا اور پردہ ڈال رکھا تھا تو اُس کو برا سمجھا اور فرمایا کہ یہ کیلئے ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم تو صرف اپنے کھانے پر پردہ ڈالتے ہیں۔ فرمایا تو پردہ ڈال لو اور جب کھا چکو تو اس کو ہٹا دو۔ ابوبکر زید بن وہب سے کہ ہم کو عمرؓ نے لکھ کر بھیجا کہ عورت روزہ نفل ذکر کے مگر اپنے شوہر کی اجازت سے۔ ابوبکر عوف بن مالک الاشجعی سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں روزہ رکھنا اور (اس کے سوا) مسکین کو کھانا کھلانا رمضان کے کسی دن کے روزے کے برابر ہو جاتے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اس شخص کے حق میں ہے جس نے رمضان کا روزہ نہ رکھا کسی مذکر کی وجہ سے اور اُس کی قضاء کو مؤخر کر دیا بغیر کسی مذکر کے یہاں تک کہ دوسرا رمضان بھی گزر گیا۔ اور یہی مطلب امام شافعیؒ نے لیا۔ ابوبکر خروشتہ بن الحمر سے، کہا کہ میں نے عمرؓ کو رجب کے مہینہ میں لوگوں کے ہاتھوں پر (دہاتھ) مارتے ہوئے دیکھا تھے کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں کو (کھانے کے) کونڈوں میں رکھ دیا اور فرما رہے تھے کہ کھاؤ یہ وہی مہینہ ہے جس کی تعلیم زمانہ جاہلیت والے کیا کرتے تھے۔ ابوبکر ابو عبید مولیٰ بن ازہر سے، کہا کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ عید میں موجود تھا۔ انہوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو دنوں کے روزے سے منع کیا ہے۔ روزہ یوم الفطر تو وہ تمہارا روزوں سے فارغ ہونے کے بعد کھانے کا دن ہے۔ بلکہ یوم الاضحیٰ تو اس دن میں اپنی قربانیوں میں سے کھاؤ۔ ابوبکر زیاد بن حدیر سے، میں نے روزہ دار ہونے کی حالت میں پیہم مسواک کرنے والا عمرؓ سے

ابوبکر عن قطبہ بن مالک ان عمرؓ رآہ تو ما اعتکفوا فی المسجد وقد سترُوا فاکتروہ و قال ما یذرا قالوا انما نستر علی طعامنا قال فاستروا فاذا لم تکتب فاستکبوا ابوبکر عن زید بن وہب کتب الینا عمرؓ ان المرأة لا تقصوم قطوعاً الا باذن زوجها ابوبکر عن عوف بن مالک الاشجعی قال عمر صیام یوم من غیر رمضان واطعام مساکین یعد صیام یوم من رمضان قلت بذل فی الذی افطر رمضان بئذ و آخر قضاءہ بغیر مذکر حتی مضی رمضان آخر وعلیہ الشافی ابوبکر عن خروشتہ بن الحمر رأیت عمر یضرب الکف الناس فی رجب حتی یضغوا فی الجفان ویقول کلو فانما ہو شہر کان یظہر اہل الجاہلیۃ ابوبکر عن ابی عبید مولیٰ بن ازہر شہدت العید مع عمر بن الخطاب فبدأ بالقول قبل الخطبۃ وقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن صوم الذین الیوم آما یوم الفطر فیدوم فطرکم من صیامکم واما یوم الاضحیٰ فکلو فیہ من نسککم ابوبکر عن زیاد بن حدیر ما رأیت آدم سواکما و ہو صائم

من عمر بن الخطاب كتاب الحج ابو بكر
عن شيخ قال قال عمر بن الخطاب من حج
هذا البيت لا يريد غيره خرج من ذنوبه
كيوم ولدته امه ابو بكر عن مجاهد بينما
عمر جالس عند البيت اذ قدم رجال
من العراق محجاجا فطافوا بالبيت وسعوا
بين الصف والمروة فدعاهم عمر فقال
انتم كم اليه غيره فقالوا لا فقال
انتم كم قالوا نعم فقال اذبرتم قالوا
نعم قال اما لا فاستأنفوا العمل
ابو بكر عن موسى بن سعيد قال عمر تلقوا
الحجاج والعمارة والغزاة فليدعوا لكم قبل
ان يتباعدوا ابو بكر عن مجاهد قال عمر لعن
الحجاج ولمن استغفر له الحجاج بقية ذى الحجة
والمحرم وصفر وعشر من شهر ربيع الاول
مالك عن سعيد بن المسيب ان عمر
ابن ابي سلمة استاذن عمر بن الخطاب
ان يعتمر في شوال فاذن له فاعتمر
ثم قيل له اهل ولم يحج البتة
ان عمر بن الخطاب قال ان السبيل زاد
والراحلة ابو بكر عن نية بنت عمر سمعت
عمر بن الخطاب يقول اجمعوا هذه
الذرية ولا تأكلوا ارزاقها

زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ کتاب الحج ابو بکر کیشخ سے، کہا عمر بن
الخطاب نے کہ جس نے اس بیت کا حج کیا وہ اپنے گناہوں
سے نکل کر ایسا ہو گیا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں
نے اس کو جنم دیا تھا۔ ابو بکر مجاہد سے، اس دوران میں کہ عمر بن
بیت اللہ کے نزدیک بیٹھے ہوتے تھے کہ کچھ لوگ عراق سے
حج کرنے کے لئے آپہنچے تو انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا
اور صفاء مروہ کے درمیان سعی کی تو ان کو عمر بن نے بلایا اور
فرمایا کہ کیا تم کو حج کی طرف اس کے علاوہ اور کسی کا ہنہ
آمادہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ تمہارے
اونٹوں کے پاؤں گھس گئے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں پھر کہا کہ ان کی
پشت بھی ماہون ہو گئی؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ اگر ان کے
اور کوئی وجہ نہیں تو اب تم سے عمل شرط کرو۔ ابو بکر موسیٰ بن
سعيد سے، کہا کہ عمر بن نے فرمایا کہ تم مایوں عمر کرنے والوں اور غایوں سے ان کے
گناہ میں ملوث ہونے سے پہلے جا ملو تاکہ وہ تمہارے لئے دعا کریں۔ ابو بکر مجاہد سے کہ عمر بن نے فرمایا کہ حاجی
کی مغفرت کردی جاتی ہے اور اس کی بھی جس کے لئے حاجی نے دعا مغفرت کی بقية ایام ذی الحجہ
اور محرم اور صفر اور دس تا بیس ماہ پھر الاول تک۔ مالک سے سعيد بن المسيب سے کہ عمر
ابن ابی سلمہ عمر بن الخطاب سے سوال میں عمرہ کرنے کی اجازت
طلب کی تو آپ نے ان کو اجازت دیدی تو انہوں نے عمرہ
کیا۔ پھر اپنے اہل کے پاس واپس ہوتے اور حج نہیں کیا
بیہقی سے، کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ آیت من استطاع
الیہ سبیلا (یس) سبیلاً سے مراد زاد اور راحلہ ہے۔ ابو بکر
نیہ بنت عمر سے کہ عمر بن الخطاب کو یہ فرماتے تھے سنا کہ
اس ذریعہ کو حج کراؤ اور ان کے اموال نہ کھا جاؤ اس حال میں

عمر بن نے تمہارے پچھلے بڑے اعمال سب بخش دیئے گئے، اب تم سے عمل شرط کرو۔

تَدْعُوا رَبَّاهُمْ فِي أَعْنَاقِهِمْ قِيلَ الذُّرِّيَّةُ
 هُنَّ النِّسَاءُ ۖ الْبُغْوَى رُوِيَ عَنْ
 أَذْنِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 سَلَّمَ فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا فَبُعِثَ مَعَهُنَّ
 عَثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ قَتَلَتْ
 اخْتَلَفُوا فِي الْمَرْأَةِ أَمْ تَخْرُجُ مِنْ غَيْرِ
 مُحَرَّمٍ فَاتَّخَذَ الشَّافِعِيُّ هَذَا عَلَى أَنَّهُ يَخْرُجُ
 خَرُوجًا مِنْ غَيْرِ مُحَرَّمٍ إِذَا كَانَ مَعَهَا
 نِسْوَةٌ ثَلَاثٌ وَلِلنَّكَاهِ إِنْ يَقُولُوا
 فِي الْأَثَرِ إِذْ جَعَلَ مَعَهُنَّ عَثْمَانُ وَ
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ بِمَعْنَى مَحَافِظَتِهِنَّ وَتَوْقِيفِهِنَّ
 وَإِنْ كَانَ مَعَهُنَّ مُحَارَمٌ وَاللَّهُ أَعْلَمُ
 الْبَغْوَى عَنْ ابْنِ عُمَرَ لَمَّا فَتَحَ
 إِذْ إِنْ الْمَصْرَ أَنْتَوَا عَمْرُ فَقَالُوا يَا أَمِيرَ
 الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ لَاهِلَ نَجْدٍ قَرْنَا وَهُوَ
 جَوْدٌ عَنْ طَرِيقِنَا وَأَنَا إِنْ أَرَدْنَا قَرْنَا شَقَّ
 عَلَيْنَا تَالِ فَإِنْظِرُوا حَتَّى يَكُونَ طَرِيقُكُمْ
 فَتَدَّ لَهُمْ ذَاتَ عَرَقٍ أَبُو بَكْرٍ عَنْ
 الْحَسَنِ بْنِ عُمَرَ بْنِ حَصِينٍ
 أَخْرَجَ مِنْ الْبَصْرَةِ فَقَدِمَ عَلَى
 عُمَرَ فَأَقْلَطَ لَهُ فَقَالَ يَتَخَذُ
 النَّاسُ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَخْرَجَ مِنَ الْأَمْصَارِ

دس، ان کے اموال کی رستیاں ہی ان کی گردنوں میں ڈالنے
 کے لئے باقی چھوڑو۔ کہا گیا کہ یہاں ذریت سے مراد عورتیں ہیں۔
 بخاری نے روایت کیا کہ عمرؓ نے ازدواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کو اس آخری حج میں جو انھوں نے کیا محتاج کی اجازت دی
 اور ان کے ساتھ عثمان بن عفان اور عبد الرحمن بن عوف کو
 بھیجا۔ میں کہتا ہوں کہ عورت کے بارے میں اختلاف واقع ہوا
 کہ کیا وہ بغیر محرم کے سفر کر لے تو اس اثر سے امام شافعیؒ نے
 اس امر پر حجت پکڑی ہے کہ عورت کا سفر کرنا بغیر محرم کے جائز
 ہے جب کہ اس کے ہمراہ بہت سی ثقہ عورتیں ہوں۔ اور اس امر
 کی نفی کرنے والوں کے لئے اس اثر کے بارے میں یہ کہنے کی گنجائش
 ہے کہ عمرؓ نے ازدواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عثمانؓ اور
 عبد الرحمنؓ کو ان کی حفاظت اور ان کی توفیق کے لئے بھیجا تھا
 اگرچہ ان کے ساتھ ان کے محارم بھی موجود تھے، واللہ اعلم
 بخاری ابن عمرؓ سے، جب یہ دونوں شہر فتح کرتے گئے تو لوگ
 عمرؓ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجد کے لئے قرن کو حد قرار دیا
 ہے اور وہ ہمارے راستے سے دور رہتا ہوا ہے اور اگر ہم لوگ قرن
 پہنچنے کا ارادہ کریں (اپنے سیدھے راستے کو چھوڑ کر) تو ہم پر مشقت
 پڑتی ہے کہ سفر طویل کرنا پڑے گا، فرمایا کہ اپنے راستے میں
 قرن کا محاذی مقام دیکھ لو۔ تو آپ نے ان کے لئے ذات عرق
 کو حد قرار دیدیا۔ ابو بکر حسن سے کہ عمران بن حصین نے بصرہ
 سے احرام باندھا۔ جب عمرؓ سے ملے تو انھوں نے ان پر ناراضگی
 کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ لوگ باہم یہ گفتگو کریں گے کہ نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص نے شہر دوس
 سے احرام باندھا ہے اور سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی کراہت نہیں بلکہ

ابوبکر عن مسلم بن سلمان أَنَّ رجلاً
 اَحْرَمَ مِنَ الْكُوفَةِ فَرَأَاهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطِّابِ
 فَأَخَذَ بِهِ وَجَعَلَ يَدُورُ بِهِ فِي الْحَلْقِ وَ
 يَقُولُ انْظُرُوا إِلَى مَا صَنَعَ بِذَاتِنِغْسِهِ
 وَقَدْ وَصَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ قُلْتُ مَعْنَاهُ
 الْكَرَاهِيَةُ لِلْمَقْتَدِرِ وَلَمَنْ خِيفَ
 عَلَيْهِ أَنْ يَفُوتَ حَقُّهُ الْأَحْرَامِ
 أَبُو بَكْرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اسْمَ عَنْ أَبِيهِ
 أَنَّ عُمَرَ وَجَدَ رَجُلًا طَيِّبًا وَ
 هُوَ يَذِي عُلْفَةً فَقَالَ مَنْ أَنْتَ
 فَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي عَمْرِو
 مَكَارٍ لَعَمْرِي قَالَ يَا امِيَّةُ
 الْمَوْتُ مَنِينٌ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ فَإِنَّ
 أُمَّ جَبِيَّةَ لَيْسَتْ بِي وَاقْتَمَشَتْ
 عَلَيَّ قَالَ وَأَنَا أَقْسَمُ عَلَيْكَ
 لَسْتُ بِجَعَنٍّ إِلَيْهَا وَتَغْلَسَلَتْ
 عَنْكَ كَمَا طَيَّبْتُكَ قَالَ فَرَجَّحَ
 إِلَيْهَا حَتَّى لَحَقَّ بِهَا بَعْضُ الطَّرِيقِ
 أَبُو بَكْرٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَجَدَ عُمَرَ بْنَ
 الْخَطَّابِ رِيحًا عِنْدَ الْأَحْرَامِ
 فَنَزَلَ عَنْ صَاحِبِهَا فَرَجَّحَ مُعَاوِيَةَ
 فَالْتَمَسَ لِحْفَةً كَانَتْ عَلَيْهِ
 مِنْ مَطْيَبَةٍ

افضل ہے) ابوبکر مسلم بن سلمان سے کہ ایک شخص نے کوفہ سے
 احرام باندھ لیا تھا۔ تو عمرؓ نے اس کو بُری ہیئت میں دیکھ لیا
 تو اُس کو پکڑا اور بہت سے حلقوں میں اس کو گھماتے پھرے
 اور یہ کہتے جاتے تھے کہ دیکھو اس شخص نے اپنے نفس کے
 ساتھ کیا سلوک کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر تو سُبْحَ فرمایا
 تھا کہ میقاتِ احرام باندھتا تو اس کی ایسی بُری ہیئت نہ
 بنتی۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ مقتدائے کے لئے
 کراہیت ہے (اس وجہ سے عمران بن حصین کو تنبیہ کی) اور
 ایسے شخص کے لئے (کراہیت ہے) جس سے یہ اندیشہ ہو کہ وہ
 احرام کے حقوق کو پورا نہ کرے گا۔ ابوبکر زید بن اسم سے
 وہ اپنے باپ اسم سے کہ عمرؓ نے جب کہ وہ ذوالحلیفہ میں تھے
 عطر کی خوشبو محسوس کی تو فرمایا کہ کس شخص سے یہ خوشبو
 آ رہی ہے؟ تو معاویہؓ نے کہا کہ مجھ سے۔ تو آپ نے فرمایا کہ
 ہائیں واللہ تجھ سے؟ تو معاویہؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ
 مجھ پر راتے قائم کرنے میں جلدی نہ کیجئے۔ حقیقت یہ ہے کہ
 اُم جبیہؓ نے (جو ازواجِ مطہرات میں سے تھیں اور معاویہؓ
 کی بہن تھیں) میرے عطر لے دیا اور مجھے قسم دی (کہ ملوادی)
 تو میں مجبور ہو گیا) تو آپ نے فرمایا کہ اب میں تجھے قسم
 دیدیتا ہوں کہ اب تو اُم جبیہؓ کے پاس واپس جانا کہ وہی
 خود اس عطر کو تجھ پر سے دھوئے جس طرح اُس نے تجھ پر
 ملا تھا۔ (اسلم نے) کہا کہ پھر معاویہؓ اُم جبیہؓ کے پاس واپس ہوئے
 پھر لوگوں سے راستہ کے ایک حصہ پر آکر ملے۔ ابوبکر ابن عمرؓ
 سے، عمرؓ بن الخطاب نے احرام کے وقت خوشبو محسوس کی
 تو خوشبو دلے کو دھمکایا۔ تو معاویہؓ واپس ہوئے اور جس
 کپڑے میں وہ لپٹے ہوئے تھے اُس کو اتار ڈالا یعنی وہ خوشبو لگا رہا تھا

ابوبکر عن مسلم بن سلمان أَنَّ رجلاً
 اَحْرَمَ مِنَ الْكُوفَةِ فَرَأَاهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطِّابِ
 فَأَخَذَ بِهِ وَجَعَلَ يَدُورُ بِهِ فِي الْحَلْقِ وَ
 يَقُولُ انْظُرُوا إِلَى مَا صَنَعَ بِذَاتِنِغْسِهِ
 وَقَدْ وَصَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ قُلْتُ مَعْنَاهُ
 الْكَرَاهِيَةُ لِلْمَقْتَدِرِ وَلَمَنْ خِيفَ
 عَلَيْهِ أَنْ يَفُوتَ حَقُّهُ الْأَحْرَامِ
 أَبُو بَكْرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اسْمَ عَنْ أَبِيهِ
 أَنَّ عُمَرَ وَجَدَ رَجُلًا طَيِّبًا وَ
 هُوَ يَذِي عُلْفَةً فَقَالَ مَنْ أَنْتَ
 فَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي عَمْرِو
 مَكَارٍ لَعَمْرِي قَالَ يَا امِيَّةُ
 الْمَوْتُ مَنِينٌ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ فَإِنَّ
 أُمَّ جَبِيَّةَ لَيْسَتْ بِي وَاقْتَمَشَتْ
 عَلَيَّ قَالَ وَأَنَا أَقْسَمُ عَلَيْكَ
 لَسْتُ بِجَعَنٍّ إِلَيْهَا وَتَغْلَسَلَتْ
 عَنْكَ كَمَا طَيَّبْتُكَ قَالَ فَرَجَّحَ
 إِلَيْهَا حَتَّى لَحَقَّ بِهَا بَعْضُ الطَّرِيقِ
 أَبُو بَكْرٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَجَدَ عُمَرَ بْنَ
 الْخَطَّابِ رِيحًا عِنْدَ الْأَحْرَامِ
 فَنَزَلَ عَنْ صَاحِبِهَا فَرَجَّحَ مُعَاوِيَةَ
 فَالْتَمَسَ لِحْفَةً كَانَتْ عَلَيْهِ
 مِنْ مَطْيَبَةٍ

میں کہتا ہوں کہ اس کو اہل فقہ نے نہیں لیا۔ کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ان کے نزدیک زیادہ صحیح ہے کہ مگو یا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں آپ کے احرام سے تین دن گزرنے کے بعد خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔ میں کہتا ہوں کہ مناسب توجیہ یہ ہے کہ یہ کہتا جا کہ بدن پر خوشبو کا لگا ہوا چھوڑ دینا جائز ہے کیونکہ مسلسل کچیل اس کو خراب کر دیتا ہے اور کپڑے پر جارتز نہیں کیونکہ خوشبو کپڑے پر اپنی حالت اول پر جیسی ہوتی ہے باقی رہتی ہے۔ ابوبکر مسور بن مخزوم سے کہ عمر رضی اللہ عنہ کا تلبیہ یہ تھا لبیک اللهم لبیک الخ (ترجمہ) میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں یا اللہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، بیشک تمام نعمتیں آپ کے پاس ہیں اور مالک حقیقی آپ ہی ہیں۔ کوئی آپ کا شریک نہیں، میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، آپ کی رحمت کی طرف مرغوب اور آپ کے غضب سے خوفزدہ ہو کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں ملے وسیع کرم اور عمدہ فضل دلے۔ ابوبکر قاسم سے، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اہل مکہ کیا بات ہے کہ میں تم کو چکنے چڑے دیکھتا ہوں حالانکہ حاجیوں کو بھرے بال غبار آلود ہونا چاہیے۔ جب تم ذمی الحجۃ کا چاند دیکھ لو تو تمہیں احرام باندھ لینا چاہیے۔ ابوبکر عطار سے، عمر رضی اللہ عنہ میں آتے تو انھوں نے سات مرتبہ طواف کیا پھر سعی کی پھر حلال ہو گئے۔ پھر ٹھہرے چار یا پانچ دن۔ پھر دسویں کو حج کا احرام باندھا۔ پھر ایک اور دفعہ مکہ میں آتے تو حلال رہ کر مقیم رہے یہاں تک کہ جب یوم الترویۃ آگیا (یعنی آٹھویں ذی الحجۃ) تو حج کا احرام باندھ صاحب کہ ان کا اونٹ ان کو لے کر اٹھ رہا

قلت لم یأخذ بهذا اهل الفقه لما صح عندهم من حدیث عائشہ کانت انظر الی وزیر الطیب فی مفرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ثلث من احرامہ آخرہ الشیخان قلت والادبہ ان یقال استدامۃ الطیب علی البدن یجوز لان الدرن یمکدرہ وعلی الثوب لا یجوز لان الطیب یمتد فی الثوب کما کان اول حالۃ ابوبکر عن المسور بن مخزوم کانت تلبیۃ عمر لبیک اللهم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والثناء لک و الملک لا شریک لک لبیک مرغوباً و مرہباً ایک لبیک ذی الفجار و الفضل الحسن ابوبکر عن القاسم قال عمر یا اہل مکہ مالی اراکم مودعین و الحاج یسمع غمماً اذا راہم بلال ذی الحجۃ فابوبکر عن عطاء قدم عمر بکلمۃ فطاف سبعاً ثم سئ ثم حل فمکث اربعاً او خمساً ثم اہل بالبحج فی العشر ثم جاز مرۃً اُخری فاقام حلاً لا حتی اذا کان یوم الترویۃ اہل بالبحج حین انبعث بہ بعیرہ

اور میں نے اس کی طرف چل رہا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ جمع کی صورت یہ ہے کہ پہلا حکم (کہ جب ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو تو احرام باندھ لو) استیجاب ہے جو حاضرین مکہ کے ساتھ خاص ہے۔ ابو بکر ابن سیرین سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے اصحاب ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ نے حج کا افراد کیا ہے اور یہ سب سنت کا سماعتی کے ساتھ اتباع کرنے والے تھے۔ ابو بکر اسود سے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ نے حج کو عمر سے الگ ادا کیا۔ ابو بکر ابی وائل سے، ہم حج کرنے کے لئے نیکلے اور صبی بن معبد ہمارے ساتھ تھے تو انہوں نے حج اور عمرہ کا احرام باندھا پھر ہم عمرہ کی طرف آئے تو ان سے اس کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے (ابن معبد سے) کہا کہ تم کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف ہدای کی گئی ہے۔ ابو بکر طاؤس سے وہ ابن عباسؓ سے کہ تم شیعہ کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابو بکرؓ نے اور عمرؓ اور عثمانؓ نے اور سب سے پہلے جس شخص نے اس سے رد کا وہ معاویہ ہیں۔ ابو بکر ابن عباسؓ سے، میں نے عمرؓ سے سنا کہ یہ فرمایا ہے تھے کہ اگر تو نے عمرہ کیا، پھر عمرہ کیا، پھر عمرہ کیا، پھر حج کیا تو تو نے یقیناً تمتع کیا۔ ابو حنیفہؒ حاد سے ابراہیم سے، عمر بن الخطابؓ کے انہوں نے افراد سے رد کا ہے۔ راہ قرآن تو اس سے منع نہیں کیا۔ محمدؐ نے کہا کہ عمرہ کے افراد سے منع کرنے کے یہ معنی ہیں کہ افراد عمرہ سے منع کیا۔ احمد بن حنبلؒ ابو سعیدؓ سے کہ عمرؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو جس امر کی اس نے چاہا رخصت دی اور اللہ کے نبیؐ اپنی راہ سے گزر گئے۔ اب تم حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے اسی طرح پورا کرو جس طرح اللہ عز و جلؑ نے تم کو حکم دیا ہے۔

منطلقاً لے میں نے قلت وجہ الجمع ان الاول استیجاب للحاضری مکة خاصة ابو بكر عن محمد بن سيرين افراد اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم الحج بعده و هم كانوا للسنة اشدا اتباعا ابو بكر و عمر و عثمان ابو بكر عن الاسود ان ابابكر و عمر و عثمان ابو بكر عن ابى وائل خرجنا حججا و معنا العيص بن معبد فاحرم للحج فقدمنا الى عمر فذكر ذلك له فقال لم يثبت سنة بئيك صلى الله عليه وسلم ابو بكر عن طاؤس عن ابن عباس تمتع رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابو بكر و عمر و عثمان و اول من تبعه عنها معاوية ابو بكر عن ابن عباس سمعت عمر يقول لو اعمرت ثم اعمرت ثم اعمرت ثم حججت لتمتعت ابو حنيفة عن حاد عن ابراهيم عن عمر بن الخطاب انه اتى به عن الافراد فاما القران فلا قال محمد يعني بقوله نبى عن الافراد افراد عمره احمد بن حنبل عن ابى سعيد خطب عمر الناس فقال ان الله عز وجل رخص لنبى ماشاء و ان نبى الله قد رخص لى سبيله فاتموا الحج و العمرة لله كما امركم الله عز وجل

عہ اس روایت میں تمتع سے مراد ہے کہ اول آپ نے حج مفرد کا احرام باندھا۔ پھر عمرہ کو بھی اس میں شامل کر لیا ۱۲ مترجم

احمد بن حنبلؒ عن جابر بن عبد اللہؓ سے کہا کہ ہم نے تمتع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابو بکرؓ کے ساتھ پھر جب خلیفہ ہوئے عمر بن الخطابؓ تو انھوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ بیشک قرآن (ہمیشہ کے لئے) وہی قرآن ہے اور اللہ کے رسولؐ وہی رسول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو متع تھے ایک متعہ حج اور دوسرا عورتوں سے متعہ کرنا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ دونوں آپ کے بعد باقی نہیں رہے۔ مالکؒ اور ابو بکر ابن عمرؓ سے کہا عمرؓ نے کہ فصل کر دو اپنے حج اور عمرے کے درمیان کیونکہ یہ بات (یعنی فصل کرنا) تم میں کے ہر شخص کے حج کو پورا کرنے والی ہے اور اس کے عمرے کو پورا کرنے والی یہ بات ہے کہ حج کے مہینوں کے علاوہ دوسرے مہینوں میں عمرہ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اُن سخت موقعوں میں سے ہے جن میں عمر رضی اللہ عنہ سے اخلا کیا گیا ہے اور بہتر توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ ہر کلام کا ایک محل ہوتا ہے اور (اس کلام کا محل یہ ہے کہ) عمرؓ افراد (صرف حج کرنا) کو پسند کرتے تھے اور تمتع اور قرآن میں رخصت دیتے تھے۔ رہا قول ابن عباسؓ کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ نے تمتع کیا ہے تو اس کے معنی ہیں طوافِ افاضہ سے پہلے طوافِ قدوم کرنا اور طوافِ قدوم کے بعد سعی کرنا۔ رہا اُن کا یہ قول کہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو جس امر کی چاہ رخصت دی تو اس سے مراد ہے عمرہ سے حج کو فسخ کر دینا، تو یہ خاص ہے زمانہ نبوت سے۔ ایسا کرنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہبِ جاہلیت کی بیخ کنی کا ارادہ فرمایا تھا یعنی اُن کے اس قول کا کہ حج کے مہینوں میں

احمد بن حنبلؒ عن جابر بن عبد اللہؓ تمتعنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مع ابی بکر فلما ولى عمر بن الخطاب خطب الناس فقال ان القرآن هو القرآن و ان رسول الله هو الرسول كانا متعنا على عهد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم احدهما متعة الحج و الاخرى متعة النساء معناه ليستا بعده مالک و ابو بکر عن ابن عمر قال عمر افصلوا بين حجتكم و عمرتكم فان ذلك اتم الحج احدثكم و اتم لعمرة ان يعتمر في غير اشهر الحج قلت و هذا اشد المواضع التي اختلف فيها على عمر و الادوية عنك ان كل كلام له محل و كان عمر يختار الأفراد و يخصص في التمتع و القرآن اما قول ابن عباس تمتع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر و عمر فعناه تقديم طواف القدوم قبل طواف الافاضة و جعل السعي عقيب طواف القدوم و اما قوله رخص لنبی ما شاء فهو افسخ الحج بالعمرة فذلك خاص بزمان النبوة و اراو بذلك البني صلی اللہ علیہ وسلم ہدم مذہب الجاہلیۃ من قولہم العمرة في اشهر الحج

طوافِ افاضہ وہ طواف ہے جو نبیؐ سے آکر کیا جاتا ہے اور بعد طواف پھر مٹنے کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ طوافِ قدوم وہ طواف ہے جو حاضری بہت

من أفجر العجور واما الأفراد الذی نے
عنه فهو ترك طواف القدوم أبو بكر
عن ابراهيم امر عمر بن الخطاب صبي بن
معبدي قرن أن يذبح كبشاً أبو بكر عن
ابن عمر قال عمر اذا اعتمر في شهر الحج
ثم اتاكم فهو متمتع فان رجع فليس بمتمتع
أبو بكر عن يحيى بن الجزار سئل عمر عن
العمرة وهو بمكة من اى موضع اعتمر قال
ايت علي بن ابي طالب فله فقال
علياً حيث ابدأت يعني من ميقات ارضه
قال فالت عمر فأنجزه فقال ما جد
لك الا ما قال علي بن ابي طالب
أبو بكر سئل عمر عن العمرة بعد
الحج فقال هي خير من لاشتي
قلت معناه ان العمرة من
الميقات افضل بكثير من العمرة من
التنميم ونحوه والعمرة في غير أشهر الحج
افضل بكثير من العمرة في أشهر الحج
أبو بكر عن وهب بن الاعداء سمع
عمر يقول اذا قدم الرجل حاجاً فليطف
بالبيت سبعاً ثم يمسك عند المقام بعين
الشافعي عن حنظلة بن طاووس سمعت
عمر يقول آتوا الكلام في
الطواف فاتم انتم في صلوة الشافعي
عن عبد الله بن يزيد

عمرہ کرنا سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور بارہ افراد جس سے
منع کیا ہے تو وہ طواف قدوم کا چھوڑنا ہے۔ ابو بکر ابراہیم سے
عمر بن الخطاب نے صبی بن معبد کو جب انھوں نے قرآن کیا
تو یہ حکم دیا کہ وہ میڈھا ذبح کریں۔ ابو بکر ابن عمر سے، عمر نے
کہا کہ جب کوئی حج کے ہینوں میں عمرہ کر کے مقیم رہا تو وہ متمتع
ہے اور اگر لوٹ گیا تو وہ متمتع نہیں۔ ابو بکر یحییٰ بن الجزار
سے، کہ عمر سے جب کہ وہ مکہ میں تھے عمرے کے بارے میں
سوال کیا گیا کہ کس موقع سے عمرہ کروں؟ تو انھوں نے کہا
کہ علی بن ابی طالب کے پاس جا کر ان سے پوچھو تو علی نے
کہا کہ جہاں سے تو نے اس کو شروع کیا ہے۔ آپ یہ مراد لے
رہے تھے کہ اپنی سرزمین کے میقات سے۔ کہا کہ پھر وہ شخص عمر
کے پاس آیا اور آپ کو اس جواب کی خبر دی تو انھوں نے کہا کہ
بجز اس جواب کے جو علی بن ابی طالب نے دیا میرے نزدیک
بھی اور کوئی جواب نہیں ہے۔ ابو بکر، عمر سے اس عمرے کے
بارے میں پوچھا گیا جو بعض حج کے کیا جاتے تو انھوں نے کہا کہ
نہ کرنے سے بہتر ہے۔ ... میں کہتا ہوں کہ اس کے
معنی یہ ہیں کہ عمرہ کرنا میقات سے ان بہت سے عمروں کے افضل
ہے جو تنیم وغیرہ سے کئے جاتیں اور عمرہ حج کے ہینوں کے سوا
دیگر ایام میں ان بہت سے عمروں سے افضل ہے جو ایام حج میں
کئے جاتیں۔ ابو بکر و ہب بن الاعداء سے کہ انھوں نے عمر
سے سنا کہ فرمایا ہے تھے کہ جب کوئی حج کے ارادہ سے آتے تو
اس کو چاہیے کہ بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کرے پھر مقام
(ابراہیم) کے قریب دو رکعت نماز پڑھے۔ شافعی حنظلہ بن
طاووس سے، میں نے عمر سے سنا کہ فرمایا ہے تھے کہ طواف میں
کلام کم کرو کہ درحقیقت تم نماز میں ہو۔ شافعی عبد اللہ بن یزید

ان کے باپ کے عمر بنے بنی زہرہ کے ایک بوڑھے سے سوال کیا
اُس سے کہا کہ مجھے بیت اللہ کی (موجودہ) حالت کا حال بتاؤ تو
اُس نے کہا کہ قریش بیت کی تعمیر کر رہے تھے۔ پھر عاجز ہو گئے
اور اس کے ایک حصہ کو جو حجر دیعنی حلیم میں ہے چھوڑ دیا تو
اس سے عمر بنے کہا کہ سچ کہا۔ ابوبکر عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ
سے کہ عمر بن الخطاب نے رمل کیا حجر سے حجر تک دیعنی صفا
اور مردہ کے درمیان۔ احمد بن حنبلؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے
باپ سے کہ عمر بنے فرمایا کہ دونوں رمل اور موندھوں کا کھونا
کس لئے ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مستحکم کر دیا اور
کفر اور اہل کفر کو دھکیل دیا (تو اب سینہ تان کر قوت کا
منظاہرہ کرتے کا موقع باقی نہیں رہا) اس کے باوجود ہم کسی
ایسی چیز کو نہیں چھوڑتے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے عہد میں کیا کرتے تھے۔ ابوبکر سوید بن غفلہ سے کہ
عمر بنے حجر کو لپٹے اور اس کو بوسہ دیا۔ ابوبکر عابس بن ربیعہ سے
کہ عمر بنے استلام حجر کیا اور اس کو بوسہ دیا اور کہا کہ اگر
میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تیرا بوسہ لیتے ہوتے
نہ دیکھتا تو میں تجھے کو بوسہ نہ دیتا۔ ابوبکر یعلیٰ بن اُمیہ سے عمر
بنے کہا کہ کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ
آپؐ نے بجز حجر کے اس میں سے کسی کا استلام نہیں کیا۔
میں نے کہا کہ بیشک! کہا کہ کیا پھر تیرے لئے یہ اچھی پیروی کرنے
کے قابل بات نہیں؟ میں نے کہا کہ بیشک۔ ابوبکر وہب بن
الاجدح سے کہ انھوں نے سنا عمر بنے کہ آپؐ فرماتے تھے کہ

عن اُمیہ سال عمر شیخاً من بنی زہرہ
فقال انصب عن بناء البيت فقال
ان قریشاً کانٹ تقول بناء البيت
فجروا فتركوا بعضها في الحجر فقال لا عمر
صدق ابوبکر عن عبد اللہ بن عامر بن
ربیعہ ان عمر بن الخطاب رمل ما بين الحجر
الى الحجر احمد بن حنبل عن زید بن اسلم
عن اُمیہ قال عمر قبل اليرقان والكشف
عن المناكب وقد اطا الله الاسلام و
نفع الكفر واله و مخرج ذلك لاندح
شيئاً كنا نفعل على عهد رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر عن
سوید بن غفلہ ان عمر التزم الحجر و
قبلاً ابوبکر عن عابس بن ربیعہ استلم
عمر الحجر وقبلاً وقال لولا رائی
رأيت رسول الله صلی اللہ علیہ
وسلم قبلت ما قبلت ابوبکر عن
یعلیٰ بن اُمیہ قال لی عمر أما رأیت
رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لم
یتلم منها الا الحجر قلت بلی قال فما
لک به اُسوة حسنة قلت بلی ابوبکر
عن وہب بن الاجدح انه سمع عمر يقول

یعنی اس کو سلام کیا جو کہ آیا ہوا تھا۔ میں نے حج کو متناہی کہا کرتے کیونکہ لوگ اس کو خیمہ یعنی سلام کرتے بفضول استلام کو کہا کہ وہ سلام بخیرین
سے نکلا ہے جو حج ہے سب سے پہلی ہی چیز۔ عرب کہتے ہیں استلم الحج پھر کو چھو اور اس کو ہاتھ لگایا کان ابن الزبیر یستلم کاہن عبد اللہ بن زہرہ
کہنے کے باروں کو توں کو ہاتھ لگاتے (چومتے) کیونکہ انھوں نے کہہ کر کہ حضرت ابراہیمؑ کے پاؤں پر استلایا تھا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا تھا
۱۱

شرع کی جاتے (سعی) صفا سے اور بیت اللہ کی طرف نہ کیا جاتے
پھر سات مرتبہ تکبیرات کہی جاتیں۔ ہر دو تکبیر کے درمیان اللہ
کی حمد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جاتے اور اپنی
ذات کے لئے دُعا کی جاتے اور مروہ پر بھی ایسا ہی کیا جاتا۔
ابوبکر بکر سے، میں نے عمرؓ کے ساتھ بطن مسیل میں سعی کی۔
ابوبکر ابن سابط سے کہ عمرؓ اس جگہ کو جو اُونٹ کے سینہ کی مانند
ہے اپنی دانتیں ران پر رکھتے تھے یعنی مروہ میں۔ ابوبکر ہشام
ابن عروہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ تلبیکہ کرتے (یعنی تلبیک
کہا کرتے) تھے صفا اور مروہ پر اور اُن کی آواز سخت ہوتی
تھی اور رات میں اُن کی آواز پہچانی جاتی تھی اور صورت
نظر نہیں آتی تھی۔ ابوبکر عروہ سے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں قدم
کیا کرتے اس حال میں کہ حج کا احرام باندھے ہوئے ہوتے
تھے۔ تو ان دونوں سے کوئی حرام (یعنی وہ کام جو محرم کے لئے
منوع ہے) حلال نہیں ہوتا تھا یومِ مخرج۔ ابوبکر علقمہ اور
اسود سے، کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ظہر و عصر کو جمع کیا عرفات میں
پھر وقوف کیا (یعنی ٹھہرے)۔ ابوبکر اسود سے کہ عمرؓ نے
دونوں نمازوں کو مزدلفہ میں پڑھا جمع کے ساتھ۔ ابوبکر عثمان
ہندی سے کہ اُنھوں نے عمرؓ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی
بغیر جمع کے (یعنی عشاء کے ساتھ جمع نہیں کیا) میں کہتا ہوں
کہ پہلی صورت (یعنی جمع) وہ افضل اور پسندیدہ ہے اور
دوسری (یعنی جمع نہ کرنا) اس بات کا بیان ہے کہ اگر کسی شخص
نے جمع کو ترک کر دیا اور ہر نماز کو اپنے وقت معہود میں پڑھ
لیا تو جائز ہے۔ ابوبکر ابن ابی نیح سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے
باپ سے کہ ابن عمرؓ سے سوال کیا گیا یومِ عرفہ کے روزے کے
بائے میں تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

يَبْدَأُ بِالصَّفَا وَيَسْتَقْبِلُ الْبَيْتَ ثُمَّ يَكْبِرُ
سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ بَيْنَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ تِسْعَةُ مَسَلِّحَاتٍ
وَصَلَاةٍ طَلَعَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَسَلَّهُ لِنَفْسِهِ وَعَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلَ
ذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ بَكْرِ سَعِيدٍ مَعَ عُمَرَ
فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ أَبُو بَكْرٍ عَنْ ابْنِ سَابِطَانَ
عُمَرَ كَانَ يَجْعَلُ النَّبِيَّ كَأَنَّهُ مَبْرُكُ الْبَعِيرِ
عَلَى فَخْذِهِ الْإِمَامُ يُعْنَى فِي الْمَرْوَةِ
أَبُو بَكْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ
أَنَّ عُمَرَ كَانَ يُكَلِّمُهُ عَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ
يَشْتَدُّ صَوْتُهُ وَيُعرفُ صَوْتُهُ بِاللَّيْلِ
وَالْيَوْمِ وَجَهَهُ أَبُو بَكْرٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ
أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانَا يَقْرَأَانِ وَهَاهُمَا مُلَانٌ بِالْحَجِّ
فَلَا يَحِلُّ مِنْهُمَا حَرَامٌ إِلَّا يَوْمَ النَّحْرِ أَبُو بَكْرٍ
عَنْ عُلُقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عُمَرَ أَنَّ جُمُعَةَ
بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بَعْرَفَاتٍ ثُمَّ وَقَفَ
أَبُو بَكْرٍ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عُمَرَ أَنَّ صَلَاتَهُمَا جُمُعَةٌ
أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّبِيِّ أَنَّ
صَلَّاهُ مَعَ عُمَرَ الْمَغْرِبَ دُونَ جُمُعَةٍ
قُلْتُ فَلَا لَابَاقُ هُوَ الْأَفْضَلُ الْخَيْرُ
وَالثَّابِتُ بَيَانُ أَنَّ لَوْ تَرَكَ رَجُلٌ الْحَجَّ
وَصَلَّى كُلَّ صَلَاةٍ فِي قِبْطِ الْمَجُودِ
جَازٍ أَبُو بَكْرٍ عَنْ ابْنِ أَبِي نَيْحٍ عَنْ
أَبِيهِ سُتَيْلِ بْنِ عَمْرِو بْنِ صَدُومٍ
يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ جُمُعَةٌ مَعَ

ج کیا تو آپ نے یہ روزہ نہیں رکھا اور میں نے ابو بکرؓ کے ساتھ
 حج کیا تو انھوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور میں نے عمرؓ
 کے ساتھ حج کیا تو انھوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور میں
 نے عثمانؓ کے ساتھ حج کیا انھوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا
 اور میں خود روزہ نہیں رکھتا اور نہ اُس کا حکم دیتا ہوں اور
 نہ اُس سے منع کرتا ہوں۔ احمد بن حنبلؓ عمرو بن میمون سے کہ
 عمرؓ بن الخطاب نے ہم کو جماعت کے ساتھ صبح کی نماز پڑھائی
 پھر وقفہ کیا اور فرمایا کہ مشرکین نہیں روانہ ہو کرتے تھے جب
 تک آفتاب طلوع نہ ہو جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ان کے خلاف کیا ہے۔ پھر (عمرؓ) آفتاب کے طلوع ہونے
 سے پہلے ہی روانہ ہو گئے۔ مالک عبد اللہ بن دینار سے وابن عمرؓ
 سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عرفہ میں لوگوں کو خطبہ دیا اور
 ان کو حج کے امور کی تعلیم دی تو مجملہ اور ارشادات کے انھوں
 نے یہ بھی کہا کہ جب تم منیٰ میں آ جاؤ تو جس نے رمی جمرہ کر لی تو
 اُس کے لئے وہ کام حلال ہو گئے جو حجاج پر حرام ہوتے ہیں بجز
 عورتوں کے اور خوشبو کے۔ کوئی شخص نہ عورتوں کو چھوئے
 اور نہ خوشبو کو یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف کر لے۔ مالکؓ
 ایک دوسری روایت میں اسی کے مثل روایت کرتے ہیں بجز اس
 کے کہ انھوں نے کہا کہ جو رمی جمرہ کر لے اور حلق یا قصر کر لے یعنی
 سرمند ڈالے یا بال کوٹ لے اور ہدیٰ کی قربانی کر لے اگر اس
 کے ساتھ ہو تو وہ حلال ہو گیا، آخر حدیث تک۔ میں کہتا ہوں
 کہ فقہاء نے قول والطیب (یعنی خوشبو کو نہ چھوئے) پر عمل
 ترک کر دیا کیونکہ اُن کے نزدیک حدیث عائشہؓ وغیرہ سے یہ بات
 صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف
 افانہ سے پہلے خوشبو لگاتی ہے۔ ابو بکر ابن اسحق سے کہ عکرمہ سے

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یصمہ وجمعت
 مع ابی بکر فلم یصمہ وجمعت مع عمر فلم
 یصمہ وجمعت مع عثمان فلم یصمہ و
 انالا اموئہ ولا امر بہ ولا آتئے عنہ
 احمد بن حنبل عن عمرو بن میمون صلی
 بنا عمر بن الخطاب ^{رضی اللہ عنہ} یجمع الصبح ثم
 وقف و قال ان المشرکین كانوا لا
 یفصنون حتى تطلع الشمس و ان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم
 ثم افاض قبل ان تطلع الشمس
 مالک عن عبد اللہ بن دینار عن ابن
 عمر ان عمر خطب الناس بعرفہ و
 علیہم امر الحج فقال لهم نیا قال اذا
 جئتم منی فم رمی الجمرۃ فقد حل
 لکم ما حرم علی الحاج الا النساء و
 الطیب لا یس احد نساء ولا طیباً حتى
 یطوف بالیت مالک فی روایۃ اخری
 مشدء الا انه قال من لے
 الجمرۃ و حلق او قصر و سخر ہدیاً
 ان کان معہ فقد حل الحدیث
 قلت ترک الفقہاء قولہ والطیب
 لما صح عندہم من حدیث عائشہ
 وغیرہا ان النبى صلی اللہ علیہ
 وسلم تطیب قبل طواف الافانہ
 ابو بکر عن ابن اسحق سئل عکرمہ

عن الإبلال من ينقطع فقال اهل رسول
 الله صلى الله عليه وسلم حتى رمى الجمره
 و أبو بكر وعمر أبو بكر عن ابراهيم كان عمر
 بن الخطاب فلما نكح شيئا حتى يرمي أبو بكر عن
 عمرو بن ميمون مجت مع عمر بن الخطاب
 في السنة التي أصيب فيها كل ذلك
 يرمي جمره العقبة من بطن الوادي
 أبو بكر عن الاسود رأيت عمر بن الخطاب
 يرمي جمره العقبة من فوقها قيل
 معناه يرمي على شيء فيها والآية
 عنك ان الاول للاستحباب والثاني
 للجواز مالك عن نافع عن ابن عمر ان
 عمر قال من صفر فليحلق ولا تشبهوا
 بالتكبير مالك عن سعيد بن المسيب
 قال عمر من عقص رأسه او صفر او لبّد
 فقد وجب عليه الحلق مالك عن نافع
 عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب قال لا يمتنع
 احد من الحاج ليالي من وراء العقبة مالك
 عن نافع زعموا ان عمر بن الخطاب كان
 يبيت رجلاً لا يدخلون الناس وراء العقبة
 أبو بكر عن جعفر عن أبيه ان النبي صلى الله
 عليه وسلم و أبو بكر وعمر كانوا يمشون الى الجمار
 أبو بكر عن السائب رأيت

سوال کیا گیا اہلال (یعنی تبلیہ) کے بارے میں کہ کب منقطع کیا
 جاتے۔ تو انھوں نے کہا کہ تبلیہ کہتے رہے ہیں رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم رمی جمرہ تک اور ابو بکرؓ و عمرؓ۔ ابو بکر ابراہیم
 سے کہ عمرؓ حج کیا کرتے تھے اور واپس آنے تک کچھ ذبح نہیں
 کیا کرتے تھے۔ ابو بکرؓ و بن میمون سے کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ
 دو سال حج کیا ان میں سے ایک سال وہ تھا جس میں ان پر زخم
 لگایا گیا تھا۔ ہر سال میں انھوں نے جمرہ عقبہ کی رمی کی بطن
 سے۔ ابو بکرؓ اسود سے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو جمرہ عقبہ
 کی رمی کرتے ہوئے دیکھا اس کے اوپر سے۔ کہا گیا کہ اس کے
 معنی یہ ہیں کہ وہ رمی کر رہے تھے کسی بلند جگہ پر (سے)۔
 اور میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ پہلا عمل استحباب
 کے لئے ہے اور سراجواز کے لئے۔ مالکؓ نافعؓ سے وہ ابن عمرؓ
 سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص بالوں کو گوندھے ہوئے ہو اس
 کو چاہیے کہ منڈوائے اور تم اہل تبلیہ کی مشابہت نہ کرو۔
 مالکؓ سعید بن المسيبؓ، عمرؓ نے فرمایا کہ جس نے سر کا جوڑا
 باندھا یا گوندھا یا گوندھے بالوں کو جایا ہو تو اس کو منڈوانا
 واجب ہے۔ مالکؓ نافعؓ سے ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے
 فرمایا کہ حاجیوں میں سے کوئی شخص منیٰ کی راتوں میں سے
 رات نہ گزارے عقبہ سے پرے۔ مالکؓ نافعؓ سے کہ انھوں نے
 گمان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب کچھ مردوں کو بھیجا کرتے تھے جو
 لوگوں کو عقبہ کے پیچھے داخل کیا کرتے تھے۔ ابو بکرؓ جعفرؓ سے وہ
 اپنے باپ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ جمار
 کی طرف پیدل جایا کرتے تھے۔ ابو بکرؓ سائبؓ سے، میں نے دیکھا

صفر کے معنی ہیں بالوں کو گوندھنا اور ان کو پیٹ کر جوڑا بنانا یعنی جو شخص بال گوندھے ہوئے ہو اس کو چاہیے کہ منڈوائے کے وقت منڈوائے اور صفر نہ کرے اور
 ولا تشہوا التلبیہ کا مطلب ہے کہ مشابہت نہ کرو بالوں کے باقی رکھنے میں اہل تبلیہ کی اور تبلیہ یہ ہے کہ اپنے سر پر گوند وغیرہ کوئی شیء نہ لگایا تاکہ بال جمع ہو جائیں پھر

عمر بن الخطاب را آری رجلاً یعقود بامر آتہ علی
بغیر فی الحجرة فعلاً بالیدرة انکار الکوبہا
مالک انہ بلغہ ان عمر بن الخطاب کان
یقف عند الحجرین وقفا طویلاً حتی یملئ
القائم ابو بکر عن سلیمان بن ربیعہ نظرنا عمر
فانے الحجرة الثالثة فرما لم ولم یقف
عند مالک عن یحیی بن سعید بلغہ ان عمر
ابن الخطاب خرج الغد من یوم النحر من اتبع
النهار شیئاً فکبر الناس بکبره ثم خرج
الثانیة من یومہ ذلک حین ارتفع النهار
فکبر فکبر الناس بکبره ثم خرج حین زالت
الشمس فکبر فکبر الناس بکبره حتی یحصل
التکبیر ویبلغ البیت فعرف الناس ان قد
یرئی ابو بکر عن عطاء ان عمر رخص للعلی
ان یتبیتوا علی منی ابو بکر عن عبد
ابن مسعود صلیت مع البقی صلی
اللہ علیہ وسلم رکعتین یعنی بمنی
و مع الی بکر و مع عمر رکعتین ابو بکر
عن عمران بن حصین و عن ابن عمر و عن
انس بن سخر من ذلک ابو بکر عن عمرو بن
شعب ان عمر جمع بمنی ابو بکر عن الزہری
ان عمر صلی بالحصبة للجمعة ولم یجمع یعنی
صلیاً بالظہر ابو بکر عن عمرو بن
دینار ان الشبی صلی اللہ علیہ
وسلم و ابابکر و عمر کانوا

عمر بن الخطاب کو کہ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنی بیوی
کو اونٹ پر بمرہ کی طرف لئے جا رہا تھا تو اس کو ڈرہ سے مارا
کیونکہ آپ نے اس عورت کے سوا ہونے کو ناپسند کیا۔ مالک ان کو یہ بات پہنچی کہ
عمر بن الخطاب حجرین کے نزدیک اتنا طویل وقوف کرتے تھے
کہ ایک کھڑا ہونے والا تھک جاتا تھا۔ ابو بکر سلیمان بن ربیعہ سے
کہ ہم نے دیکھا عمر کو وہ جمرہ ثالثہ کے پاس آتے اور اس پر
رمی کی اور اس کے پاس نہیں ٹھہرے۔ مالک یحیی بن سعید
ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمر بن الخطاب یوم نحر سے اگلے دن رمی
کے لئے نکلے جب سورج کچھ اُچھا ہو گیا تھا تو آپ نے
تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی پھر دوسری
مرتبہ اسی دن نکلے جب سورج بلند ہو گیا تھا پھر انھوں نے
تکبیر کہی اور سب لوگوں نے ان کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی۔ پھر
نکلے جب سورج ڈھل گیا تو تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کی
تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی یہاں تک کہ تکبیر کا سلسلہ منقطع ہو کر
بیت اللہ تک پہنچ جاتا پھر لوگ پہچان لیتے کہ عمر رضی کے
لئے نکلے ہیں۔ ابو بکر عطاء سے کہ عمر رضی رخصت دی چرواہوں
کو کہ وہ رات گزاریں منی کے بالائی حصہ میں۔ ابو بکر عبد اللہ
ابن مسعود سے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
دو رکعت نماز پڑھی یعنی منی میں اور ابو بکر رضی کے ساتھ اور عمر رضی
کے ساتھ دو رکعتیں۔ ابو بکر عمران بن حصین سے اور ابن عمر رضی
اور انس رضی سے اسی روایت کے مطابق۔ ابو بکر عمرو بن شعب سے
کہ عمر رضی نے نماز جمعہ پڑھی منی میں۔ ابو بکر زہری سے کہ عمر رضی
حصہ میں جمعہ کے لئے نماز پڑھی اور جمعہ نہیں پڑھا یعنی
اس کے بجائے ظہر کی نماز پڑھی۔ ابو بکر عمرو بن دینار سے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی و عمر رضی محصب میں ایک

ساعت آگے لگایا کرتے تھے۔ مالکؒ ابن عمرؓ سے کہ عمر بن الخطابؓ نے فرمایا کہ کوئی شخص حایوں میں سے اپنے اہل کی طرف نہ کوٹے یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ کیونکہ آخر نسک بیت اللہ کا طواف ہے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعیدؓ سے کہ عمر بن الخطابؓ نے ایک شخص کو کوٹایا مگر الظہران سے جس نے بیت کو وداع کیا تھا (یعنی طواف وداع نہ کیا تھا) یہاں تک کہ اس نے طواف وداع کیا (ابوبکر عطاء سے کہ عمر بن الخطابؓ نے بعد نماز فجر کے طواف کیا پھر سوار ہو گئے۔ جب ذات طویٰ پر آئے تو اترے۔ جب آفتاب طلوع ہوا اور اونچا ہوا تو دو رکعتیں پڑھیں پھر فرمایا کہ یہ دو رکعتیں دو رکعتوں کی جگہ ہیں جو طواف کے بعد نہیں پڑھی تھیں)۔ ابوبکر اور ابوداؤد حارث ابن عبد اللہ بن اوس ثقفی سے کہ میں نے عمر بن الخطابؓ سے سوال کیا ایسی عورت کے بارے میں جو بیت اللہ کا طواف کرنی چاہے پھر حائضہ ہو گئی تو فرمایا کہ اس کا آخری کام طواف بیت ہی ہونا چاہیے تو حارث نے کہا کہ اسی طرح مجھے رسول اللہ ﷺ نے فتویٰ دیا تھا تو عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تو نے اپنے دین میں شک کیا کہ تو نے مجھ سے وہ بات پوچھی جو تو رسول اللہ ﷺ سے پوچھ چکا تھا کہ دیکھے کہ میں کیا اس کے خلاف کہتا ہوں۔ ابوبکر قاسم بن محمد سے، ایسی عورت کے بارے میں جس نے بیت کی زیارت کی یوم النحر میں پھر کوچ کرنے سے پہلے حائضہ ہو گئی۔ انھوں نے کہا کہ رحم کرے اللہ تعالیٰ عمرؓ پر اصحاب محمد ﷺ علیہ وسلم کہتے تھے کہ وہ (حج سے) فارغ ہو گئی سوائے عمرؓ کے کہ وہ یہ کہتے تھے کہ اس کا آخری کام بیت کا طواف ہونا چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ اہل علم نے یہاں عمرؓ کے قول کو ترک کر دیا

يُحْصِبُونَ مالک عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب قال لا يصدرن احد من الحاج حتى يطوف بالبيت فان آخر النسك الطواف بالبيت مالک عن يحيى بن سعيد ان عمر بن الخطاب رد رجلاً من ممر الظهران لم يكن ودع البيت حتى ودع ابوبكر عن عطاء طاف عمر بن الخطاب بعد الفجر ثم ركب حتى اذا اتت ذات طوى نزل فلما طلعت الشمس وارتفعت صلت ركعتين ثم قال ركعتان مكان ركعتين ابوبكر و ابوداؤد عن الحارث بن عبد الله بن اوس الثقفى سألت عمر بن الخطاب عن المرأة تطوف بالبيت ثم تحيض فقال ليكن آخر عهدي بالبيت فقال الحارث كذلك افتاى رسول الله ﷺ عليه وسلم فقال عمر اربعت بدنيك سألتني عن شئ سألت عنه رسول الله ﷺ عليه وسلم فيما اخبره ابوبكر عن القاسم بن محمد في امرأة زارت البيت يوم النحر ثم جاء قبل الفجر قال يرحم الله عمر كان اصحاب محمد ﷺ عليه وسلم يقولون قد فرغت الا عسرا فانه كان يقول يكون آخر عهدي بالبيت قلت ترك اهل العلم قول عمر نهينا

ما ثبت عنہم من قصۃ صفیۃ وغیرہا
والاوجه عند انہا تشن لها ان تقیم
بکۃ حتی تؤدع البیت الا عند حاجۃ
لا تجد منها بداً ابو بکر عن ابن عمر ان
عمر بنی ان یحرم المحرم فی الثوب
المعویض بالورس والزعفران مالک
عن ابی الغطفان المرے ان آباءہ
طریقاً تزوج امرأة و هو محرم فرد
عمر نکاحہ ابو بکر عن ابن عمر کنا کنون
بالخلیج من البحر بالحجفة ففتنا من فیہ
وعمر ینظر الینا فلما یعیب ذک علینا
ونحن محرمون مالک عن عطاء
ابن ابی رباح ان عمر بن الخطاب
قال لیعل بن امیۃ و هو
یعمت علی عمر بن الخطاب ماء
و هو یقتل اُصْبِبْ عَلٰی رَاسِ
اُصْبِبْ فَلَنْ یَزِیْدَ اِلَّا شَعْتًا
ابو بکر عن الحسن ان عمر بن الخطاب
کان لا یرے بآسا بلجم الطیر
اذا صید لغيره یعنی فی
الاحرام ابو حنیفۃ عن ابی
سلمۃ عن رجل عن ابی ہریرۃ
مررت فی البحرین یسألون
عن لحم الصيد یریدہ الحلال
هل یصلح تلحرم ان یا کله

اس بنا پر جو ان کو صفیہ وغیرہا کے قصہ سے ثابت ہوا۔
اور میرے نزدیک زیادہ بہتر صورت یہ ہے کہ اس کے لئے
مسنون یہ ہے کہ وہ مکہ میں قیام کرے تا آنکہ طواف و دعا
کرے۔ مگر ایسی حاجت کے وقت کہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو
(رخصت ہے)۔ ابو بکر ابن عمر سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے منع کیا اس سے
کہ احرام باندھنے والا ایسے کپڑے کا احرام باندھے جو درس
اور زعفران سے رنگا ہوا ہو درس ایک گھاس ہے جس کے
پانی سے کپڑے رنگتے تھے)۔ مالک ابو غطفان مری سے کہ ان
کے باپ نے راہ چلتے ہوئے جب کہ وہ محرم تھے ایک عورت
سے نکاح کر لیا تو عمر رضی اللہ عنہ ان کے نکاح کو رد کر دیا۔ ابو بکر ابن
عمر سے کہ ہم دریا کی خلیج میں ہوتے تھے جمعہ میں اور
ہم اس میں غوطے لگاتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ ہماری طرف دیکھتے
رہتے تھے اور اس کو ہمارے لئے معیوب نہیں قرار دیتے تھے
حالانکہ ہم محرم ہوتے تھے۔ مالک عطاء بن ابی رباح سے کہ
عمر بن الخطاب نے یعل بن امیۃ سے فرمایا جب کہ وہ عمر
ابن الخطاب پر پانی ڈال رہے تھے اور وہ غسل کر رہے تھے
کہ میرے سر پر پانی (ڈال، گرا، پانی ڈالنے سے تو بال
زیادہ پر اگندہ ہوتے ہیں) یعنی احرام میں نہا نا کوئی زینت
نہیں کہ منع ہو)۔ ابو بکر حسن رضی اللہ عنہ سے کہ عمر بن الخطاب ایسے
پرندے کے گوشت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جس کو
کبھی دوسرے غیر محرم اکیلے شکار کیا ہو یعنی حالت احرام میں (محرم
کھا سکتا ہے)۔ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ابو سلمہ سے وہ ایک شخص سے وہ
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ میرا گزر بحرین میں ہوا۔ دلم کے لوگوں
نے مجھ سے سوال کیا اس شکار کے گوشت کے بارے میں جس کو
غیر محرم شکار کرے کیا وہ محرم کے لئے جائز ہے اس کو کھا لے

فَأَسْتَيْسَهُمْ بَأْسَهُ وَ فِي نَفْسِي مَنَةٌ شَيْئٌ
ثُمَّ تَدَمَّتْ عَلَى عَمْرِ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَتْ
لَهُ مَا قُلْتُ لَهُمْ فَقَالَ لَوْ قُلْتُ غَيْرَ
ذَلِكَ لَمْ تَقُلْ بَيْنَ اثْنَيْنِ مَا بَقِيَتْ
مَالِكُ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
الْهَدِيرِ أَنَّ رَأْيَ عَمْرِ بْنِ الْخَطَّابِ
يُغَيِّرُ دَوْبِعًا فِي الْغُلَيْنِ بِالسُّقْيَةِ
وَهُوَ مُحْرَمٌ مَالِكُ عَنْ أَبِي الزَّيْبِرِ
الْمَكِّيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ
عَمْرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَفَضَ فِي الْفَضِيحِ
بِكَبْشٍ وَ فِي الْغَزَالِ بَعِثَ وَ فِي
الْأَرْبِ بَعَثَ وَ فِي الْكِرْبِ بَوَّظَ
بِحُفْرَةٍ مَالِكُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ قُرَيْبٍ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى
عَمْرِ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنَّ أَجْرِي مِثْلُ
أَنَا دَصَابُ لِي فَرَسَيْنِ إِلَى ثَغْرَةٍ
خَنِيَّةٍ فَاصْبِنَا طَبِيًّا نَحْنُ مُحْرَمَانِ
فَمَاذَا نَفْعُ فَقَالَ عَمْرٌ لِرَجُلٍ إِلَى
جَنِبِهِ تَعَالَ حَتَّى أَهْكُمَ أَنَا وَ أَنْتَ
قَالَ فَكَلَّمَا عَلَيْهِ بَعِثَ فَوَلَّى
الرَّجُلُ وَ هُوَ يَقُولُ هَذَا أَمِيرُ
الْمُؤْمِنِينَ لَمْ يَسْتَلْجِ أَنْ يَكْمُ فِي
طَبِي حَتَّى دَعَا رَجُلًا يَكْمُ مَعَهُ فَسَمِعَ
عَمْرُ قَوْلَ الرَّجُلِ

تو میں نے اُن کو فکرتوں میں اُس کے کھا لینے کا دیا اور میرے دل
میں اس سے کچھ خدشہ تھا پھر میں عمر بن الخطاب کے پاس پہنچا تو اُن سے
اس کا ذکر کیا۔ تو کہا کہ اگر تو اس کے خلاف جواب دیتا تو اپنی
مدت حیات تک دو آدمیوں کے مابین بھی کچھ نہ بول سکتا
یعنی میں فتوے دینے سے روک دیتا۔ مالک ربیعہ بن عبد اللہ
ابن الہدیر سے کہ اُنھوں نے عمر بن الخطاب کو دیکھا کہ وہ
اپنے اونٹ کی چیمڑیاں توڑ کر مٹی میں ڈال رہے تھے سقیا
میں جب کہ وہ محرم تھے۔ مالک ابو زبیر مکی سے جابر بن عبد اللہ
سے کہ عمر بن الخطاب نے فیصلہ کیا، بخور (کفتار) کے بارے
کے بارے میں مینڈھے کا اور ہرن کے بارے میں بکری کا اور
خرگوش کے بارے میں بکری کے بچے کا جو ایک سال سے کم ہو
اور جنگلی چوہا لانے میں چار چیمے کا بکری کا بچہ دیا جاتے۔
مالک عبد الملک بن قریر سے محمد بن سیرین سے کہ ایک شخص
عمر بن الخطاب کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میں نے اور
میرے ایک ساتھی نے گھوڑے دوڑاتے ہوئے ایک گھاٹی کے منہ کی طرف
نیزہ بازی کی۔ تو ہم نے ایک ہرن کا شکار کر لیا اور ہم دونوں
محرم تھے تو آپ اس میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ تو عمر نے ایک
صاحب سے کہا جو اُن کے پہلو کی طرف تھے کہ آؤ میں اور تم
دونوں اس کا فیصلہ کریں تو دونوں نے فیصلہ کیا ایک
بکری دینے کا تو وہ شخص پشت پھیر کر یہ کہتا ہوا جانے لگا کہ
یہ امیر المؤمنین ہیں جو اس پر بھی قادر نہ ہوتے کہ ہرن کے
بارے میں فیصلہ کر دیں یہاں تک کہ دوسرے شخص کو بلایا
کہ وہ ان کے ساتھ مل کر فیصلہ کرے۔ اس شخص کی بات
حضرت عمر نے سن لی تو آپ نے اس (کو بلایا کہ اُس) سے فرمایا کہ

کیا تو سورۃ مائدہ پڑھ سکتا ہے؟ (یعنی تجھے یاد ہے) اُس نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تو اس شخص کو پہچانتا ہے جس نے میرے ساتھ بل کر فیصلہ کیا تو اس نے کہا نہیں۔ اس کے بعد عمرؓ نے کہا کہ اگر تو مجھے یہ خبر دیتا کہ تجھے سورۃ مائدہ یاد ہے تو میں تجھے مار کر تڑپا دیتا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں یَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّمَّنْكُمْ هَذَا يَبْلُغُ الْكَعْبَةَ ۱۵:۵۔ اے ایمان والو وحشی شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالت حرام میں ہو اور جو شخص تم میں اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اس جانور کے جس کو اُس نے قتل کیا ہے

جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں بصورتِ شہر بانی جو نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچائی جاتے۔ اور یہ عبد الرحمن بن عوفؓ ہیں۔ مالکؓ زید بن اسلم سے کہ ایک شخص عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اس نے کہا اے امیر المؤمنین، میں نے اپنے کوڑے سے چند ٹڈیاں مار دیں حالانکہ میں محرم ہوں اس کی پاداش کیا ہے؟ تو اُس سے انھوں نے کہا کہ ایک مٹھی کھانا (کسی مسکین کو) بھلا دے۔ مالکؓ یحییٰ بن سعید سے کہ ایک شخص عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اُس نے اُن سے ایک ڈنڈی کی پاداش کے بارے میں سوال کیا جس کو اُس نے محرم ہونے کی حالت میں مار دیا تھا تو عمرؓ نے کعبہ سے کہا کہ آؤ اس کا فیصلہ کریں تو کعبہؓ کہا کہ ایک درہم تو عمرؓ نے کعبہؓ کہا کہ (علوم ہوا ہے) تھا پاس بہت کم ہیں یقیناً ایک کھجور جرادہ ڈنڈی سے بہتر ہے۔ ابوہریرہؓ حکم سے وہ اہل مکہ میں کے ایک بوڑھے سے کہ ایک مکان کے اُپر ایک کبوتر تھا وہ عمرؓ کے ہاتھ پر آگرا تو انھوں نے

فَسَأَلَ هَلْ تَقْرَأُ سُورَةَ الْمَائِدَةِ قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَعْرِفُ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي حَكَمَ مَعِيَ فَقَالَ لَا فَقَالَ عُمَرُ لَوْ اخْبَرْتَنِي اَبَكْتُ تَقْرَأُ الْمَائِدَةَ لِأَجْلِكَ ضَرْبًا ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ فِيْ كِتَابِهِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّمَّنْكُمْ هَذَا يَبْلُغُ الْكَعْبَةَ وَهَذَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اسْلَمٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا امِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنِّيْ اَصْبَبْتُ جَرَادَاتٍ بِسُوْطِيْ وَاَنَا مُحْرَمٌ فَقَالَ لِعُمَرَ اَطْعِمْ قَبْضَةً مِنْ طَعَامٍ مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَأَلَ عَنْ جَرَادَةٍ قَتَلَهَا وَهُوَ مُحْرَمٌ فَقَالَ عُمَرُ لَكَعْبٍ تَقَالَ حَتَّى تَحْكُمَ فَقَالَ كَعْبٌ دَرَاهِمٌ فَقَالَ عُمَرُ لَكَعْبٍ اَبَكْتُ لَتَقْرَأَ الدَّرَاهِمَ لَتَقْرَأَ خَبْرٌ مِنْ جَرَادَةِ الْبُؤْبُورِ عَنْ اَحْمَدَ عَنْ شَيْخٍ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ اَنَّ حَمَامًا كَانَ عَلَى الْبَيْتِ فَوَرَتْ عَلَى يَدِ عُمَرَ

اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ اڑ کر مکہ والوں کے ایک گھر پر جاگرا پھر ایک سانپ نے اگر اس کو تر کو کھایا تو عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا اپنی ذات پر ایک بکری دینے کا۔ ابوبکر سعید بن مسیب سے کہ ایک شخص عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جو متمتع تھا اور اس کا دسویں کاروزہ فوت ہو گیا تھا تو انھوں نے اس سے فرمایا کہ ایک بکری ذبح کر۔ اس نے کہا کہ میرے پاس نہیں ہے تو فرمایا کہ اپنی قوم سے مانگ لے تو اس نے کہا کہ یہاں میری قوم کا کوئی شخص موجود نہیں ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے معیقب اس کو ایک بکری دیدے۔ (معیقب صحابی تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بیت المال کا افسر اعلیٰ بنایا تھا)۔ ابوبکر مجاہد سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی ہدی لے جا رہا ہو بطور تطوع کے (یعنی اللہ کے نام پر قربانی دینے کے لئے) اور وہ چوپایہ چلنے سے عاجز ہو گیا تو محرم اس کو ذبح کر دے اور اس میں سے کچھ کھاتے نہیں۔ اگر کچھ کھالے تو اس پر اسکا بدل لازم ہوگا۔ ابوبکر ابی ملیکہ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کو بیچ ہو جانے کے بعد قیام نہ کرو مگر تین دن۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے انھوں نے کہا کہ مجھے خبر دی سلیمان بن یسار نے کہ ابوبکر انصاریؓ حج کے لئے نکلے۔ جب رچشتمہؓ نلذیہ پر پہنچے جو مکہ کے راستہ میں ہے تو ان کی سواریاں گم ہو گئیں، اور اس طرح وہ یوم النحر میں عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کے پاس پہنچے اور ان سے سرگزشت بیان کی۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کیجئے جو کرنا الا کرتا ہے پھر آپ حلال ہو جائیں گے۔ پھر جب سال آئندہ حج کا زمانہ آئے تو حج کیجئے اور جو ہدی میسر آجائے وہ بیچئے۔ مالکؒ نافعؓ سے سلیمان بن یسار سے کہ ہبار بن الاسود یوم النحر میں اس وقت آئے جب کہ عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب اپنی ہدی کو

فاشار بیدہ فطار فوق علی بعض بیوت اہل مکہ فجارت حیۃ فاکلمہ ثم حکم عمر علی نفسه شاة ابوبکر عن سعید بن المسیب ان رجلاً اتے عمر متمتعاً قد فات الصوم فی العشر فقال له اذبح شاة قال لیس عندی قال سل قومک قال لیس بہنا احد من قومی قال فاعطہ یا معیقب عن شاة ابوبکر عن مجاہد قال عمر من ابدل ہدیاً تطوعاً فطیب یشکرہ المحرم ولا یأکل منہ شیئاً وان اکل فعلیہ البدل ابوبکر عن ابی ملیکہ قال عمر لا یقیموا بعد النحر الا ثلاثاً۔ مالک عن یحییٰ بن سعید انہ قال اخری سلیمان بن یسار ان ابا ایوب الانصاری خرج حاجاً حتی اذا کان بالنازیۃ من طریق مکہ افضل راحلہ وانہ قدم علی عمر بن الخطاب یوم النحر فذکر له ذک فقال عمر بن الخطاب اصنع ما یصنع المعتمر ثم قد حللت فاذا ادرکک الحج قابلاً فاحجج و ابد ما ستیسر من الہذی مالک عن نافع عن سلیمان بن یسار ان ہبار بن الاسود جاء یوم النحر وعمر بن الخطاب یشکر

ذبح کر رہے تھے اور کہا کہ اے امیر المؤمنین ہم سے تاریخ کے حساب میں چوک ہو گئی۔ ہم خیال کر رہے تھے کہ آج کا دن یوم عرفہ ہے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ تم مکہ کی طرف جاؤ اور طواف کرو تم اور جو تمھارے ساتھ ہیں اور کوئی ہدی اگر تمھارے ساتھ ہے اس کی قربانی کرو۔ پھر حلق کرو اور قصر کرو اور کوٹ جاؤ۔ پھر جب آئندہ سال آئے تو حج کرو اور ہدی لے کر آؤ جس کو تم میں ہدی نہ میسر ہو وہ تین دن روزے رکھے زمانہ حج میں اور سات روزے جب لوٹے۔ ابو بکر عطاء بن السائب سے کہ عمرؓ کسی شخص کو حکم دیتے اور وہ حدی (اونٹوں کا گانا) پڑھتا۔ ابو بکر اسلم سے کہ انھوں نے سنا عمرؓ بن الخطاب سے ایک شخص کے بارے میں جو سیح بیابان میں سفر کرتے ہوئے شتر سواروں کا گانا گایا کرتا تھا تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ شتر سوار کا تو شہ ہے۔ ابو بکر عبداللہ بن عامر سے کہ میں نے سفر کیا ہے عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ میں نے اُن کو خیمہ لگاتے ہوئے نہیں دیکھا واپسی تک۔ اُن سے کہا گیا کہ پھر کس چیز سے سایہ کا انتظام کرتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ چمڑے کا دسترخوان درخت پر ڈال دیتے اور اُس سے سایہ لیتے تھے۔ کتاب البیوع۔ مالک کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ ہمارے بازار میں کوئی تجارت نہ کرے بجز ایسے شخص کے جو دین میں سمجھ رکھتا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے مغز میں خرید و فروخت کے احکام کے علم کا واجب ہونا اُس شخص پر جو تجارت کرتا ہو۔ شافعی ابن عباسؓ سے کہ عمرؓ کو اطلاع پہنچی کہ ایک شخص نے شراب کو فروخت کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ خدا ہلاک کرے فلاں کو اس نے شراب کو بیچا۔ کیا اس کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ہلاک کرے یہود کو۔ اُن کے اوپر چربیاں حرام کی گئیں تو انھوں نے

بَدِيْهٍ فَقَالَ يَا امِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَخْطَاْنَا الْعِدَّةَ كُنَّا نَرْتَمِيْ اَنَّ اِنْدَا الْيَوْمِ يَوْمُ عَرَفَةِ فَقَالَ عُمَرُ ذَهَبَ اِلَيْكَ مَكَّةَ فَطَفُّ اَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ وَاشْعُرُوْا هَدِيًْا اِنْ كَانَ مَعَكُمْ شَيْءٌ اَحْلَقُوْا وَاَقْصِرُوْا وَاِرْجِعُوْا فَاِذَا كَانَ عَامٌ قَابِلٌ فَجُئْنَا وَاَهْدُوْا اَمِنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامٌ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً اِذَا رَجَعَ۔
ابو بکر عن عطية بن السائب كان عمر يامر رجلاً فيحمله ابو بكر عن اسلم صح عمر بن الخطاب رجلاً بغلاة من الارض وهو يتحدو بغناء الركبان فقال عمران هذا من زاد الركاب ابو بكر عن عبد الله بن عامر خرجت مع عمر بن الخطاب فماريت مبسطاً يافسطا حتى ربحه قيل له بائتي شتي كان يتقل قال كان يطرح النطع على الشجرة فيستقل به۔ كتاب البيوع مالک
ان عمر بن الخطاب قال لا يبيع في سوقنا الا من تفقه في الدين قلت معناه وجوب علم احكام البيوع على من مباشر التجارة الشافعي عن ابن عباس بلغ عمر بن الخطاب ان رجلاً باع خمراً فقال قتال الله فسلنا باع الخمر اما علم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قال الله اليهود حرمات عليهم الشحوم

فَجَلَّوْا بِأَنْبَاءِ الشَّافِعِيِّ عَنْ رَوَايَةِ
الزَّعْفَرَانِيِّ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ قَالَ الْبَيْتَانِ
بِالْخِيَارِ الْمَنْتَقِضَانِ قَالَا الشَّافِعِيُّ إِنَّ عُمَرَ
قَالَ الْبَيْعُ صَفَقَةٌ أَوْ خِيَارٌ ثُمَّ صَفَقَةٌ
الشَّافِعِيُّ جَدًّا قَالَ وَتَأْوِيلُهُ أَنَّ
الْبَيْعَ صَفَقَةً بَعْدَ لَمْ تَفْرُقْ أَوْ خِيَارًا
قُلْتُ وَيَحْتَمِلُ أَنَّ يَكُونَ مَسْنَاهُ
الْبَيْعُ أَوْ صَفَقَةً نَافِذَةً أَوْ خِيَارًا
قَالَ طَرِيقُ الْبَيْعِ الْبَيْعُ عَنِ الشَّعْبِيِّ اخَذَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَرْنًا مِنْ رَجُلٍ عَلَى
بَابِهِ ^{بَابُهُ} فَعَمِلَ عَلَيْهِ رَجُلًا فَعَطَّبَ عِنْدَ
فَخَاصَمَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ اجْعَلْ بَيْنِي وَ
بَيْنَكَ رَجُلًا فَقَالَ الرَّجُلُ لَنْ
أَرْضَى بِشَرْطِ الْعَرَاتِ فَأَتَوْا شَرِيكًا
فَقَالَ شَرْطُ عُمَرَ اخَذَتَهُ ^{بَابُهُ}
سَالِمًا وَأَنْتَ لَهُ ضَامِنٌ حَتَّى تَرُدَّهُ
صَحِيحًا سَالِمًا فَأَعْجَبَ الْقَاضِي عُمَرُ بْنُ
الْخَطَّابِ فَبَعَثَهُ قَائِمًا قُلْتُ احْتِجَّ
الشَّافِعِيُّ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ عَلَى أَنَّ الْإِخْوَةَ
بِسُوءِ الشَّرَارِ مَضْمُونٌ ^{بَابُهُ}
عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمٍ عَنْ عَطَاءِ
ابْنِ يَسَارٍ أَنَّ مَعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سَفْيَانَ
بَاعَ ^{بَابُهُ} مِنْ ذَهَبٍ أَوْ وَرَقٍ
بِأَكْثَرِ مِنْ وَزْنِهَا فَقَالَ لَهُ
أَبُو الدَّرْدَاءِ

اُس کو چلا کر روغن بنایا اور پھر اس کو فروخت کیا۔ شافعی نے ان سے زعفرانی کی روایت ہے، کہ عمر نے فرمایا کہ بیچنے اور خریدنے والا دونوں صاحب اختیار ہوتے ہیں (یعنی بیع کو نسخ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں) جب تک جدا جدا نہ ہو جائیں۔ شافعی نے کہ عمر نے فرمایا کہ بیع ایک معاملہ (سودا) ہے یا اختیار ہے۔ پھر شافعی نے اس کو ضعیف کہا زور دار طور پر۔ اگر اگر صحیح ہو تو اس کی تائید یہ ہے کہ بیع سودا کرنے کی صورت میں، اس کے بعد تفریق ہے یا خیار۔ میں کہتا ہوں کہ اور یہ احتمال بھی ہے کہ اس کے منہ یہ ہوں کہ بیع یا ایک عقد ہے نافذ ہو والا یا خیار ہے بیع کو ختم کر دینے والا۔ یہی شعبی سے کہ عمر ابن الخطاب نے ایک شخص سے ایک گھوڑا لیا قیمت چکانے کے لئے پھر اُس پر ایک شخص کو سوار کیا، پھر وہ اس شخص کے پاس ہلاک ہو گیا۔ اس پر اس شخص نے عمر سے جھگڑا کیا۔ انھوں نے کہا کہ تو میرے اور اپنے درمیان ایک شخص کو (حکم) تجویز کر لے تو اُس نے کہا کہ میں شریح عراقی پر راضی ہوں تو دونوں شریح کے پاس گئے۔ شریح نے عمر سے کہا کہ آپ نے اس سے صحیح سالم لیا تھا اور آپ اُس کے ضامن (ذمہ دار) ہیں کہ اس کو صحیح و سالم واپس کریں تو تعجب میں ڈال دیا قاضی نے عمر بن الخطاب کو تو انھوں نے شریح کو قاضی بنا کر بھیجا۔ میں کہتا ہوں کہ اس قصہ سے حجت پرکھنی ہے امام شافعی نے اس بات پر کہ خرید کے واسطے قیمت کا اندازہ لگانے کے لئے جو چیز مشتری لے گا وہ اس کی ضمانت میں ہوگی۔ مالک زید بن اسلم سے عطاء بن یسار سے کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے ایک پانی کا برتن جو سونے یا چاندی کا تھا اُس کے وزن سے زیادہ پر بیچا تو ان سے ابوالدرداء نے کہا کہ

میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ اس طرح کی بیع سے منع کرتے تھے بجز مثل بمثل کے۔ تو ان سے معاویہ نے کہا کہ میں اس طرح کی بیع میں کوئی حرج نہیں دیکھتا۔ تو ابو الدرداءؓ نے کہا کہ کون میرا طرفدار ہوگا معاویہ کے مقابلہ پر میں اس کو خبر دیتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت سے اور وہ مجھے خبر دیتا ہے اپنی رائے کی، تیرے ساتھ میں اس سرزمین میں بھی نہیں رہوں گا جہاں تو رہتا ہے۔ پھر ابو الدرداءؓ عمر بن الخطاب کے پاس پہنچے اور ان سے اس کا ذکر کیا تو عمر بن الخطاب نے معاویہ بن ابی سفیان کو لکھا کہ وہ اس قسم کی بیع نہ کرے مگر مثل بمثل اور وزن بوزن۔ مالکؒ تا فخر سے وہ ابن عمرؓ سے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیجو مگر مثل بمثل اور اس کو ایک دوسرے سے نہ بڑھاؤ نہ گھٹاؤ اور نہ بیجو چاندی کو چاندی کے بدلے میں مگر مثل بمثل اور اس کو ایک دوسرے سے نہ بڑھاؤ نہ گھٹاؤ۔ اور نہ بیجو چاندی کو سونے کے بدلے میں کہ ان میں سے ایک غائب ہو اور دوسری باقی اور اگر کوئی اتنی بھی مہلت طلب کرے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو جائے (اور وہاں سے لے آئے) تو اس کو مہلت نہ دو۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تم زیادتی میں نہ مبتلا ہو جاؤ اور زیادتی ہی ریلو (سود) ہوتی ہے۔ مالکؒ عبد اللہ بن دینار سے ابن عمرؓ سے پچھلی روایت کی طرح۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ مالک بن اوس سے کہ انھوں نے تلاش کیا چاندی کے سکوں کو ایک سو دینار کے بدلے میں کہا کہ پھر مجھے بچا را

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمنع عن مثل ہذا الا مثلاً بمثل فقال لہ معاویہ ما آراے بمثل ہذا باء فقال ابو الدرداء من کفرتی من معاویہ انا اخیبہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویخبر عن رأیہ لا اسأرتک بأرض انت بہائم قدیم ابو الدرداء علی بن الخطاب فذکر لہ ذلک فکتب عمر ابن الخطاب الی معاویہ بن ابی سفیان ان لا تبیع مثل ذلک الا مثلاً بمثل وزناً بوزن مالک عن نافع عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب قال لا تبیعوا الذہب بالذہب الا مثلاً بمثل ولا تشفوا بعضہا علی بعض ولا تبیعوا الورق بالورق الا مثلاً بمثل ولا تشفوا بعضہا علی بعض ولا تبیعوا الورق بالذہب احدہما غائب والاخر جائز وان استنظرک ان یلج بیتہ فلا تنظرہ انما افات علیکم القرآن و انما ہو الزبوا مالک عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر نحو ان ذلک مالک عن ابن شہاب عن مالک بن اوس ان التمس مرثاً بامارۃ دینار قال فدا

طلحہ بن عبید اللہ فترکوا ذنبا حتی اصطفیٰ
میتے وَاَحْذِ الذَّهَبَ یَقْبَلُهَا نَیْیَہُ شَمَّ
قَالَ حَتَّی یَا تَے خَارِیَے مَنَ الْعَابَرِیَے
وَعمر بن الخطاب یسمع فقال واللہ لا
تقارنہ حَتَّی تَاخذ مِنہ شَمَّ قَالَ قَالَ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذَّهَبُ
بِالْوَقِّ رِبْوًا إِلَّا لَمَاءُ وَلَمَاءُ وَالْبُرِّ بِالرَّ
رِبْوًا إِلَّا لَمَاءُ وَلَمَاءُ وَالنَّمْرِ بِالنَّمْرِ
رِبْوًا إِلَّا لَمَاءُ وَلَمَاءُ وَالشَّعْرِ بِالشَّعْرِ
رِبْوًا إِلَّا لَمَاءُ وَلَمَاءُ۔ ابن ماجہ
انَّ عمر قَالَ اِنَّ السَّبَّیَّ صلی اللہ
علیہ وسلم تَوَفَّی وَلَمْ یَمِیْنِ الرَّبْوَا
فَدَعَوْا الرَّبْوَا وَالرَّیْبَةَ ہَذَا
نَحْوُہُ أَبُو بکر عَنْ سعید بن المسیب
قَالَ عمر لَا تَسْلِمُوا فِی فِرَاحٍ حَتَّی
یَبْلُغَ ثَلَاثُ مَعْنَاهُ عِنْدَ مَالِکٍ وَغَیْرَہُ
لِہُنَّ عَنْ یَعْقُوبَ الزَّیْرَعِ حَتَّی یَشَدَّ الْحَبُّ
وَمِثْلُہُ یَعْقُوبُ النَّمْرِ حَتَّی یَبْدُوَ صِلَاحُہُ
وَالْإِسْلَامُ مِثْلُہَا الْإِسْتِرَاقُ قَبْلَ
وَجُودِ الْمَبِیْعِ وَمَعْنَاهُ عِنْدَ
ابن حنیفہ

طلحہ بن عبید اللہ نے توہم نے آپس میں نزخ لے کر کیا یہاں تک
کہ انھوں نے مجھ سے مال لے لیا اور انھوں نے اس سونے
(کے دیناروں) کو اپنے ہاتھوں میں اٹھائے شروع کر دیا۔ پھر
فرمایا کہ (رسکوں کی ادائیگی میں کچھ وقت لگے گا) یہاں تک کہ
میرا خزانچی جنگل سے آجائے اور عمر بن الخطاب سن رہے تھے
کہنے لگے واللہ اس سے جُدا نہ ہونا یہاں تک کہ تو اس سے واپس
کرے۔ پھر کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
سونا چاندی کے بدلے میں ربوہ ہے مگر دست بدست (یعنی
بلا توقف) اور گیہوں گیہوں کے بدلے میں ربوہ ہے مگر دست
بدست اور کھجور کھجور کے بدلے میں ربوہ ہے مگر دست بدست
اور جو بعض جو ربوہ ہے مگر دست بدست۔ ابن ماجہ کہ عمر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے
اور آپ نے ربوہ کو کھول کر بیان نہیں فرمایا تو تم سود کو چھوڑ
اور جس چیز میں سود کا شبہ ہو اُس کو بھی یہ یا اسی کی مانند۔
ابو بکر سعید بن المسیب سے کہا عمر نے کہ سلم کا معاملہ نہ کر دم
زراعت میں جب تک پوری بالیدگی تک نہ پہنچ جائے۔ میں
کہتا ہوں کہ اس کے معنی مالک وغیرہ کے نزدیک کھیتی کی
بیع سے روکنا ہے یہاں تک کہ اس کا بیج سخت ہو جائے اور
اسی کی مانند ہے پھر کھجور کی یہاں تک کہ اس کی سختی ظاہر
ہو جائے اور اسلام کے معنی یہاں پر خریدنا ہے بیع کے وجود
سے پہلے (اس کو بیع سلم کہتے ہیں) اور اس کے معنی امام ابو حنیفہ

عہ تراویح کے معنی ہیں نرمی کرنا اور ایک دوسرے کو کسی کام پر آمادہ کرنا جیسا کہ بائع اور مشتری میں اکثر اتفاق ہوتا ہے۔ اصطفیٰ معنی کے معنی ہیں کہ میرے
ساتھ بیج صرف کر لی ۱۲ عہ حامد و ہامد کے تراویح میں۔ پھر اسکی ترکیب میں نیز اسکے معنی میں اختلاف ہے اور مشہور مد کے ساتھ ہے اور یہ حال واقع ہو آ
اور اسکے معنی ہیں ہلک و ہلک یعنی بیج جائز نہیں ہے مگر اس حال میں کہ غائبین سے تقابض ہو جائے جاسے متفرق ہوتے سے پہلے ۱۲
عہ مسلمان فقہان اذیت تسلیم سے بنا تو اہم ہے اور فقہاء کی اصطلاح میں یہ معنی ہیں کہ کسی شے کی بیع کرنا اس معاہدے کے ساتھ کہ وہی جو
رقم قرض ہوگی بائع کے ہمارے شرائط کے ساتھ جو شریعت میں معتبر ہیں۔ ہندی زبان میں اس کو بدھنی کہتے ہیں اور کبھی سلف" بھی اسی معنی میں

الہی عن السلم قبل وجود السلم فیہ مالک
عن نافع عن ابن عمر ان الخطاب
قال من باع عبدا ولاء مال فاك للبائع
الا ان يشترط المبتاع روى مثل
ذلك عن ابن عمر عن النبي صلى الله
عليه وسلم وصححه البخاري وكذا الروايتان
قاله البيهقي مالک عن نافع ان حكيم
ابن حزام ابتاع طعماً امر به عمر بن الخطاب
للناس فباعه حكيم الطعام قبل ان
يستوفيه فبلغ ذلك عمر بن الخطاب
فردّه عليه قال ولا تبع طعماً ابتعته
حتى تستوفيه مالک عن ابن شهاب
عن عبد الله بن عبد الله بن عتبة بن
مسعود ان عبد الله بن مسعود ابتاع جارية
من امراء الثقفية واشترطت عليه انك
ان يعتما نه لي بالثمن الذي يبيعها به
فسأل عبد الله بن مسعود عن ذلك عمر بن
الخطاب فقال عمر بن الخطاب لا تقر بها و
فيها شرط لاحد البعوه عن ابن ابي اوفى
عننا نسكت في عهد رسول الله صلى الله
عليه وسلم وابي بكر وعمر في الخطبة
والشعر والتمر والزيت الى قوم ما هو
عندهم مالک عن يونس بن يوسف عن
سعيد بن المسيب ان عمر بن الخطاب مرّ بطاب
ابن ابي بلتعقة وهو يبيع زبباً له في السوق

کے نزدیک سلم سے روکنا ہے اس شے کے وجود میں آنے سے پہلے
جس کے بارے میں سلم کیا جاتے۔ مالک نافع سے ابن عمر
سے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی غلام کو
فروخت کیا اور اس غلام کے پاس مال ہے تو وہ بیچنے والے کا
ہے۔ بجز اس کے کہ خریدنے والا شرط کرے۔ اسی کے مثل روایت
کیا گیا ہے ابن عمر سے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بخاری نے
دونوں روایتوں کو صحیح کہلے یہ بیہقی کا قول ہے۔ مالک نافع
سے کہ حکیم بن حزام نے غلہ خریدا جس کے بارے میں عمر بن
الخطاب نے لوگوں کے لئے تقسیم کرنے کا حکم دیا تھا پھر حکیم
نے وہ غلہ فروخت کر دیا قبل اس کے کہ اس کو وصول کریں۔ یہ
بات عمر بن الخطاب تک پہنچی تو ان کو اس بیع سے روک دیا
فرمایا کہ جو غلہ تم خریدو اس کو نہ بیجو یہاں تک کہ تم اس کو وصول
کر لو (یعنی قبضہ کر لو)۔ مالک ابن شہاب سے وہ عبد اللہ بن
عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے کہ عبد اللہ بن مسعود نے ایک
جاریہ خریدی اپنی ایک ثقیفہ عورت سے اور اس نے ان پر
یہ شرط لگائی کہ اگر تم اس کو بیجو تو وہ میرے ہاتھ بیجو اس
قیمت پر جس پر تم اس کو بیجو گے۔ پھر عبد اللہ بن مسعود نے
اس کے بارے میں عمر بن الخطاب سے سوال کیا تو عمر بن
الخطاب نے فرمایا کہ اس سے قربت نہ کرنا اور اس میں شرط ہے کسی
کے لئے (اس لئے بیع تام نہیں ہوتی)۔ تبوی بن ابی اوفی سے ہم پہلی روایت
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر و عمر کے
عہد میں گینوں اور جو اور کھجور اور زیت کے بارے میں ایسی قوم
کو کہ ان کے پاس (سر دست) وہ چیز موجود نہ ہوتی تھی۔ مالک
یونس بن یوسف سے وہ سعید بن المسيب سے کہ عمر بن الخطاب کے
طالب بن ابی بلتعقہ پر اور وہ اپنی کشتی بازار میں فروخت کر رہے تھے

تو اُن سے عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ یا تو تم نرغ میں اضافہ کرو اور یا ہمارے بازار سے اٹھ جاؤ۔ شافعیؒ قاسم بن محمد سے وہ عمرؓ سے کہ ان کا گزر... حاطب پر ہوا سوق المصلیٰ میں اور ان کے سامنے دو گونیاں تھیں جن میں کشمش (سوکھے ہوئے انگور) بھری ہوتی تھی تو اُن سے ان کا بھاؤ پوچھا تو انھوں نے کہا کہ ایک درہم میں دو دُر تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ مجھ سے ایک قافلہ کا ذکر کیا گیا ہے جو طائف سے کشمش لے کر آ رہا ہے اور وہ لوگ اعتبار کرتے ہیں تمھارے بھاؤ کا تو یا تو تم اپنے بھاؤ میں اضافہ کرو اور یا اس کشمش کو اپنے گھر میں لے رکھو پھر جس طرح چاہو بیچو۔ پھر جب عمرؓ واپس ہوئے تو انھوں نے اپنے نفس سے محاسبہ کیا۔ پھر حاطب کے پاس اُن کے گھر پہنچے اور اُن سے کہا کہ جو کچھ میں نے کہا تھا وہ میری طرف سے سخت بات نہیں اور نہ کوئی فیصلہ ہے۔ وہ صرف ایک ایسی چیز ہے جس سے میں نے اہل شہر کی بھلائی کا ارادہ کیا تھا۔ سو تم جہاں چاہو اور جس طرح چاہو بیچو۔ مالکؒ کو یہ بات پہنچی کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ ہمارے بازار میں احتکاء نہ ہو گا (احتکاء یہ ہے کہ غلہ کو بیع سے روک رکھا جائے گرانے کے انتظار میں) اور جن لوگوں کے ہاتھوں میں زیادہ مال و زر ہے وہ اللہ کے اُن رزقوں کو جو ہماری بستی پر نازل ہوتے خرید ڈالنے کا قصد کر کے ہم پر تنگی نہ ڈالیں بلکہ اگر جو باہر سے مال لانے والا تکلیف کے ساتھ لا کر لایا سردی اور گرمی میں وہ عمرؓ کا ہمان ہے وہ جس طرح چاہے بیچے اور جتنا چاہے روک رکھے۔ مالکؒ اور بقویؒ کہ عمر بن الخطاب نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اُسَیْفُ ربدلے ہوئے رنگ والا) جہینہ (رقیبہ) کا اُسَیْفُ ہے یہ اپنے دین اور امانت سے اس پر راضی ہو گیا کہ

فَقَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِمَّا اَنْ تَزِيْدَ فِي السَّيْفِ وَاِمَّا اَنْ تَرْفَعَهُ مِنْ سُوْقِنَا الشَّامِ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عِمْرَانَ مَرْجُلٍ بِحَاطِبِ بَسُوْقِ الْمَصْلٰى وَبَيْنَ يَدَيْهِ غُرَارَتَانِ فِيْهَا زَبِيْبٌ فَسَالَ عَنْ سَعْرِهِ فَسَعَرَ كَمُدَّيْنِ بَكْلِ دَرْهَمٍ فَقَالَ لِهٖ عَمْرٌ قَدْ حُدِّثْتُ بِعَمْرِ مَقْلَبَةٍ مِنَ الطَّائِفِ تَحْمِلُ زَبِيْبًا وَبِهِمْ يَعْتَبِرُونَ بِسَعْرِكَ فَاَمَّا اَنْ تَرْفَعَهُ فِي السَّيْفِ وَاَمَّا اَنْ تَدْخُلَ زَبِيْبَكَ الْبَيْتَ فَبَيِّعْهُ كَيْفَ شِئْتَ فَلَمَّا رَجَعَ عَمْرٌ جَاسَبَ نَفْسَهُ ثُمَّ اَتَى حَاطِبًا فِي دَارِهِ فَقَالَ لِهٖ اِنَّ الَّذِي قُلْتُ لَيْسَ بِعَزْمَةٍ مَتٰى وَلَا قَضَاءٍ اَتَمًّا بِوَشْيِ ارْتٍ يَهْ اَنْخِيْرَ لَا اَهْلَ الْبَلَدِ فَمِثْتُ شِئْتَ فَبَيِّعْ وَكَيْفَ شِئْتَ فَبَيِّعْ مَا لَكَ اِنَّ بَلْعَهُ اَنْ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ لَا اَحْكُمُ فِي سُوْقِنَا لَا يَعْزُ رَجَالٌ بَايَ بِهِمْ فَضُولٌ مِنْ اَذْيَابِ اَلِ رِزْقِ مِنْ اَرْزَاقِ اللّٰهِ نَزَلَ بَسَاجَتَنَا فَيَحْتَكِرُوْنَهُ عَلَيْنَا وَلٰكِنْ اَيُّمَا جَالِبٍ جَلَبَ عَلٰى عَمُوْدٍ كَبَدَ فِيْ اَشْتَاءٍ وَالتَّحْيِيفِ فَذَكَكَ ضَيْفُ عَمْرٍ فَلْيَبِّعْ كَيْفَ شَاءَ وَلْيُمْسِكْ كَيْفَ شَاءَ مَا لَكَ وَالبَغْوُ اَنْ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ خَلَبَ فَقَالَ اِنْ اَلْاُسَیْفُ اُسَیْفُ جَهِيْنَةَ رَضٰى مِنْ دَشِيْنَةٍ وَاَمَانَةٍ

یوں کہا جائے کہ سب حاجیوں پر سبقت لے گیا اور اس نے لاپردہی کے ساتھ بہت قرض لے ڈالا نتیجہ یہ ہوا کہ قرض نے اس کو دیوالیہ کر دیا تو اس کے ذمہ جس جس کا قرض ہے وہ ہمارے پاس صبح کو آجائیں ہم اُس کے مال کو اُس کے قرض خواہوں پر تقسیم کرینگے۔ خبردار تم سب لوگ قرض سے بچنا اُس کا پہلا سہرا فکر اور تشویش ہے اور آخر کار لڑائی۔ مالک نے فرمایا کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمر بن الخطاب نے ایک شخص کے بارے میں جس نے دوسرے کو غلہ اس شرط پر قرض دیا تھا کہ وہ اس کو دوسرے شہر میں ادا کرے، یہ بات عمر بن الخطاب کو ناگوار ہوئی تھی فرمایا کہ ڈھونڈنے کا حق کہاں ہے؟ مالک زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ (حضرت فاروقؓ کے صاحب زادوں) عبداللہ و عبید اللہ کی جہاد عراق کے لئے روانگی اور ابو موسیٰ کا ان دونوں کو قرض دیدینا اور ان کا اس مال سے سامان خرید کر لیتے جانا اور پھر اس مال سے نفع ہونا، اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تمام لشکر کو اس نے اسی طرح قرض دیا جس طرح تمہیں دیا انھوں نے کہا کہ نہیں۔ تو عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ اُس کے پیش نظر یہ تھا کہ یہ (امیر المؤمنین کے بیٹے ہیں تو تم دونوں کو قرض دیدیا۔ تم دونوں مال کو ادا کرو اور اُس کے نفع کو بھی۔ اب عبید اللہ تو خاموش ہے۔ ہے عبید اللہ تو انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ فیصلہ تو آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اگر مال گھٹ جاتا یا ہلاک ہو جاتا تو اُس کے ضامن ہم ہی ہوتے آپؓ فرمایا نہیں اس کو ادا کرو۔ اس پر آپ کے جلسیوں میں سے ایک نے کہا کہ اے امیر المؤمنین بہتر ہوتا اگر اس کو مضاربہ قرار دیدیا جاتا۔ اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ اچھا میں اس کو مضاربہ قرار دیتا ہوں۔ تو عمرؓ نے اُس مال اور اس کا آدھا نفع لے لیا

بَانَ يَقَالَ سَبَقَ الْحَاجُّ وَانْ رَادَّانَ
مَعْرُوثًا فَاصْبِرْ قَبْدَيْنَ بِهِ فَمِنْ كَانَ
لَهُ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا بِالْفِدَاءِ نَقْسِمُ
مَالَ بَيْنَ غُرْمَانِهِ وَآيَاكُمْ وَالدِّينِ
فَإِنْ أَدَّاهُ هُمْ وَآخِرُهُ حَرْبٌ مَالِكٌ
أَنْ يَلْعَنَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ
فِي رَجُلٍ أَسْلَفَ طَعَامًا عَلَى أَنْ يُعْطِيَهُ
أَيَّاهُ فِي بَلَدٍ آخِرِ فِكْرَةٍ ذَلِكَ عُمَرُ
ابْنُ الْخَطَّابِ وَقَالَ ابْنُ الْحَمَلِ مَالِكٌ
عَنْ زَيْدِ بْنِ اسْلَمٍ عَنْ أَبِيهِ فِي تَقْصِةِ
خُرُوجِ عَبْدِ اللَّهِ وَعَبِيدِ اللَّهِ إِلَى
الْعِرَاقِ وَاسْتَلَفَ^{بِئْسَ تَارَةً} أَلْبَةَ^{وَصَلَّاهُ} مُوسَى إِيَّاهُمَا
وَاشْتَرَا هُمَا ذَكَاتٍ مَالًا مَتَاعًا وَرَبِحَا
فِي ذَلِكَ الْمَالِ قَالَ عُمَرُ أَكُلُ الْبَيْشِ
أَسْلَفَ مِثْلَ مَا اسْتَلَفْتُمَا قَالَا لَا
فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ابْنَا امِيرِ
الْمُؤْمِنِينَ فَاسْتَلَفْتُمَا آدِيَا الْمَالَ
وَرَبِحْتُمَا فَاتَا عَبْدَ اللَّهِ فَسَكَتَ
وَالْأَمِيرُ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ مَا يَنْبَغُ
لَكَ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا
لَوْ نَقَصَ الْمَالُ أَوْ هَلَكَ ضَمِيمًا
فَقَالَ آدِيَاهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ
جَلَسَاتِهِ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ جَعَلْتَهُ
قَرَضًا فَقَالَ عُمَرُ قَدْ جَعَلْتَهُ قَرَضًا
فَاخَذَ عُمَرُ رَأْسَ الْمَالِ وَنَصَفَ رُبْحَهُ

اور اس مال کا آدھا نفع ان دونوں نے لیا۔ مرنے کے بعد
حضرت عمرؓ کا اپنے بیٹوں کے نفع کا نصف حصہ مسلمانوں
کے لئے قرار دیدینے کی وجہ ان دونوں کا اپنی خوشی سے حضرت
عمرؓ کے ارشاد کو قبول کر لینا ہے۔ بخاری اور بغوی، عمرؓ نے
لوگوں سے یہ معاملہ کیا تھا کہ اگر عمرؓ نے اپنے پاس سے بیج دیا تو
پیداوار کا نصف حصہ انکا ہوگا اور اگر بیج وہ خود لائے تو اُس نصف
کے وہ خود حقدار ہوں گے۔ بغوی، صعب بن جثامہ نے کہا کہ
میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چراگاہ
نہیں ہے مگر اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے۔ زہریؒ
نے کہا اور عمرؓ بن الخطاب کی ایک چراگاہ تھی مجھے یہ خبر
پہنچی کہ وہ اس میں صدقہ کے اونٹوں کو چراتے تھے۔ مالک
اور شافعیؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن الخطاب
نے عامل بنایا چراگاہ پر، اپنے ایک آزاد کردہ کو جس کو ہتھی
کہا جاتا تھا۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ
ابن الخطاب نے چراگاہ پر عامل بنایا اپنے ایک آزاد کردہ کو جس
کو ہتھی سے پکارا جاتا تھا۔ آپ نے اُس سے کہا کہ اے ہتھی!
عام لوگوں سے اپنا ہاتھ کوتاہ رکھنا دینی درگزر کرنا اور ایذا
نہ پہنچانا، اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا کیونکہ مظلوم
کی دعا مقبول ہوتی ہے۔ اور اونٹوں اور بکریوں کے چھوٹے
گلہوں والے کو داخل ہونے دینا اور خیردار ابن عفان اور
ابن عوف کے چوپاؤں کو نہ آنے دینا کیونکہ وہ دونوں اس
حیثیت کے ہیں کہ اگر ان کا چوپایہ ہلاک ہو جاتے تو وہ اپنے
کھیتوں کی طرف رجوع کر لیں گے اور اونٹ اور بکریوں کے
چھوٹے گلے والے کا یہ حال ہوگا کہ اگر اس کا چوپایہ ہلاک ہوگا تو

وَأَنذَا نَصْفَ رَجُلٍ أَمَالٍ قَالِ الْمَرْئِي وَجِبْ
جَعَلَ عَمْرٍ نَصْفَ رَجُلٍ ابْنِ الْمُسْلِمِينَ عَمْرٍ
أَنَّهُمَا أَجَابَا قَوْلَ عَمْرٍ طَيْبَ أَنْفُسِهِمَا ابْنُ
وَالْبُغْوَى أَنَّ عَمْرٍ مَالِ النَّاسِ عَلَى أَنَّهُ
جَارَ عَمْرٍ ابْنُ عَمْرٍ مَالِ النَّاسِ عَلَى أَنَّهُ
جَارَ عَمْرٍ ابْنُ عَمْرٍ مَالِ النَّاسِ عَلَى أَنَّهُ
ابْنُ جَثَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حِجَّةَ إِلَّا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ
قَالَ الزَّهْرِيُّ وَقَدْ كَانَ لِعَمْرٍ ابْنِ الْخَطَّابِ
مَعَهُ بَلْقَيْنِ إِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ لَابِلَ الصَّدَقَةِ
مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ
أَبِيهِ أَنَّ عَمْرٍ ابْنَ الْخَطَّابِ اسْتَعْلَمَ مَوْلًى
يُقَالُ لَهُ هَتِّي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ
أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَمْرٍ ابْنَ الْخَطَّابِ
اسْتَعْلَمَ مَوْلًى لَهُ يُدْعَى هَتِّيًّا عَلَى
أَحَدِهِ فَقَالَ يَا هَتِّي لِي بِمَنْ جَانِبَكَ عَنْ
النَّاسِ وَالْآنَ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ فَإِنَّ
دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ مُجَابِيَةٌ وَأَدْخُلْ رَبَّ
الْبَصْرَةِ وَالْقَيْمَةَ وَأَيَّاكَ وَنِعْمَ ابْنُ
عَفَّانٍ وَابْنُ عَوْفٍ فَاتَّبَعَاهُ إِنَّ
تَهْلِكَ مَشِيئَتُهُمَا يَرْجِعُ إِلَى الْمَدِينَةِ
إِلَى زَرْعٍ وَنَحْلٍ وَإِنَّ رَبَّ
الْمُصْرِيَّةِ وَالْقَيْمَةَ إِنَّ تَهْلِكَ
مَشِيئَةٍ

يَا تَحِيَّةُ بَيْنِيهِ فَيَقُولُ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
 افْتَارَكُمْ اَنَا لَا اَبَاكَ فَالْمَاءُ وَ
 الْكَلَاءُ اَيُّسَرُ عَلَى مَنْ الذَّهَبُ وَ
 الْوَرَقُ وَاَيْمُ اللَّهِ اَنْهُمْ لَيَرُونَ اَنْ تَدَ
 ظِلْمُهُمْ اَتَانَا لَبَّادُهُمْ وَمِثْلُهُمْ
 قَاتِلُوا عَلَيْهِا فِي الْبَابِ بِلَيْتِهِ وَاسْلُوا
 عَلَيْهِا فِي الْإِسْلَامِ وَالَّذِي نَفْسِي
 بِيَدِهِ لَوْ لَا اَلْمَالُ الَّذِي اَحْلَى عَلَيْهِ
 فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا تَمَيَّتُ عَلَيْهِمْ مِنْ
 بِلَادِهِمْ شَيْئًا اَلْبَنُو رُوَيْ
 اَنْ عَمْرَجَةَ السَّرَفِ وَالزُّبْدَةَ ثَلَاثَ
 وَجْهِ التَّطْبِيقِ عَنِ الشَّافِعِيِّ وَ
 الْجَمْهُورِ اَنْ لَمْ يَكُنْ لِمَصْلُوحَةٍ نَفْسُهُ
 حَرَامٌ وَلَكِنْ بَيْتُ اَلْمَالِ وَلِمَصْلُوحَةٍ
 ضَعْفَةٌ الْمُسْلِمِينَ جَائِزٌ وَهُوَ مَعْنَى
 قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
 حَرَجَ إِلَّا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ اَلْبَنُو
 رُوَيْ عَنْ عَمْرٍاءَ اَقْطَعُ وَ
 اشْتَرَطَ الْعَمَارَةَ ثَلَاثَ سِنِينَ
 أَبُو بَكْرٍ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ عَمْرٍاءُ مِنْ تِلْكَ
 ذَا رَحِمَ مُحَرَّمٌ فَهُوَ حَرٌّ أَبُو بَكْرٍ عَنْ
 الزُّهْرِيِّ قَضَى أَبُو بَكْرٍ وَعَمْرٍاءُ لَمْ يَكُنْ
 فَلَاشْتَى لَهُ يَمْنَى الْهَبَةِ أَبُو بَكْرٍ عَنْ
 عُمَرَةَ بْنِ قَالِدٍ الْمَخْزُومِيِّ اَنْ رَجُلًا
 كَاتَبَ عَبْدَهُ عَلَى

وہ میرے پاس اپنی اولاد کو لے کر آجائے گا اور کہے گا کہ اے امیر
 المؤمنین کیا میں ان کو چھوڑنے والا ہوں (یعنی ان کی پرورش
 کو) میں تیری (یعنی تیرے حکم کی) پرواہ نہ کروں گا۔ تو پانی اور
 گھاس میرے لئے آسان ہے ان کو سونا پانڈی دینے سے جو
 مجھے ان کو دینا پڑے گا اور خدا کی قسم یہ لوگ ضرور خیال کرتے
 ہیں کہ (چراگاہ پر قبضہ کر کے میں نے ان پر ظلم کیا) درحقیقت یہ
 ان کے شہر ہیں اور ان ہی کے پانی ہیں ان پر تو جاہلیت میں اُنھوں
 نے قتال کیا ہے اور اسلام میں آکر اُنھوں نے ان کے بارے میں
 اطاعت قبول کر لی اور قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں
 میری جان ہے اگر یہ مال نہ ہوتا جس پر میں لوگوں کو سوار کر کے
 اللہ کے راستہ میں بھیجتا ہوں تو میں ان کے شہروں میں ایک
 باشت زمین کو بھی اپنی چراگاہ نہ بناتا۔ یعقوبی، روایت کیا گیا کہ
 عمرؓ نے چراگاہ بنایا سرف اور زبدہ کو۔ میں کہتا ہوں کہ شافعیؒ
 اور جمہور کے نزدیک وجہ تطبیق یہ ہے کہ (کسی قطعہ زمین کو)
 چراگاہ بنالینا اپنی ذاتی مصلحت کے لئے حرام ہے اور بیت المال
 کے جائزوں کے لئے اور ضعیفہ مسلمین کی مصلحت کے لئے جائز
 ہے اور یہی معنی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس
 ارشاد کے کہ کوئی چراگاہ نہیں مگر اللہ کے لئے اور اس کے رسولؐ
 کے لئے۔ یعقوبی، روایت کیا گیا عمرؓ سے کہ اُنھوں نے زمین
 جاگیر دی اور شرط کیا کہ تین سال میں اس کو سرسبز کر دیا جائے۔
 ابو بکرؓ حکم سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جو کسی ذی رحم محرم کا مالک
 ہو گا تو وہ آزاد ہے۔ ابو بکرؓ زہری سے کہ فیصلہ کیا ابو بکرؓ
 و عمرؓ نے کہ اگر قبضہ نہ کیا تو اُس کے (یعنی محبوب لڑکے)
 لئے کچھ نہیں۔ مراد لیتے ہیں یہ ہے۔ ابو بکرؓ عکرمہ بن خالد المخزومی
 سے کہ ایک شخص نے مکاتب کیا اپنے ایک غلام کو اس پر کہ

غَلَامَيْنِ يَصْنَعَانِ مِثْلَ صُنَا عِمْتِه
فَارْتَفَعَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ
إِنْ لَمْ يَنْجُكَ بَغْلَامَيْنِ يَصْنَعَانِ مِثْلَ
صُنَا عِمْتِه فَرَمَدَهُ إِلَى الرَّقِّ ابُوبَكْرٍ
عَنْ أَنَسٍ أَنَا كَتَابٌ عُمَرُ وَنَحْنُ
بَارِضٌ فَارِسٌ إِنْ لَا تَبِيعُوا السَّيْفَ فِيهَا
حَلَقَةُ نَفْصَةٍ بِالْذِّهَابِ ابُوبَكْرٍ عَنْ
حِزَامِ بْنِ هِشَامٍ الْجَرَّاحِ عَنْ
أَبِيهِ شَهِدْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
بَاطِعًا إِلَّا مِنْ أَهْلِ الْقَدَرَةِ فَمِنْ
يَزِيدَ ابُوبَكْرٍ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ أَبِي عِيَّاضٍ
قَالَ عُمَرُ إِذَا مَرَرْتُ بِمُسْتَانٍ فَكَلِّ
وَلَا تَتَغَذَّهِ ^{مِنْهُ} ابُوبَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ عُمَرُ مَنْ اخْتَرَكَ طَعَامًا شَمَّ
تَصَدَّقَ بِرَأْسِ مَالِهِ وَالرَّحْمَةُ لِمُحَمَّدٍ
عَنْ الشَّافِعِيِّ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ
كَاتَبَ غُلَامًا لَهُ عَلَى نَحْوِ أَلْفِ
أَجَلٍ فَأَرَادَ الْمَكَاتِبَ تَجْلِيلًا لِيَتَّقِيَ فَاثْنِ
أَنَسٍ مِنْ قَبُولِهِ قَالَ
لَا أَخْذُ بِهَا إِلَّا عِنْدَ تَحْلِيلِهَا فَاتَى
الْمَكَاتِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ
ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ
أَنْتَ يُرِيدُ الْمِيرَاثَ فَأَمَرَهُ

وہ ایسے دو غلام لاتے کہ وہ دونوں بھی اسی کی مانند کام کرتے
ہوں۔ (جو غلام وہ لایا وہ اس جیسا کام نہ کرتے تھے اس پر)
ان دونوں نے اپنا معاملہ عمر بن الخطاب کے سامنے پیش
کیا تو فرمایا کہ اگر یہ ایسے دو غلام تیرے پاس نہیں لایا جو اس
کے کام کی مثل کام کرتے ہوں تو اس کو پھر غلامی کی طرف کوٹا۔
ابوبکر انس سے، ہمارے پاس عمر کا خط پہنچا اور ہم سب سب
فارس میں تھے (جس میں لکھا تھا) کہ ایسی تلواروں کو نہ
فروخت کرو درہموں کے بدلے میں جن میں چاندی کا حلقہ
ہو۔ ابوبکر حزام بن ہشام الجراحی سے وہ اپنے باپ سے کہا کہ
میں عمر بن الخطاب کے پاس موجود تھا جب انھوں نے
اونٹ فروخت کیا صدقہ کے اونٹوں میں سے ”مَنْ يَزِيدُ“
(کون زیادہ دیتا ہے) کے طور پر (یعنی نیلام کیا)۔ ابوبکر
مجاہد بن ابی عیاض سے، کہا عمر نے جب تو کسی باغ سے
گزرے تو پھل کھالے اور گھڑی باندھ کر نہ لا۔ ابوبکر عبید اللہ
سے کہ عمر نے کہا کہ جس نے ہنگامہ بچنے کے لئے غلہ روکا پھر
اُس نے اصل مال اور نفع سب صدقہ کر دیا (اس پر بھی) اُس
(فعل بد) کی مکافات نہ ہوگی۔ شافعی، کہ انس بن مالک نے
اپنے ایک غلام کو مکاتب کیا ستاروں کے حساب سے ایک
معینے کی شرط پر (کہ بالاقساط ادائیگی رقم معینہ کرتا ہے) پھر
ارادہ کیا مکاتب نے اس کو جلد ادا کرنے کا تاکہ وہ آزاد ہو جا
اور انس نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں
نہیں لوں گا مگر اُس موقع پر۔ تو مکاتب نے عمر بن الخطاب
کے پاس پہنچ کر ان سے واقعہ بیان کیا۔ تو عمر نے کہا کہ
انس ارادہ کر رہا ہے میراث کا۔ تو اس کو حکم دیکر وہ مقررہ

عہ یعنی اس لئے وہ پوری رقم ایک مرتبہ نہیں لیتا کہ وہ چاہتا ہے کہ طویل عہد لگائے کہ تو مرنے تو وہ وارث بن کر تمام اذوقہ وصول کر سکے ۱۲ مترجم

مال لے لے، وہ مال اُس سے لے کر اُس کو آزاد کر دیا، اس کو فخر کیا۔ بیہقی نے باب اذا اتاہ بحق الخ میں یعنی جب مکاتب اُس کا پورا حق ادا کر دے اُس کا مقرر کردہ موقع آنے سے پہلے اور اُس کے لینے میں اُس کا نقصان نہ ہو (بیہقی ابی العوام بصری سے کہ عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا اور صلح کرانا جائز ہے مسلمانوں کے درمیان بجز ایسی صلح کے جو حرام کو حلال کر دے یا حلال کو حرام بنائے۔ شافعیؒ کہ عمرؓ بن الخطاب نے یتیم کا مال مضاربت پر دیا (یعنی ساجھے کی تجارت میں)۔ بیہقی و مروی ہے ابن عمرؓ نے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس شخص نے (کوئی سواری کا) کرایہ پر دیا اور اُس کا صاحب (یعنی کرایہ دار) ذوالحلیفہ سے گزر گیا تو اُس کا کرایہ واجب ہو گیا اور اُس پر کوئی ضمان نہیں۔ بیہقی نے کہا کہ جس چیز کو کرایہ پر لیا اس پر قبضہ کرنا مراد ہے تو اس پر کرایہ فوراً ہی واجب ہو جاتا تھا اور اُس (مالک) پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے اُس رقم کے متعلق جو کرایہ کی مقرر ہوئی ہے جب کہ وہ (پورا فاصلہ) طے نہ کرے۔ مالک اور شافعیؒ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ جس نے زندہ کیا مردہ زمین کو تو وہ اُس کی ہو گئی۔ مالک اور شافعیؒ کہ ضحاک بن خلیفہ نے عریض سے پانی کا ایک نالہ نکالا اور ارادہ کیا کہ محمد ابن مسلمہ کی زمین سے گزرا کر لے جائے محمدؐ نے انکار کر دیا تو اس کے بالے میں ضحاک نے عمرؓ بن الخطاب سے گفتگو کی تو عمرؓ نے ابن مسلمہ کو بلایا اور اس کو حکم دیا کہ اس کا راستہ چھوڑے تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ نہیں تو عمرؓ نے کہا کہ تو کیوں اپنے بھائی کو اُس کام سے روکتا ہے جو اس کو نفع پہنچا چکا حالانکہ وہ تیرے لئے بھی نافع ہے تو اس سے پانی پیتے گا اول بھی اور آخر بھی اور وہ تجھے نقصان نہیں پہنچاتا۔ پھر محمدؐ نے

فَاَخَذَ مِنْهُ وَاَعْتَقَهُ ذَكَرَ الْبَيْهَقِيُّ فِي بَابِ
اِذَا اَتَاهُ بِحَقِّهِ قَبْلَ مَجْدٍ وَلَا ضَرَرَ عَلَيْهِ فِي
اَخْذِهِ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ ابْنِ الْعَوَامِ الْبَصْرِيِّ
كُتِبَ عُمَرُ بْنُ الْاَبِيِّ مُوسَى الْاَشْعَرِيُّ رَضِيَ
عَنْهُ جَاوِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ الْاَصْلَحُ اَمَلٌ حَرَامًا
اَوْ حَرَامٌ حَلَالًا الشَّافِعِيُّ ابْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
اَعْطَى مَالَ يَتِيمٍ مُضَارَبَةً الْبَيْهَقِيُّ عَنْ ابْنِ
عُمَرَ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اَيُّهَا رَجُلُ
اَكْرَمَ كَرَاهٍ فَاَوْزَ صَاحِبُهُ ذَا الْحَلِيفَةِ
فَقَدْ وَجِبَ كَرَاهُهُ وَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ قَالَ
الْبَيْهَقِيُّ يَرِيدُ قَبْضَهُ مَا اَكْرَمَ
فَيَكُونُ عَلَيْهِ الْاَكْرَامُ حَالًا وَلَا ضَمَانَ
عَلَيْهِ نِيْمًا اَكْرَمَ اِذَا لَمْ يَتَّعِدْ تَمَلُّكًا
وَالشَّافِعِيُّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ ابْنِ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ اَيَّحَ اَرْضًا مَيْتَةً
فَهِيَ كَ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيُّ ابْنُ الضَّحَّاكِ
ابْنُ خَلِيفَةَ سَأَلَ خَلِيفَةَ لَمْ يَنْفِضْ
فَاَرَادَ اَنْ يَمْرُؤَ بِهٖ اَرْضَ مُحَمَّدِ بْنِ
مُسْلِمَةَ فَاَبَى فَنُكِّلَ فِيهِ الضَّحَّاكُ
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَفْذَا عُمَرَ ابْنِ مُسْلِمَةَ
فَاَمَرَهُ اَنْ يَنْتَحِلَ سَبِيلَهُ فَقَالَ مُحَمَّدُ
ابْنُ مُسْلِمَةَ لَا فَقَالَ لَمْ تَمْنَعْ اَنَّا كَ
مَا يَنْفَعُ وَهُوَ لَكَ نَافِعٌ تَشْرِبُ
مِنْهُ اَوَّلًا وَاٰخِرًا وَاَلَا يَفْهَرُ
فَقَالَ مُحَمَّدُ

لا فقال عمر والله ليمرن به ولو على
بطيخ الشافعي عن ابن عمر ان عمر
قال يا رسول الله اني اصبت من خيبر
مالاً لم اصب مالا قط اعجب الى
او اعظم عصبك منه فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان شئت حبست
اصله وسبكت ثمره فتصدق به عمر
انه لا يباع اصلها ولا يؤت بـ ولا يؤث
وتصدق بها في الفقراء وفي القرى
في سبيل الله وابن السبيل والضعيف
لا تجنح على من وليها ان ياكل
منها بالمعروف او يطعم تهديقه غير متبول
فيه وفي رواية غير متأثيل مالا مال
والشافعي عن مردان بن الحكم ان عمر
ابن الخطاب قال من وهب هبة
لصليته ربح او على وجه صدقة فانه
لا يرجع فيها ومن وهب هبة يراى
انه انما اراد الثواب فهو على هبته
يرجع عنها ان لم يرض فيها مال
والشافعي عن معوية بن عبد الله بن
بدر الجعفي ان اباہ اخبره انه نزل منزل
قوم بطريق الشام فوجد ممره فيها
ثلاثون ديناراً فذكر ذلك لعمر بن
الخطاب فقال عزنا على ابواب المساجد
واذكر لمن يقدم من الشام

کہا کہ نہیں تو عمر نے کہا کہ واللہ وہ ضرور اس کو گزارے گا چاہے
تیرے پیٹ کے اوپر سے گزارے۔ شافعی ابن عمر سے کہ عمر نے
کہا یا رسول اللہ مجھے خیبر سے ایسا مال حاصل ہوا کہ اتنا پسندیدہ
یا جو میرے نزدیک ایسا اعلیٰ ہو کبھی نہیں ملا تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اس کی اصل کو اپنی
ملک میں رکھو اور اس کے پھل کو فی سبیل اللہ کرو تو اس کو
عمر نے صدقہ کر دیا اس شرط کے ساتھ کہ وہ درخت نہ فروخت
کئے جائیں اور نہ ہبہ کئے جائیں اور نہ وراثت میں محسوب ہوں
اور فقرہ میں اور قریبی رشتہ داروں میں اور اللہ کی راہ میں
اور مسافروں میں اور یتیموں میں (اس کا پھل) تقسیم ہوتا
ہے اور جو اس کا متولی بنے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ
اس میں سے مناسب طور پر کھائے یا اپنے دوست کو کھلائے
بغیر اس کے کہ اس سے دو لقمہ بنے اور ایک روایت میں یہ ہے
کہ بغیر اس کے کہ مال جمع کرنے والا بنے۔ مالک اور شافعی
مردان بن الحكم سے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ جس نے
کچھ ہبہ کیا صلہ رحمی (حق قرابت) کی وجہ سے یا بطور صدقہ تو
اس سے رجوع کا حق نہیں رکھتا اور جس نے کوئی چیز ہبہ کی
یہ دیکھتے ہوتے کہ اس نے صرف ثواب کا ارادہ کیا تو وہ اپنے
ہبہ پر (مختار) ہے گا، اگر وہ اس سے خوش نہ ہو تو رجوع کر سکتا
ہے۔ مالک اور شافعی معاویہ بن عبد اللہ بن بدر الجعفی سے کہ
اس کے باپ نے اس کو خبر دی کہ وہ ایسے مقام پر اترے جہاں
(سفر میں) شام کے راستہ میں لوگ اترتے ہیں وہاں اس نے
ایک تھیلی پائی جس میں اسی دینار تھے تو اس کا ذکر عمر بن
الخطاب سے کیا تو فرمایا کہ مساجد کے دروازوں پر اس کی تعریف
کرد (یعنی کیفیت بیان کرو) اور جو لوگ شام سے آئیں ان سے اس کا ذکر کرو

سَنَةً فَإِذَا مَضَتْ السَّنَةُ فَتَأْتِي
بِهَا زَادٌ فِي رِوَايَةٍ فَإِنْ عَرَفْتَ فَذَلِكَ
وَالْأَخَرُ كَلَّمَ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا بِذَلِكَ مَا لَكَ عَنْ
ابْنِ شَهَابٍ كَأَنَّكَ عَرَفْتَ الْإِبِلَ فِي
زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ^{أَبْلًا مَوْلَاكَ شَارِحًا}
لَا يَمِثُّهَا أَحَدٌ حَتَّى إِذَا كَانَ زَمَانُ عُمَانَ
ابْنِ عَفَّانٍ أَمَرَ بِمَعْرِفَتِهَا وَتَعْرِيفِهَا فَإِذَا
جَاءَ صَاحِبُهَا أَعْلَى شَهْنَا ^{وَكَمْ كُنَّا نَسْتَأْذِنُ النَّاسَ فِيهِ} تَأْتِيكَ وَالشَّافِعِيُّ
عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سُنَيْنَ بْنِ
جَمِيلَةَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ أَنَّ وَجْدَ نَبِيٍّ ^{وَالْأَخَرُ}
فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَجَاءَ بِهِ عُمَرُ بْنُ
الْخَطَّابِ فَقَالَ مَا هَذَا عَلَى اخْتِزَامٍ لَمْ
قَالَ وَجَدْتُهَا ضَائِعَةً فَأَخَذْتُهَا فَقَالَ لِي
عَرِيفُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ رَجُلًا صَالِحًا
قَالَ كَذَلِكَ قَالَ فَمَنْ قَالَ عُمَرُ
إِذْ تَبَيَّنَ فَهُوَ حَرٌّ وَكَانَ رِوَايَةً وَعَلَيْنَا
نَفَقَتُهُ يَعْنِي لَكَ وَآلَاةٌ لِي نَعْرِفَ
وَالْقِيَامُ بِحَفِظَةِ كِتَابِ النِّكَاحِ
أَبُو بَكْرٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ
عُمَرُ لِرَجُلٍ مَا يَمْنَعُكَ مِنَ النِّكَاحِ
إِلَّا تَعْجِزٌ أَوْ فُجُورٌ أَوْ بُكْرٌ عَنْ
أَبِي سَلَمَةَ بْنِ مَحْمُودٍ عَنْ ابْنِ الْمُنْكَثَرِ
قَالَ عُمَرُ ابْتَغُوا الْغَنَى فِي
الْبَاءَةِ ^{النِّكَاحِ} الشَّافِعِيُّ

ایک سال تک۔ پھر جب سال گزر جائے تو اس پر تمہیں اختیار
ہے اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اگر وہ پہچان لی جائے تو
نہا ورنہ پھر وہ تمہاری ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہمیں ایسا ہی حکم دیا ہے۔ مالک ابن شہاب سے کہ عمر بن
الخطاب کے زمانہ میں بچھٹکتے ہوئے پھرنے والے اونٹ دوڑ
اور نسل کے لئے رُکے رہتے تھے ان سے بچنے لے جاتے تھے اور
ان کو (کام لینے کے لئے) کوئی نہیں چھوٹا تھا۔ یہاں تک کہ
جب عثمان بن عفان کا زمانہ آیا انہوں نے ان کی معرفت
اور تعریف کا حکم دیا کہ ان کے حلیہ رنگ وغیرہ کا اعلان کیا
جائے، تو جب ان کا مالک آجاتا تو اس کو دیدیتے جاتے
مالک اور شافعی ابن شہاب سے وہ روایت کرتے ہیں سنین
ابی جمیلہ سے جو بنی سلیم میں کا ایک شخص تھا کہ اُس نے ایک پڑا
ہوا بچہ پایا عمر بن الخطاب کے زمانہ میں تو وہ اس کو عمر بن
ابن الخطاب کے پاس لے کر آیا تو آپ نے فرمایا کہ تمہیں کس
بات نے آمادہ کیا اس جان کے لئے لینے پر اُس نے کہا کہ میں نے
اس کو اس حالت میں پایا کہ یہ ضائع ہونے والا تھا اس لئے
اس کو اٹھا لایا۔ اُس کے میر محمد نے کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ
مرد صالح ہے۔ فرمایا کیا واقعی ایسا ہی ہے اُس نے کہا ملوں تو
عمر بن الخطاب نے کہا جا تو یہ آزاد ہے اور تجھ کو اس کی ولایت حاصل
رہے گی اور ہمارے ذمہ اس کا خرچ ہے۔ تیرے لئے اس کی
ولایت سے یہ مراد ہے کہ اس کی مدد اور اس کی حفاظت کرتے
رہنا۔ کتاب النکاح ابوبکر طاووس سے کہ عمر بن الخطاب
سے کہا کہ نکاح سے کوئی چیز تجھے نہیں روکتی بجز عجز و نامردی
یابد کاری کے۔ ابوبکر ابراہیم بن محمد بن المنکثر سے کہ عمر بن
ابوبکر دو لختندی کو تلاش کرو نکاح میں شافعی ہم کو یہ بات بھی

ان عمر بن الخطاب قال ما رأيت مثل
مَنْ ترك النكاح بعد هذه الآية
إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُفْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ
فَضْلِهِ أَبُو بَكْرٍ عَنْ مِثْلِهِ عَنْ أَبِيهِ
قَالَ عُمَرُ لَا تَكْرَهُوا قِتْلَ تَكْمِطِ
الدِّمِيِّمْ مِنَ الرِّجَالِ فَانْهَيْتُمْ يَحْيَى
مِنْ ذَلِكَ مَا سَتَبَوْنِ أَبُو بَكْرٍ عَنْ
عَاصِمٍ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكُمْ
بِالْأَبْكَارِ مِنَ النِّسَاءِ فَانْهَيْتُمْ أَنْزَبَ
أَفْوَاهًا وَأَفْضَحَ أَرْجَاحًا وَأَرْطَقَ
بِالسَّيْرِ أَبُو بَكْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ
قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَابَقِيَ
مِنْ اخْلَاقِ الْبَجَالِيَّةِ شَيْءٌ إِلَّا
إِنِّي لَسْتُ أُبَالِي أَيْ النَّسَاءِ نَحْتُ
وَأَيْتَهُمْ أَمَحْتُ أَبُو بَكْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ عُمَرُ لَا مَنَعْنَ فِرَاجُ
ذَوَاتِ الْأَحْسَابِ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مِنْ
الْكَفَاءِ قُلْتُ وَجْهٌ يُطَبِّقُ إِنْ الْكَفَاءُ
حَقُّ الزَّوْجَةِ وَوَلَيْتُهَا لَسَلَا يَزِيهِمَا
الْعَارُ فَإِنْ أَشَقَطَا حَقَّهَا لِرِعَايَةِ
مَصْلَحَةِ دِينِيَّةٍ فَذَلِكَ مَحْبُوبٌ مُنْذَرٌ
إِلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
مَعْبُدٍ أَنَّ عُمَرَ رَدَّ نِكَاحَ امْرَأَةٍ
نَحْتُ بَغِيرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ
طَاوُسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا

عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ میں نے ایسے شخص کی مثال نہیں دیکھا
جس نے اس آیت کے بعد نکاح کو ترک کیا اِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ فَيُفْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ
(۳۲:۲۴) اگر یہ لوگ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل
سے ان کو مالدار کر دے گا۔ ابو بکر ہشام سے وہ اپنے باپ سے
کہ عمر نے فرمایا کہ اپنی نوجوان لڑکیوں کو حقیر مردوں سے نکاح
پر مجبور نہ کرو کیونکہ وہ بھی محبوب رکھتی ہیں اس باپ سے
اُس چیز کو جسے تم محبوب رکھتے ہو۔ ابو بکر عاصم سے کہا عمر
ابن الخطاب نے کہ کنواری عورتوں سے نکاح کو ترجیح دو کہ ان کے
مُند شیریں ہوتے ہیں (یعنی اچھی خوشبو والے) اور رحم کھلے
ہوتے ہوتے ہیں (حمل قبول کرنے کے لئے) اور تھوڑے سے
پر بہت راضی ہوتے والی ہوتی ہیں۔ ابو بکر محمد بن سیرین سے
کہ کہا عمر بن الخطاب نے کہ جاہلیت کے اخلاق میں سے (مجھ
میں) کوئی بات باقی نہیں رہی بجز اس کے کہ میں پروا نہیں
کرتا کہ کس قسم کی عورت سے میں نے نکاح کیا اور کس قسم کے
مرد کا نکاح کر لیا۔ ابو بکر ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے کہا عمر نے
کہ میں ضرور حسب دلی (خاندانی) عورتوں کی شرمگاہوں کو
روکوں گا مگر اکفاء (برابر کے خاندان والے لوگوں) سے۔
میں کہتا ہوں کہ (اس میں اور پچھلی حدیث میں) وجہ تطبیق
یہ ہے کہ کفاء (یعنی برابر کے خاندان کا ہونا) زوجہ کا اور
اس کے دلی کا حق ہے تاکہ ان دونوں کو عار نہ لاحق ہو۔ پھر
اگر ان دونوں نے کسی مصلحت دینیہ کی رعایت سے اپنے
حق کو ساقط کر دیا تو یہ محبوب اور پسندیدہ بات ہوگی۔ ابو بکر
عبدالرحمن بن معبد سے کہ عمر نے ایک ایسی عورت کا نکاح رد
کر دیا جس نے اپنے دلی کی اجازت کے بغیر کیا تھا۔ ابو بکر
طاووس سے کہ عمر نے کہا کہ نکاح نہیں ہوتا مگر

بولی ابو بکر عن عمرو بن ابی سفیان قال
 عمر لا ینکح المرأة الا باذن ولیها و
 ان نکحت عشرة اوباذن سلطان ابو بکر
 عن ما دس اُسے عمر بامرأة قد حملت
 فقالت تزوجنی فلا قال لے تزوجتها
 بشهادة من اُمی و اُختی ففرق بینها و
 درأ عنها الحد و قال لا نکاح الا بولی
 ابو بکر عن عمر بن خالد جمعت الطريق
 زکبا فجعلت امرأة منهم ثیث امرکا
 الے رجل من القوم غیر ولیها
 فانکحها رجلا فجعل عمر الشاک و
 المسیح ففرق بینها ابو بکر عن
 بکر تزوجت امرأة بغیر ولی و
 لا یسنه فکتب الے عمر فکتب ان
 تجلد مائة و کتب الے الامصار ای امرأة
 تزوجت بغیر ولی فجاء بمنزلة الزانیة
 ابو بکر عن ابراهیم قال عمر تتأمر
 الیتمیة فی نفسها فرضا لم ان تسکت
 مالک و الشافعی عن المسیب
 قال عمر بن الخطاب لا ینکح
 المرأة الا باذن ولیها او ذی
 الرأے من اهلها او السلطان
 مالک و الشافعی عن ابی الزبیر ان
 عمر اُسے بنکاح لم یشهد علیه
 الا رجل و امرأة

ولی کی رضا سے۔ ابو بکر عمرو بن ابی سفیان سے کہ عمر نے کہا کہ
 عورت کا نکاح نہ کیا جائے مگر اس کے ولی کی اجازت سے اگرچہ
 وہ دس نکاح کر چکی ہو یا سلطان کی اجازت سے۔ ابو بکر
 طاووس سے کہ عمر نے کہا کہ ایک عورت لائی گئی جو حاملہ تھی
 اُس نے کہا مجھ سے نکاح کیا فلاں نے پھر مرد نے کہا کہ میں نے
 اس عورت سے نکاح کیا اپنی ماں اور بہن کی شہادت پر تو آپ
 نے ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی اور ان پر حد زنا جاری
 نہیں کی اور فرمایا کہ نکاح بغیر ولی نہیں ہوتا۔ ابو بکر مکر مہربن
 خالد سے کہ شتر سواروں سے راستہ بھر گیا تھا ان میں سے
 ایک بیوہ عورت نے اپنا معاملہ (نکاح) قوم میں کے ایک شخص
 کے ساتھ متعلق کر دیا جو اس کا ولی نہیں تھا دینی اس کو اختیار
 دیدیا اُس نے اُس کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کر دیا۔ تو عمر
 نے نکاح کرنے والے اور نکاح کرانے والے کے کوڑے مارے
 اور دونوں کے درمیان تفریق کر دی۔ ابو بکر راوی میں بکر سے
 کہ ایک عورت نے نکاح کر لیا بغیر ولی کے اور بغیر گواہوں کے
 یہ واقعہ عمر کو لکھ کر بھیجا گیا تو اُسہوں نے لکھا کہ اُس کے
 ست کوڑے مارے جائیں اور شہروں میں لکھ کر بھیجا کہ جو عورت
 بغیر ولی کے نکاح کرے تو وہ بمنزلہ زانیہ کے ہے۔ ابو بکر ابراہیم
 سے کہ عمر نے کہا کہ یتیم لڑکی سے اُس کی ذات کے بارے میں
 اجازت طلب کیجئے تو اُس کی رضامندی یہ ہے کہ وہ سکوت
 کرے۔ مالک اور شافعی مسیب سے کہ عمر بن الخطاب نے
 فرمایا کہ عورت کا نکاح نہ کیا جائے مگر اُس کے ولی یا اُس کے
 اہل میں سے کسی صاحب راسی یا بادشاہ کی اجازت سے۔ مالک
 اور شافعی ابو الزبیر سے کہ عمر نے کہا کہ ایک نکاح کا واقعہ
 ذکر کیا گیا جس پر کوئی گواہ نہ تھا بجز ایک مرد اور ایک عورت

تو فرمایا کہ یہ پوشیدہ نکاح ہے اور میں اس کو جائز نہیں قرار دیتا ہوں اور اگر یہ میرے سامنے پیش آتا تو میں ضرور رحم کر دیتا۔ شافعیؒ حسن سے اور سعید بن المسیبؒ کے عمر رضی فرمایا کہ نکاح نہیں ہوتا ہوں ولی اور دو شاہد عدل کے۔ کہا شافعیؒ نے اور وہ روایت جو عطاء سے کی ہے حجاج بن ارطاة نے کہ عمر رضی نے نکاح کے بارے میں عورتوں کی شہادت کو مرد کے ساتھ جائز رکھا ہے منقطع ہے اور حجاج ایسا شخص ہے جس کی روایت حجت نہیں ہے شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ نے عمر رضی کے خطبہ میں جو جابیہ میں دیا تھا اُن کا یہ قول روایت کیا ہے اور کوئی شخص ہرگز خلوت نہ کرے کسی غیر عورت کے ساتھ کہ ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ ابوبکر حمید بن عبد الرحمنؒ سے کہا عمر رضی نے کہ خبردار کوئی مرد کسی عورت کے پاس نہ داخل ہو مگر اس صورت میں کہ وہ اس کی محرم ہو۔ کہا گیا کہ دیور (اور جیٹھ) بھی، کہا کہ دیور موت ہے۔ یہ بھی ہم سے روایت کیا گیا عمر رضی بن الخطاب کے بارے میں کہ انھوں نے ابو عبیدہؒ بن الجراح کو لکھا اِنَّمَا بَعْدَ مَجْهٍ يَهْدِيهِمْ کہ مسلمان عورتیں حُاموں میں داخل ہوتی ہیں اور اُن کے ساتھ اہل کتاب کی عورتیں ہوتی ہیں تو اس کو منع کر دو اور تم اس میں روک بن جاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ کسی ایسی عورت کے لئے جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں کہ اس کے ستر کو کوئی عورت دیکھے۔ بجز اس عورت کے جو اس کی ہم مذہب ہو۔ ابوبکر سعید بن المسیبؒ سے کہ عمر رضی نے کہا کہ جس غلام نے آزاد عورت سے نکاح کر لیا اس کا نصف آزاد ہو گیا اور جس آزاد نے باندی سے نکاح کر لیا اس کا نصف غلام ہو گیا۔ ابوبکر عمر رضی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے منع کیا اس سے کہ کوئی عیشت باندی سے نکاح کرے۔ ابوبکر

فَقَالَ لَهَا نِكَاحُ الرِّسِّ وَلَا أُجْزِئُهُ وَلَوْ تَقَدَّ مَتٌ فِيهِ لَرَجِمْتُ أَشَافِعِي عَنْ حَسَنِ وَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ عُمَرَ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ وَ شَاهِدَيْنِ عَدِلٍ قَالَ أَشَافِعِي وَ الَّذِي رَوَى حُجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ أَجَازَ شَهَادَةَ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجْلِ فِي النِّكَاحِ مُنْقَطِعٌ وَ الْحَاجُّ لَا يَتَجَبَّرُ أَشَافِعِي وَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِي خُطْبَةٍ عُمَرُ بِالْجَابِيَةِ قَوْلُهُ وَلَا يَخْلُوكَ الرَّجُلُ بِامْرَأَةٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثَهُمَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ حَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ عُمَرُ إِلَّا لَا يَلِيحُ رَجُلٌ عَلَى امْرَأَةٍ إِلَّا وَ هِيَ ذَاتُ مَحْرَمٍ مِنْهُ قِيلَ يَحْمِلُ قَالَ يَحْمِلُ الْمَوْتَ الْبَاقِي رَوَيْنَا عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ أَمَا بَعْدَ فَإِنَّ بَيْنَهُنَّ أَنَّ النِّسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ يَدْخُلْنَ الْحَمَامَاتِ وَ مَعَهُنَّ نِسَاءُ أَهْلِ الْكِتَابِ فَامْنَعْ ذَلِكَ وَ مَحَلٌّ دُونَهُ وَ فِي رِوَايَةٍ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَامْرَأَةٍ تَوْصِيَةٌ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى عَوْرَتِهَا إِلَّا أَهْلُ بِلْمَتِهَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ قَالَ عُمَرُ أَيُّمَا عَبْدٍ نَكَحَ حُرَّةً فَقَدْ أَعْتَقَ نَفْسَهُ وَ أَيُّمَا حُرٍّ نَكَحَ امْرَأَةً فَقَدْ أَرَقَّ نَفْسَهُ أَبُو بَكْرٍ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَتَزَوَّجَ الْعَرَبِيُّ الْأَمَةَ أَبُو بَكْرٍ

عن شقيق تزوج حذيفة يهودية فكتب اليه عمر أن خل سبيلها فكتب اليه ان كانت حراما خلعت سبيلها فكتب اليه اني لا ازعم انها حرام ولكن اخاف ان يغفلوا المؤمنات منهن ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم عن حذيفة بن اليمان انه تزوج يهودية باليمن فكتب اليه عمر بن الخطاب أن خل سبيلها فكتب اليه أحرأه هي يا امير المؤمنين فكتب اليه أعزم عليك ان لا تضع كتابي حتى تحل سبيلها فانه اخاف أن يقتد بك المسلمون فيخاروا نساء اهل الذمة لجهالهم وكف بذك فستنة نساء المسلمين أبو بكر عن عبيد الله بن عبد الله عن أبيه سئل عمر عن جمع الامم وابنتها من مك اليهم فقال لا أحب ان أجيزهما جميعا أبو بكر عن أبي نضرة جابر رجل الى عمر فقال ان لي وليدة وابنتها وابنتها قد أعجبتا لي فاقطعها ما قال آية اعلنت وآية رزمت ان يجرأ

شقيق سے، حذیفہ نے نکاح کیا ایک یہودی عورت سے تو ان کو عمر نے لکھا کہ اس کو چھوڑ دو تو حذیفہ نے ان کو لکھا کہ اگر حرام ہو تو میں اس کو چھوڑ دوں گا۔ پھر عمر نے ان کو لکھا کہ میں یہ نہیں سمجھتا کہ وہ حرام ہے لیکن مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ (ازواج) مومنات کو اپنے (جمال کی وجہ) سے غصہ دلائیں گی (جس سے وہ تکلیف میں مبتلا ہوں گی)۔ ابو حنیفہ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ حذیفہ بن الیمان سے کہ انھوں نے یمن میں ایک یہودیہ سے نکاح کر لیا۔ تو ان کو عمر بن الخطاب نے لکھا کہ اس کو چھوڑ دو تو انھوں نے لکھا کہ کیا وہ حرام ہے اے امیر المؤمنین تو عمر نے پھر ان کو لکھا کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ یہ میرا خط نیچے رکھنے سے پہلے اس کو چھوڑ دو۔۔۔۔۔ کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ مسلمان تمھاری اقتدار کرینگے اور وہ اہل ذمہ کی عورتوں کو ان کے جمال کی وجہ سے اختیار کرنے لگیں گے اور یہ بات مسلمان عورتوں کے مبتلا رفتہ ہونے کے لئے کافی ہے۔ ابو بکر عبداللہ ابن عبداللہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمر سے سوال کیا گیا مال اور اس کی بیٹی کو جو ملک یمن میں ہوں (یعنی دونوں کسی کی بائیاں ہوں) جمع کرنے کے بارے میں (یعنی دونوں سے جماعت کر سکتا ہے یا نہیں) تو فرمایا کہ مجھے پسند نہیں کہ دونوں کو جمع کرنے کی اجازت دوں۔ ابو بکر ابو نضرہ سے کہ ایک شخص عمر کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میری ملک میں ایک جاریہ ہے اور اس کی بیٹی ہے اور وہ دونوں مجھے بہت پسند ہیں تو کیا میں دونوں سے جماعت کر سکتا ہوں؟ تو فرمایا کہ ایک آیت (یعنی او ماملکت ایمانکھ) تو حلال کرتی ہے، اور ایک آیت (ان تجمعو الخ) حرام کرتی ہے۔

اَمْ اَنَّا قُلَّمْ اَكُنُّ اَقْرَبُ هٰذَا قُلْتُ نَازِعُ الْبَنُو
فِي ذٰلِكَ فَقَالَ قَوْلُهُ وَاَنْ تَجْمَعُوا اَخَصَّ
فِي هٰذَا الْحُكْمِ مِنْ قَوْلِهِ اَوْ اَمْلَكْتَ اِيْمَانَكُمْ لَانَ
الآيَةِ الْاُولٰٓئِ فِي بَيَانِ اَحَرَّ اَمَّ عَلَيْنَا و
قَوْلِهِ اَوْ اَمْلَكْتَ اِيْمَانَكُمْ فِي الْاَكْبَرِ مِنَ الْاَسْمَارِ
وَمِثْلُ ذٰلِكَ لَا يُمْرُ بِالْاَوَّلِ وَالْاَوَّلِ عَسَىٰ اَنْ تَقُولَ
تَعَالٰى وَاَنْ تَجْمَعُوا اَيْنَ الْاَخْتَيْنِ فِي سِيَاقِ
الْمَنْكُوحَاتِ اِنَّمَا رِيْدُ بِهِ الْجَمْعُ بِالْبَيِّنَةِ لَا اَنَّ
مَعْلُومٌ اَنْ الْجَمْعُ فِي الْبَيْتِ وَالْجَمْعُ فِي
الْمَلِكِ مِنْ غَيْرِ وَطَىٰ لَيْسَ بِمَحَرَّمٍ فَلَا يَدْ
لُّلْجَمْعِ الْمُنْعِي عَنْهُ مِنْ مَحَلٍّ وَاَمْ هُوَ اِلَّا النِّكَاحُ
فِي سِيَاقِ الْآيَةِ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَالَّذِينَ
يُمْرُ لِفَرْجِهِمْ حَافِظُونَ اِلَّا اَلْعَلَّ اَزْوَاجِهِمْ
اَوْ اَمْلَكْتَ اِيْمَانَكُمْ فِي بَيَانِ مَا اَحَلَّ اللَّهُ
فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ارَادَ اَنْ آيَةٍ و
اَنْ تَجْمَعُوا حَرَّمَ مِنْ طَرِيقِ الْقِيَاسِ
الْعَلَّةُ الْاَمَّا عَلَى الْمَنْكُوحَاتِ وَقَوْلُهُ
وَالَّذِينَ هُمْ لِفَرْجِهِمْ حَافِظُونَ اَحَلَّتْ
مِنْ جِهَةِ الْعُمُومِ وَاللَّهُ اعْلَمُ الْاَوَّلِ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ
لَهَا شَرْطُهَا قَالَ رَجُلٌ اِذَا تَطَلَّقْنَا
فَقَالَ عُمَرُ اِنْ مَقَالَعَ الْحَقِيقِ عِنْدَ
الشَّرْطِ السَّيِّئَةِ

میرا اپنا حال یہ ہے کہ میں ایسے کام کے قریب بھی جانے والا
نہ ہوں گا د جس میں منطہ حرام موجود ہو۔ تیس کہتا ہوں کہ
بنوئی نے اس میں نزاع کیا ہے۔ کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَاَنْ
تَجْمَعُوا اس حکم میں اخص ہے ارشاد اَوْ اَمْلَكْتَ اِيْمَانَكُمْ
سے کیونکہ پہلی آیت اُس کے بیان میں ہے جس کو اللہ نے ہم
پر حرام کیا ہے اور ارشاد اَوْ اَمْلَكْتَ اِيْمَانَكُمْ خوبی کے ساتھ
حکم قبول کرنے کے بارے میں ہے اور اس جیسی بات میں عموم
نہیں ہو کرتا۔ اور میرے نزدیک یہ بات ہے کہ ارشاد حق تہ
وَاَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْاَخْتَيْنِ منکوحات کے سیاق میں ہے اور
اس سے مراد لیا گیا ہے نکاح سے جمع کرنا اس لئے کہ یہ بات
واضح ہے کہ گھر میں جمع کرنا یا ملک میں جمع کرنا بغیر مجامعت
حرام نہیں ہے تو ضروری ہے کہ مجمع سے مراد وہ مجمع ہو جو منہی
ہو ایک خاص موقع سے اور وہ نکاح کے سوا سیاق آیت
میں اور کوئی موقع نہیں۔ اور ارشاد حق جل شانہ وَالَّذِينَ هُمْ
لِفَرْجِهِمْ حَافِظُونَ اِلَّا عَلَىٰ اَزْوَاجِهِمْ
اُن کے بیان میں ہے جن کو اللہ نے حلال کیا ہے۔ تو عمر بن
الخطاب کی مراد یہ تھی کہ آیت وَاَنْ تَجْمَعُوا نے منکوحات پر
قیاس حلی کے ساتھ باندیوں کو بھی حرام کر دیا اور ارشاد و
الَّذِينَ هُمْ لِفَرْجِهِمْ حَافِظُونَ نے عموم کی جہت سے حلال کیا
ہے، واللہ اعلم۔ ابو بکر عبد الرحمن بن غنم سے وہ عمر سے کہ فرمایا
کہ اُس (عورت) کے لئے اُس کی شرط (کا حق) ہے۔ مرد
نے کہا کہ جب ہم دونوں بخندہ پیشانی ملتے ہوں تو عمر رضی
کہا کہ شرط کے سامنے حقوق قطع ہو جاتے ہیں۔ یہی تھی، ہم سے

۵۰ یہ آیت مومنین کے اس وصف کے بیان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ نکاح کے بارے میں اللہ کے حکم سے کہن سے نکاح کرنا چاہتے اور کہن سے نہ کرنا
چاہتے تہاؤ نہیں کرتے اور یہ وہ ہیں کے جمع کرنے کے جواز پر دلالت نہیں کرتی (چہ جائیکہ ماں اور بیٹی کے جمع کرنے کے جواز پر دلالت کرے) ۱۲ واضح ہے کہ

م بیان دو آیتوں میں غلط ملط ہو گیا ہے۔ ایک آیت سورۃ نسا کی ہے جس کے الفاظ ہیں اَوْ اَمْلَكْتَ اِيْمَانَكُمْ اور ایک اور آیت ہے سورۃ المؤمنون کی، اس کے الفاظ ہیں اَوْ اَمْلَكْتَ اِيْمَانَكُمْ

روایت کیا گیا ہے عمر بن الخطاب سے ایک شخص کے بارے میں کہ جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے یہ شرط منظور کر لی کہ اس کو (شہر سے) باہر نہیں لے جاتے گا۔ کہا کہ عمر نے اس سے یہ شرط ہٹا دی اور فرمایا کہ عورت شوہر کے ساتھ رہتی ہے۔ ابو بکر زید بن وہبؓ کہ ہم کو عمرؓ نے لکھا کہ اعرابی (یعنی دیہات کا مرد) کسی مہاجر عورت سے نکاح نہ کرے کہ اس کو دار الهجرة سے نکال لیجائے۔ میں کہتا ہوں کہ اوزاعیؓ اور احمدؓ اور اسحاقؓ پہلے قول کی طرف گئے ہیں تو جب ارادہ کرے گا اُس کو نکال لے جانے کا تو طلاق کا حکم دیا جائے گا، اور ابو حنیفہؓ اور شافعیؓ دوسرے قول کی طرف۔ اور حدیث عمرؓ میں سے پہلا قول زیادہ قابل وثوق ہے۔ شافعیؓ عبد اللہ بن عبیدہ سے وہ عمر بن الخطاب سے کہ انھوں نے فرمایا کہ غلام دو عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے اور دو طلاق دے سکتا ہے اور باندی عدت گزارے گی دو حیض۔ پھر اگر اس کو حیض نہیں آتا تو دو مہینے یا ڈیڑھ مہینہ۔ ابو بکر حکم سے، اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اجماع کیا ہے کہ مملوک (غلام) دو سے زیادہ عورتوں کو جمع نہیں کر سکتا۔ مالکؓ اور شافعیؓ سعید بن المسیبؓ اور سلیمان بن یسارؓ کہ طلحہ اسدیہ رشید ثقفی کے نکاح میں تھی۔ اس نے اُس کو طلاق دیدی تو اُس نے اپنی عدت میں نکاح کر لیا تو اُس کے اور اُس کے شوہر کے عمر بن الخطاب نے کئی درے اُسے اور دونوں میں تفریق کر دی۔ پھر کہا عمر بن الخطاب نے کہ جو عورت اپنی عدت میں نکاح کر لے تو اگر اس کا شوہر جس سے اُس نے نکاح کیا ہے اُس کے پاس نہیں گیا تو دونوں میں تفریق کر دی جلتے پھر وہ اپنی بقیہ عدت کو پورا کرے جو پہلے شوہر سے تھی۔ پھر دوسرا شوہر اپنا

رُوینا عن عمر بن الخطاب في رجل تزوج امرأة وشرط لها ان لا يخرجها قال فخرج عنها الشرط وقال المرأة مع زوجها ابوبكر عن زيد بن وهب كتب الينا عمر ان الاعراب لا يخرج المأجرة حتى يخرجها من دار الهجرة قلت ذهب الاوزاعي واحمد واسحاق الى الاول فاذا اراد ان يخرجها امر بالطلاق وابو حنيفة والثاقفي الى الثاني والاول اوثق من حديث عمر الثاقفي عن عبد الله بن عتبة عن عمر بن الخطاب انه قال يكره العبد امر آتين ويطلق تطليقتين و تعدد الأمة فيفتين فان لم تكن تحيض فشرين او شهرا ونصحا ابو بكر عن الحكم اجمع اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم على ان المملوك لا يجمع بين النساء فوق اثنين مالهك والثاقفي عن سعيد بن المسيب وعن سليمان بن يسار ان طلحة الاسدي كانت تحت رشيد الثقفى فطلقها فتكثرت في عدتها فضرها عمر بن الخطاب وضرب زوجها بالحققة ضربات و فرق بينهما ثم قال عمر بن الخطاب ايما امرأة تكثرت في عدتها فان كان زوجها الذي تزوجها لم يدخل بها ففرق بينهما ثم اعتدت ببقية عدتها من زوجها الاول ثم كان الآخر

خَالِطًا مِّنَ الْخَطَابِ وَان كَانَ ذَلَّ
بِهَا فَرَّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ اعْتَدَتْ بَقِيَّةَ
عَدَّتْهَا مِّنْ زَوْجِهَا الْاَوَّلِ ثُمَّ اعْتَدَتْ
مِّنَ الْاٰخِرِ ثُمَّ لَا يَجْتَمِعَانِ اَبَدًا
قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ بِهَا هَرْحَا
بَمَا اسْتَحْلَ مِنْهَا قَالَ الْبَيْهَقِيُّ قَالَ
الشَّافِعِيُّ فِي الْقَدِيمِ لَا يَجْتَمِعَانِ اَبَدًا
ثُمَّ رَجَعَ وَذَكَرَ الثَّوْرِيُّ فِي جَامِعِهِ
اَنَّ عُمَرَ رَجَعَ عَنْ ذُلِّكَ مَالِكُ
عَنِ ابْنِ الزَّبِيرِ الْمَكِّيِّ اَنَّ رَجُلًا خَلَبَ
اِلَى رَجُلٍ اخْتَهَ فَذَكَرَ اَتَاهَا قَدْ
كَانَتْ اَحَدُ اثْنَتَيْنِ^{۱۷} فَبَلَغَ ذُلَّكَ عُمَرُ
ابْنُ الْخَطَّابِ فَضَرَبَ اَوْكَادَ يَضْرِبُهَا ثُمَّ
قَالَ مَالِكُ وَالتَّبَعِيَّ الْاَوْبَكِيُّ عَنْ
طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَجُلًا زَوَّجَ
اَبْنَتَهُ فَقَالَتْ اخْتَهَ اَن
اَفْضَحْتُ اَلَيْسَ قَدْ بَغَيْتُ نَاتِي
عُمَرُ فَقَالَ اَلَيْسَ قَدْ تَابَتْ قَالَ
نَعَمْ قَالَ فَتَزَوَّجْتُهَا ثَلَاثَ تَمَسَّكَ بِهِ
مَنْ قَالَ بِجَوَازِ نِكَاحِ الزَّانِيَةِ وَفِيهِ نَظَرٌ
لَاذَ يَحْتَمِلُ اَن لَّا يَكُونَ زَانِمًا مَعْلُومًا
بِالْبَيْتَانِ وَلَا رَأْيًا لِّلزَّوْجِ عَلَى
تِلْكَ الْحَالَةِ فَبُذِلَ هَذِهِ حَالَةُ عُمَيَّادٍ
وَالْاَصْلُ هُوَ اسْتِصْحَابُ
الْبَرَاءَةِ

رشتہ بیچنے والا ہوگا رشتہ بیچنے والوں میں سے۔ اور اگر وہ
اُس کے پاس جا چکا ہے تو دونوں میں تفریق کر دی جائے پھر
عورت اُس بقیہ مدت کو پورا کرے جو پہلے شوہر سے تھی پھر
دوسرے کی مدت گزارے آئندہ یہ دونوں کبھی جمع نہیں ہو سکتے
اور کہا سعید بن المسیب نے کہ عورت کو اپنے فہر کا حق ہے اُس کام کی
وجہ سے جس کو مرد نے اُس عورت کے ساتھ اپنے لئے حلال کر لیا
تھا۔ بیہقی نے کہا کہ شافعی کا قدیم قول یہ ہے کہ یہ کبھی جمع
نہیں ہوں گے پھر انھوں نے رجوع کر لیا۔ اور ثوری نے اپنی
جامعہ میں ذکر کیا ہے کہ عمر نے اس سے رجوع کر لیا۔ مالک
ابو زبیر مکی سے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے پاس اُس کی
بہن سے پیغام بھیجا۔ تو اُس نے بتایا کہ وہ عورت گناہ کر چکی
ہے۔ یہ بات عمر بن الخطاب تک پہنچ گئی تو اُس کو آپ
نے نارایا اپنے دل سے۔ پھر فرمایا تجھے یہ خبر پہنچانے سے
کیا غرض؟ ابو بکر طارق بن شہاب سے کہ ایک شخص نے
اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہا۔ تو اُس نے کہا کہ میں اس سے
ڈرتی ہوں کہ تم کو رُسوا کروں کیونکہ میں درحقیقت بُرائی
(یعنی زنا) میں مبتلا ہو چکی ہوں تو وہ عمر بن الخطاب سے پاس آیا اور
اُن سے اس بات کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا کہ کیا اُس نے توبہ
نہیں کی؟ اُس نے کہا کہ ہاں (درحقیقت ہے) تو فرمایا کہ اس کا
نکاح کر دے۔ میں کہتا ہوں کہ جو نکاح زانیہ کے جواز کے
قابل ہیں انھوں نے اسی سے محبت پکڑ لی ہے۔ اور اس میں
کلام ہے کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ اُس کا زنا شہادات
سے معلوم نہ ہوا اور اس کو (ہونے والے) شوہر نے اس
حالت میں دیکھا ہو یہ ایک (غیر واضح) اندھی حالت ہے اور
اصل (بہر نفس کیلئے) پاکدامنی کے ساتھ متصف ہونا ہے۔ (جب تک

اس کے خلاف کوئی ثبوت نہ ہو دوسرا حکم نہیں لگایا جائے گا) تو عمر بن الخطاب کے قول کے لئے اس کے سوا جس کا انھوں نے گمان کیا ہے کوئی دوسرا مصدر بھی ہو سکتا ہے۔ اور دوسری حدیث کی تاویل یہ ہے کہ جس سے روکا گیا ہے وہ اُس زانیہ کا نکاح ہے جس نے توبہ نہ کی ہو پھر جب اُس نے توبہ کر لی تو گناہ سے توبہ کرنے والا اُس شخص کی مانند ہے جس پر کوئی گناہ نہیں۔ ابو بکر عیسیٰ سے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کو پوشیدہ رکھا۔ پھر یہ اُس عورت کے گھر میں آیا جایا کرتا تھا تو اُس کو اس عورت کے ایک ہمسایہ نے دیکھا اور اس کے خلاف عمر بن الخطاب سے شکایت کی کہ اے امیر المؤمنین یہ میری ایک ہمسایہ کے پاس آتا رہا ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس نے اُس سے نکاح کیا۔ تو آپ نے اُس (مدعا علیہ) سے کہا کہ تو کیا کہتا ہے اُس نے کہا کہ میں نے عورت سے ایک تلیل ٹہر پر نکاح کیا اور اس کو مخفی رکھا۔ آپ نے کہا کہ نکاح پر تمہارا گواہ کون تھا تو اس نے کہا کہ میں نے عورت کے بعض رشتہ دار کو گواہ بنایا تھا۔ کہا کہ آپ نے ہمت لگانے والے پر حد قذف جاری نہیں کی۔ فرمایا کہ اس نکاح کا اعلان کر دو اور ان مشرک گاہوں کو دبدکاری سے بچاؤ۔ ابو بکر محمد بن سیرین سے، مجھے خبر دی گئی کہ عمر بن جب (اویسی) آواز سنئے تو ان کو ناگواری ہوئی اور اس کے بائے میں لوگوں سے پوچھتے پھر اگر کہا جاتا کہ شادی ہے یا ختنہ ہے تو کوئی باز نہ کرتے۔ بخاری، روایت کیا گیا ہے کہ عمر بن عثمانؓ کو کھانے کی دعوت دی گئی۔ دونوں نے قبول کر لی۔ جب دونوں بکھلے تو عمر بن عثمانؓ سے کہا کہ میں بیشک کھانے پر حاضر ہو گیا مگر مجھے اچھا یہ معلوم ہوا کہ نہ حاضر ہوتا۔ عثمانؓ نے کہا اور اس کی وجہ کیا ہے۔ فرمایا کہ مجھے یہ اندیشہ ہو گیا کہ کھانا ازراہ فخر و تکبر

فَلَقَوْلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَصْدَرٌ غَيْرُ الْإِذَا
الَّذِي زَعَمُوهُ وَالْحَدِيثُ الثَّانِي
تَأْوِيلُهُ أَنَّ الْمُنْهَى عَنْهُ هُوَ نِكَاحُ الزَّانِيَةِ
غَيْرِ الثَّانِيَةِ فَإِذَا تَابَتْ فَاتَّابَ
مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ عَنِ
الْحَسَنِ أَنَّ رَجُلًا تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَاسْتَرَّ
ذَلِكَ فَكَانَ يَخْتَلِفُ إِلَيْهَا فِي
مَنْزِلِهَا فَرَأَاهُ جَارٌ لَهَا فَقَدْ كَذَّبَهَا
فَخَاصَمَهُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ
يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَيَّ
جَارِيَتِي وَلَا أَعْلَمُ تَزَوَّجَهَا فَقَالَ لَا
مَا تَقُولُ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَيَّ
شَيْءٌ دُونِهَا فَأَخْفَيْتُ ذَلِكَ قَالَ فَمَنْ
شَهِدَ كَمْ قَالَ أَشْهَدْتُ بَعْضَ أَهْلِهَا
قَالَ قَبْرًا الْحَدِّ عَنْ تَارِذٍ وَقَالَ
أَعْلَنُوا إِذَا النِّكَاحَ وَحَبِّسُوا هَذِهِ
الْفِرْدَوْجَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ
سَمِعْتُ أَنَّ عُمَرَ كَانَ إِذَا سَمِعَ صَوْتًا
أَمْكُرُهُ وَسَلَّ عَنْهُ فَإِنْ قَسِيلَ عُرْسٍ
أَوْ خَتَانٍ اقْرَءَهُ الْبَنُوَّةَ رُوي أَنَّ
عُمَرَ وَعُثْمَانَ دُعِيََا إِلَى لَعَامٍ فَأَجَابَا
فَلَمَّا خَرَجَا قَالَ عُمَرُ لِعُثْمَانَ لَقَدْ شَهِدْتُ
لَعَامًا وَدِدْتُ إِلَيْهِ لَمْ أَشْهَدْ
قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ وَنَشِيتُ
أَنْ يَكُونَ جَعِلَ

مباہاتہ ابو بکر و البغوی عن ابی العنفاء
 السلی عن عمر قال لا تغالوا فی
 ہور النساء فانہا لو کانت ^{مباہاتہ و زانیۃ} مکرمۃ
 فی الدنیا او تقوی عند اللہ لکان
 احکم بہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 ما زوج بنتا من بناتہ ولا تزوج شیئا
 من نساء الا علی لثنتی عشر اوقیۃ
 ابو بکر عن ابن سیرین ان عمر رخص ان
 تصدق المرأۃ الفین انشأ فی عن محمد
 ابن سیرین ان الاشعث بن قیس صحب
 رجلا فرآہ امرأۃ فاعجبہ فتوجہ
 فی الطريق فخطبہا الاشعث
 ابن قیس فآبت ان تزوجه
 الا علی حکمہا فتزوجہا علی
 حکمہا ثم طلقہا قبل ان
 تحکم فقال اکتبی فقلت انکم
 فلانا و فلانا رقیقا کانا
 لابیہ من تلادۃ فقال
 غیہ ہو لا فآبت فأتی عمر
 فقال یا امیر المؤمنین عجزت
 ثلث مرۃ قال ما ہیں
 قال عشقت امرأۃ قال
 هذا ما لا تملک قال
 ثم تزوجتہا

نہ بنایا گیا ہو۔ ابو بکر اور بغوی ابو العنفاء سلمی سے وہ عمر سے فرمایا
 کہ عورتوں کے گہروں کی گراں مقدار نہ کرو کیونکہ یہ اگر بڑا ترقی
 کی بات ہوتی دنیا میں یا تقویٰ کی بات ہوتی اللہ کے نزدیک تو
 اس کے سب سے زیادہ حقدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے۔ آپ
 نے اپنی بیٹیوں میں سے کسی بیٹی کا نکاح نہیں کیا اور نہ اپنی ازواج
 میں سے کسی سے نکاح کا کچھ معاملہ کیا مگر بارہ اوقیہ (چاندی) پر
 (ایک اوقیہ چالیس درہم کا تھا اس لئے بارہ اوقیہ کے چار سو
 اسی درہم ہوئے۔ بعض روایات میں ساڑھے بارہ اوقیہ ہے یعنی
 پانچ سو درہم)۔ ابو بکر ابن سیرین سے کہ عمر نے اس بات کی اجازت
 دی کہ گہر دو ہزار درہم مقبوض کیا جاتے۔ شافعی رحمہ اللہ سیرین سے
 کہ اشعث بن قیس (سفر میں) ایک شخص کے ساتھ تھے۔ اٹھو
 لے اُس کی بیوی کو دیکھا تو ان کو اچھی معلوم ہوتی اس شخص
 کا راستہ میں انتقال ہو گیا تو اشعث بن قیس نے اُس کو نکاح
 کا پیغام دیا تو اُس نے نکاح سے انکار کر دیا۔ بجز اس شرط کے
 کہ گہرا اس کے حکم کے مطابق ہو گا۔ اُس نے وہ جو کچھ مانگے اس کو
 دینا ہو گا۔ اُس نے اس پر نکاح کر لیا کہ گہرا اس کے حکم کے
 مطابق ہو گا۔ پھر اس کو طلاق دیدی قبل اس کے کہ وہ
 حکم کرے۔ اس کے بعد کہا کہ حکم کر (یعنی تاکہ گہرا دیا جائے)
 اُس نے کہا کہ میں یہ حکم کرتی ہوں کہ فلاں فلاں غلام دو۔ یہ
 غلام اُس کے باپ کے مال میں سے اُس کو ملے تھے تو اُس نے
 کہا کہ ان کے بجائے اور کچھ لے لے تو اس نے انکار کر دیا تو
 وہ عمر سے پاس آئے اور کہا کہ اے امیر المؤمنین میں تین مرتبہ
 عاجز ہوا ہوں۔ فرمایا وہ کیا ہیں تو انھوں نے کہا کہ (ایک واقعہ
 یہ ہو کہ) میں ایک عورت پر عاشق ہو گیا۔ فرمایا کہ یہ ایسی بات
 ہے جس پر تمہیں اختیار نہیں ہے کہا کہ پھر میں نے اس سے نکاح کر لیا

اُس کے حکم (اختیار مہر) پر۔ پھر میں نے اُس کو طلاق دیدی پہلے اس سے کہ وہ حکم (یعنی تعیین مہر) کرے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ وہ ایک عورت ہے مسلمانوں میں سے۔ شافعیؒ نے کہا کہ عمرؓ کی مراد یہ تھی کہ اُس کا مہر عام مسلمان عورت کے برابر ہے۔ ابوبکرؓ مخفی سے اور وہ روایت کرتے ہیں عمرؓ سے اسی کے مطابق بجز اس کے کہ انھوں نے کہا کہ اُس عورت کو راضی کرو اُس کو راضی کرو۔ ابوبکرؓ ابن سیرین سے اسی طرح روایت کرتے ہیں مگر یہ کہ انھوں نے کہا کہ اُس کا مہر اُس (کے خاندان کی) عورتوں کے برابر ہوگا۔ (عمرؓ کی مراد میں یہ اختلاف واقع ہوا) مالکؒ اور شافعیؒ سعید بن المسیبؓ کہ عمرؓ بن الخطاب نے عورت کے لئے جب کہ کوئی شخص اس سے نکاح کر لے یہ فیصلہ کیا کہ جب پردے لٹکا دیئے گئے تو مہر واجب ہو گیا۔ شافعیؒ اپنے شروع کے زمانہ میں عمرؓ کے قول پر چلتے اور کہا کرتے تھے کہ عمرؓ کتاب اللہ کے بہت بڑے عالم تھے اور یہ بات جائز ہے کہ (آیت لَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمْسُوْهُنَّ مِنْ) اللہ تعالیٰ نے "اُن کو چھونے سے پہلے طلاق دیئے جانے" سے ایسی عورت مُرد لی ہو جس کی ابھی تک شوہر کے ساتھ خلوت نہ ہوتی ہو۔ پھر جدید یعنی بعد کے قول میں شافعیؒ نے اس قول کی طرف رجوع کر لیا کہ مہر کامل چھونے سے واجب ہوتا ہے اور انھوں نے آیت کے ظاہر پر عمل کیا۔ میں کہتا ہوں کہ قول عمرؓ اور آیت کے ظاہر معنی میں جمع ممکن ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب دونوں (مرد و عورت) اس بات کی تصدیق کریں کہ مرد نے عورت کو نہیں چھوا تو ظاہر کتاب پر عمل ہوگا۔ اور اگر اختلاف واقع ہو گیا) عورت نے کہا کہ مجھے چھوا ہے اور مرد نے کہا کہ میں نے اس کو نہیں چھوا تو (اب فیصلہ یوں ہوگا کہ) اگر

عَلَىٰ مَحْبُوبِهَا ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ تَحْكُمَ فَقَالَ عُمَرُ امْرَأَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ الشَّافِعِيُّ يَعْنِي هِيَ مَهْرُ امْرَأَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ الشَّافِعِيِّ عَنْ عُمَرَ نَحْوَ ذَلِكَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ أَرْضَاهَا أَرْضَاهَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ نَحْوَ ذَلِكَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ هِيَ مَهْرُ نِسَائِهَا مَالِكٌ وَ الشَّافِعِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضَىٰ بِالْمَرْأَةِ تَزْوِجَهَا الرَّجُلَ إِنَّمَا أُوجِبَتْ لِلسُّتُورِ فَقَدْ وَجِبَ الْعَهْدُ أَنْ كَانَ الشَّافِعِيُّ فِي الْقَدِيمِ يَقُولُ يَقُولُ بِقَوْلِ عُمَرَ يَقُولُ عُمَرُ أَعْلَمَ بِكِتَابِ اللَّهِ وَ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَرَادَ اللَّهُ بِأَنَّهُ طَلَّقَتْ قَبْلَ أَنْ تَمْسَ اتِّتَ لَمْ تَخْلُ بِمَيْتِهِ وَ بَيْنَ نَفْسِهَا ثُمَّ رَجَعَ فِي الْجَدِيدِ إِلَى أَنْ الْمَهْرُ إِنَّمَا يَجِبُ كَامِلًا بِالْمَيْسِرِ وَ اعْتَمَدَ عَلَىٰ ظَاهِرِ الْكِتَابِ قُلْتُ يُمْكِنُ الْجَمْعُ بَيْنَ قَوْلِ عُمَرَ وَ بَيْنَ ظَاهِرِ الْكِتَابِ فَنَقُولُ إِذَا تَصَادَقَا عَلَىٰ أَنَّهُ لَمْ يَمْسُهَا فَالْقَوْلُ بِظَاهِرِ الْكِتَابِ وَ إِنْ تَوَالَتْ مَسْنًى وَ قَالَ لَمْ أَمْسُهَا فَإِنْ

أَرْخِيتِ السُّورَ صَدَقَتْ بِمِثْنِهَا وَإِنْ
لَمْ تُرَخَّ السُّورَ صَدَقَ بِمِثْنِهَا لِأَنَّ الظَّاهِرَ
مَعْنَاهُ فِي الْمَسْئَلَةِ الْأُولَى وَمَعْنَى هَذَا
فِي الثَّانِيَةِ نَاطِقٌ هَذَا مَعْنَى قَوْلِ عُمَرَ
الْشَّافِعِيِّ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ أَبَا الْقَهْبَارِ
قَالَ لَابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّمَا كَانَتْ الثَّلَاثُ
عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِحُجْلٍ وَاحِدَةٍ وَالْبُكْرُ وَالثَّلَاثُ مِنْ
أَمْرِ عُمَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ مُسْتَمِعٌ عَنْ
طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ بَكْرٍ وَنَسْتِينَ
مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةٌ فَقَالَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّ النَّاسَ اسْتَجْلَوْا فِي
أَمْرِ كَاتٍ لِمَنْ فِيهِ أَنَا أَفْوَ أَمْضِيْنَاهُ
عَلَيْهِمْ قُلْتُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ اشْكَالٌ
قَوِيٌّ إِلَّا أَنَّ النَّسْخَ لَا يَقْتَضِي بَعْدَ وَفَاةِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْقِطَاعِ الْوَحْيِ
فَحُكْمُ الْبَغْوِيِّ لِلْعُلَمَاءِ ثَلَاثَ تَأْوِيلَاتٍ
أَحَدُهَا مَعْنَاهُ قَوْلُ الرَّجُلِ أَنْتَ طَالِقٌ
أَنْتَ طَالِقٌ أَنْتَ طَالِقٌ إِنْ قَصَصَ
الْإِيْقَاعُ بِكُلِّ لَفْظَةٍ تَقَعُ الثَّلَاثُ
وَإِنْ قَصَصَ التَّوَكُّيدَ فَوَاحِدَةٌ كَالْوَا
فِي الزَّيْنِ الْأَوَّلِ يُصَدِّقُونَ
فِي أَهْلِمْ أَرَادُوا وَاحِدَةً
فَلَمَّا رَأَى

اُن پر پردے لٹکائیے گئے تھے تو عورت کی قسم کی تصدیق کیجاتی
اور اگر پردے نہیں لٹکائے گئے تو مرد کی قسم کی تصدیق کیجاتی
کیونکہ (معنی آیت کا) ظاہر پہلی صورت میں (یعنی جب پردے
لٹکائے گئے تھے) عورت کے ساتھ ہے اور دوسری صورت میں
(یعنی جب پردے نہیں لٹکائے گئے) مرد کے ساتھ ہے۔ میرا کہنا
یہ ہے کہ عمرؓ کے ارشاد کا یہ مطلب ہے۔ شافعیؒ طاووس سے روا
کرتے ہیں کہ ابو القہبار نے ابن عباسؓ سے کہا کہ تین (طلاق)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک طلاق قرار
دی جاتی تھی اور ابو بکرؓ کے عہد میں بھی، اور عمرؓ کے ابتدائے
امارت کے تین سال تک (اسی پر عمل ہوتا رہا) تو ابن عباسؓ
نے کہا ہاں۔ مسلم طاووس سے وہ ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کے زمانہ میں اور عمرؓ کی خلافت
کے دو سال تک تین طلاق کو ایک طلاق قرار دیا جاتا تھا۔ پھر
عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ لوگوں نے عجلت کرنا شروع کر دیا
اس امر میں جس میں اُن کو مہلت دی گئی تھی تو کیوں نہ ہم
ان پر اس کو جاری کر دیں (یعنی تین طلاق کو تین ہی قرار
دیں)۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں قوی اشکال ہے کیونکہ
کسی حکم کے منسوخ ہونے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
وفات کے اور وحی کے منقطع ہونے کے بعد تصور نہیں کیا جاسکتا
اس پر بغویؒ نے علماء سے تین تاویلات نقل کی ہیں۔ ایک
یہ ہے کہ ایک شخص نے اس کے کہنے سے کہ تجھ پر طلاق تجھ پر
طلاق تجھ پر طلاق اگر ارادہ کیا ہر لفظ سے طلاق واقع کرنے
کا تو تین طلاق واقع ہوں گی اور اگر تاکید کا ارادہ کیا تو ایک
پڑے گی اور لوگوں کی ابتدائی زمانہ میں اس امر کی تصدیق
کر لی جاتی تھی کہ انھوں نے ایک کا ارادہ کیا تھا۔ پھر جب عمرؓ

عمر نے زمانہ امور اکملہ لم الزمہم الثلاث
ثانیہا معناه طلاق الرجل لغير الدخول
بہا أنت طالق ثلاثاً لفظاً واحداً ذہب
اصحاب عبد اللہ بن عباس اہل العلم اہل
وقول عمرو علیہ جمہور اہل العلم انت
ثلاثاً ثلاثاً معناه انت بنتی
کان عمر رأی واحدة فلما تتابع
الناس ألتزمہم الثلاث والأوجه
عنک ان معناه ان تو کہ تعالیٰ
الطَّلَاقَ مَرَّتَانِ یکتمل وجہین احدهما
ان یعد انت طالق ثلاثاً مرة واحدة
لانہ ارسل الکلمة دفعة واحدة و
الثانی ان یفطر الی المعنی کانه
آراد ان یقول انت طالق ثم یقول
انت طالق ثم یقول انت طالق
فاختصر کلامہ وقال انت طالق
ثلاثاً فهو دفعة واحدة فی الظاہر
ثلاث دفعات فی المعنی فکان
الناس فی زمان النبوی صلی
اللہ علیہ وسلم لم ینکشف لہم الامر
ولا سألوا النبوی صلی اللہ علیہ
وسلم عن ذلک فکانوا کثیراً ما
یزہمون الی الاحتمال الاول
وکذا کف فی زمان الصدیق

نے اپنے زمانہ میں ایسے امور کو دیکھا جو ان کو منکر معلوم ہوئے
تو انہوں نے ان پر لازم کر دیا۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ کسی
شخص کا ایسی عورت کو طلاق دینا جس کے پاس ہتھیں گیا یہ
کہہ کر کہ انت طالق ثلاثاً (تجھ پر تین طلاق یعنی) ایک ہی
لفظ کے ساتھ تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اصحاب اس طرف
گئے کہ وہ ایک طلاق ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کا قول اور اسی کی طرف
سب اہل علم گئے یہ ہے کہ وہ تین ہیں۔ تیسری تاویل یہ ہے
کہ اس (امر) کے معنی میں انت بنتی (تو مجھ سے کٹی ہوئی
ہے) عمر رضی اللہ عنہ اس کو ایک طلاق قرار دیا کرتے تھے جب لوگ
پئے درپئے ایسا کہنے لگے تو انہوں نے ان پر تین طلاق لازم
کر دیں۔ اور میرے نزدیک بہتر تو جیہ یہ ہے کہ اس کے معنی یہ
ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ دو صورتوں کا
احتمال رکھتا ہے۔ ایک ان میں سے یہ ہے کہ قول انت طالق
ثلاثاً (یعنی تجھ پر تین طلاق) کو مرتبہ واحدہ شمار کیا جائے کیونکہ
ایک ہی مرتبہ میں یہ کلمہ چلتا کیلئے۔ دوسری صورت محتملہ
یہ ہے کہ معنی پر نظر کیجئے گویا اُس نے یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ
انت طالق (تجھ پر طلاق) پھر کہتا انت طالق، پھر کہتا
انت طالق اب اُس نے کلام کو مختصر کیا اور یوں کہہ دیا
کہ انت طالق ثلاثاً تو وہ دفعہ واحدہ ہے ظاہر میں اور
تین دفعات ہوئیں معنی کے اعتبار سے تو لوگ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں اس حال میں تھے کہ ان پر اس امر کا
(یعنی دو مذکورہ وجہوں کا) انکشاف نہ ہوا تھا اور نہ انہوں
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت
کیا (کہ ایک احتمال کی تمیین ہو جاتی) تو لوگ زیادہ تر احتمال
اول کی طرف جاتے رہے اور ایسا ہی حضرت صدیق کے زمانہ میں

موتار کا پھر جب عمر کا دور آیا اور یہ مسئلہ (خصوصیت سے) اُن کے سامنے پیش ہوا تو انھوں نے معنی ثانی کے ساتھ ان کو فتوے دیا اور اس کے ساتھ تصریح کر دی اور خلاف کے لئے کوئی موقع باقی نہ چھوڑا۔ اور جو بات ہم نے کہی ہے اُس کی بہت سی نظیریں موجود ہیں جن کی اہل علم نے اسی بیخ پر تفسیر کی ہے جس بیخ پر ہم نے کی ہے۔ اُن میں سے ایک وہ حدیث ہے جس میں اُمّ ولد باندیوں کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کے زمانہ میں بیچ ہوتے رہنے کا بیان ہے پھر عمرؓ نے اس سے منع کر دیا۔ شافعیؒ مطلب ابن حنظل سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنی عورت کو انتہائی بے وقار والی طلاق دی پھر وہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچے اور ان سے اس کا ذکر کیا تو عمرؓ نے اُن سے پوچھا کہ تجھے یہ کلمہ کہنے پر کس خیال نے ابھارا تو انھوں نے کہا کہ میں بس یہ کلمہ کہہ دیا تو عمرؓ نے یہ آیت تلاوت کی **وَلَوْ أَنَّهُمْ لَمَّا نُوْثِرُوا لَعَلُّوا عَلٰٓى عٰظُوْنَ بِهٖ اَلْمَ ۝۲۶** اور اگر یہ لوگ جو کچھ ان کو نصیحت کی جاتی ہے اس پر عمل کیا کرتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور ایمان کو زیادہ سنجھنے کرنے والا ہوتا۔ (پھر) کہا کہ ایسا کہنے پر تجھے کس خیال نے ابھارا۔ انھوں نے کہا کہ بس میں نے یہ کہہ دیا تو عمرؓ نے کہا کہ اپنی بیوی کو اپنے اوپر رکھ رکھ کیونکہ ایک طلاق بائن نہیں بناتی۔ شافعیؒ سلیمان بن یسار سے کہ بنی زریق میں کے ایک شخص نے اپنی بیوی کو انتہائی بے وقار والی طلاق دی تو عمرؓ نے کہا کہ تو نے اس سے کیا ارادہ کیا تھا تو اُس نے کہا کہ کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ میں اُم پر قائم رہوں گا حالانکہ عورتیں بہت ہیں تو آپ نے اُس سے حلف لیا تو اس نے حلف کیا۔ شافعیؒ نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ عمرؓ نے عورت کو اُس پر کوٹا دیا۔ شافعیؒ نے کہا کہ اسکے قول

فَلَمَّا كَانَ عَمْرٌو رَفِعتَ اِلَيْهِ الْمَسْئَلَةَ اَقَامَهُمْ بِالْمَعْنَى اَتَانِي وَصَرَّحَ بِذَلِكَ وَلَمْ يَدْرُ مَا مَحَلُّ الْخِلَافِ وَلَمَّا قَلْنَا نَظَايِرَ كَثِيرَةً فَسَّرَ لِمَا اَبْلُ الْعِلْمُ كُنْجًا مَا فَسَّرْنَا مِنْهَا حَدِيثَ يَحْيَى اَبْنِ اَبِي هَاتِ الْاَوَّلَا فِي زَمَانِ السَّبْيِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ بَكْرٍ ثَمَّ هُنَّ عَمْرٌو الشَّافِعِيُّ عَنْ الْمَطْلَبِ ابْنِ حَنْظَلٍ اَنَّ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ الْبَسْتَةَ ثَمَّ اَتَتْ عَمْرُومَ الْخَطَابَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَا عَمْرُؤَ حَمَلَكَ عَلَيَّ ذَلِكَ فَقَالَ اَقْلَعْتُ فَنَتَلَا عَمْرٌو وَلَوْ اَنَّهُمْ لَعَلُّوا تَايُوْ عَطُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاسْتَدَّ تَشْيِيْنًا قَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَيَّ ذَلِكَ قَالَ اَقْلَعْتُ قَالَ عَمْرٌو امْسِكْ عَلَيْكَ امْرَأَتَكَ فَإِنَّ الْوَاحِدَةَ لَا تَحْبِسُ الشَّافِعِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ الْبَسْتَةَ فَقَالَ عَمْرٌو مَا رَدَّتْ بِذَلِكَ قَالَ اَتَرَانِي اُقِيمَ عَلَيَّ حَرَامٌ وَالنِّسَاءُ كَثِيرٌ وَاحْلَفَ فَمُخْلَفٌ قَالَ الشَّافِعِيُّ اَرَاهُ فَرَّطَ عَلَيْهِ قَالَ الشَّافِعِيُّ مَعْنَى قَوْلِهِ

قُلْتُ خَرَجَ مَتَى بِلَانِيَّةٍ وَتِلَادَةُ عَمْرِ الْآيَةِ
 اِنَّهُ لَوُطِّلَقَ وَلَمْ يَذْكُرِ النِّيَّةَ كَانَ خَيْرًا
 فَانْهَاطَ كَلِمَةً مَحْدُوثَةً فَلَمَّا آخَرَهُ اَنَّهُ لَمْ يَرِدْ
 بِهٖ زِيَادَةٌ عَلَی الطَّلَاقِ اَلْزَمَهُ وَاحِدَةً
 مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ الْمُسَيَّبِ بْنِ
 عَمْرِ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اَيُّهَا امْرَاةُ فَقَدْ
 زَوَّجْتَنِي فَلَمْ تَهْرُ اَيْنَ هُوَ فَانْهَاطَ تَنْتَظِرِ الرَّجْعِ
 سِنِينَ ثُمَّ تَعْتَدُ اَرْبَعَةَ اشْهُرٍ وَعَشْرًا
 ثُمَّ تَخْلُصُ قَالَ مَالِكٌ وَادْرَكْتُ بَعْضَ
 النَّاسِ يَتَكَلَّمُونَ الذَّيْءَ قَالَ بَعْضُ
 النَّاسِ عَلَی عَمْرِ بْنِ الْخَطَّابِ اِنَّ
 قَالَ يَخِيَّرُ زَوْجَهَا الْاَوَّلُ اِذَا جَاءَ
 فِي صَدْرِهَا اَوْ فِي امْرَاةٍ قَالَ
 مَالِكٌ وَبَلْغَنِي اَنَّ عَمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ
 فِي الْمَرْأَةِ يَطْلُقُهَا زَوْجُهَا وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا
 ثُمَّ يَرْجِعُهَا فَلَا يَبْلُغُهَا رَجْعَتُهُ وَقَدْ بَلْغَنُهَا
 طَلَاةً اَيَا لَمْ فَتَزَوَّجَتْ اِنَّهُ اِنْ دَخَلَ
 بِهَا زَوْجُهَا الْاٰخِرُ اَوْ لَمْ يَدْخُلْ
 بِهَا فَلَا سَبِيلَ لَزَوْجِهَا الْاَوَّلِ
 الَّذِي كَانَ طَلَّقَهَا اِلَيْهَا
 اَبُو بَكْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ
 اَنَّ عَمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ
 عَفَّانَ قَالَا فِي امْرَاةٍ الْمَفْقُودِ
 تَرَبَّصُ اَرْبَعَةَ سِنِينَ وَتَعْتَدُ
 اَرْبَعَةَ اشْهُرٍ وَ

قُلْتُ (کہ میں نے یہ کہہ دیا) کے معنی یہ ہیں کہ یہ کلمہ میری زبان سے
 بغیر کسی نیت کے نکلا ہے اور عمرؓ کے آیت کو تلاوت کرنے کا مقصد
 یہ ہے کہ وہ اگر طلاق دیتا اور نیت کا ذکر نہ کرتا تو بہتر ہوتا کیونکہ
 وہ (بجائے) ایک بنایا ہوا کلمہ ہے تو جب اُس نے خبر دی کہ
 اس نے اس کلمہ سے طلاق پر زیادتی کا ارادہ نہیں کیا تھا تو
 اس پر ایک طلاق لازم کی۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید بن المسیبؒ
 کہ عمرؓ بن الخطابؓ نے فرمایا کہ جس عورت کا شوہر گم ہو جاتے
 اور وہ نہیں جانتی کہ وہ کہاں ہے تو وہ چار سال انتظار کرے
 پھر چار مہینے دس دن کی مدت گزارے اس کے بعد حلال
 ہو جائے گی۔ مالکؒ نے کہا اور میں نے بعض ایسے لوگوں کو پایا
 ہے جو اس بات کا انکار کرتے ہیں جس کو بعض لوگوں نے عمرؓ
 ابن الخطابؓ کی طرف منسوب کیا ہے کہ انھوں نے پہلے شوہر کو
 اختیار دیا ہے جب وہ آجاتے اُس عورت کے گھر یا اپنی عورت
 میں رکھ دے چاہے اپنے دیتے ہوئے گھر لے لے یا عورت کو
 لیجاتے) اور مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک ایسی عورت کے
 بائے میں جس کو اُس کا شوہر اس حال میں طلاق دیتا ہے کہ
 کہ وہ اس سے غائب ہے (یعنی کسی دوسرے شہر میں ہے) پھر
 اس سے مراجعت کر لیتا ہے مگر اس مراجعت کی اطلاع اس عورت
 کو نہ پہنچی اور طلاق کی پہنچ چکی تھی، پھر اس عورت نے
 نکاح کر لیا تو عمرؓ بن الخطابؓ نے فرمایا کہ اب تو دوسرا شوہر
 اُس کے پاس گیا ہو یا نہ گیا ہو پہلے شوہر کے پاس جس نے
 اس کو طلاق دیدی تھی اس عورت کے جانے کی کوئی راہ
 نہیں ہے۔ ابو بکر سعید بن المسیبؒ سے کہ عمرؓ بن الخطابؓ اور
 عثمانؓ بن عفانؓ دونوں نے گم شدہ شوہر کی بیوی کے بارے
 میں حکم دیا کہ چار سال انتظار کرے اور پھر چار مہینے دس دن مدت

گزارے۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ اور عثمانؓ دونوں نے کہا کہ اگر اس کا شوہر آجائے تو اختیار دیا جائے گا نہر اور عورت کے درمیان اُس پہلے شوہر کو۔ ابو بکر شعبی سے کہ عمرؓ بن الخطاب سے سوال کیا گیا ایسے شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی سے غائب ہو گیا اور اس عورت کو یہ خبر ملی کہ وہ مر گیا تو اُس نے کسی سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد اس کا پہلا شوہر آ گیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ زوجِ اوّل کو نہر اور اس کی عورت کے درمیان اختیار دیا جائے گا تو اگر اُس نے نہر لے لینے کو اختیار کر لیا تو اُس عورت کو دوسرے شوہر کے پاس چھوڑ دیا جائے گا اور اگر وہ چاہے تو اپنی بیوی کو اختیار کر لے۔ اور علیؓ نے کہا کہ اس صورت میں (عورت کو نہر لینے کا حق ہو گا۔ کیونکہ اس دوسرے شوہر نے اُس کی فرج کو اپنے لئے حلال کیا ہے اور اُس دوسرے شوہر کے اور عورت کے درمیان تفریق کیجائے گی پھر وہ تین حیضِ عدت گزارے گی اس کے بعد پہلے شوہر کے پاس لوٹا دی جائے گی۔ میں کہتا ہوں کہ اس کو شافعیؒ نے اپنے جڑ (یعنی بعد کے) دو راجہ تہاد میں قبول نہیں کیا اور کہا کہ کیسے یہ بات درست ہو گی کہ بعض حدیث کو لے لیا جائے اور بعض حدیث کو ترک کر دیا جائے۔ یہ تقریض کرتے ہیں امام مالکؒ پر (جو تخمیر کے خلاف ہیں)۔ اور بہتر توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ مفقود کی دو حیثیتیں ہیں دونوں کے اعتبار سے اسکا حال عام تو اعدِ شرع میں داخل ہو جاتا ہے۔ ایک اُن میں سے یہ ہے کہ اُس نے فوت کر دیا امساک بالمعروف کو (یعنی نیک سلوک کے ساتھ عورت کو اپنی ذات پر روکنا جس پر قَامَسَاکُ بِمَعْرُوفٍ (۲: ۲۲۹) دلالت کرتا ہے) تو واجب ہو گیا اس پر تسرُّحٌ بالاِحسان (یعنی خوبی کے ساتھ اس کو آزاد

عشرًا ابوبکر عن سعید بن المسیب ان عمر و عثمان قالا ان جاء زوجها خیر من امرأتہ و بین الصداق الاول ابوبکر عن شعبی سئل عمر عن رجل غاب عن امرأتہ فبلغها انه مات فتزوجت ثم جاء الزوج الاول فقال عمر یخیر الزوج الاول بین الصداق و امرأتہ فان اختار الصداق ترکها مع الزوج الآخر و ان شاء اختار امرأتہ و قال علی لها الصداق بما استعمل الآخر من فرجها و یفرق بینہ و بینہا ثم یستد ثلاث حیض ثم یرد اِلے الاول قلت لم یأخذ به الشافعی فی المجدید و قال کیف یؤخذ ببعض الحدیث و یترک بعضہ ^{یعنی قول شافعی} کیف یترک بعضہ ^{بما لک} و الاول وجه عند ان المفقود و جہان یدخل بہما حالہ فی عمومات الشرط أحمدہا انه فوت الامساک بالمعروف فوجب علیہ الشرع تسرُّحٌ بالاِحسان

فَلَمَّا أَنْ قَعَرَ فِي التَّسْرِخِ نَابَ
 الشَّرْطَ عَنْهُ كَمَا يَنْبَغُ الْقَاضِي فِي
 بَيْعِ مَالِ الْمَاطِلِ وَثَانِيهَا أَنَّ
 مَيْتَ فِي ظَاهِرِ الْحَالِ وَنَحْنُ
 نَحْكُمُ بِالظَّاهِرِ وَعَلَى الْأَوَّلِ
 قَوْلُ مَالِكٍ أَصَوْبٌ لِأَنَّ مَحْكُومَ
 عَلَيْهِ بِالتَّفْرِيقِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ
 زَوْجَتِهِ فَكَانَ كَالْمُطَلَّقِ لَهَا
 فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهَا إِلَّا أَنْ عَدَّهَا
 كَعَدَّةِ الْمَتَوَفَّى زَوْجَهَا عَنْهَا
 لِأَنَّ الزَّوْجَ غَائِبٌ بِمَنْزِلَةِ
 الْمَيْتِ وَلَهُ ظَاهِرٌ كَامْرَأَةِ
 الْمَجْنُونِ وَامْرَأَةُ الْمُعْسَرِ وَ
 عَلَى الثَّانِي حُكْمُهُ بِمَنْزِلَةِ مَنْ
 بَلَغَهَا بِرَبِّهَا زَوْجَهَا فَاعْتَدَتْ
 نَحْمُ تَزَوُّجَتْ ثُمَّ حَضَرَ الزَّوْجَ فَكَانَ
 بِنَاءً فَرَّقَهَا عَلَى خَيْرِ كَذِبٍ فَرَدَّ
 عَلَيْهَا مَا زَعَمَتْ وَأَتْلُفَ عَمْرُ
 قَدْ وَجَّهَ الْحُكْمَ إِلَى الْأَمْرَيْنِ
 بِمَنْزِلَةِ الْقَوْلَيْنِ لِلْمَجْتَهِدِ
 فَإِنْ ذَهَبَ الْقَاضِي إِلَى
 الْأَوَّلِ فَالْأَمْرُ عَلَى قَضَائِهِ
 مَالِكٍ وَإِنْ ذَهَبَ إِلَى
 الثَّانِي
 فَالْأَمْرُ

کردینا جس پر اَوْ تَسْرِخِ بِإِحْسَانِ (۲۲۹:۲) دلالت کرتا
 ہے) تو جب کہ اس نے تسرخ میں تفسیر کی تو شریعت (عورت
 کو اس کے تقید سے آزاد کرنے میں) اُس کی قائم مقام بن گئی
 جس طرح قاضی قائم مقام بن جاتا ہے ماطل کے مال کے بیچنے
 میں (ماطل اس کو کہتے ہیں جو قرض کی ادائیگی میں لال مٹول
 کرتا ہو)۔ دوسری حیثیت یہ ہے کہ وہ ظاہر حال میں میت
 ہے اور ہم حکم لگاتے ہیں ظاہر پر یہ قاعدہ شرعی ہے نحن
 نحکم بالظواہر والله اعلم بالسرائر)۔ اور بنا برِ اوّل مالک کا
 قول زیادہ قرین صواب ہے کیونکہ اس میں حکم دیا گیا ہے
 اُس شخص کے اور اس کی زوجہ کے درمیان تفریق کا۔ تو یہ
 شخص اس عورت کے حق میں مثل طلاق دینے والے کے بن
 گیا کہ اب یہ اُس کی جانب رجوع نہیں کرے گا۔ الا یہ کہ
 اُس کی عدت اُس عورت کی عدت کی مانند ہوگی جس کا شوہر
 مر جائے۔ کیونکہ شوہر غائب ہے وہ میت کے مرتبہ میں ہے
 اور اس کی نظیریں موجود ہیں مثلاً مجنون کی بیوی اور نادار مرض
 کی بیوی۔ اور بر بنا بر ثانی اُس کا حکم اُس شخص کے مرتبہ
 میں ہے جس کی موت کی خبر اُس کی بیوی کو ملی تو اُس نے
 عدت گزار لی پھر نکاح کر لیا اس کے بعد شوہر آگیا۔ تو اُس
 کی فرقت کی بنا جھوٹی خبر پر تھی تو جو گمان اس عورت
 نے کر لیا تھا اب اُس کو اُس پر رد کر دیا گیا اور عمرہ پر نہیں یہ
 گمان کرتا ہوں کہ اُنھوں نے حکم کو دونوں امر کی طرف متوجہ
 کیا۔ یہ اس درجہ کی باصوبہ جیسے ایک مجتہد کے (کسی مسئلہ
 میں) دو قول ہوتے ہیں۔ تو اگر قاضی پہلی صورت کی طرف
 جائے گا تو حکم امام مالک کے فیصلہ کے مطابق دے گا اور
 اگر دوسری صورت کی طرف جائے گا تو اس کے مطابق حکم دیگا

جو اکثر رواد نے عمرؓ سے روایت کیا ہے، واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ مالکؒ قاسم بن محمد سے کہ ایک شخص نے بنا دیا (یعنی ہمدیا) اپنی عورت کو ماں کی پشت کے برابر اگر اُس نے اس عورت سے نکاح کیا تو اس کو عمر بن الخطابؓ نے حکم دیا کہ اگر اس نے اس عورت سے نکاح کیا تو اس سے مقاربت نہ کرے جب تک نکاح کرنے والے کا کفارہ نہ ادا کرے۔ تیس کہتا ہوں کہ حنفیہ اس حدیث سے لٹکے ہیں (یعنی اس سے احتجاج کرتے ہیں) اس مسئلہ میں کہ نکاح سے پہلے ہی کوئی شخص طلاق کو چسپاں کر ڈالے کسی فعل پر جو عورت کے اختیار میں ہے اور غالباً عمر بن الخطابؓ نے اس کو عین کے مقابلہ پر رکھ کر حکم (کفارہ نکاح) دیا ہے تو طلاق اور نکاح کے درمیان میں جو بعد ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ (اگر وہ شخص انت علیٰ کفر اتی کے ساتھ ان تزوج نکاح نہ کہتا تو ایک لغو بات سمجھی جاتی اور کفارہ مظاہر کا اس کو حکم نہ دیا جاتا) مالکؒ بھی بن سعید سے اور وہ سعید بن المسیب سے کہ عمر بن الخطابؓ نے فرمایا کہ جس عورت کو طلاق دی جاتے پھر وہ حائضہ ہو جاتے ایک حیض یا دو حیض تک پھر اس کا حیض آنا بند ہو جاتے تو وہ اندازہ کرے تو مہینے تک پھر اگر ظاہر ہو گیا کہ اس کو حمل ہے تو فیہا ورنہ بعد اُن نو مہینوں کے تین مہینے عدت گزارے پھر حلال ہو جائیگا مالکؒ ابو ہریرہؓ سے کہ میں نے سنا عمر بن الخطابؓ سے کہتے تھے کہ جس عورت کو اُس کے شوہر نے ایک یا دو طلاق دیں پھر اُس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ حلال ہو جاتی ہے اور اُس کے سوا کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لیتی ہے پھر دوسرا شوہر مر جاتا ہے یا اس کو طلاق دیدیتا ہے اور پھر اُس سے پہلا شوہر

علیٰ ما روى اكثرهم عن عمر والله اعلم بحقیقۃ الحال مالک عن القاسم بن محمد ان رجلاً جعل امرأته عليه كظهر أمه ان هو تزوجها فأمره عمر بن الخطاب ان هو تزوجها ان لا یقر بها حتى ینکح کفارۃ المظاہر قلت تعلق به الحنفیۃ فی مسئلۃ اضافۃ الطلاق بالملک قبل ان یتزوج وعلل عمر بن الخطاب اجازہ بمجاز الیمین فالیون بین الطلاق والنکاح باین مالک عن یحیی بن سعید عن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب قال ایما امرأۃ طلقت ففاضت حیضہ او حیضتین ثم رفعتها حیضہا فابہا تنظر تسعة اشهر فان بان بها حمل فذاک والا اعتدت بعد التسعة الا شهر ثلثه اشهر ثم حلت مالک عن ابی ہریرۃ سمعت عمر بن الخطاب یقول ایما امرأۃ طلقها زوجہا تطلیقہ واحدۃ او تطلیقتین ثم تزکحها حتى تحل وتزوج غیرہ فیموت عنها او یطلقها ثم ینکحها

عہ کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ تو میری ماں کے برابر ہے یا دھیرے لئے ماں کی برابر ہے وغیرہ اور اس سے اس کی مراد عورت کو چھوڑنا نہ ہو بلکہ اس سے صرف صحبت کرنا اپنے اوپر حرام کرنے کے ارادے سے کہتا تو اس کو نکاح کہتے ہیں ۱۲ مترجم

زَوْجُهَا الْأَوَّلُ فَإِنَّمَا يَكُونُ عِنْدَهُ عَمَلٌ
مَابِقَةٌ مِنْ طَلَّاقِهَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ
أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِنَّمَا وَلِيَّةُ
وَلَدَتِ مِنْ سَيِّدٍ فَإِنَّ لِأَيُّمِيَّهَا وَلَا
يَهْبِسُهَا وَلَا يُؤْثَرُهَا وَهِيَ تَمْتَحُّ بِهَا فَاذَا
مَاتَ نَهَى حُرَّةٌ مَالِكٌ إِنَّ بَلْعَةَ ابْنِ عُمَرَ
ابْنِ الْخَطَّابِ أَمَّتْهُ وَلِيدَةٌ قَدْ ضَرَبَهَا سَيِّدٌ
بَسَارٍ أَوْ أَصَابَهَا فَأَعْتَقَهَا فَكَانَتْ
وَلِيَّةً لَهَا حَدِيثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي تَضْيِيقِ سِنْدِ مَوْلَى زَنَابِ
وَلِيَّةً لَهَا الْمَعْقُولُ لِأَنَّ الْعَبْدَ ذَوَّجَتَيْنِ
مَالٌ فِي بَعْضِ الْأَحْقَاقِ وَنَفْسٌ فِي
بَعْضِهَا وَلِذَلِكَ جَارَتْ مُكَاتَبَتُهُ فَلَمَّا
ظَلَمَ السَّيِّدُ عَبْدَهُ وَتَجَاوَزَ حُكْمَ
اللَّهِ فِيهِ نَهَتْ نَهْرَتُ جَهْتُهُ كَوْنَهُ نَفْسًا
كَفَيْتُ جَهْتُهُ كَوْنَهُ مَالًا فَوَجَّهَتِ الدِّيَّةُ
ثُمَّ عَوَّضَ عَنْهَا الْعَتَقُ لِأَنَّ الْعَتَقَ
يَقَعُ عَوْضًا عَنِ الْمَالِ تَوَلَّى
الْشَّرْطُ ذَلِكَ كَمَا تَوَلَّى فِي
وَضَعِ الدِّيَّةَ حَيْثُ امْتَنَعَ الْقَصَاصُ
أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي الرَّجُلِ يَمْلِكُ
لَهُ امْرَأَتَهُ فَتَتَزَوَّجُ مَجْمُومٌ
يَقْدُمُ الْأَوَّلُ مَالٌ يَخِيرُ
الْأَوَّلُ

نکاح کر لیتا ہے تو وہ عورت اُس کے پاس رہے گی باقی رہی ہوئی
طلاق کے حساب پر۔ مالکؒ ابن عمرؓ سے کہ عمر بن الخطابؓ نے
فرمایا کہ جس کنیز کے اُس کے آقا سے کوئی بچہ پیدا ہو گیا تو اب وہ
اُس کو نہ بیع کرے گا اور نہ اُس کو سہ کرے گا اور نہ اُس کو ترک
بنائے گا وہ اُس سے (اپنی زندگی میں) فائدہ حاصل کرتا رہے
پھر جب مرے گا تو وہ آزاد ہو جائے گی۔ مالکؒ کہ ان کو یہ روا
پہنچی کہ عمر بن الخطابؓ کے پاس ایک باندی آئی جس کو اُس
کے آقا نے آگ سے مارا تھا یا اُس کو آگ میں ڈالا تھا تو انھوں
نے اُس کو آزاد کر دیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی شاہد ہے حدیث
بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنَد کے فقہیہ میں جو زنا بصر کا غلام
تھا زنا بصر نے اس کی ناک کاٹ دی تھی جب یہ اس حال
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو آپؐ نے
آزاد کر دیا تھا، اور دلیل عقلی بھی اس کی مؤید ہے کیونکہ غلام
کی دو جہت ہیں وہ بعض حقوق کے اعتبار سے ایک مال ہے
اور بعض کے اعتبار سے ایک نفس ہے اور اسی اعتبار سے اُس کی
مکاتبت جائز ہوتی تو جب آقا نے اپنے غلام پر ظلم کیا اور وہ
اُس کے بارے میں اللہ کے حکم سے تجاوز کر گیا تو اُس کے نفس
ہونے کی جہت ظاہر پر آگئی اور اُس کے مال ہونے کی جہت چُپ
گئی تو دیت واجب ہو گئی پھر اس دیت کا معاوضہ بنایا گیا
عتق (آزادی) کیونکہ مال کے بدلے میں عتق واقع ہوتا ہے۔
اور شرط اس کی متولی ہوتی جس طرح متولی ہوتی ہے دیت
تام کرنے میں جب قصاص ممتنع ہو جائے۔ ابو حنیفہؒ حاد سے
وہ ابراہیم سے وہ عمر بن الخطابؓ سے ایک شخص کے بارے میں
جس کی موت کی خبر پہنچائی گئی اُس کی بیوی کو۔ پھر وہ نکاح
کر لیتی ہے پھر پہلا آجاتا ہے تو عمرؓ نے فرمایا کہ پہلے کو اختیار دیا جا

فَإِنْ شَاءَ امْرَأَتُهُ وَ إِنْ شَاءَ الصَّدَاقُ
 مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بَلَّغْنَا عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ
 وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ
 لُبَيْلٍ وَتَقَاصٍ وَحَذِيفَةَ أَنَّهُمْ لَمْ يَجْعَلُوا
 بَيْعَهَا طَلَاقًا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَادٍ عَنْ
 إِبْرَاهِيمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَتْهُ
 امْرَأَةٌ فَقَالَتْ طَلَّقْنِي زَوْجِي فَخَضَعْتُ
 حَيْضَتَيْنِ وَدَخَلْتُ فِي الثَّلَاثَةِ حَتَّى
 إِذَا انْقَطَعَ دَمِي وَدَخَلْتُ مُغْتَسِلَةً
 وَوَضَعْتُ ثَوْبِي أَتَانِي فَقَالَ
 الْقَاءُ فَقَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ
 قُلْ فِيهَا فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَرَأَيْتَ
 أَتَمَّكَ بَرَجَعْتَهَا لَا يَنْهَا حَائِضٌ بَعْدُ الْم
 تَحَلَّى بِهَا الصَّلَاةَ قَالَ عُمَرُ وَأَنَا أَرَأَيْتَ
 ذَلِكَ فَرَدَّ لِي عَلِيٌّ زَوْجَهَا وَقَالَ
 كَيْفَ تَكُونُ عَمَلًا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ
 حَمَادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ أَبَا كَنْفٍ طَلَّقَ
 امْرَأَتَهُ تَطْلِيقًا ثُمَّ غَابَ فَاشْهَدَ
 عَلَى رَجْعَتِهَا وَلَمْ يَبْلُغْهَا ذَلِكَ حَتَّى تَرْجِعَ
 فَبَارَ وَتَدْمِيئَتِ لِرَجْعَتِهَا
 زَوْجَهَا فَأَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
 فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَكَتَبَ لَهُ الْمَالَهُ
 إِنْ أَدْرَكَتَهَا وَلَمْ يَدْخُلْ

وہ اگر چاہے اپنی بیوی لے لے اور اگر چاہے تو تہر لے۔ محمد
 ابن الحسن، ہم کو روایت پہنچی عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ و عبد الرحمن
 ابن عوف و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کے انھوں نے
 جاریہ کی بیع کو اس کی طلاق قرار نہیں دیا۔ ابو حنیفہؒ حاد سے
 وہ ابراہیم سے کہ عمر بن الخطابؓ کے پاس ایک عورت نے اگر
 کہا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دی تو میں نے دو حیض پور
 کر دیئے اور تیسرے میں داخل ہو گئی یہاں تک کہ جب میرا خون
 منقطع ہو گیا اور میں غسل کی جگہ پہنچ گئی اور میں نے اپنے کپڑے
 بھی اتار دیئے تو وہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا پہلے اس
 سے کہ میں اپنے اوپر پانی بہاؤں کہ میں نے تجھ سے رجعت
 کر لی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا عبد اللہ بن مسعود سے کہ اس بائے میں
 بولو۔ تو انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میری اس کے
 بائے میں یہ رائے ہے کہ اس سے رجعت کا اس کو حقدار قرار
 دیا جائے کیونکہ یہ عورت حائضہ ہے جب تک اس پر نماز حلال
 نہ ہو جائے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اور میری بھی یہی رائے ہے تو اس کو
 شوہر پر واپس کر دیا۔ اور (ابن مسعود کے حق میں) فرمایا کہ
 ایک برتنِ علم سے بھرا ہوا ہے۔ ابو حنیفہؒ حاد سے وہ ابراہیم سے
 کہ ابو کنف نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی پھر غائب ہو گیا پھر
 اس نے اس سے رجعت پر گواہ بنائے اور اس عورت کو یہ اطلاع
 نہیں پہنچائی یہاں تک کہ اس نے نکاح کر لیا۔ پھر وہ ایسے وقت
 پر آیا جب کہ وہ اس کے لئے تیار کر دی گئی تھی کہ اپنے شوہر
 کے ساتھ شبِ باش ہو تو وہ عمر بن الخطابؓ کے پاس آیا
 اور ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انھوں نے اپنے عامل کو لکھا
 کہ اگر تم اس عورت کو اس حال میں پاؤ کہ اس کا شوہر اس کے پاس

عہ یعنی آتا کا جاریہ کو بیع کرنا اس کے حق میں طلاق نہ ہو گا بلکہ اس کا نکاح جیسا پہلے تھا اسی طرح باقی رہے گا ۱۲

نہ گیا ہو تو اُس کا پہلا شوہر زیادہ حق دار ہے اور اگر اس حال میں پاؤ کہ وہ اس کے پاس جا چکا ہے تو پھر وہ اُسی کی بیوی ہے۔ کہا (راوی نے) کہ پھر شوہر نے اس کو شبِ باشی کی رات میں پایا اور اس سے مقاربت کر لی اور صبح کو عمر رضی اللہ عنہ کے عامل کے پاس جا کر اس کی خبر دیدی اور عامل کو یہ علم ہو گیا کہ وہ ایک واضح بات لیکر آیا ہے (جس پر ثبوت طلب کرنے کی حاجت نہیں) اور اسی اسناد سے مروی ہے علی بن ابی طالب سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیدے پھر اُس سے رجعت پر اُس کی عدت گزرنے سے پہلے گواہ بنالے اور اُس نے عورت کو اطلاع نہ کی ہو یہاں تک کہ اس کی عدت بھی پوری ہو گئی اور اُس نے کسی سے نکاح کر لیا تو اس صورت میں اُس عورت اور دوسرے شوہر کے درمیان تفریق کرائی جائے گی اور اُس کو اس دوسرے شوہر سے) تہر کا حق ہے اس وجہ سے کہ اس کی فرج کو اپنے اوپر حلال کیا اور یہ بیوی ہوگی پہلے شوہر کی اُسی کی طرف کوٹائی جاتے گی اور وہ اُس سے جب تک دوسرے سے الگ ہونے کی عدت پوری نہ کر لے گی مقاربت نہ کرے۔ ابو حنیفہؒ اسماعیل بن مسلم الکلی سے وہ حسن سے وہ عمر بن الخطاب سے کہ ایک عورت نے اُن کے پاس آ کر یہ بیان کیا کہ اُس کا شوہر اُس سے نہیں ملتا (یعنی جماع نہیں کرتا) تو اُنھوں نے شوہر کو ایک سال کی مہلت دی تو جب سال گزر گیا اور وہ اس سے نہ ملا تو عمر رضی اللہ عنہ نے عورت کو اختیار دیدیا تو اس نے اُس سے جدا ہونا پسند کیا تو آپ نے دونوں میں تفریق کر دی اور اس کو طلاق بائن قرار دیا۔ ابو بکر ابو قلابہ سے، وہ عمر رضی اللہ عنہ سے کہ جب لونڈی آزاد کر دی جاتے تو اس کو اختیار ہے جب تک

بہا فہو اُحییٰ بہا و ان وجدہا
قد دخل بہا فہی امر اُتہ قال
فوجدہا لیلة البنا فوق علیہا
و ای زوج ثانی زن اور شب زفاف یافت پس مصیبت ہوئی
و عدالتی عامل عمر فاجر فمعلم
انہ جار بامر بین و بہذا الاسناد
عن علی بن ابی طالب انہ کان
یقول اذا طلق الرجل امراتہ ثم
اشہد علی رجبہا قبل ان
یمضی عدتہا و لم یعلہا ذلک
حتی انقضت عدتہا و تزوجت
فانہ یفرق بینہا و بین زوجہا
الاخر و ہا الصداق بما استحل
من فرجہا وہی امرأۃ الاول ترد
الیہ و لا یقر بہا حتی تنقض
عدتہا من الآخر ابو حنیفہ عن
اسماعیل بن مسلم الکلی عن حسن
عن عمر بن الخطاب ان امرأۃ
اتتہ فاختبرتہ ان زوجہا
لا یصل الیہا فاجبہ حلالاً
فلما انقضت الحول و لم یصل الیہا
خیر ما فاختارت نفسہا ففرق
بینہما عمر و جعلہا تطلیقاً
باتناً ابو بکر عن ابی قلابہ
عن عمر اذا اعتقت الامۃ
فلہا الخیار

الم یطاماً ابوبکر عن سعید بن المسیب
ان ابابکر وعمر کانایکراً لمران الغزل
ویامران الناس بالغسل منه ابوبکر
عن کحول قلت للزهری اما علمت
عمر حے انقضی اجله و ابن مسعود
بالعراق حے انقضی اجله و عثمان
ابن عفان کالذا یتبرؤن الائمة
بکیفیت حے کان معاویة فکان
یقول حیضتان فقال الزهری
و انا آریذیک عبادۃ بن الصامت
ابوبکر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن
عمر باع عبد الرحمن بن عوف جاریۃ لہ
کان یقع علیہا قبل ان یتبر بہا فظہر
بہا حمل عند اللہ اشتراہا فخاصم الی
عمر فقال عمر کنت تقع علیہا قال نعم
قال فبعثتہا قبل ان یتبر بہا قال نعم
قال ما کنت لذلک بخلق فدا القافہ فظہروا
لہ فالتقوہ بہ ابوبکر عن ابراہیم عن عمر
قال المتلا عنان یفرق

اس سے وطن نہ کیجئے۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے کہ ابوبکر رضہ
اور عمر رضہ دونوں غزل کو برا سمجھتے تھے اور لوگوں کو اس سے
غسل کا حکم دیتے تھے۔ ابوبکر کحول سے کہ میں نے زہری سے
کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ عمر رضہ اپنی موت کے وقت تک اور
ابن مسعود عراق میں اپنی موت کے وقت تک اور عثمان بن
عفان سب باندی سے ایک حیض کے ساتھ استبراء کرتے
تھے یہاں تک کہ معاویہؓ کا دور آیا تو وہ دو حیض کہا کرتے
تھے تو زہری نے کہا کہ اور میں تمہارے بیان پر عبادہ بن
الصامت کا اضافہ کرتا ہوں۔ ابوبکر عبید اللہ بن عبد اللہ بن
عمر رضہ سے کہ فروخت کیا عبد الرحمن بن عوف نے اپنی ایک
ایسی باندی کو جس سے مقاربت کیا کرتے تھے قبل اس کے کہ
اس کا استبراء کریں تو خریدار کے پاس جانے کے بعد اس کا
حمل ظاہر ہو گیا تو وہ عمر رضہ کے پاس دعویٰ دیا۔ عمر رضہ نے
(عبد الرحمن بن عوف سے) پوچھا کہ کیا تم اس سے جماع کیا
کرتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ پھر تم نے اس کو
بیچ دیا قبل اس کے کہ اس کا استبراء کرو۔ انھوں نے کہا ہاں تو
ایسا کرنا زیبا نہ تھا۔ پھر قیادہ شناسوں کو بلایا تو انھوں نے
اس پر غور کیا پھر اس کو عبد الرحمن بن عوف ہی کا قرار دیا۔ ابوبکر
ابراہیم سے وہ عمر رضہ سے فرمایا کہ لعان کرنے والے مرد و عورت

عہ اس ارشاد کا عمل یہ ہے کہ اگر اپنی باندی کا کسی غلام سے نکاح کر دیا تھا تو آزاد ہونے کے بعد اس کو فسق نکاح کا اختیار اس صورت میں ہے کہ
اس نے اس سے جماع نہ کیا ہو ۱۲ مترجم عہ عزل یہ ہے کہ انزال سے پہلے ہی عورت سے جدا ہو جائے ۱۲ مترجم عہ یہ اندازہ کرنا کہ اس کو کل
تو نہیں ہے استبراء ہے جس کی تصدیق ایک باندی کے لئے مذکورہ اکابر ایک حیض سے کرتے تھے اور معاویہؓ دو حیض سے ۱۲ مترجم عہ جب کوئی اپنی
بیوی پر زنا کی تہمت لگائے یا جوڑ کا پیدا ہو اس کو کہے کہ یہ میرا نہیں ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ عورت قاضی اور شرعی حاکم کے سامنے استناذ کرے۔ تو حاکم دونوں
سے قسم لے۔ پہلے شوہر سے قسم لی جائیگی اس طرح کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو تہمت میں نے اس پر لگائی میں اس میں سچا ہوں چار دفعہ اس طرح
کہہ کر پانچویں دفعہ کہے کہ اگر میں مجھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت۔ پھر عورت چار دفعہ کہے کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ اس نے جو تہمت مجھ پر لگائی
ہے یہ اس میں مجھوٹا ہے۔ پانچویں بار کہے کہ اگر اس تہمت لگائے میں یہ سچا ہوں تو مجھ پر خدا کا غضب پڑے۔ اس قسم قسمی کو شرط میں لعان کہتے ہیں ۱۳

۲ حاکم دونوں میں جلدائی کر دے گا اور طلاق بائن پڑ جائیگی۔ لڑکا ماں کے حوالے کر دیا جائے گا باپ کا نہ کہا جائے گا ۱۲ مترجم

کے درمیان تفریق کر دی جاتے وہ دونوں کبھی جمع نہ ہوں گے۔ ابو بکر
 حسن سے، کہ جب تشریف فرما ہو گیا تو بہت سے قیدی ابو موسیٰ کے
 ہاتھ آئے تو اُن کو عمر رضی نے لکھا کہ کوئی شخص کسی قیدی عورت سے ہمستر نہ ہو
 جبکہ اس کا وضع حمل نہ ہو جائے اور تم مشرکین کے ساتھ اُن کی
 اولاد میں شرکت نہ کرنا کہ آپ منی بچے میں نشوونما اور
 بڑھوتری کا سبب ہوتا ہے۔ ابو بکر قیسہ بن مذہب سے کہ عمر رضی
 نے فرمایا کہ تم اُن کی پاکدامنی کا بچاؤ کر دیا نہ کہ کوئی بھی عورت
 تم میں سے کسی کے فرش پر بچہ نہ جنم لے گی مگر میں اس کو اُسی
 شخص کا قرار دوں گا (عورت سے) عمر رضی کی مراد اُن باندیوں سے
 تھی جو جماع کے لئے مخصوص کر لی جاتی ہیں۔ ابو بکر شعبی سے
 وہ عمر رضی سے کہ جب کوئی ایک مرتبہ کسی لڑکے کے باپ سے میں اقرار
 کر لے تو اس کو یہ اختیار نہیں کہ اُس کی نفی کرے۔ ابو بکر سلیمان
 ابن یسار سے کہ عمر رضی بن الخطاب کے سامنے ایک خضی پیش
 کیا گیا جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کو اپنا حال نہ
 بتایا تھا تو آپ نے دونوں میں تفریق کرادی۔ ابو بکر ہشام
 ابن عروہ سے کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے سے سوال کیا کہ وہ
 اُس کا نکاح کراتے تو اس کو یہ بات ناگوار گزری اور وہ عمر رضی
 کی طرف گیا تو اُس سے عمر رضی نے کہا کہ اُس کا نکاح کرا!
 قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں عمر رضی کی جان ہے اگر تمہ
 بنت ہشام، یہ عمر رضی نے اپنی والدہ کا نام لیا، مجھ سے سوال
 کرتی کہ میں اُس کا نکاح کراؤں تو ضرور کر دیتا۔ تو اُس شخص نے
 اپنی ماں کا نکاح کر دیا۔ ابو بکر حارثہ بن مضرب سے کہ عمر رضی نے
 فرمایا کہ عورتوں کی ستر پوشی (یعنی بقدر ضرورت لباس) پر
 ان کی اعانت کرو (مگر اس میں زیادتی نہ کرو) جب اُن میں
 سے کسی کے پاس بہت کپڑے ہو جائیں اور سامان زینت وافر

بینہما ولا یجتمعان ابداً ابو بکر عن حسن
 لما فتحت تستر أصاب ابو موسیٰ سبایا
 فکتب الیہ عمر لایقع احدٌ علی امرأة
 حتی توضع ولا تشرکوا المشرکین فی
 اولادہم فانّ الاماء نمار الولد ابو بکر
 عن قیسمة بن ذؤیب قال
 عمر حصنواہن اولا تحصنواہن لا یلد
 امرأة علی فراش احدکم الا
 اتحققت بہ یعنی السراے ابو بکر
 عن الشعبی عن عمر اذا اقر بولد امرأة
 واحدة فلیس لہ ان ینفیہ ابو بکر
 عن سلیمان بن یسار ان عمر بن
 الخطاب رفع الیہ خضی تزوج امرأة
 ولم یعلمها ففرق بینہما ابو بکر عن
 ہشام بن عروہ ان امرأة سألته
 انہا ان یردہا فکبر ذلک و
 ذهب الی عمر فقال لہ عمر
 ردہا فوالذی نفس عمر بیدہ
 لو ان حتمہ بنت ہشام یعنی عمر
 أم نفیہ سألتہ ان ازوجہا
 لزوجتہا فزوج الرجل أمہ
 ابو بکر عن حارثہ بن مضرب قال
 عمر استیعوا علی النساء بالعر
 ان احدیہن اذا کثرت ثیابہا و
 حست زینتہا

اعجبہا الخروج أبو بکر عن النس كان عمر
اذا اتى رجل قد طلق امرأته ثلثاً في
مجلس أو جمع ضرباً و فرّق بينهما أبو بکر
عن زيد بن وهب ان رجلاً بطلاً كان
بالمدینة طلق امرأته الفاً فرجع الی
عمر فقال کنت اعمی فعلاً عمر
رأسه بالیدة و فرّق بينهما أبو بکر عن
عمر بن شعيب و جدنا في کتاب
عبد اللہ بن عمرو عن عمر اذا عبث المجنون
بامرأة طلق عليه ولیہ أبو بکر عن
عمر بن شعيب عن ابیه عن جده
کتبت الی عمر فی رجل مجنون یخاف
ان یقتل امرأته فکتب الی ان
اجله سنة یتداوے أبو بکر عن التلبید
ان عمر اجاز طلاق السكران بشهادة
نسوة أبو بکر عن عطاء الی ابن مسعود
... رجل قال لامرأة حبلیک علی
غاریک فکتب ابن مسعود الی عمر فکتب
عمر ^{دو سالہ} ^{اور اگر زود سن یا دیکھ} فلیوا فی الموسم فوافاه
بالموسم فاسل الی علی
فقال لا علی انشدک بالید
بأنویت قال امرأتی ففرّق
بینهما أبو بکر عن الأوزاعی ان عمر
ابن الخطاب لم یرہ شیئاً یعنے
طلاق النکرة أبو بکر عن عمرو

ہو جاتا ہے تو باہر نکلتا اُسے اچھا لگتا ہے ... ابو بکر انس سے،
جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق
دیتا اور حضرت عمرؓ کے پاس آتا تو وہ اس کو خوب پیٹتے اور
دونوں کے درمیان تفریق کر دیتے تھے۔ ابو بکر زید بن وهب
سے کہ مدینہ میں ایک مسخرہ شخص تھا اُس نے اپنی بیوی کو ایک
ہزار طلاقیں دیں پھر وہ عمرؓ کی طرف آیا اور کہا کہ میں تو مذاق
کر رہا تھا تو عمرؓ نے اس کے درہ مارا اور دونوں میں تفریق
کر دی۔ ابو بکر عمرو بن شعیب سے، ہم نے عبد اللہ بن عمروؓ کے
ایک مکتوب میں دیکھا کہ عمرؓ سے مروی ہے کہ جب مجنون اپنی بیوی
کے ساتھ ناشائستہ حرکات کرنے لگے تو اُس کا ولی اس کو طلاق
دیدے۔ ابو بکر عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے اور وہ اُن کے
دادا سے کہ میں نے عمرؓ کو ایک مجنون کے بارے میں لکھا جس سے
یہ اندیشہ تھا کہ وہ اپنی بیوی کو قتل کر دے گا تو مجھے لکھا کہ اس
کو ایک سال کی مہلت دو کہ وہ علاج کر لے۔ ابو بکر ابی لبید
سے کہ عمرؓ نے مدھوش آدمی کی طلاق کو عورتوں کی شہادت پر نافذ
کیا۔ ابو بکر عطاء سے کہ ابن مسعودؓ کے سامنے ایک شخص کا
معاملہ پیش ہوا جس نے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ حبلیک علی
غاریک (تیری رسی تیرے کندھے پر ہے) تو ابن مسعودؓ نے
عمرؓ کو لکھا۔ عمرؓ نے لکھا کہ اس کو حکم دو کہ موسم پر (یعنی زائے
ج میں) مجھ سے ملے تو وہ موسم (رج) پر آپ سے ملا۔ آپ نے
اس کو علیؓ کے پاس بھیج دیا تو اس سے علیؓ نے کہا کہ میں تجھے خدا
کی قسم دیتا ہوں کہ تو نے کیا نیت کی تھی؟ تو اُس نے کہا کہ
اپنی بیوی کی۔ تو علیؓ نے دونوں میں تفریق کر دی۔ ابو بکر اوزاعی
سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اس کو کوئی چیز نہیں خیال کیا یعنی
طلاق النکرة کو (یعنی جس کو طلاق پر مجبور کیا گیا) ابو بکر عمرو

ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رجلاً
تزوَّج امرأةً علی خالیتہا فضربہ
عمر و فرّق بینہما ابوبکر ان غلاماً
فجر بجاریۃ فظہر بالجاریۃ حل فرغ
الے عمر بن الخطاب فاعترفنا
فجلدہما و حرّص ان یجمع بینہما
فابے الغلام ابوبکر عن عاصم بن
عمر و خرج ہنس من اہل
العراق فلما قیدوا علی عمر
قال من انتم قالوا من
اہل العراق قال فباذن حاتم
قالوا نعم فسألوا عما یحل للرجل
من امراتہ و ہی حائضہ فقال
سألتونی عن خصال ما سألنی عنہن
احد بعد ان سألت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فقال اما للرجل من امراتہ
و ہی حائضہ فله ما فوق الازار ابوبکر
عن الحسن قال عمر لا رضاع بعد
الفصال ابوبکر عن ابن عمر
قال عمر لو تقدمت فیہا لرجت
یحیی المتعمد ابوبکر عن سعید بن المسیب
انہ قال رحم اللہ عمر لولا انہ نہی عن
المنقۃ صار الزنا جہاراً ابوبکر عن
قبیسۃ بن جابر عن عمر
قال لا اوتے

ابن شعیب سے وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دوا سے کہ ایک
شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اس کی خالہ پر یعنی بیوی کی
بھانجی سے، تو اس کو عمر نے مارا اور دونوں میں تفریق کر دی۔
ابوبکر کہ ایک غلام نے بدکاری کی ایک لونڈی سے تو لونڈی کا
حل ظاہر ہو گیا پھر یہ معاملہ عمر بن الخطاب کے سامنے پیش
ہوا تو دونوں نے اقرار کر لیا پھر آپ نے دونوں کے کوڑے
لگوائے اور رغبت دلوائی کہ دونوں کو جمع کر دیں یعنی دونوں کا
نکاح کر دیں، تو غلام نے انکار کر دیا۔ ابوبکر عاصم بن عمر
سے۔۔۔ کچھ لوگوں نے عراق والوں میں سے سفر کیا جب وہ
عمر سے ملے تو انھوں نے کہا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے کہا کہ
اہل عراق میں سے ہیں۔ فرمایا کیا تم اجازت کے ساتھ آتے ہو یعنی
ہم سے ملنے کی اجازت لے چکے ہو؟ انھوں نے کہا ہاں! پھر
انھوں نے اس بارے میں سوال کیا کہ ایک مرد کے لئے اپنی عورت
سے جب کہ وہ حائضہ ہو کس حد تک متباعد ہونا حلال ہے تو فرمایا
کہ تم نے مجھ سے ایسی باتوں میں سے ایک کا سوال کیا کہ ان کے
بارے میں جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
تھا اب تک کسی نے مجھ سے سوال نہیں کیا۔ پھر فرمایا ایک مرد کے
لئے اپنی عورت سے جب کہ وہ حائضہ ہو ازار (نگلی، پاجامہ وغیرہ)
سے اوپر حلال ہے۔ ابوبکر حسن سے کہ عمر نے فرمایا کہ دو دھڑے
کے بعد رضاعت (مبتسر) نہیں (یعنی اس سے رشتہ حرام نہیں ہوتا)۔ ابوبکر
ابن عمر سے کہ عمر نے فرمایا کہ اگر میرے سامنے یہ معاملہ آیا تو
میں سنگسار کر دوں گا۔ آپ کی مراد متعہ تھا۔ ابوبکر سعید بن
المسیب سے کہ انھوں نے فرمایا کہ عمر پر اللہ رحمت نازل کرے
اگر وہ متعہ سے نہ روکتے تو کھلم کھلا زنا ہونے لگتا۔ ابوبکر قبیسہ
ابن جابر سے وہ عمر سے فرمایا کہ میرے پاس نہیں لایا جاتیگا

بمَحَلِّ اَوْ مُحَلِّ لہ رَا لَا رَجْمَہُمَا اَبُو بکر
عن سعید بن المسیب ان عمر استشار
علی بن ابی طالب و زید بن ثابت
قال زید قد حَلَّت و قال علی اربعة
اشہر و عشرًا قال زید اریث ان
كانت نِسْیًا قال علی فَاَضْرَ الْأَجْلَسِ
قال عمر لَوْ وَضَعْتَ ذَابِطُہَا و
زَوْجُہَا عَلَی نَعِشَہُ لَمْ یَذْغَلْ حَقْرَہُ
لَكَانَتْ قَدْ حَلَّتْ اَبُو بکر عن سالم
سمعت رجلاً من الانصار یحدث
ابن عمر بقول سمعت اباک یقول
لَوْ وَضَعْتَ الْمَتَوَفَّی عَنْہَا زَوْجُہَا ذَابِطُہَا
وہو علی السریہ فَقَدْ حَلَّتْ اَبُو بکر عن
معاویہ بن قرۃ عن ابیہ قال عمر ما استفاد
رَجُلٌ اَوْ قَالَ عبد بعد ایمان باللہ
خیرًا من امْرَاةٍ حَسَنَہُ الْخَلْقِ وَوَدُودِ
وَلَوْ دَمَا اَسْتَفَادَ رَجُلٌ بَعْدَ الْکُفْرِ
بِاللَّهِ شَرًّا مِنْ امْرَاةٍ سَیِّئَہُ الْخَلْقِ
حَدِیۃُ اللِّسَانِ ثُمَّ قَالَ اِنْ مِنْہُنَّ
عُتْمًا لَا یُجْدِیْ مَنْہُ وَاِنْ مِنْہُنَّ
غُلًّا لَا یُغْدِیْ مَنْہُ اَبُو بکر اِنْ
رَجُلًا مِنْ بَنِی تِیمَ اللّٰہِ کَانَ جَمَعَ
مِنْ اُخْتِیْنِ فِی الْبَاطِلِیَّةِ
فَلَمَّا یُفْرِقُ بَیْنِ وَاحِدَہُ مِنْہُمَا
حَتَّی کَانَ فِی خِلَافَہُ عُمَرُ

کوئی حلال کرنے والا یا جس کے لئے حلال کیا گیا مگر میں دونوں کو
سنگسار کر دوں گا۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے کہ عمر نے
مشورہ کیا علی بن ابی طالب اور زید بن ثابت سے، زید نے
کہا کہ حلال ہو گئی مگر علی نے کہا کہ چار مہینے اور دس دن۔ زید
نے کہا کہ اگر عورت پر دن چڑھ رہے ہوں تو علی نے کہا کہ پھر
دونوں (محمل) مدتوں میں سے آخری مدت۔ عمر نے کہا کہ اگر
اس عورت کا وضع حل ہو جائے اور اس کے شوہر کی لاش
ابھی رکھی ہو اور قبر میں داخل بھی نہ کی گئی ہو تو وہ یقیناً
حلال ہو چکی ہے۔ ابو بکر سالم سے کہ میں نے انصار میں کے
ایک شخص سے سنا جو ابن عمر سے بات کرتا ہوتا کہ رمل تھا کہ میں
نے تمہارے باپ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ اگر بعد وفات چھوڑنا
والے کی بیوی کا وضع حل ہو جائے اور وہ ابھی تخت پر
ہے (یعنی دفن نہیں ہوا) تو وہ حلال ہو گئی۔ ابو بکر معاویہ بن
قرہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمر نے فرمایا کہ نہیں کیا کسی شخص
نے یا کہا کہ کسی بندہ نے ایمان باللہ کی سب سے بڑی خیر
کے بعد کسی چیز کو جو بہتر ہو ایسی عورت سے جو اچھی عادت
والی محبت کرنے والی بچے جننے والی ہو اور نہیں کیا کسی
شخص نے کفر باللہ کے بعد (جو سب سے بڑا شر ہے) کسی شے
کو جو بدتر ہو ایسی عورت سے جو بدخلق ہو، تیز زبان ہو پھر
فرمایا کہ بیشک ان میں سے بعض تو بڑی غنیمت ہوتی ہیں کہ
کوئی عطا ان کا معاوضہ نہیں ہو سکتی اور بعض ان میں سے
گلے کا طوق ہیں کہ کسی فدیہ سے ان سے چھٹکارا نہیں ملتا۔
ابو بکر کہ بنی تیممیں کا ایک شخص تھا جس نے جاہلیت کے زمانہ
میں دو بہنوں کو جمع کر لیا تھا تو جب اس نے ان میں سے کسی کو جدا
نہ کیا یہاں تک کہ وہ خلافت عمر میں بھی (اسی حال پر) رمل

اور اس کے حال کو عمرؓ سے بیان کیا گیا تو عمرؓ نے اس کو یہ پیغام بھیجا کہ ان دونوں میں سے ایک کو اختیار کر واللہ اگر دوسری تیرے پاس آئی تو میں تیرا سر پیٹ دوں گا۔ ابو بکر مسروق سے کہ ایک شخص نے عمرؓ سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کا معاملہ اس کے اختیار میں دیدیا تھا تو اُس نے اپنی ذات کو تین طلاقیں دیدیں تو عمرؓ نے عبد اللہؓ (ابن عباسؓ) سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو؟ تو عبد اللہؓ نے کہا کہ ایک (پڑوسی) اور اسی کا اس نے اُس کو اختیار دیا تھا تو عمرؓ نے کہا اور میں بھی رستے رکھتا ہوں۔ ابو بکر علقمہ سے وہ عبد اللہؓ سے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کا معاملہ اُسی کے اختیار میں دیدیا تو اس نے اپنی ذات کو تین طلاقیں دیدی تو اُس نے کہا کہ یہ ایک ہی ہے پھر وہ عمرؓ سے بلا تو انھوں نے فرمایا کہ تو نے جو رستے قائم کی وہ ٹھیک ہے۔ ابو بکر زاذان سے کہ ہم علیؓ کے پاس بیٹھے تھے تو اُن سے سوال کیا گیا اختیار کے بارے میں تو انھوں نے کہا کہ مجھ سے یہ سوال کیا تھا امیر المؤمنین عمرؓ نے تو میں نے کہا کہ اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ اور اگر اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو ایک (طلاق رجعی) اور وہ اس سے رجعت کا حقدار ہے تو عمرؓ نے کہا جواب وہ نہیں جو تم نے کہا۔ اگر اُس نے اختیار کیا اپنے شوہر کو

وَاِنْ رَفَعْتَ شَأْنَهُ اِلَى عُمَرَ فَارْسَلْ اِلَيْهِ عُمَرُ فَقَالَ اَمْحَرْتُ احَدِيَهُمَا وَاللّٰهِ لَتَنْ قَرُبْتُ الْاُخْرٰى لَآ اُخْبِرُ بَنِي رَاسِكَ ابُو بَكْرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى عُمَرَ فَقَالَ لِمَ جَعَلْتَ اَمْرَ امْرَاَتِيْ بِيَدِهِ فَطَلَّقْتَ نَفْسَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ عُمَرُ لِمَ لَبِىْدَ اللّٰهُ مَا تَقُوْلُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَاحِدَةً وَهُوَ اَمْلَكَ بِهَا فَقَالَ عُمَرُ اَنَا اَيْضًا اَرَى ذٰلِكَ ابُو بَكْرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اِنَّ رَجُلًا جَعَلَ اَمْرَ امْرَاَتِهِ بِيَدِهِ فَطَلَّقْتَ نَفْسَهَا ثَلَاثًا قَالَ هِيَ وَاحِدَةٌ ثُمَّ لَقِيَ عُمَرَ فَقَالَ رَغِمَ مَا رَأَيْتَ ابُو بَكْرٍ عَنْ زَاذَانَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عَلِيٍّ فَنَسِلَ عَنْ الْخِيَارِ فَقَالَ سَأَلَنِيْ عَنْهَا امِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرُ فَقُلْتُ اِنْ اخَارَتْ نَفْسَهَا فَوَاحِدَةٌ بَائِنَةً وَ اِنْ اخَارَتْ زَوْجَهَا فَوَاحِدَةٌ رَجْعِيَّةٌ هُوَ اَحَقُّ بِهَا فَقَالَ لَيْسَ كَمَا قُلْتَ اِنْ اخَارَتْ زَوْجَهَا

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں خیال کی ایک خاص صورت پر کلام ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ انت طالق البتہ ان شئت اس صورت میں علی رضی اللہ عنہ نے جب کہ عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی شوہر سے جدا ہونے کا فیصلہ کیا تو لفظ کائنہ البتہ کے اعتبار سے جب کہ اس سے معنی طلاق مراد جوئے پر لفظ طالق دلالت کر رہا ہے طلاق بائنہ کا فیصلہ بخیر کیا اور شوہر کو اختیار کرنے کی صورت میں طلاق جہی کا اس لئے کہ ان کی نظر میں خیال کا تعلق صرف البتہ سے ہے اور طلاق کی صراحت کلام میں موجود ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں خیال کا تعلق صرف ایک جز البتہ سے نہیں ہے ان کے نزدیک طلاق کے نفاذ میں انت طالق اصل ہے۔ البتہ صرف اس کی توشیح کے لئے ہے اس لفظ سے بولنے والے کی نیت دوسری تیسری طلاق کی نہیں تھی اس لئے خیال کا تعلق صرف انت طالق سے ہے تو اگر عورت الگ ہوئے کہ اختیار کرے گی تو اس پر ایک طلاق جہی واقع ہوگی۔ اگر شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کرے گی تو کوئی طلاق نہ پڑے گی نہ بائنہ اور نہ رجعی۔ اور زمین ثابت نے جہاں کی صورت میں لفظ البتہ سے باتن ہوئے کا اور لفظ طالق سے اس پر ایک طلاق بڑھا کر تین طلاق کی رستے دی اور شوہر کے ساتھ رہنے کی صورت میں خیال کا تعلق صرف انت طالق سے رکھا اس لئے البتہ کے پیش نظر ایک طلاق بائنہ کا حکم لکھا واللہ اعلم ۱۲ استیعان احمدی علیہ السلام

فلاشیء وان اختارت نفسها فواحدة
 و هو احق بها فلم اجد بدا من
 متابعت امیر المؤمنین فلما وثقت
 و اتيت في الفروج رجعت الى
 ما كنت اعرف فقبل رأينا في
 الجماعة اخبنا من رأيك في
 الفرقة ففهمك علي و قال اما
 ارسل الي زيد بن ثابت فسال
 فقال ان اختارت نفسها فثلاث
 و ان اختارت زوجا فواحدة
 بانسة ابو حنيفة عن حماد عن
 ابراهيم ان عروة بن المغيرة
 استلها و هو امير الكوفة فارسل
 الي شريح و قال قل في
 رجل قال لامرأة انت طالق
 البتة فقال قال فيها عمر واحدة و هو
 الملك بها و قال علي بن ابي
 طالب هي ثلاث قال قل فيها
 انت قال قد قالافيها قال اعزمت
 عليك الا قلت فيها قال شريح اركب
 قوله انت طالق طلاقا قد خرج و
 ارسله قوله البتة بدعة اتف
 عند بدعة فان نزل ثلاثا
 فثلاث و ان نزل واحدة
 فواحدة بانسة و هو خا لم

تو کوئی شے نہیں۔ اگر اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق واقع ہوگا
 اور وہ اس سے رجوع کا حقدار ہے۔ اسکے بعد میرے لئے امیر المؤمنین
 کی متابعت کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ پھر جب میں خود صاحب
 اختیار ہو گیا اور مدت کے بعد فرج کے قضایا پر غور کیا تو میں نے
 پھر اپنی اسی رستے کی طرف رجوع کیا جو میں رکھتا تھا۔ اس پر ان
 سے کہا گیا کہ ہم کو تم دونوں کی وہ رستے پسند ہے جس کا انجام
 جمع ہو جائے یہ نسبت آپ کی اس رستے کے جو تفریق کا سبب
 تو علی بن مسیہ اور فرمایا کہ سن لو انھوں نے (یعنی عمر بن زید بن
 ثابت) کو بھی بلایا اور ان سے پوچھا تھا تو انھوں نے یہ کہا تھا
 کہ اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو تین طلاق اور اگر اپنے
 شوہر کو اختیار کیا تو ایک طلاق پائے۔ ابو حنيفة حماد سے وہ ابراہیم
 سے کہ عروہ بن المغیرہ اس میں مبتلا ہو گئے جب کہ وہ کوفہ کے
 امیر تھے تو انھوں نے قاضی شریح کو بلایا اور کہا کہ ایسے
 شخص کے بارے میں بتائیے جس نے اپنی بیوی کو کہدیا انت
 طالق البتہ تو انھوں نے کہا کہ اس کے بارے میں عمر بن زید نے کہا کہ
 ایک طلاق پڑے گی اور وہ اس سے رجعت کا مالک ہے اور
 علی بن ابی طالب نے کہا کہ یہ تین طلاق ہیں۔ عروہ نے کہا
 کہ اس کے بارے میں آپ کہتے۔ تو انھوں نے کہا وہ دونوں اس
 میں کہہ چکے ہیں۔ عروہ نے کہا کہ میرا منشاء تو آپ سے یہ ہے کہ
 آپ خود اپنی رستے بیان کریں۔ تو شریح نے کہا میری رستے تو
 یہ ہے کہ اس کا قول انت طالق مکمل چکا اور اس کے قول البتہ
 کو میں سمجھتا ہوں کہ ایک اضافہ ہے۔ اس اضافہ پر ہم توقف
 کریں گے اگر اس نے نیت کی ہے تین کی تو تین کا حکم دیا جائے
 اور اگر اس نے ایک کی نیت کی تو ایک باتن طلاق ہوگی اور
 وہ رجوع کرنے کا مالک نہ ہوگا (خا لم یعنی رشتہ بھیجے والا) ہوگا

ابو بکر عن عمرو عبد اللہ انہما قالا امرک بیدک و آخر سے سوائے ابو بکر عن عمرو ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان عمر ابن الخطاب و عثمان بن عفان قالا ایما رجل نکح امرأۃ امرأہ و خیر ہا فافترق من ذلک المجلس فلم یجد شئ فیہ شیئا فامر بالی زوجہا ابو بکر عن مطلب ابن حنطب عن عمر انہ جعل البتۃ تطلیقۃ و زوجہا ملک بہا ابو بکر عن حمید بن ہلال و غیرہ عن عمر نحو من ذلک ابو بکر عن ابراہیم عن عمرو عبد اللہ قالا فی الخلیۃ تطلیقۃ و ہو ملک برجعہا ابو بکر عن ابراہیم عن عمرو عبد اللہ فی البیتۃ قالا تطلیقۃ و ہو ملک بہا ابو بکر عن ابراہیم عن عمرو عبد اللہ فی البائن تطلیقۃ و ہو ملک برجعہا ابو بکر عن المنہال عن عمر فی رجل طلق امرأۃ تطلیقتین ثم قال انت علی حرام فقال عمر ما ہی با جہو نہیں ابو بکر عن الضحاک ان ابابکر و عمر و ابن مسعود قالوا من قال لامرأۃ ہی علی حرام فلیکت علیہ بحریم و علیہ کفارۃ میں ابو بکر عن الحسن قالت امرأۃ لزوجہا اراخنی اللہ منک او نحو من هذا

(عورت منظور کرے یا رد کرے)۔ ابو بکر عمر سے اور عبد اللہ سے کہ ان دونوں نے کہا کہ امرک بیدک (تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے) اور باختاری (تو صاحب اختیار ہو جا) برابر ہیں۔ ابو بکر عمرو ابن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اُن کے دادا سے کہ عمر بن الخطاب اور عثمان بن عفان نے کہا کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو اُس کے امر (طلاق) کا مالک بنا دیا اور اُس کو اختیار دیدیا پھر وہ اس مجلس سے جدا ہو گیا اور عورت نے اس کے بائے میں کوئی بات نہ کی تو اُس عورت کا امر اُسکے شوہر کی طرف چلا جائے گا۔ ابو بکر مطلب بن حنطب سے وہ عمر سے کہ انھوں نے البتۃ کو ایک طلاق قرار دیا اور شوہر کو اس سے رجعت کا حقدار بنایا۔ ابو بکر حمید بن ہلال و غیرہ سے وہ عمر سے مثل اسی روایت کے۔ ابو بکر ابراہیم سے وہ عمر اور عبد اللہ سے کہ دونوں نے کہا کہ خلیۃ میں ایک طلاق واقع ہوگی اور شوہر کو اُس سے رجعت کا اختیار ہے۔ ابو بکر ابراہیم سے وہ عمر اور عبد اللہ سے بیتیۃ کے بائے میں دونوں نے کہا کہ ایک طلاق واقع ہوگی اور اس کو اس سے رجعت کا اختیار ہے۔ ابو بکر ابراہیم سے وہ عمر اور عبد اللہ سے کہ بانی میں ایک طلاق ہے اور وہ اس سے رجعت کا مالک ہے۔ ابو بکر منہال سے وہ عمر سے ایک ایسے شخص کے بائے میں جس نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دیں پھر کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ تو عمر نے کہا کہ یہ کلمہ اُن سے کچھ ہلکا نہیں ہے۔ ابو بکر ضحاک سے کہ ابو بکر عمر اور عمر اور ابن مسعود سب نے کہا کہ جس نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ مجھ پر حرام ہے تو یہ اُس پر حرام نہیں ہے اور اس پر کفارہ قسم کا لازم ہے (بشرطیکہ اس نے طلاق کی نیت نہ کی ہو) ابو بکر حسن سے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا اراخنی اللہ منک (اللہ تعالیٰ تجھ سے مجھے راحت دے) یا کوئی دوسرا جملہ اس طرح کا

۲۸

۲

فَقَالَ نَعَمْ قَعَمُ فَنَعَمْ فَأَتَى عُمَرَ بْنَ
الْخَطَّابِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ عُمَرُ ثَرِيدٌ
أَنْ أَتَحْمِلُنَا عَنْكَ هَيَّ بِكَ هَيَّ بِكَ أَبُو بَكْرٍ
عَنْ سَالِمٍ وَالْقَاسِمِ وَعَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عُمَرَ قَالُوا قَالَ عُمَرُ إِنَّمَا الطَّلَاقُ بَيِّنٌ
مَنْ يَحْلِلُ لَهُ الْفَرْجُ يَعْنِي أَنَّ الْعَبْدَ
إِذَا أَدَّى لَهُ مَوْلَاهُ فِي النِّكَاحِ فَالطَّلَاقُ
بَيِّنٌ الْعَبْدُ لَا يَبِيدُ الْمَوْلَى أَبُو بَكْرٍ عَنْ
يَزِيدَ بْنِ عَلْقَمَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي تَغْلِبَ
يَقَالُ لَهُ عِبَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ كَانَ
تَحْتَهُ امْرَأَةً مِنْ بَنِي مَيْمٍ
فَأَسْلَمَتْ فَدَعَاهُ عُمَرُ فَقَالَ إِنَّمَا
أَنْ تَسْلِمَ وَأَمَّا أَنْ أَتُرَّعِبَ أَمَّا
فَابْءِ أَنْ يُسَلَّمَ فَرَّعِبَاهُ مِنْ عُمَرَ
أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَحْسَنَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الرَّجُلِ
لَهُ امْرَأَةٌ فَسَبَّلَ أَلَّتْ امْرَأَةً يَقُولُ
لَا إِنَّهُ قَالَ كَذِبَةُ أَبُو بَكْرٍ عَنْ عُمَرَ
ابْنِ شُعَيْبٍ كَانَ عُمَرُ أَبُو الدَّرْدَاءِ
وَمَعَاذُ يَقُولُونَ تَرَجَّعَ الْمَكَّةَ
بِاقِيٍّ يَعْنِي الرَّجُلَ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ
تَطْلِيقًا أَوْ تَطْلِيقَيْنِ فَرَدَّجَ
ثُمَّ تَرَجَّعَ إِلَيْهِ عَلَى كَمٍّ
سَكُونٍ عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ عَنْ بَعْضِ
بُرَيْرَةَ^{۱۲} عَنْ عُمَرَ عَلَى مَا
بَقِيَ مِنَ الطَّلَاقِ

تو شوہر نے کہا ہاں! ہاں!! ضرور!! پھر وہ پہنچا عمر بن الخطاب
کے پاس اور اُن سے اس واقعہ کا ذکر کیا اور اس تشویش کا کہ طلاق
تو واقع نہیں ہو گئی، تو عمر نے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ (تیرے ہاں!)
ہاں! کہنے کی تفسیر کلاسیک میں طرف سے میں بوجہ برداشت کروں
(تو سن اس ہاں ہاں کا مفہوم کہ وہ یہ ہے کہ) وہ عورت ہے
تیرے ساتھ وہ عورت ہے تیرے ساتھ ابو بکر سالم سے اور قاسم
اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے سب نے بیان کیا کہ عمر نے فرمایا
کہ طلاق اسی شخص کے ہاتھ میں ہے جس کے لئے فرج حلال
ہے۔ یعنی یہ کہ غلام کو جب اُس کے آقا نے نکاح کی اجازت دیدی
تو طلاق غلام کے اختیار میں ہے آقا کے اختیار میں نہیں۔ ابو بکر
یزید بن علقمہ سے کہ بنی تغلب میں کا ایک شخص تھا جس کو عبادہ
ابن النعمان کہا جاتا تھا، اس کے تحت میں بنی مایم کی ایک عورت
تھی۔ پھر وہ اسلام لے آئی تو اُس شخص کو عمر نے بلایا اور فرمایا
(اب دو صورتیں ہیں) یا تو تو اسلام قبول کرے اور یا یہ کہ
میں اُس کو تجھ سے لکھنے کے الگ کر دوں تو اس نے اسلام قبول
کرنے سے انکار کر دیا تو عمر نے عورت کو اُس سے الگ کر لیا۔
ابو بکر حسن سے وہ عمر سے اُس شخص کے بارے میں جس کے
بیوی موجود تھی اور اس سے پوچھا گیا کہ کیا تیرے پاس بیوی
ہے اور وہ جواب دیتا ہے کہ نہیں۔ فرمایا کہ یہ تو ایک جھوٹ
ہے (اس سے طلاق نہیں پڑے گی)۔ ابو بکر عمرو بن شعیب سے
کہ عمر نے اور ابو الدرداء اور معاذ بن اس کے قائل ہیں کہ وہ اُس کی
طرف کو مٹائی جائے گی باقی ماندہ پر یعنی کوئی شخص جو اپنی
بیوی کو ایک یا دو طلاق دیدیتا ہے پھر وہ نکاح کر لیتی ہے پھر
ٹوٹتی ہے اُس کی طرف تو اُس شخص کے پاس کتنی طلاق کا حق
ہوگا۔ ابو بکر ابو ہریرہ سے وہ عمر سے باقی ماندہ طلاق پر حسب

ابوبکر عن سعید بن المسیب عن عمر قال ارث جائزہ علی کل حال التتق والطلاق والنکاح والتذر یعنی سواہر کان جاداً او ہزلاً ابوبکر عن کثیر مولی ابن سمرہ ان عمر اتے بامرأة ناشرة فقال لزوجةہ اخلکھا ابوبکر عن عبد اللہ بن شہاب الخولانی شہدت عمر بن الخطاب اتے فی خلع کان بین رجل وامرأة فاجازہ یعنی یجوز الخلع دون السلطان ابوبکر عن عبد اللہ بن رباح ان عمر قال اخلکھا بادنون عقاصہا ابوبکر عن ابراہیم قال عمر بن الخطاب لاندظر کتاب ربنا و سئنا نبینا بقول المرأة المطلقة ثلثاً لها السكن والتنفقة ابوبکر عن الشعبی فی الرجل یطلق امرأته فجاء آخر فتزوجها فی العدة قال عمر یفرق بینہما تکمل عدتها الاول وتتايف من ہذا عدة جدیدة ویجعل الصداق فی بیت المال ولا یتزوجہا الا انی ابدأ ویصیر الاول خالطاً من الخطاب ابوبکر عن ابراہیم ابن میسرۃ عن عمر قال لا یفرقہا حتی ینظر آیاہا حمل اذ لا یعنی الامة اذا زوجہا موالہ فمات الزوج

توضیح مذکور۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے وہ عمر سے، فرمایا کہ چار چیزیں ہر حال میں نافذ ہوتی ہیں: عتق (آزادی) اور طلاق اور نکاح اور تذر یعنی برابر ہے کہ وہ شخص سخیگی سے کہنے والا ہے یا مسخر ہے۔ ابوبکر کثیر مولی ابن سمرہ سے کہ عمر نے پاس ایک لڑکا عورت لائی گئی تو آپ نے اُس کے شوہر سے فرمایا کہ اس سے خلع کر لے۔ ابوبکر عبد اللہ بن شہاب الخولانی سے کہ میں حاضر تھا عمر بن الخطاب کے پاس جب ایک خلع کا معاملہ ایک مرد اور اس کی عورت کا اُن کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اُس کو جائز رکھا۔ یعنی خلع جائز ہے بغیر سلطان (حکم) کے۔ ابوبکر عبد اللہ بن رباح سے کہ عمر نے فرمایا کہ اُس (عورت) سے خلع کر لے اس کی چوٹی کے ماسوائے۔ ابوبکر ابراہیم سے کہ عمر ابن الخطاب نے فرمایا کہ ہم ایک عورت کے کہنے سے اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت نہیں چھوڑیں گے جس کو تین طلاق دی گئی ہیں اُس کے لئے رہنے کا گھر بھی ہے اور نفقہ بھی۔ ابوبکر شعبی سے، ایسے شخص کے بائے میں جو اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر دوسرا شخص اگر اس عورت سے عدت کے زمانہ میں نکاح کر لیتا ہے تو عمر نے فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان تفریق کجا۔ اور عورت اپنی پہلی عدت پوری کرے اور پھر از سر نو دوسری عدت پوری کرے اور فہر کو بیت المال میں داخل کیا جائے اور وہ دوسرا شوہر کبھی اس سے نکاح نہ کرے اور پہلا شوہر دوسرے رشتہ بیچنے والوں میں سے ایک رشتہ بیچنے والا ہوگا۔ ابوبکر ابراہیم بن میسرہ سے وہ عمر سے فرمایا کہ وہ اُس سے قریب نہ ہو یہاں تک کہ پہلے یہ دیکھ لے کہ کیا اُس کو حمل ہے یعنی باندھی ہے جب کہ اُس کے آقا نے اُس کا نکاح کر دیا ہو اور اُس کا شوہر مر گیا ہو

ابوبکر عن سید و حسن قالاً اَجَلَ عمر بن الخطاب العین سنۃ فان استطاعها والا فرق بينهما و عليه العدة ابوبکر عن سعید بن المسيب رَدَّ عمر نسوة المتوفى عنهن ازداجهن من البیاء فنهجن الحج ابوبکر عن الحكم کان عمرو عبد الله یقولان لا یتنقل یمن المتوفى عنها زوجها الشافعی عن مالک انه بلغه انه کتب الی عمر بن الخطاب من العراق ان رجلاً قال لامرأة حبک علی غار بک فکتب عمر الی عايله ان مَرَّه ان یوافین فی الموسم فینا عمر بن الخطاب یطوف بالبيت اذ لقیه الرجل فسلم علیه فقال مَنْ اَنْتَ فقال انا الذی امرت ان یحبک علیک قال انشدک بر ب هذا البيت هل اردت بقولک حبک علی غار بک الطلاق فقال الرجل لو استخلفنی فی غیر هذا المكان ما صدقتک اردت الفراق فقال عمر هو ما اردت البیت عن الثور عن حماد عن ابراهیم عن عمر ابن الخطاب انه کان یقول فی الخلیفة و البریة و البتة و البانة و احد و هو حق بها البیت عن الثور عن حماد عن ابراهیم ان عمر و ابن مسعود کانا یقولان

ابوبکر سعید اور حسن سے کہ عمر بن الخطاب نے عین سال کی ہمت دی پھر اگر وہ قادر ہو گیا تو فیہا ورنہ دونوں میں تفریق کر دی جاتے اور اس پر عدت لازم ہوگی۔ ابوبکر سعید ابن المسيب سے کہ عمر نے ایسی عورتوں کو جن کے شوہروں کا انتقال ہو گیا تھا بیدار سے واپس کر دیا اور ان کو حج سے روک دیا۔ ابوبکر حکم سے کہ عمر رض اور عبد اللہ کہا کرتے تھے کہ منتقل نہ ہو (کسی دوسری جگہ) یعنی جس کا شوہر مر گیا ہو۔ شافعی مالک سے کہ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمر بن الخطاب کو عراق سے لکھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا حبک علی غار بک (تیری رستی تیرے کندھے پر) تو عمر نے اپنے عامل کو لکھا کہ اُس کو حکم دو کہ وہ موسم حج میں مجھ سے آکر ملے تو اس دوران میں کہ عمر بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے جب کہ وہ شخص اُن سے ملا اور اُن کو سلام کیا۔ تو انھوں نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اُس نے کہا کہ میں وہی ہوں جس کے بارے میں آپ نے حکم دیا تھا۔ کہ آپ کے پاس بھیجا جائے تو آپ نے فرمایا کہ میں تجھے اس بیت کے رب کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے اپنے اس قول سے یعنی حبک علی غار بک سے طلاق کی نیت کی تھی؟ تو اس شخص نے کہا کہ اگر آپ مجھے اس مکان کے علاوہ کسی دوسرے مکان میں حلف دیتے تو میں آپ سے سچ نہ کہتا، میں نے علیحدہ کرنے کی نیت ہی سے کہا تھا، تو عمر نے فرمایا کہ تیری نیت ہی فیصلہ ہے۔ یہی ثوری سے وہ حماد سے وہ ابراہیم سے کہ عمر رض اور ابن مسعود کہا کرتے تھے خلیفہ میں اور بریہ میں اور بتہ میں اور بانہ میں ایک طلاق ہے اور وہ اُس پر رجوع کا حق رکھتا ہے۔ یہی ثوری سے وہ حماد سے وہ ابراہیم سے کہ عمر رض اور ابن مسعود کہا کرتے تھے

اذا خیر ما فاخارت نفسها فیه
واحدة و هو الحق بها وان اخارت
زوجها فلاشی الشافعی تعلیقاً و
البیہقی منذ اروس عن عمر
ابن الخطاب ان رجلاً یتدبّر یاخذ
عسلاً فجاءته امرأۃ فوقف علی
الحبل فخلعت لتقطع او
لتطلقن ثلثاً فذكر الله والاسلام
فأبیت الا ذلک فطلقها ثلثاً
فلما ظہر آتے عمر بن الخطاب
فذكر ما کان منہا الیہ ومنہ الیہا
فقال ارجع الی امرأتک فلیس
هو بطلاق البیہقی روى عن عمر
لیس الرجل بأمر علی نفسه اذا
جوعت او أوثقت او ضربت الشافعی
عن ابن المسيب کان عمر یقول ان تری
اربعة اشهر فیه تطلیق و هو ملک برؤا
مادامت فی عدتها الشافعی عن عبد الله
ابن الیزید عن ابيه ارسل عمر
الشیخ من بنی زہرة فسأله عن ولاد
الجابلیة فقال اما النطفة
فمن فلان و اما الولد فهو علی
فرأش فلان فقال صدقت
و لكن قضی رسول الله
صلی الله علیہ وسلم

جب شوہر نے بیوی کو اختیار دیدیا اور اس نے اپنے نفس کو اختیار
کر لیا (آزاد ہونے پر) تو ایک طلاق ہوگی اور وہ اس پر رجوع
کا حق رکھتا ہے۔ اور اگر اس نے اپنے شوہر کو اختیار کر لیا تو کچھ
نہیں ہے۔ شافعی نے تعلیقاً روایت کیا اور بیہقی نے منذ کہ
روایت کیا گیا عمر بن الخطاب سے کہ ایک شخص (کسی غار
میں) ٹٹک کر شہد حاصل کرنے لگا تو اس کے پاس اس کی بیوی
آئی اور رسی پر (جس کے ذریعہ سے وہ غار میں ٹٹک رہا تھا)
کھڑی ہو گئی اور قسم کھا کر کہنے لگی کہ تو مجھے تین طلاق
دے ورنہ میں اس رسی کو ضرور کاٹ دوں گی تو اس نے اللہ
کا اور اسلام کا واسطہ دیا مگر وہ مانی بجز اس صورت کے
تو اس نے اس کو تین طلاق دیدیں۔ پھر جب وہ باہر آگیا تو وہ
عمر بن الخطاب کے پاس پہنچا اور جو کچھ معاملہ عورت کی طرف
سے اس کے ساتھ اور اس کی طرف سے عورت کے ساتھ ہوا تھا
بیان کیا تو انھوں نے فرمایا کہ اپنی بیوی کے پاس لوٹ جا، یہ
کوئی طلاق نہیں ہے۔ بیہقی روایت کیا گیا عمر سے کہ فرمایا کہ
کوئی شخص اپنی ذات پر امیر (باختیار خود) نہ ہوگا جب کہ بھوکا
رکھا جائے یا باندھا جائے یا پیٹا جائے۔ شافعی ابن المسيب
سے کہ عمر فرمایا کرتے تھے (ایلا کے بارے میں) کہ چار ماہ
(بیوی کے ساتھ ہم بستری سے) رُک جانا ایک طلاق ہے اور
وہ اس کے رجوع کا اختیار رکھتا ہے جب تک عورت عدت میں
رہے۔ شافعی عبد اللہ بن ابی یزید سے وہ اپنے باپ سے کہ
عمر بن زہرہ کے ایک بوڑھے کو بلا کر اس سے باجرا اولاد کے
تین نسب کی بات جاہلیت کا دستور پوچھا تو اس نے کہا کہ نطفہ تو فلاں کی
طرف سے، رلم بچہ تو وہ فلاں کے فرش پر دکھا جاتا تھا، تو
عمر نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بالولد للفراس ^{۱۲} مالک و الشافعی عن ابن
عمر جہا رجل لک عمر بن الخطاب فتال
کانت لی ولیدۃ اطاها فعدت امرأتہ
الیہا فارضعتها فدخلت علیہا فکالت ووثک
فقد والله ارضعتها فقال عمر ارضعها و
انت جاریتک فانما الرضاۃ رضاعۃ ^{۱۳} التصفیر
مالک انه بلغ ان عمر بن الخطاب وحب لابنہ
جاریۃ فقال لا تمسها فانک قد کشفتها قال
ابو حنیفۃ النظر الی الفرج محرم و قال
الشافعی لا قال البیہقی ویشبه ان یکون
الجماع هو المراد بالکشف فان اهل المروء
یکفون عن الجماع بمثل هذا البیہقی من
طریق سفیان الثوری کتب عامل لعمر
ان لا عمر ان ناسا من قبلنا یدعون
السامرة یتبتون السبت و یقرؤن
التورایۃ و لایؤمنون بیوم البعث فما
یرای امیر المؤمنین فی ذباحم قال
فکتب ہم طائفۃ من اهل الکتاب ذباحم
ذباحم اهل الکتاب الشافعی
عن عمر انه قال ما نصاب
العرب باهل الکتاب و لا یجزل
لنا ذباحمهم و ما انا بتارکهم
حتی یسلوا او اضرب اعناقهم
مالک و الشافعی عن
عروۃ ^{۱۴}

نہ فیصلہ کر دیا ہے کہ بچہ (صاحب) فراش کے لئے (یعنی شوہر کی) ہوگا۔ مالک اور شافعی ابن عمر سے کہ ایک شخص نے عمر بن الخطاب سے کہا کہ میری ایک باندی ہے جس سے میں مجاہت کرتا رہا اس کے ساتھ میری بیوی نے یہ اقدام کیا کہ اس کو اپنا دودھ پلا دیا۔ پھر میں اس پر داخل ہوا تو بیوی نے کہا کہ اس سے الگ رہنا واللہ میں نے اس کو اپنا دودھ پلایا ہے تو عمر نے کہا کہ اس کو پیٹ اور اپنی ٹونڈی کے پاس جا کیونکہ رضاعت (قابل اعتبار) صرف بچے ہی کی رضاعت ہے۔ مالک ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمر بن الخطاب نے اپنے بیٹے کو ایک جاریہ عطا کی اور فرمایا کہ اس کو چھو نامت کہ میں اس کو برہنہ کر چکا ہوں ابو حنیفہ نے کہا کہ فرج کو دیکھنا حرام کر دیتا ہے اور شافعی نے کہا کہ نہیں۔ بیہقی نے کہا اور قرین قیاس یہ ہے کہ برہنہ کرنے سے مراد جماع کرنا ہی ہے کہ شائستہ مزاج لوگ جماع کے لئے اسی طرح کے کنایات بولتے ہیں۔ بیہقی سفیان ثوری کی روایت سے کہ عمر کے ایک عامل نے ان کو لکھا کہ جو ہم سے پہلے تھے ان میں سے کچھ لوگوں کو سامرہ کہا جاتا تھا وہ سینچر کے دن عبادت کیا کرتے اور توریت پڑھا کرتے تھے اور یوم قیامت پر ایمان نہیں لاتے تھے تو امیر المؤمنین ان لوگوں کے ذبیحوں کے بائے میں کیا رہتے رکھتے ہیں۔ کہا کہ اس پر عمر نے لکھا کہ وہ لوگ اہل کتاب ہی میں کا ایک گروہ ہے ان کے ذبیحے اہل کتاب کے ذبیحے ہیں۔ شافعی عمر سے کہ انھوں نے کہا کہ عرب کے نصاری (یعنی بنی تغلب) اہل کتاب نہیں ہیں اور ہمارے لئے ان کے ذبیحے حلال نہیں ہیں اور میں ان کو چھوڑنے والا نہیں یہاں تک کہ یہ لوگ یا تو اسلام قبول کریں یا میں ان کی گردنیں مار دوں۔ مالک اور شافعی عروہ سے

وہ خولہ بنت حکیم سے کہ وہ عمر بن الخطاب کے پاس پہنچی اور کہا کہ ربیعہ بن امیہ نے تمہیں کیا تھا ایک مولدہ سے پھر وہ اس سے حاملہ ہو گئی تو عمر بن اس طرح نکلے کہ اپنی چادر کھینچ رہے تھے بیچینی سے پھر کہا کہ یہ متعہ ہے اور اگر مجھے پہلے اس کی اطلاع ہو جاتی تو میں ضرور رحم کرتا۔ شافعیؒ ابن سیرینؒ سے کہ ایک عورت کو اُس کے شوہر نے تین طلاق دیں اور ایک نادار دیہاتی مسجد کے دروازے پر بیٹھا کرتا تھا تو اس کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ کیا تجھے ایسی عورت میں دلچسپی ہے جو تجھ سے نکاح کرے اور تو آج رات اُس کے ساتھ سوئے اور صبح کو اُس سے مفارقت کر لے؟ اُس نے کہا کہ ہاں! تو ایسا ہو گیا (رات میں) اُس کی بیوی نے اُس سے کہا کہ جب صبح ہو جاتے گی تو یہ لوگ تجھ سے کہیں گے کہ اس سے جدا ہو (یعنی طلاق دے) مگر تو ایسا نہ کرنا کیونکہ میں تیری کفالت کروں گی جیسا کہ... تو دیکھ رہا ہے اور تو عمر بن کے پاس پہنچ جانا۔ جب صبح ہوتی تو لوگ اس شخص کے پاس آتے اور عورت کے پاس پہنچے۔ تو عورت نے کہا کہ تم اُس سے بات کرو تم ہی اُس کو لے کر آتے تھے تو انہوں نے اُس سے گفتگو کی۔ اُس نے انکار کر دیا۔ پھر عمر بن کے پاس پہنچ گیا۔ تو عمر بن نے فرمایا کہ اپنی بیوی سے تعلق پر جا رہا۔ اگر وہ لوگ تجھے پریشانی میں ڈالیں تو میرے پاس آ جانا۔ پھر اس عورت کو بلوایا جو اس کام کے لئے چلی پھر یہی تھی تو آپ نے اس کو سزا دی۔ اس کے بعد وہ شخص صبح و شام حضرت عمر بن کے پاس اچھے لباس میں آتا رہتا تھا اور وہ فرمایا کرتے اللہ کا شکر ہے جس نے اے ذوالرقتین (یعنی اے پیوند لگے ہوئے دو کپڑوں والے)

عن خولہ بنت حکیم دخلت علی عمر بن الخطاب فقالت ان ربیعۃ بن امیۃ استنصر بامرأۃ مولدۃ فحملت منه فخرج عمر بن یومر رداءہ ففرغاً فقال فیہ المنة ولو کنت لقد مت فیہ لرجمت الشافعی عن ابن سیرین ان امرأۃ طلقها زوجھا ثلثاً وکان مسکیناً اعرابی یقعد بیاب المسجد فجاءت امرأۃ فقالت ہل لک فی امرأۃ تنکحنا فتیت منہا اللیلۃ ویتبع تفارثہا فقال ثم نکان ذلک فقالت لہ امرأۃ انک اذا صحبت فانہم سيقولون لک فارثہا فلا تفعل ذلک فالتی مقیمۃ کب اتري واذہب الی عمر فلما صحبت اتوه واولم فقالت کلّمہ فانتم جنتم بہ فکلمہ فالتی فانطلق الی عمر فقال اُرید امرأۃک فان راہوک بریب فالتی فاسل الی المرأة التی مشیت لذلک فیکل بہا ثم کان یغدو علی عمر ویروح فی محلّہ فیقول الحمد للہ الذی لکساک یا ذوالرقتین

عہ مولدہ بروزن مغفلہ وہ ہے جو عرب میں پیدا ہوتی اور ان کی اولاد کے ساتھ اس نے تربیت پائی ۱۲

حَلَّةٌ تَعْدُوْنِهَا وَتَرَوْنَ اَنْتَا فَعَنْ
عَنْ مَجَاهِدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
اَنْتَا فَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ
اَبِيهِ اَنْ عَلِيًّا وَعُمَرُ قَالَا لَا يَنْكُحُ الْمُحْرَمُ
وَلَا يَنْكُحُ فَاِنْ كُنَّ فَنِكَاحُهُ بَاطِلٌ بَلَّغَ
وَالشَّافِعِيُّ عَنْ ابْنِ الْمَيْمُونِ قَالَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ
امْرَاةً وَبَهَا جَنُونَ اَوْ بَرَصًا فَسَهَا
فَلَهَا صَدَاقُهَا كَالْيَا وَذَلِكَ لِزَوْجِهَا
عَنْ اَبِي سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ اَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
كَتَبَ اِلَى بَعْضِ عُمَّالِهِ اَنْ اَعْطِ
النَّاسَ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ
فَكَتَبَ اِلَيْهِ اَنْكَ كَتَبْتَ
اِلَى اَعْطِ النَّاسَ عَلَى
تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ فَيُعَلِّمُهُ مَنْ
لَيْسَ لَهُ فِيهِ رَغْبَةٌ اِلَّا
رَغْبَةٌ فِي التَّجْعَلِ فَكَتَبَ اِلَيْهِ
اَنْ اَعْطِيَهُمْ عَلَى الْمَرْوَةِ وَ
الصَّحَابَةِ اَبُو حَنِيفَةَ عَنْ يَزِيدَ
ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ الْاَسْوَدِ اَنْ
اَعْتَقَ مَلُوكًا لَهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَخُوهُ
لَهُ صَخْرٍ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِعُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ فَامْرَهُ اَنْ يَقُوْمَهُ وَيَرْجُوهُ
حَتَّى يَذَرَكَ الصَّبِيَّةُ فَاِنْ

تجھے اچھا جوڑا پہنایا جس میں تو صبح و شام آتا جاتا ہے۔ شافعی
مجاہد سے وہ عمرؓ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ شافعی جعفر
ابن محمد سے وہ اپنے باپ سے کہ علیؓ و عمرؓ دونوں نے کہا کہ
محرم (جو احرام باندھنے والا ہو) نہ نکاح کرے اور نہ نکاح کرے۔
اگر اس نکاح کر لیا تو اس کا نکاح باطل ہوگا۔ مالک اور
شافعی ابن المیثم سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس شخص
نے نکاح کیا کسی ایسی عورت سے جس کو جنون یا برص
ہے پھر اس کو چھو تو اس عورت کو پورے قہر کا حق ہوگا۔
اور اس عورت کے شوہر کو حق ہوگا کہ برابر تادان لینے کا اس
عورت کے ولی سے۔ بیہقیؒ ابراہیم بن سعدؒ سے وہ اپنے باپ
سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے بعض عاملوں کو لکھا کہ تعلیم قرآن
پر لوگوں (یعنی معلموں) کو عطیات (وظائف) دو۔ تو عامل
نے اُن کو لکھا کہ آپ نے مجھے لکھا ہے کہ تعلیم قرآن پر لوگوں
کو عطیات دو تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قرآن کی تعلیم وہ
لوگ دیں گے جن کو اس خدمت سے رغبت نہ ہوگی ان کو رغبت
صرف اپنے معاوضہ سے ہوگی دمالانکہ تعلیم قرآن اللہ کے واسطے
ہونی چاہیے تو اس معاوضہ کو ادا کرنے کی وجہ جواز کیا ہوگی
تو ان کو عمرؓ نے لکھا کہ ان کو بر بنار مروت دے کہ وہ ایک خدمت
اسلامی کرتے ہیں ہم کو ان کی خدمت کرنی چاہیے، و بر بنار
صحابت (کہ وہ خدمت اسلام میں تمھارے ساتھی ہیں) دو۔
ابو حنیفہؒ یزید بن عبد الرحمنؒ سے وہ اسود سے کہ انھوں نے آزاد
کیا ایک مملوک کو جو کہ ان کا اور ان کے کم عمر بھائیوں کا
مُشترک تھا۔ پھر انھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے اس کا
ذکر کیا تو انھوں نے ان کو حکم دیا کہ اس کی قیمت کا اندازہ
کرو اور اس کو لڑکوں کے بالغ ہونے تک روک لو پھر اگر وہ

شَارُوا اَعْتَقُوا وَاِنْ شَاءَ وَالْمُتَمَوَّلَاتِ
 اَنْ يَبْلُغَ اَنْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانُ بْنُ
 عَفَّانٍ قَضَىٰ اَمْرًا فِي امْرَأَةٍ غَيْرِ رِيشٍ
 رَجُلًا بِنَفْسِهَا وَذَكَرَتْ اَنْهَا مَرَّةً فَوَلَدَتْ
 لَهُ اَوْلَادًا فَقَضَىٰ اَنْ يُقَدِّرَ وَلَدُهُ
 بِمِثْلِهِمْ مَالِكٌ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُمَيَّةَ اَنْ امْرَأَةً بَلَكَ عَنْهَا
 زَوْجُهَا فَاعْتَدَّتْ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا
 ثُمَّ تَزَوَّجَتْ حِينَ حَلَّتْ كَمَلَتْ عَنْدَ
 زَوْجِهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَنِصْفَ شَهْرٍ ثُمَّ وَلَدَتْ
 وَلَدًا تَائِبًا فَجَاءَ زَوْجُهَا اِلَىٰ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
 فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَدَا عَمْرٍو نِسْوَةً مِنْ نِسَاءِ
 الْجَاهِلِيَّةِ قُدَّامًا فَسَأَلَتْ عَنْ ذَلِكَ
 فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْهُمْ اَنَا اُخْبِرُكَ عَنْ
 لَبْدَةِ الْمَرْأَةِ بَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا حِينَ حَلَّتْ
 فَاهْرِيقَتْ عَلَيْهِ الدَّمَاءُ فَنَسَّ وَلَدُهَا فِي
 بَطْنِهَا فَلَمَّا اَصَابَهَا زَوْجُهَا الَّذِي
 نَكَحَهَا وَاَصَابَ الْوَلَدَ الْمَاءُ سَمَرَكَ
 الْوَلَدُ فِي بَطْنِهَا فَصَدَّقَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
 وَفَسَّرَ قَبْلَ بَيْنِهَا دِتَالِ عَمْرٍو يَلْفِي
 عَنْكُمْ اِلَّا خَيْرٌ وَالْحَقُّ الْوَلَدُ بِالْاَوَّلِ
 مَالِكٌ عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ
 ابْنِ يَسَارٍ اَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
 كَانَ يَلِيظُ اَوْلَادَ الْجَاهِلِيَّةِ
 بَيْنَ

چاہیں تو اس کو آزاد کریں اور اگر چاہیں ضمان لیں۔ مالکؒ ان کو یہ
 روایت پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ بن عفان دونوں
 میں سے ایک نے ایک عورت کے متعلق جس نے اپنے بارے
 میں ایک شخص کو دھوکا دیا اور یہ ذکر کیا تھا کہ وہ آزاد ہے پھر
 اس کے بچے بھی اس نے جنے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنی اولاد کا
 فدیہ جاریہ کے مالک کو ان ہی کے ہاندے۔ مالکؒ سلیمان بن
 یسار سے وہ عبداللہ بن اُمیہ سے کہ ایک عورت کا شوہر مر گیا
 تو اس نے چار مہینے دس دن کا زمانہ عدت پورا کر کے جب
 حلال ہو گئی تو نکاح کر لیا۔ اب وہ اپنے شوہر کے پاس سارے
 چار مہینے رہی تھی کہ اس کے ایک پورا بچہ پیدا ہو گیا۔ تو اس کا
 شوہر عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور ان سے اس کا ذکر کیا۔
 تو عمرؓ نے زمانہ جاہلیت کی پرانی عمر کی عورتوں میں سے کئی
 عورتوں کو بلایا اور ان سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو
 ان میں سے ایک نے کہا کہ اس عورت کا حال آپ کو میں بتاتی ہوں
 اس کا شوہر اس کو چھوڑ کر مر گیا جب کہ یہ حاملہ ہوئی۔ تو اس
 (حمل) پر خون حیض بہتے رہے (بجائے اس کے کہ وہ بند ہو
 بچہ کا جزو بنیں) تو اس کے پیٹ میں اس کا بچہ سوکھ گیا۔
 پھر جب اس کا شوہر جس نے اس سے نکاح کیا اس کے ہم بستر
 ہوا اور بچہ پر پانی (یعنی آب منی) پہنچا تو اس کے پیٹ میں بچہ
 نے حرکت کی اور وہ بڑھا تو عمرؓ بن الخطاب نے اس کی
 تصدیق کی اور ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی اور عمرؓ
 نے فرمایا کہ تم دونوں کے متعلق میرے پاس بجز خیر کے اور
 کوئی بات نہیں پہنچی۔ اور بچے کو آپ نے پہلے شوہر کا قرار
 دیا۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے وہ سلیمان بن یسار سے کہ عمرؓ بن
 الخطاب زمانہ جاہلیت کی اولاد کو اُسی کے ساتھ متعلق کر دیتے تھے

ادعائهم في الاسلام فأتى رجلان
 كلاهما يدعى ولد امرأة فدعا
 عمر قاتفا فنظر اليهما فقال
 القائف لقد اشتركا فيه فضربه
 عمر بن الخطاب بالذرة ثم دعا
 المرأة فقال لها اخبريني خبرك
 فقالت كان هذا لأحد الرجلين
 ياتيني دهن في ابل لابلها
 فلا يفارها حتى يظن
 او تظن انه قد استمر بها
 حبلى ثم انصرف عنها فابريقت
 عليه دهن ثم خلف عليها
 نذاتني الآخر فلا أدري من
 ايها هو قال فكبر القائف
 فقال عمر لعلام وال ايها
 شئت ما كنت عن ابن عمر ^{ابن عمر} ان عمر
 ابن الخطاب قال ما بال رجال
 يظنون ولا يدريهم ثم يعز لوهم لا
 تاتين وليدة يعرف سيد لها
 ان قد ألمت بها الا الحقت به
 ولدها فاعزوا بعد ذلك او
 اتركوا كتاب احكام الخلافة
 والقضاء

جو اسلام میں داخل ہونے کے بعد ان کا مدعی ہوتا تھا۔ تو ان
 کے پاس دو آدمی آتے جو ایک عورت کے لڑکے پر اپنا بیٹا
 ہونے کا دعویٰ کر رہے تھے تو عمرؓ نے ایک قیافہ داں کو بلایا
 اس نے (لڑکے کو دیکھ کر) ان دونوں آدمیوں کو دیکھا پھر
 کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ اس میں دونوں مشترک ہیں تو عمرؓ
 نے اس کے درہ مارا پھر اس عورت کو بلایا اور اس کے کہا کہ
 تو مجھ سے پورا حال بیان کر۔ تو اس نے کہا کہ یہ ان دونوں
 میں سے کسی ایک کا ہے جو میرے پاس آیا کرتا تھا اس حال میں
 کہ وہ بندی (یعنی میں) اونٹوں میں رہتی تھی جو اس کے
 (یعنی میرے) رشتہ دار کے تھے۔ وہ شخص اس سے (یعنی مجھ
 سے) جدا ہوتا تھا یہاں تک کہ اس شخص نے گمان کر لیا یا عورت
 نے گمان کر لیا کہ اب اس پر حاملہ ہونے کا دور گزرنے لگا۔ پھر
 پھر وہ اس سے (یعنی مجھ سے) پھر گیا اسکے بعد اس پر خون بہہ
 (یعنی حیض کے خون آتے ہے) پھر اس شخص کا قائم مقام اس عورت پر
 (یعنی مجھ پر) یہ شخص بنا۔ اس کی مراد دوسرے دعویدار سے تھی تو
 اب میں نہیں جانتی کہ یہ لڑکا دونوں میں سے کس کا ہے۔ کہا کہ پھر
 تو اس قیافہ داں نے تنقیر کی اس خوشی سے کہ اس کی بات بن
 گئی، تو عمرؓ نے اس لڑکے سے کہا کہ تو ان دونوں میں سے جس
 کو چاہے پسند کر لے۔ مالک ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطابؓ فرمایا کہ کیا
 ہو گیا لوگوں کو کہ اپنی باندیوں کے ساتھ ولی (جوارح) کرتے ہیں
 پھر ان سے عزل کرتے ہیں (یاد رکھو) کوئی باندی جو میرے
 پاس آ کر یہ اقرار کرے گی کہ اس کے آقا نے اس سے مباشرت کی ہے میں
 اسکے بچے کو اس شخص کے ساتھ ضرور ملحق کروں گا اس کے
 بعد تم عزل کرو یا چھوڑ دو۔ باب احکام خلافت وقضاء

۴۴ کسی عورت سے اس طرح جامع کرنے کو عزل کہتے ہیں کہ انزال کے وقت ذکر کو باہر نکال دے اور مٹی باہر گلیے تاکہ عورت کو حمل نہ رہے ۱۲ مستخرج

الدار قطنی ان عمر بن الخطاب کتب
 الی بے نموے الاشعرے اما
 بعد فان القضاء فریضہ مکملہ
 و سنتہ مستتبہ فانہم اذا اؤدے
 الیک بحجۃ و ائفد الحق اذا
 وضح فان لا ینفع تکلم بحق
 لا تفاد لہ و اس بین الناس فی
 و حک و مجلسک و عدلک حتی
 لا یناس الضیف من عدلک و لا
 یلمع الشریف فی حیفک البیتۃ
 علی من اؤدے و الیمین علی
 من انکر و الصلح جائز بین المسلمین
 الا صلحا اعل حراما و حرما
 حلالا لا ینفک قضاء قضیتہ بالارسل
 فراجعت فیہ نفسک و یدیت فیہ
 لشدک ان تراجع الحق فان الحق
 قدیم و مراجعۃ الحق غیر من التماذ
 فی الباطل الغم الغم فیما
 یختلج فی صدرک مما لم یتلک
 فی الکتاب لو السنۃ و اعرف الامثال
 و الاشباہ ثم قس الامور عند
 ذلک فاعبد الی اجہا عند
 اللہ عز و جل و اشہبہا
 بالحق فیما ترے و اجعل
 لمن اؤدے بیتۃ

دار قطنی نے روایت کیا کہ عمر بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعریٰ کو
 لکھا اما بعد درحقیقت قضاء ایک فریضہ قطعی اور سنت جاریہ
 ہے۔ جب تمہارے سامنے (کوئی فریق مدعی یا مدعی علیہ) کوئی
 حجت پیش کرے تو اس کو سمجھو اور جب تم پر حق واضح ہو جائے
 تو اس کا نفاذ کرو کیونکہ صرف زبان سے کسی بات کو حق کہہ دینا بے
 کہ اس کا نفاذ نہ ہو بے فائدہ ہے۔ لوگوں کے درمیان متوجہ ہونے
 میں اور اپنے پاس بیٹھنے کے مقام میں اور انصاف کرنے میں
 برابری کو قائم رکھو کہ کوئی کمزور تمہارے عدل سے ناامید نہ ہو جائے
 اور کوئی صاحب شرافت تم سے کمزور پر ظلم کی طمع نہ کرے گواہ
 پیش کرنا اس شخص کے ذمہ ہے جس نے دعویٰ کیا ہو اور تم
 اس پر ہے جس نے انکار کیا ہو۔ مسلمانوں کے درمیان صلح جائز
 ہے بجز ایسی صلح کے جو حرام کو حلال کرے یا حلال کو حرام کرے۔
 اور تم کو ایسی قضاء جس کو تم نے آج شام میں فیصلہ کیا ہے پھر تم
 نے اس پر اپنے دل میں غور کیا اور تم پر اس کے بارے میں بھلائی
 کی راہ گشادہ کر دی گئی اس بات سے مانع نہ ہونی چاہیے کہ تم
 حق کی طرف رجوع کر لو کیونکہ حق پائدار ہے اور حق کی طرف رجوع
 کر لینا بہتر ہے باطل پر مدت گزارنے سے۔ سمجھو کام کو سمجھو
 کام کو ایسے امر کے بارے میں جس سے تمہارے سینہ میں خلش
 پیدا ہو جو ایسا ہو کہ اس کے بارے میں کتاب اور سنت میں
 سے کچھ (واضح طور پر) تمہارے پاس نہیں پہنچا اور ایسی صورت
 میں پیش آمدہ مسئلہ کے) مشابہ اور اس کے مماثل امور کو پہچانو
 پھر (پیش آمدہ) امور کو ایسی صورت میں ان پر قیاس کر لو۔
 پھر (اگر تعدد پیدا ہو جائے تو) جو صورت تمہاری رائے میں
 اللہ عز و جل کے نزدیک پسندیدہ محسوس ہو اور حق سے زیادہ
 مشابہ ہو اس کو اختیار کر لو۔ اور مدعی کے لئے گواہ پیش کرنے کی

أَيُّهَا يَنْتَبِهْ إِلَيْهِ فَإِنْ أَحْضَرَ
بَيْتَهُ أَخَذَتْ لَهُ سَجَقَةً وَالْأَ
وَجَبَتْ الْقَضَاءَ عَلَيْهِ فَإِنْ ذَكَرَ
أَجَلَهُ لِلْعَمَلِ وَابْلَغَ فِي الْعَدْوِ
وَالْمَسْلُونِ عَدُولَ بَعْضِهِمْ عَلَى
بَعْضٍ إِلَّا تَجَلَّوْا فِي حُدُودِ تَجَرُّبٍ
فِي شَهَادَةِ زُورٍ أَوْ ظَنِينَةٍ فِي
وَلَايَةٍ أَوْ دِرَاقَةٍ إِنْ اللَّهُ تَوَكَّلَ
مُسْكُمُ السَّرَائِرَ وَدَرَأَ عَنْكُمْ
بَابِيْنَاتٍ وَآيَاكَ وَالْقُلُقَ
وَالْعَجْزَ وَالشَّاذِلَ
بِالنَّاسِ وَالتَّنَكُّرَ لِلْمَحْصُومِ
فِي مَوَاطِنِ الْحَقِّ الَّتِي
يُوجِبُ اللَّهُ تَعَالَى بِهَا
الْأَجْرَ وَيُحْسِنُ بِهَا الذُّخْرَ
فَإِنَّهُ مَنْ يَعْمَلْ لِنَيْتِهِ
فِي مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى
وَلَوْ عَلَى نَفْسِهِ يَكْفِيهِ
اللَّهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ
وَمَنْ تَزَيَّنَ لِلنَّاسِ مِمَّا
يَعْلَمُ اللَّهُ تَعَالَى مِنْهُ
غَيْرَ ذَلِكَ يُشَيِّئُهُ اللَّهُ فَمَا
ظَنُّكَ بِثَوَابِ اللَّهِ عَزَّ وَ
جَلَّ وَ مَا جِلَّ رِزْقِهِ وَ
خَزَائِنِ رَحْمَتِهِ

آخری مدت مقرر کر دو پھر اگر اس نے گواہ حاضر کر دیئے تو اُس کے
حق میں فیصلہ کر دو ورنہ فیصلہ اس کے خلاف کر دو کہ یہ اصول
مگر اہی کو واضح کرنے والا اور (اس کے خلاف فیصلہ کرنے میں
خواہ وہ حق پر ہو) تم کو پورے طور پر معذور رکھنے والا ہے۔
اور تمام مسلمانوں میں سے بعض بعض کے مقابلہ پر عدول ہیں۔
(یعنی ہر مسلمان کی صفتِ اصلہ عدالت ہے اس کے لئے ثبوت
کی حاجت نہیں) بجز اس شخص کے جس کے کسی حد کی بناء پر
کوڑے مارے گئے ہوں یا اُس کا کسی جھوٹی شہادت میں تجربہ
ہو چکا ہو یا وہ کسی حق میں یا وراثت میں مُتہِم ہو۔ بیشک جو
تم سے چھپی ہوئی باتیں ہیں وہ بحوالہ خدا ہیں اور تم پر سے
اس لئے مواخذہ ہٹا دیا شہادت سے اور تم کو بچنا چاہیے لوگوں
کو بے قراری اور تنگ دلی اور تکلیف میں ڈالنے سے اور جھگڑنے
والوں کے مقابلہ پر حق کے مواقع میں جن کی بناء پر اللہ تعالیٰ
اجر کو واجب کر دیتا اور ان کو بہتر ذخیرہ آخرت بنا دیتا ہے۔
(لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے اپنا خلق) بدل دینے سے بچو کیونکہ
یہ حقیقت ہے کہ جو شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اچھی
نیت رکھے گا اگرچہ (حق کی پیروی کی بناء پر) اس کو اپنی ذات
کے خلاف فیصلہ دینا پڑے، تو اللہ تعالیٰ اُس کے اور لوگوں
کے مابین (حاکمیت و محکومیت کے) علاقہ کے لئے خود کافی
ہو جائے گا۔ اور جو شخص اپنے ظاہر کو لوگوں کے لئے آراستہ
کرے گا اُس (باطنی) حال کے مقابلہ پر جو اُس کے خلاف ہے
اور اس کو اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ ذلیل
کر دے گا، تو تمہارا (اس صورت میں) کیا گمان ہے اللہ عزوجل
کے ثواب اور اُس کے جلد ملنے والے رزق اور اس کی رحمت
کے بارے میں کہ وہ قابلِ ترجیح ہیں یا دنیاوی جاہ و منزلت؟

والسلام علیک۔ شروع کہا جاتا ہے اَدْلٰی دِلُو کا بمعنی دُول کو چلتا
 دِلُوہ ارسِلْہا و دَلَّ اَلْمُخْرِجُہا وَ
 الظِّلین بِالْظَّآءِ الْمَشْتَمِ وَ بِالضَّادِ
 الْبَحْلِی وَ الْاَوَّلُ الْمَقْصُودُ وَ الْقَلْقُ
 ضَمِیْقُ الْقَدْرِ وَ رَجُلٌ قَلِقٌ سَرِیٌّ
 الْخَلْقُ وَ اَعْلَقَ الْاَمْرَ اِذَا لَمْ یَنْفَسِحْ وَ
 غَلَقَ الرَّهْنُ اِذَا لَمْ یَجِدْ مَخْلَصًا وَ اَشْتَنُ
 الْعِیْبُ الْبَغْوُیَ کَتَبَ عُمَرُ اِلَی
 اَبِی مُوسٰی الْاَشْعَرِی اَنْ لَا یَقْضَی
 اِلَّا اَمِیْرًا فَاِنَّ اَهْمِیْبَ لِلظَّالِمِ وَ
 لِشَاہِدِ الزُّوْرِ الْبَغْوُیَ قَالَ عُمَرُ لَا بِنَ
 مَسْعُودَ اَمَّا یَبْلُغُنِ اِنِّکَ تَقْضِی دِلْسَتْ
 بِاَمِیْرِ قَالَ بَلَّی قَالَ فَوَلَّی حَارًّا
 مِّنْ تَوَلَّی قَارًّا اَبِی مُوسٰی کَتَبَ عُمَرُ
 اِلَی اَبِی مُوسٰی الْاَشْعَرِی اَیَّاکَ وَ
 الْقُبْحَ وَالْغَضَبَ وَ الْقَلْقُ وَ التَّادِبَ
 بِاَنَّا سَ عِنْدَ الْخُصُومَةِ وَ اِذَا جَلَسَ
 عِنْدَ الْخُصُومَانِ فَرَأِیْتَ اَحَدَهُمَا یَتَعَمَّدُ
 الظِّلْمَ فَاَوْجِعْ رَاسَهُ الْبَغْوُیَ
 کَتَبَ عُمَرُ اِلَی اَبِی مُوسٰی الْاَشْعَرِی
 لَا یَمْنَعُکَ قَضَاءُ قَضِیَّتِهِ ثُمَّ
 رَاجِعَتْ فِیہ نَفْسُکَ فِہْدِیَّتْ لِرَشْدِهِ
 اِنْ تَقْضَی فَاَنْ

والسلام علیک۔ شروع کہا جاتا ہے اَدْلٰی دِلُو کا بمعنی دُول کو چلتا
 کیا اور اس کو لٹکا یا اور اس کو نکالا۔ اور ظنن غلام کے ساتھ
 بمعنی مشہم آتا ہے اور ضاد کے ساتھ بخل کے معنی میں ہے اور
 یہاں مقصود پہلی صورت ہے۔ اور قَلِق کے معنی ہیں سینہ کانگ
 ہونا اور بولا جاتا ہے دَجَل قَلِق یعنی بدخلق آدمی اور اَعْلَقَ
 الْاَمْرَ جب کہ معاملہ غیر واضح ہو اور غلق الرهن جب کہ چھپکا
 نہ پائے، اور اَشْتَن کے معنی ہیں عیب۔ بغوی، عمر نے ابو موسیٰ
 اشعریؓ کو لکھا کہ سوائے امیر کے کوئی فیصلہ نہ کرے کیونکہ وہ
 (صاحب اختیار ہونے کی وجہ سے) ظالم کو زیادہ مرعوب کر نیوالا
 ہوگا اور اس شخص کو جو جھوٹی شہادت دیتا ہے۔ بغوی، عمر
 نے ابن مسعودؓ سے کہا کہ دیکھو مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ تم
 قضایا کے فیصلے کرتے ہو دریاں حالیکہ تم امیر نہیں ہو۔ انھوں
 نے کہا کہ بیشک۔ فرمایا تو مالک بنا اُس کے مضر کا اُسی شخص
 کو جو کہ مالک ہے اُس کے منافق کا (یعنی قضایا امیر کے حوالے
 کر دیا کرو)۔ بغوی، عمر نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ تنگدلی
 سے اور بے قرار کرنے اور غصہ اور بد خوئی اور لوگوں کو مقتدا
 کی سماعت کے وقت اذیت دینے سے بچو۔ اور جب تمہارے
 پاس دعویٰ و مدعا علیہ بیٹھے ہوں اور تم ان میں سے ایک کو
 دیکھو کہ وہ ظلم کا قصد کر رہا ہے تو اُس کا سر پیٹ دو۔ بغوی،
 عمر نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ اُس فیصلہ پر جو تم نے
 چکے ہو پھر تم نے اُس کے بارے میں اپنے نفس کی طرف مراجعت
 کی پھر تم کو اس امر میں اچھی بات کی طرف ہدایت ہو گئی اُس
 فیصلہ کو توڑ دینے سے کوئی بات مانع نہ ہوئی چاہیے کیونکہ

عہ یہ لفظ تمام موجودہ نسخوں میں غین مجمر کے ساتھ لکھا ہے اور پچھل عبارت میں کہیں یہ مذکور نہیں ہوا۔ اگر بجائے غین کے قاف مانا جائے
 تو کتب لغت میں اس کے معنی وہ نہیں بنتے جو مذکور ہوئے تو میرے نزدیک یہ عبارت زوائد میں سے ہے ۱۱ محشی کتاب۔

الحق قدیم لایقضہ شیء والرجوع الے
الحق خیر من التامی فی الباطل قال
البغوی ہذا ذابتین لہ الخطاء بنص کتاب
اوسنیۃ او اجماعہ فاما اذا قضی باجہاد
ثم تغیر اجتہادہ الے غیرہ فلا یقضہ
ولا یقضہ بعدہ فیہا بما تغیر الیہ اجتہاد
البغوی عن الزہری انہ قال کان
مجلس عمر ^{رضی اللہ عنہ} یفتی فی القراءۃ شکیباً
کانوا اذ کہولاً فرما استشارہم فیقول
لایسئق احدکم ان یشیر برأیہ فان
العلم لیس علی قدم الرکن ولا حدیثہ
والکن اللہ یقضہ حیث یشاء البغوی
قال عمر بن الخطاب ان اناساً کانوا
یؤخذون بالوحی علی عہد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وان الوی
قد انقطع وانما نأخذ الآن بما ظہر لنا
من اعمالکم فمن اظہر لنا خیراً
امتناہ وقرئناہ ویس الینا من
سریرۃ شیء اللہ یمحاسبہ
فی سریرۃ ومن اظہر لنا سوء لم نأتمنہ
و لم نصیدہ وان قال ان سریرۃ
حسنہ البغوی روی عن سعید بن
المسیب ان عمر بن الخطاب لما جلد الثلاثة الذین
شہدوا علی المغیرۃ بن شعبہ استتابہم
فرجع اشان نقیل شہادہما

حق پائدار ہے اور حق کی طرف رجوع کر لینا بہتر ہے باطل پرست
گزارنے سے۔ بتوی نے کہا کہ یہ اس صورت میں ہے جب کہ
قاضی پر نفس کتاب یا سنت یا اجماع سے اپنے فیصلہ کا صحیح نہ
ہونا واضح ہو جاتے۔ لیکن اس صورت میں جب کہ اس فیصلہ
اپنے اجتہاد سے کیا پھر اس کا اجتہاد بدل گیا دوسری رات کی
طرف تو پہلے فیصلہ کو نہ توڑے گا اور اس کے بعد اس بدلی ہوئی
اجتہاد ہی رات کے مطابق فیصلہ نہ کرے گا۔ بتوی زہری سے
انہوں نے کہا کہ عمر بن کی مجلس قراءۃ سے بھری رہتی تھی جو ان
بھی ہوتے تھے اور بوڑھے بھی اور بسا اوقات ان سے مشورہ
لیتے تو فرماتے کہ تم میں سے کسی کو مشورے میں اپنی رات کے
بیان کرنے سے رکنانہ چاہیے کیونکہ علم پرانی عمر یا نئی عمر پر موقوف
نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ علم کو جہاں چاہتا ہے رکھ دیتا ہے۔
بتوی، عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں پر وحی کے ذریعہ سے گرفت ہوتی
تھی اور اب وحی منقطع ہو چکی ہے، اب ہم تمہارے ان اعمال
کو لیتے ہیں جو ہم پر ظاہر ہوتے تو جس نے ہمارے سامنے خیر کو
ظاہر کیا تو ہم اس پر مطمئن ہو جاتے اور اس کو اپنا مقرب بنا
لیں اور اس کے باطن کی ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں اس کے
باطن کا محاسبہ اللہ کرے گا اور جس نے ہمارے سامنے بُرائی کا
اظہار کیا اس پر ہم مطمئن نہیں ہوتے اور نہ اس کی تصدیق
کرتے ہیں اگرچہ وہ یہ کہے کہ اس کا باطن اچھا ہے۔ بتوی، زہری
ہے سعید بن المسیب کہ عمر بن الخطاب نے جب ان تین آدمیوں
کے کوڑے لگولے جنہوں نے مغیرہ بن شعبہ پر گواہی دی
تھی اور ان سے توبہ کرنے کا مطالبہ کیا تو ان میں سے دو نے
تو رجوع کر لیا تو ان کو (آئندہ کے لئے) مقبول الشہادت قرار دیا

اور ابوبکرؓ نے انکار کر دیا کہ وہ اس سے رجوع کرے تو ان کو مردود
الشہادۃ قرار دیا اور کہا جاتا ہے کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تو
توبہ کر تو ہم تیری شہادت قبول کر لیا کریں گے یا یوں فرمایا تھا کہ
اگر تو توبہ کر لے گا تو ہم تیری شہادت قبول کر لیں گے۔ مالکؓ نے
ابن سعید سے وہ سعید بن المسیبؓ کے عمر بن الخطابؓ کے پاس
ایک مسلمان اور ایک یہودی اپنا جھگڑا لے گئے تو عمر بن الخطابؓ
نے دیکھا کہ حق یہودی کے لئے ثابت ہے تو آپ نے اس کے
حق میں فیصلہ کر دیا تو ان سے یہودی نے کہا کہ خدا کی قسم آپ نے
(نشہ) حق کے مطابق فیصلہ کیا۔ تو عمرؓ نے اس کے وترہ مارا۔
اور کہا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا تو یہودی نے کہا کہ ہم (اپنی
کتابوں میں) پاتے ہیں کہ کوئی ایسا قاضی نہیں جو حق کے مطابق
فیصلہ کرے مگر اسکے دائیں طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے اور بائیں
طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے یہ دونوں اس کو حق پر جلاتے اور اس
کی توفیق دلاتے رہتے ہیں جب تک وہ حق کے ساتھ رہتا ہے پھر
جب وہ حق کو ترک کر دیتا ہے تو وہ اڑ جاتے اور اس کو چھوڑ
جاتے ہیں۔ مالکؓ نے سعید بن ابی عبد الرحمنؓ سے انھوں نے کہا کہ اہل
عراق میں سے ایک شخص عمر بن الخطابؓ کے پاس آیا اور اس
نے کہا کہ میں آپ کے پاس ایک ایسے امر کی وجہ سے آیا ہوں جس
کے نہ سر ہے اور نہ دم۔ عمرؓ نے کہا کہ وہ کیا ہے تو اس نے کہا
جھوٹی شہادت ہماری سرزمین پر غالب آگئی۔ تو عمرؓ نے کہا کیا
واقعی ایسا ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ ہاں تو عمرؓ نے کہا کہ اسلام
میں کوئی شخص غیر عدل کی شہادت پر ماخوذ نہیں ہوتا۔ مالکؓ
نے کہا کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمر بن الخطابؓ نے فرمایا کہ
مدعی..... کی شہادت جائز نہیں اور نہ مستحکم کی۔ مالکؓ، زوا
ہے عمر بن یحییٰؓ مازنی سے وہ اپنے باپ سے کہ انھوں نے کہا کہ ان کے

وَأَبْنُ الْبُكْرَةِ أَنْ يَرْجِعَ فَرَدُّ شَهَادَتِهِ
وَيُقَالُ إِنَّ عُمَرَ قَالَ لِأَبْنِ الْبُكْرَةِ تَبْتُ
لِقَبْلِكَ شَهَادَتِكَ وَأَنْ تَتَبْتُ قَبْلْتُ
شَهَادَتِكَ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَتَمَ
إِلَيْهِ مُسْلِمٌ وَيَهُودِيٌّ فَرَأَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
أَنَّ الْحَقَّ لِلْيَهُودِيِّ فَقَضَى لَهُ عُمَرَ قَالَ لَهُ
الْيَهُودِيُّ وَاللَّهِ لَقَدْ قَضَيْتَ بِالْحَقِّ فَغَضِبَ
عُمَرُ بِالرَّذِيَّةِ ثُمَّ قَالَ وَابْيَضَّ لِي فَتَالُ
الْيَهُودِيُّ أَنَا نَجِدُ أَنَّهُ لَيْسَ قَاضٍ يَقْضِي
بِالْحَقِّ إِلَّا كَانَ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكٌ وَعَنْ
شِمَالِهِ مَلَكٌ يُسَدُّ دِرَاهِمَ وَيُوقِفَانِ الْحَقَّ لِأَدْلَمَ
مَعَ الْحَقِّ فَادَّارَكَ الْحَقُّ عَرَجَادَ تَرَكَاهُ
مَالِكٌ عَنْ رُبَيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ
أَنَّ قَالَ قَدِيمٌ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ لَقَدْ
جِئْتُكَ لِأَمْرٍ مَالَهُ رَأْسٌ وَلَا ذَنْبٌ
قَالَ عُمَرُ مَا هُوَ قَالَ شَهَادَاتُ الزَّوْرِ
ظَهَرَتْ بَارِضُنَا فَقَالَ عُمَرُ أَوَلَمْ تَكُنْ
ذَلِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ عُمَرُ لَوْلَا يُؤْثَرُ سُرُ
رَجُلٍ فِي الْإِسْلَامِ بِغَيْرِ الْعَدْلِ مَالِكٌ
أَنَّ بَلَنَةَ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لِابْنِ
شَهَادَةِ خَصِيمٍ وَلَا ظَنِينَ۔ مَالِكٌ عَنْ
عُمَرَ بْنِ يَحْيَى الْمَازَنِيِّ عَنْ
أَبِيهِ أَنَّ قَالَ

کان نے جائے جہدہ پر بیچ لعبد الرحمن بن عوف
 فاراد عبد الرحمن بن عوف ان یحوکہ الے
 ناحیہ من الحائط ہی اقرب الی ارضہ
 فنفه صاحب الحائط فکلم عبد الرحمن بن عوف
 عمر بن الخطاب فی ذلک فقصه عمر لعبد
 ابن عوف بتویله قلت کان عمر یرید ان
 المنع فیما لا یتعلق به ضرر مشاہدہ و مکابرة
 لا یتبع و اما الخصومات التی یقف فیہا فیہ
 نفع و ضرر معتد به عند العقلاء مالک
 عن هشام بن عروہ عن ابیہ عن یحییٰ
 ابن عبد الرحمن بن حاطب ان رقیقاً
 لحاطب سرّوا ناقةً لرجل من مزینہ
 فانحرد بها فرقص ذلک الے عمر بن الخطاب
 فامر عمر کثیر بن الصلت ان یقطع ایدیہم
 ثم قال لے عمر اے ان تجیعہم ثم قال
 عمر والله لا غرمتک غمّاً یشک علیک
 ثم قال للمزنی کم ثمن ناتیک فقال
 المزنی کنت والله امنعها من الرباعیۃ
 درهم فقال اعطه ثمان مائۃ درهم قال
 مالک ویس علی هذا العل عندانی تضيف
 القیمۃ قلت اصل ذلک ان عمر کان لیزیر
 بالمال و فی ذلک احادیث کثیرۃ مرفوعہ
 و موقوفہ مالک عن ابن شہاب عن
 عروہ بن الزبیر عن عبد الرحمن
 ابن عبد القارے

داد کے باغ میں ایک پانی کی گول تھی عبد الرحمن بن عوف کی تو
 عبد الرحمن بن عوف نے ارادہ کیا کہ اس کو باغ کے ایک گوشہ کی
 طرف بدل دیں جو ان کی زمین سے قریب ہے تو باغ والے نے
 ان کو اس سے روک دیا تو اس باغے میں عبد الرحمن بن عوف نے
 عمر سے گفتگو کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن بن عوف کے
 لئے اس کو بدل لینے کا فیصلہ کر دیا۔ میں کہتا ہوں کہ عمر کا نقطہ
 نظر یہ تھا کہ روک لگانا ایسی چیز پر جس سے کوئی ضرر متعلق نہ
 ہو بنا۔ بر لالچ و ہٹ دھرمی قابل لحاظ امر نہیں ہے اور ایسے
 ہی جھگڑوں کو عقلاء کے نزدیک قابل شمار سمجھا جاتا ہے جن کا
 فیصلہ اس نظر سے کیا جاتا ہے کہ ان میں کسی کا نفع یا نقصان
 ہو۔ مالک ہشام بن عروہ سے وہ اپنے باپ سے وہ یحییٰ بن عبد الرحمن
 ابن حاطب سے کہ مزینہ کے ایک شخص کی ناکہ کو حاطب کے
 غلاموں نے چرا کر ذخیرہ کر لیا۔ پھر یہ تعبیہ عمر رضی اللہ عنہ نے
 سامنے پیش ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کثیر بن الصلت کو ان کے
 ہاتھ کاٹ دے۔ پھر کثیر سے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (سابق حکم کے بجائے)
 میری رستے یہ ہے کہ ان کو سخت سزا دے پھر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (اے
 حاطب!) میں تجھ پر اتنا تاوان ڈالوں گا جو تجھ پر شاق گزرے
 اس کے بعد مزنی سے پوچھا کہ تیری اونٹنی کی کیا قیمت تھی
 تو مزنی نے کہا کہ میں واللہ اس کو چار سو درہم میں نہیں دے
 رہا تھا۔ تو انھوں نے (حاطب سے) فرمایا کہ اس کو آٹھ سو درہم
 دے۔ مالک نے کہا اور ہمارے نزدیک اس پر عمل نہیں ہے کہ قیمت
 کا دگنا دلویا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ اصل اس کی یہ ہے کہ
 عمر رضی اللہ عنہ کسی مالی سزا دیا کرتے تھے (یعنی جرمانہ) اور اس کے ثبوت
 میں بہت سی احادیث مرفوعہ اور موقوفہ ہیں۔ مالک ابن شہاب
 وہ عروہ بن الزبیر سے وہ عبد الرحمن بن عبد القاری سے کہ

ان عمر بن الخطاب قال ما بال رجال يتخولون
 ابناءهم مخلاً ثم يسكنونها فان مات ابن
 احدہم قال ما لے بیک لم اعطہ احدًا
 و ان مات ہو قال ہو لابنہ قد کنت
 اعطیہ ایاہ من خل مخلاً فلم
 یخربہ اللہ نخلکما حتی یکن ان مات
 لورثتہا فی باطل ملک عن داود
 ابن الحصین عن ابی غطفان المرے
 ان عمر بن الخطاب قال من و ہب
 ہبۃ بصلۃ رم او علی وجہ صدقۃ
 خانہ لا یرجع فیہا و من و ہب ہبۃ
 یرے اتھا اراد بہ الثواب فهو علی
 ہبۃ یرجع فیہا اذالم یرض منہا
 مالک عن عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد
 ابن عمرو بن حزم عن ابیہ ان عمرو
 ابن سلیم الزرقی اخبرہ انه قیل
 لعمرو بن الخطاب ان لہنا غلامًا ففانًا
 لم یحتمل من غسان و وارثہ باثام
 و ہونے مال و لیس لہ لہنا الا
 بنت عم فقال لہ عمر فلیؤدس
 لہا قال فاولیٰ ہا بما لہ
 یقال لہ بیرجم قال عمرو بن
 سلیم فیہ ذلک المال بثلثین
 الف درہم و بنت عمہ لکے او ملے
 لہا ہی ام عمرو بن سلیم الزرقی

عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ اپنے بیٹوں کو
 عطیہ دیتے ہیں پھر اس کو روک لیتے ہیں تو اگر ان لوگوں میں
 سے کسی کا بیٹا مر گیا تو کہہ دیتے ہیں کہ میرے قبضہ میں (اُس کی)
 کوئی چیز نہیں (تاکہ اس کے وارثوں کو وہ شے نہ ملے) میں نے
 اُس کو کوئی چیز نہیں دی ہے اور اگر وہ خود مرنے لگیں تو کہتے ہیں کہ
 یہ چیز میرے بیٹے کی ہے میں نے اس کو دیدی تھی۔ جو شخص
 کسی کو عطیہ دے اور اس کو اُس دی ہوئی شے پر ایسا قبضہ نہ
 دے کہ اگر وہ مر جائے تو وہ چیز اُس کے وارثوں کو ملے تو یہ
 (ہبہ) باطل ہے۔ مالک و داؤد بن الحصین سے وہ ابو غطفان مرے
 سے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ جو شخص صلہ رحم یا صدقہ
 کے طور پر کچھ ہبہ کرے تو وہ اس صورت میں رجوع نہ کرے گا
 اور جو شخص کچھ ہبہ کرے اور اس کی دیدیہ ہو کہ اس نے اس سے
 ثواب آخرت کا ارادہ کیا ہے تو وہ اپنے ہبہ پر (صاحب اختیار)
 رہے گا۔ جب وہ اس پر راضی نہ ہے تو اُس کو واپس لے لیگا۔
 مالک عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے وہ اپنے
 باپ سے کہ عمرو بن سلیم الزرقی نے ان کو خبر دی کہ عمرو بن الخطاب
 سے کہا گیا کہ یہاں ایک لڑکا ہے غسان میں کا جس کا قد دراز
 ہے اور وہ بالغ نہیں ہوا اور اس کا وارث شام میں ہے اور
 وہ لڑکا صاحب مال ہے اور یہاں اُس کی صرف ایک چچا کی بیٹی
 ہے تو اس بلے میں عمر نے کہا کہ اس لڑکے کو چاہیے کہ وہ
 اس کے حق میں وصیت کرے۔ کہا کہ پھر اُس نے اس بنت عم
 کے حق میں ایک مال (یعنی جائداد) کی وصیت کر دی جس کو
 بیرجم کہا جاتا تھا۔ عمرو بن سلیم نے کہا کہ پھر یہ جائداد تیس ہزار
 درہم میں فروخت کی گئی اور اُس کی وہ چچا کی بیٹی جس کے حق
 میں اُس نے وصیت کی تھی وہ ام عمرو بن سلیم الزرقی ہے۔

ماکت عن عمر بن عبد الرحمن بن دلاف المزني سے کہ جہینہ میں کا ایک شخص تھا جو کہ حاجوں سے پہلے پہنچ کر کجاوے خرید لیا کرتا تھا اور اُن کو گراں قیمت پر فروخت کرتا پھر مَرَعَت کے ساتھ روانہ ہوتا اور حجاج سے آگے بڑھ جاتا۔ پھر وہ مُفْلِس ہو گیا اور اس کا معاملہ عمر بن الخطاب کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے لوگوں کے اجتماع سے کہا اتماعدا لے لوگو! بیشک اُسینفع رجس کا رنگ فروط مشقت سے سیاہی مائل ہو جائے، جہینہ کا اُسینفع ہے وہ اپنے دین اور امانت میں سے اتنی بات پر راضی ہو گیا کہ یہ کہا جاتے کہ وہ حجاج پر سبقت لے گیا۔ اُس نے داد لگی کی یا قول (ناصح کی) پرواہ نہ کرتے ہوتے قرض لے۔ اب قرضوں نے اُس کو گھیر لیا ہے تو جس کا اُس کے ذمہ قرض ہو وہ ہمارے پاس صبح کو آجائے ہم اس کے مال کو اُن پر تقسیم کریں گے۔ اور خبردار تم لوگ قرض سے بچو کیونکہ اس کا شرط بھی رنج و غم ہے اور اس کا آخر لڑائی ہوتا ہے۔ حدود۔ مالک بن عبد الرحمن ابن محمد بن عبد القاری سے وہ اپنے باپ سے اُنھوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب کے پاس ایک شخص آیا ابو موسیٰ اشعریؓ کی طرف سے تو عمر نے اُس سے لوگوں کا حال دریافت کیا اور اُس نے اُن کو خبر دی۔ پھر اُس نے عمر بن الخطاب سے کہا کہ کیا تم میں کوئی نئی (خاص) خبر بھی ہے تو اُس نے کہا ہاں! ایک شخص اسلام کے بعد کافر ہو گیا۔ فرمایا کہ پھر تم نے اُس کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اُس نے کہا کہ ہم نے اس کو اپنے پاس بلو کر اُس کی گردن مار دی۔ تو عمر نے کہا کہ کیا تم نے اس کو تین دن قید میں نہیں رکھا اور ہر دن میں ایک روٹی بھی اُس کو دیتے اور اس سے توبہ کا مطالبہ بھی کرتے شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف مراجعت بھی کر لیتا۔ پھر عمر نے کہا یا اللہ نہ میں وہاں موجود تھا

ماکت عن عمر بن عبد الرحمن بن دلاف المزني ان رجلاً من جہینہ کان یسبق الحاج فیشرے الرواحل فیغلب بہا ثم یسرط السیر فیسبق الحاج فأفلس فرُفِع امرہ الی عمر ابن الخطاب فقال اتابعد ایہا الناس فان الاُسینف اُسینف جہینہ رُفِع من دینہ وامنتہ بان یقال سبق الحاج الا وانه اذ ان مُعْرِضاً فأصبح قد دین بہ فمن کان لہ علیہ دین فلیأتنا بالغدا تُقسَم ماکہ بینہم وایاکم والدین فان اولہ ہم و آخرہ حرب الحدود مالک عن عبد الرحمن ابن محمد بن عبد القاری عن اُبیہ انہ قال قدم علی عمر بن الخطاب رجل من قبل بلے موسیٰ الاشعری فسأله عن الناس فأخبرہ ثم قال لہ عمر بل فیکم من مُعْرِضٍ خبر فقال نعم رجل کفر بعد اسلام فما فعلتم بہ قال قرَّبناہ فضرَبنا عنقہ فقال عمر أفلا حبستموہ ثلاثاً واطعمتموہ کلَّ یوم رغیفاً و اُسْتَبْتَمُوہ لعلہ یتوب ویراجع امر اللہ تعالیٰ ثم قال عمر اللهم لے لم اَحْضُرْ

اور نہ میں نے حکم دیا اور نہ میں جب مجھے اطلاع پہنچی رضی ہو! مالک
ابن شہاب سے وہ عبید اللہ بن عبد اللہ سے وہ ابن عباس سے کہا کہ
میں نے عمرؓ سے سنا جو کہہ رہے تھے کہ رجم سنگسار کرنا، کتاب اللہ
میں واجب ہے اُس شخص پر جو زنا کرے مردوں میں سے اور عورتوں
میں سے جب کنوائے نہ ہوں، جب شہادت قائم ہو چکی ہو یا حل
رہ گیا ہو یا زنا کا اقرار کر لیا ہو۔ مالک یحییٰ بن سعید سے وہ سعید بن
المسیبؓ عمرؓ کی وفات کے قصہ میں (فرمایا) کہ تم کو آیت رجم
کے بارے میں ہلاک ہونے سے بچا رہنا چاہیے کہ کوئی کہنے والا
یہ کہے کہ ہم حدوں کو کتاب اللہ میں نہیں پاتے۔ واقعہ یہ ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ہم نے رجم کیا ہے۔
قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے اگر یہ اندیشہ
نہ ہوتا کہ لوگ یہ خیال کریں گے کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں اضافہ کر دیا تو
میں یہ ضرور رکھ دیتا الشیخہ والشیخہ المذکورہ صا اور بڑھیا جب
زنا کریں تو دونوں کو سنگسار کر دو، کیونکہ ہم نے اس کی قرأت کی
ہے۔ مالک یحییٰ بن سعید سے وہ سلیمان بن یسار سے وہ ابو واقد
اللیثی سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس جب کہ وہ شام میں تھے ایک
شخص آیا اور اُس نے اُن سے یہ ذکر کیا کہ اس نے اپنی بیوی کے پاس
ایک آدمی کو پایا تو عمرؓ بن الخطاب نے ابو واقد اللیثی کو اُس کی عورت
کے پاس بھیجا کہ وہ اس عورت سے اس کے بارے میں سوال کریں
تو وہ اس کے پاس آئے اور اس عورت کے پاس اور عورتیں اس
کے گرد موجود تھیں تو ابو واقد نے اس عورت سے وہ بات بیان کی
جو اس کے شوہر نے کہی تھی عمرؓ بن الخطاب سے اور اس کو یہ بھی
بتا دیا کہ اس سے شوہر کے قول کی بنا پر گرفت نہ کی جائے گی اور
اُس کو اسی قسم کی باتیں تلقین کرتے رہے تاکہ وہ عورت اقرار سے
نکل جاتے تو اُس نے مغرور ہونے سے انکار کر دیا اور اقرار پر رحم گئی

ولم آمر و لم أرش اذ بلغنی مالک عن
ابن شہاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن
ابن عباس سمعت عمر یقول الرجم فی
کتاب اللہ حق علی من زنی من الرجال
والنساء اذا اُحصین اذا قامت البیتہ او
کان الجمل او الاعتراف مالک عن یحیی
ابن سعید عن سعید بن المسیب فی قصۃ
وفاتہ عمرانہ قال ایاکم ان تہلکوا عن
آیتہ الرجم ان یقول قائل انما نجد حدین
فی کتاب اللہ فقد رجم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ورجلنا والذی فی
بیدہ لولا ان یقول الناس زاد عمر بن
الخطاب فی کتاب اللہ لکتبتہا الیہ
والشیخہ اذا زنیاً فارجموہما الیہ
فانا قد قرأنا مالک عن یحیی بن سعید عن
سلیمان بن یسار عن ابی واقد اللیثی ان
عمر بن الخطاب آتاه رجل و هو بالشام فذکر
لہ ان وجد مع امرأتہ رجلاً فبعث عمر بن
الخطاب اباً واقد اللیثی الی امرأتہ یسألہا
عن ذلک فأتاہا و عندہا نسوۃ
حوہا فذکر ہا الذی قال زوجہا
لعمر بن الخطاب وأخبرہا انہا لا تؤخذ
بقولہ و جعل یلقیہا أشباہ ذلک
لیتنزع فابت أن تنزع و تمت
علی الاعتراف

تو عمر بننے اُسکے باپ کے میں حکم دیا پھر وہ سگسار کی گئی۔ مالک نے نافع سے کہ ایک غلام پہرہ دیا کرتا تھا شخص کے ملوکوں پر اور اُس نے اُن میں سے ایک لونڈی پر زبردستی کر کے اُس سے زنا کیا تو عمر بن الخطاب نے اُس کے کوڑے لگواتے اور اُس کو شہر بدر کر دیا اور اُس لڑکی کے کوڑے نہیں لگواتے کیونکہ..... اس پر زبردستی کی گئی تھی۔ مالک نے تیجے بن سعید سے کہ سلیمان بن یسار نے اُن کو فریاد دی کہ عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی نے کہا کہ مجھ کو بھی چند جوانان قریش کے عمر بن الخطاب نے فرمایا تو ہم نے پچاس پچاس کوڑے مائے زنا کے باپے میں بہت سی لونڈیوں کے امارت (یعنی محس) کی لونڈیوں میں سے۔ مالک ابو الزناد سے وہ عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے کہ میں نے پایا عمر بن الخطاب کو اور عثمان بن عفان کو اور دیگر خلفاء کو نام بنام آگے تک سمجھ لو تیس نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے کسی غلام کے افتراء کی بنا پر چالیس کوڑوں سے زیادہ مائے ہوں۔ مالک ابو الرجال سے وہ اپنی ماں عمر سے کہ عمر بن الخطاب کے زمانہ میں دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو گالی دی تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ نہ میرا باپ زانی تھا اور نہ میری ماں زانیہ تھی۔ تو اس کے باپے میں عمر بن الخطاب نے مشورہ کیا۔ تو ایک کہنے والے نے کہا کہ اُس نے اپنے باپ اور ماں کی مدح کی ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس کے باپ اور ماں کے لئے بیچ کی بات اور بھی تھی۔ ہماری رائے یہ ہے کہ اس کو حد کے کوڑے مائے جاتیں۔ تو عمر بن الخطاب نے حد کے اسی کوڑے لگواتے۔ مالک ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے کہ ایک شخص اپنی بیوی کی باندی کو اپنے ساتھ لے کر ایک سفر میں نکلا اور اس سے ہم بستر ہو گیا۔ اس سے اُس کی بیوی کو غیرت آئی اور اُس نے اس کا ذکر

فأمر بها عمر فرجعت مالک عن نافع ان عبداً كان يقوم على رقيق الحمص وانه استبكره بجارية من ذلك الرقيق فوقع بها فجلده عمر بن الخطاب ونفاوه ولم يجلد الوليدة لانه استنكره بها مالک عن يحيى بن سعيدان سليمان بن يسار اخبره ان عبد الله بن عیاش بن ابی ربیعہ المخزومی قال امرني عمر بن الخطاب في رقية من قریش فجلدنا ولانده من ولادة الابارة خمسين خمسين الزنا مالک عن ابی الزناد عن عبد الله بن عامر بن ربیعہ اوركت عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان والخلفاء بكم جزا فماريت احدا جلد عبد في رقية اكثر من أربعين مالک عن ابی الرجال عن امه عمرة ان رقیلین نسبا في زمان عمر بن الخطاب فقال احدهما للآخر ما ابی بزان ولا امی بزانية فاستشاف في ذلك عمر بن الخطاب فقال قائل مدح اباه وامه وقال اخرون قد كان لابیه وامه مدح غير ابائهم ان تجلده الحد فجلده عمر بن الخطاب الحد ثانیين۔ مالک عن ربیعہ بن ابی عبد الرحمن ان عمر بن الخطاب قال لرجل خرج بجارية لامرأته معه في سفر فأمر بها فجارت امرأته فذكرت مالک

عمر بن الخطاب سے کر دیا تو اس شخص سے انھوں نے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ اس نے باندی کو مجھے ہمہ کر دیا تھا تو عمر نے فرمایا کہ تجھ کو میرے سامنے گواہ لانا ہوں گے ورنہ میں تجھے پتھروں سے سنگسار کر دوں گا۔ کہا کہ پھر اس کی بیوی نے اقرار کر لیا کہ اس نے اس باندی کو اس شخص کے لئے ہمہ کر دیا تھا۔ مالک ابن شہاب سے وہ سائب بن یزید سے کہ عبد اللہ بن عمرو الحضرمی اپنے ایک غلام کو عمر بن الخطاب کے پاس لے کر آئے اور کہا کہ میرے اس غلام کا ہاتھ کاٹے کیونکہ اس نے چوری کی ہے تو ان سے عمر نے کہا کہ اس نے کیا چوری کی ہے تو انھوں نے کہا کہ اس نے میری بیوی کا آئینہ چرایا جس کی قیمت ساٹھ درہم ہے۔ تو عمر نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو اس کے اوپر قطع نہیں ہے تمہارا خادم ہے تمہاری ہی چیز کو اس نے چرایا۔ مالک ابن شہاب سے وہ سائب بن یزید سے انھوں نے ان کو خبر دی کہ عمر بن الخطاب ان پر نکلے اور فرمایا کہ میں فلاں سے شراب کی بوتل محسوس کر رہا ہوں اور وہ یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ اس نے ملا۔ پیلا ہے۔ اور میں تحقیق کر رہا ہوں کہ اس نے کیا پیلا ہے تو اگر اس کو نشہ ہو گیا تو میں اس پر حد کے کوڑے لگواؤں گا۔ چنانچہ عمر بن الخطاب نے اس کے پورے کوڑے حد کے گولتے۔ مالک ابن یزید الدیلی سے کہ عمر بن الخطاب نے شراب کے بارے میں جو کوئی شخص پتے مشورہ طلب کیا تو ان سے علی بن ابی طالب نے کہا کہ اس کے اسی کوڑے گولتے جاتیں کیونکہ وہ شخص جب پئے گا تو مدہوش ہو گا اور جب مدہوش ہو گا تو ہریان کی باتیں بچے گا

لعمربن الخطاب فسأله عن ذلك فقال وهبتُ لِي فقالَ عمرَ تَأْتِيَنِي بِالْبَيْتَةِ او لاَ رَمِيكَ بآجَارِكَ قَالَ فاعترفتُ امرأتُهُ انها وهبتُ لِي مالِك عن ابن شهاب عن سائب بن يزید ان عبد الله بن عمرو الحضرمي جاء بغلام له الی عمر ابن الخطاب فقالَ اقطع يد غلامی هذا فانه سرق فقال له عمر ما ذا سرق قال سرق امرأة لامرأتی ثمنها ستون درهما فقال عمر ارسله فليس عليه قطع خادکم سرق من غیرکم مالک عن ابن شهاب عن سائب بن یزید انه اخبره ان عمر بن الخطاب خرج عليهم فقال اتی وجدت من فلان رطل شراب فیزعم انه شرب الطلاء وانا سائل عما شرب فان كان یسکر جلدته الحد فجده عمر بن الخطاب الحد تا ما مالک عن یزید الدیلی ان عمر بن الخطاب استشاره النخمر یشر بها الرجل فقال له علی ابن ابی طالب زلے ان تجلده ثمانین فانه اذا شرب سکر و اذا سکر ہلے

عہ طلاء اصل میں اس روغن کو کہتے ہیں جو آدنوں پر ملا جاتا ہے یعنی تار کول یا ڈاغر۔ چونکہ انکو کراہہ شرب جو اتنا پکا یا جاتے کہ اس کا دھلت جاتا ہے اور ایک ٹمٹ باقی رہ جاتے وہ اتنا گاڑھا ہو جاتا ہے جیسا تار کول جو تلبے تو اس کو بھی طلاء کہنے لگے۔ یہ نیکر نہیں ہوتا۔ اس لئے حلال ہے۔ لیکن لوگ دھوکہ دینے لگے کہ گاڑھی شراب کو طلاء کے نام سے پئے لگے ایسے لوگوں پر حد جاری کی گئی ۱۱

اور جب ہڈیاں ہوگا تو افتراء کرے گا (یعنی گالیاں بکے گا) یا جیسا کہ آپ نے فرمایا تو عمرؓ نے شراب کی بنا پر اس کے اسی کوڑے لگوائے۔ بنوئی و لید بن عقبہ کے شراب کی علت پر کوڑے لگوائے کے قصہ میں علیؓ کا قول ہے کہ نبی ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم نے چائے کوڑے لگوائے اور ابو بکرؓ نے چائے کوڑے لگوائے اور عمرؓ نے اسی اور ہر ایک سنت یعنی صحیح طریقہ ہے اور یہ مجھے پسند ہے یعنی چائیس۔ مالکؒ ابن شہاب سے کہ عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ ابن عفان اور عبد اللہ بن عمرؓ نے شراب کی حد کے بارے میں اپنے غلاموں کے بہ نسبت آزاد لوگوں کے آدمی تعداد کوڑے لگوائے۔ مالکؒ داؤد بن الحصین سے وہ واقعہ عمرؓ بن سعد ابن معاذ سے کہ ان کو خیر پہنچی محمود بن لبید الانصاری سے کہ عمرؓ بن الخطاب جب شام پہنچے تو اہل شام نے ان سے شکا کی ملک میں و بار پھیلنے اور اس کی سستی پیدا ہونے کی اور انھوں نے کہا ہمیں کوئی چیز مفید نہیں پڑتی بجز اس مشروب کے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ شہد پیو تو انھوں نے کہا کہ ہمیں شہد نہیں پڑتا۔ تو اس سرزمین کے ایک شخص نے کہا کہ کیا ہم آپ کو اس شراب ہی سے ایسی چیز بنا کر دیں۔ جو نشہ نہ کرے تو عمرؓ نے کہا کہ ہاں۔ تو لوگوں نے اس کو پکایا یہاں تک کہ اس میں سے دد تہاتی جاتا رہا اور ایک تہاتی باقی رہ گیا پھر اس کو عمرؓ کے پاس لے کر آئے تو عمرؓ نے اس میں اپنی انگلی ڈبوئی۔ پھر اپنے ہاتھ کو اٹھایا تو اُس کے ساتھ تار کھینچتا ہوا آیا تو فرمایا کہ یہ تو طلا ہے یہ تو مثل اونٹ کے (مرہم) طلا کے ہے تو عمرؓ نے ان کو حکم دیدیا کہ اس کو پی لیں۔ تو ان سے عبادہ بن الصامت نے کہا کہ واللہ کیا آپ نے اس کو حلال کر دیا تو عمرؓ نے کہا کہ ہرگز نہیں واللہ

و اذا ہذا افتراء او کما قال فجلدہ
عمرؓ فی الخمر ثمانین البغوی فی قصۃ
جلد الولید بن عقبہ فی الخمر قول علیؓ
جلد النبی ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم اربعین و
جلد ابوبکر اربعین و عمر ثمانین و کل
سنتہ و ہذا احب الی عنی
الاربعین مالک عن ابن شہاب ان عمر
ابن الخطاب و عثمان بن عفان و عبد اللہ
ابن عمر قد جلدوا عبیدم نصف حد
الخمر فی الخمر مالک عن داؤد بن حصین
عن واقعہ بن عمر بن سعد بن معاذ انہ اخبرہ
عن محمود بن لبید الانصاری ان عمر
الخطاب حين قدّم الشام شکا الیہ
اہل الشام و بار الارض و ثقلہا و قالوا
لا یصلحنا الا ہذا الشراب فقال عمر
اشربوا العسل فقالوا لا یصلحنا العسل
فقال رجل من اہل الارض ہل لك ان
تجعل لك من ہذا الشراب شیئا لایسک
قال نعم فطبخوہ حتی ذہب ریشہ
الثلاث و بقی الثلث فا تذا بہ عمر
فا دخل فیہ عمر اصبعہ ثم رفع یدہ
فتبعہا یتطیط فقال ہذا الطلاء ہذا
ممثل طلاء الابل فامرہم عمر ان
یشربوہ فقال لہ عبادہ بن الصامت
احللتہا واللہ فقال عمر کلا واللہ

اے اللہ! میں اُن کے لئے کوئی ایسی چیز حلال نہیں کرتا جس کو تو نے اُن پر حرام کیا اور کوئی ایسی چیز اُن پر حرام نہیں کرتا جس کو تو نے اُن پر حلال کیا ہے۔ بغویؒ، روایت کیا گیا کہ ابو بکرؓ کے پاس دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو بُرا کہا تو انھوں نے اُن کو کچھ نہ کہا اور (دو آدمیوں نے) ایک دوسرے کو بُرا کہا عمرؓ کے پاس تو انھوں نے (دو لوگوں کو) ایک دوسرے کو گالی دینے پر تادیب کی (مار کر یا ڈانٹ کر)۔ مالکؒ، اُن کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیت قرار دی بستی والوں پر تو اس کو سونے والوں پر ایک ہزار دینار اور چاندی والوں پر بارہ ہزار درہم دیت مقرر کی۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ عراک بن مالک اور سلیمان بن یسار سے کہ بنی سعد بن لیث میں کے ایک شخص نے گھوڑا دوڑایا تو اُس نے جہینہ کے ایک شخص کی انگلی کو پا مال کر دیا تو اس سے اُس کے تمام بدن کا خون نکل گیا اور وہ مر گیا تو عمرؓ بن الخطاب نے اُن لوگوں سے کہا جن پر دعویٰ کیا گیا تھا کہ کیا تم اللہ کی پچاس قسمیں کھاؤ گے اس پر کہ وہ اس (صدمہ) سے نہیں مرا تو انھوں نے انکار کیا اور وہ مر گئے۔ پھر اپنے دوسرے لوگوں سے کہا کہ کیا تم قسم کھاؤ گے؟ تو انھوں نے انکار کر دیا تو عمرؓ نے بنی سعد والوں کے اوپر نصف دیت کا فیصلہ کیا۔ مالکؒ نے کہا کہ اس پر عمل نہیں ہے یعنی اس پر کہ اول مدعا علیہ سے بیان لیا جائے، بشافعیؒ نے بھی ایسا ہی کہا۔ میں کہتا ہوں کہ (مقدمہ کی) ابتداء کرنا مدعی علیہم سے تو میرا نفع یہ ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کا مسلک یہ تھا کہ وہ جائز رکھتے تھے کہ ابتداء کی جائے ان سے یا اُن سے۔ ہاں امر قتل میں احتیاط کے طور پر مدعا علیہم سے ابتداء کرنا قیاس کے مطابق ہے اور مدعیوں سے ابتداء کرنا قیاس کے خلاف ہے۔

اللہم ان لا اُجلّ لہم شیئاً حرّمتمہ علیہم ولا اُحرّم شیئاً احلّنتہ لہم البغویؒ روایت کیا گیا کہ ابن رجلیں تشاکم عندا لے بکر فلم یقل لہما شیئاً وتشاکم عند عمر فادّ بہما فی الجراح مالکؒ بلغہ ان عمر بن الخطاب قوّم الدیۃ علی اہل القرۃ فجعلہا علی اہل الذہب الف دینار وعلی اہل الورق اثنی عشر الف درہما مالکؒ عن ابن شہاب عن عراق بن مالک و سلیمان ابن یسار ان رجلاً من بنی سعد بن لیث اُجّر لے فرساً فملح علی راصبع رجل من جہینہ فزری فیہا فمات فقال عمر ابن الخطاب للذین ادّعی علیہم اتخلفون باللہ خمسين میناً مات منها فابوا و تخرجوا فقال للآخرین اتخلفون انتم فابوا فنقض عمر ببطون الدیۃ علی السعدیین قال مالکؒ ویس العمل علی ہذا وقال الشافعیؒ نحوہ من ذلک قلت ان البدایۃ اما باللہ علی علیہم فانظن ان عمر بن الخطاب کان عندہ انہ یجوز ان یبدأ بہو لاء و ہو لاء فالبدایۃ باللہ علی علیہم ہو القیاس و البدایۃ باللہ مین محوّل عن القیاس امتیاطاً لا امر القتل

وَأَمَّا قَضَاؤُهُ بِنُصْفِ الدِّيَةِ عَلَى السَّعْدِيِّينَ
فَمَجْرُوعٌ فِيهِ مَا قَالِ الْبُغَوِيُّ فِي حَدِيثِ جَرِيرِ
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ سَرِيَّةً إِلَى خَثَمٍ فَأَعْتَصَمَ نَاسُهُمْ بِالْجُبُودِ
فَأُتِرَ فِيهِمُ الْقَتْلُ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِنُصْفِ الْعُقُوبِ
الْحَدِيثِ فَقَالَ أَمَرَ بِنُصْفِ الدِّيَةِ اسْتِطَابَةً
لِأَنْفُسِ الْمُسْلِمِينَ أَوْ زَجْرًا لِلْمُسْلِمِينَ فِي تَرْكِ
التَّثْبِيتِ عِنْدَ تَوَطُّعِ الشَّجْعَةِ وَالْأَوَجَةِ عِنْدَ
إِنَّ عَلَى طَرِيقِ الْقَتْلِ يَشْهَدُ لَهُ كِتَابُ عِمْرَانَ
بِأَنَّ عُبَيْدَةَ وَأَجْرُصَ عَلَى الصَّلَاحِ إِذْ لَمْ يَتَيْنِ
لَكَ الْقَضَاءُ مَا لَكَ عَنْ زَيْنِ اسْمٍ عَنْ سَلَمِ
ابْنِ جَنْدَبٍ عَنْ سَلَمِ مَوْلَى عِمْرَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
قَضَى فِي الْفَرَسِ بِجَمَلٍ وَفِي التَّرْقُوَةِ بِجَمَلٍ
وَفِي الْفُلْجِ بِجَمَلٍ مَا لَكَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ
عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نَشَدَ النَّاسَ بِمَنْ مَنَ كَانَ
عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الدِّيَةِ أَنْ يُخْبِرَنِي فَقَامَ الضَّحَّاكُ
ابْنُ سَفْيَانَ الْكَلَابِيُّ فَقَالَ كَتَبَ إِلَيَّ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ وَرِثَ
امْرَأَةِ أَشِيمِ الْفُضَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا فَقَالَ لَهُ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ادْخُلِ الْجَنَاءَ حَتَّى أَتِيكَ فَلَمَّا
نَزَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ فَقَضَى
بِذَلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ فَلَمَّا
قُتِلَ أَشِيمُ خَطَا مَا لَكَ عَنْ
يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ

رَبِ بْنِ سَعْدِ الْوَلَدِ پر آپ کا نصف دیت کا فیصلہ کرنا تو اس میں وہ
بات جاری ہوتی ہے جس کو بغویؒ نے ذکر کیا ہے جریر بن عبد اللہؒ
کی حدیث میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ خثعم پر
ایک سریہ بھیجا تو ان میں کچھ لوگوں نے اپنا بچاؤ سجدہ کر کے کیا
تو جلد بازی سے کام لیکر انھیں فوراً قتل کر دیا گیا پھر جب اس واقعہ کی
اطلاع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے نصف دیت دینے
کا حکم دیا، آخر حدیث تک۔ تو اس پر بغویؒ نے کہا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے اہل خثعم کے دل رکھنے کے لئے اور مسلمانوں کو تنبیہ
کرنے کے لئے کہ شبہ کے موقع پر ثابت قدمی کو انھوں نے ترک کر دیا
تھا نصف دیت کا حکم دیا۔ اور بہتر وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ
(عمر بن کا فیصلہ) صلح کے طریق پر تھا۔ اس پر شاہد ہے عمر بن کا
مکتوب ابو عبیدہؓ کے نام کہ جب تم پر فیصلہ پورے طور پر واضح
نہ ہو تو باہمی صلح کرانے پر حریص بن جاؤ۔ مالکؒ زید بن اسلم
سے وہ مسلم بن جندب سے وہ اسلم مولا عمرؓ سے کہ عمر بن الخطاب
نے دائرہ (تورٹنے) پر فیصلہ کیا ایک اونٹ دینے کا اور ہنسل اور
ایک اونٹ کا۔ مالکؒ ابن شہاب سے کہ عمر بن الخطاب نے منیٰ
میں لوگوں کو قسم دی کہ جس شخص کے پاس دیت کے بارے میں
کوئی علم ہو وہ مجھے خبر دے۔ تو ضحاک بن سفیان الکلابی کھڑے
ہوتے اور انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھے لکھا تھا کہ اشیم الفضاہی کی بیوی کو اس کے شوہر کی دیت
میں وارث قرار دو۔ تو ان سے عمر بن الخطاب نے کہا کہ تم خبیثہ
میں داخل ہو جاؤ (اور ٹھہرو) یہاں تک کہ میں تمھارے پاس
آؤں۔ تو جب عمر بن الخطاب آئے تو ان کو پھر ضحاک نے
خبر دی تو عمر بن الخطاب نے اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔ ابن
شہاب نے کہا کہ اشیم کا قتل خطاؓ ہوا تھا۔ مالکؒ یحییٰ بن سعیدؒ سے

عن عمرو بن شعيب ان رجلاً من بني مدج يقال له قتادة بن جندب ابنه لسيف فاصاب ساقه فزري في جرحه فمات فقدم سراقه بن جعشم على عمر بن الخطاب فذكر ذلك له فقال له عمر اعد من علي مائة قديح عشرين ومائة يعير حتى اقدم عليك فلما تقدم عمر اخذ من تلك الابل ثلثين حققة وثلثين جذعة والربعين خلقة ثم قال ابن اخطر المقتول قال له انا ذا فقال خذ ما فان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليس للقاتل شيء مالك عن يحيى بن سعيد عن سعيد بن المسيب ان عمر بن الخطاب قتل نفراً خمسة اوسبعة رجل واحد قتلوه قتل غيلة وقال عمر لو شئنا لا عليه اهل منعا لقتلهم جميعاً البسمة رويانا عن عمر بن الخطاب انه قتل ثلثة نفراً بامرأة اقامهم بها النشأه اخبرنا محمد بن الحسن اخبرنا ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم ان رجلاً من بني دامل قتل رجلاً من اهل الحيرة فكتب فيه عمر بن الخطاب ان يدفنه الى اولياءه المقتول فان شأوا قتلوا و ان شأوا عفوا فدفن الرجل الى رجل يقال له خشين بن اهل الحيرة

وہ عمرو بن شعیب سے کہ بنی مدج کے ایک شخص نے جس کو قتادہ کہا جاتا تھا اپنے بیٹے کو تلوار مار دی جو اس کی پندلی پر لگی تو اس کے زخم سے تمام بدن کا خون نکل گیا پھر وہ مر گیا تو سراقہ بن جعشم عمر بن الخطاب کے پاس آیا اور ان سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ تو اس سے عمر نے فرمایا کہ اب (یعنی مقام) قدیح پر ایک سو بیس اونٹ تیار رکھ یہاں تک کہ میں تیرے پاس پہنچوں تو جب عمر پہنچے تو انھوں نے ان اونٹوں میں سے تیس حققتہ لئے اور تیس جذعہ اور چالیس خلقة (یعنی حاملہ)۔ پھر فرمایا مقتول کا بھائی کہاں ہے۔ اس نے کہا کہ میں موجود ہوں تو کہا کہ یہ سب لے لے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قاتل کے لئے کچھ نہیں۔ مالک یحییٰ بن سعید سے وہ سعید بن المسيب سے کہ عمر بن الخطاب نے (صنعا کے) پانچ یا سات آدمیوں کو قتل کیا ایک شخص کی وجہ سے جس کو انھوں نے دھوکہ سے قتل کیا تھا اور عمر نے فرمایا کہ اگر اس قتل پر سب اہل صنعا جمع ہو جاتے تو میں ان سب کو قتل کر دیتا۔ بیہقی ہم سے روایت کیا گیا عمر بن الخطاب کے بارے میں کہ انھوں نے تین آدمیوں کو قتل کیا ایک عورت کے بارے میں ان سے اس کے قتل کا قصاص لیا۔ شافعی ہم کو خبر دی محمد ابن الحسن نے انھوں نے کہا کہ ہم کو خبر دی ابو حنیفہ نے حماد سے انھوں نے سنا ابراہیم سے کہ بکر بن دامل کے ایک شخص نے اہل حیرہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا تو اس کے بارے میں عمر بن الخطاب نے لکھا کہ اس شخص کو مقتول کے اولیاء کو دیدیا جا وہ اگر چاہیں تو اس کو قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو معاف کر دیں۔ تو اس شخص کو اہل حیرہ کے ایک شخص کو جس کو خشین کہا جاتا تھا

عہ حقہ وہ اونٹ ہے جو تین سال کا ہو کہ چوتھے سال میں داخل ہو جائے اور جذعہ وہ اونٹ ہے جو چار سال کا ہو کہ پانچویں میں داخل ہو جائے ۱۷ مترجم

فقتله فكتب عمر بعد ذلك ان كان الرجل لم يقتل فلا تقتلوه فراوا ان عمر بن الخطاب اراد ان يرضيهم من الدية و ناظر الشافعي في ذلك بكلام مبسوط وكان فيما قال قلنا افرأيت لو كتب ان يقتلوه و قتل ولم يرجع عنه الا ان يكون في احد مع النبي صلى الله عليه وسلم حجة قال لا قلنا ارايت لو لم يكن فيه عن النبي صلى الله عليه وسلم شئ يقيم الحجة عليك و لم يكن فيه الا ما قال عمر ما كان عمر يحكم بحكم ثم يرجع عنه الا عن علم بلغه هو اول من قوله فقوله حين رجع اول ان تصير اليه قال فلعلة اراد ان يرضيه بالدية قلنا فلعلة اراد ان يخفف بالقتل ولا يقتله قال ليس هذا في الحديث قلنا وليس ما قلت في الحديث البينة رويانا عن كمحول في قتل عبادة بن الصامت بنطيا و قول عمر اجلس للقصاص فقال زيد بن ثابت اتعقب عبدك من اخيك

دید یا گیا تو اس نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر اس کے بعد عمر نے لکھا کہ اگر وہ شخص قتل نہ کیا گیا ہو تو اس کو قتل نہ کرو۔ تو ان کی رائے یہ ہوتی کہ عمر بن الخطاب نے یہ ارادہ کیا کہ ان کو دیت پر راضی کر لیں اور شافعی نے اس بارے میں مناظرہ کیا مبسوط کلام کے ساتھ اور جو کچھ کہا اس میں یہ بھی تھا کہ ہم نے کہا کہ کیا آپ نے اس پر غور کیا کہ اگر عمر نے لکھ دیا ہوتا کہ اس کو قتل کر دو اور اس انھوں نے رجوع نہ کیا ہوتا تو کیا یہ بات کسی کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کے پیش نظر حجت بن جاتی؛ کہا کہ نہیں۔ ہم نے کہا کہ اگر اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی بات ثابت نہ ہوتی جس کو تم اپنے اوپر حجت قرار دیتے اور اس بارے میں سوائے اس کے جو عمر نے کہا اور کوئی بات مردی نہ ہوتی۔ تو عمر کی یہ شان نہ تھی کہ وہ ایک خاص حکم دیتے پھر اس رجوع کرتے بجز اس صورت کی ان کو کوئی ایسا علم پہنچے جو ان کے قول اول سے اولیٰ ہو۔ تو ان کا قول جس کی جانب انھوں نے رجوع کیا اولیٰ ہے کہ اس کو قابل حجت بنایا جائے۔ کہا کہ یہ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے ارادہ کیا ہو کہ ولی مقتول کو راضی کر لیں گے دیت پر۔ ہم نے کہا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اس کو قتل کا ڈراوا دیا ہو اور قتل کرنا نہ چاہتے ہوں۔ کہا کہ یہ بات حدیث میں نہیں ہے۔ ہم نے کہا جو کچھ آپ نے کہا کہ دیت پر راضی کرنے کا ارادہ کیا ہوگا، وہ بھی حدیث میں نہیں ہے۔ بیہقی ہم سے کمحول سے روایت کی گئی ایک نبلی (غلام) کو عبادة بن الصامت نے قتل کر دیا تو حضرت عمر نے ان سے کہا..... کہ قصاص کے لئے بیٹھ تو زید بن ثابت نے کہا کہ کیا آپ اپنے ایک غلام کے خون کا بدلہ اپنے ایک بھائی سے لیتے ہیں

عہ کس سے مناظرہ کیا اس کی کوئی صراحت کسی نسخہ میں موجود نہیں شاید محمد بن حسن سے مناظرہ کیا ہو ۱۲۵ یعنی شافعی نے کہا

فترک عمر القود وقطع علیہ بالذیہ قال و
 رُوینا فی مثل هذه القصة فقال ابو عبیدہ بن
 الجراح ارایت لو قتل عبدًا اَکنت قاتلہ
 فیصیبت عمر بن الخطاب الشافعی مُنقطعًا و
 البیہقی موصولًا عن عمرو بن شعیب عن امیہ
 عن جدہ ان ابا بکر و عمر کانا لا یقتلان
 المحرّ بمقتل العبد البیہقی عن الاحنف بن
 قیس عن عمرو بن علقم عن المحرّ یقتل العبد
 قال ثمنہ بالغًا بالغًا البیہقی فی قصۃ
 المدلجی عن عمرو بن شعیب عن امیہ عن
 جدہ قال عمر لولا انی سمعت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یقاد
 الاب من ابنہ لقتلته لم یدتہ فاما
 بہا فدفنہا الی وراثتہ و ترک آباءہ
 البیہقی عن عوفیہ عن عمر مرفوعًا علی
 الوالد قود من ولده البیہقی قال
 البخاری فی الترمذی و ذکرہ ابن المنہ
 یدکر عن عمر بن الخطاب انہ قال
 یقاد المرأة من الرجل فی کل عید
 یبلغ نفسہ فنادوہا البیہقی رُوینا
 عن عمر بن الخطاب فیما کتب عمر بن
 عبد العزیز یقاد المملوک من المملوک
 فی کل عید یبلغ نفسہ فنادون ذاک
 البیہقی و رُوینا عن عمر بن
 الخطاب

تو عمر نے قصاص کا ارادہ ترک کر دیا اور ان پر دیت کو قائم کیا۔ کہا
 اور ہم سے اسی قصہ کے مانند واقعہ میں یہ روایت کیا گیا کہ پھر ابو عبیدہ
 ابن الجراح نے کہا کہ کیا آپ نے اس پر غور کیا کہ اگر وہ اپنے غلام کو
 قتل کر دیتا تو کیا آپ اس کو قتل کر دیتے؟ تو عمر بن الخطاب خاموش
 ہو گئے۔ شافعی نے منقطع اور بیہقی نے موصول روایت کی ہے
 عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے کہ ابو بکر و
 عمر آزاد کو غلام کے قتل کے بدلے میں قتل نہیں کیا کرتے تھے۔
 بیہقی احنف بن قیس سے وہ عمر اور علی سے ایسے آزاد شخص کے
 باپ سے جو غلام کو قتل کر دے تو دونوں نے اس کی قیمت ادا
 کرنے کا حکم دیا جو کسی حد تک بھی پہنچے۔ بیہقی مدلجی کے قصہ میں
 (جو گزر چکا ہے) عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا
 سے کہ عمر نے فرمایا کہ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 یہ نہ سنا ہوتا کہ باپ کا خون نہیں بہایا جاتے گا بیٹے کے قتل پر
 تو میں اس کو قتل کر دیتا۔ اس کی دیت لے کر آ۔ تو وہ دیت لیکر
 آیا تو اس کو اس کے وارثوں کو دیدی اور اس کے باپ کو
 چھوڑ دیا۔ بیہقی عوفیہ سے وہ عمر سے مرفوعاً بیٹے کے قتل پر باپ
 کو قتل کرنے کا حکم نہیں ہے۔ بیہقی، بخاری نے ترجمہ میں کہا اور
 اس کو ذکر کیا ابن المنذر نے جو بیان کرتے ہیں عمر بن الخطاب
 سے کہ انھوں نے کہا کہ بیوی کے خون کا بدلہ لیا جائے گا شو
 سے ہر (قتل یا ضرب) عمر پر جس پر بھی اس کا نفس جا
 پہنچے جان لینے پر یا اس کے کم درجہ پر۔ بیہقی ہم کو روایت پہنچی
 عمر بن الخطاب سے اس مکتوب میں جو عمر بن عبد العزیز نے لکھا
 تھا کہ مملوک کے خون پر مملوک کا خون بہایا جائے گا ہر قتل یا
 ضرب) عمر پر جو اس کی جان لینے تک پہنچ جائے یا اس کے کم
 درجہ پر۔ بیہقی اور ہم سے روایت کیا گیا عمر بن الخطاب سے

مادلّ علی وجوب القصاص بالضرب بالعصا وغیرہ
 اذا کان مثلاً یقتل البیہقے روینا عن ابن
 شہاب ان ابابکر الصّدیق و عمر بن الخطاب
 عثمان بن عفان اعطوا القود من انفسہم
 فلم یتخذ منهم و ہم سلاطین الشافعی عن ابن
 شہاب وعن کمول وعن عطاء قالوا اور کنا اناس
 علی ان دیتہ المسلم المجر علی عہد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم مائۃ من الابل فتوّم عمر
 ابن الخطاب تلک الدیتہ علی اہل القرۃ الف دنیا
 او اثنا عشر الف درہم و دیتہ الحرۃ المسلمۃ اذا کان
 من اہل القرۃ خمس مائۃ و دینار و ستۃ آلاف درہم
 فاذا کان الذی اصحابہا من الاعراب فدیۃہا
 خمسون من الابل لا یكلف الاعراب الذہب و
 الورق محمد بن الحسن انا ابو حنیفۃ عن الہیثم عن عامر
 النخعی عن عیدۃ السمانی عن عمر بن الخطاب قال
 علی اہل الورق من الدیتہ عشرۃ آلاف درہم
 و علی اہل الذہب الف دینار و علی اہل البقرۃ
 مائۃ بقرۃ و علی اہل الابل مائۃ من الابل و
 علی اہل الغنم الفاشۃ و علی اہل الحکل مائۃ
 حلوۃ قال محمد و ہذا کلمۃ ناخذ و کان ابو حنیفۃ
 یاخذ من ذلک بالابل و الدرہم و الدنانیر
 اشافعی قال محمد بن الحسن بلغنا عن عمر بن الخطاب
 فرض علی اہل الذہب الف دینار و علی اہل الورق
 عشرۃ آلاف درہم حدّ ثانی ذلک ابو حنیفۃ عن
 الہیثم عن الشعبی عن عمر بن الخطاب زاد

جس کا مغمون دلالت کرتا ہے قصاص کے واجب ہونے پر لاشعری
 وغیرہ سے ماننے پر جب کہ اُس جیسا (آلہ ضرب، مار ڈالتا ہو۔ بہت ہی
 روایت کیا گیا ہم سے ابن شہاب سے کہ ابوبکر صدیقؓ اور عمرؓ بن
 الخطاب اور عثمانؓ بن عفان سب نے اس حال میں کہ وہ سلاطین
 تھے قصاص کا حق عطا کیا اپنے نفسوں سے تو ان سے قصاص
 نہیں طلب کیا گیا۔ شافعیؒ ابن شہاب اور کمول اور عطاء سے
 سب نے کہا کہ ہم نے لوگوں کو اس (عمل) پر پایا کہ آزاد مسلمان
 مرد کی دیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ستوا
 اونٹ تھے تو قیمت مقرر کی ابن الخطاب نے اس دیت کی شہر
 والوں پر ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم اور آزاد مسلمان عورت کی
 دیت جب کہ وہ شہر والوں میں سے ہو پانچ تنو و دینار یا چھ ہزار
 درہم۔ پھر اگر وہ شخص جس پر افتاد واقع ہوئی اعراب میں سے
 ہے تو اُس کی دیت پچاس اونٹ ہے۔ اعرابی کو سونے چاندی
 کا مکلف نہیں کیا گیا۔ محمد بن الحسن ہم کو خبر دی ابو حنیفہؒ
 نے بروایت ہیثم از عامر شعبی از عیدۃ السمانی از عمر بن الخطاب
 کہ انھوں نے کہا کہ چاندی والوں پر دیت دس ہزار درہم
 ہیں اور سونے والوں پر ایک ہزار دینار اور گائے والوں پر
 دو سو گائیں اور اونٹ والوں پر سو اونٹ اور بکری والوں
 پر دو ہزار بکریاں اور کپڑے والوں پر دو سو جوڑے۔ محمد
 نے کہا اس کُل کو ہم اختیار کرتے ہیں اور ابو حنیفہؒ ان میں سے
 اونٹوں اور درہموں اور دیناروں کو لیتے ہیں۔ شافعیؒ، کہا محمد
 ابن الحسن نے ہم کو پہنچا عمر بن الخطاب سے کہ انھوں نے قرار
 دیا سونے والوں پر ایک ہزار دینار اور چاندی والوں پر دس
 ہزار درہم ہم سے یہ حدیث بیان کی ابو حنیفہؒ نے ہیثم سے انھوں
 نے شعبی سے وہ عمر بن الخطاب سے اور یہ اضافہ کیا کہ

گاتے والوں پر دو سو گائیں اور اونٹ والوں پر سوا اونٹ اور بکری والوں پر دو ہزار بکریاں۔ کہا محمد بن الحسن نے اور اہل مدینہ نے کہا کہ عمر بنے دیت قرار دی چاندی والوں پر بارہ ہزار درہم اور کلام کو آگے بڑھایا یہاں تک کہ کہا کہ اور ہم (اہل عراق) جس چیز کا گمان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ عمر بنے کو بہ نسبت اہل مدینہ کے ہم زیادہ جانتے ہیں کیونکہ درہم اہل عراق پر مقرر کئے گئے ہیں۔ کہا محمد بنے کہ بیشک اہل مدینہ نے سچ کہا کہ عمر بنے بن الخطاب نے دیت مقرر کی ہے بارہ ہزار، لیکن انھوں نے دیت کو بارہ ہزار چھ دو انگ (دالے) وزن کے مقرر کئے۔ مجھے خبر دی توڑی نے منیرہ ضبی سے انھوں نے ابراہیم سے کہ دیت اونٹ کی ہوتی تھی تو چھوٹے بڑے اونٹوں کی (اوسط) قیمت قرار دی گئی ایک سو بیس درہم چھ کے وزن سے تو اس حساب سے اونٹوں کی قیمت بارہ ہزار درہم ہوتی۔ شافعی نے کہا کہ پھر میں نے محمد بن الحسن سے کہا کہ کیا آپ بوزن چھ دو انگ (دالے) دیت بارہ ہزار درہم کہتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ نہیں! تو میں نے کہا کہ پھر آپ یہ کیسے گمان کرتے ہیں کہ آپ اہل حجاز سے زیادہ دیت کا علم رکھتے ہیں کیونکہ عمر بنے اس کے بائے میں جو فیصلہ کیا ہے آپ اس پر فیصلہ نہیں کرتے تو انھوں نے کہا کہ وہ (اہل حجاز) اچھا فیصلہ نہیں کرتے۔ میں نے کہا کہ کیا پھر آپ کوئی ایسی روایت بیان کریں گے جس کو آپ حکم میں اصل قرار دیتے ہوں کیونکہ آپ گمان کرتے ہیں کہ جس شخص سے روایت کی جا رہی ہے وہ خود نہیں پہچانتا اس بات کو جس کا اس نے فیصلہ کیا۔ شافعی ہم کو خبر دی محمد بنے کہا ہم کو خبر دی ابو حنیفہ نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے کہا کہ عمر بن الخطاب کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے قبل عمر کیا تھا تو انھوں نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس کے بعد بعض

علی اہل البقر ماتے بقرة و علی اہل الابل ماتے من الابل و علی اہل الغنم لعل شاة قال محمد بن حسن و قال اہل المدینة ان عمر فرض الدیة علی اہل الورك اثنتی عشر الف درہم و سائر الکلام الی ان قال و نحن فیما نطق اعلیٰ بغریضہ عمر بن الخطاب من اہل المدینة لان الدرہم علی اہل العراق قال محمد و صدق اہل المدینة ان عمر بن الخطاب فرض من الدیة اثنتی عشر الفا و لکنہ فرضہا اثنتی عشر الف درہم وزن سبتہ۔ انہر فی الثورے عن مغیرة الضبی عن ابراہیم قالت کانت الدیة الابل فجعلت الابل الصغیر و الکبیر کل بمعیراتہ و عشر دین درہما وزن سبتہ فذلک اثنتی عشرۃ آلاف درہم قال الشافعی قلت ل محمد ابن الحسن اقول ان الدیة اثنا عشر الف درہم وزن سبتہ فقال لا فقلت من این زعمت ان کنت اعلم بالدیة من اہل الحجاز لان عمر قطع فیہا بشتی لا تقض بہ قال لم یکنوا یحسبون قلت انتہ روئی شیئا تجعلہ اصلاً فی الحکم وانت تزعم ان من روئے عنہ لا یعرف ما قطع بہ الشافعی انہرنا محمد اخیرنا بوثیقہ عن حماد عن ابراہیم ان عمر بن الخطاب اُتیت برجل قد قتل عمداً فامر بمقتلہ

اولیاء نے معاف کر دیا پھر عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو ابن مسعودؓ نے کہا کہ یہ نفس امارت (دسب اولیاء مقتول) کے لئے تھا۔ تو جب اس نے معاف کر دیا تو نفس کو زندگی کا حق دیدیا تو اب وہ استطاعت نہیں رکھتا کہ اپنے حق کو حاصل کرے جب تک کہ غیر کے حق کو بھی نہ حاصل کرے۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر تم کیا راتے رکھتے ہو۔ ابن مسعودؓ نے کہا کہ میری رات یہ ہے کہ آپ اس پر دیت قائم کریں اس کے مال میں اور کم کر دیں حصہ اس شخص کا جس نے معاف کر دیا تو عمرؓ نے کہا اور میری رات یہ بھی یہی ہے۔ بیہقی اعمش سے وہ زید بن وہب سے انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک شخص کو پایا تو اس کو دیہنی بیوی کو قتل کر دیا تو یہ مقدمہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے پیش ہوا تو اس عورت پر اس کے بعض بھائیوں کو غصہ آیا اور انھوں نے اپنا حصہ اس شخص پر صدقہ کر دیا تو عمرؓ نے حکم دیا بقیہ اولیاء مقتول کو دیت دیے جانے کا۔ بیہقی ہر وہی ہے عمرؓ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ تو مقتول کی بہن نے کہا اور وہ قاتل کی بیوی تھی کہ میں نے اپنا حصہ اپنے شوہر سے معاف کر دیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ شخص قتل سے بچا لیا گیا۔ بیہقی روایت کیا گیا عمرؓ سے کہ انھوں نے فرمایا کہ لڑکے کا عہد اور خطا برابر ہے یعنی عہد خطا کے حکم میں ہے۔ بیہقی ابن فراسؓ کے ہم کو خطبہ دیا عمرؓ نے اور فرمایا کہ میں نے اپنے عمال کو اس لئے نہیں بھیجا کہ تمہاری کھالوں کو پیٹیں اور نہ اس لئے کہ وہ تمہارے اموال کو چھینیں تو جس شخص کے ساتھ اس (دکام) کے سوا دجو ان کے سپرد کیا گیا، دوسرا معاملہ کیا گیا ہو

فَعَفَا بَعْضُ الْأَوْلِيَاءِ فَأَمَرَ بَقِيَّةَ نَفْسِهِ فَقَالَ
ابْنُ مَسْعُودٍ كَانَتْ النَّفْسُ لِهَمِّ جَمِيعًا
فَلَمَّا عَفَا هَذَا أَحْيَا النَّفْسَ فَلَا يَتَلَبَّصُ
أَنْ يَأْخُذَ حَقَّهُ حَتَّى يَأْخُذَ حَقَّ غَيْرِهِ
قَالَ فَمَا تَرَى قَالَ أَرَأَيْتَ أَنْ يَجْعَلَ
الْبَيْتَ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ وَتَرَفُّعَ حِصَّةِ الَّذِي
عَفَا فَقَالَ عُمَرُ دَانَا أُرَاكَ ذَكَرَ الْبَيْتِ
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ قَالَ
وَجَدَ رَجُلًا عِنْدَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهَا
فَرَفَعَهُ ذَاكَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
فَوَجَدَ عَلَيْهِ بَعْضَ أَخَوَاتِهَا فَتَصَدَّقَ
عَلَيْهِ بِخَصْمِيَّةٍ فَأَمَرَ عُمَرَ بِرُصْمِ
بِالْبَيْتِ عَلَيْهِ رُودٌ عَنْ عُمَرَ
رَجُلًا قَتَلَ رَجُلًا فَقَالَتْ اخْتُ
الْمَقْتُولِ وَهِيَ امْرَأَةُ الْقَاتِلِ عَفَوْتُ
عَنْ حِقَّتِهِ مِنْ رُودِ عُمَرَ
عَتِيقُ الرَّجُلِ مِنَ الْقَتْلِ الْبَيْتِ رُودٌ
عَنْ عُمَرَ قَالَ عُمَرُ الْبَيْتِ وَخَطَاةُ سِوَاكَ
يَعْنِي الْعَمْدَ حَكَمَ الْخَطَاةُ الْبَيْتِ عَنْ
ابْنِ فَرَّاسٍ خَطْبِنَا عُمَرَ فَقَالَ لَنْ
لَمْ أَتُفِّتْ عَمَّا لَمْ يَضْرِبُوا ابْنِ بَشَارٍ كَمْ
وَلَا يَأْخُذُوا أَمْوَالَكُمْ مَنْ فَعَلَ
بِهِ غَيْرَ ذَلِكَ

یعنی معاف کرنے والا دوسروں کا حق لئے بغیر اپنا حق حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ قتل کی صورت میں اس کا حق ختم ہو رہا ہے اور معاف کرنے کی صورت میں دوسروں کا حق ضائع ہوتا ہے ۱۲

فَلْيَرْفَعِ إِلَيْهِ الْقَصَصَ مِنْهُ فَقَالَ عُمَرُو
ابْنُ الْعَاصِ لَوْ أَنَّكَ رَجُلًا أَتَدَّبُ بَعْضُ
رِعْيَتِهِ الْقَصَصَ مِنْهُ قَالَ إِي وَاللَّهِ
نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَقْصَهُ مِنْهُ وَقَدْ رَأَيْتُ
الْبَنِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَقَصُّ مِنْ
نَفْسِهِ السَّبِيحَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُمَرَ
لَا أُتْقِدُ مِنَ الْعِلَافِ يَعْنِي غَيْرَ
السَّنَنِ السَّبِيحَةَ رُوَيْنَا عَنْ عُمَرَ
عَلَيْهِ أَتَمَّا قَالَا مَنْ قَتَلَ حَدًّا
فَلَا عَقْلَ لَهُ وَقَالَا الَّذِي يَمُوتُ
فِي الْقِصَاصِ لَا دِيَّةَ لَهُ السَّبِيحَةُ
عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
قَضَى فِيمَنْ قُتِلَ فِي الْحَرَمِ أَوْ
فِي شَهْرِ الْحَرَمِ أَوْ هُوَ مُحْرَّمٌ بِالذِّمَّةِ
وَتِلْكَ الدِّيَّةِ الشَّافِعِي قَرَأَنَاهُ عَلَى
مَالِكٍ لَمْ نَعْلَمْ أَحَدًا مِنَ الْأُمَّةِ
فِي الْقَدِيمِ وَالْحَدِيثِ قَضَى فِيمَا دُونَ
الْمَوْضِعَةِ بَشَرِي زَادَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ عَنْهُ
وَهُوَ وَاللَّهُمَّ يَغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا
عَنْ أَمَامِينَ عَظِيمِينَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عُمَرَ
وَعُثْمَانَ أَتَمَّهَا قَضَى فِيمَا
دُونَ الْمَوْضِعَةِ بَشَرِي مَوْتِ شَمٍّ
قِيسَلٍ يَحْتَمِلُ أَتَمَّهَا

اس کو چاہتے کہ اس کو میرے سامنے پیش کرے میں اس مابل سے
اُس کا بدلہ لوں گا تو عمرو بن العاص نے کہا کہ اگر کسی شخص نے
اپنی رعیت میں سے کسی کی تادیب کی تو کیا آپ اُس سے اُس کا
بدلہ لیں گے۔ فرمایا کہ ہاں قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ
میں میری جان ہے میں اُس سے ضرور بدلہ لوں گا اور میں نے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے اپنے نفس
سے قصاص لیا۔ یہ بھی عطاء سے وہ عمر سے کہ میں بڑیوں کا
..... قصاص نہیں لیتا یعنی دانتوں کے علاوہ۔ یہ بھی ہم سے
روایت کیا گیا عمر سے اور علی سے کہ دونوں نے کہا کہ جس کو
قتل کر دیا حد نے اُس کا کوئی قصاص نہیں اور دونوں نے
فرمایا جو شخص قصاص میں مرتبے (اور حد کے قتل کرنے سے
بھی یہی مراد ہے) اُس کی کوئی دیت نہیں۔ یہ بھی مجاہد سے کہ
عمر بن الخطاب نے ایسے شخص کے بارے میں جو حرم میں قتل کیا
گیا یا شہر حرام میں (یعنی ان مہینوں میں جو اشہر حرم میں داخل
ہیں) یا وہ محرم ہو فیصلہ دیا ایک اور ایک تہائی دیت کا۔ شافعی
کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو مالک کے سامنے پڑھا اور ہم کسی کو
ائمہ قدیم اور جدید میں سے نہیں جانتے کہ انھوں نے فیصلہ
دیا ہو موضع سے کم کسی زخم کی دیت کا دموضہ کے معنی وہ
زخم جو سر یا چہرہ میں لگا ہو اور اُس سے ہڈی نظر آنے
لگی ہو)۔ بعض اصحاب
شافعی نے ان کی روایت پر یہ اضافہ کیا اور وہ اللہ تعالیٰ ہمارا
اور ان کی مغفرت کرے روایت کرتے ہیں مسلمانوں کے دو بڑے
اماموں عمر بن عثمان سے کہ ان دونوں نے موضع کو کم ایک رقم کی بابت کچھ
شے موقت کا فیصلہ دیا۔ پھر کہا گیا کہ احتمال ہے ان دونوں نے

عہ یعنی ایسی جنایت کا قصاص نہیں لیتا جو ہڈیوں پر واقع ہو ۱۲

قضیاً بطریق الحکومتہ واللہ اعلم البسیۃ رُوی
عن عمر اذ قال والاسنان سوائہ البھرس
والنئیۃ کاذب رجح الیہ البسیۃ عن سعید
ابن المسیب کان عمر یفاوت بین الاصل
حتی وجد کتاب آل عمرو بن حزم ینزکون
اذ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما
ہنا لک من الاما بح عشر عشر قال الشافعی
ولم یقبلوا کتاب آل عمرو بن حزم حتی ثبت
عندہم اذ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قلت والاصل فی تقدیر الدیات کتاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی رُوی
عن عمرو بن حزم وقد اثبتہ عمر بن الخطاب و
أخذہ الشافعی عن محمد عن محمد بن ابان عن
عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب اہما قال
عقل المرأة علی النصف من دیت الرجل الشافعی
ابن زبیل بن عیاض عن منصور بن المعتمر عن
ثابت الحدادی عن ابن المسیب ان عمر بن الخطاب
قضی فی دیت الیہودے والنصرانے باربعۃ
الاف و فی دیت المجوسی ثمان مائۃ درہم
الشافعی یُرْوے عن عمر بن الخطاب وعلی
فی الغبد یقتل قیمتہ بالغنۃ بالغت البسیۃ
من طریق الثوری عن حماد عن ابراہیم ان
الزبیر وعلیاً اختصما فی موالی لصقیۃ
عمر بن الخطاب فقصۃ بالیراث للزبیر و
العقل علی البسیۃ عن الشبہ

بطریق حکومت (یعنی بطور سیاست) فیصلہ دیا ہو واللہ اعلم البسیۃ رُوی
کیا گیا عمر سے کہ انھوں نے فرمایا کہ سب دانت برابر ہیں ڈاڑھیں
ہوں یا سامنے کے دانت گویا انھوں نے اس کی طرف رجوع کر لیا۔
بہت سی سعید بن مسیب کہ عمر کیوں درمیان دیت میں تفاوت کیا کرتے تھے۔
یہاں تک کہ جب آل عمرو بن حزم کا مکتوب اُن کے سامنے آیا جس
کے بارے میں وہ یہ ذکر کرتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس سے آیا تھا اور اس میں انگلیوں کے لئے دس دس تھریہ
ہے۔ شافعی نے کہا اور انھوں نے قبول نہ کیا آل عمرو بن حزم
کے مکتوب کو یہاں تک کہ اُن کے نزدیک ثابت ہو گیا کہ یہ مکتوب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دیات کے
اندازہ کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مکتوب جو عمرو
ابن حزم سے روایت کیا گیا بنیادی چیز ہے اور عمر بن الخطاب نے
اس کو ثابت قرار دیا اور اس کو معمول بنایا۔ شافعیؒ محمدؒ سے
وہ محمد بن ابان سے وہ ابراہیم سے وہ عمر بن الخطاب اور علیؒ
ابن ابی طالب سے کہ دونوں نے کہا کہ عورت کی دیت مرد کی دیت
کے آدھے کے برابر ہوگی۔ شافعیؒ خبر دی ہم کو فضیل بن عیاض
نے منصور بن المعتمر سے وہ ثابت الحدادی سے وہ ابن المسیب سے کہ
عمر بن الخطاب نے فیصلہ کیا یہودی اور نصرانی کی دیت کے
بائے میں چار چار ہزار درہم اور مجوسی کی دیت کے بائے میں
آٹھ سو درہم۔ شافعیؒ روایت کیا جاتا ہے عمر بن الخطاب سے
اور علیؒ سے غلام کے بائے میں جو قتل کیا جائے اُس کی دیت اُس
کی قیمت کے برابر ہوگی جس حد تک بھی پہنچے۔ یہ بھی بسند ثوری
حماد سے وہ ابراہیم سے کہ زبیرؓ اور علیؓ صفیقہ کے موالی کے بائے
میں اپنا جھگڑا عمر بن الخطاب کے پاس لے گئے تو انھوں نے زبیرؓ
کا فیصلہ کیا زبیر کے لئے اور دیت قائم کی علیؓ پر۔ یہ بھی شبہی سے

انہ تال جعل عمر بن الخطاب الدّیۃ فی ثلث سنین ثلث الدّیۃ فی سنتین و ثلث الدّیۃ فی سنۃ الشّافعی عن سفیان عن عمرو عن طاووس ان عمر بن الخطاب قال اذکرک اللہ امرأ سمع من البنی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجحین شیئاً فقام حل بن مالک بن النابغۃ فقال کنت بن جاریتین لے فضربت احدهما الآخر بسلح فالتقت جنیناً یتماً نقص فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقرۃ فقال عمر کدنا ان نقص فی مثل ہذا برأینا البیتۃ عن شہر بن حوشب ان عمر صاخر بامرأۃ فاستقلت فاعتق عمر غرۃ البیتۃ عن زید بن اسلم ان عمر قوّم الفرۃ خمسين دینار الف الف عن سفیان عن منصور عن الشعبۃ ان عمر ابن الخطاب کتب فی قتیل وجد فی خیران ووداعۃ ان یقاس ما بین قریتین فالے ایہما کان اقرب اخرج الیہ منہم خمسين رجلاً حتّٰی یوافوہ بکلمۃ فاذا علم الحج فاحلفنہم ثم قضے علیہم بالدّیۃ فقالوا ما دقت اموالنا ایماننا ولا ایماننا اموالنا فقال عمر کذلک الامر قال الشّافعی وقال غیر السفیان عن عاصم الاحول عن الشعبۃ قال عمر بن الخطاب حققت ایمانکم واماکم

انھوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب نے دیت کی ادائیگی کو تین سال میں کر دیا دو تہائی ویت دو سال میں اور ایک تہائی دیت ایک سال میں۔ شافعی سفیان سے وہ عمرو سے طاووس سے کہ عمر بن الخطاب نے کہا کہ میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں اُس شخص کو جس نے کچھ سنا ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنین کے بارے میں تو کھڑے ہوتے حل بن مالک بن النابغۃ اور انھوں نے کہا کہ میرے پاس دو جلاتھیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری کے خیمہ کی چوب کھینچ ماری تو اُس کے پیٹ کا پتھر مرکز گر گیا تو اُس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ایک بردے کا، تو عمر نے کہا کہ ہم یہی فیصلہ اپنی رائے سے کرنے والے تھے۔ یہی شہر ابن حوشب سے کہ عمر نے ایک عورت کو ڈانٹا تو اُس کا خوف سے، اسقاط ہو گیا تو عمر نے ایک بردہ آزاد کیا۔ یہی زید بن اسلم سے کہ عمر نے ایک غرہ (یعنی بردے) کی قیمت پچاس دینار قرار دی۔ شافعی سفیان سے منصور سے شعبی سے کہ عمر ابن الخطاب نے ایک مقتول کے بارے میں لکھا جو کہ خیران اور وداعہ کے درمیان پایا گیا تھا کہ دونوں قریوں کے درمیان فصل کا اندازہ کیا جائے۔ ان دونوں میں سے وہ مقتول جسکے قریب ہوا ان میں سے پچاس آدمیوں کو نکال کر ان کے پاس مکہ میں بھیجیں تو جب وہ پہنچے تو ان کو حجر (یعنی خیم) میں داخل کیا۔ پھر ان کو حلف دیا۔ پھر ان پر دیت کا فیصلہ کیا تو انھوں نے کہا نہ پورا کیا (یعنی نہ بچایا) ہمارے اموال نے ہماری قسموں کو اور نہ ہماری قسموں نے ہمارے اموال کو تو عمر نے فرمایا کہ ایسا ہی حکم ہے۔ کہا شافعی نے اور سفیان کے سوا دوسرے راوی نے بروایت عاصم الاحول شعبی سے نقل کیا کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ تمہاری قسموں تمہارے خونوں کو بچا

ولا بطل دم امر مسلم ثم ضعف الشافعي
الحديث جدا وقال انما هو عن الشعبي عن
الحارث الاعور والحارث الاعور كذاب ثم
قال الشافعي سافرت الى خيران ودعاة
اربعة عشر سفراً اسألتهم عن حكم عمر بن
الخطاب في القليل واخفك لهم ما روى عنه فقالوا
ان هذا شئ ما كان ببلدنا قط قال الشافعي
والعرب احفظ شئ لامركان الشافعي عن
سعيد بن المسيب ان عمر بن الخطاب كان
يقول الدية للعاقلة ولا تراث المرأة من دية
زوجها شيئاً حتى اخبره الضحاك بن سفيان
ان النبي صلى الله عليه وسلم كتب اليه ان
يؤثر امرأة اشيم الضباب من دية زوجها
فرضه اليه عمر الشافعي عن سفيان عن عمرو
ابن دينار انه سمع بجالة يقول كتب عمر
ان اقتلوا كل ساجر وسامرة قال
فقتلنا ثلاث سواجر قسمته الغنمة و
الف والصدقات الشافعي عن طارق
ابن شهاب قال آله اهل الكوفة اهل
البصرة وعلهم عمراً بن ياسر فجاوا
وقد غنموا فكتب عمر ان الغنمة لمن
شهد الواقعة قال دروي عن عمر
انه كتب الى سعد بن جليش ربح بعد
اغنم ان يقسم له ان جاء واقبل ان
يدفن القتل ثم ضعف الشافعي

اور ایک مسلمان کا خون رائیگاں نہ گیا۔ پھر شافعی نے اس حدیث کو
بہت ضعیف کہا کہ وہ مروی ہے شعبی سے بروایت حارث الاعور
اور حارث اعور کذاب ہے۔ پھر شافعی نے کہا کہ میں نے خیران
اور وداعہ کے چودہ سفر کئے اور لوگوں سے اس مقتول کے بارے
میں عمر بن الخطاب کے حکم کے متعلق سوال کرتا رہا اور ان سے
جو روایت کی گئی اس کو بھی ان کو سناتا رہا تو لوگوں نے یہ
جواب دیا کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ کبھی ہمارے شہر میں نہیں جوتی
اور شافعی نے کہا کہ عرب ایسے واقعہ کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والے
ہوتے ہیں۔ شافعی سعید بن المسيب سے کہ عمر کہا کرتے تھے کہ
دیث وادیہالی رشتہ والوں کے لئے ہے اور بیوی اپنے شوہر کی
دیث میں سے کسی حصہ کی وارث نہ ہوگی یہاں تک کہ ان کو خبر
ضحاك بن سفيان نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھا
تھا کہ اشیم الضبابی کی بیوی کو اس کے شوہر کی دیث میں وارث
بناؤ، تو عمر نے اس کی طرف رجوع کر لیا۔ شافعی سفيان سے وہ
عمر بن دينار سے کہ انھوں نے سنا بحال سے وہ کہتے تھے کہ عمر
نے لکھا کہ ہر ایک جادوگر اور جادوگری کو قتل کر دو۔ کہا کہ پھر ہم
نے تین جادوگریوں کو قتل کیا۔ عمر کا غنیمت و صدقات
اور فے کو تقسیم کرنا۔ شافعی طارق بن شهاب سے کہا کہ امداد کی
اہل کوفہ نے اہل بصرہ کی اور ان پر عمار بن یاسر امیر تھے تو وہ
آئے اور انھوں نے مال غنیمت حاصل کیا تو عمر نے لکھا کہ غنیمت
اس کے لئے ہے جو جنگ میں شریک ہوا۔ کہا کہ عمر سے ایک روایت
یہ کی گئی ہے کہ انھوں نے سعد بن کو اس لشکر کے بارے میں لکھا
جو ان سے ملا بعد اس کے کہ وہ غنیمت جمع کر چکے تھے کہ اس کو
غنیمت کی تقسیم میں شریک کریں اگر وہ مقتولین کے دفن سے پہلے
پہنچ گئے ہوں۔ پھر شافعی نے اس روایت کو ضعیف کہا۔ شافعی

اور بخاریؒ وغیرہما عن الزہری عن مالک ابن اوس سمعت عمر بن الخطاب يقول و العباس و علی بن ابی طالب یختصمان الیکہ فی أموال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر کانت أموال بنی النضیر مما آفأ اللہ علی رسولہ مما لم یؤخف علیہم المسلمون یخیل ولا رکاب فکانت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالصۃ دون المسلمین و کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متفق منہا علی اہلہ نفقۃ سنۃ فمافضل لجلۃ فی انکراہ و السلاخ صدقۃ فی سبیل اللہ الحدیث بطولہ قال الشافعی فی مسئلۃ السلب للقاتل عارضنا معارض فذکر ان عمر بن الخطاب قال اتاکنا لا نحس السلب وان سلب البراء قد بلغ شیئا کثیرا ولا ارأی الا خامسہ ثم اجاب بان ہذہ الروایۃ لیست من روایتنا وان سلمنا فاذا ثبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بآبی ہو و امی شیء لم یجز ترکہ ولم یتثنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلیل السلب ولا کثیرہ ثم قد قضا سعد فی زمانہ بالسلب اکثر للقاتل قلت و بعد ہذا کلمہ فائنا مفاد حکم الروایۃ ان السلب لا یحس و ہو للقاتل الا اذا کان شیئا کثیرا جدا خلاف العادۃ المعہودۃ

اور بخاریؒ وغیرہما زہری سے وہ مالک بن اوس سے کہ میں نے عمر بن الخطاب سے سنا جب کہ عباسؓ اور علیؓ بن ابی طالب اموال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنا جھگڑا لے کر ان کے پاس آئے تو عمرؓ نے کہا کہ بنی نضیر کے اموال ایسے اموال میں سے تھے جو اللہ نے اپنے رسولؐ کو غنیمت میں عطا فرماتے تھے جن پر مسلمانوں نے ذرا نوٹ دوڑاتے اور نہ گھوڑے تو وہ خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے ان میں مسلمان حصہ دار نہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے اپنے اہل پر خرچ کیا کرتے تھے ایک سال کے مصارف پھر جو کچھ مال بچ رہتا اُس کو گھوڑوں اور ہتھیاروں کی خریداری پر صرف کرتے اللہ کی راہ میں جہاد کی تیاری کے لئے آخر حدیث تک مع اُس کی طوالت کے۔ شافعیؒ نے کہا اس مسئلہ میں کہ مقتول سے لیا ہوا مال قاتل کے لئے ہے ایک معارض نے ہم سے معارضہ کیا اور ذکر کیا کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ مقتول سے لئے ہوئے مال میں سے خمس نہیں لیتے اور براہ کا سلب (یعنی چھیننا ہوا مال) ایک بڑی مقدار تک پہنچ گیا ہے اور میری رلے تو یہ ہے کہ میں اُس سے خمس وصول کروں پھر شافعیؒ نے جواب دیا کہ یہ روایت ہماری روایت میں سے نہیں ہے اور اگر ہم تسلیم کر لیں تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ایک بات ثابت ہو گئی تو اس کو چھوڑنا جائز نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی استثنا نہیں فرمایا قلیل سلب کا اور نہ کثیر سلب کا۔ پھر سعدؓ نے اپنے زمانہ میں قاتل کے لئے سلب کثیر کا فیصلہ کیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس تمام کلام کے بعد کہ مفاد اس تمام روایت کا یہ ہے کہ سلب (یعنی مقتول سے چھینے ہوئے سامان) میں سے خمس نہ لیا جائے گا اور وہ قاتل کا ہو گا مگر جب کہ وہ عادت معہودہ کے خلاف بہت ہی زیادہ ہو

تو اس میں اس امر کا اثبات موجود ہے کہ سب قاتل کا ہوتا ہے اس میں سے خمس نہیں نکلتا۔ فقط استثناء۔ میں بحث باقی رہ جاتی ہے اور شاید عمرؓ نے اس کو خاص کیا ہو اس مقدار کے ساتھ جو عادۃً حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ حقیقت عرفیہ کے مرتبہ میں ہے، واللہ اعلم۔ محمد ابن الحسن ابو حنیفہؒ سے وہ عبد اللہ بن داؤد سے وہ منذر بن ابی حمصہ سے کہا کہ ان کو عمرؓ نے ایک لشکر کی طرف مصر میں بھیجا۔ ان کو غنیمتیں دستیاب ہوئیں تو انہوں نے سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ تقسیم کیا۔ اور اس تقسیم پر عمرؓ راضی ہوئے۔ کہا محمدؓ نے یہ قول ہے ابو حنیفہؒ کا اور ہم نے اس کو نہیں لیا اور ہم یہ رائے رکھتے تھے کہ سوار کے لئے تین حصے ہیں ایک حصہ سوار کا اور دو حصے اس کے گھوڑے کے۔ اور روایت کیا ابو یوسفؒ نے ابو حنیفہؒ سے اسی طور پر۔ پھر کہا کہ ابو حنیفہؒ اس حدیث کو لیا کرتے تھے اور گھوڑے کے لئے ایک حصہ اور سوار کے لئے ایک حصہ لگایا کرتے تھے اور جو آثار میں سے احادیث میں آیا ہے کہ گھوڑے کے لئے دو حصے اور آدمی کے لئے ایک حصہ وہ اس سے زیادہ ہے اور زیادہ مضبوط ہے اور عمل عامہ اسی پر ہے۔ کہا ابو یوسفؒ نے کہ محمد بن السائبؒ نے مجھ سے حدیث بیان کی ابو صالحؒ کی روایت ہے وہ ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خمس کے پانچ سہام کئے جاتے تھے اللہ اور رسولؐ کا ایک حصہ اور ذوی القربیٰ کا ایک حصہ اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے تین حصے۔ پھر خمس کو ابو بکر صدیقؓ اور عمر الفاروقؓ اور عثمانؓ ذی النورین رضی اللہ عنہم نے تین سہام پر تقسیم کیا اور حصہ رسولؐ کا اور حصہ ذوی القربیٰ کا سا قط کر دیا گیا اور اس کو باقی تینوں پر تقسیم کیا گیا پھر اس کو علیؓ بن ابی طالب نے اسی طرح تقسیم کیا

فقیہ اثبات ان السلب للقاتل لا خمس بقی
البحث فی الاستثناء فقط ولعل عمر حصص بالقتل
لاۃ بمنزلة الحقیقة العرفیة واللہ اعلم محمد
ابن الحسن عن ابی حنیفہ عن عبد اللہ بن داؤد
عن المنذر بن ابی حمصہ قال بعثہ عمر الی
جیش فی مصر فأصابوا غنائم فقسّم للفارس
سہمین وللرجل سہماً فرضے بذک عمر قال
محمدؓ و ہذا قول ابی حنیفہؒ وکنّا نأخذ بہذا
وکنّا نری للفارس ثلثۃ أسہم سہماً
وسہمین لفرسہ وروی ابو یوسف عن ابی حنیفہ
نحو أن ذلک ثم قال کان ابو حنیفہؒ یاخذ بہذا
الحديث و یجعل للفرس سہما وللرجل سہماً واما
جاء من الآثار فی الاحادیث ان للفرس
سہمین وللرجل سہماً اکثر من ذلک اوثق
والعامة علیہ قال ابو یوسف الکلبی محمد بن
السائب حدثنی عن ابی صالح عن ابن عباس
ان الخمس کان فی عہد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم علی خمسۃ أسہم للہ وللرسول
سہم ولذی القربیٰ سہم والیتامیٰ وللمسکین
وابن اسبیل ثلثۃ أسہم ثم قسمہ ابو بکر
الصدیقؓ وعمر الفاروقؓ و عثمانؓ ذوا
النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم علی ثلثۃ
وسقط سہم الرسولؐ وسہم ذوی
القربیٰ وقسم علی الثلثۃ الباقین
ثم قسمہ علی بن ابی طالب

جس طرح ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ نے کیا تھا۔ اور ہم سے روایت کیا گیا عبد اللہ بن عباسؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ ہمارے سامنے عمرؓ بن الخطابؓ نے یہ تجویز رکھی کہ وہ خمس میں سے ہماری بے شوہر کی عورتوں کے نکاح کر لیں اور اس سے ہمارے قرضوں کو ادا کریں تو ہم نے اس سے انکار کیا۔ پھر اس صورت کے کہ وہ اس کام کو ہمارے سپرد کریں اور اس کا انھوں نے ہم سے انکار کر دیا۔ ابو یوسفؒ مجھ کو خبر دی محمد بن اسحاقؒ نے وہ روایت کرتے ہیں ابو جعفرؒ سے کہ میں نے اُن سے کہا کہ خمس کے بارے میں علیؓ کی رائے کیا تھی؟ انھوں نے کہا کہ اس بارے میں اُن کی رائے وہی تھی جو اُن کے اہل بیت کی تھی لیکن انھوں نے اس بات کو مکروہ سمجھا کہ ابو بکرؓ و عمرؓ کی مخالفت کریں۔ ابو یوسفؒ مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلا نے اپنے باپ سے کہا کہ میں نے سنا علیؓ سے کہتے تھے کہ میں نے کہا یا رسول اللہؐ! اگر آپ کی رائے ہو کہ آپ ہمارے خمس کے حق پر مجھے متواتر بنادیں کہ میں آپ کی حیات میں اس کو تقسیم کرتا رہوں تاکہ آپ کے بعد کوئی ہم سے جھگڑا نہ کرے، تو بنا دیجئے تو آپ نے ایسا کیا۔ کہا کہ پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر متواتر بنایا اور میں آپ کی زندگی میں تقسیم کرتا رہا۔ پھر مجھ ہی کو متواتر بنایا عمرؓ نے تو میں اُس کو اُن کی زندگی میں تقسیم کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جب عمرؓ بن الخطابؓ کا آخری سال آیا تو اُن کے پاس بہت مال آیا تو انھوں نے ہمارا حق نکالا پھر مجھ کو بلوایا اور کہا کہ اس کو لے لو اور تقسیم کر دو تو میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ ہم کو اس سال اس کی ضرورت نہیں اور مسلمانوں کو اس کی حاجت ہے۔ تو انھوں نے اس کو عام مسلمانوں پر اس سال تقسیم کر دیا۔ اور عمرؓ بن الخطابؓ کے بعد کسی نے

علی ما قسمہ علیہ ابو بکر و عمر و عثمان و قد روى لنا عن عبد الله بن عباس انه قال عرض علينا عمر بن الخطاب ان يزوجه من الخمس اثمتنا ويقضه منه عن مفر مننا فابينا الا ان يسلم لنا ولبن ذالك علينا ابو يوسف اخبرني محمد بن اسحاق عن ابي جعفر قلت لاسكان رايي علي في الخمس قال كان رايي فيه راي اهل بيته ولكنه كره ان يخالف ابا بکر و عمر ابو يوسف حدثني محمد بن عبد الرحمن بن ابي ليلا عن ابيه قال سمعت عليا يقول قلت يا رسول الله ان راييت ان تؤتيه من خمسنا من الخمس فاقسمه حياتك كذا لا يئازعنا احد بعدك فافعل ففعل قال فوالانيه رسول الله صلي الله عليه وسلم فقسمته حيوته ثم ولانيه عمر فقسمته حتى اذا كانت آخر سنة عمر بن الخطاب فاتاه مال كثير فعزل حقنا ثم ارسل الي فقال هذه فاقسمه فقلت يا امير المؤمنين بنا عنه العام غني وبالمسلمين اليه حاجة فرددوا عليهم تلك السنة ولم يذعنوا اليه احد بعد

ہم کو اس کام کے لئے نہیں بلایا یہاں تک کہ میں جب کہ عمر بن الخطاب کے پاس سے نکل کر آیا اور اسی مقام پر کھڑا تھا کہ مجھ سے عباس بن عبد المطلب ملے اور کہا کہ اے علیؑ! تو نے میں ایسی چیز سے محروم کر دیا ہے جو اب کبھی قیامت تک مجھے پاس لوٹ کر نہ آئے گی۔ ابویوسفؒ، مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن اسحق نے زہریؒ سے کہ بخدہ نے خط لکھا ابن عباسؓ کو جس میں ذوی القربے کے حصہ کے بارے میں پوچھا کہ وہ کس کا ہے تو ان کو ابن عباسؓ نے لکھا کہ تم نے مجھے لکھا آپ مجھ سے ذوی القربے کے حصہ کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کس کا ہے۔ اور وہ ہمارا ہے حال یہ ہے کہ عمر بن الخطاب نے ہم کو اس طرف دعوت دی تھی کہ وہ اس سے ہماری بے شوہر عورتوں کے نکاح کریں اور ہمارے قرضداروں کا قرض ادا کریں اور جو ہم میں عیالدار ہیں اس سے ان کو خادم عطا کریں تو ہم نے انکار کر دیا بجز اس صورت کے کہ وہ اس مال کو ہمارے سپرد کر دیں تو اس سے انھوں نے انکار کر دیا۔ ابویوسفؒ مجھ سے حدیث بیان کی عطاء ابن السائب نے کہ عمر بن عبد العزیزؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اور ذوی القربے کا حصہ بنی ہاشم کو بھیجا۔ کہا ابویوسفؒ نے کہ ابو حنیفہؒ اور ہمارے اکثر فقہاء یہ رائے رکھتے تھے کہ اس کو خلیفہ اسی طور پر تقسیم کرے جس طرح اس کو ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تقسیم کیا تھا۔ شافعیؒ، بعض لوگوں نے کہا کہ ذوی القربے کا خمس میں کوئی حق نہیں۔ ابن عیینہؒ نے کہا روایت کیا گیا کہ محمد بن اسحق نے کہا کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علیؒ سے پوچھا کہ علیؑ نے خمس میں کیا کیا تھا تو انھوں نے کہا کہ وہ خمس میں ابوبکرؓ و عمرؓ کے طریق پر چلے تھے اور وہ اس سے کراہت کرتے تھے کہ ان پر ان دونوں کے

عمر بن الخطابؓ حتّٰی قمتُ مقامی ہذا فلیقِنِ العباسُ بن عبد المطلب بعدُ خروجی من عند عمر بن الخطاب فقال یا علیؑ لقد خرّ منّا الغداة شیئاً لا یردّ علینا ابدًا الی یوم القيمة ابویوسفؒ حدّثنی محمد بن اسحق عن الزہریؒ انّ نجدۃ کتب الی ابن عباسؓ یسألہ عن سهم ذوی القربے لمن ہو فکتب الیہ ابن عباسؓ کتبت الیّ تسألن عن سهم ذوی القربے لمن ہو وہو لنا وان عمر ابن الخطاب دمانا الیّ ان ینکح منہ ائیمنا ویقض منہ عن غریبنا ویخیم منہ عاتلنا فابینا اِلّا ان یسلم لنا فاذلک علینا ابویوسفؒ حدّثنی عطاء بن السائب انّ عمر بن عبد العزیز بعث بسهم الرسول و سهم ذوی القربے الی بنی ہاشم قال ابویوسفؒ کان ابو حنیفہ و اکثر فقہائنا یرون ان یقسم الخلیفۃ علی ما قسمہ ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اشافعی قال بعض الناس لیس لذوی القربے من اس شیء قال ابن عیینہؒ روی انّ محمد بن اسحق قال سألت اباجعفر محمد بن علیؒ ما صنع علیؑ فی الخمس فقال سلک بطریق ابی بکر و عمر و کان یکرّہ ان یؤخذ

خلاف عمل کرنے پر گرفت کیا تھے۔ میں کہتا ہوں کہ قائل کی مراد یہ ہے کہ ان کے حصوں کا سقوط گویا اجماع کے مرتبہ میں آگیا۔ پھر شافعیؒ نے اس پر مبسوط کلام کرتے ہوئے رد کیا ہے اور اس میں سے انھوں نے ایک بات یہ فرمائی کہ پھر اس د قائل سے کہا گیا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ ابو بکرؓ نے آزادوں اور غلاموں پر سب پر تقسیم کیا اور سب لوگوں کو برابر برابر دیا تھا اور عمرؓ نے اس طرح تقسیم کیا کہ غلام کا کوئی حصہ نہیں رکھا اور بعض لوگوں کو بعض سے زیادہ دیا اور علیؓ نے تقسیم کیا تو انھوں نے غلام کا کوئی حصہ نہیں لگایا اور سب لوگوں کو برابر برابر دیا۔ اُس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ پھر تم جانتے ہو کہ انھوں نے دونوں کے خلاف کیا تھا۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ عمرؓ نے کہا تھا کہ جو اُمّ ولد ہیں وہ نہ فروخت کی جاتیں اور علیؓ نے اس کے خلاف کیا۔ اُس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ کیا تم جانتے علیؓ کو کہ انھوں نے ابو بکرؓ کے خلاف کیا جد کے بارے میں تو کہا کہ ہاں۔ رتو یہ بات کیسے قرین قیاس مانی جائے کہ علیؓ نے خمس کی تقسیم ابو بکرؓ کے طریقہ پر کیا تھی جبکہ بہت سی باتوں میں ان کا عمل شافعیؒ کے خلاف ثابت ہے) پھر کہا شافعیؒ نے کہ ہم کو خبر ملی جعفر بن محمد سے ان کو اپنے باپ سے کہ حسنؓ اور حسینؓ اور ابن عباسؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ نے خمس میں سے اپنے حصوں کا سوال علیؓ سے کیا تو انھوں نے کہا کہ وہ تمہارا حق ہے لیکن میں معاویہؓ سے لڑ رہا ہوں تو اگر تم چاہو تو اس (ضرورت کے موقع) میں اپنے حق کو ترک کر دو۔ (کہنا شافعیؒ نے) جدید میں کہ پھر میں نے اس حدیث کی خبر دی عبدالعزیز بن محمدؓ کو تو انھوں نے کہا کہ سچ کہا جعفرؓ اسی طرح اس کو بیان کیا کرتے تھے تو کیا آپ سے انھوں نے یہ حدیث اپنے باپ اور دادا کی روایت سے بیان نہیں کی۔

عليه خلاهما قلت يريد القائل انه كالأحاط
على سقوط سهمهم ثم رد الشافعي
عليه بكلام مبسوط وكان مما قال
فقلت له بل علمت ان ابا بكر قسم
على المحر والعبد وسوى بين
الناس وقسم عمر فلم يجعل للعبد شيئاً
وفصل بعض الناس على بعض و
قسم على فلم يجعل للعبد شيئاً و
سوى بين الناس قال نعم قلت
افتعلم خالفهما قال نعم قلت
او تعلم ان عمر قال لا تبايع أهل
الأولاد وخالفه علي قال
نعم قلت او تعلم علياً خالف ابا بكر
في الجدة قال نعم ثم قال
الشافعي اخبرنا عن جعفر بن محمد
عن أبيه ان حسناً وحسيناً و
ابن عباس و عبد الله بن جعفر
سألوا علياً نصيبهم من خمس
فقال هو لكم حق ولكن محارب
معاوية فان شتمتم تركتم محكم
فيه قال في الجديد فاجرت
بهذا الحديث عبد العزيز بن
محمد فقال صدق هكذا
كان جعفر يحدثه انما حدثه
عن أبيه عن جده

میں نے کہا نہیں۔ تو انھوں نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر ان کے دادا سے۔ کہا شافعیؒ نے کہ جعفر اپنے باپ کی حدیث کے زیادہ پہنچانے والے اور زیادہ پختہ کار ہیں یا ابن اسحقؒ، انھوں نے کہا کہ جعفر۔ پھر شافعیؒ نے کہا کہ ہم کو خبر دی ابراہیم بن محمدؒ نے مطر الوراق اور ایک اور شخص سے جس کا نام نہیں لیا۔ دونوں نے روایت کیا حکم بن عتیبة سے انھوں نے عبد الرحمن ابن ابی لیلة سے انھوں نے کہا کہ میں نے ملاقات کی علیؒ سے اجار الزيت کے نزدیک تو میں نے کہا کہ میرے ہاں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ سے اہل بیت کے حق میں جو شخص میں ہے ابو بکرؓ نے کیا معاملہ کیا تھا۔ تو علیؓ نے کہا، ابو بکر رحمہ اللہ کے ہاں میں تو یہ بات ہے کہ ان کے زمانہ میں انھیں ہی نہیں اور جو کچھ تھا یعنی جو ان کے زمانہ میں آیا تھا، انھوں نے اس کو پورا ادا کیا۔ ہے عمرؓ تو وہ ہمیشہ ہم کو دیتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس سوس اور اہواز کا مال آیا یا کہا اہواز کا یا فارس کا مال آیا مجھے شک ہے، پھر کہا حدیث مطر میں ہے یا دوسری حدیث میں، بہر حال عمرؓ نے کہا بہت سے مسلمان حاجت مند ہیں اگر تم بخوشی اپنے حق کو چھوڑ دو تو ہم اس کو مسلمانوں کی حاجت میں صرف کر دیں یہاں تک کہ ہمارے پاس اور مال آجائے اور میں اس میں سے تمھارے حق کو پورا کر دوں۔ اس پر عباسؓ (مجھ سے) کہا تم ان کو ہمارے حق میں طمع نہ دلاؤ۔ میں نے ان سے کہا ابوالفضل (یہ عباسؓ کی کنیت ہے) کیا امیر المؤمنینؓ کی بات کو ماننے اور مسلمانوں کی حاجت روائی کرنے کا سب سے زیادہ حق ہم پر نہیں ہے۔ اس کے بعد قبل اس کے کہ عمرؓ کے پاس مال آئے اور وہ ہم کو وہ حق پورا ادا کریں انکی وفات ہو گئی۔ اور حکم نے مطر کی حدیث میں کہا یا دوسرے شخص نے

قُلْتُ لَا قَالَ مَا أَحْبَبُهُ إِلَّا عَنْ جَدِّهِ قَالَ الشَّافِعِيُّ أَجَعْفَرُ أَعْرَفُ وَاشْتَقَّ بِحَدِيثِ أَبِيهِ أَوْ ابْنِ اسْحَقَّ قَالَ بَلْ جَعْفَرٌ ثُمَّ قَالَ الشَّافِعِيُّ أَنَا أِبْرَاهِيمُ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مَطَرِ الْوَرَّاقِ وَرَجُلٍ لَمْ كَسِبْتُهُ كَلَاهِمَا عَنْ الْحَكَمِ بْنِ عَتِيبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَةَ قَالَ لَقِيتُ عَلِيًّا عِنْدَ أَجَارِ الزَّيْتِ فَقُلْتُ يَا أَبِی أَنْتَ وَأُمِّي يَفْعَلُ أَبُو بَكْرٍ فِي حَقِّكَ أَهْلَ الْبَيْتِ مِنْ نَحْسٍ فَقَالَ عَلِيٌّ إِمَّا أَبُو بَكْرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ فَلَمْ يَكُنْ فِي زَمَانِهِ انْخَاسٌ وَ مَا كَانَ فَقَدْ أَوْفَانَاهُ وَ أَمَّا عَمْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يُعْطِينَا حَتَّى جَاءَهُ مَالُ السُّوسِ وَالْأَهْوَازِ وَ قَالَ الْأَهْوَازُ أَوْ مَالُ الْفَارِسِ أَنَا اشْكُ فَقَالَ فِي حَدِيثِ مَطَرٍ أَوْ فِي حَدِيثِ الْآخِرِ فَقَالَ فِي الْمُسْلِمِينَ خَلَّةٌ مَجْدَةٌ فَإِنْ اجْتَبَيْتُمْ تَرَكْتُمْ حَقَّكُمْ فَعَلَانَاهُ فِي خَلَّةِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى يَأْتِيَنَّ مَالٌ فَأَوْفِيكُمْ حَقَّكُمْ مِنْهُ فَقَالَ الْعَبَّاسُ لَا تَقْطَعُوهُ فِي حَقِّنَا فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا الْفَضْلِ أَتَنَا أَحَقُّ مَنْ أَجَابَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَ رَفَعَهُ خَلَّةَ الْمُسْلِمِينَ فَتَوَفَّيَ عَمْرٌ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُ مَالٌ فَيَقْضِيَنَا وَ قَالَ الْحَكَمُ فِي حَدِيثِ مَطَرٍ أَوْ الْآخِرِ

ان عمر قال کم حق و لایسلخ علمی اذا کثر
 ان یكون کم کلمه فان شئتم اعطیتکم منه
 بقدر ما ارے کم فأیناه علیہ الا کلمه فاب
 ان یعطینا کلمه البیہق عن ابن عباس
 ان نجدۃ الحروری کتب الیہ فی سہم ذی
 القربے نحواً مما ذکر ابو یوسف ثم قال
 الشافعی قال یعنی ذلک القائل کفیف
 یقسم سہم ذی القربے ولیست الروایۃ
 فیہ عن ابی بکر و عمر ^{مؤیداً} قلت
 ہذا قول من لا علم لہ ثبت فی ہذا
 الحدیث عن ابی بکر انہ اعطاہمہ و عمر
 حتی کثر المال ثم اختلف عنہ فی اکثرۃ
 ارأیت مذہب اہل العلم فی القدیم
 و الحدیث اذا کان الشئ منصوصاً فی
 کتاب اللہ مبییناً علی لسان رسول صلی
 اللہ علیہ وسلم او بفعلہ الیس یستغنی
 عن ان یشال عما بعدہ الیس تعلم
 ان فرض اللہ علی اہل العلم اتباعہ
 قال بلے قلت فتجد سہم ذی القربے
 مفروضاً فی آیتین من کتاب اللہ
 مبییناً علی لسان رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بفعلہ
 بأثبت ما یكون من اخبارنا من
 وجہین آحد ہما شقۃ الخبیرین عنہ
 و اتصال خبرہم

کہ عمر نے کہا کہ تمہارا حق ہے اور میرا علم اس حد پر نہیں پہنچتا کہ اگر
 مال کثیر ہو جائے تو وہ سب تمہارے لئے ہو جائے تو اگر تم چاہو تو
 میں اس میں سے جتنا تمہارے لئے مناسب سمجھوں تم کو دیدوں
 تو ہم نے ان سے کل مال سے کم لینے سے انکار کر دیا تو انھوں نے کل
 مال دینے سے انکار کر دیا۔ بیہقی رحمہ اللہ ابن عباس سے کہ نجدۃ الحروری
 نے ان کو لکھا ذی القربے کے حصوں کے بارے میں۔ اسی طور
 پر جس کا ذکر ابو یوسف نے کیا ہے۔ پھر کہا شافعی نے کہ کہا
 یعنی اس کہنے والے نے تو کیونکر ذی القربے کا حصہ تقسیم کیا
 جائے گا حالانکہ اس میں کوئی روایت ابو بکر و عمر سے ایسی نہیں
 جو باہم موافقت رکھتی ہو، میں نے کہا کہ یہ قول اس کا ہے
 جس کو علم نہیں۔ اس حدیث میں ابو بکر سے ثابت ہے کہ انھوں
 نے ان کو خمس عطا کیا اور عمر نے بھی یہاں تک کہ مال کی
 کثرت ہوتی پھر کثرت مال کے بعد ان سے اختلاف کیا گیا۔ کیا
 تم جانتے ہو اہل علم کے مذہب کو قدیم زمانہ کے اور بعد کے زمانہ
 کے کہ جب کوئی شے منصوص ہوتی ہے کتاب اللہ میں اور
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان یا آپ کے فعل سے صاف
 واضح شدہ بھی ہو کیا وہ اس سے مستثنیٰ نہیں کہ اس کے بعد اس
 کے بارے میں کوئی سوال کیا جائے۔ کیا تم اس بات کو نہیں جانتے
 کہ اللہ نے اہل علم پر ان کا اتباع فرض کیا ہے؟ اس نے کہا
 کیوں نہیں۔ میں نے کہا کہ پھر تم کتاب اللہ کی دو آیتوں میں
 پاتے ہو کہ ذی القربے کے حصے فرض کئے گئے ہیں اور خوب
 واضح شدہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اور آپ
 کے فعل سے جس کے بارے میں لوگوں کی ایسی خبریں موجود ہیں
 جن کے ثبوت کی پختگی کی دو وجہیں موجود ہیں۔ ایک ان میں سے
 آپ سے خبر دینے والوں کا ثقہ ہونا اور ان کی خبروں کا متصل ہونا

اور (دوسری وجہ) یہ ہے کہ وہ سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت ہیں۔ زہری آپ کے احوال میں سے (یعنی ماموں کی اولاد) اور ابن المسیب آپ کے باپ کے احوال میں سے اور مجیر بن مسلم آپ کے ابن عم اور سب کے سب آپ سے قریب ہیں اصل نسب میں اور وہ تم کو خبر دے رہے ہیں اپنی قرابت اور شرافت کے ساتھ کہ ان کو اس دینے جانے والوں کے زمرے سے نکال دیا گیا اور دوسرے لوگوں کو اس سے مخصوص کر دیا گیا اور وہ تم کو یہ بھی خبر دیتے ہیں کہ انھوں نے بھی اُن کو بلایا اور عثمانؓ نے بھی پھر تم کب ایسی سنت پاؤ گے جو کتاب سے فرضیت کے ثبوت میں اور صحیح نمبرین کے اعتبار سے اس سنت سے زیادہ سختی رکھنے والی ہو، جس کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی معارض (قول یا فعل) ثابت نہیں ہے۔ میں، ہوں کہ یہ ہے فریقین کا کلام اس میں بخوبی غور کر لینا چاہیے۔ اور میرے نزدیک مناسب توجیہ یہ ہے کہ عمر بن الخطاب یہ راتے رکھتے تھے کہ ذوی القربے کا حصہ ثابت ہے جاری رہنے والا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور یہ راتے نہیں کھتے تھے کہ ان کا حصہ خمس کا پورا پانچواں حصہ ہے، بلکہ اس کو امام کی راتے پر موقوف سمجھتے تھے جو اُن کو اپنے اجتہاد سے عطا کرے۔ جیسا کہ ابو یوسفؒ اور بیہقیؒ وغیرہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا۔ اور شافعیؒ کے پاس کوئی ایسی حدیث صریح نہیں ہے جو اس پر دلالت کرتی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء ذوی القربے کو خمس کا پورا پانچواں حصہ دیا کرتے تھے، اس میں کچھ کمی نہ کرتے تھے۔ اور نہ ابو یوسفؒ کے پاس کوئی نص صریح موجود ہے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ نے

و انھم کلّہم اہل قرابت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الزہری من احوالہ وابن المسیب من احوال ابیہ و مجیر بن مسلم ابن عمہ و کلّہم قریب منہ فی جذم النسب و ہم یخبرونک مع قرابتہم و شرفہم انہم معزجون منہ و ان غیرہم مخصوص بہ و یخبرک ان طلبہ ہو و عثمان فتنہ تجد سنۃ اثبت لفرض الکتاب و صحۃ النخیرین من ہذہ السنۃ الّتی لم یعارضہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معارض بخلافنا قلت ہذا کلام الفریقین فتاقل فیہ جدّاً و لا وجہ عنک ان عمر ابن الخطاب کان یرے سہم ذوی القربے ثابتاً اضیاً بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لم یکن یرے ان ہم خمس النخس کا بلّا بل کان یرے ذاک الی الامام یعطیہم باجتہادہ کما ردّے ابو یوسف و البیہقی وغیرہما عن ابن عباس و لیس للشافعی حدیث صریح یدلّ علی ان السنۃ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفاءہ کانوا یعطون ذوی القربے خمس النخس لا ینقصون منہ و لا لابی یوسف نص صریح صحیح ان ابابکر و عمر

أَسْقَطَا سَهْمَ ذَوِي الْقُرْبَىٰ بِالْكَلْبَةِ
وَالْكَلْبِيُّ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ
لَا شَكَّ فِي ذَلِكَ وَجِهَ التَّطْبِيقِ بَيْنَ
الرَّوَايَتَيْنِ الْمُخْتَلِفَتَيْنِ فِي الْعِلَّةِ الَّتِي
عَرَضَهَا عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ فِي تَرْكِ
سَهْمِهِمُ الْآمِرِينَ مَصِيحًا خَطَّ نَصَبِهِمْ
مَّا كَانُوا يَزْعُمُونَ أَنَّهُ حَقُّهُمْ وَحُثْمُهُمْ عَلَى
بَذْلِ مَا لَهُمْ مِنَ الْحَقِّ عِنْدَهُ إِلَى
الْفُقَرَاءِ فِي أَيَّامِ الْحَاجَةِ الْيُوسُفِ
رَحِمَهُ اللَّهُ حَدَّثَنِي بَعْضُ شَيْخَتَنَا عَنْ
يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ إِلَى سَعْدِ بْنِ أَسْتَحْ
الْعِرَاقِ أَنَّا بَعْدَ فَقْدِ بَلَنَ كِتَابِكَ تَذَكَّرَ
أَنَّ النَّاسَ سَأَلُواكَ أَنْ تَقْسِمَ بَيْنَهُمْ
مَغْلَبَهُمْ وَمَا آفَاءَ اللَّهِ عَلَيْهِمْ
فَإِذَا آتَاكَ كِتَابِي هَذَا فَانْظُرْ مَا أَجْلَبَ
النَّاسُ بِهِ عَلَيْكَ إِلَى الْعُسْكَرِ مِنْ كَرَاهٍ
أَوْ مَالٍ فَاقْسِمْ بَيْنَ مَنْ حَضَرَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
وَأَتْرَكَ الْأَرْضَيْنِ وَالْأَنْهَارِ لَعَالَهَا
لِيَكُونَ ذَلِكَ مِنْ أَعْطِيَاتِ الْمُسْلِمِينَ
فَإِنَّكَ إِنْ قَسَمْتَهَا بَيْنَ مَنْ حَضَرَ
لَمْ يَكُنْ لِمَنْ بَعْدَهُمْ شَيْءٌ وَقَدْ كُنْتُ
أَمْرًا لَكَ إِنْ تَدْعُو مَنْ لَقِيتَ إِلَى
الْإِسْلَامِ فَمَنْ أَسْلَمَ وَاسْتَجَابَ لَكَ
قَبْلَ الْقِتَالِ فَمِنْ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَهُ

ذو القربی کے حصہ کو بالکل ساقط کر دیا تھا اور کلبی اہل
حدیث کے نزدیک ضعیف ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ اور
دونوں مختلف روایتوں کے درمیان وجہ تطبیق اس علت میں نظر
کرنے سے واضح ہوتی ہے جس کو عمر نے علیؑ کے سامنے پیش
کی اُن کے حصہ کے ترک کے بارے میں کہ دونوں اصحیح میں
اُن کے حصہ میں سے کمی کرنا بھی جس کے بارے میں ان کا دعویٰ
یہ تھا کہ وہ ان کا حق ہے اور اُن کا اپنے مال کو فقراء پر ایام
حاجت میں خرچ کرنے پر براہِ گنجہ کرنا بھی جو اُن کے نزدیک
حق میں سے تھا جس کا اعتراف حضرت علیؑ نے حضرت عباسؑ
سے کیا تھا۔ ابویوسف رحمہ اللہ، مجھ سے حدیث بیان کی میرے
ایک شیخ نے یزید بن ابی حبيب سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے
سعد بن کو خط لکھا جب اُنہوں نے عراق کو فتح کیا اُتباع
میرے پاس تمہارا خط پہنچا جس میں تم ذکر کرتے ہو کہ لوگوں
نے تم سے درخواست کی کہ تم ان پر ان کے اموال غنیمت کو
تقسیم کرو اور جو کچھ اُن کو اللہ نے بغیر جنگ کے دیا ہے۔ تو
جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو ان چیزوں پر نظر کرو جو
لوگ تمہارے پاس شکر کی طرف گھوڑے یا اور مال لے کر آتے
ہیں تو اُس کو مسلمانوں کے سامنے جو تمہارے پاس حاضر ہوں
تقسیم کرو اور زمینوں اور نہروں کو اُن کے اعمال کے پاس
چھوڑو تاکہ یہ چیزیں مسلمانوں کو عطیات کے لئے باقی رہیں
کیونکہ تم نے اگر اُن کو بھی حاضرین پر تقسیم کر دیا تو بعد والوں
کے لئے کوئی شے باقی نہ رہے گی اور میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ
تم جس کا سامنا کرو اس کو اسلام کی دعوت دو تو جو شخص
مسلمان ہو جائے اور تمہاری دعوت قبول کر لے قتال سے پہلے
تو وہ مسلمانوں میں کا ایک شخص ہے اُس کا حق وہی ہے جو دوسرے

مسلمانوں کا ہے اور اس کے اوپر وہی حق ہے جو عام مسلمانوں پر ہے اور اسلام میں اس کا حصہ بھی لگے گا اور جو شخص بعد قتال اور بعد ہزیمت کے دعوت قبول کر لے تو وہ (بھی اب) مسلمانوں میں کا ایک شخص ہے اور اس کا مال اہل اسلام کا ہے (اُس کی واپسی نہ ہوگی) کیونکہ مسلمانوں نے اُس پر قبضہ کیا اُس کے اسلام لانے سے پہلے۔ تو یہ میرا حکم ہے اور میری طرف سے تم پر ذمہ داری ہے۔ (ابو یوسفؒ) ایک سے زیادہ علماء اہل مدینہ نے مجھ سے روایت کیا۔ انھوں نے کہا کہ جب سعد بن ابی وقاص کے پاس سے عراق کا لشکر عمر بن الخطاب کے پاس آیا تو انھوں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے رجسٹروں کے مرتب کرنے کے بارے میں مشورہ کیا اور (پہلے آپ) سب لوگوں کو مساوی رکھنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے کا اتباع کر چکے تھے۔ پھر جب عراق سے فتوحات آئیں تو لوگوں سے بعض کو فضیلت دینے کے بارے میں مشورہ کیا اور آپ نے دیکھا کہ عام رائے یہی ہے جس سے آپ نے رائے لی اُس نے اسی طرف اشارہ کیا اور آپ نے سرزمین عراق و شام کی زمینوں کی تقسیم کے بارے میں اُن سے مشورہ کیا جن زمینوں کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمادیا تھا تو ایک قوم نے اس کے بارے میں گفتگو کی اور انھوں نے یہ تجویز کیا کہ ان (مجاہدین) کے حقوق اور اُن کے فخر کرنے کا لحاظ کرتے ہوئے اُن کو بھی ان پر تقسیم کر دیا جائے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس صورت میں ہم اُن مسلمانوں کے ساتھ کیا کریں گے جو (آئندہ) آئیں گے اور تمام سرزمین کو اس حال میں پائیں گے کہ وہ اُن گہروں سمیت (جو اس زمین میں ممتاز مقام رکھتے تھے) تقسیم ہو چکی اور آبائی ترکہ کی طرح وہ اُن کے وارث قرار دیئے جا چکے اور وہ ان پر ذی اختیار بناتے جا چکے میری یہ رائے

ماہم وعلیہ ما علیہم ولا سہم فی الاسلام
ومن اجاب بعد القتال و بعد الهزيمة
فہو رجل من المسلمین و ما لہ لاہل الاسلام
لا سہم قد احرزوه قبل اسلامہ
فہذا امری و عہد ایک ابو یوسف
حدثنی غیر واحد من علماء اہل المدینۃ
قالوا لما قدم علی عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ جیش العراق من قبل
سعد بن ابی وقاص شاور اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی تدوین
الدواوین و قد کان اتفق رائے
ابی بکر رضی اللہ عنہ فی التوئۃ
بین الناس فلما جاء فتح العراق
شاور الناس فی التفصیل
ورآے انہ الرأی فآشار علیہ
بذلک من رآہ و شاور ہم فی قسیمۃ
الأرضین الّٰت آفآ اللہ علی
المسلمین من ارض العراق و الشام
فتکلم قوم فیہا و آراوا ان یتقسم ہم
حقوقہم و ما فتوا فقال عمر
رضی اللہ عنہ کیف بمن
یأتی من المسلمین فیجدون
الأرض بعدلوجہا قد قسیمت
و ورتت عن الآباء و خیرت
ما هذا

نہیں ہے۔ تو اُن سے عبدالرحمن بن عوف نے کہا پھر کیا راتے ہے
 زمین اور دہلوں کے سُکّان تو ما افاہ اللہ علیہم "یعنی جو کچھ
 اللہ نے اُن کو غنیمت میں دیا، میں داخل ہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ
 وہ ایسے ہی ہیں جیسا کہ تم کہتے ہو اور میں یہ راتے دکھ زمینوں
 کو زمینداروں سمیت تقسیم کر دیا جاتے اس لئے، مناسب نہیں
 سمجھتا کہ واللہ میرے بعد کوئی ایسا ملک فتح نہ ہوگا جس میں
 کوئی بڑی آمدنی ہو بلکہ قیاس یہ ہے کہ وہ ایک بوجھ ہوگا
 مسلمانوں پر تو جب عراق تقسیم کر دیا گیا مگر اُس کے زمینداروں
 کے اور سرزمین شام بھی تقسیم کر دی گئی زمینداروں سمیت
 تو تم کس (خزانہ) سے سرحدوں کو مضبوط کر دو گے اور کہاں سے
 امداد لے سکو گے اس شہر اور دوسرے مقام کے بچوں اور
 بیکیں عورتوں کو۔ اور حال یہ پیش آیا کہ اہل شام و عراق نے
 (یعنی ان مجاہدین نے جو دہلوں سے گئے تھے) عمرؓ کے ساتھ
 بہت کہا سنی شروع کر دی اور کہنے لگے کہ جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے
 تلواریں کے ذریعہ سے ہم کو غنیمت میں دیا ہے اُس کو آپ اُن
 لوگوں پر وقف نہ کیجئے جو موجود نہیں ہیں اور نہ وہ میدان میں
 نکلے اور اس قوم کی اولاد پر وقف نہ کیجئے اور نہ اُن کی اولاد
 پر وقف کریں جو موجود بھی نہیں ہیں مگر عمر رضی اللہ عنہ اسی
 قول پر جمے ہے کہ میری راتے تو وہی ہے۔ اُن لوگوں نے کہا تو
 (مسلمانوں سے) مشورہ کر لیجئے۔ اس پر آپ نے ہاجرین اولین
 سے مشورہ کیا تو وہ مختلف الراتے ہو گئے۔ عبدالرحمن بن عوف
 کی راتے یہ تھی کہ یہ ان کے حصّے اُن پر تقسیم کر دیئے جائیں اور
 عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ کی راتے وہی تھی جو عمرؓ کی راتے
 تھی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اس کے بعد عمرؓ نے انصار میں سے
 دس آدمیوں کو بلا لیا، پانچ قبیلہ اوس کے اور پانچ قبیلہ خزرج کے

برآیے فقال لا عبدالرحمن بن عوف فما
 الراي ما الارض والعلوج الا ما افاہ
 اللہ علیہم فقال عمر ما هو الا كما تقول و
 لست اُرے ذاك واللہ لا يفتح بسك
 بلد فيكون فيه كبير نيل بل عني ان
 يكون كلاً على المسلمين فاذا قسمت
 ارض العراق ببلوجها وارض الشام ببلوجها
 فأيك به الثغور وما يكون للذرية و
 الازابل بهذا البلد وبغيره وان اهل
 الشام والعراق اكثر واعل عمر قالوا
 لا تقف ما افاہ اللہ علينا يا سفيان
 قوم لم يحضروا ولم يشهدوا ولا بناء
 قوم ولا بناء بهم لم يحضروا فكان
 عمر رضى الله عنه لا يزيد
 على ان يقول هذا رأيي
 قالوا فاستشر فاستشار المهاجرين
 الاولين فاختلوا فاما عبد الرحمن
 ابن عوف رضى الله عنه فكان
 رايه ان يقسم لهم حقوقهم و
 راي عثمان و علي و طلحة
 راي عمر رضى الله عنهم
 اجمعين فاسل الى عشرة
 من الانصار خمسة من
 الاوس و خمسة
 من الخزرج

من کبر آتہم و انشرفہم فلما اجتمعوا
 حمد اللہ و انشرف علیہ بما ہوا ہلہ
 و مستحقہ ثم قال لے لم ازل عجبکم
 الا لان تشرکوا فی امانتی فیما
 تحملت من امورکم قالے واحد
 کا حدکم و انتم الیوم تقرؤن بالحق
 خالفن من خالفنہ و ولفن من
 ولفنہ و لست اریہ ان تتبعوا الذی
 ہو ہوائے معکم من اللہ کتاب
 ینطق بالحق فواللہ لئن کنت نطقت
 بامر اریہ یا اردت بہ الا الحق
 قالوا قد نسمع یا امیر المؤمنین
 و قال قد سمعتم کلام ہلہ لآلہ
 القوم الذین زعموا انی الظلم
 حقوہم و انے اعدو باللہ ان اربک
 ظلم اللہ کنت ظلمتہم شیئا ہو
 ہم و اعطیتہ غیرہم لقد اشقیئت
 و لکن رأیت انہ لم یبق شیء
 یقتض بعد ارض کسرے و قد
 غنمنا اللہ اموالہم و ارضہم و
 ملکوجہم فقسمت ما غنمنا من مال
 ادرک بین آہلہ و اخرجت
 الخمس فوجہت علی وجہہ
 و انا فی توجہہ و
 رأیت

جو انصار کے بڑے اور اشراف میں سے تھے جب یہ سب لوگ
 جمع ہو گئے تو آپ نے اللہ کی حمد کی اور اس کی ثنا پڑھی جس کا وہ
 اہل و مستحق ہے۔ پھر کہا کہ میں نے آپ صاحبان کو صرف اس لئے
 تکلیف دی کہ مجھ پر آپ کے امور کے بارے میں جو ایک امانت کا
 بوجھ ہے اُس کے تحمل میں آپ میرے ساتھ شریک ہوں اور حقیقت
 ہے کہ میں تم ہی جیسا ایک شخص ہوں اور آج تم کو حق پر جتنا
 ہو گا جس کو مجھ سے اختلاف ہوا اُس نے اختلاف کیا اور جس نے
 موافقت کی اُس نے موافقت کا اظہار کیا اور میں یہ نہیں چاہتا
 کہ تم لوگ اس بات کا اتباع کرو جو میری خواہش ہو۔ بتھا
 پس اللہ کی کتاب موجود ہے جو حق بات بتاتی ہے۔ خدا کی قسم
 جو کچھ میں زبان پر لاتا رہا ہوں اس امر کے بارے میں جس کا میں
 ارادہ کر رہا ہوں میں نے اُس سے کسی شے کا ارادہ نہیں کیا بجز
 حق کے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم سُن رہے ہیں اے امیر المؤمنین۔
 اور آپ نے کہا کہ تم سُن چکے ہو اس قوم کا کلام جو یہ سمجھ
 رہے ہیں کہ میں ان کے حقوق کے ساتھ ظلم کر رہا ہوں اور میں
 اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ ظلم کا مرتکب بنوں بخدا اگر میں
 نے ان پر ظلم کیا کسی ایسی شے کے بارے میں جو ان کی ہے
 اور میں نے اُس کو دوسرے لوگوں کو دیدیا تو میں درحقیقت
 بدکردار ہوں گا۔ لیکن میں نے یہ دیکھا کہ اب کوئی چیز باقی
 نہیں رہی سر زمین کسرے کے بعد جس کو فتح کیا جاتے گا
 اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے اموال اور اُن کی زمینیں اور اُن کے
 زمینداروں کو ہمیں غنیمت میں دیا تو جو کچھ مال غنیمت میں
 آیا میں نے اُس کو تقسیم کر دیا اور حقداروں کو اس کا وارث بنا دیا
 اور میں نے خمس نکالا تو اُس کو بھی اُس کے مصارف میں پہنچا دیا
 اور میں اس کام میں ابھی تک لگ رہا ہوں اور میں نے یہ رائے قائم کی

[illegible]

فَأَوْتَتْ جَبَايَةَ سَوَادِ الْكُوفَةِ قَبْلَ أَنْ
يَمُوتَ عُمَرُ بَعْدَ مِائَةِ الْفِ الْفِ وَ
الدَّرْهَمِ يَوْمَئِذٍ دَرْهَمٌ وَدَانِقَانِ وَنِصْفُ
كَانَتْ الدَّرَاهِمُ يَوْمَئِذٍ وَزَنَ الدَّرْهَمُ
مِثْلَ وَزَنِ الْمُثْقَالِ وَحَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ
سَعْدٍ عَنْ جَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ أَنَّ أَصْحَابَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
جَامِعَةِ الْمُسْلِمِينَ ارْتَدَوْا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
أَنْ يَقْسِمَ الشَّامَ كَمَا قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَاتَّكَانَ
أَشَدُّ النَّاسِ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ
الْعَوَامُ وَبِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ فَقَالَ عُمَرُ
إِذْ أَنْتَرَكْتُ مَنْ بَعْدَ كُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
لَأَشْتِيَ لَهْمٌ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اكْفِنِي
بِلَالًا وَاصْحَابِيَةَ قَالَ رَأَى الْمُسْلِمُونَ
أَنَّ الطَّاعُونَ الَّذِينَ أَصَابَهُمْ لَهْمٌ
كَانَ عَنْ دَعْوَةِ عُمَرَ قَالَ وَتَرَكْتُهُمْ
عُمَرُ ذِمَّةً يَوْمَئِذٍ الْخُرَاجَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ
وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اسْمَعِيلَ عَنْ الزَّهَرِيِّ
أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ شَهِدَ
النَّاسَ فِي السَّوَادِ حِينَ انْفِصَحَ فَرَأَى
مَنْهُمْ أَنْ يَقْسِمَهُ وَكَانَ بِلَالُ بْنُ
رَبَاحٍ مِنْ أَشَدِّهِمْ فِي ذَلِكَ وَكَانَ
رَأَى عُمَرَ أَنْ يَتَرَكَهُ وَلَا يَقْسِمَهُ
فَقَالَ اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِلَالًا

بنا دیا تو اراضی کوفہ کی مالگزار ہی عمرؓ کے انتقال سے ایک سال قبل
تک دس کروڑ درہم تک پہنچ گئی اور اُس زمانہ کا درہم دس
کے دور کے، ایک درہم اور اڑھائی دانگ کے برابر تھا۔ درہم
اُس زمانہ میں ایسے ہوتے تھے کہ درہم کا وزن مثقال کے وزن
جیسا ہوتا تھا۔ اور مجھ سے روایت کیا لیث بن سعد حبیب بن
ابی ثابت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور
مسلمانوں کی ایک جماعت نے ارادہ کیا کہ عمرؓ بن الخطاب
سے شام کو تقسیم کرائیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے خیبر کو تقسیم کیا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں عمرؓ کے ساتھ
سب لوگوں سے زیادہ سختی کرنے والے زہیر بن العوام اور بلال بن
رباعہ تھے تو عمرؓ نے کہا کہ پھر تو میں تمھارے بعد آنے والے
مسلمانوں کو اس حالت میں چھوڑوں گا کہ اُن کے لئے کچھ بھی
نہ ہوگا۔ پھر عمرؓ نے دُعا کی کہ یا اللہ بلالؓ اور اُس کے ساتھیوں
کے مقابلہ پر تو میرے لئے کافی ہو جا۔ .. کہا (حبیب بن ثابت
نے) کہ مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ عمو اس میں جو طاعون ان پر
پڑا وہ عمرؓ کی دُعا کے نتیجہ میں پڑا تھا۔ اور کہا کہ عمرؓ نے اُن
(شہروں کے قدیم باشندوں) کو ذمتی بنا کر چھوڑ دیا کہ وہ
مسلمانوں کو خراج ادا کرتے رہیں۔ اور مجھ سے روایت کیا محمد
ابن اسمعیل نے زہری سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں سے
اراضی مزروعہ کے بارے میں مشورہ کیا جب (عراق و شام کی)
فتح ہو گئی تو عام لوگوں کی رائے یہ ہو گئی کہ وہ ان کو (لڑنے
والوں پر) تقسیم کر دیں۔ اور بلال بن رباحؓ اُن (تقسیم اراضی
کا مطالبہ کرنے والوں) میں اس بارے میں سب سے زیادہ سخت تھے
اور عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ وہ اس کو چھوڑ دیں اور تقسیم نہ کریں
تو عمرؓ نے دُعا کی کہ یا اللہ بلالؓ کے مقابلہ پر تو میرے لئے کافی ہو جا

اور یہ لوگ اس (جھگڑے) میں دو دن یا تین دن یا اس سے کچھ کم لگے رہے۔ پھر عمر بنی نے فرمایا کہ میں حجت پا چکا ہوں۔ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں فرمایا اَمَّا اَفَاءُ اللّٰهِ تَا قَبْلَ يَوْمِ (۶:۵۹)

اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان سے دلویا سو تم نے نہ اس پر گھوڑے دوڑاتے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالیٰ (کی عادت ہے کہ)

اپنے رسولوں کو جس پر چاہے (خاص طور پر) مُسَلِّط فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت حاصل ہے۔ یہاں تک کہ اللہ

فارغ ہو گیا بنو نضیر کے قبضہ سے تو اب یہ عام ہے تمام بستیوں کے بارے میں، پھر فرمایا اَمَّا اَفَاءُ اللّٰهِ عَلٰی رَسُوْلِهِ تَا شَيْدُ الْعِقَابِ

(۷:۵۹) جو کچھ اللہ تعالیٰ (اس طور پر) اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دلا دے (جیسے فدک اور ایک حصہ

خیبر کا) سو وہ (بھی) اللہ کا حق ہے اور رسول کا اور آپ کے قریبداروں کا اور یتیموں کا اور مسافروں کا تاکہ وہ (مال نے)

تمہارے تو مگردوں کے قبضہ میں نہ آجائے اور رسول تم کو جو کچھ دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز کے لینے سے تم کو روک

دیں (اور بے لوم الفاظ یہی حکم ہے افعال اور احکام میں بھی) تم رُک جایا کرو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ مخالفت کرتے

پر، سخت سزا دینے والا ہے۔ پھر فرمایا اَلْفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ تَا الصِّدْقُوْنَ (۸:۵۹) اُن حاجت مند ہاجرین کا (بالخصوص)

حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے (جبراً و ظلماً) جُدا کر دیئے گئے اللہ تعالیٰ کے فضل (یعنی جنت) اور رضامندی

کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کے (دین) کی مدد کرتے ہیں (اور) یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں۔ پھر حق تعالیٰ

نے اس پر بس نہیں کر دیا بلکہ ان کے ساتھ دوسروں کو بھی شامل کیا چنانچہ فرمایا اَلَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ تَاهُمُ الْمُفْلِكُوْنَ

وَكُلُوْا فِيْ ذٰلِكَ يَوْمِيْنَ اَوْ ثَلٰثًا اَوْ دُوْنَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُوْهُ قَدْ وَجَدْتُ حُجَّتِيْ

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ كِتَابِهِ وَمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مِنْهُمُوْ فَمَا اَوْجَعْتُمْ

عَلَيْهِ مِنْ حَيْلٍ وَّ لَا رِيْكَابٍ وَّ لٰكِنْ اللّٰهُ يَسْلُطُ رُسُلَهُ عَلٰی مَنْ يَّشَآءُ وَاَللّٰهُ

عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ حَتّٰى فَرَضَ مِنْ شَاْنِ بَنِي النَّضِيْرِ فِهٰذَا عَامَةٌ فِيْ الْقُرْ

اٰنِ كَمَا ثُمَّ قَالَ مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مِنْ اَهْلِ الْقَهْلَةِ فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَّ

لِذِي الْقُرْبٰى وَ اَلْيَتٰمٰى وَ اَلْمَسْكِيْنِ وَ اَبْنِ السَّبِيْلِ كَيْلًا يَكُوْنُ دُوْلَةً بَيْنَ اَلْغَنٰى وَ

مِنْكُمْ وَّ مَا اَتَاكُمْ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَّ مَا نَهَكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاَتَقُوْا

اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ثُمَّ قَالَ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اَخْرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّ يَنْصَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصَّدَقُوْنَ

ثُمَّ لَمْ يَرْضَ حَتّٰى خَلَطَ بِهِمْ غَيْرُهُمْ فَقَالَ

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا

الدَّارَ

وَالْإِيمَانُ مِنْ قَبْلِهِمْ يَجْعَلُونَ مِنْ
هَاجِنَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي
صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا
وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ
بِهِمْ خِصَاصَةٌ وَمَنْ يُوَقِّ شَيْئًا
نَفْسَهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
هَذَا فِيمَا بَلَّغْنَا وَاللَّهُ أَعْلَمُ فِي الْأَنْصَاءِ
خَاصَّةً ثُمَّ لَمْ يَرْضَ تَحْتَهُ خَلَطَ بِهِمْ
غَيْرَهُمْ فَقَالَ وَالَّذِينَ جَاءُوا
مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ
لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا
بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا
غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ
رَؤُوفٌ رَحِيمٌ فَكَانَتْ أُنْزِلَ عَامَةً
لَمَنْ جَاءَ بَعْدَهُمْ فَقَدْ صَارَ هَذَا الْفَرْقُ بَيْنَ
هَؤُلَاءِ جَمِيعًا تَكْلِفَ نَفْسَهُ لِهَؤُلَاءِ
وَنَدَّ مَنْ تَخَلَّفَ بَعْدَهُمْ فَأَجْمَعَ
عَلَى تَرْكِهِمْ وَجَمَعَ خُرَاجَهُ أَبُو يُوسُفَ
الَّذِي رَأَى عَمْرُؤَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ
الْإِسْتِخَارَةِ مِنْ قِسْمَةِ الْأَرْضِينَ بَيْنَ
مَنْ اسْتَحَارَ عِنْدَ مَا عَزَّاهُ اللَّهُ
مَا كَانَ فِي كِتَابِهِ مِنْ بَيَانِ ذَلِكَ
تَوْفِيقٌ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى لَكَانَ
لَهُ فِيمَا صَنَعَ
فِيهِ

(۵۹: ۹) اور دین (ان لوگوں کا) بھی حق ہے جو دارالاسلام دینی
مدینہ میں ان (مہاجرین) کے (آنے کے) قبل سے قرار پکڑے ہوئے
ہیں جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے
ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ (انصار) اپنے دلوں
میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان
پر فاقہ ہی ہو اور (واقعی) جو شخص اپنی طبیعت کے تحمل سے محفوظ
رکھا جائے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں، تو یہ اس علم کے
مطابق جو ہم کو پہنچا اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جانتے والا ہے
خاص طور پر انصار کے حق میں ہے، پھر اس پر اکتفا نہیں فرمایا
بلکہ ان کے ساتھ دوسروں کو بھی شامل کیا اور فرمایا وَالَّذِينَ
جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ هُوَ تَارِحِيمٌ (۵۹: ۱۰) اور ان لوگوں
کا (بھی اس مال نے) میں حق ہے، جو ان کے بعد آئے جو ان
مذکورین کے حق میں، دُعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار
ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے
پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی
طرف سے کینہ نہ ہونے دیجئے اے ہمارے رب آپ بڑے
شفیق رحیم ہیں، تو یہ آیت عام ہے ہر اس شخص کے لئے جو ان
کے بعد آئے تو یہ نے ان سب کے لئے ہے تو ہم اس کو ان ہی
لوگوں پر کیسے تقسیم کر دیں اور بعد والوں کو بغیر حصہ کے چھوڑ
تو تقسیم کے ترک پر صحابہ کا اجماع ہو گیا اور اس کے خراج کے
جمع کرنے پر۔ ابو یوسفؒ، جو اسے قائم فرمائی عمر رضی اللہ
عنه نے کہ زمینوں کو ان لوگوں پر تقسیم ہونے سے روکا جائے
جنہوں نے ان کو فتح کیا اس حجت کو پیش نظر رکھ کر جس کا بیا
اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے یہ توفیق تھی اللہ تعالیٰ
کی طرف سے جو ان کو دی گئی، اس میں جو کچھ انہوں نے کیا

تمام مسلمانوں کی بھلائی تھی اور جو رائے اُنھوں نے قائم کی کہ اس کا خراج جمع کیا جائے اور اس کو مسلمانوں پر تقسیم کیا جاتا ہے جماعتِ مسلمین کے لئے اس کا عام نفع تھا کیونکہ اس کو اگر عام مسلمانوں پر عطایا اور وظائف کے وقف شدہ نہ قرار دی جاتی تو سرحدوں کی حفاظت کے لئے لشکر متعین نہ ہو سکتا اور جہاد پر روانگی کے لئے لشکروں کو طاقت نہ پہنچاتی جاسکتی اور کبھی اہل کفر کے اپنے شہروں کی طرف واپسی سے بے فکری نہ حاصل ہو سکتی جب کہ وہ شہر خالی ہوتے جنگی مردوں اور وظائف پانے والے لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ خیر کو سب سے زیادہ جانتے والا ہے وہ جہاں بھی ہو شافعیؒ نے کہا کہ مکانات اور زمینیں جن پر باہمی صلح ہوئی ہو مسلمانوں کے لئے وقف ہے اُن کی آمدنی ہر سال جمع کی جائے گی اور کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اہل شرک کے چھوڑے ہوئے شہر اسی طرح کے تھے اور کچھ ایسی زمین تھی جس میں عمر نے ان لوگوں کے نفسوں کی رضامندی چاہی جو کہ گھوڑے اور اونٹ دوڑا کر (یعنی جنگ سے) اس پر غالب ہوئے تو اُنھوں نے اُس شے (سے اپنے حقوق) کو چھوڑ دیا جیسا کہ رضامندی حاصل کی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے جن کے پاس ہوازن کے قیدی تھے تو اُنھوں نے اپنے حقوق کو ترک کر دیا تھا (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر رضامند ہو کر ان کو آزاد کر دیا تھا) کہا (امام شافعیؒ نے) اور جریر بن عبد اللہؒ کی حدیث میں عمرؓ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے ان کو ان کے حق کا بدلہ دیدیا تھا اور مشابہ ہے قول جریرؒ کے جو عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں ایسا تقسیم کرنے والا ہوں جس سے باز پرس بھی ہوگی تو میں تم کو چھوڑتا

كانت الخيرة لجميع المسلمين وفيما
 زاع من جمع خراج ذلك وقسمته
 بين المسلمين عموم النفع لجماعتهم
 لان هذا لو لم يكن موقوفًا على الناس
 في الاعطيات والارزاق لم
 تشعن الثغور ولم تقو الجيوش
 على السير في الجهاد وما
 آمن برجوع اهل الكفر الى مدبرهم
 اذا خلت من المقاتلة والمؤتة
 والله اعلم بالخير حيث كان
 قال الشافعي الدور والارضون
 مما تصالحوا عليه وقف للمسلمين
 يستغل غلتها في كل عام قال
 واحسب ما ترك من بلاد اهل الشرك
 كذا او شئ استطاب انفس
 من ظهر عليه بخيل ركاب فتركوه
 كما استطاب رسول الله صلى الله
 عليه وسلم انفس اهل سبي
 هوازن فتركوا حقوقهم قال و
 في حديث جرير بن عبد الله
 عن عمر انه عو من
 حقه وشبه قول جرير عن
 عمر لولا اني قاسم
 مستول
 لتركم

عَلَى مَا قَسَمَ لَكُمْ أَنَّ يَكُونَ قَسَمُ لِهَيْمِ بِلَادٍ
 صِلِحَ مَعَ بِلَادٍ أَيْ جَانِبِ فِرْدَوْ قَسَمِ الصِّلِحِ
 وَغَوْضِ مِنْ بِلَادِ الْإِسْجَافِ بِالْخَيْلِ وَ
 الرِّكَابِ قُلْتُ وَاللَّوَجْهَةِ ^{الْمُتَغَلِّبِينَ} أَنَّ الْفَارِسَ
 وَالرُّومَ كَانُوا مُتَسَلِّطِينَ عَلَى مَلَائِكِ الْأَرْضِ
 يَأْخُذُونَ مِنْهُمْ الْخُرَاجَ وَلَمْ يَكُنْ لَوَأْمَلِكِ
 الْأَرْضِ دُرُزًا عَمَّا وَلَا وَرَثَةً عَنْ آبَائِهِمْ
 وَآبَادِهِمْ فَقَاتَلَ الْمُسْلِمُونَ أُولَئِكَ الْمُتَغَلِّبِينَ
 حَتَّى دَفَعُوهُمْ عَنْ سَوَادِ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ وَأَمَّا
 مَلَائِكُ الْأَرْضِ وَعُلُوُّهَا الَّذِينَ كَانُوا
 يَزْعُمُونَهَا وَيَكْنُوهَا وَرَثَةً عَنْ آبَائِهِمْ
 فَكَثُرَ مِنْهُمْ صَالِحُوا الْمُسْلِمِينَ وَالتَّرَمُوزُ
 الْخُرَاجُ وَبَعْضُهُمْ ظَاهِرُ الرُّومِ وَالْفَارِسِ
 وَتَأَمَّلُوا مَعَهُمْ فَاسْتَبَدَّ الْأَمْرُ عَلَى النَّاسِ
 فَظَنُّوا عَوَاهِمَهُمْ أَنَّ الْأَرْضَ مَغْنُومَةٌ لَوْجُودِ
 الْمُقَاتِلَةِ فِي الْجَبَلَةِ وَفِطْنِ الْخَوَاصِّ
 بَانَ الْمُقَاتِلَةُ أَمَّا كَانَتْ مَعَ
 الْمُتَسَلِّطِينَ الْمُتَغَلِّبِينَ وَأَمَّا أَهْلُ
 الْأَرْضِ الَّذِينَ هُمُ مَلَائِكُهَا وَسُكَّانُهَا
 فَإِنَّ كَثْرَتَهُمْ صَالِحُوا الْمُسْلِمِينَ فَاسْتَبَدَّ
 الْمُسْلِمُونَ صُلَحًا مِنْ غَيْرِ
 أَيْ جَانِبِ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَ
 أَمَّا أَدَجُفُوا

اس پر جو بھٹھائے لئے کیا جا چکا ہے کہ بلادِ صلیح مَعَ بِلَادِ اِیْجَافِ
 اُن (عام مسلمانوں) کے حصہ میں آئے۔ پھر عمر نے صلیح سے بغیر
 کئے ہوئے علاقہ کو تو الگ کر لیا اور بلادِ اِیْجَافِ کا جن پر گھوڑوں
 اور اونٹوں سے لڑائی ہوتی بدلے دیا۔ میں کہتا ہوں اور معتقل
 وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ فارس اور روم تسلط تھے زمین کے
 مالکوں پر اور ان سے خراج لیا کرتے تھے اور فارس دروم والے
 خود زمین کے مالک نہ تھے اور نہ اُس کو زراعت کرنے والے تھے
 اور نہ اُن کو ان کے باپ اور دادا سے وراثت میں ملی تھی تو مسلمان
 نے ان غلبہ پانے والوں فارس اور روم سے قتال کیا یہاں تک
 کہ ان کو دھکیل دیا شام اور عراق کے سرسبز علاقہ سے۔ رہے
 زمینوں کے مالک اور اُن کے باشندے جو ان زمینوں کی زراعت
 کرتے اور اُن پر رہتے تھے اور اپنے باپ دادا سے اُن کے وارث
 بنتے آتے تھے تو ان میں کے اکثر لوگوں نے مسلمانوں سے مصالحت
 کر لی اور خراج کا دیتے رہنا منظور کر لیا اور ان میں کے بعض لوگوں
 نے روم اور فارس کو مدد دی اور اُن کے ساتھ مل کر مسلمانوں
 سے قتال کیا تو لوگوں پر یہ امر مشتبہ ہو گیا اور عام لوگوں کو
 یہ گمان ہو گیا کہ تمام زمینیں غنیمت میں آئی ہوئی ہیں کہ فی الجملہ
 سب ہی کے لئے قتال وجود میں آیا۔ لیکن خواص نے یہ سمجھ لیا
 کہ مقاتلہ تو تسلطین اور متغلبین (یعنی فارس اور روم) سے
 ہوا تھا، رہے زمین والے جو کہ ان کے مالک، اور اُن کے باشندے
 تھے تو ان میں سے اکثر لوگوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی تھی
 اور اُس کو مسلمانوں نے بغیر اس کے کہ اس میں گھوڑے اور اونٹ
 دواڑا میں صلح سے فتح کیا تھا اور اِیْجَافِ (یعنی جنگ) تو ان دو سے

عہ یہ قول برہر ہے۔ علی ما قَسَمَ لکم پر عرض کا قول ختم ہو گیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح خبریں ہوا تھا کہ جو حصہ فتح ہوا تھا اِیْجَافِ خیل
 و ریکاب سے وہ مجاہدین پر تقسیم کر دیا گیا تھا۔ میں اسی تقسیم کو تم پر چھوڑ دیتا ۱۲ مترجم

لوگوں سے ہوا تھا جنہوں نے ان (باشندوں اور کاشکاروں) پر قلبہ حاصل کیا تھا اسی لئے عمرؓ نے آیتؑ کی تلاوت کی اس مسئلہ میں۔ رہے ان میں کے وہ تھوڑے سے لوگ جنہوں نے اپنی زمینوں پر فارس اور روم کے لشکروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے قتال کیا تھا تو ان کی زمینیں مال غنیمت تھیں اُن کی ذوات سے عمر رضی اللہ عنہ نے جب پورے علاقہ کو وقف قرار دیدینے کا ارادہ کیا تو رضا مندی حاصل کی تو جو بخوشی آمادہ نہ ہوا اُس کو معاوضہ دیدیا۔ اور اگر بات وہ ہو جس کی طرف ابو یوسفؒ گئے ہیں تو عراق اور شام کا علاقہ اموال غنیمت کے طریقوں سے (دوسرے اصول کی طرف) ہٹایا گیا اور خاص کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے عموم سے **وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّن شَيْءٍ لِّلّٰہِ (۸:۲۱)** اور اس بات کو جان لو کہ جو شے (دُکھار سے) بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اُس کا حکم یہ ہے کہ اُلحہ بذریعہ اجماع صحابہؓ کے اور حدیث نبی ﷺ سے فارس اور روم کی فتح کے بارے میں جو آپ کے مقتضائے کلام کو اصحاب نے سمجھا تھا۔ ہے ان کے سوا دوسرے شہر تو جیسا کہ امام شافعیؒ نے کہا وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک ایسے کہ جو اللہ تعالیٰ نے عطا کئے بغیر ایجاب خیل و رکاب کے (یعنی بغیر مقاتلہ) اور یہ بتائے جاتیں گے خزانہ غازیوں کے لئے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ علیہ علیہ وسلم نے نصف خیبر کے ساتھ کیا جو بغیر لڑنے ہاتھ لگا تھا اور جیسا کہ آپؐ نے نصیر اور فیک کے ساتھ کیا۔ دوسرے ایسے جن کو اللہ تعالیٰ نے ایجاب خیل و رکاب سے دینے (یعنی مجاہدین کو لڑائی کرنا پڑی) تو یہ مجاہدین پر تقسیم کئے جاتیں گے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ علیہ علیہ وسلم نے خیبر کے اس نصف حصہ کے ساتھ عمل کیا جو آپؐ کے قبضہ میں لڑائی سے آیا تھا۔ اور یہ تحقیق جس کی طرف ہم گئے ہیں

علیٰ غیر ہم مَن تَغْلِبَ عَلَیْہِم فَلذٰلکَ تِلْکَ عُمَرَاۡیَةُ الْفَتْحِ فِیْ ہَذِهِ السَّنَیْۃِ وَاَمَّا الْقَلِیلُ مِنْہُمْ الَّذِیْنَ قَاتَلُوْا الْمُسْلِمِیْنَ عَلَیْ اَرَاضِیْہِم مَّعَ جُنُوْدِ فَارَسٍ وَ الرُّومِ فَاَرَاضِیْہِم مَّنْعُوْمَۃٌ اسْتَطَابَ نَفُوْسُہُمْ عَنْہَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حِیْنَ اَرَادَ اِیْقَافَ السَّوَادِ فَمَنْ لَمْ یَلْبَ نَفْسًا عَوَظَہُ وَاِنْ کَانَ الْاَمْرُ عَلَیْ مَا ذِہِبَ الِیْہِ ابُو یُوْسُفَ فَسَوَادُ الْعِرَاقِ وَالشَّامِ مَحْمُولٌ عَنْ سَنَنِ الْاَمْوَالِ الْمَغْنُومَۃِ مِنْہُمْ مِنْ عَمُوْمٍ قَوْلِہٖ تَعَالٰی **وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّن شَیْءٍ** بِاِجْمَاعِ الصَّحَابَۃِ وَ بِمَا قَامُوا مِنْ حَدِیْثِ النَّبِیِّ ﷺ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقْتَضَیْ کَلَامِہٖ فِی فَتْحِ فَارَسٍ وَ الرُّومِ وَاَمَّا غَیْرُہَا مِنْ السَّبَلَادِ فَعَلَّی مَا قَالَ الشَّافِعِیُّ عَلَیْ نَوْحِیْنِ اَحَدِہَا مَا قَالَا اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ غَیْرِ اِیْجَافٍ خَیْلِ وَاَلَرَّکَابِ وَ یَجْعَلُ خَزَانَتَہٗ لِلْفَزَاۃِ کَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنَصْفِ غَیْرِ الذَّیْ اَصَابَہُ مِنْ غَیْرِ اِیْجَافٍ وَ کَمَا صَنَعَ بِالنَّصِیْرِ وَ فِدَکِ وَ اَثْلَیْنِ مَا قَالَا اللّٰہُ تَعَالٰی بِاِیْجَافٍ اِخْتِیْلِ وَ الرَّکَابِ فِیْقَسَمُ عَلَیْہِم کَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنَصْفِ غَیْرِ الذَّیْ اَصَابَہُ عِنْدَہٗ وَ اِذَا الذَّیْ ذِہَبْنَا اِلَیْکَ

مردوں ظاہر مارواہ مالک و الشافعی
عن زید بن اسلم عن ابیہ قال
عمر لولا آخر المسلمین ما فتحت مدینۃ
الا قسمتها کما قسم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم خیر الشافعی تعلیقاً عن جریر
ابن عبد اللہ عن عمر لولائے قاسم مسؤل
لترکتکم علی ما قسم لکم فیہذہ الروایۃ
یقیناً حملہا علی المفتوح عنوةً فان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم
علیہم الا المفتوح عنوةً ولكن فہم
لعمرو و جمہور الصحابة مصلحتہ اقتضت
ترک قسمۃ المفتوح عنوةً وجعلہ
خزانۃً للغزاة مودةً للبلاد
الکراض الشافعی عن الزہری عن
مالک بن اوس ان عمر قال
ما احدث الا کذا فی انما المال حق
اُعطيہ او منعہ الا ما ملکت ايمانکم
الشافعی عن ابن المنکدر عن مالک
ابن اوس قال عمر لئن عشت
لیأتین الراعی بسر و خیر حقہ
ثم اوال الشافعی کلام عمر
فقال معناه ما احدث من اہل
الفی الذین یغزون الا ولا
حق فی مال الفی او الصدقة
قال

مردوں ہے اُس ظاہر روایت کا جس کو مالک و شافعی نے روایت
کیا زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمر نے فرمایا کہ اگر بعد
کے مسلمان (جن کے حق کی مہرحت والذین جاوا من بعدہم میں
فرمادی گئی) نہ ہوتے (یعنی ان کا حق پیش نظر نہ ہوتا) تو کوئی
شہر فتح نہ ہوتا مگر میں اس کو اسی طرح تقسیم کرتا جس
طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر کو تقسیم کیا تھا۔
شافعی تعلیقاً جریر بن عبد اللہ سے وہ عمر سے روایت کرتے
ہیں فرمایا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں ایسا تقسیم کرنے والا ہوں
کہ مسؤل بھی ہوں تو میں تم کو اس تقسیم پر چھوڑ دیتا جو تمھارے
لئے کی گئی تھی۔ تو اس روایت سے اُس کا ایسی اراضی پر محمول
ہونا مستقیم ہو جاتا ہے جو جنگ سے فتح ہوتی ہوں کیونکہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف وہی زمینیں اُن کو تقسیم
کی تھیں جو جنگ سے فتح ہوئی تھیں۔ لیکن عمر اور جمہور صحابہ پر
ایسی مصلحت کا ظہور ہوا جو لڑائی سے فتح کی ہوتی زمینوں کی
تقسیم کے ترک کی مقتضی ہوتی اور اُس کو غازیوں کے لئے خزانہ
اور سامان جہاد یعنی ہتھیاروں اور سواروں وغیرہ کی فراہمی
کے لئے روکنے کی مقتضی ہوتی۔ شافعی زہری سے وہ مالک
ابن اوس سے کہ عمر نے فرمایا کہ کوئی شخص نہیں مگر اس کا اس
مال میں حق ہے اس کو دیا جائے یا روکا جائے۔ بجز اُن لوگوں کے
جو تمھاری ملک میں ہیں (یعنی غلام اور لونڈی)۔ شافعی ابن
المنکدر سے وہ مالک بن اوس سے کہ عمر نے کہا کہ اگر میں زندہ
رہا تو سر دمیر کے ایک چرواہے کے پاس اُس کا حق ضرور پہنچ
جائے گا۔ پھر شافعی نے عمر کے کلام کی تاویل کی اور کہا کہ
اس کے معنی یہ ہیں کہ اہل فے میں سے جو جہاد کرتے ہیں کوئی
شخص نہیں مگر مال فے یا صدقہ میں اُس کا حق ہے۔ کہا اور جو

بات اہل علم کی مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ اعراب کو فنی میں سے نہیں دیا جاتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک بڑی وجہ یہ ہے کہ جو اختلاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم والو بکرنے کے عمل اور عمر بن کے عمل کے درمیان فنی کی تقسیم میں ہے اُس کا منشاء فنی کی قلت و کثرت ہے اور عمر بن اشارہ کر چکے ہیں اس طرف کہ آیت فنی جملہ مسلمانوں کو شامل ہے اُن سے کوئی شے ترک نہیں کی گئی لیکن تقسیم میں جس بات کی رعایت رکھی گئی وہ زیادہ حاجت مند کو پھر اُس سے کم حاجت مند کو مقدم کر دینا ہے۔ بیہقی حارث بن مضرب العبدی سے عمر بن نے فرمایا کہ میں نے اپنی ذات کو اللہ کے مال میں والی یتیم کے مرتبہ میں رکھا ہے اگر میں مستغنی ہوتا تو نہ لیا اور اگر ضرورت مند ہوتا تو کھایا عام طریقہ کے مطابق۔ شافعیؒ اخف ابن قیس سے کہ عمر بن سے ایک کینز کے بارے میں کہا گیا جو گزری دہ آپ اس کو اپنے زیر تصرف رکھیں، تو فرمایا کہ یہ میرے لئے حلال نہیں کیونکہ وہ اللہ کے مال میں سے ہے اور کہا کہ میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ اللہ کے مال میں سے میں کیا حلال قرار دیتا ہوں یا یہ فرمایا کہ میرے لئے کیا حلال ہے۔ میں اس میں سے حلال رکھتا ہوں دو جوڑے ایک جوڑا سردی کا اور ایک جوڑا گرمی کا اور ایسا (سواری کا) جانور جس پر سوار ہو کر میں حج کر لوں اور عمرہ کر لوں اور میرا کھانا قریش کے ایک عام آدمی کے مانند ہے ذآن میں کے مالداروں کے مانند اور نہ فقراء کے۔ پھر اس کے بعد میں مسلمانوں میں کا ایک شخص ہوں جو موصیبت ان پر گئے گی (قحط وغیرہ کی) وہ مجھ پر بھی آئے گی۔ شافعیؒ ہم کو ایک سے زیادہ اہل علم نے خبر دی کہ جب وہ اموال جو عراق میں ہاتھ لگے تھے عمر بن الخطاب کے پاس گئے تو اُن سے بیت المال کے منتظم نے کہا کہ میں اس کو بیت المال میں

وَالَّذِي أَحْفَظُ عَنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْأَعْرَابَ لَا يُعْلَمُونَ مِنَ الْفَنَى قُلْتُ الْأَوْجِبُ أَنَّ الْأَخْتِلَافَ بَيْنَ عَمَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ عَمَلِ عُمَرَ فِي قِسْمِ الْفَنَى مِنْشَأُهُ اخْتِلَافُ قِلَّةِ الْفَنَى وَكَثْرَتِهِ وَقَدْ أَشَارَ عُمَرُ إِلَى أَنَّ آيَةَ الْفَنَى شَمَلَتْ جَمِيعَ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يَتْرَكْ مِنْهُمْ شَيْئًا وَلَكِنْ الْمَرْعَى فِي التَّقْسِيمِ تَقْدِيمُ الْأَوْجِ فَلَا وَجْهَ السَّبِيحَةِ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرَّبٍ الْعَبْدِيِّ قَالَ عُمَرُ أَنَا أَنْزَلْتُ نَفْسِي مِنْ مَالِ اللَّهِ فِي دَلَةِ الْيَتِيمِ إِنْ اسْتَفْنَيْتُ اسْتَفْنَيْتُ وَإِنْ افْتَقَرْتُ أَكَلْتُ بِالْمَعْرُوفِ الشَّافِعِيُّ عَنْ الْأَخْفِ بْنِ قَيْسٍ إِنْ عَمِرْتُ لِي فِي أُمَّةٍ مَرَّتْ فَقَالَ أَتَاهَا لَا تَحُلُّ لِي أَتَاهَا مِنْ مَالِ اللَّهِ وَقَالَ أَخْبَرَكُمُ بَمَا اسْتَحْلَلْتُ مِنْ مَالِ اللَّهِ أَوْ قَالَ بَمَا يَحِلُّ لِي اسْتَحْلَلْتُ مِنْهُ حُلَّتَيْنِ حُلَّةَ الشَّتَاءِ وَحُلَّةَ الرَّبِيعِ وَمَا أَجُوزُ عَلَيْهِ وَأَعْتَمِرُ وَتَوَكَّلْتُ وَتَوَكَّلْتُ عِيَالِي كَقَوِي رَجُلٍ مِنْ قَرِيشٍ لَا مِنْ أَفْنِيَاهُمْ وَلَا مِنْ فَقَرَاهُمْ ثُمَّ أَنَا بَعْدُ رَجُلٌ مِنْ مُسْلِمِينَ يُصِيبُنِي مَا أَصَابَهُمْ أَشَافِعِي أَخْبَرَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ لَمَّا قَدَّمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بَمَا أُصِيبُ بِالْعِرَاقِ قَالَ لَهُ صَاحِبُ بَيْتِ الْمَالِ أَنَا أَدْخُلُ

بیت المال قال لا ورب الکعبۃ
 لاؤدیسے تحت سقف بیت حتمے
 آقسیمہ فامر به فوضعه فی المسجد و
 وضعت علیہ الانطاخ و حرسه رجال
 من المهاجرین والانصار فلما اُخْبِج
 غذا معه العباس بن عبد المطلب و
 عبد الرحمن بن عوف اخذا بید
 احدهما و احدهما اخذ بیده فلما راؤه
 كشفوا الانطاخ عن الاموال فرآه
 منظرًا لم یر مثله رآه الذئب
 فیہ والیاقوت والزبرجد واللؤلؤة
 فبکى فقال لاهدہما انه واللہ ما هو
 یوم بکاء و الکعبۃ یوم شکر و سرور
 فقال لانی واللہ ما ذهبت حیث
 ذهبت و الکعبۃ واللہ اکثر ہذا قط
 فی قوم الا و قهر باسہم بینہم ثم
 اقبل علی القبلة و رفع یدیه الی
 السماء و قال اللہم انی اعوذ بک
 ان اکون مستدرجا فانے اسمک
 تقول سنستدرجہم من حیث لا یعلمون
 ثم قال آین سراقۃ بن
 جعشم فأتی بہ أشعر الذراعین
 و قیہما فاعطاه سوارے
 کسرے بن ہرمز و قال
 انیسہما

داخل کروں؟ فرمایا کہ نہیں قسم ہے رب کعبہ کی کہ اس کو
 دستگو کر رکھنا تو درکنار، بیت کی چھت کے نیچے بھی نہ جگہ دی
 جاتے گی مجھے یہ تقسیم کر دینا ہے تو آپ کے حکم کے مطابق وہ جگہ
 میں رکھ دیا گیا اور اس کے اوپر چرمی فرش ڈال دیئے گئے
 اور ہاجرین و انصار میں کے مردوں نے اُس پر پہرہ دیا۔ پھر
 جب صبح ہوتی تو ان کے ساتھ عباس بن عبد المطلب اور
 عبد الرحمن بن عوف ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوتے یا
 ان دونوں میں سے ایک حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوتے
 آتے۔ جب انھوں نے اُس انبار کو دیکھا اور چرمی فرش اموال
 کے اوپر سے اٹھاتے تو ایسا منظر دیکھا جو اس سے پہلے نہیں دیکھا
 تھا۔ اُس میں سونا تھا اور یاقوت اور زمرہ اور موتی چمک رہے
 تھے تو عمرؓ رونے لگے تو اُن سے ان دونوں میں سے ایک
 کہا کہ واللہ یہ رونے کا دن نہیں ہے بلکہ یہ یوم شکر و مسرت ہے
 تو عمرؓ نے فرمایا کہ واللہ میں و مان نہیں گیا جہاں تم گئے ہو لیکن
 حقیقت یہ ہے (جس پر میری نظر پہنچی) کہ واللہ اس کی کثرت
 کسی قوم میں نہیں ہوتی مگر ان کے مابین خانہ جنگی اور لڑائی
 واقع ہو گئی.... پھر قبلہ کی طرف رخ کیا اور اپنے دونوں
 ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے اور کہا کہ اے اللہ میں آپ کی پناہ
 چاہتا ہوں مستدرج بننے سے (یعنی کہ مجھے ڈھیل دی گئی ہو) کیونکہ
 میں نے آپ کا یہ ارشاد سنا ہے سَنَسْتَدْرِجُہُمْ جھو الخ (۶۸: ۶۴)

ہم ان کو بتدریج (جہنم کی طرف) لیجا رہے ہیں اس طور پر کہ
 ان کو خبر بھی نہیں پھر فرمایا کہاں ہے سراقۃ بن جعشم (یعنی
 سراقۃ بن مالک بن جعشم) تو اس کو لایا گیا اس حال میں کہ
 اُس کے دونوں پتلے پتلے بازوؤں پر بہت بال تھے تو اُس کو
 کسرے بن ہرمز کے کنگن دیئے اور کہا کہ ان دونوں کو پہن تو

فَفَعَلَ سُرَاقَةً بَنَ مَالِكُ فَقَالَ قُلُ اللَّهُ
 اَكْبَرُ قَالَ اللَّهُ اَكْبَرُ قَالَ قُلُ اللَّهُ
 اَكْبَرُ الَّذِي سَكَبَهَا كَسْرُ بَنِ
 هَرْمَزٍ وَاسْتَبَسَّهَا سُرَاقَةُ بَنِ مَالِكِ بَنِ
 جَعْشَمٍ اَعْرَابِيٍّ مِّنْ بَنِي مَدَلَجٍ وَجَعَلَ
 يَقْلِبُ بَعْضُ ذَٰلِكَ بَعْضًا فَقَالَ
 اِنَّ الَّذِي اَوَّلَ اِذَا لَأَمِيْنٌ فَقَالَ
 لَءِ رَجُلٌ اَنَا اُخْبِرُكَ اَنْتَ اَمِيْنُ اللَّهُ
 وَهُمْ يُؤَدُّونَ اِلَيْكَ مَا اَدَّيْتُمْ لَئِ
 اللَّهُ فَاِذَا اَبْرَأْتُمْ رَقَعُوْا قَالَ
 صَدَقْتَ ثُمَّ فَرَّقَهُ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَ
 اَتَمَّ السُّبُهَانَ سُرَاقَةُ بَنِ مَالِكِ لَانَ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُرَاقَةُ
 وَ قَدْ نَظَرَ اِلَى زِدْرَاهٍ كَأَنِّي بَكَتُ
 لَبَسْتُ سَوَارِي كَسْرُ بَنِ مَالِكِ
 يَجْعَلُ لَءِ اِلَّا سَوَارِيْنِ قَالَ الشَّافِعِيُّ
 اَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ مِّنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ
 اَنْفَقَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى
 اَهْلِ الرَّمَادَةِ حَتَّى وَقَعَ مَطَرٌ فَزَحَلُوا فَخَرَجَ
 عَلَيْهِمْ عُمَرُ رَاكِبًا فَرَسًا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَهُمْ يَرْجُلُونَ
 بَطْلَانًا يَنْهَمُونَ فَمَدَعَتْ مِيْنَاهُ فَقَالَ جُلُ
 مِّنْ بَنِي مُّحَارِبٍ بَنِ حَفْصَةَ اَشْهَدُ
 اَنْهُمْ يَخْشَوْنَ عَنَّا
 وَلَسْتُ بَابِنِ

سُرَاقَةُ بَنِ مَالِكِ نے تعمیل کی تو فرمایا کہ کہ اللہ اکبر۔ سُرَاقَةُ نے کہا
 اللہ اکبر۔ فرمایا کہ کہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ان کو کسرے بن
 ہرمز سے چھینا اور ان کو سُرَاقَةُ بَنِ مَالِكِ بنِ جَعْشَمِ کو پہنایا جو کہ
 بنی مدلج میں کا ایک دیہاتی ہے۔ پھر ان میں کی بعض چیزوں
 کو الٹا پلٹنا شروع کیا اور فرمایا بیشک جس شخص نے اس کو
 ادا کیا (یعنی لاکر دیا) وہ ضرور امانت دار ہے تو ان سے ایک
 شخص نے کہا کہ میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے امین
 ہیں اور وہ لوگ آپ کو ادا کرتے رہیں گے جب تک آپ اللہ
 کو ادا کرتے رہیں گے۔ پھر جب تم کھانا شروع کرو گے تو وہ بھی
 کھانے لگیں گے۔ فرمایا کہ تو نے سچ کہا۔ پھر اس کو تقسیم کر دیا۔
 کہا شافعی نے کہ اُن (کنگنوں) کو سُرَاقَةُ بَنِ مَالِكِ کو اس
 بنا پر پہنایا کہ بنی صلے اللہ علیہ وسلم نے سُرَاقَةُ سے فرمایا تھا
 اُس کے بازوؤں پر نظر کرتے ہوئے کہ گویا میں تیرے ساتھ ہوں
 اور تو نے کسرے کے کنگن پہن رکھے ہیں۔ کہا کہ اُس کے حصہ
 میں اور کچھ نہیں لگایا بجز ان کنگنوں کے۔ کہا شافعی نے کہ
 ہم کو خبر دی مدینہ والوں میں کے ایک ثقہ نے کہا کہ عمر بن
 الخطاب رضی اللہ عنہ نے (قطر زدگان) اہل رماہ پر خرچ کیا
 یہاں تک کہ بارش ہو گئی تو ان لوگوں نے کوچ کیا تو ان کی
 طرف عمر گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے، ان کو دیکھ رہے تھے اور
 وہ اپنی (ہودوں میں بیٹھنے والی) عورتوں کے ساتھ کوچ
 کر رہے تھے تو ان کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں
 تو ایک شخص جو بنی محارب بن حفصہ کا تھا بلالاکہ میں گواہی
 دیتا ہوں کہ اس جماعت نے آپ کی طرف سے رنج نہیں اٹھایا
 (کیونکہ آپ ان پر بہت خرچ کرتے رہے ہیں) اور آپ کسی باندی کے

عہدے ایک قسط کا نام ہے جو حضرت فاروقی کے عہد میں پڑا تھا اور چونکہ اس زمانہ میں لوگوں کا رنگ خاکسری ہو گیا تھا اس لئے رماہ کہا گیا ۱۲

بیٹے نہیں ہیں (کہ تک ظرف ہوتے) تو اس سے عمرؓ نے کہا کچھ
 پر افسوس ہے یہ کہنے کا موقع اس وقت تھا کہ میں ان پر اپنے
 مال میں سے یا اپنے باپ خطاب کے مال میں سے خرچ کرتا، میں نے
 تو ان پر اللہ عز وجل کے مال میں سے خرچ کیا ہے۔ شافعیؒ نے جواب دیا
 ابن محمد بن علی سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب رجسٹروں کی تدوین
 کی تو صحابہؓ سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے میں کس نام سے
 اس کو شروع کروں تو آپ سے کہا گیا کہ اس سے شروع کیجئے جو
 آپ سے قریب تر ہو پھر اس کے بعد جو قریب تر ہو۔ فرمایا کہ تم
 نے میرا ذکر کر دیا۔ نہیں بلکہ شروع کرتا ہوں اُس سے جو رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب ہو پھر اس کے
 بعد جو آپ سے قریب تر ہو۔ کہا شافعیؒ نے کہ مجھے قبائل قریش
 کے ایک سے زیادہ اہل علم نے خبر دی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے
 جب اُن کے زمانہ میں مال کی کثرت ہو گئی اس بات پر اجماع کیا
 کہ (دفتر قائم کریں اور) رجسٹروں کو تیار کریں پھر لوگوں سے مشورہ
 طلب کیا اور فرمایا کہ کس شخص کے بارے میں تمہاری رائے ہے
 کہ اس سے ابتداء کروں تو ان سے ایک شخص نے کہا کہ جو آپ سے
 قریب تر ہو پھر جو قریب تر ہو اس سے شروع کیجئے تو فرمایا کہ
 تم نے میرا ذکر کیا، بلکہ میں شروع کرتا ہوں اُس سے جو رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہو پھر جو سب سے قریب
 ہو تو شروع کیا بنی ہاشم سے۔ کہا شافعیؒ اور مجھے خبر دی اہل مدینہ
 میں کے متعدد اہل علم و صدق نے اور مکہ کے قریش وغیرہ
 قبائل کے لوگوں نے اور ان میں بعض بعض کی بہ نسبت حدیث کو
 خوبی کے ساتھ بیان کرنے والے تھے اور ان میں سے بعض نے بعض
 کی حدیث سے کچھ زیادہ بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب رجسٹر
 مرتب کئے تو کہا کہ میں شروع کرتا ہوں بنی ہاشم سے پھر کہا کہ

أَمْرٌ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَكْتُبُ ذِكْرَ لَوْ كُنْتَ الْفَقِيرَ
 مِنْ مَالِي أَوْ مَالِ الْخَطَّابِ أَمَّا الْفَقْرُ فَلَيْسَ
 مِنْ مَالِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ الشَّافِعِيُّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ
 ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا دَوَّنَ
 الدَّوَاوِينَ قَالَ لَهُمْ يَمُنُّ تَرَوْنَ أَنِ أَبْدَأُ
 فَيَقِيلُ لِي أَبْدَأُ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبُ بَيْتُ قَالَ
 ذَكَرْتُمُوْنَ بَلِ أَبْدَأُ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبُ
 مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 الشَّافِعِيُّ أَخْبَرَنِي غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ
 قِبَالِ قُرَيْشٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لَمَّا كَثُرَ
 أُمُورُ فِي زَمَانِهِ أَجْمَعَ عَلَى أَنْ يُدَوِّنَ الدَّوَاوِينَ
 فَاسْتَشَارَ فَقَالَ بَيْنَ تَرَوْنَ أَنِ أَبْدَأُ
 فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَبْدَأُ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبُ
 بَيْتُ فَقَالَ ذَكَرْتُمُوْنَ بَلِ أَبْدَأُ بِالْأَقْرَبِ
 فَالْأَقْرَبُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَبَدَأَ بِبَنِي هَاشِمٍ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَأَخْبَرَنِي غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ
 الْعِلْمِ وَالصَّدَقِ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَكُتِبَ مِنْ قِبَالِ قُرَيْشٍ وَغَيْرِهِمْ وَ
 كَانَ بَعْضُهُمْ حَسَنَ اقْتِصَاصٍ لِحَدِيثِ
 مِنْ بَعْضٍ وَقَدْ زَادَ بَعْضُهُمْ عَلَى
 بَعْضٍ فِي الْحَدِيثِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا دَوَّنَ الدَّوَاوِينَ قَالَ
 أَبْدَأُ بِبَنِي هَاشِمٍ ثُمَّ
 قَالَ

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ بنی ہاشم کو دے رہے تھے اور بنی المطلب کو تو جب کوئی بڑی عمر کا ہاشمی میں سے ہوتا تو اس کو مقدم کرتے مطلبی پر اور جب مطلبی میں ہوتا تو اس کو مقدم کرتے ہاشمی پر تو عمر رضی اللہ عنہ نے دفتر کی بنیاد اسی طریق پر رکھی اور ان (بنو ہاشم و بنو المطلب) کو عطا کیا قبیلہ واحدہ کی عطا۔ پھر ان کے سامنے عبد شمس اور نفل اصل نسب میں برابر کے درجہ میں آئے تو کہا کہ عبد شمس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہوتے ہیں باپ اور ماں دونوں کی جانب سے کہ نفل تو ان کو مقدم کر دیا۔ پھر ان کے پیچھے متصل نفل کو بلایا پھر ان کے برابر معلوم ہوئے عبد الدار اور عبد الدار تو فرمایا کہ بنی اسد بن عبد العزیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصہار (داماد و خسر وغیرہ) ہیں اور ان میں آمیزش بعض مطہین کی ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ حلف فضول میں سے ہیں اور ان دونوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور کہا گیا کہ آپ نے ذکر کیا سابقہ کا (یعنی اسلام کی طرف سبقت اور سابقہ خدمات اسلام کا) تو ان کو عبد الدار سے مقدم کیا۔ پھر بلایا ان کے بعد متصل بنی عبد الدار کو پھر اکیلے رہ گئے ان کے سامنے بنی زہرہ تو ان کو بلایا عبد الدار کے بعد۔ پھر ان کے سامنے آئے تیم اور مخزوم تو بنی تیم کے بارے

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطیہم و بنی المطلب فاذا كانت السن في الهاشمي تقدم على المطلبي واذا كانت في المطلبي تقدم على الهاشمي فوضع الديار على ذلك واعطاهم عطاء القبيلة الواحدة ثم استوت له عبد شمس نفل في جذم النسيب فقال عبد شمس اخوة النبي صلی اللہ علیہ وسلم لابیہ و اُمہ دون نفل فقد ہمسم ثم دعا بنی نفل بتلوہم ثم استوت له عبد العزیٰ و عبد الدار فقال فی بنی اسد بن عبد العزیٰ اصہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و فیہم ہم من المطہین و قال بعضہم ہم من الفضول و فیہما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قد قیل ذکر سابقہ فقد ہم علی بنی عبد الدار ثم دعا بنی عبد الدار بتلوہم ثم انفردت له زہرہ فدعا بالتلو عبد الدار ثم استوت له تیم و مخزوم فقال

عبد مناف کے بیٹوں نے عبد الدار کے لوگوں سے بعض کام لینے چاہے جیسے کہہ کی درباری، حاجیوں کو پانی پلانا وغیرہ عبد الدار کے لوگوں نے انکار کیا۔ اب ہر فریق نے اپنے اپنے دوست قبیلوں سے مبادہ کیا۔ عبد الدار کے طرفدار جو قبائل تھے ان کو "اصلاف" کہتے تھے جو یہ چھ قبیلے تھے عبد الدار، محج، مخزوم، عدی، کعب، سہم۔ عبد مناف کے لوگوں نے یہ کیا کہ ایک پیلا خوشبو سے بھرا بوتلا لے کر اپنے دوست قبیلوں سے کہا کہ اس میں ہاتھ ڈبو کر عطر کرو، تین قبیلے ان کے شریک ہوئے اسد، زہرہ، اور تیم انھوں نے ہاتھ ڈبوئے اور سجدہ میں عہد کر دیا کہ ان کو "مطہین" کہنے لگے یعنی خوشبو لگاتے گئے ۱۷ عبد بن تیم قبیلہ کے لوگوں نے ایک عہد کیا تھا کہ ہم ہر حال میں انصاف پر قائم رہیں گے، کمزور کا حق زور آور سے دلائیں گے اور غریب الوطن پر دیسی کا شہر کے باشندے اور رئیس۔ چونکہ ان حلف کرنے والوں میں سے ہر ایک کا نام فضل تھا، کوئی فضل بن حارث کوئی فضل بن وداعہ کوئی فضل بن نضالہ اس لئے اس کو حلف فضول کہنے لگے ۱۸

نے بنی تیم اہم من حلف الفضول المہین
 و فیہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و
 قیل ذکر سابقۃ و قیل ذکر صہرہ فقد ہسم
 ملے مخزوم ثم و ما مخزوما بتلوہم ثم استو
 لہ سہم و جھر و عدی بن کعب فقیل ابد
 بعدی نقال بل اقر نفسہ حیث کنت
 فان الاسلام دخل و امرنا و امر بنی سہم
 واحد و لکن النظر ابی جھر و سہم فقیل
 قدیم بنی جھر ثم دعا بنی سہم و کان دیونا
 عدی و سہم مختلطاً کالدعویۃ الواحدۃ فلما
 خلصت الیہ دعوتہ کثر تبکیرۃ عالیہ ثم قال
 الحمد للہ الذی اوصل الی حیل من رسولہ
 ثم دعا بنی عامر بن لوی قال الشافعی نقال
 بعضہم ان ابی عبیدۃ بن عبد اللہ بن
 الجراح الغہرے لارائے من یتقدم علیہ
 فقال اسئل ہذا لادعوا امامی فقال یا ابا
 عبیدۃ اصبر کما صبرت اذ کلمت توکب
 فمن قد یکمنہم علی نفسہ لم امنعہ فاما
 انا و بنو عدی فنقدیک ان احببت
 علی انفسنا قال فقدم معاویہ
 بعد بنی الحارث بن ہر ففصل
 بہم بن بنی عبد مناف و اسد بن
 عبد العزی و شجر بن بنی سہم و
 عدی شئی فی زمان المہدی فافترقا
 فامر المہدی بنی عدی

میں کہا کہ یہ حلف الفضول میں سے ہیں اور مطہین میں سے بھی
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں میں سے تھے اور
 کہا گیا کہ ان کے سابقہ کا بھی ذکر کیا اور کہا گیا کہ آپ نے صہرہ کا
 ذکر کیا تو ان کو مقدم کیا مخزوم پر۔ پھر ان کے بعد مخزوم کو بلایا
 تو ان کے برابر آگئے سہم اور جھر اور عدی بن کعب تو کہا
 گیا کہ عدی سے ابتداء کی جائے (عمر بن اسی خاندان سے تھے)
 تو فرمایا کہ میں تو اپنی ذات کو جہاں تھا وہیں رکھوں گا۔ کیونکہ
 جب اسلام داخل ہوا تو ہمارا معاملہ اور بنی سہم کا ایک
 مرتبہ میں تھا۔ لیکن بنی جھر و بنی سہم میں غور کرو تو کہا
 گیا کہ بنی جھر کو مقدم کیجئے۔ پھر آپ نے بلایا بنی سہم کو اور
 رجسڑ عدی اور سہم کا مثل دعوت واحدہ کے مخلوط تھا تو جب
 کہ دعوت کا نمبر ان کی ذات پر پہنچا تو بلند آواز سے تبکیر کہی اور
 پھر کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے پہنچا دیا میرے حصہ کو میری
 طرف اپنے رسول کی جانب سے پھر بلایا بنی عامر بن لوی کو
 ثانی نے فرمایا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن الجراح
 نہری نے جب اس شخص کو دیکھا جو ان پر مقدم ہو رہا تھا
 تو کہا کہ کیا آپ ان سب کو میرے آگے بلاتیں گے تو آپ
 نے فرمایا کہ اے ابو عبیدہ صبر کرو جیسا کہ میں نے صبر کیا یا اپنی
 قوم سے بات کرو تو جو ان میں سے تم کو اپنی ذات پر مقدم
 کرے میں اس کو منع نہ کروں گارہے ہیں اور بنو عدی تو اگر
 تم پسند کرو تو ہم تم کو اپنی ذوات پر مقدم کر دیں گے۔ کہا
 پھر مقدم کیا بعد میں معاویہ نے بنی الحارث بن ہر کو اور ان کو
 درمیان میں کر دیا بنی عبد مناف اور اسد بن عبد العزی کے
 اور ہمدی کے زمانہ میں کچھ اختلاف ہوا بنی سہم اور عدی کے
 درمیان اور یہ متفرق ہو گئے تو حکم دیا ہمدی نے بنی عدی بائیں میں

تو وہ مقدم کئے گئے سہم اور جمع پر عدی کے سابقہ کردار کی بنا پر یہ
 کہا شافعیؒ نے کہ پھر جب عمرؓ فارغ ہوئے قریش سے تو تمام
 قبائل عرب پر انصار کو ان کے اسلام میں خاص مقام ہونے کی
 وجہ سے مقدم کیا۔ کہا شافعیؒ نے کہ سب لوگ اللہ کے بندے
 ہیں تو سب پر مقدم بننے کا حق ایسی کو ہوگا جو سب سے فنیادہ
 قریب ہو ان کے ساتھ جو اللہ کے برگزیدہ ہیں اُس کے پیغاموں
 کے لئے جن کے سپرد اللہ نے اپنی امانت کی ہے یعنی خاتم النبیین
 رب العالمین کی مخلوق میں سب سے بہتر حضرت محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم۔ شافعیؒ روایت کیا لیث بن ابی سلیم نے عطار
 سے انھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے اس آیت میں یعنی آیت
 صدقات میں کہ تو نے ان میں سے جس صنف کو بھی صدقہ دیدیا
 تیرے لئے کافی ہے۔ پھر اس حدیث کو ضعیف کہا اور فرمایا
 کہ یہ منقطع ہے عطار اور عمرؓ کے درمیان اور لیث قوی نہیں
 ہے اور حدیث مرفوعہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ صدقات کے بارے
 میں کسی نبی یا غیر نبی کے حکم پر راضی نہیں ہوا یہاں
 تک کہ اس کے بارے میں اُس نے خود حکم فرمایا اور اس کو
 آٹھ اجزاء پر کاٹ دیا۔ میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ارشاد جزاھا ثمانية اجزاء کا مفہوم آٹھ اصناف
 (صدقات) کی مشروعیت کا بیان فرمانا ہے اس میں اقسام
 کی برابری مقصود نہیں اور نہ یہ بات ہے کہ آپ ہر صدقہ کی
 تقسیم آٹھ اجزاء پر واجب کر رہے ہیں واللہ اعلم۔ شافعیؒ بھیجے
 بن عبد اللہ بن مالک سے وہ اپنے باپ سے کہ انھوں نے اپنے
 باپ سے سوال کیا کہ کیا آپ نے ان اونٹوں کو دیکھا ہے جن
 کے اوپر عمرؓ غازیوں کو سوار کیا کرتے تھے اور عمرؓ کے بعد
 عثمانؓ؟ کہا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ وہ جزیرہ کے اونٹ

فقد مواعی سہم وجمع وجمع للسابقة فسیہم
 قال الشافعی فاذا فرغ من قریش قدم
 الانصار علی قبائل العرب کلھا لکلھا
 من الاسلام قال الشافعی الناس عباد
 اللہ فاؤلہم بان یکون مقدما اقر بہم
 بحیرة اللہ لرسالاتہ ومستودع امانتہ
 خاتم النبیین وخیر خلق رب العالمین محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم الشافعی روے
 لیث بن ابی سلیم عن عطاء عن عمر
 ابن الخطاب فی ہذہ الآیۃ یعنی آیۃ الصدقات
 ایما صنف من ہذہ أعطیتہ اجزا کا
 ثم ضعفہ فقال منقطع بن عطاء
 وعمر و لیث غیر قوی و فی الحدیث
 المرفوعہ ان اللہ لم یرض بحکم نبی و
 لا غیر فی الصدقات حتی حکم ہونہا
 فجزاھا ثمانية اجزاء قلت معنی
 قولہ صلی اللہ علیہ وسلم جزاھا
 ثمانية اجزاء شرعاً ثمانية اصناف
 ویس فیہ تسویۃ الاقسام ولا ینبغ
 تقسیم کل صدقۃ الی ثمانية اجزاء
 واللہ اعلم الشافعی عن یحیی بن عبد اللہ
 ابن مالک عن ابیہ انہ سألہ ارایت الابل
 التی کان یحمل علیہا عمر الفزاة
 و عثمان بعدہ قال اخبرنی انہ
 انہا ابل البعزیرۃ

التي تبث بها معاوية وعمر بن العاص حتى
به الشافعي على انه ليس لاهل الف في
الصدقة حتى وفيه نظر لما روى الشافعي ان
عدي بن حاتم جاء ابا بكر اخيه قال ثلث
ماية من الابل من صدقات قومه فاعطاه
ابو بكر منها ثلثين بعيرا وامره ان يلقي بجاله
ابن الوليد بمن اطاعه من قومه فجاءه بزم
الف رجل وابي بلال حسنا قلت اؤذرك
الشافعي بانه سهم المولفة قلوبهم الذين
يعطون من الصدقات لمعنة الامانة على
اخذ الصدقات والآوجه عنك انه اعطاهم
على ائهم من الغزاة لقوله تعالى في آية
الصدقات وفي سبيل الله قال الشافعي
اجزنا الثقة من اصحابنا عن عبد الله
ابن ابي عبد الله بن ابي يحيى عن سعيد بن الج
هند قال بعث عبد الملك بن مروان بعد
المجاعة بعطاء اهل المدينة وكتب
الى والي اليمامة ان يحمل من اليمامة
الى المدينة الف الف درهم مئتم
بها عطائهم فلما قدم المال الى
المدينة ابوا ان ياخذوه وقالوا
انفعمتنا او ساء الناس وما لا
يصلح لنا لا ناخذ ابدنا مبلغ ذلك
عبد الملك فردوه وقال لا
يزال في القوم

جن کو معاویہ نے اور عمر بن العاص نے بھیجا تھا۔ اس سے شافعی
نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ اہل فے کا صدقہ میں حق نہیں ہے
اور اس میں کلام ہے اس حدیث کی رو سے جس کو شافعی نے
روایت کیا ہے کہ عدی بن حاتم ابو بکرؓ کے پاس میں خیال کرتا ہوں
کہ کماتین سواونٹ اپنی قوم میں سے صدقات میں کے لاتے تو
ان کو ابو بکرؓ نے ان میں سے تیس اونٹ دیتے اور ان کو حکم دیا
کہ وہ ان لوگوں کو ساتھ لے کر جو ان کی قوم میں سے ان کی اطاعت
کریں خالد بن الولید سے جا ملیں تو عدیؓ خالدؓ کے پاس ایک ہزار
آدمیوں کے قریب لے کر پہنچے اور انھوں نے عمدہ جانفشانی سے
کام کیا۔ میں کہتا ہوں کہ شافعی نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ
وہ ان لوگوں کا حصہ تھا جن کی تالیف قلوب کی جاتی تھی،
ان کو صدقات میں سے دیا جاتا تھا جس سے مراد تھی صدقات
لینے پر ان کی اعانت، اور میرے نزدیک اچھی وجہ یہ ہے کہ
ابو بکرؓ نے ان کو دیتے اس بنا پر کہ وہ غازیوں میں سے تھے
بنا بر ارشاد حق تعالیٰ آیت صدقات میں "وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ"
کہا شافعی نے ہمارے اصحاب میں سے ایک ثقہ نے ہم کو خبر دی
عبد اللہ بن ابی عبد اللہ بن ابی یحییٰ سے وہ سعید بن ابی ہند سے
کہ عبد الملک بن مروان نے تنگ حالی د بھوک اور فاقوں کے
پھیل جانے کے بعد اہل مدینہ کے وظائف بھیجے اور والی یمامہ
کو لکھا کہ یمامہ سے مدینہ کو ایک لاکھ درہم بھیجے کہ جس سے
ان کے وظائف پورے ہو جائیں تو جب مال مدینہ پہنچا تو انھوں
نے اس کو لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ کیا تم ہمیں لوگوں کے
میل کچیل (صدقات) رکھلاتے ہو اور جو چیز ہمارے لئے صاف
نہ ہو ہم اس کو کبھی نہ لیں گے۔ تو اس کی اطلاع عبد الملک کو
پہنچی تو اس نے وہ مال واپس منگالیا اور کہا کہ قوم میں جو کچھ

بقیۃ ما فعلوا لہذا قال قلت لسعید بن جبہ و
 من کان یومئذ ینکلم قال اؤلہم سعید بن
 المسیب والوبکر بن عبد الرحمن وخارجۃ بن زید
 و عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ فہ رجال
 کثیر قال الشافعی تو کہم لایصلح لنا لایحل
 لنا ان نأخذ الصدقة و نحن اہل الفی و
 لیس لاہل الفی فی الصدقة حق ولا یثقل
 عن قوم الی غیر ہم قلت و الاوجہ عندہ
 انہم ردوا ما کان باسم الحاجۃ والفقر و ان
 اسم العز و ذلک انہم ما کالوا یریدون
 الخروج للجهاد یومئذ مالک عن ابن شہاب
 قال بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اخذ الخزیۃ من مجوس البھون و ان عمر بن الخطاب
 اخذ ما من مجوس فارس و ان عثمان بن اخذ ما من
 الہم یومئذ مالک عن جعفر بن محمد بن علی عن ابیہ
 ان عمر بن الخطاب ذکر المجوس فقال ما دیر
 کیف اصنع فی امرہم فقال عبد الرحمن بن
 عوف اشہد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم یقول ستواہم سنتہ اہل الکتاب مالک
 عن نافع عن اسلم مولی عمر بن الخطاب
 ان عمر بن الخطاب ضرب الخزیۃ علی اہل
 الذہب اربعۃ دنانیر و علی اہل الورق البیز
 درہما مع ذلک ارزاق المسکین و
 ضیافۃ ثلثۃ ایام مالک عن زید
 ابن اسلم عن ابیہ

انہوں نے کیا اس کی یاد ہمیشہ باقی رہے گی۔ ایسا ہی کچھ کہا تھا۔
 (راوی نے) کہا کہ میں نے سعید بن ابی ہند سے کہا کہ اُس دن
 کس نے گفتگو کی تھی؟ کہا کہ ان میں سے پہلے شخص سعید بن ابی
 اور ابوبکر بن عبد الرحمن اور خارجہ بن زید اور عبید اللہ بن عبد
 ابن عتبہ تھے بہت سے لوگوں میں۔ شافعی نے کہا کہ ان کا قول
 لایصلح لنا (جو ہمارے لئے صالح نہ ہو) یعنی ہمارے لئے حلال
 نہیں ہے کہ ہم صدقہ لیں اس حال میں کہ ہم اہل فہ ہیں اور
 اہل فہ کا صدقہ میں حق نہیں ہے اور وہ ایک قوم سے دوسری
 قوم کی طرف منتقل نہیں کیا جاتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ میرے
 نزدیک اس کی معقول وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اس چیز کو ٹھایا
 جو حاجت اور فقر کے نام پر بھیجا گیا تھا جہاد کے نام کو چھوڑ کر،
 اور یہ اس لئے کہ وہ اُس دن جہاد کے لئے خروج کا ارادہ نہیں
 کر رہے تھے۔ مالک ابن شہاب سے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیہ لیا بحرین کے مجوس سے
 اور یہ کہ عمر بن الخطاب نے جزیہ لیا مجوس فارس سے اور عثمان
 نے جزیہ لیا بربر (قوم) سے۔ مالک جعفر بن محمد بن علی سے و
 اپنے باپ سے کہ عمر بن الخطاب نے مجوس کا ذکر کرتے ہوئے
 کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ ان کے ساتھ کس طرح کا معاملہ کروں۔
 تو عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ
 ان کے ساتھ وہ طریقہ اختیار کرو جو اہل کتاب کے ساتھ کرتے
 ہو۔ مالک نافع سے وہ اسلم مولی عمر بن الخطاب سے کہ عمر بن
 الخطاب نے جزیہ قائم کیا سونے والوں پر چار دینار اور چاندی
 والوں پر چالیس درہم، اس کے ساتھ مسلمانوں کے ارزاق اور
 تین دن کی جہانی۔ مالک زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ

انہ قال لعمر بن الخطاب ان في النظر ناقة عمياء فقال عمر اذ قمنا الى اهل بيت يفتقون بها قال فقلت وهي عمياء قال تقطع ونهايا لابل قال فقلت كيف تاكل من الارض قال فقال عمر امن نعم الحزبية هي ام من نعم الصدقة فقلت بل من نعم الحزبية فقال عمر اذ قمنا والله اكلها فقلت ان عليها وسلم نعم الحزبية فامر بها عمر فخرجت وكانت عنده صحابة تنظر فلا تكون فاكهة ولا طرفة الا بلباقه وركابا جعل منبها في تلك الصحاف فيبعث بها الى ازواج النبي صلى الله عليه وسلم ويكون الذر يبعث به الى حفصة ابنة من آخر ذلك فان كان فيه نقصان كان في حظ حفصة قال فجعل في تلك الصحاف من لحم تلك الحزبية فبعث بها الى ازواج النبي صلى الله عليه وسلم ثم امر بما بقى من لحم تلك الحزبية فبعضه فداها المهاجرين والانصار فقلت اخرج به الشافعي على ان عمر كان يسم ويسمين وسم جزية ووسم صدقة مالک عن ابن شهاب عن سالم بن عبد الله عن ابيه ان عمر بن الخطاب كان يأخذ من اللبث من الحنطة والزيت نصف العشر يريد بذلك ان يكثر الحمل الى المدينة و يأخذ من اللبثية العشر

انہوں نے کہا عمر بن الخطاب سے کہ سواری کے اونٹوں میں ایک اونٹنی اندھی ہے تو عمر نے کہا کہ اس کو کسی کنبہ کو دید کہ وہ اس سے نفع اٹھائیں۔ کہا کہ پھر میں نے کہا کہ وہ اندھی ہے تو فرمایا کہ وہ اس کو اونٹوں کی قطار میں باندھ لیں گے۔ پھر میں نے کہا کہ وہ زمین سے کیسے کھاتے گی۔ کہا کہ پھر عمر نے کہا کہ وہ جزیہ کے جانوروں میں سے ہے یا صدقہ کے جانوروں میں سے تو میں نے کہا کہ جزیہ کے جانوروں میں سے تو عمر نے کہا کہ واللہ تم نے اُس کے کھانے کا ارادہ کر لیا ہے تو میں نے کہا کہ اس کے اوپر تو جزیہ کا نشان لگا ہوا ہے۔ پھر عمر نے اُس بائے میں اجازت دیدی اور وہ ذخیرہ کر لی گئی۔ اور اُن کے پاس نو طباق تھے تو جب بھی کچھ پھل ہوتے تھے یا اچھی چیز تو وہ ان طباقوں میں ان کو بھر کر ازواجِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کرتے تھے اور جس طباق میں اپنی بیٹی حفصہؓ کو بھیجا کرتے تھے وہ ان میں سے آخر کا ہوتا تھا۔ تو اگر اس میں دینی تقسیم کرنے میں کمی ہو جاتی تھی تو وہ حفصہؓ کے حصہ میں ہوتی تھی، کہا کہ پھر ان طباقوں میں اس مذکورہ اونٹنی کے گوشت کو رکھ کر ازواجِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ پھر اونٹنی کے بقیہ گوشت کے بائے میں حکم دیا جو تیار کیا گیا پھر مہاجرین و انصار کی دعوت کی۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے شافعی نے اس بات پر دلیل پکڑی ہے کہ عمرؓ (اونٹوں پر) دو قسم کے نشان لگایا کرتے تھے ایک نشان صدقہ کا اور ایک نشان جزیہ کا۔ مالک سے ابن شہاب سے وہ سالم بن عبد اللہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نبلی (قوم) سے گہیوں اور دغنی زیتون میں سے بیسواں حصہ لیا کرتے تھے اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ کثرت کے ساتھ اشیاءِ مدینہ میں پہنچتی رہیں اور قطیفہ میں سے دسواں

مالک سے (یعنی مسور، چنا اور لوبیا وغیرہ کی دالوں میں سے) مالک، ابن شہاب سے وہ سائب بن یزید سے انھوں نے کہا کہ میں عمر بن ابن الخطاب کے زمانہ میں عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کے ساتھ مدینہ کے بازار پر علیل تھا تو ہم نبیل لوگوں سے دسواں حصہ لیا کرتے تھے۔ مالک انھوں نے سوال کیا ابن شہاب سے کہ کس وجہ سے عمر بن الخطاب نبیلوں سے عشر لیا کرتے تھے تو ابن شہاب نے کہا کہ یہ وہ ہے جو ان سے زمانہ جاہلیت میں لیا جاتا تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر لازم رکھا۔ مالک اور شافعی زید ابن اسلم سے کہا کہ عمر بن الخطاب نے دودھ پیا اور اس کو پسند کیا پھر جس نے ان کو پلایا تھا اس سے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا؟ تو اس نے بتایا کہ اس کا جانا ہوا ایک قبیلہ میں جس کا اس نے نام لیا تو وہاں صدقہ کے اونٹ تھے اور وہ پانی پی رہے تھے تو ان لوگوں نے ان میں سے میرے لئے دودھ دیا تو میں نے اس کو اپنے برتن میں بھر لیا تھا تو وہ دودھ ہی تھا تو عمر بن الخطاب نے اپنا ہاتھ (منہ میں) ڈالا اور تے کر دی۔ اس شافعی نے یہ دلیل پکڑی ہے کہ والی کا صدقہ میں حصہ نہیں ہے۔ **فرائض** دارمی نے روایت کیا مورتی عجلی سے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا سیکھو فرائض کو اور لغت کو اور احادیث کو جس طرح تم قرآن کو سیکھتے ہو۔ دارمی ابراہیم سے، کہا عمر نے کہ فرائض کو سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین میں سے ہے۔ بہت ہی کم کو روایت پہنچی عمر بن الخطاب کے انھوں نے جاہلیہ میں لوگوں کو خطبہ دیا اس میں کہا کہ جو شخص فرائض کے بارے میں کچھ دیکھنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ زید بن ثابتؓ کے پاس پہنچے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں عمر بن ایک کرامت ہے کیونکہ فرائض اس تفصیل اور بیان کے ساتھ بجز زید بن ثابتؓ کے اور کسی سے روایت نہیں کی

مالک سے ابن شہاب عن السائب بن یزید ان قال کنت عابلاً مع عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود علی سوق المدینۃ فی زمان عمر بن الخطاب فکنتا نأخذ من النبط العشر مالک انہ سأل ابن شہاب علی ای وجہ کان يأخذ عمر بن الخطاب من النبط العشر فقال ابن شہاب کان ذلک یؤخذ منهم فی الجاہلیۃ فالزہم ذلک عمر رضی اللہ عنہ مالک و الشافعی عن زید بن اسلم قال شرب عمر بن الخطاب لبناً فأعجبہ فسأل الذی سقاہ من أين ہذا اللبن فأخبرہ انہ ورد علیہ من قد سقاہ فاذا نعم من الصدقۃ وہم یستقون فحبوا لے من اباہنا فجعلتہ فی سقائی ہونہ فادخل عمر بن الخطاب ینہ فیہ فاستقاہ اتجہ شافعی علی ان الوا لیس فی الصدقۃ نصیب الفرائض الدارمی عن مورتی عجلی قال عمر بن الخطاب تعلموا الفرائض والحن والشن كما تعلمون القرآن الدارمی عن ابراہیم قال عمر تعلموا الفرائض فانہا من دینکم اتبعہ روينا عن عمر بن الخطاب انہ خطب الناس بالجاہلیۃ فقال من اراد ان یسأل عن الفرائض فلیأت زید بن ثابت فلت فیہ کرامۃ لعمر لان الفرائض علیہا التفصیل والبیان لم یؤد الا عن زید بن ثابت

گئی ہیں۔ اور اُن کی طرف اہل مدینہ کی روایت ہے ابو زناد سے وہ روایت کرتے ہیں خارجہ بن زید سے وہ اپنے باپ سے۔ ان کی روایت کو مالک نے تعلیقاً لیا ہے اور اس کو اہل مدینہ کی طرف نسبت کیا ہے۔ دارمی، ابراہیم سے، کہا عبد اللہ (ابن مسعود) نے کہ عمر بن عبد اللہ کی یہ شان تھی کہ جب وہ کسی راہ پر چلے تو ہم نے اُس کو نرم ہموار پایا اور انھوں نے فرمایا شوہر اور ماں، باپ کے بلے میں کہ شوہر کے لئے (ترکہ کا) نصف اور ماں کے لئے باقی ماندہ کا ایک تہائی۔ دارمی ابراہیم سے، کہا عبد اللہ نے کہ عمر بن عبد اللہ کسی راہ پر چلے اس میں ہم نے اُن کا اتباع کیا تو ہم نے اس کو نرم و ہموار پایا اور انھوں نے فیصلہ کیا بیوی اور ماں باپ کے بارے میں چار دسہاموں سے۔ بیوی کو دیا ایک چوتھائی اور ماں کو باقی ماندہ کا ایک تہائی

(یعنی ایک حصہ) اور باپ کو دو حصہ۔ دارمی ابراہیم سے شوہر اور ماں اور باپ و ماں شریک بھائیوں اور ماں شریک بھائیوں میں، کہا کہ عمر بن عبد اللہ اور زید سب کو (میراث میں) شریک رکھتے تھے اور عمر بن عبد اللہ نے ان میں بجز بیضہ چیرنے کے کوئی زیادتی نہیں کی۔ دارمی نے روایت کی ابو سعید سے اور بخاری نے ابن عباس سے اور عبد اللہ بن زبیر سے کہ ابو بکر صدیق نے دادا کو باپ قرار دیا۔ دارمی شعبی سے کہ عمر بن عبد اللہ میں شامل رکھتے تھے دادا کو مع ایک بھائی اور دو بھائیوں کے۔ پھر جب (دوسے) زیادہ ہوتے تو دادا کو ایک تہائی دیتے تھے اور اس کو بیٹے کے ہوتے ہوتے چھٹا حصہ دیتے تھے۔ دارمی یحییٰ بن سعید سے کہ عمر بن عبد اللہ نے کچھ چھوڑا تھا دادا کی میراث کو یہاں تک کہ جب مجروح کئے گئے تو اُس تحریر کو منکا کر مٹا دیا پھر کہا تم عنقریب اس کے بلے میں اپنی رائے (خود) دیکھ لو گے۔ (یعنی متعین کر لو گے)۔ دارمی مروان بن حکم سے کہ عمر بن الخطاب

واسناد اہل المدینۃ الیہ عن ابی الزناد عن خارجۃ بن زید عن ابیہ علق مالک روایت و نسبہ الی اہل المدینۃ الدارمی عن ابراہیم قال عبد اللہ کان عمر اذا سلک طریقاً وجدناہ سہلاً و انہ قال فی زوج و ابویں للزوج النصف وللأم ثلث ما بقی الدارمی عن ابراہیم قال عبد اللہ کان عمر اذا سلک طریقاً اتبعناہ فیہ وجدناہ سہلاً و انہ قضی فی امرآة و ابویں من اربعۃ فأعطی المرأة الربع و الأم ثلث ما بقی و الاب سہین الدارمی عن ابراہیم نے زوج و أم و اخوة لآب و أم و اخوة لأم قال کان عمر و عبد اللہ و زید یشرون و قال عمر لم یزد ہم الاب الا قرباً الدارمی عن ابی سعید و البخاری عن ابن عباس و عبد اللہ بن الزبیر ان ابابکر الصديق جعل الحمد ابا۔ الدارمی عن الشعبی کان عمر یقسم الحمد مع الآخر و الاخوان فاذا زادوا اعطاه الثلث و کان یعطیہ مع الولد السادس الدارمی عن یحییٰ بن سعید ان عمر کان کتب میراث الحمد حتی اذا طعن دعا بہ فمأہ ثم قال سترؤن رأیکم فیہ الدارمی عن مروان بن الحكم ان عمر بن الخطاب

لما لم يكن استشارهم في الجدة فقال لى كنت
رأيت في الجدة رأيا فان رأيتم أن تتبعوه
فاتبعوه فقال له عثمان ان تتبع رأيك
فاد رشت وان تسمع رأيي اسمع فلنعم
ذو الرأى كان الدار من الزهر
قال جارت جد ام اب او ام ام
الى الی بکر فقالت ان ابن لبني او
ابن ابنتي توتی ولبني ان لي نصيبا
فماله فقال ابو بكر ما سمعت رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال فيها
شيئا وسألت الناس فلما صلت
الظهر قال انکم سمعتم رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال في
الجدة شيئا فقال المغيرة بن شعبه
انا قال ما ذا قال قال اعطاه
رسول الله صلی الله علیه وسلم
صدقا قال آي علم ذلك
احد غیرک فقال محمد بن مسلمة
صدق فاعطاه ابو بكر السدس فجارت
الى عمر مشها فقال ما ادرى
ما سمعت رسول الله صلی الله
عليه وسلم قال فيها شيئا وسألت
الناس فمدوا فمدوا بهديث المغيرة بن
شعبه و محمد بن مسلمة فقال عمر
ايكما قلت به فلها السدس فان

جب مجروح کیا گیا تو انھوں نے دادا کے بائے میں اصحاب سے مشورہ
طلب کیا پھر فرمایا کہ میں دادا کے بائے میں ایک رستے قائم کرچکا
تھا۔ پھر اگر تمھاری رستے ہو کہ تم اس کا اتباع کرو تو اس کا اتباع
کر لینا تو ان سے عثمان نے کہا کہ اگر ہم آپ کی رستے کا اتباع
کریں تو وہ بھلائی ہے اور اگر ہم اتباع کریں شیخ (ابوبکرؓ) کی
رستے کا تو وہ بھی بہترین صاحب رستے تھے۔ داری بروایت زہری
کہا ابو بکرؓ کے پاس ایک جدہ آتی جو باپ کی ماں (یعنی دادی)
تھی یا ماں کی ماں (یعنی نانی) تھی تو اُس نے کہا کہ میرا بیٹے کا
بیٹا (یعنی پوتا) یا بیٹی کا بیٹا (یعنی نواسہ) وفات پا گیا اور
مجھے یہ اطلاع ہوتی کہ (میراث میں) میرا حصہ ہے تو وہ کیا ہے!
تو ابو بکرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
نہیں سنا کہ آپ نے اس کے بائے میں کچھ فرمایا ہو اور میں غریب
لوگوں سے معلوم کروں گا تو جب ظہر کی نماز پڑھ لی تو لوگوں
سے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا ہے کہ آپ نے جدہ کے حق میں کچھ فرمایا۔ تو مغیرہ بن شعبہ
نے کہا کہ میں نے۔ فرمایا کہ کیا فرمایا تھا؟ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کو چھٹا حصہ دیا تھا فرمایا کہ کیا اس واقعہ کو تمھارا
سوا کوئی اور بھی جانتا ہے؟ تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ انھوں
نے سچ کہا۔ تو ابو بکرؓ نے اُس کو چھٹا حصہ دیا۔ پھر عمرؓ کے
پاس اُسی کے مانند (ایک جدہ) آئی۔ تو انھوں نے کہا کہ میں
نہیں جانتا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ
اس کے بائے میں آپ نے کچھ فرمایا ہو اور میں غریب لوگوں
سے پوچھوں گا، تو لوگوں نے اُن سے مغیرہ بن شعبہ اور محمد بن
مسلمہ کی حدیث کو بیان کیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ تم دونوں (دادی
اور نانی) میں جو تنہا ہو تو اُس کے لئے چھٹا حصہ ہے اور اگر تم

اجتمعوا فیہم بیئنا الدارے عن اشعبی قال سئل
ابوبکر عن الکلاۃ فقال لائے ساقول فیہا
برئیے فان کان صواباً فمن اللہ وان کان خطأً
فمنی ومن الشیطان اراء ما خلا الوالد والولد فلما
استخلف عمر قال اتی لاستیجی اللہ
ان اردت شیئاً قال ابو بکر الدارے عن
عاصم بن عمر بن قتادة ان عمر بن الخطاب
التمس من یرث ابن الدحداح فلم یجد
وارثاً فدفن مال ابن الدحداح لآل احوال ابن
الدحداح الدارے عن اشعبی عن زیاد بن
عمر بن عثم لائم وخال فاعطى العثم لائم
الثلثین واعطى الخال الثلث الدارے عن ابن
ان عمر بن الخطاب اعطى الخالة الثلث ولیمة
الثلثین الدارے عن الضحاک بن قیس ان
عمر قطنی فی اہل طاعون عمواس اول طاعون
فی الاسلام انہم اذا کانوا من قبیل
الاب سواء فبنوا الام احق واذا کانوا من
اقرب من بعض یا بنی ہشم احق بالمال
الدارے عن سلیمان بن یسار عن محمد بن
الاشعث ان عمہ لہ توثیق یہودیہ
بایمن فذكر ذک لعمربن الخطاب
فقال یرثها اقرب الناس الیہا من اہل
دینہا الدارے عن ابن شہاب مثله
الدارے عن ابراہیم قال عمر بن
الخطاب اہل الشریک لا یرثہم

دونوں جمع ہو جاؤ تو وہ تم دونوں میں تقسیم ہوگا۔ داری شعبی سے
کہا کہ ابوبکر سے سوال کیا گیا کلاہ کے متعلق۔ فرمایا کہ میں اس کے
باسے میں عنقریب اپنی راتے سے کہوں گا تو اگر وہ صحیح ہے تو
اللہ کی طرف ہے اور اگر خطا ہے تو میری طرف سے اور شیطان
کی طرف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ (کلاہ وہ ہے جو) نہ باپ چھوڑے
اور نہ بیٹا۔ تو جب عمر بن خلیفہ ہوتے تو انھوں نے کہا کہ مجھے اللہ
کے سامنے شرم آتی ہے کہ میں کسی ایسی بات کو رد کروں جس کو
ابوبکر نے کہا ہو۔ داری عاصم بن عمر بن قتادہ سے کہ عمر بن
الخطاب نے جستجو کی کہ ابن الدحداح کا کون وارث ہوگا تو کوئی
وارث نہ پایا تو ابن الدحداح کا مال ابن الدحداح کے ماموں کو
دے دیا۔ داری شعبی سے، مروی ہے زیاد سے کہ عمر بن کے پاس
لایا گیا مسئلہ باپ کے ماں شریک (اخیا فی) بھائی اور ماموں کا تو
ماں شریک چچا کو دو ثلث عطا کئے اور ماموں کو ایک ثلث۔
داری حسن سے کہ عمر بن الخطاب نے دیا خالہ کو ایک تہائی
اور چھو پھی کو دو تہائی۔ داری ضحاک بن قیس سے کہ عمر بن فیصلہ
کیا طاعون عمواس والوں میں جو کہ اسلام میں پہلا طاعون
تھا کہ وہ (پس ماندگان) جب کہ باپ کی بھانج سے برابر ہوں
تو ماں کی اولاد حقدار ہوگی اور جب ان میں کے بعض زیادہ قریب
ہوں بعض سے باپ کی طرف سے تو مال کے وہ زیادہ حقدار ہیں۔
داری سلیمان بن یسار سے وہ محمد بن الاشعث سے کہ ان کی
پھوپھی کا یمن میں بحالت یہودیت انتقال ہو گیا تو انھوں
نے اس کا ذکر عمر بن الخطاب سے کیا تو فرمایا کہ اُس کے وارث
اُس کے دین والوں میں سے وہ ہوگا جو سب لوگوں سے زیادہ
اُس کا قریب ہوگا۔ داری ابن شہاب سے ایسی ہی روایت کی گئی ہے۔
داری ابراہیم سے، کہا عمر بن الخطاب نے کہ اہل شرک کے نہ ہم وارث

ولایثنا الدارے عن الشعب ان ابابکر
وعمر قال لا یتوارث اهل بیتین
الدارے عن انس بن سیرین قال عمر
ابن الخطاب لا یتوارث بیتان شتے
ولا یجوب من لایزث الدارے عن
الشعب عن عمرو بن ولید قال
احسبہ قد ذکر عبد اللہ ایضا قالوا
اولاہ للکبر یعنون بالکبر ما کان
اقرب باب وایم الدارے عن
الشعب عن عمرو بن ولید قالوا الذیہ
توارث کما یوارث الہام خطاہ و
عمدہ الدارے عن الشعبی قال عمر لا
یرث قاتل خطاہ ولا عمد الدارے
عن الشعب کتب عمر بن الخطاب
ان شریحہ ان لا یورث الحمیل الابیتہ
وان جارت فی خرقہا الدارمی
عن ابی عثمان قال عمر
الصّدقۃ والسائبۃ

ہوں گے اور نہ وہ ہمارے وارث ہوں گے۔ دارمی شعبی سے کہ
ابو بکر و عمر دونوں نے فرمایا کہ دونوں ولے ایک دوسرے
کے وارث نہ ہوں گے۔ دارمی انس بن سیرین سے، کما عمر بن
الخطاب نے کہ دو مختلف رشتوں ولے ایک دوسرے کے وارث نہ
ہوں گے اور وہ شخص حاجب نہ ہوگا جو وارث نہ ہوگا یعنی
ممنوع الارث دوسرے کا حاجب نہ ہوگا۔ دارمی شعبی سے، مروی
ہے عمر بن سے اور علی بن سے اور زید بن سے اور میرا گمان ہے کہ عبد اللہ
کا بھی ذکر کیا ان سب نے کہا کہ ولہ آزاد کرنے والے کے بڑے
یعنی قریب تر وارث کا حق ہوگی (یعنی اعلیٰ وارث کی مثل بیٹے
کے ہوتے جیسے جو اعلیٰ ہے پوتے کو دے لے گی) وہ کبر سے یہ مراد
لیتے کہ جو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے کسی کا قریب تر ہو۔
دارمی شعبی سے وہ عمر بن سے اور علی بن اور زید بن سے سب نے کہا کہ دیت
میں وراثت جاری کی جلتے گی جیسا کہ مال میں وراثت جاری
کی جاتی ہے، خطا۔ کی دیت اور عمد کی دیت دونوں میں۔ دارمی
شعبی سے، عمر بن نے فرمایا کہ وارث نہ ہوگا قاتل خطاہ اور نہ
قاتل عمد۔ دارمی شعبی سے، عمر بن الخطاب نے شریحہ کو
لکھا کہ اٹھا کر لاتے ہوتے کا کوئی وارث نہ قرار دیا جائے
بغیر گوہی کے چاہے کوئی عورت اس کے نہالچے میں لاتی ہو۔
دارمی ابو عثمان سے کہ عمر بن نے فرمایا کہ صدقہ اور سائبہ دونوں

عہ ولا ایک حق ہے جو آزاد کرنے والے کو اپنے آزاد کئے ہوئے غلام یا لونڈی پر حاصل ہونا ہے یعنی اگر وہ مر جائے تو آزاد کرنے والا بھی اس کا ایک
وارث ہونا ہے کبر بغیر کاف و سکون باد موعده کسی مرد کی اولاد میں جو سب سے بڑا ہو مترجم عہ حمیل اٹھا کر لایا جوتا ہے۔ یعنی جو
طفاک موصوم دارالاسلام میں لایا جلتے (اس کے ماں باپ اور عزیز و اقارب کا حال معلوم نہ ہو، یا بچوں النسب ہو) پھر کوئی بر بناء قربات اس کے
ترکہ کا دعویٰ کرے تو بغیر گوہیوں کے اس کی تصدیق نہ کی جائیگی اس کا نہ کہ اس کے عوالی ہی کا حق ہوگا مترجم عہ سائبہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو
مطلق الغنان کر دی گئی ہو۔ اسلام سے پہلے عرب میں رواج تھا کہ جب کوئی سفر سے بعافیت واپس آتا یا بیماری سے تندرست ہوتا تو کہتا ناقص سائبہ یعنی
میری اونٹنی سائبہ ہے اب نہ اس کا کوئی دودھ و دہیگا اور نہ سوار ہوگا جیسے بند و قوم میں ساند چھوڑ دیتے جاتے ہیں یہ بھتوں اور اتاروں کی منت کے طور
پر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح غلام کو بھی سائبہ یا صدقہ کہہ دیا جاتا تھا تو وہ آزاد ہو جاتا تھا پھر نہ وہ اس کا وارث ہوتا اور نہ اس کی دیت دیتا۔ اس کا یہ مطلب ہے پھر

اُسی دن (جس دن میں ان کا تکلم کیا)۔ میں کہتا ہوں کہ مراد یہ ہے کہ جب کسی نے آزاد کیا ان دونوں لفظوں سے (یعنی کسی نے انت صدقہ کہہ کر آزاد کیا اور کسی نے انت سائبہ کہہ کر آزاد کیا) تو وہ دونوں فوراً آزاد ہو جائیں گے مُردہ نہیں ہوں گے۔ داری بیٹے ابن سید سے کہ عمر بنے فرمایا کہ جس آزاد نے باندی سے نکاح کیا تو اُس نے اپنے نصف کو غلام کیا اور جس غلام نے نکاح کیا کسی آزاد عورت سے تو اُس کا نصف آزاد ہو گیا۔ داری نے کہا کہ مُراد لیا ہے (نصف سے) لڑکے کو۔ داری ابراہیم سے وہ عمر سے اور علی رضی سے اور زید رضی سے، سب نے کہا کہ ولاہ سب سے بڑے کے لئے ہے اور عورتیں وارث نہیں ہوتیں ولاہ سے مگر اس کی جس کو وہ خود آزاد کریں یا مکاتب بنائیں۔ داری، شعبی سے مروی ہے عمر رضی سے اور علی رضی سے اور زید رضی سے، سب نے کہا کہ والد کھینچ لیتا ہے ولاہ اپنے بیٹے کی۔ داری ابراہیم سے، کہا عمر بنے کہ جب آزاد شدہ عورت مملوک کے تحت میں ہوگی اور وہ اُس کا بچہ بنے تو ماں کے آزاد ہونے کی وجہ سے وہ بچہ آزاد ہو جائے گا اور اُس کی ولاہ اُس کی ماں کے موالی کے لئے ہوگی۔ پھر جب وہ مملوک آزاد کر دیا جائے تو ولاہ کو کھینچ لیگا اُس کے باپ کے موالی کی طرف۔ داری علاء بن زیاد سے کہ ایک شخص نے سوال کیا عمر بن الخطاب سے اور کہا کہ میرے وارث کلام ہیں تو کیا میں نصف مال کے لئے وصیت کر دوں؟ کہا نہیں۔ کہا تو ثلث کے لئے؟ کہا نہیں۔ کہا کہ رُجوع کے لئے؟ کہا نہیں۔ کہا تو خمس کے لئے؟ کہا نہیں۔ یہاں تک کہ (یوں ہی گھٹاتے گھٹاتے) عشر تک پہنچ گیا، تو کہا کہ عشر کی وصیت کر دو۔

يَوْمَهَا قُلْتُ يَعْنِي إِذَا أَعْتَقَ بَهَا ابْنُ الْفَقْلَيْنِ
فَمَا مُتَّقَانِ فِي الْحَالِ لَيْسَا مِنَ الْمُدَّيْنِ
الْدَّارِ عَنِ يَكِي بِنِ سَعِيدِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ
إِنَّمَا حُرُّ تَزْوُجَ امْرَأَةٍ فَقَدَارُ نِصْفِ
وَأَيُّمَا عَبْدٍ تَزْوُجَ حُرَّةً فَقَدَارُ نِصْفِ
نِصْفِهِ قَالَ الدَّارِيُّ يَعْنِي الْوَلَدَ الدَّارِ
عَنِ ابْرَاهِيمَ عَنِ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَزَيْدٍ قَالُوا
أَوَّلًا لِلْكَبِيرِ وَالْأَيْرُثِ النَّسَاءِ مِنْ
الْوَلَدِ إِلَّا مَا أَعْتَقَ أَوْ مَا كَاتَبَ
الْدَّارِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ عُمَرَ
عَلِيٍّ وَزَيْدٍ قَالُوا الْوَلَدُ يَجُزُّ
وَلَا وَلَدَهُ الدَّارِ عَنِ ابْرَاهِيمَ
قَالَ عُمَرَ إِذَا كَانَتْ الْحُرَّةُ تَحْتَ الْمَلُوكِ
فَوَلَدَتْ لَهَا غُلَامًا فَإِنَّهُ يَتَّقُ بَعْتِ امْرَأَةٍ
وَوَلَدَهُ لِمَوْلَا امْرَأَةٍ فَإِذَا أَعْتَقَ
بَرَّ الْوَلَدَ إِلَى مَوْلَا أَبِي الدَّارِ
عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ زِيَادٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عُمَرَ
ابْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنَّ وَارِثَتِي
كَلَامٌ فَأَوْصِي بِنِصْفِ قَالِ لَا
قَالَ فَأَتْلُثُ قَالِ لَا قَالِ
فَأَرْبَعُ قَالِ لَا قَالِ فَخُمْسُ
قَالِ لَا حَتَّى صَارَ إِلَى الْعَشْرِ
فَقَالَ أَوْصِ بِالْعَشْرِ

(بقیہ حاشیہ) بھی ہے کہ جو شخص غیرت کرے یا پردے کو سائبہ کرے تو پھر ان کو آخرت ہی کے دن کے لئے رکھ کر دونوں سے منفعت کا دن دہی ہے۔ اب دنیا میں ان سے منفعت نہ اٹھاتے ۱۲ مترجم از لغات الحدیث

قُلْتُ مَعْنَاهُ مَارُوِي عَنْ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُؤْمِنُ
بِالْحُسْنِ وَالرُّبُوحِ وَكَانَ الثَّلَاثُ مُنْتَهَى الْبَحَارِ
الِدَارِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ
الْخَطَّابِ قَالَ يُحَدِّثُ الرَّجُلُ فِي وَصِيَّتِهِ بِأَشْأَرِ
وَمَلَكَ الْوَصِيَّةِ آخِرُهَا مِنْ أَبْوَابِ الشَّيْ
مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْتَنِعُ دِينَارٌ فِي جَزِيرَةِ
العَرَبِ قَالَ مَالِكٌ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ فَتَحَقَّقْ
عَنْ ذَلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَتَّى آتَاهُ الشَّيْخُ وَ
الْيَقِينُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَا يَجْتَنِعُ دِينَارٌ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ
فَاجْلَا يَهُودُ خَيْبَرَ قَالَ مَالِكٌ وَقَدْ اجْلَا عُمَرُ
ابْنُ الْخَطَّابِ ^{ابن عمر بن الخطاب} يَهُودُ خَيْرَانَ وَفَدَكَ فَأَيُّ يَهُودِ
خَيْبَرَ فَخَرَجُوا مِنْهَا لَيْسَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ وَلَا مِنَ
الْأَرْضِ شَيْءٌ وَأَمَّا يَهُودُ فَدَكَ فَكَانَ لَهُمْ
نِصْفُ الثَّمَرِ وَنِصْفُ الْأَرْضِ لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ صَاحِبَهُمْ عَلَى نِصْفِ الثَّمَرِ
وَنِصْفِ الْأَرْضِ فَأَقَامَ لَهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قِيَمَةً مِنْ
ذَهَبٍ وَوَرِقٍ وَابِلٍ وَحَبَالٍ وَأَقَابَ ثُمَّ أَعْطَاهُمْ
الْقِيَمَةَ وَأَجْلَاهُمْ مِنْهَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَنَّ اسْمَ مَوْلَى عُمَرَ
ابْنِ الْخَطَّابِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ زَارَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عِيَّاشٍ الْخَزْرَجِيَّ
فَرَأَى عِنْدَهُ نَبِيذًا وَهُوَ يَطْرُقُ مَكَّةَ فَقَالَ لَا اسْلُمُ
إِنَّ هَذَا الشَّرَابُ يُجَبِّدُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَنَحَلَ
عَبْدَ اللَّهِ بْنُ عِيَّاشٍ الْخَزْرَجِيَّ قَدْحًا عَظِيمًا

میں کہتا ہوں کہ اس کے معنی یہ ہیں جو روایت کیا گیا ہے شعبی سے
کہ لوگ وصیت خمس اور ربع ہی کی کیا کرتے تھے اور ثلث منتهی
ہوتا تھا (وصیت کی طرف) جھک جانے والے کا۔ دآرمی عبد اللہ بن
ربیعہ سے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی وصیت
میں جو بانیں چاہے کرے مگر وصیت کی معتبرات آخری ہی ہوگی۔
متفرق ابواب سے۔ مالک ابن شہاب سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جزیرۃ العرب میں دو دین
جمع نہ ہوں گے۔ مالک نے کہا کہ ابن شہاب نے فرمایا کہ عمر بن
الخطاب نے اس کا کھوج لگایا یہاں تک کہ ان کو اطمینان قلب اور
یقین ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو دین
جزیرۃ العرب میں جمع نہ ہوں گے تو انھوں نے یہود خبیر کو جلا
وطن کر دیا۔ مالک نے کہا اور عمر بن الخطاب نے خیران اور
فدک کے یہود کو بھی جلا وطن کیا تھا۔ رہے یہود خبیر تو وہ
اس طرح وہاں سے بچلے کہ نہ ان کا وہاں کوئی پھل تھا اور نہ
زمین کا کوئی حصہ۔ رہے یہود فدک تو ان کا آدھا پھل تھا اور
آدھی زمین، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حصّہ
کر لی تھی آدھے پھل اور آدھی زمین پر تو ان پر عمر بن الخطاب
نے سونے اور چاندی اور ادنیٰ اور درستیوں اور کٹھنیوں
کی صورت میں قیمت مقرر کر دی تھی۔ پھر ان کو قیمت دیدی
اور وہاں سے نکال دیا۔ مالک نے یحییٰ بن سعید سے وہ عبد الرحمن
ابن القاسم سے کہ اسلم مولیٰ عمر بن الخطاب نے ان کو خبر دی کہ
اسلم نے ملاقات کی عبد اللہ بن عیاش مخزومی سے تو ان کے
پاس نبید دیکھی جب کہ وہ مکہ کے راستہ میں تھے تو ان سے اسلم
نے کہا کہ اس شربت کو عمر بن الخطاب پسند کرتے ہیں تو عبد اللہ
ابن عیاش مخزومی نے ایک بڑا بادبہ (بھر کر) اٹھایا اور اس کو

فجّارہ الی عمر بن الخطاب فوضعه فی یدہ
فقرّ بہ عمر الّا فیہ ثم رفع رأسہ فقال
ان ہذا الشراب طیب فشرب منه ثم
ناولہ رجلاً من یمنہ فلما أدبر عبد اللہ ناداہ
عمر بن الخطاب فقال انت القاتل
لمکۃ خیر من المینۃ فقال عبد اللہ
فقلت ہی حرم اللہ وأمنہ فسیہا بیتہ
فقال عمر لا أقول فی بیت اللہ ولا فی
حرم شیئاً ثم قال عمر انت القاتل لمکۃ
خیر من المینۃ قال فقلت ہی حرم اللہ
وأمنہ فسیہا بیتہ فقال عمر لا أقول فی
حرم اللہ ولا فی بیتہ شیئاً ثم انصرف الیک
عن ابن شہاب عن عبد الحمید بن عبد الرحمن
ابن زید بن الخطاب عن عبد اللہ بن الحارث
ابن نوفل عن عبد اللہ بن عباس ان
عمر بن الخطاب خرج الی الشام حتی
اذا کان بصری لقیہ أمراء الأجناد
ابو عبیدہ بن الجراح وأصحابہ
فأخبروہ ان الوباء قد وقع
بالشام قال ابن عباس قال عمر
ابن الخطاب أدھل المہاجرین
الاوّلین فدعائهم فاستشارهم و
أخبرهم ان الوباء قد وقع بالشام
فاختلفوا فقال بعضهم قد فرجت لأمیر
ولا نزلے ان ترجع عنہ وقال بعضهم

عمر بن الخطاب کے پاس لے کر پہنچے اور اس کو ان کے ہاتھ پر
رکھ دیا تو عمر نے اس کو اپنے منہ کے قریب کیا پھر اپنا سر اٹھایا
اور فرمایا کہ بیشک یہ شربت عمدہ ہے پھر اس میں سے بیا پھر اس
کو ایک شخص کو دے دیا جو ان کے دائیں طرف تھا۔ پھر جب عبد
اللہ پیٹھ پھر کر چلے تو ان کو عمر بن الخطاب نے پکارا اور کہا کہ کیا تم اس
بات کے قاتل ہو کہ مکہ بہتر ہے مدینہ سے، تو عبد اللہ نے کہا کہ
میں نے کہا کہ وہ اللہ کا حرم ہے اور اس کا آمن ہے اور اس میں
اُس کا گھر ہے۔ تو عمر نے کہا کہ میں بیت اللہ کے بائے میں اور
اُس کے حرم کے بائے میں کچھ نہیں کہہ رہا ہوں۔ پھر عمر نے
دعا دعا سوال کرتے ہوئے کہا کہ کیا تم اس بات کے قاتل ہو کہ
مکہ بہتر ہے مدینہ سے۔ کہا کہ پھر میں نے کہا کہ وہ اللہ کا حرم ہے
اور اس کا آمن ہے اور اس میں اُس کا گھر ہے تو پھر عمر نے
کہا کہ میں اللہ کے حرم اور اس کے گھر کے بائے میں کچھ نہیں کہہ
رہا ہوں پھر وہ پلٹے۔ مالک ابن شہاب سے وہ عبد الحمید بن عبد الرحمن
ابن زید بن الخطاب سے وہ عبد اللہ بن الحارث بن نوفل سے وہ
عبد اللہ بن عباس سے کہ عمر بن الخطاب شام کی طرف نکلے
یہاں تک کہ جب سرخس پہنچے دس روز شام کے قریب مغیثہ اور
تبوک کے درمیان ایک مقام ہے تو ان سے لشکروں کے امراء نے
ملاقات کی یعنی ابو عبیدہ بن الجراح اور ان کے اصحاب نے
اور انھوں نے ان کو خبر دی کہ شام میں واقع ہو گئی ہے۔ ابن عباس
نے کہا کہ عمر بن الخطاب نے کہا کہ میرے پاس مہاجرین اولین
کو لاؤ، تو ان کو بلایا پھر عمر نے ان سے مشورہ لیا اور ان کو
خبر دی کہ شام میں وبا واقع ہو گئی ہے تو ان میں اختلاف ہو گیا۔
بعض لوگوں نے کہا کہ آپ ایک کام کے لئے نکلے ہیں اور ہماری یہ
رہنے نہیں کہ آپ اس کوٹ جاتیں اور بعضوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ

مَكَاتُ بَقِيَّةِ النَّاسِ وَاصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَزَلْ أَنْ
 تُقَدِّمَهُمْ عَلَىٰ هَذَا الْوَبَاءِ فَقَالَ ارْتَفِعُوا عَنِّي
 ثُمَّ قَالَ ادْخُلُوا الْأَنْصَارَ فِدْعُوا قَوْمَ
 فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوا سَبِيلَ الْمُهَاجِرِينَ
 وَاخْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ ارْتَفِعُوا عَنِّي
 ثُمَّ قَالَ ادْخُلُوا مَنْ كَانَ مِنْهُمْ
 مِنْ مَشِيخَةٍ قَرِيشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ
 فِدْعُوا نَهْمَ فَلَمْ يَخْتَلَفْ عَلَيْهِمْ رَجُلًا
 فَقَالُوا تَرَىٰ أَنْ تَرْجِعَ بِلِئَالِ نَاسٍ
 لَا تُقَدِّمَهُمْ عَلَىٰ هَذَا الْوَبَاءِ فَنَادَىٰ
 عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَيْلَةَ مَضِيٍّ عَلَيْهِ
 نَهْمٌ فَاصْبِرُوا عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ
 أَرَأَيْتَ إِنْ قَدَّرَ اللَّهُ فِتْنًا
 عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَهُمَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ نَعَمْ
 نَقَرٌ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ أَلَيْسَ قَدَرُ اللَّهِ
 أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَتْ لَكَ أَيْلٌ فَبِطَلَتْ
 وَادِيًا لَهُ عَدُوَّتَانِ أَحَدَاهُمَا مُنْصَبَةٌ
 وَالْأُخْرَىٰ جَذْبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ عَصَيْتَ
 الْمُخَصَّبَةَ رَغَبْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ وَ
 إِنْ رَغَبْتَ الْجَذْبَةَ رَغَبْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ
 قَالَ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَ
 كَانَ غَاتِبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ إِنَّ
 عِنْدَكَ مِنْ هَذَا عُلَمَاءَ سَمِعْتُ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بقیہ لوگ اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہماری
 رلتے نہیں ہے کہ آپ ان کو لے ہوئے اس دبا پر پہنچ جائیں۔
 یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اب میرے پاس سے آپ سب اٹھ جائیں۔
 پھر فرمایا کہ میرے پاس انصار کو لاؤ، تو ان کو بلا کر ان سے مشورہ
 لیا تو وہ لوگ بھی ہمارے پاس کی راہ پر چلے اور یہ بھی مختلف الرای
 ہو گئے جیسے وہ ہوتے تھے پھر آپ نے ان سے فرمایا کہ اب آپ
 سب اٹھ جائیں۔ پھر کہا کہ میرے پاس ان مشائخ قریش کو
 لاؤ جو فتنہ (مکہ سے قبل) کے ہاجرین میں سے یہاں موجود
 ہیں تو میں ان کو بلا کر لایا تو ان میں دو آدمی بھی مختلف الرای
 نہیں ہوئے اور ان لوگوں نے کہا کہ ہماری رلتے یہ ہے کہ آپ
 لوگوں کو ساتھ لے کر واپس ہو جائیں اور ان کو اس دبا پر نہ لے
 جائیں، تو عمر بن الخطاب نے اعلان کر دیا کہ ہم صبح کو اونٹوں
 کی پشت پر سوار ہو جائیں گے یعنی واپس ہونے کے لئے تو سب
 لوگ صبح کو آپ کے پاس پہنچ گئے۔ تو ابو عبیدہ نے کہا کہ کیا اللہ
 کی تقدیر سے فرار ہو رہے ہیں؟ تو عمر بن الخطاب نے کہا کہ کاش ایسا
 تھا کہ سوائے ابو عبیدہ کوئی دوسرا شخص کہتا۔ جواب
 یہ ہے کہ ہاں ہم اللہ کی قدر سے اللہ ہی کی طرف بھاگ رہے ہیں۔
 کیا تم نہیں دیکھتے اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایسی وادی
 میں آؤ جس کی دو جانب ہوں ان میں سے ایک تو سرسبز ہو
 اور دوسری خشک قحط زدہ تو کیا یہ بات نہیں کہ اگر تم نے ارادہ
 کیا سرسبز کا تو تم نے اس کا ارادہ اللہ کی تقدیر سے کیا اور
 اگر ارادہ کیا خشک جانب کا تو وہ ارادہ بھی اللہ کی تقدیر سے
 کیا کہ کہا کہ پھر آگے عبد الرحمن بن عوف اور وہ اپنی کسی حاجت
 کی وجہ سے غائب تھے تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس اس باب
 میں علم موجود ہے۔ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

آپ فرماتے تھے کہ جب تم اس (دبا) کو کسی زمین پر سُنو تو اس پر
پیش قدمی نہ کرو اور اگر دبا واقع ہو جائے زمین میں جب کہ وہاں
موجود ہو تو اس سے بھاگ کر نہ نکلو۔ کہا کہ پھر عمرؓ نے اللہ کا شکر ادا
کیا اور واپس ہو گئے۔ مالکؓ ابن شہاب سے وہ عبد اللہ بن عامر
ابن ربیعہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب شام کی طرف نکلے جب سرخس میں
پہنچے تو ان کو یہ ملاحظہ پہنچی کہ شام میں دبا واقع ہو گئی ہے تو
اُن کو عبد الرحمن بن عوفؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی زمین میں دبا کو سُنو تو اس پر نہ
جاؤ اور جب واقع ہو جائے اس حال میں کہ تم وہاں موجود ہو
اس سے بھاگ کر نہ نکلو۔ تو عمرؓ بن الخطاب سرخس سے واپس ہو گئے۔
مالکؓ ابن شہاب سے وہ سالم بن عبد اللہؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب
لوگوں کو صرف عبد الرحمن بن عوفؓ کی حدیث کی وجہ سے توکانا
لاتے۔ مالکؓ، انھوں نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب
نے فرمایا کہ رکیہ کا (جو حجاز میں ایک موضع ہے) ایک گھر مجھے
شام کے دس گھروں سے زیادہ عزیز ہے۔ کہا مالکؓ نے کہ مراد
یہ ہے تھے کہ (رکیہ کا ایک گھر) بلوچہ عمروں کی درازی و
بقار کے (عزیز ہے) اور شام میں شدت و بار کی وجہ سے (دس
گھر عزیز نہیں ہیں)۔ مالکؓ زید بن اُنیسہ سے وہ عبد الحمید
ابن عبد الرحمن بن زید بن الخطاب سے کہ انھوں نے ان کو خبر دی
مسلم بن یسار الجہنی کی روایت سے کہ عمرؓ بن الخطاب سے
پوچھا گیا اس آیت کے بارے میں **وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي
آدَمَ مَا تَحَفَّلِينَ** ۵ (۷۲: ۱) اور جب آپ کے رب نے
اولاد آدم کی کشت سے اُن کی اولاد کو نکالا اور اُن سے اُن ہی

یقول اذ اسمعتم بہ بارض فلا تقدّموا علیہ
واذا وقع بأرض وانتم بہا فلا تخرجوا
فراراً منه قال فحمد اللہ عمر ثم انصرف
مالک عن ابن شہاب عن عبد اللہ بن عامر
ابن ربیعہ ان عمر بن الخطاب خرج الى
الشام فلما جاء سرخس بلغه ان الدبا قد
وقعت بالشام فابخره عبد الرحمن بن عوف
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
اذا سمعتم بہ بارض فلا تقدّموا
علیہ و اذا وقع وانتم بہا فلا
تخرجوا فراراً منه فرجع عمر بن
الخطاب من سرخس مالک عن ابن شہاب
عن سالم بن عبد اللہ ان عمر بن الخطاب
اتارجع بالناس عن حدیث عبد الرحمن
ابن عوف مالک ان قال بلغه ان عمر بن الخطاب
قال لَبِيتُ بِرَكِيَّةٍ احبَّ الیَّ من عشرة
ابیات بالشام قال مالک یرید لطلول
الاعمار والبقار ولشدّة الوباء بالشام مالک
عن زید بن اُنیسہ عن عبد الحمید بن عبد الرحمن
ابن زید بن الخطاب ان اخبره عن مسلم بن یسار
الجہنی ان عمر بن الخطاب سئل عن هذه
الآية **وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ**
مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

عہ اس لئے کہ دبا کبھی غلاب جاتی ہے اُس قوم پر تو ایسی جگہ جانا غلاب الہی پر جرات ہوگی اور اس کو حقیر جانا۔ راہ دبا۔ پھیلنے کی صورت میں عدم خوف
کا حکم تو وہ اس جیت سے ہے کہ مریضوں کے دل نہ ٹھٹھیں اور ان کے علاج کا سلسلہ ختم نہ ہو جائے ۱۲

وَأَشْهَدُ هُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتَ بِرَبِّكَ
قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ ۚ فَقَالَ عَمْرُ بْنُ
الْخَطَّابِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَسْتَلُّ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى خَلَقَ آدَمَ
ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِمِمْبِيَةٍ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذَرِيَّةً فَقَالَ
خَلَقْتُ لَهُوَ لَآءِ الْجَنَّةِ وَبَعَلُ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُونَ
ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذَرِيَّةً فَقَالَ
هُوَ لَآءِ النَّارِ وَبَعَلُ أَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُونَ فَقَالَ
رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَفِيمَ الْعَمَلُ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى
إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَمْلَهُ بَعْلُ
أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ
أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهُ بِهَ الْجَنَّةِ وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ
لِلنَّارِ اسْتَمْلَهُ بَعْلُ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى يَمُوتَ
عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهُ
بِهَ النَّارِ مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ
عَبْدِ الْأَعْلَى الْقَتَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ
ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا هُوَ
يُخَاطَبُ النَّاسَ بِالْحَجَابِيَّةِ إِذْ قَالَ فِي
خُطْبَتِهِ إِنَّ اللَّهَ يُفْضِلُ مَنْ يَشَاءُ
وَيَهْجُرُ مَنْ يَشَاءُ فَقَالَ قَسٌّ مِنْ
سُلَكِ الْقُسُوسِ مَا يَقُولُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ
قَالُوا يَقُولُ

کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب
دیا کیوں نہیں ہم (سب اس واقعہ کے) گواہ بنتے ہیں تاکہ تم لوگ
قیامت کے روزیوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس (توحید) سے محض
بے خبر تھے تو عمر بن الخطاب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ سے اس کے بارے میں پوچھا جا رہا تھا
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ
نے آدم کو پیدا کیا پھر اپنا دایاں ہاتھ اُس کی پشت پر پھیرا اور
اُس سے ذریت کو نکالا پھر کہا کہ میں اُن کو پیدا کیا جنت کے لئے
اور یہ عمل اہل جنت پر کاربند ہوں گے پھر اُس کی پشت پر ہاتھ
پھیرا اور اُس سے ذریت کو نکالا اور کہا کہ میں نے ان کو پیدا کیا نار
کے لئے اور یہ عمل اہل نار پر کاربند ہوں گے تو ایک شخص نے
کہا کہ یا رسول اللہ پھر عمل کس مرتبہ میں رہا۔ تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب بندے کو جنت
کے لئے پیدا کیا تو اس کو عمل اہل جنت پر کاربند کیا یہاں تک کہ
وہ اہل جنت کے اعمال میں سے کسی عمل پر مرے پھر وہ اس کو اس
عمل کے سبب سے جنت میں داخل کرے گا اور جب بندے کو نار
کے لئے پیدا کیا تو اس کو عمل اہل نار پر کاربند کیا یہاں تک کہ
وہ اہل نار کے اعمال میں سے کسی عمل پر مرے پھر وہ اُس کو اس
عمل کے سبب سے نار میں داخل کرے گا۔ محمدؐ نے کہا خبر دی ہم کو
ابو حنیفہؒ نے عبد اللہ بن ابی تیبی سے وہ اپنے باپ سے انھوں نے عمر
ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اس دوران میں کہ وہ حجابیہ میں لوگوں
کو خطبہ دے رہے تھے کہ انھوں نے اپنے خطبہ میں کہا کہ اللہ تعالیٰ
جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے
تو وہاں کے پادریوں میں سے ایک پادری نے (لوگوں سے پوچھا)
کہ امیر المؤمنینؒ کیا کہتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ

ان الله يُفَصِّلُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ
فَقَالَ بِمَكْشُوتٍ اللهُ أَهْدِلْ مَنْ أَنْ يُفَصِّلُ
أَحَدًا فَبَلَغَتْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
فَقَالَ بَلِ اللهُ أَهْدِيكَ وَأَهْدِيكَ لَوْلَا عَهْدُكَ
لَفَرَبْتُ عَنْكَ أَخْرَجَ الْإِمَامُ أَبُو الْقَاسِمِ
اسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ الْفَضْلِ الطَّلْحِيُّ فِي كِتَابِ الْحُجَّةِ
فِي بَيَانِ الْحُجَّةِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ
زَوْفَلٍ قَالَ لَمَّا قَدَّمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ الْجَاهِلِيَّةَ قَامَ يَخْطُبُ النَّاسَ وَ
عِنْدَهُ الْجَاهِلِيُّ كَيْتَرُ جَمٍّ لَهُ مَا يَقُولُ
عَمْرٌ فَلَمَّا قَالَ عَمْرٌ مَنْ يُفَصِّلُ
اللَّهُ فَلَا مَدَى كَذَلِكَ رَوَيْتُ فَلَمَّا قَالَ عَمْرٌ
يُفَصِّلُ اللهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ
تَفَصِّلُ الْجَاهِلِيُّ ثَوْبَهُ كَبِيَّةَ الْمُنْكَرِ لَذَلِكَ
فَقَالَ عَمْرٌ مَا يَقُولُ فَكَيْفَ هُوَ أَنْ يَذْكُرُوا
لَهُ الَّذِي عَنْهُ بَذَلِكَ ثُمَّ مَادَّ عَمْرٌ فَقَالَ ذَكَرَ
فَفَعَلَ الْجَاهِلِيُّ مِثْلَهَا فَقَالَ عَمْرٌ مَا
يَقُولُ فَقِيلَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَزْعُمُ أَنَّ
اللَّهُ لَا يُفَصِّلُ أَحَدًا فَقَالَ عَمْرٌ كَذِبَتْ
يَا عَدُوَّ اللَّهِ بَلِ اللهُ خَلَقَكَ وَهُوَ أَهْدِيكَ
وَهُوَ يَهْدِي خَلْقَ النَّارِ إِنْ شَاءَ أَمَّا وَاللَّهُ
لَوْلَا عَهْدُكَ لَفَرَبْتُ عَنْكَ إِنَّ اللَّهَ
عَزَّ وَجَلَّ حِينَ خَلَقَ أَحْلَقَ

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے تو اُس نے کہا کہ معاذ اللہ خدا آعدل (یعنی بہت انصاف کرنے والا ہے اور بالاتر ہے اس سے کہ وہ کسی کو گمراہ کرے۔ پھر یہ بات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا بلکہ اللہ ہی نے تجھے گمراہ کیا ہے۔ واللہ اگر تم سے عہد نہ ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا۔ اخذ کیا امام ابو القاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل الطلحی نے کتاب الحجۃ فی بیان الحجۃ میں، مروی ہے عبد اللہ بن الحارث بن زوفل سے کہا کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جابیہ میں تشریف لائے تو کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور ان کے پاس جاٹلیق تھا جو کہ ترجمہ کرتا جاتا تھا اس تقریر کا جو عمر پڑھتے تھے تو جب عمر نے کہا کہ جس کو اللہ گمراہ کرے اُس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جب عمر نے کہا "گمراہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے" تو جاٹلیق نے اپنا کپڑا جھٹکا اس بات کے منکر کی ہیئت کی طرح تو عمر نے کہا کہ یہ کیا کہتا ہے، تو لوگوں نے اس بات سے کراہت کی کہ آپ سے ذکر کریں کہ اس حکمت سے اُس کی مراد کیا تھی پھر عمر نے اعادہ کلام کیا تو پھر جاٹلیق نے وہی حرکت کی پھر عمر نے پوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے تو کہا گیا کہ اے امیر المؤمنین شیخ یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ نہ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ تو عمر نے فرمایا کہ اے خدا کے دشمن! تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ تجھے اللہ ہی نے پیدا کیا اور اسی نے تجھے گمراہ کیا اور وہی انشاء اللہ تعالیٰ تجھے نار میں داخل کرے گا۔ واللہ اگر تیرے ساتھ عہد نہ ہو چکا ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا۔ بیشک اللہ عزوجل نے جب مخلوق کو پیدا کیا

عہ جاٹلیق بٹا کے فخر کے ساتھ بمبئی تیس نصاب جو انطاکیہ کے بطریق کا ماتحت ہوتا تھا۔ جاٹلیق کے ماتحت کو مطران کہتے تھے۔ پھر مطران کے ماتحت ہر شہر میں اسقف ہوتے تھے اور اسقف کے ماتحت قیسس ہوتے تھے اور قیسس کے ماتحت شماس ہوتے تھے ۱۲

خلق اہل الجنۃ و ما ہم عالمون و خلق اہل النار و ما یعملون ثم قال ہولاء ہذہ و ہولاء ہذہ فقال عبد اللہ بن الحارث فتفرق الناس و ہم لا یختلفون فی القدر و اخرج ایضاً عن سعید بن المسیب قال قام عمر بن الخطاب فی الناس فقال ایہا الناس ألا ان اصحاب الرأے اعداء السنۃ اعیہم الاحادیث ان یفعلوا و یتفکروا منہم ان یعلموا و استحبوا اذا سألہم الناس ان یقولوا لا ندر فغانہ و السنن برآہم فضلوہ و اضموا کثیراً الذی انفس عمر بیدہ ما قبض اللہ نبیہ ولا رخص الوحی عنہم حتی اغناہم عن الرأے و لو کان الذین یؤخذ بالرأے لکان اسفل الخف احق بالمسح من ظہرہ فایاک و ایامہم و اخرج عن عامر بن سعد عن ابیہ قال وقف عمر بن الخطاب بالجابیۃ فقال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینا فقال من اراد بحبۃ الجنۃ فعلیہ بالجمافۃ فان الشیطان مع الفتر قال اہل اللغۃ بحبۃ الجنۃ و سہل و الفذر الفرد و قال ابو القاسم تعلیقاً

تو اہل جنت کو پیدا کیا اور ان اعمال کو جو وہ کرتے ہیں اور پیدا کیا اہل نار کو اور ان اعمال کو جو وہ کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ سب اس کے لئے اور یہ سب اس کے لئے۔ پھر کہا عبد اللہ بن الحارث نے کہ اس کے بعد لوگ متفرق ہو گئے اور وہ قدر میں اختلاف نہیں کرتے تھے۔ اور نیز روایت کیا سعید بن المسیب سے کہا کہ عمر بن الخطاب لوگوں میں کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے لوگو یاد رکھو کہ اصحاب رستے (یعنی آفتاب نبوت کی روشنی کو چھو کر اپنی عقل کے چراغ سے دیکھنے والے) سنت کے دشمن ہیں عاجز کر دیا ان کو احادیث نے کہ وہ ان کو حفظ کرتے اور چھوٹ گئیں ان سے کہ وہ ان کو اپنی یاد میں قائم رکھتے اور جب ان سے لوگ (کوئی مسئلہ) پوچھتے ہیں تو وہ یہ کہنے سے شرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے تو یہ لوگ اپنی رستے سے (مسئلوں کے جواب دے کر) سنت کے ساتھ دشمنی کرنے لگے تو گمراہ ہوئے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے کہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو وفات نہیں دی اور نہ ان سے وحی کو مرتفع کیا جب تک کہ ان کو رستے سے مستغنی نہ کر دیا اور اگر دین رائے سے اخذ کیا جاتا تو موزے کا تلا مسح کے لئے زیادہ مناسب ہوتا پر نسبت اوپر کے حصہ کے تو تھلے لئے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں سے بچو۔ اور روایت کیا عامر بن سعد سے انھوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے جابیہ میں (خطبہ کے لئے) کھڑے ہو کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ جو شخص وسط جنت میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہو اس کے اوپر جماعت کے ساتھ رہنا لازم ہے کیونکہ اکیلے کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ کہا اہل لغت نے کہ بحبۃ الجنۃ کے معنی ہیں وسط جنت اور فذر، اکیلا۔ اور کہا ابو القاسم نے تعلیقاً کہ عمرؓ بن

الخطاب نے منبر پر فرمایا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اور روایت اخذ کی حسن سے کہا کہ ایک اعرابی آیا عمرؓ کے پاس اور بولا کہ اے امیر المؤمنین مجھے دین سکھاؤ۔ فرمایا کہ (دین یہ ہے کہ) تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز کو قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور بیت اللہ کا حج کرے اور رمضان میں روزے رکھے اور حج پر لازم ہے (دین کی بات) علانیہ کرنا اور چھپ کر کرنے سے بچ اور ہر ایسی (دین کی بات) چھپ کر کرنے سے، جس (کے اظہار) سے تجھے شرم آتی ہو۔ پھر اگر اس حال میں تو اللہ سے لے تو کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حکم عمرؓ نے دیا تھا۔ اور روایت کی عمرو بن میمون سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اور روایت کی ابی شہم سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس وقت تیرا کیا حال ہو گا جب تو چار ہاتھ (بسی) اور دو ہاتھ (دگری) زمین میں دفن ہو گا اور تو منکیر اور نکیر کو دیکھے گا۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ اور منکرو نکیر کیا ہیں؟ تو فرمایا کہ قبر کے دو امتحان لینے والے ہیں زمین کو اپنے دانتوں سے کھود ڈالتے ہیں اور اپنے دروازے بالوں میں چلتے ہیں اُن دونوں کی آوازیں گرجنے والے رعد کی مانند ہیں اور ان کی نگاہیں چکنے والی بجلی جیسی، اُن دونوں کے پاس (کتاب بھاری) ہتھوڑا (دیا گرز) ہو گا کہ اگر تمام اہل جہنم اکٹھے ہو کر اٹھائیں تو اُس کو نہ اٹھا سکیں۔ اور اس کا اٹھانا اہل جہنم اس میرے عصا سے بھی زیادہ آسان ہے۔ کہا کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ اور میں اپنے اسی حال پر ہو گا فرمایا کہ ہاں میں نے کہا کہ پھر تو آپ کی طرف سے میں اُن سے نبٹ لوں گا۔ اور روایت کیا طارق بن شہاب سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہ فرمایا

قال عمر بن الخطاب على المنبر ان هذا القرآن كلام الله واخرج عن الحسن قال جابر اعلب لى عمر فقال يا امير المؤمنين علكنى الدين قال تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وتقيم الصلوة وتوتى الزكوة وتجت بيت وتصوم رمضان و عليك بالعلانية و اياك و اليسر و كل ما تسجي منه فان كان لقيت الله فقل امرت بهذا عمر واخرج عن عمرو بن ميمون عن عمر بن الخطاب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يتعوذ من عذاب القبر واخرج عن ابى شهم عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف انت اذا كنت فى اربعة اذرع فى ذراعين و رايت منكرا و نكيرا قال قلت يا رسول الله وامنكر و نكير قال فتانا القبر يمشيان الارض بانباهما ويطعان فى اشعارهما اصواتهما يروند وروايت عن عبد الله بن رازى ^{ابن} كماله عد القاصيف و البصار بها كالبرق الخافط معها مزرية لو اجتمع عليها اهل منة لم يطيقوا رنهما هى اثير عليها من عصاى نده قال قلت يا رسول الله وامن على حالى نده قال نعم قلت اذا القىتهما واخرج عن طارق بن شهاب عن عمر بن الخطاب قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بُعِثَتْ دَاعِيَا
وَمُبَلِّغًا لَيْسَ إِلَهُ مِنْ إِلَهِ شَيْءٍ
وَخَلِقَ اِبْلِيسَ مَزِيْنًا وَاِيسَ اِلٰهٍ مِنْ اَهْلَالِ
شَيْءٍ وَ اَخْرَجَ عَنْ اَبِي هَرِيْرَةَ عَنْ عَمْرِ بْنِ
الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجَالِسُوا اَصْحَابَ الْقَدْرِ وَ
لَا تَقَاتِلُوهُمْ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ اَبِي اَسَاةٍ عَنْ اَبِي اَسَاةٍ عَنْ اَبِي
بَشِيْمٍ عَنْ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يُوْسُفَ
ابْنِ مِهْرَانَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَلَبْتُ
عَمْرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَ قَالَ بَشِيْمٌ مَرَّةً
خَطَبَنَا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنَهُ عَلَيْهِ فَذَكَرَ
الرَّحِمَ فَقَالَ لَا تُحَدِّثْ عَنْهُ فَاِنَّهُ حَدَّثَ
مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَجِمَ وَ رَجَمْنَا بَعْدَهُ وَ لَوْلَا
اَنْ يَقُوْلَ قَاتِلُوْنَ زَاوِجَ عَمْرِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ
مَالِيسَ مِنْهُ لَكُنْتُمْ فِي نَاحِيَةٍ مِنْ
الْمَصْحُفِ شَهِدَ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ
بَشِيْمٌ مَرَّةً وَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَ
فُلَانٌ وَ فُلَانٌ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَجِمَ وَ رَجَمْنَا مِنْ بَعْدِهِ وَ اِنَّ
سَيِّئُوْنَ مِنْ بَعْدِكُمْ قَوْمٌ يَكْذِبُوْنَ بِالْاِثْمِ
وَ بِالْجَالِ وَ بِالشَّفَاعَةِ وَ بِعَذَابِ الْقَبْرِ
وَ يَقُوْمُ يَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ بَعْدَمَا
اُفْتِحَتْ اَمَّا مَالِكٌ اَنْ بَلَغَهُ اَنَّ عَمْرَ
ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اِنِّي لَا اُحِبُّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں بھیجا گیا ہوں داعی اور
مبلیغ بنا کر میرے قبضہ میں ہدایت پر لانا کچھ نہیں اور ابلیس
پیدا کیا گیا مزین بنا کر کہ دنیا کی زینت دکھا کر اس پر فریفتہ کرنے
کی کوشش کرے اور اس کے قبضہ میں گمراہی کا کچھ اختیار نہیں
(ہدایت و ضلالت دونوں پر اللہ ہی کا اختیار ہے)۔ اور روایت
کیا ابو ہریرہؓ سے انھوں نے عمر بن الخطابؓ سے کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اصحاب قدر کے ساتھ ہمنشین نہ اختیار
کر دو (یعنی قدریہ گروہ کے لوگوں سے) اور نہ ان کے ساتھ آغاز کلام
کر و۔ احمد بن حنبلؓ کہا ہم سے حدیث بیان کی ہشیم نے، کہا کہ ہم
کو خبر دی علی بن زید نے یوسف بن مہران سے انھوں نے ابن
عباسؓ سے کہا کہ خطبہ دیا عمر بن الخطابؓ نے اور ہشیم نے
ایک مرتبہ یوں کہا کہ خطبہ دیا ہم کو پھر اللہ کی حمد اور اس کی شامی
پھر رجم کا ذکر کیا اور کہا کہ تم اس کے بارے میں دھوکے میں نہ پڑنا
کیونکہ وہ اللہ کی حدود میں سے ایک حد ہے۔ یاد رکھو کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم
کیا ہے اور اگر (یہ اندیشہ نہ ہوتا) کہ کہنے والے یہ کہیں گے کہ عمر بن
کتاب اللہ میں ایسی بات بڑھادی جو اس میں نہیں تھی تو میں
مصحف کے کسی جانب میں یہ لکھ دیتا کہ اس بات کا گواہ عمر بن
الخطابؓ ہے۔ اور ہشیم نے ایک مرتبہ کہا اور عبدالرحمن بن عوف اور
فلان و فلان کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور ہم
نے بھی ان کے بعد رجم کیا اور تمہارے بعد عنقریب ایسی قوم
ہوگی جو مجھلاتیں گے رجم کو اور دجال (کے ظہور) کو اور شفاعت
کو اور عذاب قبر کو اور اس قوم کے وجود کو جو جہنم سے نکلیں گے
بعد اس کے کہ وہ بے چارے ہوں گے۔ مالکؓ یہ کہ ان کو یہ خبر
پہنچی کہ عمر بن الخطابؓ نے کہا کہ میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ

کہ قاری کو سفید کپڑے پہنے ہوتے دیکھوں۔ مالکؒ ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی سے وہ ابن سیرین سے، کہا کہ فرمایا عمر بن الخطابؓ نے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تم پر وسعت کر دی ہے تو تم بھی اپنے نفسوں پر وسعت کرو چاہیے کہ آدمی اپنے اوپر دھردری کپڑے جمع کرے (یعنی پہنے)۔ مالکؒ اسحق بن ابی طلحہ سے انھوں نے کہا کہ انسؓ ابن مالکؒ نے کہا کہ میں نے عمر بن الخطابؓ کو دیکھا اور وہ اس زمانہ میں امیر المؤمنین تھے اس حال میں کہ انھوں نے اپنے مونڈنے کے درمیان اوپر تلے تین پیوند لگا رکھے تھے۔ مالکؒ ناغہ سے وہ عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ عمر بن الخطابؓ نے دروازہ مسیجی کے قریب ایک جوڑا سیریزا دیکھا تو کہا کہ یا رسول اللہؐ اس کو آپ خریدو اور جمعہ کے دن پہن لیا کرتے اور ایسے موقع پر جب کہ باہر کے وفود آپ کے پاس آتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایسا شخص ہی پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان میں سے چند جوڑے آگئے تو ان میں سے ایک جوڑا آپ نے عمر بن الخطابؓ کو دیا تو عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ یہ آپ مجھے عطا فرما رہے ہیں حالانکہ عطار کے جوڑے کے بارے میں فرمایا تھا جو کچھ فرمایا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو اس لئے نہیں دیا کہ تم خود اس کو پہنو تو عمرؓ نے وہ اپنے ایک بھائی کو دیدیا جو مشرک تھا مکہ میں۔ مالکؒ یہ کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمر بن الخطابؓ اور علی بن ابی طالبؓ اور عثمانؓ ابن عفان سب کھڑے ہو کر پڑھتے تھے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ عمر بن الخطابؓ گھٹی کے ساتھ روٹی کھا رہے تھے تو آپ نے ایک شخص کو جو اہل بادیاہ میں سے تھا بلا لیا اس نے بے درپے لقمہ

اَن اَنْظُرَ اِلَى الْقَارِي ابِيضَ الثَّيَابِ مَالِكُ عَنْ اَيُّوبَ بْنِ اَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتَيَانِي عَنْ اَبْنِ سِيرِينَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِذَا دَخَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَادْبُوا عَلَى انْفُسِكُمْ مَجْعَ رَجُلٍ عَلَيْهِ ثِيَابٌ مَالِكُ عَنْ اسْحَقَ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ اِذَا قَالَ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَوْمُ مَدْيَنَةِ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَتَدْرَجُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بَرَقَةٌ ثَلَاثٌ كَبَدَ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ مَالِكُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سِيرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ اشْتَرَيْتُ هَذِهِ الْحُلَّةَ فَلَبَسْتُهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْوُفْدُ اِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا لِبَاسُ هَذِهِ مَنْ لَأَخْلَاقٍ لِي فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَّةٌ فَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَسَوْنِي بِهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةٍ بِي عَطَارٍ وَمَا قُلْتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَمْ اَتُكَلِّمُكُمْ لَتَلْبَسْنَهَا تَكَلَّمَا لَمْ عُمَرُ اَخْلَاهُ مَشْرُكَ بِلَكَّةٍ مَالِكُ اِذَا بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانُوا اِشْرَافَ قَبَائِلِ مَالِكُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْكُلُ خُبْزًا بِسَمْنٍ فَدَعَا رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَنَحَلَ يَأْكُلُ يَتَتَبَعُ بِاللَّقْمَةِ

عہ سین کے زیر اور باہر سختیانی کے زیر کے ساتھ ایک قسم کی مینی چادر کہ جس میں مذخوطو ریشمی دھاگے کے ملے ہوئے یا فاعل زرد ہوتی تھی ۴ مترم

وَصَحَّفَ الصَّحْفَةَ فَقَالَ لَا عَمْرٍَا كَانَتْ مُرَقَّطَةً
فَقَالَ وَاللَّهِ مَا أَكَلْتُ سَمْنًا وَلَا رَأَيْتُ
أَكَلًا مِثْلَهُ مَنْذُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ عُمَرُ لَا أَكُلُ السَّمْنَ
حَتَّى يَتَّخِذَ النَّاسُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُجِئُونُ
مَالِكٌ عَنْ اسْمَعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ وَهُوَ يَوْمُ سَدِّ يَطْرَحُ لَأَصَاحِبٍ مِنْ
مِثْرَ فَيَأْكُلُهُ حَتَّى يَأْكُلَ جُشْفًا مَالِكٌ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عُمَرَ قَالَ سَلَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
عَنِ الْبَحْرَاءِ فَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّ عَمْرًا
تَقْفَعِيَّ فَأَكُلُ مِنْهُ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى
ابْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ
أَيَاكُمْ وَاللَّحْمُ فَإِنَّ لَكُمْ ضِرَافَةً كَفَرَاةَ الْخَمْرِ
مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
أَدْرَكَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَمَعَهُ حَمَلُ اللَّحْمِ
فَقَالَ مَا هَذَا فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قُرْشًا
لِاللَّحْمِ فَاشْتَرَيْتُ بِدِرْهَمٍ لَحْمًا فَقَالَ
يَا زَيْدُ احْكُمْ أَنْ يَطْلُوَ بِلَنِّهِ عَنْ جَارِهِ
أَوْ ابْنِ عَمِّهِ أَوْ تَذِيبَ عَنْكَ بُرْهَ الْآيَةِ
أَذْهَبَ ثُمَّ طَبَّخَهُ فِي حَيَاتِهِ الدُّنْيَا
وَأَسْتَعْتَبَهُ بِهَا مَالِكٌ عَنْ اسْمَعِيلَ بْنِ

کھانے شروع کر دیتے اور پیالہ کو پٹ گیا تو اسے عمرؓ نے کہا
گو یا کہ تو بھوکا ہے تو اس نے کہا کہ واللہ میں نے اتنے اور اتنے
زمانہ سے کبھی نہیں کھایا اور نہ اُس کے ٹکے دیکھے تو عمرؓ نے کہا کہ
میں کبھی نہیں کھاؤں گا جب تک کہ لوگوں پر پہلے خوب بارش نہ ہو لے
(جس سے ان میں جان آجائے)۔ مالکؒ اسحق بن عبد اللہ بن ابی
طلحہ سے وہ انس بن مالک سے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا
اس حال میں کہ اس دن کہ اُن کے سامنے ایک صاع کھجور
ڈال دی جاتی تھی تو وہ اُس کو کھاتے تھے یہاں تک کہ ان میں
کے خراب دانوں کو بھی۔ مالکؒ عبد اللہ بن دینار سے وہ عبد
ابن عمرؓ سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب سے ٹیلوں کے
باغے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ میرے پاس ایک
تھیلا ہو جس میں سے ان کو کھاتا رہوں۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید
کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ بچہ گوشت پر (مدامت) سے
کہ اس کا بھی ایک چسکا (یعنی لت) ہے جیسا شراب کا چسکا ہوتا
ہے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جابر بن عبد
کو پایا اس حال میں کہ ان کے ساتھ ایک بوجھ (یعنی بندھا
ہوا پوٹلا) گوشت کا تھا تو فرمایا کہ یہ کیلے؟ تو اُنھوں نے
کہا کہ اے امیر المؤمنین ہمارا گوشت کو دل چاہا تو میں نے ایک
درہم کا گوشت خرید لیا تو فرمایا کہ تم میں کوئی یہ ارادہ نہیں
کر تا کہ اپنے پیٹ کو تہ کر رکھے اپنے پر وسی اور ابن عم کی خاطر
کیلے کہاں جاتی رہی تمھارے پاس سے یہ آیت اذْهَبْ
طَبَّخْهُ فِي حَيَاتِهِ الدُّنْيَا (۲۰: ۲۶) تم اپنی من بھائی چیزیں اپنی دنیوی
زندگی میں لے چکے اور ان کو خوب برت چکے مالکؒ اسحق بن

عہ بعض روایات میں سن کے بجائے سین ہے یعنی لا اکل لسنین تھے۔ نچا اناس میں اول ما یجئون کہ میں نے (چربی دار) گوشت اس وقت تک نہیں
جب تک لوگوں میں زندگی نہیں آگئی یعنی اچھی طرح بارش نہیں ہوتی ایسی پہلی بارش ہونے کے بعد کھاؤں گا۔ ۱۳ اشتیاق احمد عفی عنہ

عبداللہ بن ابی طلحہ سے وہ انس بن مالک سے کہ انھوں نے سنا
 عمر بن الخطاب سے اور ان کو ایک شخص نے سلام کیا تھا پھر
 انھوں نے سلام کا جواب دے کر اُس کے سوال کیا تھا کہ تم کیسے ہو
 تو اُس نے کہا کہ میں آپ کے سامنے اللہ کا شکر کرتا ہوں تو انھوں
 نے کہا جزاک اللہ یہی وہ بات ہے جو میں تم سے سننا چاہتا تھا۔
 مالک ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے اور انھوں نے اپنے میں کے
 ایک سے زیادہ علماء سے سنا کہ ابو موسیٰ اشعریؓ بے اور عمر بن
 الخطاب سے ملاقات کی اجازت طلب کی (جواب نہ ملا) تو تین
 مرتبہ اجازت طلب کر کے واپس ہوئے تو عمر بن الخطاب نے
 ان کے پیچھے آدمی بھیج کر بلایا اور کہا کہ کیا ہوا کہ تم اندر نہیں گئے
 تو ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ استیذان تین ہونے چاہئیں
 (یعنی تین مرتبہ اجازت مانگی جائے) پھر اگر تم کو اجازت دیدی
 جائے تو داخل ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ تو عمر بن الخطاب نے
 فرمایا کہ اس کو اور کون جانتا ہے۔ اگر تم کوئی ایسا شخص میرے
 پاس نہ لائے جو اس بات کو جانتا ہو تو میں تمھارے ساتھ ضرور
 ایسا اور ایسا کروں گا۔ تو ابو موسیٰؓ نکلے یہاں تک کہ انصار
 کی ایک مجلس میں پہنچے جو مسجد میں ہوتی تھی جس کو مجلس الانصار
 کہا جاتا تھا اور کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب کو خبر دی کہ میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ
 استیذان تین ہونے چاہئیں پھر اگر تم کو اجازت دیدی جائے تو
 داخل ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ تو انھوں نے کہا کہ اگر تو میرے پاس
 کوئی ایسا شخص نہ لائے گا جو یہ بات جانتا ہو تو میں تیرے ساتھ
 ضرور ایسا اور ایسا کروں گا تو اگر تم میں سے بھی کسی نے یہ ارشاد
 سنا ہو تو وہ اُن کے ساتھ میرے ساتھ ہے۔ ان بھوکے ابو سعید خدریؓ سے فرمایا
 کہ ان کے ساتھ جاؤ اور ابو سعیدؓ ان صبا میں چھوٹے تھے

عبداللہ بن ابی طلحہ عن انس بن مالک انہ
 سمع عمر بن الخطاب وسلم علیہ رجلٌ فردَّ
 علیہ سلام ثم سأل عمر الرجل کیف انت
 فقال احمد ایک اللہ فقال عمر جزاک اللہ
 ذلک الذی اردت منك مالک عن ربیعہ
 ابن ابی عبد الرحمن عن غیر واحد من علماء اہل
 ابا موسیٰ الاشعرے جاہ استاذن علی عمر
 ابن الخطاب فاستاذن ثلاثاً ثم رجع
 فارسل عمر بن الخطاب فی اثرہ فقال
 مالک لم تذخل فقال ابو موسیٰ الاشعرے
 سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یقول الاستیذان ثلاث فان اذن لك
 فادخل و الا فارجع فقال عمر بن الخطاب
 ومن یعلم ہذا لکن لم تأتني بمن یسلم
 ذلک لافعلن بک کذا و کذا فخرج
 ابو موسیٰ حتی جاہ مجلساً فی المسجد یقال
 مجلس الانصار فقال لے آخرت عمر
 ابن الخطاب اتی سمعت رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم یقول الاستیذان ثلاث
 فان اذن لك فادخل و الا فارجع
 فقال لکن لم تأتني بمن یسلم ہذا
 لافعلن بک کذا و کذا فان کان سمع
 ذلک احدکم فلیقم معی فقالوا
 لا بے سعید الخدریؓ ثم معہ و
 کان ابو سعید اصغرھم

وقام منہ فاجبر ذلک عمر بن الخطاب فقال
 عمر لا بی موسیٰ اما انی لم اُفجک وکنک
 خشیة ان یتَقَوَّلَ الناس علی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم مالم عن زید بن اسلم
 عن عطاء بن یسار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم ارسل الی عمر بن الخطاب بعطاء فردہ
 عمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم
 ردوہ فقال یارسول اللہ ایس قد اُخبرنا
 ان خیر الاحدنا ان لا یأخذ من احد شیاً
 فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اثم ذلک عن امتی فاما ما کان من غیر امتی
 فاذہ رزق یرزقک اللہ فقال عمر بن
 الخطاب اما الذی نفسہ بیدہ لا اسأل احد
 شیاً ولا یأتینہ شیء من غیر امتی الا
 اخذتہ مالک عن عبد اللہ بن ابی ملیک
 ان عمر بن الخطاب مر بامرأة مجذومة
 وہی تطوف بالبیت فقال لہا یا
 أمہ اللہ لا تؤذی الناس لو جلست
 فی بیتک فجلست فی بیتہا فمر بہا رجل
 بعد ذلک فقال لہا ان الذی
 کان نہاک قد مات فاخرجی فقال
 ما کنتم لا طیعہ حیاً واعصیہ
 میتاً مالک عن یحییٰ بن سیدان
 عمر بن الخطاب قال رجل
 ما اسک فقال جمرۃ

وہ اٹھ کر ان کے ساتھ ہوئے اور عمر بن الخطاب کو اس کی خبر
 دی۔ تو عمر بن نے ابو موسیٰ سے کہا سمجھ لو کہ میں نے تم کو مہتمم
 نہیں سمجھا تھا لیکن مجھے یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ (اس طرح) لوگ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹی باتیں منسوب نہ کرنے
 لگیں۔ مالک زید بن اسلم سے وہ عطاء بن یسار سے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب کے پاس کچھ مال
 بھیجا تو عمر بن نے اس کو واپس کر دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کو کیوں واپس کیا تو انہوں نے
 کہا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ نے ہم کو خبر نہیں دی تھی کہ ہم میں
 سے ہر ایک کیلئے یہ بہتر ہے کہ وہ کسی سے کچھ نہ لے تو ان سے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بات سوال کرنے سے متعلق
 تھی، رہی وہ چیز جو بغیر سوال کے آئے وہ ایک رزق ہے جو
 اللہ تعالیٰ تم کو عطا فرماتا ہے تو عمر بن الخطاب نے کہا اب
 قسم ہے اس ذات کی میرا نفس جس کے ہاتھ میں ہے میں کسی سے
 کسی شے کا سوال نہ کروں گا اور میرے پاس بغیر مانگے کوئی چیز
 نہیں آئے گی مگر میں اس کو لے لوں گا۔ مالک عبد اللہ بن ابی
 ملیک سے کہ عمر بن الخطاب کا گزرا ایک کوڑھی عورت پر ہوا اس
 حال میں کہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی تو اس کے عمر بن نے
 کہا کہ اے اللہ کی بندی لوگوں کو تکلیف دے اچھا تھا کہ تو اپنے گھر میں بیٹھ جیتی، تو
 وہ اپنے گھر میں بیٹھ رہی تو اس کے بعد اس پر ایک شخص کا
 گزر ہوا اس نے اس عورت سے کہا کہ جس نے تجھے منع کیا تھا
 وہ مڑ چکا ہے اب نکلنے لگا۔ تو اس نے کہا کہ میں ایسی نہیں
 ہوں کہ وہ زندہ ہوں تو ان کی اطاعت کروں اور مر جائیں تو نافرمانی کروں
 مالک یحییٰ بن سعید سے کہ عمر بن الخطاب نے ایک شخص سے
 پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے؟ تو اس نے کہا جمرہ دجمرہ کے لغوی معنی

ہیں چنگاری، پوچھا کس کا بیٹا ہے تو اس نے کہا کہ شہاب کا بیٹا ہوں (شہاب کے معنی ہیں انکارا) پوچھا کس قبیلہ سے کہا خزیمہ سے (قبضہ کا ایک قبیلہ۔ اس کے لغوی معنی بھی جملے ہوتے کہیں) پوچھا کہ تیرا مسکن کہاں ہے۔ اس نے کہا خزیمہ الناریں (اس کے معنی ہیں آگ کی گرمی) پوچھا اس کا خاص مقام کونسا ہے تو اس نے کہا ذات لظہ (لفظ کے معنی ہیں آگ کا شعلہ) تو عمر نے کہا کہ اپنے گھروالوں کے پاس پہنچ کہ وہ جل گئے ہیں۔ راوی نے کہا کہ وہی ہو ابو عمر بن الخطاب نے کہا تھا۔ مالک، کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمر بن الخطاب نے عراق کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا تو ان سے کعب الاحبار نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اس طرف نہ جائیے کیونکہ دس میں سے نو حصہ سحر وہاں ہے اور فاسقین چنات ہیں اور وہاں عیسر العلاج بیماری بھی ہے۔ مالک، کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمر بن الخطاب کی ایک باندی تھی اس کو عمر بن الخطاب نے دیکھا اور اس نے آزاد عورتوں کی وضع اختیار کر رکھی تھی۔ پھر وہ اپنی بیٹی حفصہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ کیا میں تیرے بھائی کی کینز کو نہیں دیکھتا کہ وہ لوگوں کو گھورتی ہے اور اس نے آزاد عورتوں کی وضع بنا رکھی ہے اور عمر نے اس کو برا محسوس کیا۔ مالک، اسحق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے وہ سن بن مالک کہیں نے سنا عمر بن الخطاب کو اس حال میں کہ میں ان کے ساتھ نکلا تھا یہاں تک کہ وہ ایک ٹٹیں داخل ہوتے تو میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا اور میرے اور ان کے درمیان دیوار حائل تھی اور وہ باغ کے بیچ میں تھے کہ عمر خطاب کا بیٹا مؤمنین کا امیر! واہ وا، واہ وا!! اے خطاب کے بیٹے تجھے اللہ سے ڈرتے رہنا ہوگا ورنہ وہ تجھے ضرور عذاب دے گا۔ لغوی، عمر نے ایسے پانی سے وضو کیا جو ایک نصرانی عورت کے گھر سے نکلا تھا۔

قَالَ ابْنُ سَن قَالَ ابْنُ شِهَاب قَالَ
رَبَّنَّ قَالَ ابْنُ الْحَكَمِ قَالَ ابْنُ مَسْنَك
قَالَ بَحْرَةُ النَّارِ قَالَ بَابُهَا قَالَ بَدَات
لَطْلُ فَقَالَ عُمَرُ أُرِكَ اِهْلَكَ فَقَدْ امْتَرَتْ
قَالَ فَنَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ مَالِكُ
اِنَّ بَلَنَّهُ ابْنُ عُمَرَ ابْنُ الْخَطَّابِ ارَادَ الْخُرُوجَ
اِلَى الْعِرَاقِ فَقَالَ لَهُ كَعْبُ الْاَحْبَارِ
لَا تَخْرُجْ اِلَيْهَا يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَاِنَّ بِهَا
تَسْعَةَ اَعْشَارِ السَّحَرِ وَبِهَا فَسَقَةُ الْجَنِّ وَ
بِهَا دَاءُ الْعُضَالِ مَالِكُ اِنَّ بَلَنَّهُ ابْنُ اُمِّ
كَانَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ
رَأْمُ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ وَ قَدْ تَهَيَّأَتْ بِهَيْئَةٍ
الْحَارَّةِ فَدَعَلَ عَلَى ابْنَتِهِ حَفْصَةَ
فَقَالَ اَلَمْ اَرَا جَارِيَةَ اَخِيكَ تَجُوسُ النَّاسَ
وَقَدْ تَهَيَّأَتْ بِهَيْئَةِ الْحَارَّةِ وَ اَكْرَ ذَاكَ
عُمَرُ مَالِكُ عَنْ اسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
اَبِي طَلْحَةَ عَنْ اَنَسَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ
سَمِعْتُ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ وَ خَرَجْتُ مَعَهُ
حَتَّى دَخَلَ حَائِطًا فَسَمِعْتُهُ دُحُو يَقُولُ وَ يَمِينُ
وَبَيْنَهُ جِدَارٌ وَ هُوَ فِي جَوْفِ الْحَائِطِ
عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
نَحْنُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ لَسْتَ تَقِينُ
اللَّهُ اَوْ لِيَعْزُبَنَّكَ - الْبَغْوِيُّ تَوْضُحًا
عُمَرَ ابْنِ مَالِكٍ فِي

ترجمہ نصرانیہ

ابن عبّاس قال عمر بن الخطاب كلوا البُخَيْرَ
 ما يصنع اهل الكتاب البغوي قال عمرو
 ابن عباس الزكوة في الحلق واللبية
 وزاد عمرو ولا تعجلوا لانفس ان تزهد
 معناه لا تسكنها بعد ذبحها ما لم يفارقها
 الروح البغوي قال عمر بن الخطاب
 لا تسئلوا الدقيق فانه كدر طعام البغوي
 قال عمر عام الرادة لقد هممت ان
 ازل على اهل كل بيت مثل عديم
 فان الرجل لا يهلك على نصف ليلة
 البغوي وغيره عن ابن عمر خطب عمر
 ابن الخطاب على منبر رسول الله صلى
 الله عليه وسلم فقال انه قد نزل
 تحريم الخمر وهي من خمسة اشياء
 العنب والتمر والحنطة والشعير والعسل
 والخمر ما غامر العقل وثلاث ودوت ان
 رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يفارقنا حتى
 يعهد الينا عهد الجدة والكلاية والبواب
 من ابواب الربوا البغوي قال اساتين بن
 يزيد ان عمر قال اني وجدت من فلان
 رطل شراب فزعم انه شراب الطلاء و
 اناسا من عما شراب فان كان يسكر
 جلدته الحمد فجلده الحمد تا ما البغوي
 روى ان عمر بن الخطاب قال
 لا يشرب ميس ازاده الارض ابن اخ

بغوي، عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ اہل کتاب جو پیئر بناتے ہیں
 وہ کھاؤ۔ بغوی، کہا عمر بن اور ابن عباس نے کہ ذخ
 حلق اور دگدگی میں ہوتا ہے اور عمر نے یہ زیادہ کیا کہ جانوں
 کے ساتھ جلدی نہ کرو کہ وہ نکل جائیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ذبح
 کے بعد جب تک اس روح مفارقت نہ کر جائے اس کی کھال نہ
 اُتارو۔ بغوی، کہا عمر بن الخطاب نے آئے کو مت چھانو
 کیونکہ اس کا سب کا سب طعام (یعنی کھانے کی چیز ہے) بغوی،
 عمر نے کہا عام الرادة میں (ایک قحط کے سال کا نام) میں نے
 یہ عزم کیا ہے کہ آثاروں (یعنی ہمان بنادوں) ہر گھر والوں پر
 (قحط زدہ لوگوں کو) ان کے شمار کے برابر (کہ وہ اپنی آدمی
 خوراک ان کو کھلائیں) کیونکہ آدھا پیٹ بھرنے سے انسان
 ہلاک نہیں ہوتا۔ بخاری وغیرہ ابن عمر سے، عمر بن الخطاب
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ دیا اس میں
 فرمایا کہ خمر کی حرمت نازل ہو چکی ہے اور یہ پانچ چیزوں سے
 بنتی ہے انگور سے اور کھجور سے اور گیہوں سے اور جو سے اور تھل
 سے اور خمر وہ ہے جو عقل کو چھپا دے اور تین چیزیں ہیں کہ
 میری دلی رغبت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے
 جدا نہ ہوتے یہاں تک کہ ان کے مفصل حکم ہم کو دیدیتے جد
 اور کلاۃ اور چند ابواب سود کے ابواب میں سے۔ بغوی، اساتین
 ابن یزید نے کہا کہ عمر نے فرمایا کہ میں فلاں سے شراب کی بو
 محسوس کرتا ہوں اس کا دعویٰ یہ ہے کہ اس نے طلاء پہلے اور
 میں تحقیق کر رہا ہوں کہ اس نے کیا پہلے تو اگر اس کو نشہ ہو گیا
 تو میں حد میں اس کے کوڑے لگواؤں گا۔ چنانچہ اس کے پورے
 کوڑے لگوائے۔ بغوی، روایت کیا کہ عمر بن الخطاب نے ایک
 نوجوان سے جس کی گنگلی زمین سے چھو رہی تھی فرمایا کہ لے بھتیجے

ارفع ثوبک فانہ کنت لثوبک و انت لثوبک
 البغوی ان عمر امی علی رجل ثوباً معصراً
 فقال دعوا ہذا البزاقات للنساء اتجارے
 وغیرہ عن ابن الزبیر قال سمعت عمر بن
 الخطاب یقول قال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم لا تلبسوا الحریر فانہ من لبسہ فی
 الدنیا لم یمسہ فی الآخرة البغوی عن
 ابی عثمان النہدی یقول انا کتاب عمر
 ابن الخطاب ونحن باذریجان مع عتبة
 ابن فرقد اما بعد فان رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم بنی عن الحریر الا کذا و اشار
 بأصبعه السبابة والوسطی البغوی عن سويد
 ابن غفلة ان عمر بن الخطاب خطب بالجایة
 فقال بنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن
 لبس الحریر الا موضع اصبع اور اصبعین اولثلاث
 اور اربع وقال قتادة رخص عمر فی موضع مع
 واصبعین وثلاث واربع من اعلام الحریر البغوی
 عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای
 علی عمر قمیصاً ابیض فقال اجدید قمیصک
 ہذا ام غیل فقال جدید فقال لبس جدیداً و
 عیش حمیداً و مت شہیداً البغوی عن الحسن
 قال خطب عمر و ہو خلیفہ و علیہ ازار فیہ اثنا عشر
 رقعة البغوی عن ابی عثمان النہدی یقول انا
 کتاب عمر ونحن باذریجان مع عتبة بن فرقد
 اما بعد فانیزروا و ارتدوا و انتقلوا

اپنا کپڑا اُدسچا کر کہ ایسا کرنا کپڑے کی پاکیزگی کا سبب ہوگا اور اللہ
 سے تقویٰ کا موجب بھی۔ بقوی کہ عمرؓ نے ایک شخص کے بدن پر
 کسم میں رنگا ہوا کپڑا دیکھا تو فرمایا کہ اس سنگار کو عورتوں کے
 لئے چھوڑو۔ بخاری وغیرہ ابن الزبیر سے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب
 کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حریر
 (باریک ریشی کپڑا) نہ پہنو جو شخص اس کو دنیا میں پہنے لے گا
 وہ اس کو آخرت میں نہیں پہنے گا۔ بقوی، ابو عثمان ہندی
 کہتے ہیں کہ ہمارے پاس عتبه بن فرقد کی معرفت عمرؓ بن الخطاب
 کا خط آذربائیجان میں پہنچا (لکھا تھا)۔ اما بعد رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے حریر سے منع کیا ہے۔ بجز اس طرح کے اور اپنی کلمہ
 کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا۔ (یعنی اتنی دھاریوں
 کی اجازت ہے)۔ بقوی سويد بن غفله سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے
 جابیہ میں خطبہ دیا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 حریر کے پہننے سے منع فرمایا ہے مگر بقدر ایک یا دو انگلی یا تین
 یا چار انگلی کے (یعنی اتنی دھاری کی اجازت ہے)۔ اور کہا قتادہؓ
 نے کہ عمرؓ نے ریشی دھاریوں کی ایک انگلی یا دو یا تین یا چار انگلی
 رکھنے کی جگہ کے بقدر رخصت دی ہے۔ بقوی ابن عمرؓ سے کہی
 صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کے بدن پر سفید قمیص دیکھی تو پوچھا
 کہ یہ تمہاری قمیص اتنی ہے یا دھلی ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا کہ اتنی
 ہے تو فرمایا کہ نیا پہنو اور قابل تعریف زندگی بسر کرو اور شہادت
 کی موت مرو۔ بقوی حسنؓ سے، انھوں نے کہا کہ خطبہ دیا عمرؓ
 نے اور وہ خلیفہ تھے اور ان کے بدن پر جو گنگی تھی اس میں
 بارہ پیوند تھے۔ بقوی ابو عثمان ہندی سے، کہتے ہیں کہ ہمارے
 پاس عمرؓ کا ایک مکتوب پہنچا معرفت عتبه بن فرقد کے جب کہ ہم آذربائیجان
 میں تھے۔ اما بعد گنگی باندھا کر اور چادر اور چادر اور جو تپہ بنو

وَأَقْوَى الْخَفَافَ وَانْقَوَى السَّهْلَ وَيَلَاتِ وَمَلِكٌ
 بِلْبَاسٍ أَبْيَكِ اسْمَعِيلَ وَأَيَّامُكُمُ وَالْتَنَمُّ وَزِي
 الْعَجْمُ وَمَلِكٌ بِالْشَّمْسِ فَاتَهَا حَامٌ الْعَرَبِ وَ
 وَتَمَعْدُودًا وَآخْشَوْشُوا وَآخْشَوْشُوا
 اَخْلَوْ لِقَا وَاعْطُوا الرِّبَّ اسْتَيْتَا وَآخْشَوْ
 نَزَّ وَادَارُوا الْأَعْرَاجِينَ قَدْ رَوَى وَزِي
 عَلَى ظُحُورِ الْخَيْلِ نَزَّ وَادَارُوا اسْتَقْبَلُوا بُوَيْهَمَ
 الشَّمْسِ فَاتَهَا حَامَاتُ الْعَرَبِ قَوْلُهُ تَمَعْدُودًا
 قِيلَ هُوَ مِنَ التَّعْدُدِ بِمَعْنَى الْغُلْظِ يُقَالُ
 تَمَعْدُودًا إِذَا شَبَّ وَغُلْظٌ وَتَقِيلُ مَنَاةَ شَبَّو
 بَعِيشٌ مَعْدٌ وَكَانُوا أَهْلَ غُلْظٍ وَتَشَفَّ
 يَقُولُ كَوْنُوا مَشْلُومًا دَعَاوُ التَّعْمُّ وَزِي
 الْعَجْمُ وَآخْشَوْشُوا إِذَا الْخَشُونَةُ فِي
 الْمَلْبَسِ الْمَطْعَمِ قَوْلُهُ وَآخْشَوْشُوا بِالْبَاءِ
 هُوَ مِنَ التَّعْلَابَةِ يُقَالُ آخْشَوْشَ
 الرَّجُلُ إِذَا كَانَ صَلْبًا وَيُرْوَى بِالْبَيْمِ
 مِنَ الْجَشَبِ وَهِيَ الْخَشُونَةُ فِي الْمَطْعَمِ
 الْبَنُو عَنِ ابْنِ سِيرِينَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ
 الْخَطَّابَ رَأَى عَلَى رَجُلٍ خَاتَمًا مِنْ
 ذَهَبٍ فَأَمَرَهُ أَنْ يُلْقِيَهُ فَقَالَ
 زِيَادُ بْنُ أَبِي امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ خَاتَمِي مِنْ
 حَدِيدٍ قَالَ ذَاكَ أَتَمُّنُجٌ وَانْتَنُ
 الْبَنُو عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَخَذَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور موزوں کو صاف رکھو اور پاجاموں کو صاف رکھو اور تمھارے
 لئے ضروری ہے اپنے باپ اسمعیل کا لباس اور بچو عجم کی عیاشی
 اور لباس کی ہیئت سے اور تم پر ضروری ہے دھوپ کھانا کہ
 دھوپ عرب کا حام ہے اور جفاکش رہو، موٹا بھوٹا (کپڑا اور
 کھانا) استعمال کرو اور سخت بنو اور سواری کو لازم رکھو۔ سواری
 کے جانوروں کو ان کا راتب دیتے رہو اور (دور زرش جسمانی کے
 لئے) کودا کرو اور تیر اندازی (کی مشق) کیا کرو و نشانوں کے اوپر
 اور ایک روایت میں ہے کہ گھوڑوں کی پیٹھ پر اچھل کر سوار
 ہو کر دو اور اپنے چہروں کو دھوپ کے سامنے رکھا کرو کہ وہ عرب
 کا حام ہے۔ اُن کا قول تَمَعْدُودًا کہا گیا ہے کہ وہ مشتق ہے
 تَمَعْدُودًا سے جس کے معنی غلظ یعنی موٹا ہونا ہے۔ کہا جاتا ہے
 تَمَعْدُودًا جب کہ جوان بفریہ ہو جاتے۔ اور کہا گیا کہ اس کے
 معنی یہ ہیں کہ مَعْدَد (بن عدنان) کی (جفاکش) زندگی کے ساتھ
 مشابہت رکھو اور یہ لوگ بہت مضبوطی اور قناعت والے
 تھے۔ کہتے ہیں کہ اُن کے جیسے بنو اور عیش پسندی اور عجم کے
 بھیس کو چھوڑو اور آخْشَوْشُوا میں خشونت سے لباس اور
 کھانے کی خشونت مراد ہے اور ان کا قول آخْشَوْشُوا بار
 کے ساتھ تو یہ صلابت (سختی) کے معنی میں ہے کہا جاتا ہے
 آخْشَوْشَ الرَّجُلُ جب کہ سخت ہو اور ایک روایت جیم
 سے ہے (یعنی آخْشَوْشُوا) جو جشب سے مشتق ہو گا جس کے
 معنی کھانے میں خشونت کے ہیں۔ بنو ابن سیرین سے کہ عمر
 ابن الخطاب نے ایک شخص کو سونے کی انگوٹھی پہنے ہوتے
 دیکھا تو اس کو حکم دیا کہ اس کو ڈال دے۔ تو زیاد نے کہا کہ اے
 امیر المؤمنین میری انگوٹھی لوہے کی ہے فرمایا کہ یہ بربود ہے اور
 مڑجاتی ہے۔ بنو ابن عمر سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خاتماً من ورق وکان فی یدہ ثم کان
بعد فی ید ابی بکر ثم کان بعد فی ید
عمر ثم کان بعد فی ید عثمان حتى وقع
بعد فی بیر اریس نقضہ محمد رسول اللہ
البنوے ان عمر بن الخطاب کان یطیب
بالمسک وروے انہ اؤصلے فی غسکہ
ان لا یقربوہ مسکاً وکان احسن یرہ
المسک للیت و لا یرہہ للیحی البنوے
سئل انس بن مالک ہل خضب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لم یشبہ
الشیب و لکن خضب ابو بکر بالحناء
والکتم و خضب عمر بالحناء البنوے
عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کان لا یتنور فاذا اکثر شعرہ خلطہ
وروے عن سعید عن قتادہ ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یتنور
ولا ابو بکر ولا عمر ولا عثمان البنوے
عن جبیر بن نفیر قال قرأت علینا کتاب
عمر بن الخطاب بالشانم ولا یدخل الرجل
الحمام الا بمیزر ولا تدخل
المرأة الا من سقم و اجعلوا
للنہ فی ثلثہ اشیاء الخلیل
والنساء و النضال البنوے قال
عمر بن الخطاب لرجل من النصارے
صنع لہ طعاماً بالشانم و دماہ

ایک چاندی کی انگوٹھی بنوائی وہ آپ کے ہاتھ میں رہا کرتی تھی
پھر آپ کے بعد ابو بکرؓ کے ہاتھ میں رہتی تھی پھر ان کے بعد عمرؓ
کے ہاتھ میں۔ پھر بعد میں عثمانؓ کے ہاتھ میں رہی۔ یہاں تک
کہ پھر بعد کچھ زمانہ کے بیر اریس میں گر گئی۔ اُس کا نقش تھا
حق رسول اللہ۔ بنوویؒ، یہ کہ عمرؓ بن الخطاب مشک کی خوشبو
لگا با کرتے تھے۔ اور مروی ہے کہ انھوں نے اپنے غسل کے بعد
میں وصیت کی تھی کہ مشک ان کے قریب بھی نہ لائی جائے۔
اور حسنؓ مشک کو میت کے لئے مکروہ سمجھتے تھے اور زندہ کے
لئے مکروہ نہ سمجھتے تھے۔ بنوویؒ، انسؓ بن مالک سے پوچھا
گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا تو انھوں
نے کہا کہ ان میں (سفیدی کا) عیب پیدا نہیں کیا تھا بڑھاپے
نے۔ لیکن ابو بکرؓ نے ہندی اور سرمہ سے کیا اور عمرؓ نے
خضاب کیا ہندی سے۔ بنوویؒ انسؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نورے (یعنی چوڑے و ہر تال) کا استعمال (بال اُتارنے کے لئے)
نہیں کرتے تھے۔ جب بال زیادہ ہو جاتے تو آپؐ ان کو مونڈ
دیا کرتے تھے۔ اور روایت کیا گیا سعید سے وہ قتادہؓ سے کہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے نورے کا استعمال نہیں کیا اور نہ ابو بکرؓ
نے اور نہ عمرؓ نے اور نہ عثمانؓ نے۔ بنوویؒ جبیر بن نفیرؓ سے،
کہا کہ ہم کو شام میں عمرؓ بن الخطاب کا خط سنایا گیا جس میں
یہ ہدایات تھیں، اور کوئی شخص (احکام میں بغیر تہنید باند سے
داخل نہ ہو اور بغیر کسی بیماری (سے علاج کی وجہ) کے کوئی
عورت (احکام میں نہ داخل ہو۔ کھیل (دل لگی) تین چیزوں میں
(محدود) رکھو، گھوڑوں میں، عورتوں میں، تیر اندازی
میں۔ بنوویؒ عمرؓ بن الخطاب نے شام میں ایک عیسائی سے
جس نے ان کے لئے کھانا بنا کر ان کی دعوت کی تھی فرمایا کہ

ہم تھکے اگر جاؤں میں بوجہ اُن تصویروں کے داخل نہیں ہوتے جو اُن میں بنی ہوتی ہوتی ہیں۔ بقویؒ ایوب سے وہ نافعؓ سے کہا کہ عمرؓ کو یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمرؓ کی بیوی صفیہؓ نے اپنے گھر میں منقش پردہ یا کوئی اور ایسی ہی چیز لٹکائی ہے جو ہمتہؓ اُن کو عبداللہ بن عمرؓ نے دی ہے تو عمرؓ پہنچے اور ان کا یہ ارادہ تھا کہ اُس کو تار دیں تو اُن کو اس کی خبر مل گئی اور اُنھوں نے (عمرؓ کے پہنچنے سے پہلے ہی) اُس کو کھینچ لیا۔ بقویؒ روایت کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہؓ نے نکاح کیا اور عمرؓ کو اپنے گھر میں بلایا اور ان کے گھر میں اسی منقش چڑے کا پردہ لٹکا ہوا تھا تو عمرؓ نے کہا کہ اگر تم اس کی جگہ ایک کھبل لٹکادیتے تو وہ اس سے زیادہ غبار کو روکنے والا ہوتا۔ بقویؒ عمرؓ بن الخطاب سے ایک شخص نے اپنی بیوی کے مرض کا حال بیان کیا جو اس کو خون کے جاری ہونے کا لاحق ہو رہا تھا تو اُسے ایک شخص نے کہا کہ اگر میرے لئے اس عورت کے ساتھ وہ بات حلال ہوتی جو تیرے لئے ہے تو میں اس خون کو قطع کر دیتا تو عمرؓ نے کہا کہ کس چیز سے؟ تو اُس نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ ایک رگ ہے اُس کو اگر داخل دیدیا جائے تو یہ مرض جاتا رہے گا پھر وہ تندرست ہو جاتے گی تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو بند کرنے کی اور کوئی تدبیر نہیں ہے؟ اُس نے کہا کہ نہیں۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ اُس کو کپڑا اڑھاؤ اور اس مقام پر سے اُس کو پھاڑ دو جس کا یہ ارادہ کرتا ہے۔ اور اس نے اُس عورت کا علاج کیا۔ بقویؒ روایت کیا گیا ہے عمرؓ سے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ علم نجوم میں سے اتنا حصہ سیکھ لو جس کے ذریعہ سے قبلہ کو اور راستہ کو پہچان لو پھر رگ جاؤ (ختم کر دو)۔ بقویؒ عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا اما بعد میں تم کو اُن باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا تم کو قرآن نے حکم دیا اور ان باتوں

اَنَا لَا تَدْخُلُ كُنَّا مِنْ اَهْلِ الصُّوَرِ -
الَّتِي فِيهَا الْبُغُوعُ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ
نَافِعٍ قَالَ بَلَغَ عُمَرُ اَمْرًا صَفِيَّةَ امْرَاةَ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عَمْرِو سُرْتُ بِيوتَهَا بِتَرْوِيمِ اوغِيرَه
اَهْلَاهَا عَبْدُ اللَّهِ بِنِ عُمَرَ فَنَفَسَتْ عُمَرَ
هُوَ يُرِيدُ اَنْ يَكْتُمَكَ فَبَلَغَهُمْ فَنَزَعُوهُ الْبُغُوعُ
اَنْ صَفْوَانَ بِنِ اُمِّيَّةَ تَرْوِيحَ فَنَدَا عُمَرَ
ابْنَ الْخَطَّابِ لِيْ بَيْتِهِ وَاِذَا بَيْتُهُ قَدْ
سُتِرَ بِهَذِهِ الْاُدُومِ الْمَنْقُوشَةِ فَقَالَ
عُمَرُ لَوْ كُنْتُمْ جَعَلْتُمْ مَكَانَ اِهْذَا مُسَوِّحًا كَانَ
اَحْمَلُ لِلْغُبَارِ مِنْ اِهْذَا الْبُغُوعِ اَنْ عُمَرَ
ابْنَ الْخَطَّابِ شَكَا اِلَيْهِ رَجُلًا مَا تَلَقَّ
امْرَاةً لَمْ مِنْ اِهْرَاقَةِ الدَّمِ فَقَالَ رَجُلٌ
لَوْ كَانَ يَحْمِلُ لِيْ مِنْهَا مَا يَحْمِلُ كَلْتُ
لَقَطَعْتُهُ فَقَالَ عُمَرُ بَايَ شَيْءٍ فَقَالَ
هُوَ ذَا عَرْنِي فَلَكَ كَوِيْ ذَمِيْ فَبَرَأَتْ فَقَالَ
عُمَرُ لَا يَذَمُّهُ غَيْرُهُ قَالَ لَا قَالَ عُمَرَ
الْبَسُوْهُ ثَوْبًا وَشَقُّوْهُ الْمَوْضِعَ الَّذِي
يُرِيدُ وَحَاجَبُهَا الْبُغُوعُ رَوَى عَنْ
عُمَرَ اَنْ قَالَ تَعَلَّمُوْا مِنَ النُّجُومِ
مَاتَرَفُونَ بِهَ الْقَبْلَةِ وَالطَّرِيقِ ثُمَّ
اَمَرَكُوْا الْبُغُوعَ كَتَبَ عُمَرَ لِيْ
اَبِيْ مُوسَى الْاَشْعَرِيْ اَمَّا بَعْدُ فَاَنْتِ
اَمْرُكُمْ بِمَا اَمَرَكُمْ بِهَ الْقُرْآنُ
وَاَنْهَائُمْ

عما فہم عنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و
 آمرکم بالتباع الفقیہ والسنة والتقیہ
 فی العربیۃ واذارایہ احکم رویا
 فقصہا علیٰ اخیہ فلیقل خیرا لنا و
 شرًا لا ادرانا البغوی عن قتادة قال
 جاء رجل الی عمر بن الخطاب فقال
 انی رأیت کاتی اغشبت ثم اجدت
 فقال عمر انت رجل تؤمن ثم
 تکفر ثم تموت کافرًا فقال الرجل
 لم ادر شیئًا فقال عمر قد قضی
 کت ما قضی لصاحب یوسف البغوی
 قال ایوب عن نافع اوغیرہ قال
 کان عمال عمر اذا کتبوا الیہ یدوا
 بانفسہم قال وحدث کتابا من
 النعمان بن مقرن الی عبد اللہ امیر
 المؤمنین قال زیاد ما کان ہولاء الا
 الاعراب البغوی عن تمیم بن سلمہ
 قال لما قدم عمر الشام استقبلہ
 ابو عبیدہ بن الجراح فآخذ
 بیدہ فقبلہا قال تمیم کانوا
 یرون انہا
 سنۃ

سے منع کرتا ہوں جن سے تم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے اور
 میں تم کو فقیہ اور سنت کے اتباع کا اور عربیت میں سمجھ پیدا کرنے کا
 حکم دیتا ہوں اور جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے پھر اس کو
 اپنے بھائی سے بیان کرے تو چاہیے کہ وہ یہ کہے کہ یہ ہمارے لئے
 اچھا ہے اور ہمارے دشمنوں کے لئے بُرا ہے۔ بغوی ۷ قتادہ ۷
 کہا کہ ایک شخص آیا عمر بن الخطاب کے پاس اور کہا کہ میں نے
 دیکھا کہ گویا میں صاحب گیارہ ہو گیا (یعنی میرے بدن پر خوب
 گھاس اگ آتی یا گھاس سے بھری ہوئی زمین میں پہنچ گیا)
 پھر مجھ پر خشک سالی آپڑی۔ تو عمر نے کہا تو ایسا شخص ہے
 جو ایمان رکھتا ہے پھر تو کافر ہو جاتے گا پھر مرے گا کافر ہو
 کی حالت میں۔ تو اُس شخص نے کہا کہ میں نے تو کچھ نہیں دیکھا
 تو عمر نے کہا کہ تیرے لئے فیصلہ ہو چکا جو فیصلہ ہوا تھا یوسف
 کے (قید خانہ کے) ساتھی کے لئے۔ بغوی ۷ کہا ایوب نے روایت
 ہے نافع ۷ وغیرہ سے کہا کہ عمر کے ماملوں کی عادت تھی کہ
 جب اُن کی طرف بھیجنے کے لئے کوئی خط لکھتے تو اپنے نفوس کے
 خط کی ابتداء کرتے کہا کہ میں نے ایک خط اس طرح کا پایا من
 النعمان بن مقرن ۷ یہ خط نعمان بن مقرن کی طرف سے
 ہے، اللہ کے بندے امیر المؤمنین کے نام) زیاد نے کہا کہ ایسے لوگ
 اعراب ہی ہوتے تھے (اس طرف اشارہ کیا کہ ادب کے خلاف کرتے
 تھے)۔ بغوی ۷ تمیم بن سلمہ سے کہا کہ جب عمر شام تشریف لے گئے
 تو ابو عبیدہ بن الجراح نے ان کا استقبال کیا تو ان کا ہاتھ پکڑا
 پھر اس کو بوسہ دیا۔ تمیم نے کہا کہ اصحاب کی ریت یہ تھی کہ سینت ۷

عہ جو خیالات نفس ناطقہ بیداری میں مشاہدہ کرتا رہتا ہے وہ اس رویہ کے مرتبہ میں ہیں جو سونے کی حالت میں انسان دیکھتا ہے۔ وہ بیداری کے خواب جیسے
 ہیں جو سونے کے زمانہ کے خوابوں کی طرح قابل تاویل ہیں، قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام سے جب شاہی ساتھی اور باورچی نے اپنے اپنے رویا بیان کئے تو تعبیر
 کرنے کے بعد باورچی نے بھی اس کو اپنا خواب سونے سے انکار کیا تو یوسف نے فرمایا کہ اب اکلا لامال ہے قضی الامر الذیہ تستعینن قضی تعالیٰ یوسف سے اس کا اشارہ مقصود ہے ۱۱

بنوئی، کہا حمید بن زنجویہ نے کہ فرشتوں کے نام پر نام رکھنا مکروہ ہے مثل جبریل و میکائیل کے کیونکہ عمر بن الخطاب نے اس کو مکروہ قرار دیا اور صحابہؓ و تابعینؓ میں کسی کی نسبت ہمارے پاس کوئی ایسی روایت نہیں پہنچی کہ انھوں نے اپنی کسی اولاد کا نام ان میں سے کسی کے نام پر رکھا ہو۔ بنوئیؒ شعبیؒ سے وہ مسروقؒ سے کہا مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ مسروق کس کا بیٹا ہے۔ میں نے کہا کہ مسروق اجدد کا بیٹا۔ تو انھوں نے کہا کہ اجدد شیطان کا نام ہے تو مسروق ابن عبد الرحمن ہے۔ بنوئی، ایک شخص نے خطبہ دیا اور بہت بولا تو عمرؓ نے فرمایا کہ بہت سے خطبے شیطانی بیٹھ میں سے ہوتے ہیں۔ آپ نے اس شخص کو جو اپنے کلام میں سخن سازی کے درپے ہوتا ہے اپنے قول میں سچ اور جھوٹ کی پروا نہیں کرتا اس کو شیطان سے تشبیہ دی۔ بنوئی عمر رضی اللہ عنہ نصیب اور حدی اور اس طرح کی باتوں کا انکار نہیں کرتے تھے یہ اونٹ کو مست کرنے والے گاؤں کے نام ہیں) یہ اس مضمون کا آخر ہے جس کو اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر آسان کر دیا امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا مسلک مدون کرنے کے سلسلہ میں۔ اور قابل تعریف صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو اول بھی ہے اور آخر بھی اور ظاہر بھی ہے اور باطن بھی وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین :

البنوے قال حمید بن زنجویہ یہ التسمیٰ باباً۔
الملكۃ مثل جبریل و میکائیل لان عمر بن الخطاب قد ذکرہ۔ ذالک ولم یأتنا عن احد من الصحابة ولا التابعین اذ سمعنا ولدا باسم احدهم البنوے عن الشیبہ عن مسروق قال سألت عمر رضی اللہ عنہ مسروق ابن من قلت مسروق بن الاعدد قال الاعدد اسم شیطان انت مسروق بن عبد الرحمن البنوے ان رجلاً خطب فاکثر فقال عمر ان کثیراً من الخطب من شقاق شیطان شدة الذی یقینہ فی شقاقہ ^{وہو الذی یقول انہ یؤمن بالحدیث} فی کلامہ ولایالی بما قال من صدق او کذب بالشیطان البنوے کان عمر لایکرہ النصیب والحداء و نوحاً و اذاً آفرایکثر ^{وہو الذی یقول انہ یؤمن بالحدیث} اللہ تعالیٰ لنا من مدوین مذہب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی ہذہ الحالۃ والحمد للہ اولاً و آخراً وظاہراً و باطناً وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین :

ہر چند آنچہ نوشتیم مختصراً است یہ نسبت مذہب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اگر تتبع کتب

جو کچھ ہم نے لکھا ہے بہ نسبت مذہب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اگرچہ وہ نہایت مختصر ہے اور کتابوں میں کا حق تلاش و جستجو

عہ شقاق شیطان کی۔ اونٹ کے بڑھانے اور آواز کرنے کو شقاق کہتے ہیں اور اس کو تھڑے کو بھی شقاق کہتے ہیں جو کہ اونٹ اپنے منہ سے سستی اور جھلجھل کی خواہش کے وقت نکالتا ہے کہتے ہیں کہ یہ خاصہ عربی اونٹ کا ہے ۲ لغات الحدیث

بکار پریم و وثقت بران مزید شود و اگر تصحیح و
تسقیم روایات و ترمیم بعضی بر بعضی و بیان
انچه سلف دران باب تکلم کرده اند علی ما
یغنی بتقدیم رسانیم مجلدی ضخیم بهم رسد اینہم
در حالت راہنہ مستر نیست لیکن برائی اثبات
انچه در صدر مقالہ تقریر نمودیم کہ نسبت مجتہدین
با فاروق اعظم نہ مانند نسبت مجتہد منتسب
مطلق است با مجتہد مستقل و مذہب فاروق
اعظم بمنزلہ متن است و مذاہب اربعہ
بمنزلہ شروح الی غیر ذلک ما بسطنا فی
صدر المقالة کافی است دل خالی از تعصب
گوشش شنوای باید و بس چون این مبحث
بحمد اللہ حسن توفیقہ باتمام رسید مصلحت
آن نماید کہ دو نکتہ دیگر کہ باستقرار تمام
و از تتبع گوشہ شہلے سخن و فحوائی آثار
شناختہ ایم بآن ملحق کنیم۔

نکتہ اولی در زمان آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم مردمان در ہمہ احوال علوم چشم بر جمال
آنحضرت و گوش با آواز وی صلی اللہ علیہ وسلم
بودہ اند ہرچہ پیش می آمد از مصالح جہاد
و ہدایت و عقد جزیرہ و احکام فقہیہ و
علوم زہدیہ ہمہ ازان حضرت استفسار
می نمودند گویا ایوم از حکم مادر منظور آمدہ اند چہ
علوم رسمیت و تجربیت کہ پیش از
بعثت سید الرسل علیہ افضل الصلوٰۃ

کی جاتے تو اس پر دو وثقت کا اضافہ ہو جائے اور اگر روایات کی
صحت و تقم پر کلام کیا جاتے اور بعض روایت کو بعض ترمیم دینے
اور ان امور کے بیان کرنے پر بقدر مناسب اقدام کیا جاتے جن پر
سلف نے اس باب میں کلام کیا ہے تو ایک ضخیم جلد تیار ہو سکتی
ہے اور یہ سب کام کو نا اس حالت میں جس میں کہ ہم گرفتار ہیں
دشوار ہے لیکن اس بات کے ثابت کرنے کے لئے جس کی تقریر
ہم اس مقالہ کی ابتدا میں کر چکے ہیں کہ ائمہ مجتہدین کی نسبت
فاروق اعظم رکھے ساتھ وہ ہے جو مجتہد منتسب مطلق کی نسبت
ہوتی ہے مجتہد مستقل کے ساتھ اور فاروق اعظم نہ کا مذہب بمنزلہ
متن کے ہے اور مذاہب اربعہ اس کی شروح کے مرتبہ میں ہیں
اور دیگر امور جن کو ہم نے ابتدا مقالہ میں مفصل ذکر کیا ہے،
(جو کچھ ہم نے جمع کر دیا ہے) کافی ہو البتہ ایسا دل ہونا چاہیے جو
تعصب سے خالی ہو اور ایسے کان ہونے چاہئیں جو کُسنے
والے ہوں اور بس۔ جب یہ مبحث بحمد اللہ اُس کی حُسن توفیق
سے اتمام کو پہنچ گیا تو اب مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہم
اس کے ساتھ دو نکتے اور ملحق کر دیں جن کو ہم نے تمام احادیث
کے مجموعہ کو پیش نظر لا کر روایات کے گوشوں پر اور آثار کے انداز
کلام کو سامنے رکھ کر پہچانا ہے۔

نکتہ اولی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں علوم کی
تمام احوال میں لوگوں کی آنکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے جمال پر اور اُن کے کان آپ کی آواز پر لگے رہتے تھے
جو کچھ بھی پیش آتا تھا از قسم مصالح جہاد و مصالحت و عقد
جزیرہ و احکام فقہیہ و علوم تزکیہ نفس سب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے ہی پوچھتے تھے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے
ہیں کیا علوم رسمیت و تجربیت جو کہ حضرت سید الرسل علیہ افضل الصلوٰۃ

والتسلیمات معلوم ایشان بود ہمہ در سطوت فیوض نازلہ از جانب مدبر السموات والارض بجلت قدرہ متلاشی گشتہ در ہر باب غیر انتظار حکم حضرت مخبر صادق ولیفہ ایشان نبود چون نوبت خلافت خاصہ رسید شیخین در مجالس متقدّمہ تمیز و تفریق در منصب نبوت و منصب خلافت بیان نمودند و فی الجملہ طریق مشاورت در مسائل اجتہادیہ و تشیع احادیث از مظان آن کشادہ شد مہند ابوسعید خلیفہ بر چیزے مجال مخالفت نبود در جمیع این امور بشیر و مذر غیرت نہ بدون استیلا و رائی خلیفہ کار را مصمم نہ ساختند لہذا درین عصر اختلاف مذہب تشیع آرا واقع نشد ہمہ بر یک مذہب متفق و بر یک راہ مجتمع و آن مذہب خلیفہ و را ابوہریرہ روایت احادیث و فتوٰ دقضا و مواعظ مقصور بود در خلیفہ یا کہے کہ نائب خلیفہ باشد بامر او قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یقیم الا امیر او امور او مختار و قال عمرؓ فی الفتاۃ والقضاء ولّ حارّ صامن توّلے قارّ لم یچون نوبت خلافت حضرت مرتضیٰ رسید بحکم تقدیر الہی تفریق امت پدید آمد و اکثر بلدان از طاعت خلیفہ بر آمدند انگاہ حیرت گو نہ بعلماء و فقہاء۔

والتسلیمات کی بشت کے پہلے سے ان لوگوں کو معلوم تھے وہ سب مدبر السموات والارض بجلت قدرہ کی جانب سے نازل ہونے والے فیوض کے غلبہ و قہر میں نابود ہو گئے تھے۔ ان صاحبان کا ہر باب میں بجز اس کے کہ مخبر صادق کی بارگاہ سے صادر ہو نیولے حکم کا انتظار کریں کوئی اور معمول نہ تھا۔ جب خلافت خاصہ کی نوبت پہنچی تو شیخین نے متعدد مجالس میں منصب نبوت اور منصب خلافت میں تمیز اور تفریق بیان فرمائی اور مسائل اجتہادیہ میں مشاورت اور احادیث کے تتبع کی جہاں منطقہ اجتہاد موجود ہو راہ فی الجملہ کشادہ ہو گئی۔ اس کے بعد کسی چیز پر خلیفہ کے عزم کر لینے کے بعد کسی کو مخالفت کی مجال نہ تھی۔ ان تمام امور میں ادھر ادھر نہیں بھٹکتے تھے۔ خلیفہ کی رائے سے مطلع ہوتے بغیر کسی کام کو مصمم نہیں کرتے تھے اس لئے اس زمانے میں اختلاف مذہب اور آرائیں اختلاف واقع نہیں ہوا۔ سب لوگ ایک مذہب پر متفق اور ایک راہ پر مجتمع تھے اور وہ تھی خلیفہ کا مذہب اور اس کی رائے۔ احادیث کی روایت اور فتوٰ کا دینا مواعظ کا بیان کرنا محدود تھا خلیفہ میں یا جو اس کے حکم سے خلیفہ کا نائب ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وعظ و قہص کوئی شخص نہ کہے گا بجز تین کے، امیر ہو یا جس کو حکم دیا گیا ہو یا متکبر (اپنے کو عالم سمجھنے والا) اور عمرؓ نے فتاویٰ اور قضاء کے بارے میں فرمایا ولّ حارّ صامن توّلے قارّ ھا دیہ ارشاد حضرت ابن مسعودؓ سے ان کو فتاویٰ سے روکنے کے لئے فرمایا تھا کہ تکلیف کام ان ہی کے لئے چھوڑ دو جو اس سے راحت پانے والے ہیں) جب حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خلافت کی نوبت پہنچی تو تقدیر الہی کے حکم سے امت میں تفرق پیدا ہو گیا اور اکثر شہر خلیفہ کی اطاعت سے باہر ہو گئے۔ اس موقع پر علماء و فقہاء ایک گلا نہ مبتلا سے حیرت

روئے داد ہنوز انتظار داشتند کہ امروز وفردا غلات
مقتطعم گرد و چون ایام خلافت فاقہ بالکل متعوض
شد و خلافت عامہ بطور نمود و صورت اجتماع ہم
آمد و علماء در ہر بلد مشغول با فادہ شدند ابن
عباسؓ در مکہ فتویٰ میداد و حدیث روایت میکنند
تفسیر قرآن می نمایند و عائشہ صدیقہؓ و عبداللہ
ابن عمرؓ در مدینہ حدیث را روایت می نمایند و
یاران خاص و اولاد و اقارب ایشان از
ایشان اخذ فقہ می کنند و ابو ہریرہؓ اوقات خود
را بر انکشار روایت حدیث مصروف می سازد و
فقہائے مدینہ از دوسے یاد میگرداند ابو سعید خدری و
جابرؓ و غیر ایشان نیز علی قدر الحال روایت
می کنند و انسؓ و عمران بن حصینؓ در بصرہ و برادر
ابن عازبؓ بحدیث و اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ
بفقہ در کوفہ مشغول می شوند و عبداللہ بن عمرو
ابن العاص و ابو دردادہ و ابو امامہ باہلی و غیر ہم
در شام روایت می نمایند بالجملہ ہر ناحیہ صحابی یا
تابعی بمقام افادہ و رآمد و جامعہ بحکم اصحاب
کاتبون بایہم اقتدیتم اقتدیتم از دوسے اخذ
نمودند زیرا کہ تقدیم خلیفہ منصوب در فقہ بر
سائر فقہاء امت و در مقامات صوفیہ بر سائر صاحبز
امت مستم نمود و اشتغال خلیفہ با فادات نہ
چون اشتغال خلفاء پیشین بود بالجملہ درین ایام
اختلاف در فتاویٰ پیدا شد یکے را بر دیگرے
اطلاعت و اگر اطلاعت شدہ مذاکرہ

ہو گئے مگر پھر بھی وہ انتظار کرتے رہے کہ آج کل میں خلافت
منظم ہو جائے۔ جب ”خلافت فاقہ“ کے ایام بالکل متعوض
ہو گئے تو ”خلافت عامہ“ نے ظہور کیا اور اجتماع کی صورت بنی اور
علماء ہر شہر میں فائدہ رسانی میں مشغول ہو گئے۔ ابن عباسؓ
مکہ میں فتوے بھی دیتے تھے اور حدیث کی روایت اور تفسیر قرآن
بھی کرتے تھے اور عائشہ صدیقہؓ و عبداللہ بن عمرؓ مدینہ
میں حدیث کی روایت کرتے تھے اور ان کے یاران خاص اور اولاد
و اقارب ان سے فقہ اخذ کرتے تھے۔ اور ابو ہریرہؓ بکثرت روایت
حدیث پر اپنے اوقات کو مصروف رکھتے اور فقہاء مدینہ ان سے یاد
کرتے رہتے تھے۔ ابو سعید خدریؓ اور جابرؓ اور دیگر حضرات
بھی اپنے حال کے بقدر روایت کرتے تھے۔ اور انسؓ و عمران بن
حصینؓ بصرہ میں اور برادر بن عازبؓ حدیث میں اور عبداللہ بن
ابن مسعود کے اصحاب کوفہ میں فقہ کے ساتھ مشغول ہو گئے اور
عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اور ابو دردادہؓ اور ابو امامہ باہلیؓ
و غیر ہم شام میں روایت کرتے رہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر علاقہ
میں کوئی صحابیؓ یا تابعیؓ بمقام افادہ پر آئے اور ایک جماعت
نے بحکم اصحابی کا بنجوم بایہم اقتدیتم اقتدیتم ”میرے اصحاب
مثل ستاروں کے ہیں ان میں سے جس کی تم اقتداء کر لو گے ہر
یافتہ بن جاؤ گے“ ان سے اخذ کیا۔ کیونکہ خلیفہ منصوب کا جس
کو منصب خلافت پر متمکن کر دیا گیا ہو، فقہ میں تمام امت سے
پیش قدم ہونا اور مقامات صوفیہ میں تمام صاحبین امت پر
اس کا مقدم ہونا مسلم نہیں اور خلیفہ کا افادات میں مشغول ہونا
مثل پہلے خلفاء کے مشغول رہنے کے نہیں واقع ہوا۔ الفرض
ان ایام میں فتاویٰ میں اختلاف پیدا ہوا، ایک کو دوسرے
کی رائے کی اطلاعت نہیں ہوتی اور اگر اطلاعت ہوتی تو باہمی گفتگو کی

واقعہ نہ واگر مذکورہ بیان آمد از احادیث شہ و خروج
از مضیق اختلاف بقضائ اتفاق میسر نہ بسیار
از احادیث خبر واحد روایت فرد عن فرد ہم رسید
واگر تتبع کنی روایت علماء صحابہ کہ پیش از انقضائ
خلافت خامہ از عالم گزشتہ اند بغایت کم یاب
و جمعی کہ بعد ایام خلافت ماندہ اند ہرچہ روایت
کردہ اند بعد ایام خلافت خامہ روایت کردہ
اند حدیث بسیاہی ازین جماعہ مرسل است
واسطہ صحابی دیگر بہست مگر از جہت اختصار
راہ ارسال سپردہ اند لیکن مرسل صحابی حکم
متبصل دارد و آخر مسلم عن معاویہ بن ابی
سفیان قال علیکم من الاحادیث بامکان فی زبان
عمر بن الخطاب فان کان یخفی الناس فی
الشرع و جل ادکما قال و روی عن ابن مسعود
ان قال من کان مستنفا فلیستن بمن تد
مات فان اکتم لا یؤمن علیہ الفتنۃ
اولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کانوا افضل ہذہ الامۃ ابرۃ با قلوبہ و
اعقبا علماء و اقلہا تکلفا اختارہم اللہ
لصحبتہ نبیہ و لا قامۃ دینہ فاعرفوا
بہم فضلہم و اتبعوہم علی اثرہم و تمسکوا
بما استطعتم من افلاہم و سیرہم
فانہم کانوا علی البکر المستقیم و
معلوم است کہ ابن مسعود در آخر خلافت ذی
النورین از عالم فتنہ و قال الشافعی

نوبت نہ آئی۔ اور اگر مذکورہ کہ نوبت آئی بھی تو شبہ کا دغیہ اور
تنگنائے اختلاف سے فضائے اتفاق میں بنگلنا میسر نہ ہوا (ہر ایک
اپنی اپنی راہ پر قائم رہے)۔ خبر واحد کی قسم کی بہت سی احادیث
جن میں ایک فرد کی روایت ایک فرد سے ہے جمع ہو گئیں، اور اگر
تم جستجو کرو گے تو ایسے علماء صحابہؓ کی روایتیں جو کہ خلافتِ غامہ
کے منقطع ہونے سے پہلے دنیا سے رخصت ہو گئے بہت کم پائے
اور ان لوگوں نے جو کہ بعد ایامِ خلافت باقی رہے جو کچھ روایت
کیا ہے ایامِ خلافتِ خامہ کے بعد روایت کیا ہے۔ اس جماعت
کی بہت سی حدیثیں مرسل ہیں، دوسرے صحابی کا واسطہ بھی
ہے مگر بنا بر اختصار ارسال کی راہ اختیار کر لی لیکن صحابی کی
مرسل حدیث متبصل کا حکم رکھتی ہے۔ مسلم نے روایت کیا معاویہ بن
ابی سفیان سے کہ انھوں نے کہا کہ تمھیں ان احادیث کو لینا چاہیے
جو عمر بن الخطاب کی زبان کی ہیں کہ وہ لوگوں کو اللہ کا خوف
دلاتے بہتے تھے یا اور کسی طرح کہا۔ اور مروی ہے ابن مسعود
سے کہ انھوں نے کہا کہ جو شخص سنت کو اخذ کرنا چاہے تو چاہیے کہ
سنت کو اخذ کرے اُس سے جو مرجح ہے کیونکہ زندہ فتنہ میں مبتلا
ہونے سے محفوظ نہیں، وہ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو
اس امت کے سب سے افضل حضرات تھے۔ نیکی میں ان کے قلوب
بہت بڑھے ہوتے تھے ان کا علم سب سے گہرا تھا ان میں تکلف
سب سے کم تھا۔ ان کو اللہ نے اپنے نبیؐ کی صحبت اور اپنے دین
کی اقامت کے لئے چن لیا تھا تو ان کی فضیلت کو پہچانو اور ان
کے پیچھے پیچھے چلتے رہو اور جہاں تک ہو سکے ان کے اخلاق
اور ان کی سیرتوں کو دلیل بناتے رہو کیونکہ یہ وہ لوگ تھے
جو سیدھی راہ پر تھے اور یہ معلوم ہے کہ ابن مسعود ذی النورین
کی آخرِ خلافت میں دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ اور امام شافعیؒ

اذا حضرنا في التقليد فنقول الامة الجبر وعمر
وعثمان قال في القديم وعليه احب الينا
من قول غيرهم هر چند بمع صحابه مدول اندو
روایت ایشان مقبول و عمل بموجب آنچه
بروایت صدوق از ایشان ثابت شود لازم
اما در میان آنچه از حدیث و فقه در زمین فاروق
اعظم بود و آنچه بعد وی حادث شده فرق
باین السموات والارض است بلیت آسمان
نسبت بعرش آدم فرد و ورنه بس نیست پیش
خاک تو دو نکته ثانیه باستقرار تام معلوم شد که
فاروق اعظم نظر دقیق در تفریق میان احاد
که به تبلیغ شراعت و تکمیل افراد بشر تعلق دارد
از غیر آن مصروف می ساخت لهذا احادیث
شماثل آنحضرت صلی الله علیه وسلم و احادیث سنن
زوائد در لباس و عادات کمتر روایت میکرد و بدو
وجه یکی آنکه اینها از علوم تکلیفیه تشریعیه
نیست بحکم که چون اهتمام تام بر روایت آن بکار
برند بعضی اشیاء از سنن زوائد بسنن هدی
مشتبه گردد و یحتمل که شغل قوم باین احادیث
از شغل بشرات مانع آید دیگر آنکه جمعی که بشر
صحبت آنحضرت صلی الله علیه وسلم رسید بودند
در زبان فاروق اعظم بسیار بودند احتیاج بتعلیم
این اشیاء واقع نشد و اخرج الدارمی عن الشیخ
عن قرطه قال بعث عمر بن الخطاب رهبا
من الانصار الى الكوفة فبعثه معهم

نے کہا کہ جب ہم تقلید کو اختیار کریں گے تو ائمہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور
پہلے دور میں علیؓ کا نام بھی کہتے تھے، کے اقوال ہم کو زیادہ
محبوب ہیں دوسروں کے قول سے۔ ہر چند کہ تمام صحابہ مدول
ہیں اور ان کی روایتیں مقبول اور جو کچھ بروایت صدوق ان سے
ثابت ہوا اس پر عمل بھی لازم ہے مگر حدیث و فقه کے بارے میں
جو کچھ فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں ہو چکا ہے اس میں اور جو کچھ
ان کے بعد حادث ہوا اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بیت
آسمان نسبت بعرش الخ (ترجمہ) آسمان بہ نسبت عرش کے نیچا
ہے۔ ورنہ اس تودہ خاک (یعنی زمین) سے تو بہت بلند ہے۔
نکتہ ثانیہ۔ پورے غور و خوض سے معلوم ہوا کہ فاروق اعظم
ان احادیث کو جو تبلیغ احکام شرعہ اور افراد بشر کی تکمیل سے
تعلق رکھتی ہیں دوسری قسم کی احادیث سے جدا کرنے میں نظر
دقیق سے کام لیتے تھے لهذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شماثل
کی احادیث اور سنن زوائد کی احادیث جو لباس و عادات سے متعلق
ہیں کمتر روایت کرتے تھے و دو وجہ سے ایک یہ کہ یہ علوم تکلیفیه
شرعیہ میں سے نہیں ہیں، احتمال ہوتا ہے کہ جب ایسی روایتوں میں
پورا اہتمام عمل میں لایا گیا تو بعض اشیاء جو سنن زوائد میں
سے ہیں سنن ہدی سے مشتبه ہو جائیں گی۔ اور یہ احتمال بھی ہوتا
ہے کہ ان احادیث میں قوم کی مشغولیت شراعت کی مشغولیت
مانع ہو جائے گی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت سے مشرف ہوئے تھے وہ فاروق
اعظمؓ کے زمانہ میں بہت تھے ان اشیاء کی تعلیم کی حاجت
ہی واقع نہیں ہوتی۔ دارمی نے روایت کیا شعبی سے انھوں
نے قرطہ سے کہا کہ عمر بن الخطاب نے انصار کا ایک قافلہ کو فہ
کی طرف روانہ کیا اور مجھے بھی ان کے ساتھ بھیجا تھا تو عمرؓ نے

فَجَعَلَ يَمِينَهُ مَعْنَاهُ اِلَى ضَرَارٍ وَ ضَرَارٍ
 اَمْرٌ فِي طَرِيقِ كَلِمَةٍ فَجَعَلَ يَمِينُ الضَّرَارِ
 عَنْ رَجُلِيهِ ثُمَّ قَالَ اَنْتُمْ تَأْتُونَ الْكُفْرَ
 فَتَأْتُونَ قَوْمًا لَّهُمْ اَزْيُ بِالْقُرْآنِ يَا قَوْمِ
 فَيَقُولُونَ قَدِيمُ اصْحَابِ مُحَمَّدٍ نَبِيٍّ تَوَكَّمْ
 نَبِيًّا لَوْ كُنْكَ عَنْ الْحَدِيثِ فَأَقْلُوا الرِّوَايَةَ
 عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا
 شَرِيكُكُمْ قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ هُوَ الدَّارُ مَعْنَاهُ
 عَنْكَ الْحَدِيثُ عَنْ أَيَّامِ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لِسَنٍّ وَ
 الْفَرَأْنُ قُلْتُ وَالْأَوْجُ عَنِ انْ مَعْنَاهُ
 الْحَدِيثُ عَنْ الشَّامِلِ وَالْعَادَاتِ مَا
 لَمْ يَتَعَلَّقْ بِهِ حُكْمٌ شَرْعِيٌّ أَوْ مَعْنَاهُ
 الْحَدِيثُ عَلَى سَبِيلِ الظَّنِّ فَيَا لَمْ
 يَتَبَيَّنْ فِيهِ وَلَمْ يَتَجَمَّعْ فِي حَقِّهِ عَنْ
 التَّحْلِ أَوِ الْأَدَارِ وَهَيْجِينِ اِذَا فَارُوقِ اعْلَمُ
 اِهْتِمَامُ بِصِيغَةِ اَوْعِيَّةٍ مَوْقِفَةٍ بِاَوْقَاتٍ خَاصَّةٍ
 يَأْتِي مُسَبَّبَةً بِسَبَابٍ مَعْنِيَّةٍ كَمَثَرِ بَطْوَ اِنْجَامِيَّةٍ
 كَوِيَا مِيدَانَتِ كَمَا مَدَارِ فُضَائِلِ جَزْ اَيْنِ
 اَوْعِيَّةٍ اسْتِ يَعْنِي التَّجَا بِجَنَابِ قَدَسِ
 وَ تَوَجُّهُ بَاوٍ وَ نَشَارِ اَنْ تَوَكَّلِ اسْتِ
 وَ شُكْرٍ وَ سِاسِ بِرِ مَقَامَاتِ اَخْبَرِ
 اِبْدَاوَدِ عَنْ سَهْلِ بْنِ مَعَاذِ بْنِ
 عَنْ أَبِيهِ اَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

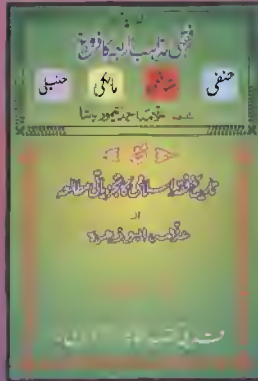
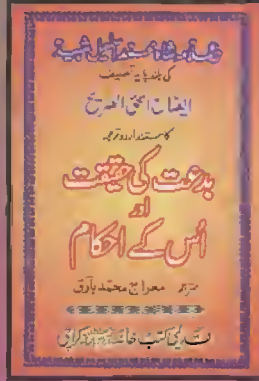
ہمارے ساتھ چلنا شروع کیا یہاں تک کہ ضرر آگئے اور ضرر ایک پانی
 ہے مکہ کے راستہ میں تو آپ نے اپنے دونوں پاؤں سے غبار جھاڑنا
 شروع کیا۔ پھر کہا کہ تم لوگ کو فہم پیچو گے اور ایسے لوگوں سے ملو گے
 جو (خشیت الہی سے) قرآن کو بھراتی ہوتی آواز سے پڑھنے والے
 ہوں گے۔ وہ تمہارے پاس آئیں گے اور آپس میں کہیں گے کہ اصحاب
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں تو وہ تمہارے پاس آکر تم
 سے حدیث کے بارے میں سوال کریں گے تو تم رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے روایتیں نقل کرنے میں کمی کرنا اور میں تمہارا شریک
 ہوں۔ ابو محمد یعنی داری نے کہا کہ میرے نزدیک اس کے (یعنی
 حدیث کے بارے میں سوال کرنے کے) یہ معنی ہیں کہ ایسی حدیث مراد
 ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں کے احوال سے تعلق
 رکھتی ہو نہ کہ سنن اور فرائض سے تعلق رکھنے والی۔ میں کہتا ہوں
 کہ بہتر توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایسی حدیث
 جو شامل (خصائل طبعی) اور عادات کے بارے میں ہو، جس سے
 کوئی شرعی حکم متعلق نہ ہو یا اس کے معنی ایسی حدیث کے ہیں
 جس میں جنگی حاصل نہ ہو اور پوری کوشش نہ کی گئی ہو اس کے
 حفظ میں اس کے حاصل ہونے کے وقت اور انداز بیان کے سمجھنے
 میں۔ اور اسی طرح فاروق اعظم سے ایسی دعاؤں کے مخصوص
 الفاظ کے اہتمام میں جو اوقات خاصہ کے ساتھ مخصوص ہیں
 یا اسباب معینہ میں سے کسی سبب کے ساتھ مُسَبَّب ہیں کَمَثَرِ
 کوشش ظہور میں آتی ہے۔ گویا وہ یہ جانتے تھے کہ فضائل کا مدار
 ان دعاؤں کے مغز پر ہے، یعنی بارگاہ اقدس میں التجا اور اس
 کی طرف توجہ اور اس کا نشاء توکل ہے اور شکر اور اللہ کی حمد
 کرنا مناسب مواقع پر۔ ابو داؤد نے روایت کیا سہل بن معاذ
 ابن انس سے، وہ اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا

مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
طَعَنَ هَذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ
قَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ غُفْرَةٍ لِي مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ لَبَسَ ثَوْبًا فَقَالَ الْحَمْدُ
لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ
مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ غُفْرَةٍ
لِي مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ يَسْ كُوبَا
فَارَوْقِ اعْظُمْ دَرْمِثِلَ ابْنِ حَيْثِ دَارِ
فَضِيلَتِ لُفْرٍ دَوْغَتِ بِسَبَبِ اسَابِ ابْنَةِ
وَإِذَا خَرَجْتَ اسَابِ اسَابِ اسَابِ اسَابِ
نَ خُصُوصِ اسَابِ اسَابِ اسَابِ اسَابِ
تَشْرِيعِ خُصُوصِيَةِ اسَابِ اسَابِ اسَابِ اسَابِ
اسَابِ اسَابِ اسَابِ اسَابِ اسَابِ اسَابِ
اسَابِ اسَابِ اسَابِ اسَابِ اسَابِ اسَابِ

الحمد لله على احسانه کہ آج بیوم چہار شنبہ مورخہ ۱۲ رمضان ۱۳۸۳ھ کو جلد ثالث ازالۃ الخفاء کے ترجمہ سے بمقام دیوبند فراغت ہوئی اور اسکے بعد جلد رابع شروع کر دی گئی۔ ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم و صلے اللہ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ



تَدْرِیْ کُتُبْ خَانَه - آراَم باغ - مقابل کراچی ۱۔



میدی کتب خانہ آرم باغ کراچی